ردِّ قادیانیت

رسائل

- حضرت مولانا سیّد علی الحائری لاہوری
- جناب سائیں آزاد قلندر حیدری قادری
- حکیم الاسلام حضرۃ مولانا قاری محمد طیب قاسمی
- حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی
- جناب بابو پیر بخش لاہوری صاحب
- مولانا ملک نظیر احسن بہاری
- جناب عبدالستار انصاری صاحب
- عالی جناب حضرۃ مولانا اللہ دتہ صاحب
- خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالویؒ
- جناب شیخ احمد حسین میرٹھی اور سیٹھ صاحب
- حضرت مولانا محمد مجتبٰی رازی رامپوری

احتسابِ قادیانیت

جلد ۴۵

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ' ملتان - فون : 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد پینتالیس (۴۵)

مصنفین : حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری
جناب سائیں آزاد قلندر حیدری قادری
حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی
حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی
جناب بابو پیر بخش لاہوری صاحب
مولانا ملک نظیر احسن بہاری
جناب عبدالستار انصاری صاحب
عالی جناب حضرت مولانا اللہ دتہ صاحب
خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالویؒ
جناب شیخ احمد حسین میرٹھی اور سحر صاحب
حضرت مولانا محمد مجتبیٰ رازی رامپوری

صفحات : ۵۶۸

قیمت : ۳۰۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : جولائی ۲۰۱۲ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست رسائل مشمولہ......احتساب قادیانیت جلد ۴۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

الحمدللّٰہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۰ امابعد!

لیجئے قارئین کرام! اللہ رب العزت کی توفیق وعنایت، فضل وکرم واحسان سے احتساب قادیانیت کی جلد پینتالیس (۴۵) پیش خدمت ہے۔

اس جلد میں جناب حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری، شیعہ رہنما، عالم دین، جنہیں شیعہ حضرات، حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین، صدرالمفسرین، سلطان المحدثین، محی الملۃ والدین، رئیس الشیعہ، مدارالشریعہ، نباض دہر، حکیم الامت الناجیہ، سرکار شریعت مدار، علامہ، قبلہ، مجتہد العصر والزمان جیسے القابات سے موسوم کرتے ہیں۔ جس سے یہ بات تو تقریباً طے سمجھی جاسکتی ہے کہ مولانا سید علی الحائری شیعہ حضرات کے نامور مذہبی سکالر تھے اور شیعہ حضرات میں ان کا مقام ومنصب یقیناً بلند تھا۔

چنانچہ ملعون قادیان مرزا قادیانی نے ''دافع البلاء'' نامی کتاب لکھی۔ جس میں سیدنا مسیح ابن مریم علیہما السلام اور سیدنا حسینؓ پر اپنی فضیلت ثابت کی۔ معاذاللہ!

مرزا قادیانی کی اس ملعونانہ جرأت اور احمقانہ جسارت، رذیل حرکت، خبیث شرارت پر شیعہ حضرات میں سے مولانا علی الحائری نے مرزا قادیانی کے خلاف اس کے زمانہ حیات میں کتابیں تحریر فرمائیں۔ مولانا علی الحائری کی پانچ کتابیں رد قادیانیت پر فقیر کے علم میں آئیں۔ ان میں سے:

۱/۱...... وسیلۃ المبتلاء لدفع البلاء: ۱۲؍صفر ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۳؍مئی ۱۹۰۲ء کو آپ نے تحریر فرمائی۔ اس کے سات صفحات تھے اور مفید عام پریس لاہور سے شائع ہوئی۔ اس میں موصوف نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور سیدنا حسینؓ کے حالات لکھ کر قادیانیوں کو دعوت دی کہ وہ سوچیں کہ ان مقدس حضرات کے عالی مقام سے ملعون قادیان کو کیا نسبت تھی؟ اس میں موصوف نے سیدنا حسینؓ کے حالات خالصتاً شیعہ نقطہ نظر سے تحریر کئے۔ اس لئے کہ مصنف خود شیعہ ہیں۔ لہٰذا مطالعہ کے وقت یہ بات پیش نظر رہے۔

۲/۲...... تبصرة العقلاء: یہ رسالہ بھی مولانا علی الحائری کا ہے۔اس کے ٹائٹل پر مصنف نے اس رسالہ کا تعارف تحریر کیا ہے:''بتائید رب جلیل یہ رسالہ مرزا قادیانی اور حضرت امام حسینؓ کے حالات کا قرآن مجید اور ملائکہ اور انبیاء سلف سے تقابل کر کے آنجناب (سیدنا حسینؓ) کی فضیلت کا ثبوت ہے۔'' یہ رسالہ چوالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ ۲؍ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ مطابق ۸؍جولائی ۱۹۰۲ء کو آپ نے مکمل کیا۔اس میں آپ نے خالصتاً شیعہ نقطہ نظر سے سیدنا حسینؓ کے مقام ومنصب کو بیان کیا۔ظاہر ہے کہ ان مباحث کا ہمارے موضوع ''احتساب قادیانیت'' سے تعلق نہ تھا۔ہاں! البتہ رسالہ ،ملعون قادیان کے رد میں لکھا گیا تھا۔اس لئے ردقادیانیت کا حصہ تو اس رسالہ سے ہم نے لے لیا۔جو شیعی نقطہ نظر تھا۔اسے حذف کر دیا گیا اور جہاں جہاں سے حذف کیا اس کے لئے علامتی نشان ...... یعنی نقطے ڈال دیئے۔غرض ۴۴ صفحات میں سے ۲۶ صفحات ہم نے لئے۔باقی کو ترک کر دیا۔جو حصہ لیا اس میں بھی شیعہ نقطہ نظر کی جھلک موجود ہے۔اس لئے کہ مصنف شیعہ ہے۔لیکن ردقادیانیت پر شیعہ حضرات کا موقف جاننے کے لئے اس رسالہ کو ملخصاً احتساب قادیانیت کی اس جلد میں لے لیا ہے۔

۳/۳...... مہدی موعود: یہ رسالہ بھی مولانا علی الحائری کا ہے۔یہ چوبیس صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ نے یہ رسالہ شعبان ۱۳۴۴ھ میں تحریر کیا۔گیلانی پریس لاہور سے خواجہ بک ایجنسی نے شائع کیا۔اس میں بھی سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق تمام شیعہ نقطہ نظر آپ نے تحریر کر کے ملعون قادیان کے دعویٰ مہدویت کو اس پر پرکھا ہے اور اسے خوب کذاب ودجال ثابت کیا ہے۔یہ رسالہ بھی خاصہ حذف کرنا پڑا کہ سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق شیعہ حضرات کا کیا موقف ہے؟ یہ ہمارے سلسلہ ''احتساب قادیانیت'' کا موضوع نہیں تھا۔اس لئے اسے حذف کیا۔ ۲۴ صفحات لئے۔ جہاں سے حذف کیا علامتی نشان ...... یعنی نقطے ڈال دیئے۔اس کے باوجود بعض چیزیں شیعہ نقطہ نظر کی بھی رہنے دی گئیں۔ورنہ مرزا قادیانی کی جو گرفت مصنف نے کی ہے وہ بالکل سمجھ نہ آتی۔یہ ناگزیر تھا۔اس کو گوارا کر لیا گیا۔

۴/۴...... مسیح موعود: یہ رسالہ بھی مولانا علی الحائری کا ہے۔اس کا تعارف خود مصنف نے ٹائٹل پر یہ دیا:''مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کا قرآن وحدیث سے مدلل ثبوت اور مرزائیوں کے مایۂ

ناز مسئلہ وفات مسیح کی مکمل تردید اور متعلقہ اعتراضوں کا مفصل فیصلہ۔“ یہ مکمل رسالہ من وعن لے لیا۔ خالصتاً حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر بحث ہے۔ ملعون قادیان کے دعویٰ مسیحیت کو بھی آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ کہیں معمولی ترمیم واضافہ شاید ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ البتہ یہ رسالہ مکمل احتساب قادیانیت کی اس جلد میں آ گیا ہے۔ مصنف نے مارچ ۱۹۲۶ء میں رسالہ شائع کیا تھا۔ یاد رہے کہ رد قادیانیت پر موصوف کی ایک کتاب ”غایۃ المقصود“ چہار حصص پر مشتمل ہے۔ وہ چونکہ مکمل فارسی میں ہے۔ بغیر ترجمہ اس کی اشاعت اور وہ بھی ضخیم کتاب کی، سمجھ نہ آئی کہ کیا کروں۔ اس لئے اس جلد میں اسے شامل نہیں کیا۔ خیال تھا کہ احتساب کی ایک مکمل جلد میں شیعہ حضرات اور خارجی حضرات کے رد قادیانیت پر رسائل کو جمع کروں گا۔ تاکہ رد قادیانیت کا یہ گوشہ بھی سامنے آ جائے۔ لیکن اتنی ”برکات“ شاید ایک جلد نہ برداشت کر پاتی۔ چنانچہ مولانا علی الحائری کے رسائل اس جلد میں جمع ہو جانے پر خوشی محسوس کرتا ہوں۔ باقی...... باقی!

⊕...... جناب سائیں آزاد قلندر حیدری قادری مقیم شاہی بھیرہ کے رہائشی تھے۔ ان کی پنجابی کی ایک نظم:

۵...... رگڑا مست قلندر دا: تھی جو ملک فتح محمد اعوان کے پاس خاطر کے لئے آپ نے تحریر فرمائی۔ اس کا قلمی نسخہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی مرکزی لائبریری میں موجود ہے۔ اسے احتساب قادیانیت کی اس جلد میں محفوظ کر رہے ہیں۔

ہمارے مخدوم محترم حضرت مولانا محمد رمضان علوی مرحوم جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ آپ کے پاس بھی یہ نظم تھی۔ آپ نے اسے حضرت حافظ محمد حنیف ندیم مرحوم (جو کسی زمانہ میں ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے مدیر تھے) کو بھجوائی جو ہفت روزہ میں شائع ہوئی۔ یاد پڑتا ہے کہ حضرت علوی مرحوم نے تحریر فرمایا کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بھیرہ کے گرد و نواح میں یہ نظم اتنی مشہور ہوئی کہ گلی کوچوں میں نوجوان ترنم سے گرد و درگرد و جمع ہو کر پڑھتے تو ایک خوبصورت ماحول بن جاتا۔ رسالہ میں تو شائع ہوئی۔ کتابی شکل میں پہلی بار یہ اس جلد کا حصہ بن رہی ہے۔ فلحمد لله تعالیٰ!

قلمی نسخہ جو مجلس کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے ٹائٹل پر فارسی کا یہ شعر بھی درج ہے:

محمدؐ رحمت اللعالمین است
و مرزا در کفر خانہ نشین است

۱/۶...... خاتم النبیین : یہ کتاب مخدوم العلماء حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کی تصنیف لطیف ہے۔ جنوری ۱۹۷۷ء کا ایڈیشن جو ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور نے شائع کیا تھا۔ اسے ہم نے احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس ایڈیشن میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارات کا ترجمہ حاشیہ میں دیا گیا تھا۔ جسے ہم نے اصل مقام پر ساتھ شامل کر کے حاشیہ سے ختم کر دیا۔ تاہم ترجمہ یا توضیحی حواشی کی عبارات کو بین القوسین کر دیا ہے۔ تا کہ امتیاز قائم رہے۔ کتاب کے ٹائیٹل پر یہ تعارف ناشر نے درج کیا تھا: ''یہ کتاب جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کے مخصوص کمالات کا ذات محمدی ﷺ میں بیک دم جمع ہونے کی بے مثال تفصیلات پیش کرتی ہے۔ اس کا مطالعہ آپ پر واضح کر دے گا کہ آدم علیہ السلام کی توبہ، نوح علیہ السلام کی استجابت، نار ابراہیم علیہ السلام کی گلزاری، یعقوب علیہ السلام کا گریہ، ایوب علیہ السلام کا صبر، موسیٰ علیہ السلام کا ید بیضاء اور عیسیٰ علیہ السلام کا احیاء موتی کس انداز سے ذات اقدس محمدی ﷺ میں ظاہر و جلوہ گر ہوا:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

قاری محمد طیبؒ قاسمی دارالعلوم دیوبند کے پون صدی مہتمم رہے۔ اپنے دور میں علوم مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صاحب کے آپ ترجمان و وارث تھے۔ ان کی کتاب پڑھ کر ہر قاری کا دل پکارے گا کہ آپ ﷺ ایسے باکمال خاتم النبیین کے بعد کسی اور کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اس لئے آپؐ کے بعد کوئی بھی دعویٰ نبوت کرے لاریب، کافر و دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

یہ کتاب ''خاتم النبیین'' حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ نے ۱۷ شعبان ۱۳۷۷ھ کو مکمل فرمائی تھی۔ گویا آج ۱۴۳۳ھ میں اس کتاب کی عمر چھپن سال ہوگئی ہے۔

۲/۷...... ختم نبوت سورۂ کوثر کی روشنی میں: ہمارے مخدوم، مخدوم العلماء، حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیبؒ کی ایک تقریر جس میں سورۂ کوثر سے مسئلہ ختم نبوت کا استنباط کیا گیا۔ جسے

دیوبند سے شائع کیا گیا۔ اس کا عکس صدیقی ٹرسٹ کراچی نے شائع کیا۔ جسے ہم احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

۸...... اہل قبلہ کی تحقیق (مرزائی جماعت کی اسلام سے بغاوت): یہ رسالہ حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبند کا مرتب کردہ ہے۔ آپ کی ایک کتاب ''مسلم پاکٹ بک'' ہم احتساب قادیانیت کی جلد ۲۰ میں شائع کر چکے ہیں۔ اس رسالہ کو اس کے ساتھ شامل ہونا چاہئے تھا۔ مگر اس وقت یہ رسالہ دستیاب نہ ہوا۔ اب ملا ہے تو احتساب کی اس جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

۹/۱...... مرزائیوں کے بیس سوالات کا جواب: مرزائیوں کے لاہوری گروپ کے مہنت محمد علی لاہوری نے مسلمانوں سے بیس سوالات کئے۔ جو دجل وتلبیس کا شاہکار تھے۔ بابو پیر بخش صاحب لاہوری، انجمن تائید الاسلام لاہور کے روح رواں نے ان کا جواب تحریر کیا۔ جو ماہوار رسالہ ''تائید الاسلام لاہور'' ج ۸ ش ۶، بابت جمادی الاوّل ۱۳۳۷ھ مطابق فروری ۱۹۱۹ء میں شائع ہوا۔ یہ مکمل رسالہ انہیں جوابات پر مشتمل تھا۔ سوائے چند آخری صفحات کے جو علماء دیوبند کی قادیانیوں سے شرائط مناظرہ ومباہلہ کے بارہ میں گفتگو چل رہی تھی۔ اس پر ایڈیٹر نے رسالہ میں نوٹ لکھا۔ اس بحث کو بھی ہم نے شامل کر دیا۔ گویا مکمل رسالہ تائید الاسلام لاہور فروری ۱۹۱۹ء اس جلد میں شامل ہے۔

بابو پیر بخش کے رد قادیانیت کے تمام رسالہ جات وکتب ہم احتساب قادیانیت کی جلد ۱۱،۱۲ میں شائع کر چکے ہیں۔ یہ رسالہ بھی انہی جلدوں میں آنا چاہئے تھا۔ لیکن بعد میں دستیاب ہوا۔ لہٰذا یہاں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

۱۰/۲...... خدمات مرزا: ماہنامہ تائید الاسلام لاہور میں ایک مضمون شائع ہوا۔ جس کی سرخیاں یہ تھیں۔ (۱) کیا کسی نبی کو ناجائز خوشامد کی ضرورت پڑسکتی ہے؟ (۲) پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی ٹوڈیت کا ثبوت اس مضمون کو ''خدمات مرزا'' کے نام پر انجمن دعوت اسلام سنہری مسجد لاہور نے شائع کیا۔ ہم ایڈیٹر رسالہ کے نام پر اسے شامل کررہے ہیں۔ یعنی بابو پیر بخش صاحب کا گویا مرتب کردہ ہے۔

۱/۱۱...... **مسیح کاذب:** یہ کتاب سابق مرزائی جناب ملک نظیر احسن بہاری کی مرتب کردہ ہے۔۱۹۱۳ء کی شائع کردہ ہے۔اب ۲۰۱۲ء میں مکمل ایک سوسال بعد شائع کرنے کی توفیق وانعام الٰہی کے شکر میں سراپانیاز ہوں۔الحمدللہ! مصنف نے ٹائٹل پر پہلے ایڈیشن میں تحریر کیا:

از مصرعہ اولین عنوان ہجری بے رمز شد نمایان

بے حمل سن مسیح پیداست از مصرعہ ثانیش ہویدا است

۱۳۳۱ھ

این برق کند شرر فشانی برخرمن کذب قادیانی

۱۹۱۲ء

المسمّیٰ بہ "مسیح کاذب"

سلطان قلم کجاست آید شاید بفرار رونماید

گر قطع کن سر خلافت تارخ بہم رسد ز ہجرت

۱۹۳۰ء......خارج:۶۰۰......باقی ۱۳۳۰ھ

اس مختصر رسالہ میں مرزاغلام احمد قادیانی کی دو درجن جھوٹی پیش گوئیاں اور الہامی اقوال کوواضح طور سے خود مرزا کی کتابوں سے چن کر بنظر آگاہی خاص وعام دکھائی گئی ہیں۔جس سے اس کی جھوٹی مسیحیت اور مہدویت کا شیرازہ خود بخود ٹوٹ گیا اور اہل مذاق کے لئے تو تاریخوں کا یہ رسالہ گنجینہ ہے۔مصنف جناب مولانا مولوی ملک نظیر احسن بہاری سابق مرید خاص مرزا قادیانی،دی پرنٹنگ ورکس دہلی حوض قاضی میں چھپا ۱۹۱۳ء۔

۱۲/۲...... **تائید ربانی (۱۳۳۱ھ) بجواب ہزیمت قادیانی:** یہ رسالہ بھی مولانا ملک نظیر احسن بہاری سابق مرید خاص مرزا قادیانی کا ہے۔حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے فیصلہ آسمانی تحریر فرمایا۔ایک مرزائی ملک منصور نے "نصرت یزدانی بجواب فیصلہ آسمانی" تحریر کیا۔اس کا جواب ۱۳۳۱ھ میں ملک نظیر احسن بہاری نے "تائید ربانی بجواب ہزیمت قادیانی" تحریر کیا۔ ۱۳۳۱ھ میں یہ رسالہ شائع ہوا۔آج ۱۴۳۳ھ ہے۔ایک سو دو سال کے بعد دوبارہ احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت پر اللہ رب العزت کا سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔

ربنا تقبل منا، انك انت السميع العليم، آمين!

۱۳...... چودھویں صدی کے مجددین: ضلع حافظ آباد کے جناب عبدالستار انصاری نے یہ رسالہ مرتب کیا۔ مولانا عبدالغفور ہزارویؒ جو بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین تھے۔ مصنف رسالہ ہذا ان کے تربیت یافتہ تھے۔ قادیانی محمد اعظم اکسیر نے چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟ نامی رسالہ لکھا اس کا جواب یہ رسالہ ہے۔ اسی طرح مصنف رسالہ ہذا عبدالستار انصاری نے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے ایک ممبر کی رہنمائی کے لئے مختصر ختم نبوت پر دلائل جمع کر کے ملعون قادیانی کی تحریرات سے اس کا دعویٰ نبوت کرنا، ثابت کیا۔ اس رسالہ ”چودھویں صدی کے مجددین“ کے ساتھ اسے بھی شائع کر دیا۔ دونوں اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ انصاری صاحب بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ تحریر میں جگہ جگہ یہ رنگینی بھی نظر آئے گی۔

۱۴...... موضع پیکوان تھانہ کلانور کے جلسہ کا لب لباب: یہ مولانا اللہ دتہ ساکن سوہل ضلع گورداسپور کا مرتب کردہ رسالہ ہے۔ موضع پیکوان تھانہ کلانور تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں ۳۱ رجنوری، یکم، ۲ رفروری ۱۹۰۲ء کو جلسہ ہوا۔ اس موقع پر قادیانیوں نے حسب عادت قادیان سے جمال الدین کشمیری قادیانی کو بلوا کر مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ مولوی اللہ دتہ صاحب اتفاق سے آ گئے، اہل اسلام کی طرف سے انہوں نے مناظرہ کیا۔ آپ نے تقریر کے بعد تحریر کا تحریری جواب دیا۔ قادیانی ہوا ہو گئے۔ قادیانیوں نے قادیان سے جا کر اشتہار شائع کیا۔ ظاہر ہے جو اشتہار مرکز زور (قادیان) کے مسند نشین (معلم ملکوت مرزا قادیانی) کے ہاں شائع ہوگا۔ اس میں دجل وتلبیس کے کیا کیا شاہکار ہوں گے؟ چنانچہ یہی ہوا۔ غرض قادیانی اشتہار کا جواب اور جلسہ ومناظرہ کی روئیداد مولانا اللہ دتہ صاحب نے مرتب کر کے شائع کرائی۔ ایک سو دس سال بعد دوبارہ شائع کرنے پر میری خوشی کو کوئی بھائی کیونکر جان سکتا ہے؟

۱۵...... معیار المسیح: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ محمد ضیاء الدین سیالویؒ نے ۱۳۲۹ھ میں ”سردار خان بلوچ“ قادیانی کے رسالہ کے رد میں یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالویؒ اپنے دور کے نامور ولی اللہ تھے۔ ان کے قلم سے ملعون قادیان، مرزا قادیانی کی تردید ہمارے ایسے تہیدستان کے لئے مشعل راہ ہے۔ بہت ہی خوشی کا موجب ہے کہ ایک سو چار سال پہلے کا یہ رسالہ اس جلد میں شامل اشاعت ہو رہا ہے۔

۱۶...... اتمام البرهان على مخالفى الحديث والقرآن، لاثبات الحق الصريح فى حيات المسيح: احتساب قادیانیت کی جلد پینتالیس میں یہ

کتاب شامل کی جارہی ہے۔ جناب شیخ احمد حسین میرٹھی اور سمبر کی تالیف لطیف ہے۔ یہ کتاب ملعون قادیان، مرزا قادیانی کے زمانہ حیات میں ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں زیادہ تر مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر جو جو اشکالات کئے ان کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ شیخ احمد حسین میرٹھی اور سمبر شیخ مدار اللہ عرف مدار بخش کے صاحبزادے تھے۔ اخبار شحنہ ہند کے مہتمم جناب ابوادریس احمد حسن شوکت کے تحت شوکت المطابع میرٹھ میں پہلی بار یہ کتاب شائع ہوئی۔ ایک سو نو سال بعد اس کتاب کی اشاعت ہم پر فضل ایزدی ہے۔ فلحمدللہ! یہ کتاب مجلس کے کتب خانہ میں فوٹوسٹیٹ نسخہ ہے۔ فقیر نے کہیں سے حاصل کیا۔ اس کے فوٹو کراتے ہوئے صفحہ ۳۴، ۳۵ کا فوٹو رہ گیا۔ یہ صفحات فوٹوسٹیٹ سے غائب تھے۔ میرے ساتھ کام کرنے والے ساتھیوں نے بھی جلد کراتے وقت صفحات کو چیک نہ کیا۔ اب عرصہ بعد اس پر کام کی توفیق ملی تو سرے سے یاد نہیں آرہا کہ یہ کتاب کہاں سے فوٹو کرائی تھی؟ ماہنامہ لولاک میں اعلان کئے کہ جن کے پاس یہ کتاب ہے وہ ص ۳۴، ۳۵ کا فوٹو دے دیں۔ لیکن ”خود کردہ را علاج نیست“ میری حماقت کا مداوا نہ ہوسکا کہ فوٹو کراتے وقت صفحات کو چیک نہ کرپایا۔ مجبوراً ان صفحات کی جگہ بیاض چھوڑ کر باقی کتاب مکمل پیش خدمت ہے۔ لیجئے! اس سانحہ پر دماغ سائیں، سائیں کرنے لگ گیا ہے۔ اسی پر بس کرتا ہوں۔ تن گلی کو خیر کیا جانے؟

۱۷...... **السقر لمن کفر الملقب به فتوحات محمدیه بر فرقه غلمدیه :** ۱۹۲۹ء کے نصف آخر میں انچولی میرٹھ میں قادیانیوں سے مناظرہ ہوا۔ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ سنبھلی لکھنوی ایسے مناظرین اسلام جن کا وجود اس دھرتی پر حجۃ اللہ کا درجہ رکھتا تھا۔ جو صحیح معنی میں آیات من آیات اللہ تھے۔ ان حضرات نے اس مناظرہ میں اہل اسلام کی نمائندگی کی۔ قادیانی مناظر مجاہد نامی جو الفضل قادیان کا ایڈیٹر بھی تھا۔ اس نے اپنی ذلت آمیز شکست کو چھپانے کے لئے الفضل ۵/نومبر ۱۹۲۲ء میں اس مناظرہ کی رپورٹنگ میں دجل وتلبیس سے کام لیا۔ جس کی جواب دہی کے لئے مولانا محمد مجتبیٰ رازی رامپوری نے قلم اٹھایا اور الفضل کے اس نوٹ کا یہ جواب لکھا۔ ”السقر لمن کفر، الملقب به فتوحات محمدیه برفرقه غلمدیه “ اس جلد میں تراسی سال بعد اس کی اشاعت ثانی پر اللہ تعالیٰ کی عنایت وتوفیق پر سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔

غرض یہ کہ احتساب قادیانیت کی اس جلد۴۵ میں شامل مندرجہ ذیل حضرات کے رسائل کی تعداد یہ ہے:

۱......	حضرت مولانا علی الحائری	کے	۴	رسائل
۲......	جناب سائیں آزاد قلندر	کا	۱	رسالہ
۳......	حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی	کے	۲	رسائل
۴......	حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی	کا	۱	رسالہ
۵......	جناب بابو پیر بخش لاہوری	کے	۲	رسائل
۶......	مولانا ملک نظیر احسن بہاری سابق قادیانی	کے	۲	رسائل
۷......	جناب عبدالستار انصاری	کا	۱	رسالہ
۸......	حضرت مولانا اللہ دتہ	کا	۱	رسالہ
۹......	حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی	کا	۱	رسالہ
۱۰......	شیخ احمد حسین میرٹھی	کی	۱	کتاب
۱۱......	مولانا مجتبیٰ رازی رامپوری	کا	۱	رسالہ
	کویا گیارہ حضرات کے کل		۱۷	رسائل وکتب

اس جلد میں شامل ہیں۔ لیجئے! اگلی جلد تک کے لئے اجازت چاہوں گا۔ امید ہے کہ قارئین! اپنی نیم شبانہ دعاؤں میں فراموش نہ فرماتے ہوں گے۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

مدرسہ ختم نبوت، مسلم کالونی چناب نگر

۲۶رشعبان المعظم ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۱۷رجولائی ۲۰۱۲ء

نوٹ: آج سالانہ ختم نبوت کورس کی اختتامی دعا کے لئے یہاں جمع ہیں۔ مخدوم العلماء، شیخ الحدیث، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم اپنے مبارک ہاتھوں سے کورس کے شرکاء کو اسناد عنایت فرمائیں گے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو آخرت میں تاجدار ختم نبوت کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ آمین!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

وسیلة المبتلاء

لدفع البلاء

حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری

للمؤلف

لو پڑھو اس رسالہ کو دل سے ہے حدیث و دلیل قرآنی
بے تکلف ابھی عیاں ہوگی کادیانی کی ساری شیطانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علیٰ نوالہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد والہ وبعد!

خادم شرع نبوی سید علی حائیری لاہوری برادران اہل اسلام کی خدمت میں عرض رسان ہے کہ آج ایک رسالہ موسومہ بہ دافع البلاء میرے ملاحظہ سے گذرا۔ جس کے مصنف (مرزا قادیانی) نے ہرملت ومذہب کے واجب التعظیم لازم التکریم بزرگوں کو سخت الفاظ سے یاد کیا ہے اور تو خیر۔ لیکن اب یہ نوبت آ پہنچی کہ نعوذ باللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت امام حسینؓ فداہ روحی سے یہ مسیح مدعی کاذب بقول خود افضل بننے لگے۔ یہ آزادی کا نتیجہ ہے ان ناعاقبت اندیشوں کو بمفاد "صاحب الغرض اعمٰی ولوکان بصیرا" بغیر مطلب کے کچھ بھی نہیں سوجا کرتا۔ دنیا میں شیطان دو قسم کے ہیں۔ شیاطین الجن اور دوسرے شیاطین الانس۔

پس صدر اوّل میں جنی شیطانی نے باوجود اس قدر عبادت واطاعت کے صرف اپنی برتری اور فضیلت کا دعوے حضرت آدم علیہ السلام پر کیا کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ "خلقتنی من نار وخلقتہ من طین" جس کی وجہ سے وہ کافر اور ملائکہ کی صف سے خارج کیا گیا۔

پس عیسیٰ علیہ السلام جیسے الوالعزم پیغمبر پر مدعی کاذب مرزا قادیانی کو برتری اور فضیلت کا دعویٰ کرنا بجز تمثیل شیطانی اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

پس شیطان اوّل کی فضیلت کے دعوے کرنے سے جیسا کہ کفر نتیجہ ہوا۔ اس مرزا قادیانی کی برتری کے دعوے پر بھی اسی نتیجہ کا ہونا "اظہر من الشمس وابیض من الامس" ہے۔ اے مسلمانو! یاد رہے کہ شیطان ثانی بھی شیطان اوّل کی مانند بہت سے جاہل نافہموں کو اپنی ضلالت کے جال میں پھنسانا چاہتا ہے۔ مگر جن کا ایمان کامل ہے وہ ہرگز ان کے دھوکوں میں نہیں آ سکتے۔ اب رہا حضرت امام حسینؓ فداہ روحی جیسا شہید کربلا، قتیل سرجدا، جس [illegible] آل وعیال واطفال کو ایسے سخت ظلم وتعدی سے اپنی کمال رضا ورغبت کے

ساتھ راہ خدا میں دیا ہو اور جن کی والدہ محترمہ رسول اللہ ﷺ کے جگر کا ٹکڑا فاطمۃ زہراؑ سیدۃ نساء عالمین اور باپ نفس رسول امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب اور بھائی سید جوانان جنت حسن مجتبیٰؑ اور نانا رسول اللہ ﷺ جیسے حجۃ خدا لنگر ارض وسماء، خاتم النبوۃ، باعث ایجاد عالم وآدم ہوئے ہوں۔ نظر انصاف سے دیکھ اے نفس امارہ کون شخص ایسا ان کے بغیر دنیا میں پیدا ہوا یا پیدا ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ قیامت تک کوئی ماں اب ایسا بیٹا نہیں جن سکتی۔ لہٰذا خاتمہ دنیا تک یہی ایک نظیر حسینی شہادت کی قائم ہوگی۔

بس اے مرزا قادیانی! کیا تو اسی خیالات فاسدہ کی وجہ سے حسینؓ جیسے امام علیہ السلام پر فضیلت حاصل کر سکتا ہے کیا تجھے یہ کہتے ہوئے فاطمہ زہراؑ اور علی مرتضیٰؓ سے شرم نہ آئی۔ خیر اگر فاطمہؓ اور علیؓ سے تجھے دشمنی تھی تو حضرت رسول اللہ ﷺ اور خدا کا ہی خوف کیا ہوتا۔ اب تیری غیرت کیا ہوگئی۔ کیوں شرم کا پردہ رخ سے الٹ دیا۔ جی ہاں! بمفاد حب الدنیا راس کل خطیئة حیا وغیرہ سب بالائے طاق، ورنہ کل آفاق میں آصحاب، عمائم اور ارباب مکارم کیونکر ہو سکتے تھے اور مرزا قادیانی کے لنگڑے لولے کانے گنجے بالکے شیطان انسی کی فضیلت کو حسینؓ جیسے ہادی اور اولوالعزم شہید پر کیونکر تسلیم کر سکتے۔ ”فو اللہ لیس ھذا الا اغلب الھوی لفرقة الضال المضلة الا حمقیه حیاً للریاسة وطمعاً للسیاسة فبئس مایشترون“

اے مرزا قادیانی! اہل اسلام ایسے بھولے بھالے نہیں ہیں کہ تیرے جیسے مفتری اور کذاب کے فریب وحیوں پر ایمان لاویں۔ ان کا ایمان تو خدا اور خدا کے رسول پر ایسا لازم وملزوم ہے۔ جیسے بلا تشبیہ آفتاب سے نور اور نور سے چمک، بھلا کب ممکن ہے کہ اہل اسلام انوار الٰہیہ کو ”خلقت انا وعلی من نور واحد“ چھوڑ کر تیرے جیسے مفتری اور مدعی کاذب، جاہل مطلق، مضل خلق، لنگڑے لولے اور گنجے کے پیر ومرشد کو تسلیم کریں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تمہاری ضلالت اور جہالت تمہارے ہی مریدوں پر مبارک ہو۔ تا بمفاد چاہ کن را چاہ درپیش دنیا میں ذلیل وخوار اور آخرت کی نار میں گرفتار رہیں۔

نورالدین و مرزا کی شرارت
ضلالت ہے بغاوت ہے جہالت

اور (دافع البلاء ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۲۳) میں جو لکھا ہے کہ (اور جو فرقے حضرت حسین

یا علیؑ کو قاضی الحاجات سمجھتے ہیں) سو اس کا جواب یہ ہے کہ فرقہ شیعہ حضرت امام حسینؑ یا حضرت علی مرتضیٰؑ یا دیگر آئمہ اطہار علیہم السلام کو ہرگز قاضی الحاجات نہیں سمجھتے۔ یہ فرقہ غالیہ کا اعتقاد ہے۔ اے جاہل کیا اسی علم و فضل سے نبوت اور افضلیت کا دعویٰ کرتا ہے۔

بایں علم و دانش بباید گریست

پس واضح ہو کہ البتہ آئمہ اطہار علیہم السلام کو بارگاہ الٰہی میں قرآن اور حدیث سے قضائے حوائج کا وسیلہ سمجھنا فرقہ شیعہ کا دین اور عین ایمان ہے۔ دیکھو سورہ انعام پارہ ششم "یاایها الذین آمنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة" یعنی اے مومنو! خدا کی طرف پہنچنے کے واسطے وسیلہ پیدا کرو۔ پس اے نادان ہم بادلیل دعویٰ سے کہہ دیتے ہیں کہ وہ وسیلہ صرف حسینؑ اور اس کے آباء ہیں...... کیونکہ (ایں خیال ست و محال ست و جنون) ہماری دلیل اس دعوے کے ثبوت میں تہتر مذہب کے متفق علیہا اور متواتر حدیثیں موجود ہیں۔ دیکھو کتاب الواحدہ میں ہے کہ حضرت امیر المومنین مکرر فرمایا کرتے تھے کہ "ان الائمة من آل محمد الوسيلة الىٰ الله والىٰ عفوه" یعنی آل محمد خدا کی عفو اور بخشش کا وسیلہ، خدا اور اس کے بندوں کے درمیان میں ہیں۔

تفسیر برغانی میں وارد ہے کہ مکرر آل محمد فرمایا کرتے تھے۔ "نحن الوسيلة الىٰ الله" اور زیارتوں میں بھی وارد ہوا ہے۔ "وجعلتم الوسيلة الىٰ رضوانك"

کتاب مودۃ القربیٰ میں ہمدانی سنی حضرت جابرؓ انصاری سے روایت کرتا ہے۔ "قال كان رسول اللهﷺ يقول توسلوا بمحبتنا الىٰ الله تعالىٰ واستشفعوا بنا فان بنا تكرمون وبنا تحيون وبنا ترزقون" یعنی حضرت رسول اکرمﷺ فداہ روحی ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ توسل کرو ہماری محبت سے اور ہمارے وجود سے شفاعت طلب کرو۔ کیونکہ تحقیق ہماری وجہ سے تم کو گرامی (عزت) حاصل ہوسکتی ہے اور ہماری برکت سے تم زندگی بسر کرسکتے ہو اور ہمارے ہی وجود سے تم کو خدا تعالیٰ روزی دیتا ہے۔

ارشاد دیلمی میں حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے۔ یہ حدیث قدسی کہ حضرت رسولﷺ نے فرمایا: "ان الله يقول يا عبادى اوليس كان له اليكم حاجة من كبار الحوائج لاتجود وبها الا اذا تحمل عليكم باحب الخلق اليكم تقضونها كرامة ليشفعهم الا فاعلموا ان اكرم الخلق علىّ واحبهم الىّ وافضلهم لدى

محمد واخوه علی بعده والائمة الذین هم الوسائل الآفلید عنی من اهمته حاجته یرید نفعها اودهمته داهیته یرید کشف ضرها بمحمد واله الطاهرین اقضها احسن ما یقضیها من یستشفعون الیه ۰ باحب الخلق الیه ''خلاصہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔اے میرے بندو! واضح ہو تم پر کہ سب سے زیادہ فاضل اور گرامی تر اور درست میرے پاس محمدﷺ اور اس کے بعد علیؑ اور اس کے بعد آئمہ اس کی اولاد میں سے میرے اور میرے بندوں کے درمیان خاص وسیلہ ہیں۔پس جو شخص مجھے چاہتا ہو یا کسی سخت تکلیف میں گرفتار ہو تو چاہئے کہ محمدﷺ اور اس کی آل کو میرے اور اپنے درمیان وسیلہ قرار دیوے تا کہ اس کی کل حاجتیں پوری کردوں۔جس کی وجہ ان کی حاجتیں پوری ہوئیں۔دیکھو متفق علیہ احادیث سے تفسیر آیہ شریفہ ''فتلقی اٰدم من ربه کلمات فتاب علیه ''میں ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نظر سے کشف حجاب اور دل میں القاء ہوا تو آنحضرتﷺ نے عرش کی طرف نظر کی قلم نور سے لکھا ہوا دیکھا۔''انا المحمود وهذا محمد وانا الا علیٰ وهذا علی وانا الفاطر وهذه فاطمه وانا المحسن وهذا الحسن وانا قدیم الاحسان وهذا الحسین ''تب حضرت آدم علیہ السلام نے جانا کہ یہ نام جو قلم نور سے ایسے مقام عظیم پر لکھے ہوئے ہیں۔نہایت اعظم فی المراتب اور اعلیٰ فی المدارج ہونے چاہئیں۔تب آدم علیہ السلام انہیں ناموں کو بارگاہ الٰہی میں شفیع لایا۔پس توبہ حضرت آدم علیہ السلام جیسے پیغمبر کی ان ناموں کی برکت ووسیلہ سے قبول ہوئی۔جس کی طرف قرآن مجید میں تصریح ہے۔''فتلقیٰ اٰدم من ربه کلمات فتاب علیه''

دیکھو نظر دی مجاہدؒ سے روایت کرتا ہے۔آیت شریفہ ''فتلقیٰ اٰدم ''کے ذیل میں ''ان الکلمات التی تلقاه ادم من ربه اللهم بحق محمد وعلیؑ وفاطمه والحسن والحسین الاتبت علیّ فتاب الله علیه ''یعنی جو کلمات کہ آدم علیہ السلام کے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوئے وہ آئمہ اطہار علیہم السلام کے نام تھے۔پس ان ناموں کو شفیع لایا۔پس توبہ آدم کی ان کی برکت سے قبول ہوئی۔

طبرانی معجم صغیر میں اور حاکم اور ابو نعیم اور امام بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت عمرؓ سے لائے ہیں کہ آدم نے توبہ کے وقت کہا۔''اللهم اسئلك بحق محمد واله الاغفرت الیٰ قوله ولولا هو ما خلقتك''

اور ابن مغازلی لکھتا ہے کہ ''سئله بحق محمد وعلی وفاطمه والحسن

والحسين الا ماتبت علی فتاب علیه"

خصائص علویہ میں ابن عباسؓ سے روایت کرتا ہے۔"قال آدم یارب اسئلك بحق محمدؐ وعلیؑ وفاطمةؑ والحسنؑ والحسینؑ لما غفرت لی فغفر الله له"پس اے گروہ مرزائی دیدہ حق بین سے ملاحظہ کرو کہ ان تمام آئمہ اہل سنت کی حدیثوں کا خلاصہ یہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کے وقت انہیں حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام کے ناموں کو وسیلہ قرار دیا۔ پس آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور وہ کلمات جو آدم علیہ السلام کے دل میں القاء ہوئے وہ یہی ائمہ اطہار کے نام تھے۔ اس کے علاوہ تہتر مذہبوں کی متفق علیہ حدیثوں سے یہی ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن نے آگ میں گرتے وقت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نے دریا کے پھاڑنے کے وقت فرعون سے نجات پانے کے واسطے اور حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ کے اندر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں میں گرفتاری کے وقت اور حضرت محمدﷺ نے اکثر اپنی بیماری کے وقت اسی حضرت حسینؓ اور اس کے آباء کے ناموں کو اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان وسیلہ قرار دیا اور ان کی کل حاجتیں پوری ہوئیں۔ نظر بطوالت ان حدیثوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔

پس اے مرزا قادیانی تو کس زبان نجس سے ایسے حسینؓ فداہ روحی سے خود کو افضل کہتا ہے (ذرا شرم، شرم، شرم) اور کون سی وجہ تیرے افضل ہونے کی ہے۔ اے عقل کے پتلے! اگر محض اپنے دعوے بے دلیل کی وجہ سے تو خود کو افضل کہتا ہے تو میں دعویٰ بادلیل سے کہہ دیتا ہوں کہ میرے اسطبل میں گائے، بکری، اونٹ، ہاتھی، گدھے موجود ہیں۔ وہ تیرے سے کئی درجہ فضیلت رکھتے ہیں۔ کیونکہ الہام ان کو ہوتا ہے اور عبادت واطاعت خداوہ کرتے ہیں۔ ذکر الٰہی سے غافل وہ نہیں رہتے۔ تیری طرح جھوٹ وہ نہیں بولا کرتے۔

پس اے قادیانی! اب انصاف سے کہو کہ وہ تیرے سے افضل ہوئے یا نہ ہوئے اور ان سے بھی تیرا مرتبہ پستر ہونے پر آیہ قرآن ناطق ہے۔"انهم الا كالانعام بل هم اضل سبیلا۔ اللهم احفظنا والمؤمنین جمیعاً من الضلالة والنفس الامارة بالسوٓ"اے مرزا اس منصب نبوۃ وامامت ومہدویت کے کاذب مدعی اس وقت تک کئی آچلے اور ابھی کئی آنے والے ہیں۔ مگر تجھے بھی یہ یاد رہے کہ:

۱؎ اس کے ثبوت میں اور حدیثیں اور مذاہب کی بھی اگر مطلوب ہوں تو حجۃ الاسلام والا علام حاجی سید ابوالقاسم قمی کی تفسیر لوامع التنزیل سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

یہ چمن ایسا رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

اے مسلمانو! یہ تہتر مذہب کی متفقہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ حسینؓ اور اس کے اباء طاہرین علیہم السلام کو اپنے اور خدا کے درمیان شرعی طور پر صدق دل سے وسیلہ قرار دو۔ بخدا کہ ضرور تمام حاجتیں ان کے ناموں کی برکت سے پوری ہو جائیں گی۔ ایسے علانیہ کافر ومفتری وکذاب کے دھوکوں سے بچو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اہل بیت اطہار کے دامن کو نہایت ہوشیاری سے محکم پکڑلو۔ یہی اہل بیت بنص قرآن وحدیث صحیح ''تمسكوا بحبل الله'' خدا کی ریسمان ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایسے کافروں کے دھوکوں سے کہیں ہاتھ سے چھوڑ دو۔ ''ومن تمسك بهم نجى ومن تخلف عنهم فقد غرق وهوى '' اب آخر میں یہ بھی لکھے دیتا ہوں کہ آج شام کو مجھے بھی الہام ہوا۔ جس کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وهو هذا!

الہام جدید

''ياايها الذين أمنوا الا تحزنوا عن وسواس الكاديانى المدعى فانه يوسوس فى صدور الناس فسيظهر كذبه علىٰ العوام والخواص بلا التباس ويحصل له الندامة والياس فى الرائے والقياس '' خلاصہ یہ کہ بسبب طویل ہونے کے ہم عربی عبارت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ صرف ترجمہ باقی الہام کا لکھ دیتے ہیں کہ اس عبارت کے بعد ہمیں الہام ہوا کہ ''اب مسلمانوں کو چاہئے مطمئن قلب رہنا کہ یہ طاعون اور وباء اور کل بیماریاں مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوے کرنے کی وجہ سے ہندوستان پر تنبیہاً للعوام نازل کیا ہے کہ ایسے جاہل کی دھوکے بازیوں کو ایمان سمجھتے ہو۔ ایسے کذاب ومفتری کو سچا مانتے ہو۔'' افلا يتدبرون القرآن ام علىٰ قلوب اقفالها'' کیوں خدا کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے ہو۔''

اے مرزا قادیانی کے لنگڑے، لولے، کانے گنجے مریدو! ہم سچ لکھتے ہیں۔ اگر اب بھی مرزا قادیانی اس وقت ایسی بدگوئی اور کذب دعوے نبوت ومہدویت سے توبہ کرے تو ہم اپنے

الہام سے کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اپنے کل ملک اور خلقت سے اس طاعون کو یک قلم دور اور زائل کردے گا۔ اگر اس صورت میں مائل نہ ہو تو ہم ذمہ دار ہیں اور اگر تائب نہ ہوگا تو خداوند تعالیٰ کبھی کبھی موسم اور غیر موسم میں تنبیہاً للفرقۃ المرزائیہ اس طاعون کو بھیجا کرے گا۔ یہاں تک کہ مردود ازلی اپنے مقام استحقاق میں واصل ہو۔

پس فرقہ مرزائیہ کو اب لازم ہے کہ اپنے پیر و مرشد قادیانی کو گوشمالی سے بخوبی ہدایت کریں کہ ایسی علانیہ بدکلامی اور لاف زنی اور بزرگان دین کو برا کہنے سے جلدی دست بردار ہو جاوے۔ ورنہ ایں بلاء ناگہانی یعنی قہر ربانی بمریدان قادیانی گوشمالی مناسب خواہد کرد۔

خـــاتـــمـــہ

عام اہل اسلام کو بکمال مسرت اطلاع دی جاتی ہے کہ جن ایام میں مرض طاعون ہو، ان دنوں میں آیہ شریفہ ”امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء“ کا عمل نیت دفع طاعون ہر روز بعد ہر نماز کے ایک تسبیح پڑھا کریں۔ لیکن قبل شروع اور بعد ختم کے صلوات یعنی ”اللھم صل علیٰ محمد وال محمد“ کی بھی ایک ایک تسبیح کا پڑھنا ضروری ہے۔ بعد از ختم آخر میں حضرت امام حسینؓ اور اس کے آباء کو اپنے اور خدا کے درمیان وسیلہ قرار دیوے۔ جیسا کہ مذکور متفق علیہ احادیث سے آدم، عیسیٰ علیہم السلام ابوالبشر پیغمبر کی توبہ ان کے وسیلہ سے قبول ہوئی۔ یقین کرو کہ ویسا ہی ہر شخص اس عمل کے کرنے سے اور ان کے ناموں کو وسیلہ شفاعت کرنے سے ہر بلاء اور وباء اور طاعون وغیرہ سے بالیقین محفوظ رہے گا۔ ”وما علینا الا البلاغ“ باقی اگر مرزا قادیانی کے کل لغویات کے مفصل جوابات اور حضرت امام مہدی موعود اور حضرت مسیح عیسیٰ مسعود اور دجال وغیرہ کے مفصل حالات کی تحقیق عقلی اور نقلی دلائل سے مطلوب ہو تو ہماری کتاب غایت المقصود کے چاروں حصوں سے معلوم ہوسکتی ہے۔ ”فیکفی ماقررنا فی ھذہ المقالۃ وحررنا فی ھذہ العجالہ رداً علی الفرقۃ الاحمقیہ المضلۃ الضالۃ فی ساعۃ واحدۃ من یوم الجمعۃ المبارکہ صفر المظفر ۱۳۲۰ھ من الھجرۃ النبویہ علی ھاجرھا الف سلام والتحیۃ البھیہ فی مبارک حویلی لاھور“

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تبصرۃ العقلاء

حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علی محمد رسولہ ونبیہ والہ الطاہرین الموصوفین بخیر البریۃ اما بعد!

اقل الخلیقۃ ابوتراب سید علی حائری لاہوری عام اہل اسلام کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ جب حقیر نے پہلا رسالہ موسومہ بوسیلۃ الحقلاء مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ افضلیت کے رد میں جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسینؑ پر لکھا تھا۔ بمفاد الکنایۃ ابلغ من التصریح نہایت مجمل لکھا۔ جس کے متعلق الحکم (قادیان) میں شائع ہوا کہ مرزا قادیانی اس کا جواب لکھ رہے ہیں۔ جس کا انتظار تقریباً ایک مہینہ کر کے رسالہ ہذا کو مفصل امام حسینؑ کے ثبوت افضلیت میں میں نے لکھنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ ایڈیٹر صاحب (قادیانی) بیعت کنندگان کے نام لکھ دیا کرتے ہیں۔ شاید اسی طرح یہ خبر بھی مریدوں کی تسلی کے واسطے لکھ دی ہو۔ جس کا اثر ظاہر نہیں ہوا اور شاید آئندہ بھی ظاہر نہ ہو۔ پس اس رسالہ میں بغرض صیانت مذہب حق وحفاظت عوام الناس، مرزا قادیانی کے صرف ان چند مقال کا جو دافع البلاء میں دعویٰ کیا ہے۔ تحقیقی جواب لکھ کر حضرت امام حسینؑ کے حالات کا انبیاء سلف سے تقابل کر کے نتیجہ ثابت کر دوں گا۔ پس موسوم کیا میں نے رسالہ ہذا کو (تبصرۃ العقلاء) "**وما توفیقی الا باللہ العظیم والصلوٰۃ علیٰ محمد والہ الکریم ولا عدائہم الجحیم والحرمان عن النعیم**"

پس ہر با بصیرت پر اظہر من الشمس ہے کہ اس زمانہ فتن کا شانہ میں بمفاد حدیث "**لایبقیٰ من السلام الا اسمہ ومن القرآن الارسمہ**" قرآن غریب اور اسلام ضعیف ہوتا جا رہا ہے۔ پس اے اہل اسلام آپ یقین کریں کہ اگر اور تھوڑی مدت اسلام کے کل فرقے غفلت کی وجہ سے باہمی ظاہری تعصب اور تفرقہ کو خود سے دور اور زائل نہ کریں اور آپس میں شیر و شکر کی مانند متفق نہ ہو جاویں تو یہ باقی رہا ہوا حصہ بھی دین محمدی کا ہاتھ سے جاتا ہے۔

اے مسلمانو! آؤ خدا سے ڈرو اور کل فرقے اسلام کے آپس میں اتحاد قلبی حاصل کر لو اور دین اسلام کے دامن کو مضبوط ہاتھوں سے پکڑ لو۔ باہمی تفرقہ اور تعصب نہ ڈالو۔ جس کی وجہ سے تمہارا پاک دین اور مقدس اسلام ضعیف اور قرآن واحادیث غریب اور تمہارے واجب التعظیم بزرگان دین، کفار کے حملوں اور طعنوں سے ذلیل ہوں، میں سچ کہتا ہوں۔ اگر تمہارا باہمی

تفرقہ نہ ہوتا تو مرزا قادیانی جیسے کی کیا مجال تھی کہ شہسواران عرصہ رسالت ونبوت اور نامداران نقطۂ امامت وفتوت سے ہم قلم یا ہمقدم ہوسکتا۔

علمائے ملت کا فرض انبیاء کی طرح کہہ دینا ہے۔ کرنا نہ کرنا تمہارا اختیار ہے۔''لئلا یکون للناس علی الله حجة بعد الرسل ''اب قیامت کے روز کسی شخص کی کوئی حجت خدا پر باقی نہ رہی۔ مقدس اسلام کے ہر فرقے کے علمائے کرام نے خدا کی حجت تم پر تمام کر کے خود کو بری الذمہ کر دیا ہے۔ اب غور نہ کرنا تمہارا اپنا قصور ہے۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

آپ بغور ملاحظہ کرنے سے معلوم کر سکتے ہیں کہ اس پاک اسلام پر کس قدر حملے ہورہے ہیں۔ ہر شخص کے خیال خام میں ہوس آزادی سمائی ہوئی ہے۔ اپنے اپنے دماغ میں لوگوں نے اسی کی بو بسائی ہے۔ کسی کو نصوص قطعیہ سے انکار ہے کسی کا محض تقلید آبائی پر دارومدار ہے۔ کوئی اپنے کو امام زماں ومہدی دوراں جانتا ہے۔ کوئی دعویٰ نبوت ورسالت کرتا ہے۔ کوئی نبیوں ہی کو بیکار سمجھتا ہے اور عقل ہی کو ہادی محض ورسول برحق جانتا ہے اور کوئی معجزات انبیاء ورسل وکرامات اولیاء ہادیان سبل سے انکار کرتا ہے۔ غرض ''کل حزب بما لدیهم فرحون ''پر لوگ پھولے ہیں اور ''اتخذ الهه هواه ''پر بھولے ہیں۔

عزیزان من! یہ تمام نتیجہ آزادی اور اس باہمی تفرقہ کا ہے۔ کیوں حضرات جب مسلمانوں کے یہ خیالات ہوئے تو فرمایئے بیچارہ مقدس اسلام کس طرح ضعیف نہ ہو۔

باتفاق مگس شہد میشود پیدا
بہ بیں چہ لذت شیریں در اتفاق نہاد

اب تو حضرات بقول شخصے (مینڈک کے راہم زکام شد) مرزا غلام احمد قادیانی اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے نبوت ومہدویت ومسیحیت غرض کہ سب چیزوں کا تعلقہ الہام اور خوابوں سے مدعی ہو بیٹھے اور بعض جہال عوام الناس کو شک وشبہ میں ڈال کر گمراہ کر دیا۔ اب اس کے علاوہ مرزا قادیانی بڑی جرأت سے اہل بیت رسالت پر بھی حملے کرنے لگے۔ چنانچہ رسالہ دافع البلاء میں ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسری جگہ امام حسین علیہما السلام پر مدعی افضلیت ہوئے۔ تیسری جگہ خدا کے بمنزلہ ولد کے بن گئے۔ ایسے فضول اور بے مغز دعوؤں سے مجھے اور کل اہل اسلام کو جس درجہ کا رنج وقلق پیدا ہوا ہے وہ بیروں احاطہ تحریر ہے۔ مرزا قادیانی نے حقیقت تو یہ ہے کہ اپنے اس تجاوز اور تعدی سے کل مسلمانوں کے قلوب کو عموماً اور ہم سادات کے دلوں کو خصوصاً

سخت مجروح کیا ہے۔ جس کا علاج ہی نہیں۔ علاج ہو کس طرح سکے۔ اجی حضرت زخم تیر و نیزہ تو نہیں۔ جن کو مرہم عیسیٰ علیہ السلام سے اچھا کر دیں۔ یہ تو جراحات لسان ہیں۔ جو اندرونی اعضاء پر زخم کر گئے ہیں۔ جن کا علاج ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر سچے مسلمانوں کے مجروح دل بھلا آپ سے کس طرح خوش ہو سکتے ہیں۔ مفصل تحقیقات تو آگے ملاحظہ فرما ہی لیجئے گا۔ لیکن اگر آپ کو عظمت وجلالت خاندان رسالت کا خیال نہیں آیا جو ہر مسلمان کے لئے واجب ہے، تو نہ سہی۔ مگر آپ اتنا تو خیال کر لیتے کہ آپ سے چند سادات کا معمولی درجہ کا راہ رسم ہے۔ شیوہ مروت اور اخلاق کے خلاف ہے کہ آپ ان کے ان اکابر اولوالعزم واجب التعظیم کے حق میں ایسے نامناسب بے ادبانہ کلمات کہیں جن کے گھر سے کل مسلمانوں نے اسلام وایمان حاصل کیا ہو۔ پھر کیا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ مسلمانوں کو دلی صدمہ آپ کے بلاوجہ ان کلمات سے نہ پہنچا ہوگا۔ اگر ایک درجہ آپ کے خامہ مبارک نے اور ترقی پائی تو سال آئندہ آپ رسول اللہ ﷺ پر بھی دعویٰ افضلیت کر کے باغیرت مسلمانوں کی زیادہ دل آزاری کرنے کے واسطے اعلان کر دیں گے۔ حضرت قومی خیر خواہوں کی صدا جو ہر چہار طرف بلند ہے۔ یہ ثابت کر رہی ہے کہ اتفاق کرو اسلام کے بلند نامے میں جان توڑ کر کوشش کرو۔ قوم بناؤ، تفریق مٹاؤ۔ مگر یکا یک آپ کی بے نظیر تحریروں نے مجھے بھڑکا دیا کہ ساری قوم کا یہ ارادہ نہیں ہے۔ کچھ لوگ اس کے خلاف بھی ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ قومی تفریق ترقی کرے۔ اسلام کی اتنی ہستی بھی نہ رہے۔ دعویٰ نبوت ومہدویت کو بعنوان تبلیغ لکھنا شاید مخصوص اسی غرض سے ایجاد کیا گیا ہے۔ جس کے موجد مرزا قادیانی ہیں۔ آج سے نہیں پندرہ بیس برس سے انہوں نے یہی رنگ اختیار کیا ہے کہ کچھ وقفہ دے کر اپنے دل لبھانے والی رنگین تحریر میں بیخ کنی اسلام کی کریں۔

اس غرض کو بھی پورے طور پر ادا کریں کہ خاندان رسالت کی بھی توہین ہو اور اپنی فضیلت۔ ورنہ اگر آپ مسلمان خود کو سمجھتے ہیں تو بجائے اس کے اسلام میں اتفاق واتحاد کی کوشش کریں۔ آپ کی تمام تحریریں نفاق انگیزی اسلام سے گذر کر حد محاربہ تک پہنچنا چاہتی ہیں۔ کیا پاک اسلام کی بھی تعلیم ہے ہرگز نہیں۔ اسلام ہدایت کرتا ہے۔ ”واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا“ یعنی خدا کے پاک دین کو سب اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑ لو اور متفرق نہ ہو جاؤ۔ نیز آیہ ”ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا“ یعنی تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے فراق اور اختلاف کیا۔ ان دونوں آیتوں کی تعمیل تو مرزا قادیانی آپ نے یہ کی کہ تمام

اہل اسلام سے ایسے تفریق اور تخالف پیدا کر لئے کہ کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں رکھا۔ حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ سے لے کر آج تک کوئی بھی آپ کے عقائد کے ساتھ متفق نہیں ہوا۔

پھر اگر کسی عالم نے بغرض اظہار حقیقت واتمام حجت کوئی مضمون آپ کی خدمت میں لکھا بھی تو آپ نے جواب میں زبان بے عنان سے ایسی فحش گالیاں مسلمان بھائیوں بالخصوص مولوی صاحبان کو کتابوں میں دی ہیں، جن کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ جیسے بدذات، بے ایمان، دجال، لعین، شیطان، فرعون، ہامان، ظالم، یہودی، خبیث، گدھے، کتے، سور وغیرہ وغیرہ۔ اگر مسیح موعود اور مہدی موعود کی تہذیب اور خواص ایسے ہی ہونے چاہئیں تو مرزا قادیانی آپ کو مبارک ہو۔ بخلاف علمائے اسلام کہ انہوں نے یا حقیر نے کسی جگہ بھی شرعی گالی آپ کے حق میں نہیں لکھی۔ باقی رہا کسی شیطانی کام کرنے والے کو شیطان یا کسی مضل خلق یا مخرب دین کو کافر کہنا تو وہ گالی نہیں بلکہ اس کو استعمال اللفظ فیما وضع له کہتے ہیں۔ اجی حضرت! بیچارے علماء اسلام تو درکنار انبیاء کی توہین انہوں نے کی۔ پاک اسلام پر صدہا حملے انہوں نے کئے۔ قرآن میں تغیر وتبدل ان کی طرف سے واقع ہوا۔ عترت رسول اللہ ان کے ہاتھ سے ذلیل ہوئے۔ واہ صاحب! واہ! خوب ہی مہدی بنے جو حدیث صحیح متواتر ''انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله وعترتی'' کے برخلاف ہدایت کرنی شروع کردی ادھر کتاب اللہ کا ستیاناس ادھر عترت رسول ﷺ کی تحقیر تذلیل پر کمربستہ کھڑے ہوگئے۔ مصرعہ

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مرزا قادیانی کے عقائد فاسدہ کا صحیح نقشہ

ذیل میں ملاحظہ کریں:

۱...... ''دعویٰ نبوت ورسالت مرزا قادیانی نے کیا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۰۸)

۲...... ''محدث ہونے کا دعویٰ انہوں نے کیا۔ جس کے معنی لکھتے ہیں کہ وہ بھی نبی ہوتا ہے۔''

(توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

۳...... ''امور غیبیہ کے جاننے اور انبیاء کی طرح اپنے پر وحی ہونے کے بھی مدعی ہیں۔''

(توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

۴...... ''مرسل یزدانی و مامور رحمانی بھی خود کو کہتے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ٹائٹل پیج، خزائن ج۳ ص۱۰۱)

۵...... ''آدم، یوسف، داؤد، ابراہیم، احمد یعنی محمدؐ کے مثیل ہونے کے مدعی ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۶...... ''آدم اور ابن مریم یہی عاجز ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۶۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۵)

۷...... ''حضرت اقدس امام انام مہدی و مسیح موعود ہونے کے بھی مدعی ہوئے۔''

(آریہ دھرم ص ۸، خزائن ج ۱۰ ص ۸۸)

۸...... ''خود کو نبیوں کا چاند بھی بنالیا۔'' (انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۹...... ''اپنا اور خدا کا بھید ایک جانتے ہیں۔'' (انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱۰...... ''خود کو نوح نبی بھی سمجھتے ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۱۱...... ''خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین بھی خود کو ظاہر فرماتے ہیں۔''

(انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱۲...... ''جس نے میری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔''

(انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱۳...... ''خود کو رحمۃ للعالمین بھی کہتے ہیں۔'' (انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱۴...... ''خود کو کلیم اللہ ظاہر کرتے ہیں۔'' (انجام آتھم ص ۱۱۳، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱۵...... ''مسیح کے زندہ کئے ہوئے مر گئے۔ میرے ہاتھ سے جام پئے ہوئے ہرگز نہ مریں گے۔'' (ازالہ اوہام ص ۲، خزائن ج ۳ ص ۱۰۴)

۱۶...... ''مسیح کی پیش گوئیاں بہت غلط نکلیں۔'' (ازالہ اوہام ص ۷، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

۱۷...... ''حضرت موسیٰ کی بعض پیش گوئیاں بھی غلط ظاہر ہوئیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۸، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

۱۸...... ''رسول اللہ ﷺ کے جسمانی معراج کے قائل نہیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

۱۹...... ''حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم کہتے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۳۰۵، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

۲۰...... ''قرآن میں انا انزلناہ قریباً من القادیان ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۳، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

۲۱...... ''حضرت رسول اللہ ﷺ پر ابن مریم، دجال، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض کی اصلی حقیقت ظاہر نہ ہوئی۔'' (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

۲۲...... ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار پرندوں کا معجزہ مسمریزم کا عمل تھا۔''

(ازالہ اوہام ص۷۵۳، خزائن ج۳ ص۵۰۶)

۲۳...... ''حضرت یسوع مسیح کی نسبت نعوذ باللہ شریر، مکار، موٹی عقل والا، بدزبان، غصہ ور، گالیاں دینے والا، جھوٹا، علمی اور عملی قویٰ میں کچا، چور، شیطان کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم، اس کے دماغ میں خلل تھا۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ زناکاری کا عطر ایک کنجری سے سر پر ملوایا۔ العیاذ باللہ! (نقل کفر کفر نباشد)''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۳ تا ۷، خزائن ج۱۱ ص۲۸۷ تا ۲۹۱)

۲۴...... ''فرشتوں کے قائل نہیں۔ تاثیر کواکب کے قائل ہیں۔''

(توضیح المرام ص۲۸ تا ۳۰، خزائن ج۳ ص۷۰،۷۱)

۲۵...... ''جبرائیل انبیاء علیہم السلام کے پاس زمین پر کبھی نہیں آئے اور نہ آتے ہیں۔''

(توضیح المرام ص۶۸ تا ۷۰، خزائن ج۳ ص۸۶،۸۷)

۲۶...... ''نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام کے جھوٹے ہونے کے بھی قائل ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۶۲۸، ۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹)

۲۷...... ''معجزات سلیمان علیہ السلام و حضرت مسیح علیہ السلام کے از قسم شعبدہ بازی تھے۔''

(ازالہ اوہام ص۳۰۲، خزائن ج۳ ص۲۵۴)

۲۸...... ''حضرت رسول اللہ کے الہام و وحی غلط نکلی۔''

(ازالہ اوہام ص۶۸۸، ۶۸۹، خزائن ج۳ ص۴۷۱)

۲۹...... ''یوسف نجار کے بیٹے ابن مریم تھے۔'' (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴)

۳۰...... ''قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۷۵۰، خزائن ج۳ ص۵۰۴)

۳۱...... ''قرآن شریف میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۲۸، خزائن ج۳ ص۱۱۶)

۳۲...... ''عیسیٰ فوت ہوچکے۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳)

۳۳...... ''چونکہ قائل ہیں کہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین والمرسلین نہیں سمجھتے۔''

(توضیح المرام ص۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰)

۳۴...... ''چونکہ مرزا قادیانی اپنا اعتقاد صرف اتنا ظاہر کرتے ہیں کہ امنت باللّٰہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت (پورا ایمان نہیں) تو ثابت ہوا کہ قیامت وغیرہ کے قائل نہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۲، خزائن ج۳ ص۱۰۲)

۳۵...... ''حضرت امام مہدی کے آنے کے قائل نہیں ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۵۱۸، خزائن ج۳ ص۳۷۸)

۳۶...... ''دجال پادری ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۴۹۶، خزائن ج۳ ص۳۶۶)

۳۷...... ''دجال کا بھی ریل گدھا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۸۵، خزائن ج۳ ص۴۷۰)

۳۸...... ''یاجوج وماجوج کوئی نہیں ہونے کے ان سے مراد انگریز وروس ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۵۰۲، خزائن ج۳ ص۳۶۹)

۳۹...... ''دابۃ الارض علماء ہوں گے اور کچھ نہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۵۱۰، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

۴۰...... ''دخاں کچھ نہیں ہوگا اس سے مراد قحط عظیم ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۵۱۳، خزائن ج۳ ص۳۷۵)

۴۱...... ''مغرب سے آفتاب نہیں نکلے گا۔'' (ازالہ اوہام ص۵۱۵، خزائن ج۳ ص۳۷۶)

۴۲...... ''قبر میں عذاب نہیں ہے۔ کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھادو۔''

(ازالہ اوہام ص۴۱۹، خزائن ج۳ ص۳۱۶)

۴۳...... ''تناسخ کے بھی قائل ہیں۔'' (ست بچن ص۸۴، خزائن ج۱۰ ص۲۰۸)

۴۴...... ''مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔''

(انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

اے اہل اسلام! کہاں تک مرزا قادیانی کے عقائد لکھ کر اپنے اور آپ کے قیمتی اوقات کو ضائع کروں۔ مشتے نمونہ از خروار! فہرست عقائد کا ملاحظہ فرمالیا۔ کیوں حضرات کیسے کیسے حملے آپ کے پاک دین اور مقدس اسلام پر کئے ہیں۔ پھر کوئی باغیرت مسلمان کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاتھوں سے دین ضعیف اور اسلام غریب اور قرآن بے کس اور انبیاء علیہم السلام ذلیل نہیں ہوئے۔ اگر اب بھی کوئی شک رکھتا ہو تو کہہ دے۔ ہم شک وشبہ کے دور وزائل کرنے

کے واسطے بسر و چشم حاضر ہیں۔ علماء اسلام دیدۂ گریاں وقلب بریاں بیچاروں نے آپ کی ان تعدیوں کے مقابلہ میں کون سے سخت کلمات سے آپ کو یاد کیا ہے۔ جب آپ کے یہ عقائد پاک اسلام سے مخالف ہوئے تو علمائے اسلام بیچارے شرعاً مجبور ہوئے کہ وہ عام اہل اسلام کو اطلاع دیں کہ آپ کی جماعت سے بارطوبت مباشرت اور معاشرت نہ کیا کریں۔

حضرت یہ کوئی گالی اور خفگی کی بات ہی نہیں۔ ''لکم دینکم ولی دین'' پاک اسلام کا ہرگز یہ شیوہ نہیں ہے کہ نجاست تلوث حاصل کرے۔ پھر کیونکر پاک اسلام کے حامی اور ناصر اس شرعی حکم کو عام لوگوں میں ظاہر نہ فرماتے اور کافر کے کفر کا فتویٰ نہ دیتے۔ ورنہ عند اللہ ماخوذ ہوتے۔

پس بیچارے علماء نے تو محض برأت ذمہ کی غرض سے جو شرعی حکم آپ کے حق میں ثابت تھا اس کا اعلان کر دیا اور آپ اس شرعی حکم اور اپنے لقب کو گالی سمجھ بیٹھے۔ یہ تو آپ کی سمجھ ہے۔ واہ صاحب واہ مرزا قادیانی! آپ کو یہ خیال فرمالینا چاہئے کہ ہم اور آپ اپنی رائے میں معصوم نہیں ہیں۔ غلطی سے بڑے بڑے حکماء وعلماء کی تحریر وتقریر محفوظ نہیں رہی تو ہم اور آپ کس شمار میں ہیں؟ پس اپنے ہر رطب ویابس الہام وخواب پر اعتبار کر کے قرآن کی تحریف اور انبیاء کی تذلیل اور اسلام کی تفضیح اور علماء کو سب وشتم کہنا دانشمندی کے خلاف ہے۔ کیونکہ پر معدہ کی وجہ سے بھی انسان خواب دیکھا کرتا ہے۔ اگر آپ کو علم طبابت سے ذرا سا بھی مس ہوتا تو ہرگز ہر وقت اور ہر قسم کی خوابوں کا اعتبار نہ کیا کرتے۔ مرزا قادیانی اکثر حکماء واطباء کا قول ہے کہ جب غذا کھانے کے بعد بخارات معدے سے متصاعد ہو کر دماغ کی طرف پہنچتے ہیں تو اخلاط اربعہ میں سے جس خلط کا غلبہ ہو اس کا اثر ان بخارات میں مل جاتا ہے اور اسی اثر کے مطابق خواب دیکھتا ہے۔ پس آپ نے کیونکر نعوذ باللہ! انبیاء اور ان کے ماں باپ پر بغیر سوچے سمجھے حملے کرنے شروع کر دیئے۔ تب ہی تو آپ کی باتیں مضحکہ صبیان سے کمتر نہیں۔

دیکھئے مرزا قادیانی! میری اس تحریر کو تو ہر ایک دانشمند تسلیم کر لے گا کہ دنیا میں دوست دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک بازاری دوست آپ کے حواریوں کی مانند جو کہ آپ کے جملہ حرکات وسکنات پر بے ساختہ نعرہ تحسین وآفرین بلند کرتے ہیں اور وہ حقیقت میں آپ کے دشمن ہیں۔ جو تنخواہ یا خلافت سے حصہ لینے کی غرض سے آپ کو دام فریب میں اسیر کر کے مغرور بناتے ہیں اور ہر روز بلکہ ہر لحظہ آپ کے اخلاق کو بگاڑتے ہیں اور آپ کی رائے صائب اور عقل کو میدان ترقی میں قدم رکھنے سے روکتے ہیں۔

دوسرے میرے جیسے صادق دوست ہیں۔ جو نیک نیتی سے آپ کی غلطی کو ظاہر کر دیتے ہیں اور محبت سے آپ کے افعال پر نکتہ چینی کر کے آپ کی عقل کو روشن کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ناعاقبت اندیشوں سے بگڑے ہوئے آپ کے اخلاق کو جادۂ استقامت پر لائیں۔ یہ دوست نہایت عزیز اور کبریت احمر کا حکم رکھتے ہیں۔ مجھے کسی طرح یہ منظور نہیں کہ آپ سے رنجش بے لطفی کی نوبت پہنچے۔ آپ پہلے ہی مرحلہ میں بھگوڑے ہو گئے۔ ابھی تو صرف میدان مناظرہ میں قدم ہی رکھا ہے۔ اگر آپ کو مناظرہ سے ایسی ہی گھبراہٹ ہونے لگی تو خدا حافظ۔ بالآخر خاموش ہو جاؤں گا۔ لیکن خدا سے عرض کر دوں گا۔ ”رب انی دعوت قومی لیلاً ونهاراً فلم یزدهم دعائی الا فرارا“ ہماری یہ صلاح اگر مفید ہو تو مانیئے ورنہ آپ جانیئے“ وما علینا الا البلاغ فاعتبروا یا اولی الابصار“

عرق نشستہ زپندم برخ نکوئے ترا
زمن مرنج کہ مے خواہم آبروئے ترا

مخفی نہ رہے کہ مرزا قادیانی کے مفصل عقائد فاسدہ کے تحقیقی جوابات میں حقیر نے چہار حصوں میں براہین عقلیہ ونقلیہ سے کتاب ”غایت المقصود“ لکھ دی ہے۔ جس کا جواب آج تک پانچ برس میں ان سے ممکن نہ ہو سکا۔ رسالہ ہذا میں حضرت امام حسینؓ کا انبیاء سلف سے تقابل کر کے صرف مرزا قادیانی کے دعویٰ افضلیت کا جواب دیا جاوے گا۔ ”بعونه وصونه تبارك وتعالیٰ وههنا اشرع فی المقصود بعون الله المعبود“

مقدمہ

یہ مطلب اظہر من الشمس وابین من الامس ہے کہ شہزادہ کونین حضرت امام ابی عبداللہ الحسینؓ فداہ روحی کی شان اعلیٰ اور ارفع ہے کہ ان کا کسی صفت میں مرزا قادیانی سے مقابلہ کیا جائے۔ بلکہ آنجناب کے غلام پر بھی مرزا قادیانی کو فضیلت دینے میں اہل عرفان کو شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ کیونکہ دو شخصوں کے مقابلہ میں ایک کی فضیلت دوسرے پر اس وقت ہو سکتی ہے جب ایک شئے ان دو شخصوں میں مشترک ہو۔ جیسے دو عالم، چونکہ علم ان دونوں میں مشترک ہے۔ لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ ایک میں زیادہ ہے، بہ نسبت دوسرے کے۔ اسی کے واسطے افضل التفضیل موضوع ہے بخلاف اس کے کہ مشترک دو شخصوں میں نہ ہو۔ بلکہ مختلف صفتیں دونوں میں ہوں۔ اس وقت تفضیل ایک کی دوسرے پر جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تقابل درست نہیں۔ مثلاً کسی شریف کے بارے میں کہیں کہ فلاں چمار سے وہ افضل ہے تو یہ فضیلت اس کی نہیں۔ بلکہ انتہاء درجہ کی مذمت

ہے۔ جب عقلی طور پر یہ ثابت ہوا تو حسینؓ جیسے ہادی اور اولوالعزم شہید کا مرزا قادیانی جیسے فاسد العقیدہ سے تقابل کر کے فضیلت ثابت کرنے میں باغیرت مسلمانوں کو کس طرح شرم دامنگیر نہ ہوگی؟ ہاں اگر ملائکہ اور انبیاء سے آنجناب علیہ السلام کا مقابلہ حالات فضائل خصائل وغیرہ میں کیا جائے تو یہ جائز تقابل ہے۔

پس ہم ذیل میں آنجناب علیہ السلام کا ملائکہ اور انبیاء اور قرآن سے تقابل کرتے ہیں۔ جس کے ملاحظہ کے بعد مرزا قادیانی کے مریدان منصف مزاج پر بھی واضح ہو جائے گا کہ خواہ خود مرزا قادیانی یا اس کے مرید بمفاد (پیران نمے پرند مریدان مے پرانند) انہیں ترقی اور تعلّی دیتے ہوئے کسی حد تک پہنچادیں۔ مگر حضرت امام حسینؓ روحی فداہ ان کو اپنے غلاموں میں بھی اگر قبول فرمالیں تو خود مرزا قادیانی اور ان کی ستر پشتوں کے واسطے ہزار ہا فخر ومباہات سے زیادہ فخر ہے۔ بابصیرت کے سمجھ لینے کے واسطے تو اسی قدر کافی نکتہ ہے کہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد اور ان کے باوا جان کا نام غلام مرتضیٰ علی جب قدرتی طور پر رکھا گیا ہے تو باوجود دعویٰ غلامی کے ناموں میں بھی اسی خاندان پر فضیلت کا دعویٰ کرنا مرزا قادیانی کے واسطے کس قدر نامناسب اور شرم کی بات ہے؟

نہ نہد ترا با چنیں ذل وخواری
کہ بر جایگاہ اکابر نشینی

فضیلت نسبی

پس ہم اس رسالہ میں بالاجمال ایک حدیث پر آنحضرت کی نسبت میں اکتفاء کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ایک دن بعد خطبہ کے فرمایا: ''ایھا الناس'' آیا خبر دوں تم کو جو کہ مادر اور پدر اور جد وجدہ کی وجہ سے بھی بہتر روئے زمین ہیں۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ پس فرمایا آنجناب ﷺ نے وہ حسنؓ اور حسینؓ ہیں۔ کیونکہ ان کا جد امجد رسول خدا جیسے سید الانبیاء...... اور ان کی جدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد...... ان کا باپ مرتضیٰ علیؓ جیسے...... اور ان کی والدہ فاطمہؓ بنت محمدؐ سیدۃ زنان عالمیان ہے۔ کسی کا نسب ان سے مقابلہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ جہاں خاندانوں میں افتراق ہوا وہاں وجود ہمارا بہترین قبائل رہا۔

کجاست درہمہ عالم بدیں شرف نسبی

کیوں اہل انصاف! اب آپ کا انصاف کیا فیصلہ کرتا ہے کہ رسول خدا کو حدیث مذکور میں سچا ہونا چاہئے یا مرزا قادیانی کو اپنے دعویٰ افضلیت میں۔ پس جن بے بصیروں نے مرزا قادیانی کی افضلیت کو حسینؓ پر مان لیا کیا وہ حدیث مذکور میں رسول خدا کے مکذب ہوئے یا نہ ہوئے اور آنحضرت ﷺ فداہ روحی کا تکذیب کرنے والا کیونکر مسلمان کہلایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر آپ غور سے ملاحظہ کریں تو صرف یہی نکتہ تکذیب مرزا قادیانی کے واسطے کافی ہے کہ مرزا قادیانی کا باپ دادا کیا حسینؓ کے باپ اور دادا کی طرح تھے یا نہیں۔ اجی! حضرت یہاں تو قدرتی طور پر ان کے باوا جان کا نام غلام مرتضیٰ علیؓ رکھا گیا ہے۔ غلام کو آقا سے مناسبت ہی کیا ہوسکتی ہے؟ حضرات ذرا تو انصاف کیجئے۔ مرزا قادیانی کے ذاتی فضائل تو بحث فضیلت ذاتی میں ملاحظہ فرما ہی چکے اور نسبی فضائل میں تو ان کے بزرگ ابا عن جد اس خاندان رسالت کے اس وقت تک غلامی کا دم بھرتے آئے ہوں پھر نہیں معلوم کون سا فتور ان کی عقل میں آگیا۔ جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے خاندان کی اس نے تذلیل کی اور آنحضرت ﷺ کی حدیث مذکور میں تکذیب کی اور فاطمہؓ اور مرتضیٰ علیؓ سے انہیں شرم دامنگیر نہ ہوئی۔ بلکہ بیچارے اپنے باوا جان غلام مرتضیٰ کی روح کو بھی متاذی کیا۔ کیونکہ ان کو اس معصوم اور مطہر خاندان رسالت کی نسبت دعویٰ غلامی ہونے کی وجہ سے میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کی روح مرزا قادیانی سے کسی طرح بھی خوش ہوگی۔ خیر اگر اب ایسے دعویٰ کرنے سے خدا اور رسول اور اہل بیت کو اپنے سے ناراض کر دیا تھا تو بلاء سے۔ مگر بندۂ خدا عوام الناس کی زبان بندی کے واسطے کوئی دلیل تو پیش کر دی ہوتی کہ ذات یا صفات یا حسب یا نسب میں بایں دلیل میں حسینؓ سے بہتر ہوں۔ صرف بے دلیل دعویٰ کو آپ کے کون مانے گا۔ دیکھئے! حضرت امیرالمومنین علیؓ نے جب اپنی بزرگی کا دعویٰ کل خاندانوں پر کیا کس طرح ثبوت اس کا دیا ہے۔ آپ بیچارے کس قطار میں۔ کل دنیا جمع ہوکر اگر چاہیں کہ ان کے خاندان کی فضیلت کو توڑ دیں تو محال عادی ہونے کی وجہ سے کامیاب نہیں ہوسکتے......

یہ کیا سوجھا حسینؓ پر برتری کا دعویٰ کر بیٹھے اور یہ افضلیت صرف ساختہ پرداختہ اپنے الہاموں سے آپ کو حاصل ہوگئی۔ اجی مرزا قادیانی! میدان الہام تو وسیع ہے۔ ہر شخص دنی الہام سے افضلیت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ پھر آپ میں یہ خصوصیت کیا آگئی۔ جب آپ کو دلیل نہ ملی تو الہام کو سپر قرار دے دیا۔

آنکہ اصلا ہر دو بر نشاختہ

در چنیں جاہا سپر انداختہ

کیا آپ کو معلوم نہ تھا کہ جس حسینؓ کی طرف آپ نے نظر حقارت سے اشارہ کر کے اپنی افضلیت کا دعویٰ کیا۔ وہی بزرگوار زینت آسمان وزمین ہے۔ یہی زینت عرش الٰہی اور گوشوارہ اس کا ہے۔ یہی پیارا رسول اللہ اور خدا کا ہے۔ اسی کو پیغمبر خدا منبر پر ہمراہ اپنے لے گئے اور فرمایا اے لوگو! تفضیل دو اس کو تمام خلائق پر جس طرح خدا نے اسے تفضیل دی ہے۔ یہی بزرگوار ہے جو حالت سجدہ میں دوش رسول خدا پر سوار ہوا اور جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے کہ خدا فرماتا ہے جب تک حسینؓ آپ سے نہ اترے تب تک سجدہ سے سر نہ اٹھانا۔ امام شافعیؒ لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ستر مرتبہ رسالت مآب ﷺ نے ''سبحان ربی الاعلے وبحمدہ'' فرمایا۔ اسی حضرت اور اس کے بھائی کو رسول خدا نے فرمایا...... اور انہیں کے واسطے فرمایا۔ ''الحسن والحسین سید شباب اهل الجنة'' اور اگر آپکو معلوم تھا تو کیوں ایسے غلط دعویٰ افضلیت سے کل اہل اسلام کے دل دکھائے۔

زین مصیبت وداغہا برسینہ سوزاں ماست
زین عزا صد شعلہ غم بردل بریان ماست

مرزا قادیانی بہادر! آپ کی بہادری کا کیا کہنا نظر بد دور کیا بے دھڑک امام حسینؓ پر بقول خود افضل بن بیٹھے۔ اب ہم منتظر ہیں کہ دیکھیں اب کے آپ کی بہادری کیا گل کھلاتی ہے۔ صرف رسول اللہ ﷺ اب باقی رہ گئے۔ دیکھیں اس پر آپ کی فضیلت حاصل ہونے کو کب الہام ہوتا ہے......

ایک دفعہ امام حسینؓ معاویہؓ کے پاس تشریف لائے۔ آپ کا غلام ذکوان بھی ساتھ تھا اور معاویہؓ کے پاس بہت سے قریش جمع تھے تو معاویہؓ نے امام حسینؓ سے کہا کہ ابن الزبیرؓ کو دیکھتے ہیں جو حسد کرتا ہے۔ بنی عبد مناف سے تو جھٹ ابن الزبیرؓ نے معاویہؓ کا جواب دے دیا کہ مجھے امام حسینؓ کی افضلیت اور ان کے قرابت رسول اللہ ﷺ کا اقرار ہے۔ لیکن اگر تو چاہے تو میں اپنے باپ زبیرؓ کے شرف کو بیان کروں جو کہ بہ نسبت تیرے باپ ابوسفیانؓ کے ان کو حاصل تھا۔ ذاکوان غلام امام حسینؓ نے کہا ہمارے آقا وہ ہیں جو کلام کرتے ہیں بعلم اور سکوت فرماتے ہیں۔ بحلم جب خود تم نے ان کی بزرگی کا اقرار کیا تو اب کلام کی ان کو حاجت نہیں۔ اب لیجئے یزید پلید کا دعویٰ میں تاریخی واقعہ۔ اب مختصر اس ملعون کا بھی لکھے دیتا ہوں۔ تا کہ اہل اسلام کو وہ اصلی حالت امام حسینؓ کی اور یزید پلید کا دعویٰ افضلیت یاد آ جائے۔ جس وقت یزید نے اپنے تئیں تخت سلطنت پر دیکھا

اور سر اقدس امام حسینؓ کا طشت طلاء میں سامنے رکھے دیکھا۔ پس خیال کیا کہ میں آنحضرت سے بایں دلیل افضل ہوں کہ خدا نے مجھے ملک عطاء فرمایا اور عزیز و محترم کیا اور معاذ اللہ حسینؓ کو ذلیل وخوار کیا۔ پس باد نخوت و غرور یزید کے کاخ دماغ میں بھر گئی تو اہل مجلس کی طرف خطاب کر کے حضرت سے شماتت اور مذمت کرنا اور اپنا فخر کرنا شروع کیا۔ پس اس سر اقدس کی طرف اشارہ کر کے بولا کہ یہ شخص ہمیشہ مجھ پر فخر و مباہات کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں افضل ہوں یزید پلید سے اور میری ماں افضل ہے یزید کی ماں سے اور جد میرے افضل ہیں یزید کی جد سے اور باپ میرا افضل ہے یزید کے باپ سے......

پس مرزا قادیانی اب فرمایئے! آپ نے سنت یزیدی پر کیوں عمل کیا۔ کیوں اب بھی متمسک سنت یزیدی آپ نہ کہلائیں گے۔ مگر یہ کہ آپ کہہ دیں کہ تعظیم وتوقیران کی تو اہل اسلام پر لازم وواجب ہے۔ نہ ہم پر۔ جس پر ہمارا بھی صاد ہوگا۔

یک حسینے نیست تا گردد شہید
ورنہ بسیار اندر عالم یزید

اجی حضرت! بغیر سوچے سمجھے کیوں ایسے دعوے کیا کرتے ہو۔ جس کی وجہ آپ کو تیر بہدف ہونا پڑتا ہے۔ واہ قادیانی واہ!

اکنوں زحق بترس وحیا کن بخود ببیں
ریشت سفید گشت و دولت ہمچنیں سیاہ

......اگر آپ ایسے ہی بہادر ہیں تو آج کل نقل کیا جاتا ہے کہ حسینؓ کا نام لیوا جلتی ہوئی آگ پر ننگے پاؤں قدم رکھتے ہوئے چلتے ہیں۔ آپ بھی چل دکھایئے۔ اجی حضرت! آپ تو اتنے پر بھی متمکن نہ ہوسکے۔ کیا آپ اہل اسلام کو اپنے مریدوں ہی کے مانند بھولے بھالے سمجھتے ہیں۔ بھلا جب ہر خاص وعام بخوبی جانتا ہے کہ جس وقت کوئی شخص حسینؓ کا نام لیوا لاہور یا کسی اور شہر میں آگ پر چلنے لگا تو بمنادی اشتہار آپ کو اسی آگ پر پابرہنہ چلنے کے واسطے تحدی کر چکا ہے۔ مگر چونکہ آپ کو مارے خوف کے اس آگ کے چلنے پر جرأت نہ ہوئی تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسے کے امتحان آتش اور حسینؓ جلیل جیسے کے امتحان مصائب کا کب تقابل کر سکتے ہیں۔ پھر اسی قدر بے انصافی ہے کہ اگر حسینؓ کے شرعی حقوق کے رو سے نہیں تو عرفی حقوق سے ہی ان کے مصائب کی داد دی ہوتی۔ جیسا کہ کل یہود ونصاریٰ ومجوس وہنود نے بھی انصافاً حسینؓ کے ان حالات عجیبہ اور مقالات غریبہ کا پرزور اعتراف اور اقرار کیا ہے۔ دیکھو تاریخ یہود ونصاریٰ

ہمارے مقال پر بصریح العبارۃ دون التلویح والاشارہ ناطق ہیں۔ اگر آپ بالعکس بغیر کسی برہان وحجت قاطعہ کے آنحضرت پر صرف خودساختہ الہام سے بہتر اور افضل بن بیٹھے حالانکہ خدا فرماتا ہے۔"لم تکونوا بالغیه الا بشق الانفس "یعنی ہرگز تم اس مرتبہ رفیعہ افضلیت تک نہیں پہنچ سکتے۔ مگر نفسوں کے توڑ ڈالنے سے واہ قادیانی واہ!

این فضیلت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

......مرزا قادیانی! اب کیوں نقاب منہ پر ڈال لیا۔ ذرا میری طرف تو آنکھ اٹھا کر دیکھئے۔ آپ کو ایسے شہسواراں عرصہ صبر و شہادت سے کیا مناسبت اور نامداران بقعہ شجاعت سے کیا تقابل۔ میں نہیں جانتا۔ پھر کیوں اور کس دلیل و برہان سے آپ حسینؓ جیسے ممتحن پر مدعی افضلیت ہوئے۔ اگر محض الہام ہے جو آپ کے قول سے آپ کو ہوا تو اس کی کیا تصدیق۔

چہ خوش خود مدعی اور خود ہی مصدق بنے
گر ہمیں مکتب وہمیں ملاست
کار طفلاں تمام خواہد شد

اگر آپ کے قول سے بھی الہام کے یہی معنی ہیں کہ القاء فی القلب تو ہر حیوان و وحوش وطیور اور انسان کو نیک ہو یا بد ہوا کرتا ہے۔ پھر آپ کی کیا خصوصیت۔ انسان بسبب اشرف المخلوقات ہونے کے بجائے خود، میں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ جانور کی تمثیل دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ صاف طور پر یہ مطلب واضح ہو جائے۔ ہر خاص و عام دیکھ سکتا ہے کہ شہد کی مکھی ایک ادنیٰ سا جانور ہے۔ جس میں خدا نے مطلق عقل نہیں پیدا کی جو ایک مسلم بات ہے۔ پس باوجود نہ ہونے عقل کے اگر اس کو خدا کی جانب سے الہام نہیں ہوتا ہے تو فرمایئے۔ ایسا عمدہ مکان، خوش شکل، برابر خانہ، خانہ وار یہ مکھی کس طرح بنا سکتی ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی! باوجود دعویٰ نبوت و مہدویت کے اگر تمام عمر اپنی صرف کریں تو ان کے مکان کی ترتیب و ترکیب تک نہیں سمجھ سکتے۔ ویسا مکان بنانا تو در کنار اگر ایسا نہیں تو مرزا قادیانی بنا کر دکھادیں۔ ورنہ فرمایئے جب مکھیوں اور کیڑیوں کو بھی الہام ہوتا ہو تو مرزا قادیانی کی کیا خصوصیت اور ان کو اس الہام سے کیا فخر حاصل ہو سکتا ہے؟ مرزا قادیانی! مناسب ہے کہ کوئی اور بات اب اپنی فضیلت کے واسطے سوچ رکھیں۔ ورنہ مکھی کے بہتر الہام ہونے کی وجہ سے اس کا افضل ہونا آپ سے لازم ہوگا۔ پوری تحقیق اقسام الہام کی ہماری کتاب "غایت المقصود" کے حصہ اوّل سے معلوم ہو سکتی ہے۔

...... کیوں مرزا قادیانی! فرمایئے کوئی آپ کا بھی ناقہ ہے اور وہ بھی کبھی پہاڑ پر چڑھا ہے۔ جس کی وجہ آپ بھی تماثل حضرت سے کر سکیں۔ اجی حضرت! کہئے تو میں بتا دوں۔ یہ لیجئے بتائے دیتا ہوں۔ اب آپ کو خوب ہی موقعہ حضرت کی مثیل بننے کا مل سکتا ہے۔ کیا آپ کا ناقہ ریل گاڑی تو نہیں ہے۔ جس پر ہمیشہ آپ سوار ہوا کرتے ہیں جو ایک پہاڑ چھوڑ کر بیسیوں پہاڑوں میں گھستی ہے۔ لیجئے! اب تو خوب ہی موقعہ آپ کو ریل کے ناقہ تاویل کرنے میں مل گیا۔ پس چونکہ ریل میں ہمیشہ آپ سوار ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا ریل ہی آپ کا ناقہ ہوئی۔ مگر مرزا قادیانی آپ کو یہ بھی یاد ہے کہ آپ ریل کو خر دجال مان چکے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۷۳۰، خزائن ج۳ ص۴۹۲)

پس فرمایئے! انصاف سے کہ یہ ریل آپ کا ناقہ ہوا یا دجال کا گدھا۔ چہ خوش تحقیق کرنا کسی مطلب کا تو آپ پر ہی ختم ہے کہ ریل کو دجال کا گدھا تو بنا ہی دیا۔ مگر اس پر سوار خود ہو بیٹھے۔ واہ قادیانی واہ!

...... کیوں مرزا قادیانی! فرمایئے حضرت ہود علیہ السلام کی توکل پر حسینی توکل نے ترجیح پائی یا نہ پائی اور آپ کا بھی کسی نے گلا گھونٹا یا نہیں۔ آپ تو ایسے گورنمنٹ عالیہ کے تحت سایہ ہیں۔ جس کے ملک میں شیر و بکری ایک ہی گھاٹ پر پانی پی سکتے ہیں۔ باوجود اس کے آپ نقاب پوش ہو گئے۔ آخر بھگوڑے ہی نکلے مرد میدان تو نہ بنے۔ پھر جس شخص نے کہ خوشی قلب اور مردانہ دلیری سے رضائے خدا میں، محبت خدا کا جام پی کر اپنی جان اور مال اور سر و فرزند و برادر و انصار تک راہ خدا میں قربان کر دیئے ہوں ذرا انصاف سے کہو کیونکر اس عظیم الشان خدمت گذاری کے عوض میں وہ افضل الناس اور احب الخلق نہ کہلاوے اور کس قدر بے انصافی ہے کہ آپ جیسے بے کارہ گھر بیٹھے نقاب پوش بغیر کسی معقول خدمت گزاری کے آنجناب پر مدعی افضلیت بن بیٹھیں۔ یہ خلاف انصاف نہیں تو اور کیا ہے۔ واہ قادیانی واہ!......

امام حسینؑ کو حق تعالیٰ نے صابر بلکہ شاکر اور راضی پایا۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ نے ان کی صنعت کی نفس مطمئنہ راضیہ سے تعبیر فرمائی اور ان کو عباد مخصوصین میں داخل فرمایا اور عبد خاص الخاص سے ان کو شمار کیا۔ امام حسینؑ آداب حقیقی ہیں۔ اس واسطے کہ جب ایک طاعت سے فارغ ہوئے دوسری کو شروع کر دیا جو کہ پہلی طاعت سے زیادہ شاق تھی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے تمام بلاؤں پر صبر کیا۔ لیکن شماتت اور برہنگی پر اپنی زوجہ رحیمہ کے ہرگز تحمل نہ کر سکے۔ امام حسینؓ نے کربلائے معلیٰ میں تمام مصیبتوں پر صبر کیا اور ان کی ہمشیرہ زینب خاتون جب کہ خیمہ سے قتل گاہ کی

طرف تشریف لائیں تو امام علیہ السلام نے کمال صبر وتحمل سے ان کو تسلی دی اور اپنی عباء ان پر ڈال کر ان کو خیمہ میں پہنچا دیا۔ کیوں صاحب حسینؑ کا ایوب علیہ السلام نبی سے بھی تقابل ملاحظہ فرما چکے۔ کس کے صبر وتحمل کو ترجیح ہوئی۔ پھر مرزا قادیانی اپنے صبر وتحمل کو بھی ملاحظہ فرمالیں اور سنبھل کر میدان مناظرہ میں قدم رکھیں (ورنہ قدمش میلغزد) خدا انصاف دے ان بے بصیرتوں کو جو ”یریدون ان یطفئو نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون“......

مرزا قادیانی! بہادری تو تب تھی کہ آپ کا بھی امتحان صرف ایک مصیبت میں ہی کیا جاتا اور آپ پاس ہو جاتے تو اس وقت اپنے ابناء جنس پر مدعی افضلیت ہوتے تو عیب نہ تھا۔ ”ودونہ خرط القتاد جا حظ“ تو یوں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ ”نحن اھل البیت لا یقاس بنا احد فی شئ“ یعنی ہم وہ اہل بیت رسول اللہ ہیں کہ کوئی شخص بھی کسی شئ میں ہمارے سے قیاس نہیں کر سکتا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی ان کی مانند خدا کی خدمت گذاری میں ایسا عظیم الشان امتحان دے سکتا ہے اور نہ کوئی خود کو ان کے ساتھ قیاس کر سکتا ہے۔ پھر فرمائیے بھلا آپ نے ان کی مانند بغیر کئے کسی معقول خدمت گذاری کے کیونکر ان سے قیاس کیا۔ ہاں اگر آپ بھی ان کی مانند کسی معقول عظیم الشان امتحان الٰہی میں پاس ہوئے ہوں تو ثابت کیجئے۔ بشرطیکہ الہام اور خواب وتاویل سے دست بردار ہو جاویں۔

اجی حضرت! خواب بینیاں تو رانڈ عورتوں کے کام ہیں۔ جو سچے جھوٹے رحمانی شیطانی خواب دیکھ کر دل اپنا خوش کر لیا کرتی ہیں۔ بھلا کبھی نبوت یا مہدویت یا دین وملت بھی کسی کی خوابوں سے ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ تو حضرت مسئلے نہ ہوئے ٹھسلے ہوئے۔ اہل اسلام جنہیں حضرت رسول اللہ ﷺ کے تصدق سے حکمت وکتاب خدا سے ملی ہو۔ کب ایسے ٹھسلوں کو جن کے ثبوت کا دارومدار معدودے چند ضعیف العقل عورتوں کی خوابوں پر ہو، تسلیم کر سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی تو عورتوں کے مکر وفریب ہیں۔ ”ان کیدکن عظیم“ کہ آج ہم نے مرزا قادیانی آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایسے آپ ویسے۔ آپ کے پاس چار پیسے اور آپ اتنے میں ہی خوش ہو گئے۔ کسی کو کسی کو روپیہ عنایت فرما دئے۔ پھر فرمائیے۔ بھلا جن کے مکر وفریب وکید کو قرآن میں عظیم شمار کیا ہو وہ شب وروز آپ کو خواب میں کس طرح نہ دیکھیں گے۔ بندہ خدا یہ تو واضح ہے کہ حضرت روپیہ جھوٹوں کو دنیا میں سچا بنا دیتا ہے۔ پہلے زمانوں میں بھی تو ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ فرعون ونمرود

وغیرہ نے بھی تو دولت سے ہی خدائی کا دعویٰ کیا اور ہزاروں نے نبوت وامامت ومہدویت کا ذب کا دعویٰ کیا اور آپ کی طرح مریدوں کی تنخواہیں مقرر کر دیں۔ پھر جو جس کے دل میں آ گیا اس نے الہام اور خواب وغیرہ سے بیان کر دیا۔ جس کی وجہ سے بہت ضعیف العقل ان زمانوں میں بھی بے دین ہو گئے۔ اب خود ہی آپ انصاف سے کہہ دیں کہ آپ کے اور سابقہ زمانہ کے مدعیوں کے دعووں میں کیا فرق ہے۔ ہم اسی واسطے کہتے ہیں کہ نبی اور امام پر واجب ہے کہ کوئی برہان قاطع دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرے۔ جس کی وجہ سے بالاعلان بین الحق والباطل صاف طور پر تمیز حاصل ہو جائے۔ مرزا قادیانی! انصاف سے کہیے کہ آپ کے الہاموں پر کس طرح کسی کو یقین ہو سکتا ہے۔ جب آپ اثبات دعویٰ میں الہام یا خواب پیش کریں گے تو لوگ کہہ سکتے ہیں۔ جب کہ ابھی آپ کا سچا اور جھوٹا ہونا ہمیں معلوم نہیں ہے تو ہم کس طرح یقین کر سکتے ہیں کہ آپ کا یہ الہام یا خواب دعویٰ امامت کے ثبوت میں سچ ہے اور اگر فرضاً آپ کو اس الہام یا خواب میں سچا مان بھی لیا جائے تو اس خواب کا رحمانی یا شیطانی ہونا کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ پس ’’بمفاد بناء الفاسد علی الفاسد فاسد ‘‘یعنی بنا رکھنی باطل امر کی باطل دلیلوں پر باطل ہے۔ آپ کا دعویٰ اور یہ دلیلیں سب فاسد اور باطل ہو گئیں۔ ہاں اگر کوئی معقول دلیل اور برہان آپ رکھتے ہوں۔ ’’فعلیك اتیانه وعلینا بیانه‘‘......

اب فرمایئے کہ آپ کا ید بیضاء کہاں اور من وسلویٰ کدھر اور کوہ طور کس جگہ اور عصاء مبارک کیا ہو گیا۔ کون چور لے گیا۔ بندۂ خدا تو نے بھی کوئی ذاتی یا صفاتی کمال تو دکھا دیا ہوتا یا کہ آپ کے صرف الہام اور خواب ہی خواب ہیں۔ آخر کہاں تک رانڈ عورتوں کی مانند خواب ہی دیکھتا رہے گا۔ آپ بھی میدان کمالات میں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ ہی جوہر دکھا دیں۔ تاکہ جوہر شناسوں میں آپ کا صدق وکذب ثابت ہو جائے۔ ورنہ مرزا قادیانی عوام انام ’’انهم الا کالانعام بل هم اضل سبیلا ‘‘ کا آپ کی تصدیق کر لینا عقلاء جوہر شناس کے نزدیک کم اور مضحکہ صبیان نہیں۔ بھلا جب کہ آپ کو نور الدین اور عبدالکریم اور امروہی وغیرہم نے بے دلیل وبرہان کے امام اور مسیح اور مہدی بنا دیا تو آپ کیسے انہیں اپنا خلیفہ نہ بناتے۔ ورنہ ضرور احتمال تھا کہ وہ آپ کی نبوت میں دست اندازی کرتے۔ کیونکہ ثبوت تو آپ کی نبوت اور ان کی خلافت کا الہام اور خوابوں پر مبنی ہے۔ پھر جب انہیں یہ خلافت نہ ملتی تو یہ الہام اور خواب بھی انہیں اپنی طرف ہی ہونے لگتے۔ اس خر بازاری میں پوچھنے والا ہی کون تھا اور اگر کوئی پوچھتا تو نور الدین کہہ سکتے تھے

کہ مجھے اب اپنی ہی خلافت پر الہام ہونے لگا اور عبدالکریم کہہ سکتے تھے کہ مجھے اپنی خلافت کے خواب آنے لگے۔ پھر آپ یا اور کوئی ان کے الہام یا خواب کے جواب میں کیا کہہ سکتا؟ واہ مرزا قادیانی واہ!

آخر نبوت اور خلافت کو آپس میں تقسیم فرما ہی لیا۔ کوئی مانے نہ مانے آپ کی بلاء سے امام حسینؓ نے تو ایسے اعلیٰ سے اعلیٰ جوہر دکھائے۔ جس کی وجہ سے وہ تمام خلق پر افضل کہلائے اور ان کے کمالات نے زمین آسمان اور حجر اور شجر اور ملائکہ وحیوانات غرض جنوں اور انسانوں کے قلوب پر ایسا اثر عظیم ڈالا کہ چالیس شبانہ روز تک ان کی شہادت پر روتے اور نوحہ کرتے رہے اور اس کمال اور جوہر شہادت کے دکھانے کی وجہ سے تو آنحضرت ﷺ کی ذریت میں امامت وخلافت خدا نے عطاء فرمائی۔

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

مرزا قادیانی! آپ نے بے فائدہ الہام اور خوابوں میں اس قدر کمال حاصل کیا زحمت تو آپ کو بہت ہی اس کمال کے حاصل کرنے میں ہوئی ہوگی۔ جس پر ہمارا بھی صاد ہے۔ مگر آپ کو اس کمال سے کیا فائدہ۔ جب کوئی آپ کے اس کمال کو مانتا ہی نہیں۔ پس بہتر یہ ہے کہ اب اور کوئی کمال حاصل کریں۔

شاید کہ رفتہ رفتہ لگے دلربا کے ہاتھ

......پس مرزا قادیانی! آپ لڈو اور پیڑے اور پلاؤ وزردہ کھانے کی وجہ سے جو بیچارے دو چار غریب مزدوری پیشہ کے چندوں سے جمع ہوکر آپ کے ہاں پکتا ہے۔ حسینؓ جیسے متقی پر مدعی افضلیت بن بیٹھے۔ اگر ایسا نہیں تو آپ ثابت کر دیجئے کہ سوائے الہام اور خوابوں کے آپ نے بھی ان کی مانند خدا کی کوئی عظیم الشان خدمت گذاری بجالائی ہے۔ جس کو کہ ہر خاص وعام تسلیم کر سکے نہ ایسی خدمت گذاری کہ جس کو صرف آپ یا آپ کے ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہی تسلیم کریں۔ ''ودونہ خرط القتاد'' مگر چونکہ معلوم ہے آپ نے ادنیٰ سے ادنیٰ بھی خدمت گذاری خدا کی نہیں کی۔ لہٰذا مرزا قادیانی! آپ اپنے دعوے میں مطلق کاذب ہیں۔ پس آپ ہر خاص وعام پر صاف طور سے ثابت ہوگیا کہ ''بمفاد حب الدنیا رأس کل خطیئة'' آپ حب دنیا میں اس قدر مستغرق ہیں کہ خدا اور کسی پیغمبر وامام کی بھی ذرہ بھر پاس خاطر نہیں۔ ورنہ جس کو ذرا سی بھی اسلام کی بو ہوگی۔ ہرگز اس رسالہ کے ملاحظہ کے بعد ایسا غلط دعویٰ نہ کرے گا۔

بابدان بدباش وبانیکاں نکو

جائے گل گل باش وجائے خارخار

بندۂ خدا فرمائیے کیا اب بھی ہمارا دعویٰ صحیح نہ ہوا کہ حسینؓ اور اس کے آباء طاہرین کے غلاموں میں بھی آ کر محبوب کئے جاؤ تو آپ اور آپ کی ستر پشتوں کے واسطے ہزار ہا فخر سے زیادہ فخر تھا۔ مگر مذکورہ تحقیقات سے مرزا قادیانی کے خیالات کا پورا حال ظاہر ہے کہ اولاد رسول کے حالات میں ان کو کیسے کیسے مغالطہ پیش آئے ہیں اور حق بجانب بھی ہے۔ جب کہ آنحضرت (حسینؓ) کی نسبت مرزا قادیانی کا دل صاف ہی نہ ہوا تو اس کو آنحضرت (حسینؓ) کے حالات کیونکر معلوم ہو دیں گے۔ یہ حالات تو ان واقعات صحیحہ کے ہیں۔ جس کی تحریف وتغیر سے ان کو چنداں غرض نہیں۔ بخلاف اپنے الہام اور خوابوں کے جس پر ان کے مذہب کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ وہاں تو ہزاروں لاکھوں افتراء سے بھی ان کو پرہیز نہ ہوگا......

بندۂ خدا آپ کا تو دعویٰ افضلیت عیسیٰ علیہ السلام اور حسینؓ فداہ روحی پر کرنا درکنار اب تو ابن اللہ ہونے کا بھی دعویٰ آپ کر بیٹھے۔ دیکھو لکھتے ہیں۔ جو ان دنوں میں انہیں الہام ہوا ہے۔ ’’انی بایعتك بایعنی ربی انت منی بمنزلة اولادی ‘‘(دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) بندۂ خدا آپ کی ایمانداری کا کوئی ٹھکانا بھی ہے یا نہیں۔ کبھی مثیل مسیح بنتے ہیں۔ کبھی خود مسیح کبھی مہدی بنتے ہیں۔ کبھی مہدی بھی اور مسیح بھی۔ اب تو اپنے نفس کی تعریف کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام اور حسینؓ شہید سے افضل بنے۔ ادھر ابن اللہ ہونے کا بھی دعویٰ کر بیٹھے۔ صرف ایک خدائی کا دعویٰ باقی رہ گیا۔ کہاں تک نفسانی فخر اور مدح وثناء کیجئے گا۔ قول حضرت امیر علیہ السلام ہے۔

تعریف المر علی نفسہ قبیح

ثناء خود بخود کردن نمے زیبد ترا صائب

کیوں مرزا قادیانی! آپ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ خدا کی طرف حقیقتاً اس واسطے نسبت ولدیت ناجائز ہے کہ خدا جسم اور جسمانی لوازم سے منزہ ہے۔ اس کے علاوہ اگر حقیقتاً خدا فرزند رکھتا ہو تو لازم آئے گا فرزند کے حادث ہونے کی وجہ سے خدائے قدیم بھی حادث ’’هو اذ لا يولد الحادث الا من الحادث ‘‘ کیونکہ حادث نہیں متولد ہوتا مگر حادث سے، اور یا خدا کے قدیم ہونے کی وجہ سے فرزند حادث بھی قدیم ہو تو یہ دونوں صورتیں باطل ٹھہریں۔ اب لیجئے مجازاً

پس کسی غیر کے فرزند کو مجازاً اپنا فرزند اور متبنّٰی بنالینا حیوانات کی صفت ہے۔ بالاتفاق خدا پر ایسا بھی ناجائز ہے۔ ''تعالی اللّٰہ عن ذالك علواً كبيرا'' اب فرمایئے! مرزا قادیانی آپ کس طرح بمنزلہ اولاد خدا کے مجازاً ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم کہتے ہیں۔ ایک چیز کو کسی دوسری چیز سے تب ہی تشبیہ دے سکتے ہیں جب کہ مشبہ بہ موجود یا اس کا وجود متصور ہوسکتا ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ زید چاند کی مانند ہے۔ پس چونکہ چاند ایک موجود شے ہے۔ زید کو بمنزلہ چاند کے شکل وصورت میں تشبیہ دینا یا مثلاً (زید کالاسد) زید کو شجاعت میں بمنزلہ شیر کے تشبیہ دینا جو ایک موجود جانور ہے۔ بہت درست اور جائز تشبیہ ہے۔ لیکن اگر فرضاً چاند اور شیر کوئی شئے نہ ہوتی تو آپ کس طرح ایک لاشئے کو شئی فرض کر کے زید کو تشبیہ دے سکتے ہیں اور فرضاً اگر تشبیہ دیتے بھی تو لوگ ایسی نامعقول تشبیہ سے جس کا مشبہ بہ لاشئے ہے۔ کیا سمجھ سکتے۔ پس مرزا قادیانی یہ تو ضرور آپ بھی مانتے ہوں گے کہ خدا کا حقیقی اور صلیبی ولد کوئی بھی نہیں تو فرمایئے خدا کا ولد لاشئے ہوا یا نہ ہوا۔ اگر نہیں تو آپ پہلے خدا کا حقیقی ولد ثابت کر دیں اور لاشئے ہوا تو آپ کو اس الہام میں کہ ''انت منی بمنزلة اولادی'' (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) خدا نے اپنے لاشئے ولد سے کیونکر تشبیہ دی۔ پھر فرمایئے بدلیل مذکور یہ تشبیہ غلط ہوئی یا نہ ہوئی اور یہ غلطی نعوذ باللہ خدا سے ہوئی یا آپ سے۔ اگر خدا سے ہوئی تو عمداً ہوئی یا سہواً اور یہ بھی فرمادیجئے کہ خدا پر عمداً یا بھولے غلطی کا صادر ہونا جائز ہے یا نہ، اور اگر یہ غلطی خدا کی نہیں بلکہ آپ کی ہے تو پھر فرمایئے آپ نے غلطی اپنے کو الہام نام کر کے کیوں خدا کی طرف نسبت دی اور جھوٹا الزام خدا پر کس واسطے لگایا۔ کیا نبوت کے یہی معنی ہیں اور آپ کی مہدویت کی یہی ہدایت ہے اور آپ کی مسیحیت کا ثبوت غلط اور محض کذب ایسے خودساختہ الہام اور خوابوں پر مبنی ہے۔ صاحبان باتمیز وبصیرت کی غیرت کب مقتضی ہے کہ قرآن وحدیث وبراہین عقلیہ کو چھوڑ کر آپ کے علانیہ غلط الہاموں سے آپ کی تصدیق کر لیں۔ آپ باتمیز اہل اسلام سے قطعاً اس امید کو قطع فرمالیں۔ اس کے علاوہ ہم کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی خیر یہ تشبیہ خواہ غلط ہو یا صحیح۔ آپ انصاف سے فرماویں کہ خدا کے ولد لاشئے ولد سے جب آپ کو تشبیہ ہوئی تو لوگوں کو اب ایسی تشبیہ سے آپ کی نسبت کیا سمجھ لینا چاہیے۔ کہیے تو ہم اس تشبیہ کا منطوق بتادیں۔ لیجئے! بتائے دیتے ہیں۔ لیکن بایں شرط کہ مصنفوں کی رائے سے آپ اس پر عمل کریں۔ پس سنئے کہ اس تشبیہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ لاشئے ہیں۔ بایں دلیل کہ جب خدا جسم اور جسمانی لوازم سے منزہ ہونے کی وجہ قطعاً ولد نہیں رکھتا تو خدا کا ولد لاشئے ٹھہرا اور آپ اس الہام میں خدا کے بمنزلہ ولد لاشئے

کے ہیں۔پس چونکہ مشبہ اور مشبہ بہ کا بالاتفاق ایک ہی حکم ہوا کرتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے لوگوں پر واضح کرنے کے واسطے اس الہام میں آپ کو لاشئے قرار دیا۔یعنی مرزا قادیانی جیسا کہ خدا کا ولد کوئی شئے نہیں۔اسی طرح آپ بھی کوئی شئے نہیں تو بندہ خدا اس الہام سے آپ کی خاک فضیلت ثابت ہوئی۔ جب آپ نے ایسے عظیم دعوے کرنے شروع کر دیئے تو لوگوں کے اعلان کے واسطے خدا نے آپ کو یہ الہام کر دیا کہ آپ مہربانی سے نبوت امامت مسیحیت مہدویت کا دعویٰ نہ کیجئے۔آپ کوئی شئے نہیں کیوں مرزا قادیانی! اب تو آپ کے اقرار کے مطابق آسمانی فیصلہ ہو گیا کہ آپ کوئی شئے نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام حسینؓ فداہ روحی پر آپ جیسے لاشئے کا مدعی افضلیت ہونا منصفوں کے نزدیک محض حب دنیا اور نفس امارہ کی پیروی سے ہے۔'' فافہم وتدبر '' کیوں مرزا قادیانی اس قدر رسوائی کے بعد بھی اگر تائب نہ ہوں تو سخت افسوس ہے۔

ہرچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد ازہزار رسوائی

''اللہم احفظنا والمؤمنین جمیعا من النفس الامارة بالسوء والضلالة بعد الہدیٰ''

چراغ الدین ساکن جموں و مرزا قادیانی کی چالاکی

دیکھو(دافع البلاءص۱۹،خزائن ج۱۸ص۲۳۹)مرزا قادیانی ایک عام اطلاع چراغ الدین کی نسبت لکھتے ہیں۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:''شخص مذکور پہلے ہماری جماعت میں داخل ہوا۔ ازاں بعد معلوم ہوا کہ وہ خود مدعی رسالت ہے۔لہٰذا اپنی جماعت کو اطلاع دیتے ہیں کہ اس سے احتراز کریں۔''

مرزا قادیانی کی یہ بھی چالاکی ہے کہ انہوں نے پہلے اس کے اشتہارات کے طبع ہونے کی اجازت دے دی۔ازاں بعد اس کی مخالفت کا اعلان کیا۔

من خوب میشناسم پیران پارسارا

واہ رے چالاکی! مسلمانو یاد رہے کہ چراغ الدین کا پہلے مرید پھر مخالف مرزا قادیانی کے ہو جانا میرے خیال میں تین صورتوں سے خالی نہیں یا بایں خیال کہ اپنی رسالت کی بناء فاسد باندھنے کے واسطے مرزا قادیانی کی چالاکیوں کو ایک نظر دیکھ لیوے۔تاکہ وہ بھی ویسی ہی چالاکیوں سے حشرات الارض کو اپنے جال میں پھنسا لیوے۔چنانچہ وہ خود مرزا قادیانی کی طرح

مدعی رسالت ہو، اور یا بایں غرض کہ نورالدین اور عبدالکریم کی مانند بمفاد (بدوز وطمع دیدۂ ہوشمند) مجھے بھی خلافت مرزا قادیانی سے حصہ مل جائے گا۔ جب نہ ملا تو مخالف ہو گیا۔ پھر گذشتہ خلافت سے نبوت کے لینے کے واسطے ہاتھ لمبا کیا، یا بایں خیال کہ فی الحال چند مدت مرزا قادیانی کے مخالف ہو کر پھر اس سے شیر وشکر ہو کر ضعفاء عقول میں مرزا قادیانی کی نبوت کا اعلان دے کر آپس میں نصف لی ونصف لک کے یہ دونوں صاحب بہم ہو جاویں۔ عزیزان من یہی تو باہمی چال ہے۔ جس کی وجہ سے بیچارے عوام الناس اس کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ کیوں مرزا قادیانی پھر آپ مذکور صفحہ میں فرماتے ہیں (اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی) آپ کی نیک ظنی نہ ہوئی کوئی بلا ہو گئی۔ جس نے باقی رہا ہوا حصہ بھی دین محمدی کا تباہ کر دیا۔ جب کوئی دلیل نہ ملی تو نیک ظنی کو ہی سپر قرار دے دیا۔ واہ صاحب واہ! کبھی اثبات دین میں ظن حجت ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ قرآن تو ہدایت کرتا ہے۔ ''وان الظن لا یغنی عن الحق شیئا'' کہ ظن سے حق نہیں ثابت ہوا کرتا، اور آپ اپنی نیک ظنی کو ہی برخلاف حکم قرآن کے ہر جگہ برہان قرار دیتے ہیں۔ بھلا کون اہل قرآن آیات وحدیث کو چھوڑ کر آپ کے ظنی اور وہمی خیالات کو تسلیم کر سکتا ہے؟

پس مرزا قادیانی! نورالدین اور عبدالکریم وامروہی وغیرہم بھی ایسی ہی نیک ظنی سے آپ کو مسیح اور مہدی وغیرہ مان رہے ہیں۔ کیونکہ نیک ظنی سے ہی تو اس ولایت وخلافت میں سے انہیں بھی حصہ مل گیا ہے۔ اگر انہیں یہ حصہ نہ ملتا تو آپ دیکھ ہی لیتے کہ چراغ الدین کی طرح ان کی بھی نیک ظنی، سوءظنی سے آپ کی نسبت بدل کر مسیحیت کے خود ہی مدعی ہو بیٹھتے۔ اگر یقین نہ ہو تو اب بھی انہیں معزول کر کے آزمالیں۔ بندہ خدا دلائل تو آپ کی نبوت اور ان کی خلافت پر محض الہام اور خواب ہیں۔ پھر مشکل ہی کیا ہے۔ اس وقت آپ کی طرف نہ ہوں گے۔ انہیں اپنی ہی طرف الہام ہونے لگیں گے۔ پھر آپ یا اور کوئی ان کے قلبی براہین پر کیونکر جرح کر سکتا ہے۔ لہٰذا آپ ان الہاموں اور خوابوں اور نیک ظنیوں سے باز نہیں آتے اور نہ ہی ان بے سروپا دعووں سے دست بردار ہوتے ہیں۔ غرض کہ آپ عجب مصیبت میں پڑ گئے۔ نہ مذہب باطل کو ہٹ دھرمی سے ترک کیا جاتا ہے کہ معتقدین برگشتہ ہو جائیں گے۔ پھر حلوا ومنڈا کھانے کو نہ ملے گا یا ان کے روبرو آپ کو ذلت، جہالت وضلالت کی ملے گی اور نہ باطل کا ہی احقاق ہو سکتا ہے۔ ''فان کنت لا تدری فتلك مصیبت وان کنت تدری فالمصیبت اعظم'' مرزا قادیانی آپ کا یہ

دعویٰ کہ میں امام حسینؓ سے افضل ہوں۔ ایسی دل آزار باتوں میں سے ہے۔ جن کو کوئی شریف مسلمان اپنے ذی عزت دشمن کے حق میں بھی پسند نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ رسول اللہ ﷺ کا نواسہ حسینؓ جیسا پیاسہ ممتحن بالایمان کے بارے میں سنے۔ جن کے ساتھ حسن عقیدت وارادت کو اپنا جزو ایمان سمجھتا ہو۔ ’’جراحات السنان لها التيام ولا يلتام ماجرح اللسان ‘‘یعنی تیر و نیزہ کے زخم اچھے ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن زبان کے زخموں کو التیام نہیں ہوا کرتا۔

پھر فرمادیجئے مرزا قادیانی! امام حسینؓ کی نسبت آپ کی زبانی جراحتوں نے ترجیح پائی یا یزید کے تیر و نیزوں کے زخموں نے۔ ناظرین اب سوچنے کے لائق یہ بات ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کس غرض سے ہے۔ آیا منجملہ ان کی گذشتہ نیک ظنیوں کے یہ بھی نیک ظنی اور حسن عقیدت اس کا محرک ہے جو ہر فرد اسلامی پر لازم ہے کہ خاندان رسالت کے ساتھ ولا رکھے یا وہ بغض وعداوت ہے۔ جو اسلامی تفریق کے وقت سے مسلمانوں کا پولیٹکل مسئلہ قرار پایا۔ پہلی صورت میں تو مسلمانوں کی ہی طرح مرزا قادیانی کی بھی روش ہونی چاہئے کہ رسول اللہ اور آنحضرت ﷺ کی معصوم ومطہر اہل بیت علیہم السلام کی تعظیم وتوقیر میں کم سے کم وہ آداب ملحوظ رکھے جو اپنے باپ دادا سے برتتا ہے یا اپنے بزرگوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ جس سے ہر دیکھنے والا محسوس کر سکے کہ مرزا قادیانی انہیں واجب التعظیم سمجھتے ہیں۔ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’لا يؤمن عبد حتى اكون احب اليه من نفسه وتكون عترتی احب اليه من عترته ‘‘یعنی کوئی بندہ مؤمن نہیں ہوتا ہے۔ جب تک کہ مجھے اپنے نفس سے اور میری عترت کو اپنی عترت سے زیادہ دوست نہ رکھے۔ ’’اذ ليس فليس فدونه خرط القتاد ‘‘دوسری صورت دو طرح سے نمایاں ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ کھلم کھلا کسی کو برا کہے اور اظہار عداوت کرے۔ جیسا کہ یزید کے زمانہ میں عام طور پر اہل بیت رسالت کی نسبت کیا گیا۔ لیکن مرزا قادیانی بحمد اللہ مسلمانوں کے کمال اتفاق ویکجہتی سے تو یزید کی طرح علانیہ اظہار عداوت نہ کر سکا۔ باقی رہی دوسری صورت وہ یہ کہ دوستی کے پیرایہ میں اپنی عداوت ظاہر کرے اور دل کا بخار نکالے جو خاص طریقہ منافقوں کا ہے۔

پس مرزا قادیانی کا دعویٰ اس آخری سانچے میں ڈھالا گیا ہے۔ مگر جوش عداوت نے پردہ فاش کر دیا ہے۔ جس سے ہر کس وناکس پر ان کی عداوت حسین علیہ السلام سے ظاہر ہوگئی۔ ورنہ باغیرت مسلمان ایسی جرأت ہرگز نہیں کر سکتا۔ مرزا قادیانی میں نہایت خیر خواہی سے عرض کرتا

ہوں کہ آپ اپنے عقیدہ کی اصلاح فرمائیں۔ ایسا نہ ہو قیامت کے روز ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے سامنے آپ کو شرمندہ ہونا پڑے۔ اگر آپ کسی خیال سے اس دنیاداری کو نہیں چھوڑ سکتے تو ایسے امور کی نسبت ضد نہ کیجئے۔ جس سے خاندان رسالت کی توہین ہو۔ بندہ خدا! دین اور چیز ہے۔ شرافت خاندانی اور چیز۔ اگر آپ نے دین بدل لیا تو اس کا یہ لازمہ نہیں کہ امام حسینؓ پر بھی آپ افضل ہوں۔ ورنہ کوئی دلیل ایسی قائم کریں جس سے خاص وعام پر آپ کا صدق معلوم ہو جائے۔ بغیر اس کے تو مخالف موالف سب یہی کہیں گے۔ صرف مسلمانوں کی عداوت اور دل آزاری بلکہ اہل بیت رسول ﷺ کی عداوت و دشمنی نے آپ کے دل میں جوش مارا ہے۔ جو آپ کی قلم وزبان مبارک سے ٹپک رہی ہے۔ زیادہ عرض نہیں کرسکتا۔ ''والعاقل تکفیه الاشارة''

خاتمۃ الکتاب

اب میں آخر میں آپ کو دوستانہ رائے دیتا ہوں کہ آپ اپنی تصنیفات میں اس قسم کے سلسلہ تحریر کو قطعاً قطع فرمایئے اور دوسرا سلسلہ شروع کیجئے۔ جس میں بزرگان دین سے کچھ علاقہ نہ ہو۔ اپنی ہٹ دھرمی اور ضد پر اصرار کرنا کوئی جوہر انسانیت نہیں ہے۔ مجھے امید واثق تھی کہ آپ بجر دمیری تحریر اوّل کے ''بمفاد الکنایة ابلغ من التصریح'' اپنی رائے سے رجوع فرما کر مجھے ممنون فرماویں گے اور اپنی حق پسندی کا کافی ثبوت دیں گے۔ لیکن آپ کے غصہ اور اندرونی حسد نے بنا ہوا کام بگاڑ دیا۔ خیر آپ باز نہ آئے اور اس سے زیادہ تفضیح اہل بیت رسالت کیجئے۔ میں یہ سمجھ لوں گا۔ ''لیس ذلك باول قاروة کرت فی الاسلام''

گر خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنہ نیکاں برد

ہائے غضب اور ستم! کیا اسی کا نام اسلام ہے کہ ایسا حملہ پیغمبر کے نواسے زمین کربلا کے پیاسے مظلوم امام حسینؓ پر کیا جاوے۔ نہیں ہرگز نہیں! یہ گردن کشی ہے۔ مقدس اسلام کی تعلیم نہیں۔

افتاد کی برآورد از خاک دانہ را
گردن کسی بخاک نشاند نشانہ را

مرزا قادیانی! مجھے کسی طرح یہ منظور نہیں کہ آپ سے رنجش بے لطفی کی نوبت پہنچے۔ آپ پہلے ہی مرحلہ میں بھگوڑے ہوگئے۔ ابھی تو میدان مناظرہ میں صرف قدم ہی رکھا ہے۔ اگر

آپ کو مناظرہ سے ایسی ہی گھبراہٹ ہونے کی تو خدا حافظ بالآخر خاموش ہو جاؤں گا۔ لیکن خدا سے عرض کر دوں گا۔ "رب انی دعوت قومی لیلاً ونهاراً فلم یزدهم دعائی الافرار" آخر میں ہم صرف علماء اسلام سے بکمال ادب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ "جزاکم الله تعالیٰ خیراً الجزاء المحسنین" واقعاً آپ حضرات نے پاک اسلام کی حفاظت اور مرزا قادیانی کے لغویات کے جواب دینے میں جان و مال وعلم کے بذل کرنے سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ خداوند عالم اس کے بالعوض آپ کو توفیقات خیر عطا فرمائے۔

عزیزان من! اگر مرزا قادیانی طالب حق ہوں تو ان کے لئے بس اسی قدر مضمون حق تسلیمی کے واسطے دلیل کافی اور برہان شافی ہے جو صاحب غیرت با معرفت وبصیرت دیدۂ حق بیں اور قلب صالح الیقین سے ان حسینی تقابل کو انبیاء سلف سے ملاحظہ فرمالے گا۔ زنگ شبہات اہل شقاق قطعی قلب مظلم اس کے سے پاک وصاف ہو جائے گا اور گرد کدورت کفر والحاد بالکل دھل جائے گا۔ مگر مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں کے قلوب چونکہ اہل شقاق کی طرح مختوم منجانب اللہ اور ظلمت وقساوت فطری سے سیاہ ہیں۔ لہٰذا ان سے اثر اس کا مفقود اور وہی کثافت وتیرگی مشہور وبقول قائل۔

حق عیاں چوں مہر رخشاں آمدہ
لیک اندر شہر کوراں آمدہ

پس سنئے کہ اس معصوم اور پاک اسلام کو جو آپ کے آغوش میں حسن اتفاق تربیت پا رہا ہے۔ نفاق اور تعصب کی آگ سے محفوظ رکھنا آپ کا پہلا فرض ہے۔ اگر مرزا قادیانی کے سے چند نادان کی گرم جوشی اور آپ حضرات کی ذرا کم توجہی سے خدانخواستہ زمانہ کی ناموافق ہوا لگ گئی تو اس کا پھولنا پھلنا سخت دشوار بلکہ اتنی ہستی بھی نہ رہے گی۔ اس وقت آپ حضرات اپنی عرق ریزیوں کا ثمرہ پانے کی بجائے غفلت شعار مشہور ہوں گے۔

"وما علینا الا البلاغ فاعتبروا یا اولی الابصار واخردعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوٰة علیٰ محمد واله الطاهرین ابدالابدین ودهرا الدهرین وختمت فی الثانی من ربیع الثانی ١٣٤٤ من الهجرة المنورة فی مبارك حویلی لاهور حرره فارم الشریعة المطهرة سید علی حائری لاهوری"

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مہدی موعود

حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله العلی العظیم والصلوٰة علیٰ رسوله الکریم واله مع التسلیم ذوی الفضل والخلق العمیم ولا عدائهم الجحیم والحرمان عن النعیم ۰ اما بعد!

''قوله تعالیٰ وله اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعاً وکرها والیه یرجعون (البقره:۸۳)'' ﴿یعنی جوکوئی بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ بارغبت یا باکراہت اسی کے مطیع ہوں گے اور اسی کے حضور میں پلٹ کر جائیں گے۔﴾

تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد علیہ السلام (حضرت مہدی) کے بارے میں نازل ہوئی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرما کے یہ ارشاد فرمایا کہ جب قائم آل محمد (حضرت مہدی) کا ظہور ہوگا۔ تو زمین کا کوئی ایسا حصہ باقی نہ رہے گا۔ جس میں شہادت ''لا اله الا الله محمد رسول الله'' کی منادی نہ پکاردی جائے گی۔

اسم وکنیت ولقب

ان کا نام بھی پیغمبر اسلام کے نام پر ہوگا اور ان کی کنیت بھی آنحضرت ﷺ کی کنیت ہوگی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ''لولم یبق من الدنیا الا یوم لطول الله ذالك الیوم الیٰ ان یبعث فیه رجل من اهل بیتی یواطئ اسمه اسمی واسم ابیه یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجورًا (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱)'' یعنی پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا کا ایک آخری روز بھی باقی رہ جاوے تو اس دن کو خدا لمبا کردے گا۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے اس شخص کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرا نام ہوگا اور جس کی کنیت بھی میری کنیت ہوگی۔ رہے القابات سو وہ بکثرت ہیں......

امام مہدی کس کی نسل سے ہوگا

اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ امام مہدی علیہ السلام عربی النسل ہے نہ عجمی النسل...... امام مہدی علیہ الرضوان نسل حسینؓ سے ہے۔ یہ امر غایت شہرت کی وجہ سے اس قدر عیاں ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ مگر باوجود اس کے مرزا قادیانی نے بعض سادہ لوح سینوں کو دھوکا دے کر ایک عجیب وغریب حیلہ سے دام تزویر میں پھانس لیا ہے۔ وہ یہ کہ امام مہدی اہل

البیت سے ہوگا۔ چونکہ سلمان فارسیؓ اہل البیت سے تھے اور میں بھی فارسی النسل ہونے کی حیثیت میں سلمان سے ملحق ہوتا ہوں۔ اس لئے میں بھی اہل البیت سے ہوا۔ پس میں امام مہدی بن گیا۔ واہ سبحان اللہ!

لیجئے! حضرت اس کے متعلق بھی سن لیجئے کہ خود سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ایک روز حسینؓ پیغمبرﷺ کی ران پر بیٹھے ہوئے تھے کہ پیغمبرﷺ اس کو چوم رہے تھے اور فرماتے تھے۔ اے حسین تم سید ابن سید ہو تم امام برادر امام ہو تم حجت ابن حجت برادر حجت اور باپ ہو نو حجتوں کے ان میں نواں امام مہدی موعود علیہ السلام ہے۔ (ینابیع المودہ مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۴۴۵)

حذیفہؓ کہتا ہے کہ ایک روز پیغمبرﷺ نے فرمایا: ''لولم یبق من الدنیا الا یوم لطوّل اللہ ذالك الیوم حتی یبعث رجلاً من ولدی اسمه اسمی فقام سلمان فقال یا رسول اللہ من ایّ ولدك هو قال من ولدی هذا وضرب بیده علی الحسین اخرجه ابونعیم فی عوالیه ارجح المطالب ص ٤٤٢ ''یعنی پیغمبرﷺ نے فرمایا کہ اگر ختم دنیا تک ایک روز بھی باقی رہ جائے تو ہر آئینہ خدائے تعالیٰ اس روز کو اس قدر طویل کردے گا کہ میری اولاد میں سے ایک شخص مبعوث ہوگا۔ جس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ پس اس وقت سلمان فارسیؓ کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ حضورﷺ! آپ کے کون سے بیٹے سے وہ شخص ہوگا۔ پس پیغمبرﷺ نے حسینؓ پر ہاتھ مارا کہ اس بیٹے سے ہوگا۔

اب فرمائیے جناب؟ مرزا قادیانی کو سلمانؓ کی نسل بننے سے کیونکر مہدویت مل گئی؟ اگر مہدی سلمانؓ کی نسل سے ہوتا تو سلمانؓ ہی کے سوال پر پیغمبرﷺ نے مہدی کو کیوں نسل حسینؓ سے بتلایا؟ مگر بے خبر مرزا قادیانی کو کیا معلوم تھا کہ قدرت نے اس کے دعوے کرنے سے پہلے ہی خود سلمان فارسیؓ سے اس کے دعوے کی تکذیب کرا رکھی ہے......

علامات ظہور امام مہدی موعود

کتب حدیث (شیعہ) میں امام مہدی موعود علیہ السلام کے ظہور سے پہلے تقریباً چار سو خاص علامتوں کا ظہور ہونا بیان کیا گیا ہے۔ زبردست آسمانی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ: ''ایتان تکونان قبل قیام القائم کسوف الشمس فی الاوّل من شهر رمضان وخسوف القمر فی اٰخره'' اور یہ جملہ بھی حدیثوں میں موجود ہے۔ ''لمهدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السمٰوت والارض ''یعنی دو آیتیں اور علامتیں یہ بھی ظہور مہدی علیہ السلام سے پہلے ظاہر ہو جائیں گی۔ ایک سورج گہن جو اوّل رمضان میں واقع ہوگا دوسرا چاند گہن

جو آخر ماہ رمضان میں ہوگا۔ اس روایت میں یہ عظیم الشان دونوں نشان ایک ہی ماہ رمضان میں ہونے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ مگر دو خصوصیتوں کے ساتھ ایک یہ کہ ظہور امام سے قبل یہ دونوں ظاہر ہوں گے۔ دوسری یہ کہ خلاف قانون مستمرہ ظاہر ہوں گے۔ یعنی ایک ہی ماہ رمضان کے اوّل و آخر میں دونوں ظاہر ہوں گے اور اس میں علامت اور آیت قرار پانے کی خصوصیت یہی ہے کہ یہ خسوفین خلاف قاعدہ مستمرہ واقع ہوں گے۔ کیونکہ حدیث میں توضیح کی گئی ہے کہ خدا نے جب سے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں ان تواریخ میں کبھی کسوفین نہیں ہوئے۔

اب سنئے کہ مرزا قادیانی کے زمانے میں بھی ایک مرتبہ ماہ رمضان میں سورج اور چاند کو گرہن ہوا تھا۔ لگے ہاتھ مرزا قادیانی نے اس کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر عوام کو دھوکا دیا کہ دیکھو میری صداقت پر چاند اور سورج نے گواہی دی ہے اور روایت کسوفین کی پیشین گوئی میرے حق میں پوری ہوگئی۔ پس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں۔

سنئے! مرزا قادیانی کی اس غلطی کا منشاء بھی ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ۱۳۰۸ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا اور ۱۳۱۲ھ میں کسوفین ایک ماہ رمضان میں واقع ہوئے۔ مگر دو وجہوں سے ہم اس واقعہ کسوفین کو نشان تسلیم نہیں کر سکتے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ حدیث مذکور میں قبل قیام القائم کا جملہ موجود ہے اور یہ کسوفین مرزا کے دعویٰ مہدویت کے چار برس بعد واقع ہوا ہے۔ اس لئے مخالف حدیث ہونے کے سبب کسی طرح یہ نشان نہیں قرار پاسکتا۔

دوسری وجہ اس کے نشان قرار نہ پانے کی یہ ہے کہ حدیث کی پیشین گوئی کے مطابق مرزا قادیانی کے زمانے کا کسوفین ماہ رمضان کے اوّل و آخر میں واقع نہیں ہوا ہے اور یوں تو ماہ رمضان میں حسب قانون مقررہ ہمیشہ سے کسوفین ہوتے چلے آئے ہیں۔ پھر خلاف حدیث یہ کسوفین کس طرح نشان مہدویت قرار پاسکتا ہے۔

دیکھو! پینتالیس برس کے گہنوں کی فہرست جو کتاب حدائق النجوم فارسی میں مرقوم ہے اور رسالہ شہادت آسمانی، مطبوعہ رحمانیہ مونگیر میں بھی ان پینتالیس گہنوں کی فہرست بالتزام ومطابق سنین ہجری دی گئی ہے۔ جس کو مسٹر کیتھ کی کتاب ''یوز آف دی گلوبس'' سے نقل کیا گیا ہے۔ جس میں کسوف وخسوف کی جدول ص۲۷۳ سے ص۲۷۶ تک شائع کی ہے اور کلیہ قواعد بیان کئے ہیں۔ جن کی رو سے ابتدائی سنہ ہجری سے ۱۳۱۲ھ تک جن سالوں میں اسی التزام سے چاند وسورج گہن ماہ رمضان میں واقع ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد ۶۰ ہوتی ہے اور ۱۷ کاذب مدعیان مہدویت کے زمانوں میں ماہ رمضان میں چاند وسورج گرہن اسی ترتیب سے ہوئے ہیں۔ جس

ترتیب سے ۱۳۱۲ھ میں ہوا۔ اس اعتبار سے مرزا قادیانی نے مذکور ۱۷ کی تعداد میں ایک کا اضافہ کر دیا ہے۔ ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ “مدعی مہدویت اور سفید جھوٹ” نعوذ باللہ من النفس الا مارۃ بالسؤ والضلالۃ بعد الھدیٰ“

جملہ اہل اسلام کے لئے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ:

پہلا کسوفین

۱۲۶۷ھ میں مطابق ۱۸۵۱ء ہندوستان میں ہوا۔ اس کے دیکھنے والے اس وقت تک موجود ہوں گے۔ ان گہنوں کی تاریخ ۱۳ و ۲۸ر رمضان ہے۔ اس وقت مرزا قادیانی کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی۔ کیونکہ انہوں نے (کتاب البریہ ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷ حاشیہ) میں اپنی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء بتائی ہے۔ اس حساب سے یہ کسوفین رمضان ان کے دعوے کرنے سے بہت پہلے ہیں۔

دوسرا کسوفین

۱۳۱۱ھ کے ماہ رمضان میں ہوا۔ جو ۱۸۹۴ء کے مطابق ہے۔ یہ امریکہ میں ہوا۔ جس وقت مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت وہاں موجود تھا۔ ہندوستان میں دیکھا ہی نہیں گیا۔ جنتریوں میں اس کسوفین کی تاریخ ۱۲ ہے، ۱۳ نہیں ہے۔ مرزا قادیانی ہندوستان میں ہوکر اس کی تاریخ ۱۳ بتاتے ہیں اور (حقیقت الوحی ص ۱۹۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۴) میں اس کسوفین کو بھی اپنا نشان بتایا ہے اور محض حوالہ دے دیا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کے وقت میں ایسے گہن دو مرتبہ ہوں گے۔ حالانکہ کسی حدیث میں یہ مضمون وارد نہیں ہوا ہے اور مزہ یہ ہے کہ مدعی ہندوستان ہے اور نشان امریکہ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ جہاں کے باشندوں کو اس کے وجود کا علم تک نہیں ہے۔

تیسرا کسوفین

۱۳۱۲ھ کے ماہ رمضان کی ۱۳ و ۱۸ مطابق ۲۶ر مارچ ۱۸۹۵ء کو ہوا۔ یہی کسوفین ہے۔ جسے مرزا قادیانی نے اپنے لئے آسمانی نشان مشہور کیا اور دارقطنی کی روایت کا مصداق قرار دیا۔ حالانکہ چالیس برس کے گہنوں میں یہ تیسرا کسوفین ہے۔ جو ماہ رمضان میں قواعد مقررہ نجوم کے مطابق واقع ہوا۔ پھر یہ نشان اور آیت کیونکر قرار پاسکتا ہے؟ جب کہ حدیث میں یہ ارشاد موجود ہے کہ ”لم تکونا منذ خلق اللہ السموٰت والارض “ یہ جملہ حدیث کے شروع میں بھی ہے اور آخر میں بھی۔ ”لم تکونا “ کی ضمیر تثنیہ لازماً سورج گہن اور چاند گہن دونوں کی طرف

پھرتی ہے۔ کوئی دوسرا مرجع اس ضمیر کا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس جملہ کے یہی معنی ہیں کہ جب سے خدا تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اس وقت تک یعنی مہدی موعود بالحق کے وقت تک ایسا کسوفین کبھی نہ ہوا ہوگا اور اس سے پیشتر کسی وقت اس خارق عادت کسوفین کی نظیر نہیں مل سکتی۔

اور مرزا قادیانی کے زمانہ کے کسوفین واقعہ ۱۳۱۲ھ کی نظیر تو ایک نہیں دو مرتبہ اس چھیالیس برس کے دوران میں ملتی ہے۔ ایک ۱۳۱۱ھ دوسری ۱۲۶۷ھ تو پھر معلوم ہوا کہ ''لم تکونا منذ الخ '' کی شرط اس میں ثابت نہیں ہے۔ اس لئے یہ کسوفین آیت اور نشان نہیں قرار پاسکتا اور یہ مدعی مہدویت کاذب ہے۔

اس تحقیق پر ہم کہتے ہیں کہ مرزائیوں میں اگر کوئی دانشمند ہے تو اس کو اب لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ ۱۳۱۲ھ کا کسوفین ماہ رمضان مرزا قادیانی یا کسی دوسرے مدعی مہدویت کی صداقت کا نشان نہیں ہوسکتا۔ اگر وہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے تو مرزا قادیانی نے اس کے معنی غلط سمجھے ہیں۔ حدیث میں جس کسوفین کو مہدی کا نشان بتایا گیا ہے وہ ایسا ہونا چاہئے جو اس سے پہلے کبھی نہ ہوا ہو اور اجتماع کسوفین جو آدم سے لے کر اس وقت تک سینکڑوں مرتبہ ہولیا وہ کسی کی صداقت یا کذب کا نشان کیونکر ہوسکتا ہے؟

مہدی کاذب کے عقائد فاسدہ

اب ذیل میں ہم مرزا قادیانی کاذب مدعی مہدویت کے بعض عقائد جو قرآن وحدیث اور جمہور اہل اسلام کے بالکل مخالف ہیں اسی کی مصنفات مشہورہ سے درج کرتے ہیں۔ تاکہ تمام اہل اسلام وایمان واقف ہو جائیں کہ ایسا شخص نہ صرف دعویٰ مہدویت ہی میں کاذب ہے۔ بلکہ وہ مخرب اسلام اور مخالف دین مبین بھی ہے۔

اوّل...... مرزا قادیانی کا خدا (عاجی) ہے اور لغت میں عاجی، ہاتھی دانت یا گوبر کو کہتے ہیں۔ (براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۳) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''ہمارا خدا عاجی ہے۔ اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔'' انتہی بلفظہ!

دوم...... مرزا فرشتوں کا قائل نہیں اور حوادث عالم کو سیارات کی تاثیر مانتا ہے۔ لقولہ ''ملائکہ وہ روحانیات ہیں کہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ یا وساتیر وید کے موافق ارواح کواکب ان کو نامزد کریں۔ یا نہایت طریق سے ملائکۃ اللہ کا ان کو لقب دیں۔ درحقیقت یہ ملائکہ ارواح کواکب اور سیارات کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں اور عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے انہیں

سیاروں کے قوالب اور ارواح کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔‘‘
(توضیح المرام ص ۳۳ تا ۴۰، خزائن ج ۳ ص ۶۷ تا ۷۱)

سوم...... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ نبیوں نے جھوٹ بولا۔ ’’ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اس کے فتح کے بارہ میں پیش گوئی کی۔ اس میں وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مارا گیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۶۲۹، خزائن ج ۳ ص ۴۳۹)

چہارم...... مرزا قادیانی کے خیال میں حضرت سلیمان و جناب مسیح علیہما السلام کے معجزات محض عقلی، بے سود از قسم شعبدہ بازی اور لوگوں کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ ’’بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح علیہ السلام کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۰۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴ حاشیہ)

پنجم...... مرزا قادیانی کے عقیدہ میں پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کی بھی وحی غلط نکلی۔ ’’حضرت رسول خدا ﷺ کی اور وحی غلط نکلیں تھیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۶۸۸، ۶۸۹، خزائن ج ۳ ص ۴۷۱ ملخص)

’’اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کے عمق تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی ہو۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

ششم...... مرزا قادیانی کے نزدیک مسیح علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا ہے۔ ’’حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

ہفتم...... مرزا قادیانی پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے معراج سے منکر ہے۔ ’’سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

ہشتم...... مرزا قادیانی کے خیال میں قرآن میں گالیاں دی گئی ہیں۔ ’’قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک

سخت گالی ہے۔لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۵،۲۶،خزائن ج۳ص۱۱۵حاشیہ)

’’اس نے (قرآن شریف نے) ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۷،خزائن ج۳ص۱۱۶حاشیہ)

نہم...... مرزا قادیانی کے اعتقاد میں نبوت ختم نہیں ہوئی۔’’اگر عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔‘‘ (توضیح المرام ص۱۸،خزائن ج۳ص۶۰)

دہم...... مرزا قادیانی باوجود خود مدعی مہدویت ہونے کے امام مہدی کے آنے کا قائل نہیں ہے۔’’محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۴۵۷،خزائن ج۳ص۳۴۴)

’’امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۱۸،خزائن ج۳ص۳۷۸)

یازدہم......مرزا قادیانی پادریوں کو دجال مانتا ہے۔’’پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے۔جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۴۹۵،۴۹۶،خزائن ج۳ص۳۶۶،انجام آتھم ص۴۷،خزائن ج۱۱ص۴۷)

دوازدہم......مرزا قادیانی خر دجال ریل کو سمجھتا ہے۔’’وہ گدھا دجال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا۔پھر اگر وہ ریل نہیں تو اور کیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۸۵،خزائن ج۳ص۴۷۰)

سیزدہم......مرزا قادیانی کے نزدیک یاجوج ماجوج انگریز اور روس ہیں۔’’یاجوج وماجوج سے دو قومیں انگریز وروس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۰۲،خزائن ج۳ص۳۶۹)

چہاردہم......مرزا قادیانی علماء کو دابۃ الارض مانتا ہے۔’’دابۃ الارض وہ علماء اور واعظین ہیں جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے۔آخری زمانہ میں ان کی کثرت ہوگی۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۵۱۰،خزائن ج۳ص۳۷۳)

پانزدہم......مرزا قادیانی دخان کا بھی منکر ہے۔’’دخان سے مراد قحط عظیم وشدید ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۵۱۳،خزائن ج۳ص۳۷۵)

شانزدہم...... مرزا قادیانی مغرب سے آفتاب نکلنے کا بھی منکر ہے۔ ''مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔'' (ازالہ اوہام ص۵۱۵، خزائن ج۳ ص۳۷۷)

ہفدہم...... مرزا قادیانی کو عذاب قبر سے بھی انکار ہے۔ ''کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھاؤ۔''

(ازالہ اوہام ص۴۱۵، خزائن ج۳ ص۳۱۶)

ہجدہم...... مرزا قادیانی تناسخ کو بھی صحیح مانتا ہے۔

ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام

بارہا چوں سبزہ ہا روئیدہ ام

(ست بچن ص۸۴، خزائن ج۱۰ ص۲۰۸)

''ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل جاری ہے۔ یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ وجدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا بدن بدل کر ماتحلل ہو جاتا ہے۔'' (جنگ مقدس ص۱۰، خزائن ج۶ ص۹۲)

غرض مرزا قادیانی کے ایسے ہفوات اس قدر ہیں کہ اگر اس کی کتابوں سے سب کو جمع کیا جائے تو کئی مجلد بھی اس کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ بطور نمونہ یہ چند عقیدے اس کے میں نے اس جگہ لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ اہل اسلام ایسے مخربان دین کے دھوکوں سے بچیں۔ کیونکہ اس مہدی کذاب نے توہین خدا، توہین انبیاء، توہین اسلام، توہین علماء اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے لکھا ہے۔

صد حسین است درگریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے۔

عیسیٰ کجا ست تابہ نہد پابہ منبرم

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

اور انہوں نے ضمیمہ الہامی میں پہلے تو مولوی صاحبان کو اس طرح سخت گالیاں دی ہیں۔ مثلاً یہودی، بدذات، مردار خوار، گندی روح، بے ایمان، اندھے، کتے وغیرہ وغیرہ! بعد اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت زبان درازی کی ہے۔ جس سے ہر سچے مسلمان کے سن کر

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ ایک اولوالعزم پیغمبر کی کیا توہین ہو سکتی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ: ''(معاذ اللہ) ایک زنا کار کنجری نے آپ (مسیح علیہ السلام) کے سر پر ناپاک اور حرام کی کمائی کا عطر ملا اور اس کو بغل میں لیا۔'' وغیرہ وغیرہ! (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' ایسا شخص تو اسلام میں نہیں رہ سکتا۔ پھر اہل اسلام کا امام مہدی کیونکر بن سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام مذکورہ عقائد مرزا قادیانی کے بالاتفاق مخالف اسلام ہیں۔

اب ناظرین کو اس مختصر و مفید مضمون سے کم از کم مرزائی حقیقت روشن ہو جائے گی کہ اس مدعی کاذب نے احکام الٰہی اور فرامین رسالت پناہی کی تخریب میں کس قدر کوشش بلیغ کر کے دنیا جمع کی ہے اور نفس امارہ کی پیروی میں کیا کچھ مرزا قادیانی نے نہیں کیا۔ مگر حشرات الارض ہیں۔ جو ایسے شخص کو بھی صادق سمجھ کر کیا کچھ نہیں مانتے۔

دوستو! غائر نظر ڈالو کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے اوصاف جو صحیح حدیثوں میں آئے ہیں۔ ان سے یہ واضح اور روشن ہے کہ ظہور موفور السرور پر صلیب پرستی اور کفر، بنیاد سے مٹ جائے گا۔ بتاؤ! کہ اس مہدی کاذب نے عمر بھر میں ایک اینٹ بھی کفر یا صلیب پرستی کی گرائی۔ ان سے یہ بھی تو نہ ہو سکا کہ سو دو سو صلیب پرست ہی ان پر ایمان لاتے۔ پھر انہوں نے کیا کیا بجز اس کے کہ تہتر فرقوں کی مختلف شاخوں میں مرزائیت کی اور ایک شاخ کا اضافہ کر دیا۔ پھر اس کو مہدی موعود مانیں تو کیوں۔ دوسروں سے اس کی مہدویت منواؤ تو کیسے۔ وعدہ ''یملاء الارض قسطاً وعدلاً'' تو پورا نہ ہوا۔ ''کما ملئت ظلماً وجوراً'' میں اضافہ ضرور ہوا۔

کس قدر افسوس ہے کہ ان کی جماعت میں جو نیک طبع لوگ ہیں۔ وہ اس میں غور نہیں کرتے کہ مرزا قادیانی مجدد ہوئے، مہدی ہوئے، مسیح ہوئے، نبی ہوئے، رسول ہوئے، ابن اللہ بنے، غرض کیا تھے کیا بن گئے۔ مگر اس عرصہ دراز میں اسلام اور مسلمانوں کو ان سے کیا نفع پہنچا؟ سو پچاس کی بھی ترقی نہ ہوئی۔ بلکہ ان کو نہ ماننے والے چالیس کروڑ مسلمان بھی ان کے نزدیک کافر ہو گئے۔ ایسے روشن حالات کے ہوتے ہوئے بھی تعجب ہے کہ ان کی جماعت جو معدودے چند نفوس ہیں۔ ان باتوں کو نہیں سمجھتے اور ضد وہٹ پر اڑے ہوئے ہیں کہ ایمان جائے، مگر بات نہ جانے پائے۔ ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ نعوذ باللہ من النفس الامارۃ بالسؤ والضلالۃ بعد الھدیٰ''

رقمہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری، محلہ شیعان
موچی دروازہ لاہور............ ماہ شعبان ۱۳۴۴ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

مسیح موعود

حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله علیٰ عمیم الائه ۰ وجزیل نعمائه ۰ وله الشکر ملأ ارضه ومسائه ۰ وافضل صلواته وتسلیماته ۰ علیٰ افضل انبیائه واشرف سفرائه محمد الهادی الیٰ سبیل الرشد وسوائه ۰ اما بعد!

اہل اسلام کو عموماً اور اہل ایمان کو خصوصاً معلوم ہونا چاہئے کہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے پاس مایۂ ناز صرف ایک مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام ہے۔ جس پر محمودی اور پیغامی دونوں پارٹیاں نازاں ہیں کہ مسلمانوں کے جملہ فرقے نہ مسئلہ وفات مسیح میں ہمارے دلائل کی تردید کر سکتے ہیں اور نہ حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کر سکتے ہیں۔ عام طور پر اس کے متعلق اطراف وجوانب سے میرے پاس بکثرت خطوط موصول ہورہے ہیں کہ مسئلہ حیات وممات مسیح پر بدلائل وبراہین میں اپنے خیالات کا اظہار کروں اور اس کے متعلق قرآنی فیصلہ جو کچھ بھی ہو، لکھ دوں۔ تاکہ حیات ووفات مسیح میں مرزائیوں نے جس قدر پیچیدگیاں پیدا کر رکھی ہیں، زائل ہوں اور مسلمان ان کے ان ہتھکنڈوں سے بچ سکیں۔

اس لئے کثرت مشاغل شرعیہ اور عدیم الفرصتی کے باوجود میں اس مختصر رسالہ میں پہلے تاریخی واقعہ حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھ کر ذیل میں ازالہ اعتراضات کروں گا۔

تواریخ معتبرہ میں اسانید معتمدہ سے مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک ظالم بادشاہ تھا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام خدا کی طرف سے مامور ہوئے کہ اس کو دین حق کی دعوت دیں اور صراط مستقیم بتائیں۔ وہ ططیانوس یا داؤد بن لوازم کے نام سے مشہور تھا۔

بنابرایں جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے پاس یہ ظاہر کیا کہ میں پیغمبر ہوں اور کتاب انجیل ہدایت خلق کے لئے خدا کی طرف سے لے کر آیا ہوں۔ جس میں اس زمانہ کے مصالح کے موافق احکام اور اوامر ونواہی سب موجود ہیں اور میں مامور کیا گیا ہوں کہ خدا کے احکام تم سب کو پہنچاؤں۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ میرے دین کی متابعت کرو اور اس کی پیروی میں خدا کی پرستش میں منہمک ہو جاؤ۔

ظالم بادشاہ نے نہ صرف دین عیسیٰ علیہ السلام سے ہی انکار کیا۔ بلکہ آنجناب کی تکلیف

اور ایذاء رسانی کے درپے ہوگیا۔ یہاں تک کہ اس ملعون نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ جس طرح بھی ہوسکے۔ جناب مسیح علیہ السلام کو قتل کردیا جائے۔ آنجناب علیہ السلام اس ملعون کے خوف سے مخفی تبلیغ کرتے رہے۔

اسی اثناء میں آپ نے حواریوں سے ایک روز وصیت کی کہ یاد رکھو۔ میرے بعد قوم قریش میں سے ایک آخری نبی امی العربی ﷺ آنے والا ہے۔ جس کو محمد ﷺ اور احمد ﷺ کے نام سے پکارا جائے گا۔ وہ لوگوں کو دین اسلام کی طرف دعوت دے گا اور انس وجن اور سفید وسیاہ کی طرف مبعوث ہوگا۔ ان کا دین جملہ ادیان سلف کا ناسخ ہوگا اور ان کے بعد دامن قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اور اسی کی نبوت، دین اور شریعت قائم ودائم رہے گی۔ اس کی امت کے علماء کا مرتبہ انبیاء سلف کے برابر ہوگا۔ یہ میری وصیت ہے تم میں سے ہر شخص بطناً بعد بطن اپنی اولاد کو بتاتے رہنا۔ یہاں تک کہ جو شخص آنجناب ﷺ کو پالیوے فوراً اس پر ایمان لائے۔

مسیح علیہ السلام کے حواریوں میں ایک شخص جو منافق تھا اس ظالم بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور جناب مسیح علیہ السلام کے مخفی ہونے اور اسرار سے بادشاہ کو اس نے مطلع کیا۔ پس بادشاہ کی طرف سے کچھ لوگ تاریکی شب میں جناب مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لئے پہنچے اور مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرکے انہوں نے ایک مکان کے اندر قید کردیا اور چاروں طرف سے اس مکان کا محاصرہ کرلیا گیا۔ جب صبح ہوئی تو اس ظالم بادشاہ کے حکم سے جناب مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لئے ایک مکان کے اندر انتظام کیا گیا اور یہودیوں کا انبوہ کثیر وہاں جمع ہوگیا۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام بحکم رب جلیل نازل ہوئے اور اس قید خانہ کی چھت کی طرف سے جناب مسیح علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے۔ صبح جب آفتاب طلوع ہوا تو یہودیوں نے ایک شخص کو اس قید خانہ میں اس غرض سے بھیجا کہ وہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لئے پکڑ لائے۔ وہ شخص جب داخل ہوا تو مکان کو اس نے بالکل خالی پایا۔ خداتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسی وقت اس متجسس اور منحوس شخص کو جناب مسیح علیہ السلام کا ہم شکل وصورت بنادیا۔ یہ ہم شکل مسیح، بے نیل مرام باہر آن کر جماعت سے کہنے لگا کہ مکان اور قید خانہ کے اندر تو مسیح کا پتہ بھی نہیں ہے۔ جماعت نے اس شخص کو مسیح کی شباہت کے سبب شبہ میں پکڑ لیا اور کہا کہ تو ہی تو مسیح ہے ہم مامور ہیں کہ تجھے صلیب پر چڑھائیں۔ غرض اسی شبہ میں وہ شخص صلیب پر چڑھادیا گیا اور مسیح

آسمان پر چلے گئے اور آیت مجیدہ "وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم" میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ میں نے درج کر دیا ہے۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قتل ضرور واقع ہوا ہے۔ کیونکہ لفظ شبہ آیت میں موجود ہے۔ "وماقتلوہ وما صلبوہ" سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام یقیناً نہ تو قتل کیے گئے اور نہ صلیب پر چڑھائے گئے۔ ابن جریر، ابن منذر، عبد بن حمید، سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے اور جمہور اہل اسلام کا اسی پر اتفاق اور اجماع ہے۔

کلبی نے بروایت ابی صالح ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اس ظالم بادشاہ کا نام ططبانوس تھا اور سیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں بادشاہ کا نام داؤد بن لوزا لکھا ہے۔

وہب بن منبہؒ سے منقول ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو رات کے وقت پکڑ لیا گیا کہ صبح ہوتے ہی صلیب پر چڑھا دیا جائے۔ مگر فرشتوں نے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر پہنچا دیا اور یہودیوں کو اس کا پتہ بھی نہ لگ سکا اور وہ تکتے ہی رہ گئے۔

اختلاف ہے اس میں کہ جس کو شبہ میں سولی چڑھایا گیا منافق تھا، یا موافق۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ یہودی تھا اور مسیح کا سخت دشمن تھا۔

اور بعض لکھتے ہیں کہ وہ شخص جناب مسیح علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھا۔ لیکن بعد میں وہ بھی منافقوں میں مل گیا تھا اور مسیح علیہ السلام نے پہلے ہی حواریوں کو خبر دی ہوئی تھی کہ کل صبح تم میں سے ایک شخص دین کو دنیا سے بیچ دے گا۔ ایسا ہی ہوا کہ صبح ہوتے ایک حواریوں میں سے یہودیوں کے ہاں گیا اور تیس درہم لے کر مسیح علیہ السلام کے مخالف ہو گیا اور تمام راز یہودیوں سے کہہ کر مسیح علیہ السلام کو پکڑوا دیا۔ قدرت نے مسیح علیہ السلام کو تو آسمان پر اٹھا لیا اور وہ شخص منافق شبہ میں خود گرفتار ہو کر سولی چڑھا دیا گیا۔

فخر رازیؒ نے لکھا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام بحکم رب جلیل جب مسیح علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے تو لوگ تین فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک فرقہ تو مسیح علیہ السلام کو خدا سمجھنے لگا۔ دوسرا فرقہ ابن اللہ اور تیسرے فرقہ کا یہ عقیدہ ہوا کہ مسیح علیہ السلام نہ تو خدا ہے اور نہ ابن اللہ۔ "ولکنہ عبداللہ ورسولہ" بلکہ وہ خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور وہ زندہ ہے بوقت ظہور حضرت

مہدی موعودزمین پر دوبارہ نازل ہوکرزمین کو عدل وایمان سے بھر دیں گے۔ (یہی عقیدہ صحیح ہے)

حیات اور صعود مسیح الیٰ السماء کا قرآنی ثبوت

"**قوله تعالیٰ یٰعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ**" اس آیت میں مسیح علیہ السلام کے حیات اور صعود الیٰ السماء دونوں کا ثبوت موجود ہے۔ کیونکہ لفظ "**توفی**" عرب اہل لسان کی محاورات میں قبض کے معنی میں مستعمل ہے اور عرف میں کہا جاتا ہے۔ "**وفانی فلان دراهمی**" یعنی فلاں شخص نے دراہم میرے قبضہ میں دے دیئے۔ لہٰذا توفی کے معنی قبضہ کے بھی ہوسکتے ہیں۔

نوم کے معنی میں بھی لفظ توفی استعمال ہوتا ہے۔ "**کما قال هو الذی یتوفکم باللیل**" اور متوفیک ممیتک کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

وفات کے معنی لینے والوں کو اختلاف ہے کہ صعود الیٰ السماء سے پہلے مسیح علیہ السلام فوت ہوئے تھے اور پھر زندہ ہوکر آسمان پر گئے۔ تاکہ آسمان پر پہنچانے کے بعد زندہ کئے گئے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ مسیح علیہ السلام کتنے عرصہ کے بعد زندہ کئے گئے۔ وہ کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تین گھنٹے یا سات گھنٹے ان پر موت واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ بمجرد مرجانے کے وہ زندہ کئے گئے اور ایک جماعت اس بات کی بھی قائل ہے کہ وہ زندہ آسمان پر پہنچائے گئے......اور بعض نے لکھا ہے کہ نوم (نیند) کی حالت میں وہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ کیونکہ نوم بھی توفی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

"**لقوله تعالیٰ هو الذی یتوفکم باللیل ای ینیمکم ولقوله تعالیٰ الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها**"

لیکن شان نبوت کے شایان اصح قول یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے اور وہ اس وقت تک زندہ ہیں اور وقت موعود پر نازل ہوکر امام ثانی عشر حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ اقتداء کریں گے۔

کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمانوں میں کچھ بقعات خدا کے ہیں۔ جب کسی شخص کو خدا ان بقعات میں سے کسی بقعہ تک پہنچاتا ہے تو گویا خدا نے اس کو اپنے پاس بلالیا۔ کیا تم نہیں سنتے کہ عیسیٰ بن مریم کے قصہ میں فرمایا

ہے۔ ''بل رفعه الله اليه'' (بلکہ خدا نے اس کو اپنے پاس بلالیا)

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر بلائے گئے تو اون کا ایک جبّہ پہنے ہوئے تھے۔ جسے حضرت مریم علیہا السلام نے اپنے ہاتھ سے کاتا تھا اور بنا تھا۔ رنگ اس کا سیاہ تھا۔ جب وہ آسمان پر پہنچ گئے تو آواز آئی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام اب دنیا کی زینت کو دور کردو۔ غرض مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے اور مصلوب و مقتول نہ ہونے کے ثبوت کے لئے مختلف وجوہ ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

وجہ اوّل

مذکورہ آیت میں لفظ ''رافعك'' قرینہ صحیحہ ہے کہ متوفیک اس آیت میں ''انی عاصمك من تصلك الكفار ومؤخرك الیٰ اجل اکتبه لك'' کے معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر ''متوفيك مميتك'' کے معنی میں ہو تو فقرہ رافعک بے معنی اور لغو قرار پاتا ہے اور دوسرا قرینہ ''وما قتلوه وما صلبوه يقينا'' بھی موجود ہے۔ جس میں علانیہ صلیب کا سلب اور قتل کی نفی بلفظ یقیناً کی گئی ہے۔ اس لئے ''مميتك'' کے معنی میں لفظ متوفیک لیا جا سکتا ہی نہیں۔

وجہ دوم

یہ ہے کہ قرآن میں آیا ہے۔ ''وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته'' کہ اہل کتاب میں سے کوئی شخص بھی باقی نہیں رہے گا۔ مگر یہ کہ اس کو مسیح علیہ السلام کے مرنے سے پہلے مسیح علیہ السلام پر ضرور ایمان لانا پڑے گا اور ظاہر ہے کہ ابھی تک یہ وعدہ پورا نہیں ہوا ہے۔ پس لازماً یہ ثابت ہوا کہ جناب مسیح علیہ السلام یقیناً مرے نہیں ہیں اور اس وقت تک برابر زندہ رہیں گے کہ تمام اہل کتاب ان پر ضرور ایمان لائیں۔ وہی زمانہ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ہوگا۔ روایتوں سے بھی اسی معنی اور مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ (شیعہ) کی تفسیر قمی میں شہر بن حوشب سے منقول ہے کہ مجھ سے حجاج نے یہ کہا کہ اے شہر کتاب خدا کی ایک آیت نے مجھ کو پریشان کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ اے امیر وہ کون سی آیت ہے تو اس نے یہ آیت تلاوت کی۔ ''وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته'' اور کہا کہ میں کسی یہودی یا نصرانی کی گردن مارنے کا جب حکم دیتا ہوں۔ پھر ذرا سی اس کو مہلت دے دیتا ہوں۔ پھر اس کے ہونٹ بھی حرکت کرتے نہیں دیکھتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا پتہ چلے۔ شہر بیان کرتا ہے

کہ میں نے کہا کہ خدا امیر کا بھلا کرے۔ اس آیت کی تاویل یہ نہیں ہے جو آپ نے فرمائی۔ اس نے کہا پھر کیا ہے؟ ہم نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام قبل قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اس وقت کوئی یہودی یا غیر یہودی ایسا باقی نہ رہے گا۔ جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اور حضرت مسیح علیہ السلام خود جناب مہدی موعود علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں گے۔ حجاج بولا وائے ہو تجھ پر یہ تاویل تو نے کہاں سے پیدا کی۔ میں نے کہا کہ مجھ سے یہ حدیث امام محمد باقر علیہ السلام نے بروایت اپنے آباء و اجداد کے بیان کی ہے۔ حجاج نے کہا کہ یہ گوہر تو ایسے چشمہ سے نکلا ہے۔ جس میں کوئی میل کچیل نہیں ہے۔ اہل سنت کے طریق میں یہ روایت مجاہدؒ، ضحاکؒ، سدیؒ، ابن سیرینؒ اور جوہر سے تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازیؒ نے بھی نقل کی ہے اور فریقین میں متفق علیہ ہے۔ اس لئے صحیح اور یہی قابل عملدرآمد ہے اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔

وجہ سوم

''یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ '' اس آیت میں توفی جناب مسیح علیہ السلام کو خداتعالیٰ نے لفظ انی کے ساتھ اپنی ذات مقدسہ کی طرف نسبت دی ہے۔ کیونکہ وقوع واقعہ صلیب سے قبل علم علیم متعال میں یہ قیل وقال گذر چکا تھا کہ لوگ شباہت کے شبہ میں ایک غیر مسیح کو صلیب پر چڑھا دیں گے اور اس مقتول کو مسیح سمجھ لیں گے۔ اس لئے خداتعالیٰ نے اس کی حیات کے متعلق یوں شہادت دی کہ'' وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم ''یعنی ان کو شبہ ہوا ہے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو سولی دی اور قتل کر دیا۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام نہ تو سولی چڑھایا گیا اور نہ قتل کیا گیا۔ کیونکہ ''انی متوفیک بمعنی انی عاصمک '' ہے کہ میں دشمنوں سے تجھے بچانے والا ہوں۔ حدیثوں سے بھی اسی مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ (شیعہ) تفسیر قمی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شب کو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ اس شب کے متعلق آپ نے اپنے اصحاب سے وعدہ لیا تھا۔ چنانچہ وہ شام کو حضرت کے پاس جمع ہو گئے۔ ان سب کو حضرت نے ایک مکان میں پہنچایا اور خود ایک چشمہ میں سے جو اس مکان کے کونے میں تھا۔ سر سے پانی جھاڑتے ہوئے نکلے اور فرمایا کہ مجھے وحی خدا پہنچی ہے۔ کہ وہ ابھی تھوڑی دیر میں مجھے اٹھانے والا ہے اور یہود کے شر سے مجھے بچانے والا ہے۔ تم میں سے کون شخص اس کو گوارا کرے گا کہ وہ میرا ہم صورت بنا دیا جائے۔ پھر وہ قتل کیا جائے۔ صلیب

پر کھینچا جائے۔ مگر آخرت میں میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو۔ ان میں سے ایک نوجوان نے عرض کیا کہ یا روح اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا تو ہی وہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ صبح ہونے سے پہلے بارہ مرتبہ کفر کرے گا۔ ایک شخص نے ان میں سے کہا کہ یا نبی اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا اگر تو اپنے نفس میں یہ بات محسوس کرتا ہے تو وہ تو ہی ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے بعد تین فرقے ہو جاؤ گے۔ دو تو خدا پر بہتان باندھیں گے اور جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ شمعون کی پیروی کرے گا اور وہ سچا ہوگا اور بہشت میں جائے گا۔ پھر خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی گوشے کے راستہ سے اٹھا لیا اور اصحاب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ یہودی شب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں آئے۔ پہلے تو ان یہودیوں نے اس شخص کو پکڑ لیا۔ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ایک شخص صبح ہونے سے پہلے پہلے بارہ مرتبہ کفر کرے گا۔ چنانچہ اس نے صبح ہونے سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بارہ مرتبہ انکار کیا۔ پھر اس نوجوان کو پکڑا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم صورت ہو گیا تھا وہ قتل بھی کیا گیا اور سولی بھی دیا گیا۔

وجہ چہارم

آیت مذکورہ میں لفظ متوفیک صیغہ اسم فاعل ہے جو تینوں زمانوں، ماضی، حال، مستقبل پر شامل ہوتا ہے۔ پس اس لفظ متوفیک سے یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام مارے گئے۔ کیونکہ عربی قواعد کے لحاظ سے یہ معنی تب ہو سکتے اگر صیغہ ماضی کا استعمال ہوتا اور یہاں تو متوفیک اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی یوں کئے جائیں گے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تیرا مارنے والا ہوں اور مفہوم یہ ہوگا کہ میرے سوا تجھے نہ تو کوئی مار سکتا ہے اور نہ سولی پر چڑھا سکتا ہے۔ پس لازماً متوفیک اس جگہ عاصمک کے معنی میں استعمال ہونا چاہئے۔ جیسا کہ شیعہ و سنی مفسرین و محدثین نے بالاتفاق اسی معنی میں اس جگہ یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ ”وذالك كذالك وانا من المصدقين“

وجہ پنجم

لفظ متوفیک سے شہوات اور حظوظ بشریت کا ازالہ اور افناء بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ابوبکر واسطی نے لکھا ہے کہ: ”یعیسیٰ انی متوفیك“ سے یہ مراد ہے کہ اے مسیح تجھ سے شہوات اور حظوظ بشریت کو میں سلب اور زائل کرنے والا ہوں۔ کیونکہ کسی بشر کا باوجود شہوات کے

آسمانوں پر صعود کرنا اور باوجود حظوظ نفسانیہ کے عالم قدوسیت میں سکونت کرنا یقیناً ناممکن ہے۔ خداتعالیٰ نے اس لئے دنیاوی شہوات ولذات کو جناب مسیح علیہ السلام سے سلب کردیا اور اس لحاظ سے وہ عالم السموات میں فرشتوں کے ساتھ بودوباش کرنے کے قابل ہوسکا اور اس وقت تک وہ اسی مسکن اعلیٰ میں قیام پذیر رہے گا۔ جب تک کہ امام ثانی عشر مہدی موعود علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔ تب حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر نازل ہوکر مہدی موعود کی اقتداء کریں گے اور زمین کو عدل وایمان سے بھردینے میں ان کے معاون ومددگار رہیں گے۔ یہ معنی اور مفہوم بھی معقول اور قرین صداقت ہے۔

وجہ ششم

توفی لغت عرب میں اخذ شئ بتمامه کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں مرقوم ہے۔ ’’التوفی اخذ اوفیٰ وافیاً ‘‘پس وقوع واقعہ سے پیشتر علم علیم متعال میں تھا کہ بعض جہال جناب مسیح علیہ السلام کے حق میں یہ خیال کریں گے کہ وہ جناب جسد مع الروح کے ساتھ آسمانوں پر صعود نہ کریں گے۔ بلکہ تنہا ان کا روح بغیر جسم کے صعود کرے گا۔ اس لئے ’’دفعاً لهم وردآ عليهم ‘‘اس آیت کریمہ میں لفظ متوفیک استعمال کیا گیا۔ تاکہ جسد مع الروح کے ساتھ ان کے صعود الی السماء پر دلیل اور حجت قرار پاسکے۔

وجہ ہفتم

انسان موت کے بعد دنیا میں چونکہ منقطع الخیر والاثر ہوتا ہے۔ جناب مسیح علیہ السلام بھی آسمان پر صعود کرنے کے سبب چونکہ اہل زمین کے لئے ایک حد تک بمنزلہ منقطع الاثر ہونے والے تھے۔ اس لئے بھی ممکن ہے کہ کلمہ ’’متوفيك ‘‘ان کے حق میں استعمال کیا گیا۔ ’’هو فلا جناح فيه ‘‘

وجہ ہشتم

یہ صورت بھی ممکن ہے کہ لفظ متوفیک اس آیت میں اس لئے استعمال ہوا ہو کہ اس سے خدا کا مقصود اس امر کو ظاہر کردینا ہو کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں ایفا کرنے والا ہوں۔ اپنے اس وعدے کا جو تیرے متعلق میرے علم میں گذر چکا ہے کہ میں تجھے آخر زمان تک آسمان پر تمام اہل ادیان کے ایمان لانے کے لئے زندہ رکھوں گا اور خاص اہل کتاب کے ایمان لانے کی خبر تو خصوصیت کے ساتھ آیت ’’وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ‘‘میں دی گئی

ہے۔ پس اس لئے بھی ایفاء وعدہ سے پہلے ان کا فوت ہونا کسی طرح قرین صحت نہیں ہو سکتا۔
''فمالکم کیف تحکمون''

وجہ نہم

یہ بھی محتمل ہے کہ آیت مجیدہ میں مضاف اس جگہ محذوف ہو اور مطلب یہ ہو کہ ''یعیسیٰ انی متوفی عملك ''اس طرح قرآن مجید میں کمال فصاحت و بلاغت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کثرت سے ایسی آیتیں موجود ہیں۔ جن میں مضاف محذوف اور مقدر ہے۔ لیکن ظاہر میں لوگ سطحی نظر سے قرآن میں تدبر اور غور کرنے کے سوا ہی آیتوں کے غلط سلط معنی کر کے اپنا الو سیدھا کرتے ہیں اور اسلام کی تخریب کرتے رہتے ہیں

وجہ دہم

یہ بھی محتمل ہے کہ متوفیک مؤخر ہو اور رافعک مقدم جیسا کہ ابن عباسؓ نے اپنی تفسیر میں بذیل آیت مجیدہ اس طرح فرمایا ہے۔''یعیسیٰ انی رافعك الیّ الان وممیتك بعد نزول علیٰ الارض ''کہ اے عیسٰی اس وقت تو میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور پھر اس کے بعد زمین پر نازل ہونے کے وقت میں تجھے مارنے والا ہوں۔ اس قسم کی تاخیر و تقدیم بھی بکثرت آیتوں میں مسلمہ محدثین و مفسرین ہے۔ پس اس سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تفسیر کبیر فخر الدین رازیؒ اور تفسیر در منثور امام سیوطیؒ میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ اگر اس سے انکار کیا جائے گا تو بہت سی آیتوں کے معنی میں گڑبڑ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

جیسا کہ مجمع البیان میں مرقوم ہے۔''اما النحویون یقولون علیٰ التقدیم والتاخیر ''یعنی علماء نحو تقدیم اور تاخیر کے قائل ہیں اور اس آیت میں بھی ان کو تقدیم و تاخیر کا اعتراف ہے۔ جیسا کہ آیت''فکیف کان عذابی ونذر ''میں نذر قبل العذاب مراد ہے۔

اسی طرح جناب خلیل اللہ کے قول''بل فعله کبیرهم ''میں جمہور مفسرین نے تقدیم و تاخیر کا اعتراف کیا ہے۔ جیسا کہ (تفسیر کبیر ج۶، مطبوعہ مصر ص۱۶۳ سطر ۲۴) میں فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ اس آیت میں تعلق بالشرط اور تقدیم و تاخیر مبتداء وخبر واقع ہوا ہے اور آیت میں تقدیر یوں ہے کہ''بل فعله کبیرهم هذا ان کانوا ینطقون فاسئلوهم ''اسی طرح یہاں بھی تقدیم و تاخیر ہوئی ہے۔

معالم التنزیل میں امام بغویؒ نے ضحاکؒ وغیرہ جیسی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ ان کا مذہب اور عقیدہ بھی یہی ہے کہ ''انی متوفیك'' مؤخر ہے۔ اگرچہ مقدم مرتب ہوگیا ہے۔ فخر رازی اور نیشاپوری نے بھی اس آیت میں تقدیم وتاخیر کا ذکر کیا ہے۔ پس لازماً اس آیت میں بھی تقدیم وتاخیر کا واقع ہونا مسلمہ مفسرین ثابت ہوا۔ اس لئے اس آیت میں ممات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے میں مرزا قادیانی نے صریح غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور منشاء قرآن کے خلاف کہہ کر ایک مسلمہ عقیدہ جمہور اہل اسلام کی مخالفت کی ہے اور صرف اپنے کو مسیح بنانے کے لئے یہ غلط معنی اختیار کئے ہیں۔ کیونکہ صحیح معنی کرنے میں ان کی مسیحیت ہباء منثورا ہو جاتی ہے۔ ''نعوذ باللہ من النفس الامارة بالسوٓ والضلالة بعد الهدیٰ''

وفات مسیح کی کہانی مرزا قادیانی کی زبانی

مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بالبراہین والدلائل ثابت ہو جانے کے بعد مرزا قادیانی کی کہانی وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق مع التردید ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی اور مرزائی جماعت انہیں بے سروپا ڈھکوسلوں سے مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام میں سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے ہیں۔ کلمہ فضل رحمانی سے بعض اقتباسات ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ ''فتدبروا ولا تکونوا من الغافلین''

مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں جناب مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق جو کچھ ہفوات لکھے ہیں مع جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

اوّل...... ''مجھ کو خدا نے خبر دی ہے۔ ''یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے۔ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔'' (انجام آتھم ص۸۰، خزائن ج۱۱ ص۸۰)

دوم...... ''مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین میں ہے۔ یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشانوں کے نشان معدوم کرنے کے لئے نہایت نافع ہے۔ طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تیار کی تھی۔ یعنی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنۃ کے پنجہ میں گرفتار ہوئے اور صلیب چڑھانے کے وقت ان کو خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔ اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہوگئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔'' (ست بچن ص۱۶۴، خزائن ج۱۰ ص۳۰۱)

سوم...... "ہمارے متعصب مولوی یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے ہیں اور آسمان پر موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ صلیب پر بھی چڑھائے نہیں گئے۔ بلکہ کوئی اور شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن ان بیہودہ خیالات کے رد میں ایک قوی ثبوت یہ ہے کہ (صحیح بخاری ص ۳۳۹) میں یہ حدیث موجود ہے۔" لعنت اللّٰہ علی الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجدا "یعنی یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا ہے...... بلاد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزار ہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ہیں۔ سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔"

(ست بچن ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹، ملخص حاشیہ در حاشیہ)

چہارم...... "اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین فرماتے ہیں کہ میں قریباً چودہ برس تک جموں اور کشمیر کی ریاست میں نوکر رہا ہوں۔ کشمیر میں ایک مشہور اور معروف مزار ہے۔ جس کو یوز اسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی کے مشابہ ہے۔ دراصل یسوع اسف ہے یعنی یسوع غمگین، مگر بعض کا بیان ہے کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے۔ پھر اجنبی زبان میں مستعمل ہوکر یوز اسف بن گیا۔ لیکن میرے نزدیک یسوع آصف اسم با مسمّیٰ ہے..... حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔ ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بلاد شام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے۔ حضرت مولوی نورالدین فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر جو یوز اسف کی قبر کر کے مشہور ہے وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے۔ عین کوچہ میں ہے۔ اس کوچہ کا نام خانیار ہے۔"

(کتاب ست بچن ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶، ۳۰۷، ملخص حاشیہ)

پنجم...... "مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے اور اس دنیا سے اٹھائے گئے۔ پھر دنیا پر نہیں آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا اور پھر کر آنے سے روک دیا اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔" (انجام آتھم ص ۸۰، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

ابطال دلائل فاسدہ مرزا قادیانی

نمبراوّل! میں مرزا قادیانی نے آیت مجیدہ ''انی متوفیک'' میں بخیال خود فوت ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کا ثابت کرنا چاہا۔ مگر وہ ناکامیاب رہا اور بحمد اللہ ہم نے براہین عشرہ کاملہ سے اس مختصر میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو ایسی طرح ثابت کیا ہے کہ مرزائیوں سے آئیں، بائیں، شائیں کے سوا قیامت تک اس کا کوئی جواب نہ ہو سکے گا۔ رہا وفات مسیح علیہ السلام میں مرزا قادیانی کی چالاکی سو اس کے جواب و تردید میں اس آیت کا ترجمہ جو مرزا قادیانی اور ان کے حکیم نورالدین نے لیا ہے۔ اس کو پیش کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین کو واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کی دلیل باطل اور علیل ناقابل اعتماد وثوق ہے۔ جس سے وہ وفات مسیح یقیناً ثابت نہیں کر سکتے۔

الف...... ''مرزا قادیانی کے خلیفہ اوّل حکیم نورالدین کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ ''اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ'' جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف۔''

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۸، مصنفہ حکیم نورالدین)

ب...... ''پھر خود مرزا قادیانی دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ'' اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔''

(براہین احمدیہ ص ۵۵۷، خزائن ج ۱ ص ۶۶۵)

ناظرین! خود غور کر لیں کہ حکیم نورالدین تو متوفی کے معنی لینے والا ہوں، پوری نعمت دوں گا، کرتے ہیں اور خود بدولت مرزا قادیانی پوری نعمت دوں گا اور کامل اجر بخشوں گا، لکھتے ہیں۔

فرمایئے! کہ کس کے اور کون سے معنی صحیح سمجھے جائیں؟ اب مشکل یہ ہے کہ وہ تو مرزا قادیانی کے خلیفۃ المسیح ہیں اور خود مرزا قادیانی ملہم مسیح نبی اور مرسل کے مدعی ہیں۔ بہر حال مرزا قادیانی ہی مقدم سمجھے جانے چاہئیں۔ کیونکہ یہ اصل ہیں اور فرع تابع لیکن اور مشکل یہ پڑگئی کہ جب براہین احمدیہ میں دو مرتبہ ترجمہ لکھا۔ وہ بھی الہام سے اور اب جو لکھا وہ بھی الہام سے تو کون سا الہام سچا سمجھا جائے اور کون سا جھوٹا۔ (دروغگو را حافظہ نباشد مشہور مثال ہے)

د...... ”میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے۔ وہ سب باتیں کھول دے گا اور علم دین کو بمرتبہ کمال پہنچادے گا۔ سو حضرت مسیح علیہ السلام تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں میں جا بیٹھے۔“ (براہین احمدیہ ص ۳۶۱، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱ حاشیہ) اس جگہ مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔ (یہ ہے حق برزبان جاری) بادل ناخواہ حق قلم سے نکل ہی گیا۔

ہ...... ”ایسے ایسے دکھ اٹھا کر باقرار عیسائیوں کے مر گیا۔“ ملفظہ (براہین احمدیہ ص ۳۶۹، خزائن ج ۱ ص ۴۴۲) یہاں پر عیسائیوں کے اقرار کے مطابق مرنا حضرت مسیح علیہ السلام کا لکھا ہے۔ مسلمانوں کا اس میں اقرار یا اعتقاد نہیں اور نہ اپنا اعتقاد اس کو ظاہر کیا۔

و...... مرزا قادیانی کا سب سے عمدہ اور مشرح وصریح الہام یہ ہے: ”ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح علیہ السلام کے ذریعہ سے ظہور میں آوے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاوے گا۔“

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

لیجئے! اب تو سارے الہام مرزا قادیانی کے اس الہام کے نیچے دب گئے نا، اور ساری کارروائی مسیح موعود ہونے کی مٹ گئی۔ کیونکہ ان کے ہی الہام اور تحریر سے حیات مسیح علیہ السلام کی واضح طور پر صاف صاف ظاہر ہوگئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا پر تشریف لانا اظہر من الشمس بیان کردیا۔ جب مرزا قادیانی خود اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور دین اسلام دنیا میں پھیلائیں گے تو اب مرزا قادیانی کے کون سے خدا کا دوسرا الہام اس کے خلاف میں ہوا ہے۔ جو قابل پذیرائی ہے۔ اب الہاموں کے تناقض میں امید نہیں کہ کوئی تاویل چل سکے۔ ایسے ہی الہامات ہیں جن پر مرزا قادیانی عدم تعمیل کی وجہ سے لوگوں کو مستوجب سزا ٹھہراتے ہیں۔ ”فمالکم کیف تحکمون“

نمبر دوم! میں مرزا قادیانی نے بزعم خود یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام

صلیب پر ضرور چڑھا دیئے گئے اور پھر اتار لئے گئے۔ بحالیکہ وہ زندہ تھے اور زخموں کے واسطے حواریوں نے مرہم تیار کی۔ جس سے وہ اچھے ہو گئے اور کشمیر میں آ کر فوت ہو گئے۔ مگر اس کے خلاف مندرجہ ثبوت نمبر سوم ایسا متناقض ہے کہ وہ اس بات کو بالکل باطل اور ہبا منثورا کئے دیتا ہے۔ جس کا بیان آئے گا۔ فانتظر!

کاش مرزا قادیانی زندہ ہوتے تو ان سے دریافت کر لیا جاتا کہ آپ کی اس مرہم میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے سولی پر چڑھایا اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا اور زخم کو جو ان کو لگے تھے ان کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی اور اگر یہ الفاظ اس مرہم پر لکھے ہوئے نہیں ہیں تو پھر آپ یہ حکم کیسے لگا سکتے ہیں کہ ان کو صلیب پر چڑھایا تھا اور اسی لئے یہ مرہم تیار ہوئی تھی۔ رجماً بالغیب کسی بات کو بلا ثبوت کہہ دینے سے کسی محیل دھوکا باز کی صداقت یا مسیحیت طبقہ عقلاء کے نزدیک نہیں ثابت ہو سکتی۔

غرض اس مرہم میں لکھا ہے کہ یہ مرہم بارہ اقسام کے امراض کی دافع ہے۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو ان بارہ اقسام کے امراض میں سے کوئی خاص مرض تھی یا بارہ کی بارہ ہی بیماریاں تھیں۔ اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ مرہم حضرت مسیح علیہ السلام کے واسطے ہی تیار کی گئی تھی۔ تب بھی اس سے یہ بات کہاں ثابت ہوئی کہ فی الواقع وہ مرہم صلیب ہی کے زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ اذلیس فلیس یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ پڑتال کتب طب ہی فضول ہے۔

اب ان امراض کے نام بھی ملاحظہ فرمالیں اور ام حاسہ (جمع ورم یا سخت) خنازیر (کنٹھ مالا) طواعین (جمع طاعون) سرطان (ورم سوداوی) تنقیہ جراحات (زخموں کا تنقیہ) اوساخ (چرک) جہت رویانیدن گوشت تازہ، رفع شقاق واثار (شگاف پاء) حکہ (خارش جدید) جرب (خارش کہنہ) سعفہ (مرض سر گنج) بواسیر مشہور مرض ہے۔ (قرابادین قادری ص۴۹۷)

جہاں سے یہ مرہم شروع ہوتی ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ ''مرہم حواریین کہ مسمیٰ است بمرہم سلیخا و مرہم رسل نیز دان را مرہم عیسیٰ نامند'' اب ظاہر ہے کہ لفظ رسل رسول کی جمع ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کا یہ نسخہ ہے اور اس نسخہ کے چار نام ہیں۔ حواریین، سلیخا، رسل، عیسیٰ۔

باوجود اس کے مرزا قادیانی نے اس مرہم کو صرف مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں ہی۔

کے لئے کیونکر مخصوص کر دیا۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ان بارہ بیماریوں میں سے کوئی بیماری جناب مسیح علیہ السلام کو ہوئی ہو اور اس کے لئے یہ مرہم استعمال کی گئی ہو۔ کیونکہ آنجناب اکثر سفر کیا کرتے اس لئے ممکن ہے کہ ان کے پاؤں میں شقاق، ورم یا حکہ (خارش جدید) وغیرہ کی بیماری پیدا ہو گئی ہو اور اس وقت یہ مرہم آنحضرت (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے استعمال کی ہو۔ یہ الفاظ مرزا قادیانی نے اپنے پاس سے جوڑ لئے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھا دیا تھا اور پھر جلدی اتار لیا تھا۔ اس وقت ان کو زخم ہو گئے۔ ان زخموں کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ یہ ڈھکوسلا مرزا قادیانی کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ ایسے افتراء پردازیوں سے وہ دھوکا دہی میں کامل مشاقؒ تھے اور احمقوں کو پھانس کر مرید بنالیا کرتے تھے۔'' لاحول ولا قوۃ الا باللہ فانهم قد ضلوا واضلوا''

• نمبر سوم! میں مرزا قادیانی نے جناب مسیح علیہ السلام کو صلیب چڑھائے جانے اور ان کے فوت ہو جانے پر بہت زور دیا ہے اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ مسیح بلاد شام میں دفن بھی کر دیئے تھے اور اس قبر کی پرستش قوم نصاریٰ اب تک سال بسال ایک مقررہ تاریخ پر جمع ہو کر کرتے ہیں۔ صرف بخاریؒ کی حدیث'' لعن اللہ الیهود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائهم مساجداً'' کی بناء پر مرزا قادیانی نے جناب مسیح علیہ السلام کو سولی بھی چڑھایا، مار بھی دیا اور خاص بلاد شام میں دفن کر کے ان کی قبر بھی بنادی نہ معلوم یہ سب باتیں مرزا قادیانی نے حدیث قبور انبیائهم والی حدیث بخاری کے کن الفاظ سے اخذ کئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ فی الواقع بات کو بتنگڑ بنانا مرزا قادیانی پر ختم تھا۔ دیکھئے حدیث کیا پیش کی ہے اور باتیں کس قدر بنائی ہیں۔ سچ ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ایسے ہی استعاروں سے انہوں نے مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا اور پھر مار کر بلاد شام میں دفن بھی کر دیا اور نصاریٰ کو اس کی قبر پرستی کا الزام بھی لگا دیا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ملا آنست کہ بند نشود، رطب گوید یا یابس!

دوستو! غور کرو کہ مرزا قادیانی کہیں تو لکھتے ہیں کہ:'' جناب مسیح علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں ہے۔'' اور کہیں لکھتے ہیں کہ:'' حضرت مسیح علیہ السلام اپنے ملک سے نکل گئے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔''

کیا مرزا قادیانی کا یہ فرض نہیں تھا کہ وہ بتاتے ان کی قبر پر کس قدر نصاریٰ معتکف اور

اس کی قبر کی پرستش کر رہے ہیں۔ جو قبر کہ مرزا قادیانی نے کشمیر میں بتائی ہے۔ وہ ایک ہندو حکمران کے قلمرو میں ہے۔ وہاں تو نصاریٰ میں سے ایک صاحب بھی عبادت اور پرستش کرتے نظر نہیں آتے۔ پھر معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی کشمیر میں قبر مانتے ہوئے بخاری کی حدیث قبور و مساجد کیوں پیش کر رہے ہیں؟ یعنی اگر حدیث مذکور میں مرزا قادیانی کی مراد نصاریٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر پرستی کرنا ہے اور اس سے وہ وفات مسیح پر استدلال کرنا چاہتے ہیں تو یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کشمیر میں مسیح علیہ السلام سے منسوب نہ تو کوئی قبر ہے اور نہ کشمیر میں نصاریٰ کسی قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ پھر خواہ مخواہ اس فضول گوئی سے حاصل کیا؟

مزید برایں اس حدیث بخاری میں یہ کہاں لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنایا ہے تو اس حدیث کو پیش کرنے پر مرزا قادیانی کا فرض تھا کہ وہ ثابت کرتے کہ نصاریٰ مسیح علیہ السلام کو اپنا پیغمبر مانتے ہیں۔ خدا یا خدا کا بیٹا تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ حدیث کا لفظ ''قبور انبیائهم'' ہے۔ پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کی قبر اس حدیث میں مراد نہیں ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو یہ تسلیم ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں بلکہ خدا تصور کرتے ہیں۔ پس قبور انبیائهم سے سوا مسیح کے دوسرے انبیاء مراد ہیں۔ جن کو یہود و نصاریٰ مانتے چلے آرہے ہیں۔ کیونکہ جس قدر انبیاء گذرے ہیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی ہوگا جس کو یہود و نصاریٰ بالاتفاق نبی نہ مانتے ہوں۔ بلکہ انجیل موجودہ میں مکرر لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں تورات کو پورا کرنے کے واسطے نہیں آیا۔ انہیں دس احکامات کا جو تورات میں ہیں۔ سب کو نصاریٰ مانتے ہیں اور جن تمام انبیاء کا ذکر تورات میں موجود ہے ان کو انبیاء جانتے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ''قبور انبیائهم'' سے سوا عیسیٰ علیہ السلام کے (کیونکہ وہ فوت ہی نہیں ہوئے) دوسرے انبیاء مراد ہیں۔ جن کو یہود و نصاریٰ بالاتفاق انبیاء مانتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے اس کے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے۔ سب غلط اور عوام فریبی دھوکا دہی پر مبنی ہے۔ ''فما هذا الا بهتان عظیم''

نمبر چہارم! میں مرزا قادیانی نے اپنے خلیفہ حکیم نور الدین کے حوالہ سے یسوع کی قبر کشمیر، محلّہ خانیار میں ہونا بیان کی ہے اور یوز آسف نام کی اپنے منشاء کے مطابق خواہ مخواہ تاویل کرنے میں بہت چالاکی سے کام لیا ہے اور لفظ یوز آسف کو یسوع آسف یا یسوع صاحب موڑ توڑ کر بنایا ہے۔ جو قطعاً خلاف معقول و منقول ہے۔ اگر اس بری طرح صحیح لفظوں کو بگاڑنا ہی

مرزا قادیانی کی مسیحیت کا استدلال اور نشان ہے تو پھر قرآن وحدیث کی ہر بات اہل غرض بگاڑ کر اپنا مطلب بنا سکتے ہیں اور اس بناء تاویل بازی پر تو دین ودنیا کی ایک بات بھی اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہ سکتی۔

افسوس ہے کہ اس مدعی مسیحیت کو یہ بھی معلوم نہیں کہ لفظوں کی تاویل کن صورتوں میں کی جاسکتی ہے۔ اس کی جانے بلا۔ اس نے مسیح اور مہدی بننے کے لئے جائز اور ناجائز دونوں ذرائع کو اختیار کر رکھا ہے۔ قرآن وحدیث میں تحریف ہو جائے۔ مگر مسیحیت ومہدویت ہاتھ سے نہ جائے۔ غرض ایسے خیالی ڈھکوسلوں سے وہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم نے وفات اور قبر مسیح کا مسئلہ ثابت کر دیا ہے۔ حالانکہ سوا بے وقوف کے ایسی اغوات کو کوئی عقلمند تسلیم نہیں کر سکتا۔

اور مرزا قادیانی کی طرح نام بدل دینے میں اگر تاویل سے کام لینا ہو تو پھر مرزا قادیانی یوز آسف کو اگر اپنی منشاء کے مطابق یسوع آسف خواہ مخواہ تبدیل کر رہے ہیں تو کوئی دوسرے صاحب ان کی طرح کہہ سکتے ہیں کہ یوز آسف در حقیقت زوج آصف تھا۔ کیونکہ آصف بن برخیاء وزیر تھا۔ جناب سلیمان نبی کا، اور یہ مشہور ہے کہ جناب سلیمان علیہ السلام کشمیر میں تشریف لے گئے تھے۔ پس ناممکن نہیں ہے کہ اس وقت وزیر آصف کی زوجہ نے کشمیر میں انتقال کیا ہو اور اس مقبرہ میں دفن ہوئی ہو اور وہ مقبرہ زوج آصف کے نام سے مشہور ہو۔ بعد میں کثرت استعمال۔ سے زوج تو یوز سے بدل گیا اور آصف آسف سے تبدیل ہو گیا ہو۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون''

مگر ایسی تاویلیں امور شرعیہ اور احکام دینیہ میں قابل اعتماد نہیں ہو سکتیں۔ مرزا قادیانی میں جنہوں نے اپنے مذہب اور عقیدہ کا مدار ہی صرف ایسی رکیک تاویلوں، خوابوں اور الہاموں پر رکھا ہوا ہے اور ان کے مقابلہ میں عقل، قرآن اور حدیثوں کی بھی وہ پروا نہیں کیا کرتے۔

غرض مرزا قادیانی عجب دماغ کے مالک تھے۔ بقول شخصے کہ دروغگو را حافظہ نباشد! کہیں کچھ اور کہیں اس کے خلاف کچھ اور لکھ دیتے تھے۔ دور نہ جائیے۔ اسی موت اور قبر مسیح علیہ السلام کے متعلق دیکھئے۔ اس نے کئی پہلو بدلے ہیں۔

مثلاً ایک جگہ تو یہ لکھ دیا ہے کہ: ''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا پھر زندہ ہو گیا۔''

(ازالہ اوہام ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

پھر دوسری جگہ بھی اسی کی تائید میں لکھا ہے: ''یہ تیسری آیت باب اوّل اعمال کی مسیح کی طبعی موت کی نسبت گواہی دے رہی ہے۔ یہ کلیل میں اس کو پیش آئی۔''

(ازالہ اوہام ص ۴۷۳،۴۷۴، خزائن ج ۳ ص ۳۵۴)

پھر ایک جگہ اس طرح لکھتے ہیں کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔'' (ست بچن ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹، حاشیہ در حاشیہ)

اب لیجئے۔ ان سب اقوال کے خلاف یوں رقمطراز ہیں کہ: ''یسوع صاحب کی قبر کشمیر میں ہے۔'' (ست بچن ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۷)

ناظرین! خود اندازہ لگالیں کہ اس شخص کے ان مختلف اور متضاد اقوال میں سے کون سے قول کو سچا مانا جائے؟ درحالیکہ ہر قول اس کا بقول اس کے بذریعہ الہام ہوا کرتا ہے۔ نہ معلوم وہ خود جاہل ہے یا اس کا ملہم، اس طرح اس کے کذب کو طشت ازبام کراتا ہے۔ عقلمند اور فہمیدہ شخص تو ایسی متضاد باتوں کو ہذیان اور ہفوات سے زیادہ وقیع نہیں سمجھ سکتا۔ رہے جہاں مرید! سو وہ ''انھم کالانعام بل ھم اضل سبیلا'' کا مصداق ہیں۔ ان کا قول و فعل قابل وثوق اور حجت نہیں ہوسکتا۔

نمبر پنجم! میں ہے۔ ملہم نے مرزا قادیانی کو اپنے الہام سے واضح کیا ہے کہ: ''عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ دوبارہ آنے سے روک دیئے گئے اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ یہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔''

اس کے متعلق ہم صرف اسی قدر کہیں گے کہ مرزا قادیانی نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ یہ الہام انہیں کس زبان میں ہوا ہے۔ کشمیری، تبتی، لداخی، بلتی، بخارائی، عربی، عبرانی، یا انگریزی زبان میں۔ کیونکہ انہوں نے (براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۴) میں انگریزی، عربی، عبرانی زبانوں کے الہامات درج کر کے لکھا ہے کہ ان کے معنی مجھے معلوم نہیں ہوئے۔ اس الہام کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا وغیرہ وغیرہ!

اب غور فرمائیں کہ پنجابی نبی کو الہام انگریزی، عبرانی، عربی زبان میں ہونا معنی ندارد! کیونکہ وہ غیر زبانوں کو تو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ فرمایئے۔ پھر ایسے فضول الہام ہونے سے حاصل کیا؟ یہ عجیب بات ہے کہ الہام تو ہوتا ہے نبی کو اور وہ اس کا مطلب سمجھنے میں ایک انگریزی خواں طالبعلم کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ ایسے الہام کرنے کی خدا کو ضرورت ہی کیوں ہوئی۔ جس کے معنی اس کا

نبی سمجھ نہیں سکتا اور ایک غیر ذمہ دار شخص جو معنی اس کے بیان کر دیتا ہے۔ بے چون وچرا اس پر اعتبار کر لیا جاتا ہے۔ کیا آپ یقین کر لیں گے کہ ان غیر زبانوں میں الہامات ہوں۔ جن کو مرزا قادیانی نہ جانتے ہوں اور نہ ان کا مطلب کسی کو سمجھا سکتے ہوں۔ کیا ایسے الہام یقینی اور قطعی کہلا سکتے ہیں۔ کیا ایسے الہام کی بناء پر مرزا قادیانی مسیح موعود قرار پا سکتے ہیں۔ یہ باتیں سراسر سنت اللہ کے خلاف اور نا قابل عملدر آمد ہیں۔ مضحکہ صبیان سے قطعاً زیادہ وقیع نہیں ہو سکتیں۔

سنئے! حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام ملک کنعان میں تھے اور ان کی زبان عبرانی تھی۔ اس لئے تورات عبرانی زبان میں نازل ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ملک کی زبان سریانی تھی۔ اس لئے زبور سریانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک کی زبان یونانی تھی۔ اس لئے انجیل یونانی زبان میں نازل ہوئی۔ ہمارے مولا خاتم الانبیاء سید الرسل ہادی السبل محمد مصطفیٰ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام ملک عرب میں تھے۔ ان کی کتاب قرآن مجید بلسان عربی مبین نازل ہوئی۔ قرآن مجید میں بھی آیا ہے: ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم (ابراهيم:٤)“ یعنی جب کبھی ہم نے کوئی پیغمبر بھیجا تو (اس کو) اس کی قومی زبان میں (بات چیت) کرتا ہوا بھیجا۔ قومی زبان میں ہر پیغمبر کے آنے کی علت خود آیت نے ”ليبين لهم“ بیان کر دی ہے کہ وہ اس قوم کو اس کی زبان میں احکام خدا بیان کرے۔ پس پنجابی نبی ہو کر غیر زبان انگریزی میں الہام بیان کرنے، اس آیت قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہی سنت اللہ ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ جس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔ ”ودونه خرط القتاد وموجب الفساد بين العباد“

پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ملک پنجاب میں یہ سنت اللہ کیوں تبدیل ہو گئی۔ حالانکہ اس کے متعلق نص موجود ہے۔ ”ولن تجد لسنة الله تبديلا“ اس حکم کے مطابق لازم اور نا قابل تغیر سنت اللہ یہ ہونی چاہئے تھی کہ پنجابی نبی کے لئے بھی تمام وحی والہام پنجابی زبان میں کئے جاتے۔ جب وہ نبی صادق ہوتا۔ مگر کذاب مدعی کا کذب پھر کیونکر ثابت ہوتا۔ یہ درحقیقت صداقت کا بین نشان ہے کہ اس کذاب کے دماغ میں اس کا خیال تک بھی پیدا نہ ہوا کہ جب میں پنجاب کی سرزمین میں دعویٰ نبوت کرنے لگا ہوں۔ تو الہام بھی پنجابی زبان میں گھڑتا رہوں۔ تاکہ سنت اللہ کی تبدیلی کا الزام عائد نہ ہو سکے۔ ”ولنعم من قال“

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

جب اس کذاب نے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کی شان میں ناشایاں اور گستاخانہ رویہ اختیار کیا۔ تو خدا نے اس کا کذب، افتراء اور بہتان اس کی اپنی ہی زبان سے طشت ازبام کر دیا۔

چالاک مرزا قادیانی کچھ ایسے نڈر ہیں کہ اندھا دھند جو چاہتے اور جو جی میں آتا ہے بے تکلف کہہ ڈالتے ہیں۔ جو کچھ نوک قلم سے نکل جائے۔ بس وہی الہام ووحی سے تعبیر ہوتا ہے۔ ابن اللہ اور خدائی کا دعویٰ بھی اس لئے کر دیا کہ عیسائیوں کے خدا کو اپنی طرف سے نہ صرف مار ہی دیا۔ بلکہ کشمیر میں اس کو قبر میں دفن بھی کر دیا۔ مرزا قادیانی جب تک خدائی عہدہ داروں کو جان سے مار نہیں ڈالتے۔ اس کے عہدے کا خود مدعی نہیں ہوتے۔ خیال رہتا ہوگا کہ ان کے واپس آنے پر کہیں معزول نہ ہونا پڑے۔ اس لئے جب تک اس کو قبر میں داخل نہ کریں دم نہیں لیتے۔ یہ بھی کسی کا ہی کام ہے۔ سچ ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

مرزائیوں کی دو پارٹیاں

مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد اس کی جماعت اب دو پارٹیوں میں تقسیم ہوئی۔ ایک محمودی اور دوسری پیغامی کے نام سے مشہور ہے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ مرزا قادیانی کے خیالات کی اشاعت میں منہمک ہیں۔

محمودی پارٹی

محمودی پارٹی کا مرکز تو قادیان ہے اور وہ مرزا محمود فرزند مرزا قادیانی کو ان کا جانشین اور خلیفۃ المسیح مانتے ہیں۔ ان کے اعتقاد میں مرزا قادیانی نبی، رسول اور مسیح ومہدی وغیرہ وغیرہ سب ہی کچھ ہیں۔ جن باتوں کا اس نے اپنی کتابوں میں دعویٰ کیا ہے اور وہ منکرین مرزا قادیانی کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہ پارٹی مرزا محمود قادیانی کو اگر ”پدر نتواند پسر تمام کند“ کا مصداق سمجھتی ہے۔ وہ بھی پدر بزرگوار کی طرح خود شان نبوت لئے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ خدا ہی ہے جو اس سے مسلمانوں کو بچالے۔

پیغامی پارٹی

اس پارٹی کا مرکز لاہور ہے۔ ان کا امیر مولوی محمد علی ہے۔ یہ پارٹی تدریجاً مرزا قادیانی کے دعاوی کی تاویل کر کے مطلقاً ان کی رسالت نبوت سے انکاری ہوگئی ہے اور فی الحال یہ پارٹی اگرچہ مرزا قادیانی کی حیثیت لفظاً ایک مجدد سے زیادہ نہیں مانتی۔ مگر اصول اور فروع میں وہ بھی اسی کے احکام کی پابند نظر آتی ہے۔

یہ مسلم ہے کہ یہ پارٹی باوجود تاویلوں کے مرزا قادیانی کو دعویٰ رسالت و نبوت سے کسی طرح بری الذمہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ صریح لفظوں میں لکھا ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ، اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (رسالہ دعوت قوم) (مجموعہ اشتہارات ج۲ص۲۸۰) اس کی تصانیف میں رسالت کے ایسے دعوے بکثرت ہیں۔

اب کون کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ان الفاظ میں کھلم کھلا پیغمبری کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ کیا پیغمبروں کے القاب سے وہ ملقب نہیں ہوئے۔ کیا خدا کا فرستادہ رسول نہیں۔ کیا خدا کا مامور پیغمبر نہیں۔ کیا خدا کا امین نبی نہیں۔ کیا جس پر ایمان لایا جائے وہ پیغمبر نہیں۔ ان دعاوی میں کوئی شبہ ہے کہ جس سے آپ مرزا قادیانی کو پیغمبر یا نبی یا رسول نہیں کہہ سکتے۔ اس پر جب مرزا قادیانی کو کوئی کہتا ہے کہ تم پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہو تو فوراً کہتے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہی حال پیغامیوں کا ہے۔

ایسی صورت میں انصاف سے کہئے کہ پیغمبری، رسالت اور نبوت میں کچھ کسر باقی رہی۔ پھر ایسی وضعی لعنتیں کس پر ہوئیں۔ آؤ خدا کو مانو اور ایسی بے تکی ہانکنے سے باز آ جاؤ کہ موت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ ورنہ اسلام میں اس رخنہ اندازی سے تم یقیناً مشغول الذمہ رہو گے۔

''فتدبرو لا تکن من الغافلین''

غافل مشوگر عاقلی دریاب گر صاحبدے
شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنیں ایام را

تمت ...... خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری!

محلہ شیعان، موچی دروازہ لاہور ...... محررہ، ماہ مارچ ۱۹۲۶ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

رگڑا

مست قلندر دا

جناب سائیں آزاد قلندر حیدری قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توں حمداں لائق پاک احد نہیں صفت تیری دی ہرگز حد
توں سمیع بصیر علیم صمد توں واقف باہر اندر دا
دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

یا سید سرور عرب و عجم صلوٰت اللہ تیتھے دم دم
توں ساقیٔ کوثر خیر امم توں فخر گداؤ سکندر دا
دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

سب آل اصحاب ازواج نبی باراں چوداں کل غوث ولی
پر میرے فداک امی ابی میں خادم شیر قلندر دا
دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

سن ذکر توں قادیاں والے دا لاہ گل تھیں کوٹ سیالے دا
بن کرشن پیا گورشالے دا پڑھ سبق شیطان مچھندر[1] دا
دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

کہیا آیا جوش مداری نوں کڈھ بیٹھا ہور پٹاری نوں
کجھ خلقت کرماں ماری نوں کر رسیا کھیل تینڈر[2] دا
دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

آ ایسا ڈورو کھڑکایا شیطان بھی قدماں وچہ آیا
بنگالی منتر ٹھنٹ لایا کم دسیا بکرے بندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

کر چندے کل مخلوقاں دے   بند کیتے قفل صندوقاں دے
کر بیٹھا ناز معشوقاں دے   گھت تختہ چیل اندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

پھر شیطان آکے پھسلایا   بن مہدی ہیں کیوں شرمایا
ہو دور الدین میں در آیا   چا بھار کفر دے جنبہ[۳] دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

چھک نقشے پنیاں رولاندے   گر بن بیٹھے مجھولاں دے
منہ وعظ بیان مقبولاں دے   دل ڈولے دیکھ بھجندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

بہ ویکھ میاں کی کرناں میں   کس کس دے گاٹے چڑھناں میں
نہیں مول کسے تھیں ہرناں میں   ہے ورد[۴] مینوں ہر سندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

کدی بندہ کدی خدا بن دا   کدی آپے باہلے شاہ بن دا
کدی کیڑا ٹٹی دا بن دا   ہے پتر کھوتے ڈنگر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

جد کرشن مرار امام ہوئے   کئی آپے دین غلام ہوئے
پھر ٹیچی[۵] دے الہام ہوئے   کم چل پیا پیرا ڈندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

دت ہوری طرف رجوع ہویا — آ حیض[۷] نفاس شروع ہویا
پھر وضع حمل[۸] موضوع ہویا — لے لٹکا باہر اندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

کی دساں شکل سنجھاپ وچوں — جم بیٹھا اپنے آپ[۵] وچوں
نہ جمیا ماں تے باپ وچوں — گر مرزائیاں دے مندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

سب حد اسلام دی بھن بیٹھا — جد پتر خدا دا بن بیٹھا
شیطان بھی اس نوں من بیٹھا — چھڈ دعویٰ اپنے پھندر[۹] دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

ہتھ کفر شرک دے پھڑ کے بم — آ کیتوس رب دے نال ظلم
بن بیٹھا شاہ مدنی صلعم — باشندہ نرگ سمندر[۱۰] دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

بہہ قادیاں[۱۱] دے ٹھا کر دو آرے — پیا بنیاں والے دم مارے
ایہہ بھلسن ہتھ ناٹک سارے — جد ٹٹسی ٹھیڑ چندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

لٹ دولت زر گھر باراں نوں — پیا بخشے جنت یاراں نوں
تک لئی نبی دیاں کاراں نوں — ایہہ ٹھیکیدار سمندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

کدی ایہہ بھی گفت شنید ہوئی — بیع جنت زرخرید[12] ہوئی
لے رقماں دا لئ عید ہوئی — کھلا ٹکٹ کراچی بندر دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

رعی لوڑ نہ پڑھن پڑھاون دی — انج گوڑے پیر بھناون دی
ہک رقم گئے بخشاون دی — در کھل گیا چلو چلندر[13] دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

لادھوکے جنت بقیعاندے — گھر لٹ لے گئی سودھیاں دے
ایہوہوں کم نبیاں دے — گر سوچو جو کچھ پھس پھندر[14] دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

تک مکر فریب شیطان نے — آزاد محمدی کون پھسے
جو پھس گئے اوہاں کھان گھسے — پئے لین سواد چھندر[15] دا

دھر رگڑا مست قلندر دا
بھن بت مرزے دے مندر دا

شرم سے سنگ خارا پگھل کر مانند پانی ہو — نبی ہوتے ہوئے زوجہ رقیبوں میں سمانی ہو
گیا بوڑھا ترستا مر گئی آزاد کیا الٹی — خدا کے دستخط بھی ہوں نکاح بھی آسمانی ہو
شہ ختم النبی کا دو جہاں میں بول بالا ہے — کہ جن کی شان میں لولاک کا گھر گھر اجالا ہے
مکذب گر کرے آزاد پھر دعویٰ نبوت کا — سمجھ لو لعنتی ملعون ہے شیطان کا سالا ہے

حاشیہ جات

۱ شرارتی۔

۲ جس کا کوئی مخصوص نہ ہو۔

۳ طریقۂ کفر۔

۴ کایا پلٹنا، نظر بندی، مداریوں کا کھیل۔

۵ ٹیچی ٹیچی ایک نام نہاد فرشتہ کا نام تھا جو مرزا قادیانی پر نازل ہوتا تھا۔

۶ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱، اربعین نمبر ۴ حاشیہ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۳)

۷ (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

۸ ایک مخلص مرید قاضی یار محمد بی۔او۔ایل پلیڈر نور پور ضلع کانگڑہ اپنے ٹریکٹ ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض سندھ پریس امرتسر کے ص ۱۲ پر مرزا قادیانی کی اظہار رجولیت تحریر کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ!

۹ مکروفریب۔

۱۰ الہام مرزا قادیانی ''اخرج منہ الیزیدیون'' (ازالہ اوہام ص ۷۲، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸ حاشیہ)

۱۱ دعویٰ کرشن ہونے سے قادیاں ٹھا کردوآرا کہلاسکتا ہے۔

۱۲ مرزا قادیاں نے ایک ٹکٹ جنت میں داخل ہونے کا قیمت پر کھول رکھا ہے جو وہ ٹکٹ خریدے وہ بغیر اعمال صالح کے جنتی ہے۔

۱۳ ووٹ، مفت، پاس۔

۱۴ شکاری، فریب کمانے والا۔

۱۵ خلاصی پانا۔ چھٹ جانا۔

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

خاتم النبیین

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد!

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین!

سرور دو عالم، فخر بنی آدم، آقائے دو جہاں، نبی عالمین، امام النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا ومولانا وشفیعنا محمد ﷺ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وسلم محض نبی ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین ہیں اور ختم کے معنی انتہا کر دینے اور کسی چیز کو انتہا تک پہنچا دینے کے ہیں۔ اس لئے خاتم النبیین کے معنی نبوت کو انبیاء تک پہنچا دینے کے ہوئے اور کسی چیز کے انتہا تک پہنچ جانے کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی آخری حد پر آجائے کہ اس کے بعد کوئی اور درجہ اور حد باقی نہ رہے جس تک وہ پہنچے۔ اس لئے ختم نبوت کے معنی یہ ہوئے کہ نبوت اپنے تمام درجات ومراتب کی آخری حد تک آگئی اور نبوت کا کوئی درجہ اور مرتبہ باقی نہیں رہا کہ جس تک وہ آئے اور اس کے لئے حرکت کر کے آگے بڑھے۔

اس لئے ''خاتم النبیین'' کے حقیقی معنی یہ نکلے کہ خاتم پر نبوت اور کمالات نبوت کے تمام مراتب پورے ہوگئے اور نبوت اپنے علمی واخلاقی کمالات کے ایک ایسے انتہائی مقام پر آگئی کہ بشریت کے دائرہ میں نہ علمی کمال کا کوئی درجہ باقی رہا، نہ اخلاقی قدروں کا کوئی مرتبہ کہ جس کے لئے نبوت خاتم سے گزر کر آگے بڑھے اور اس درجہ یا قدر تک پہنچے۔

اس سے واضح ہوگیا کہ ختم نبوت کے معنی قطع نبوت یا انقطاع رسالت کے نہیں بایں معنی کہ نبوت کی نعمت باقی نہ رہی یا اس کا نور عالم سے زائل ہوگیا بلکہ تکمیل نبوت کے ہیں جس کا حاصل یہ ہوا کہ خاتم النبیین ﷺ کی ذات پر تمام کمالات نبوت اپنی انتہا کو پہنچ کر مکمل ہوگئے جو اب تک نہ ہوئے تھے اور اب جو نبوت دنیا میں قائم ہے وہ خاتم کی ہے۔ اس کامل نبوت کے بعد کسی نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ نہ یہ کہ نبوت دنیا سے منقطع ہوگئی اور چھین لی گئی۔ معاذ اللہ۔ اس کا قدرتی ثمرہ یہ نکلتا ہے کہ نبوت جب سے شروع ہوئی اور جن کمالات کو لے کر شروع ہوئی اور آخر کار جس حد پر آکر رکی اور ختم ہوئی اس کے اول سے لے کر آخر تک جس قدر بھی کمالات نبوت دنیا میں وقتاً فوقتاً آئے اور طبقہ انبیاء میں سے کسی کو ملے وہ سب کے سب خاتم النبیین میں آکر جمع ہوگئے۔ جو خاتم سے پہلے اس کمال جامعیت کے ساتھ کسی میں جمع نہیں ہوئے تھے۔ ورنہ جہاں

بھی اجتماع ہوتا وہیں پر نبوت ختم ہوجاتی اور آگے بڑھ کر یہاں تک نہ پہنچتی۔ اس لئے ''خاتم النبیین'' کا جامع علوم نبوت جامع اخلاق نبوت جامع احوال نبوت اور جامع جمیع شئون نبوت ہونا ضروری ٹھہرا جو غیر خاتم کے لئے نہیں ہوسکتا تھا اور نہ وہی خاتم بن جاتا۔

اور ظاہر ہے کہ جب ان ہی کمالات علم وعمل پر شریعتوں کی بنیاد ہے جو اپنی انتہائی حدود کے ساتھ خاتم النبیین میں جمع ہو کر اپنے آخری کنارہ پر پہنچ گئے جن کا کوئی درجہ باقی نہ رہا کہ اسے پہنچانے کے لئے خدا کا کوئی اور نبی آئے تو اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ شریعت اور دین بھی آ کر خاتم پر ختم یعنی مکمل ہو گیا اور شریعت و دین کا بھی کوئی تکمیل طلب حصہ باقی نہیں رہا کہ اسے پہنچانے اور مکمل کرنے کے لئے کسی اور نبی کو دنیا میں بھیجا جائے۔ اس لئے خاتم النبیین کے لئے خاتم الشرائع، خاتم الادیان اور خاتم الکتب یا بالفاظ دیگر کامل الشریعت، کامل الدین اور کامل الکتاب ہونا بھی ضروری اور قدرتی نکلا۔ ورنہ ختم نبوت کے کوئی معنی ہی نہیں ہوسکتے تھے اور ظاہر ہے کہ کامل ہی ناقص کے لئے ناسخ بن سکتا ہے نہ کہ برعکس۔ اس لئے شریعت محمدی بوجہ اپنے انتہائی کمال اور ناقابل تغیر ہونے کے سابقہ شرائع کو منسوخ کرنے کی حقدار ٹھہرتی ہے اور ظاہر ہے کہ ناسخ آخر میں آتا ہے اور منسوخ اس سے مقدم ہوتا ہے۔ اس لئے اس شریعت کا آخر میں آنا اور اس کے لانے والے کا سب کے آخر میں مبعوث ہونا بھی ضروری تھا۔ اس لئے خاتم النبیین ہونے کے ساتھ آخر النبیین بھی ثابت ہوئے کہ آپ کا زمانہ سارے انبیاء کے زمانوں کے بعد میں ہو۔ کیونکہ آخری عدالت جو ابتدائی عدالت کے فیصلوں کو منسوخ کرتی ہے آخر ہی میں رکھی جاتی ہے۔

پھر ساتھ ہی جب کہ خاتم النبیین کے معنی منتہائے کمالات نبوت کے ہوئے کہ آپ ہی پر آ کر ہر کمال ختم ہوجاتا ہے تو یہ ایک طبعی اصول ہے کہ جو وصف کسی پر ختم ہوتا ہے اس سے شروع بھی ہوتا ہے جو کسی چیز کا منتہاء ہوتا ہے وہی اس کا مبداء بھی ہوتا ہے اور جو کسی شے کے حق میں خاتم یعنی مکمل ہوتا ہے۔ وہی اس کے حق میں فاتح اور سرچشمہ بھی ہوتا ہے۔ ہم سورج کو کہیں کہ وہ خاتم الانوار ہے جس پر نور کے تمام مراتب ختم ہوجاتے ہیں تو قدرتاً اسی کو سرچشمہ انوار بھی ماننا پڑے گا کہ نور کا آغاز اور پھیلاؤ بھی اسی سے ہوا ہے اور جہاں بھی نور اور روشنی کی کوئی جھلک ہے وہ اسی کی ہے اور اس کے فیض سے ہے۔

اس لئے روشنی کے حق میں سورج کو خاتم کہہ کر فاتح بھی کہنا پڑے گا یا جیسے کسی بستی کے واٹر ورکس کو ہم خاتم المیاہ (پانیوں کی آخری حد) کہیں جس پر شہر کے سارے نلوں اور ٹینکوں کے

پانی کی انتہا ہو جاتی ہے۔ تو اس کو ان پانیوں کا سر چشمہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ پانی چلا بھی یہیں سے ہے جونلوں اور ٹینکوں میں پانی آیا اور جس براسکاگ کو بھی پانی ملا وہ اس کے فیض سے ملا۔

جیسے ہم حضرت آدم علیہ السلام کو خاتم الآباء کہیں کہ باپ ہونے کا وصف ان پر جا کر ختم ہو جاتا ہے کہ ان کے بعد کوئی اور باپ نہیں نکلتا بلکہ سب باپوں کے باپ ہونے کی آخری حد سلسلہ وار پہنچ کر حضرت آدم علیہ السلام پر ختم ہو جاتی ہے تو قدرتی طور پر وہی فاتح الآباء بھی ثابت ہوتے ہیں کہ باپ ہونے کی ابتداء بھی ان ہی سے ہو۔ اگر وہ باپ نہ بنتے تو کسی کو بھی باپ بننا نہ آتا۔ یا جیسے ہم حق تعالیٰ شانہ کو خاتم الوجود جانتے ہیں کہ ہر موجود کے وجود کی انتہا اسی پر ہوتی ہے تو اصول مذکورہ کی رو سے وہی ذات واجب الوجود ان وجودوں کا سر چشمہ اور مبداء بھی ثابت ہوتی ہے کہ جسے بھی وجود کا کوئی حصہ ملا وہ اسی ذات اقدس کا فیض اور طفیل ہے۔ پس وجود کے حق میں ذات خداوندی ہی اول و آخر اور مبداء و منتہاء ثابت ہوتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح جب کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ''خاتم النبیین'' ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہوا اور اس کے معنی بھی واضح ہو گئے کہ نبوت اور کمالات نبوت آپ ﷺ پر پہنچ کر ختم ہو گئے اور آپ ﷺ ہی کمالات علم و عمل کے منتہاء ہوتے تو اصول مذکورہ کی رو سے آپ ﷺ ہی کو ان کمالات بشری کا مبداء اور سر چشمہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ ہی سے ان کمالات کا افتتاح اور آغاز بھی ہوا اور جسے بھی نبوت یا کمالات نبوت کا کوئی کرشمہ ملا وہ آپ ﷺ ہی کے واسطہ اور فیض سے ملا ہے۔ پس جیسے آدم علیہ السلام کی ابوت اول بھی تھی اور وہی لوٹ پھر کر آخری بھی ثابت ہوتی تھی۔ ساتھ ہی اصلی اور بلا واسطہ بھی تھی۔ بقیہ سب باپوں کی ابوت ان کے واسطہ اور فیض سے تھی۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ کی نبوت اول بھی ہوئی اور لوٹ کر پھر آخری بھی اور ساتھ ہی اصلی اور بلا واسطہ بھی ہے کہ بقیہ سب انبیاء کی نبوتیں آپ ﷺ کے واسطہ اور فیض سے ہیں۔ پس جیسے فلاسفہ کے یہاں ہر نوع کا ایک رب النوع مانا گیا ہے جو اس نوع کے لئے نقطہ فیض ہوتا ہے۔ ایسے ہی نبوت کی مقدس نوع کا نقطہ فیض اور جو ہر فرد حضرت خاتم الانبیا ﷺ کی ذات بابرکت ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی نبوت اصلی ہے اور دوسرے انبیاء کی نبوت بواسطہ خاتم النبیین ہے۔

پس ہر کمال نبوت خواہ علمی ہو یا عملی، اخلاقی ہو یا اجتماعی حال کا ہو یا مقام کا۔ وہ اولاً آپ ﷺ میں ہوگا اور آپ ﷺ کے واسطہ سے دوسروں کو پہنچے گا۔ اس لئے اصول مذکورہ کی رو سے دائرہ نبوت میں جب آپ ﷺ خاتم نبوت ہوئے تو آپ ﷺ ہی فاتح نبوت بھی ہوئے۔

اگر نبوت آپ ﷺ پر رکی اور منتہی ہوئی تو آپ ﷺ ہی سے یقیناً چلی بھی اور شروع بھی ہوئی اس لئے آپ ﷺ نبوت کے خاتم بھی ہیں اور فاتح بھی ہیں۔ آخیر بھی ہیں اور اوّل بھی ہیں۔ مبداء بھی ہیں اور منتہاء بھی ہیں۔ چنانچہ جہاں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو خاتم النبیین فرمایا کہ:

۞...... ''انی عبدالله وخاتم النبیین (مستدرك حاكم ج۳ ص۱۹٤)'' ﴿میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔﴾

اور جہاں آپ ﷺ نے نبوت کو ایک قصر سے تشبیہ دے کر اپنے کو اس کی آخری اینٹ بتایا جس پر اس عظیم الشان قصر کی تکمیل ہوگئی۔

۞...... ''فانا سددت موضع اللبنة وختم بی البنیان وختم بی الرسل (كنزالعمال ج۱۱ ص٤٥٣)'' ﴿پس میں نے ہی (قصر نبوت کی آخری اینٹ کی جگہ کو پر کیا اور مجھ ہی پر یہ قصر مکمل کر دیا گیا اور مجھ ہی پر رسول ختم کر دیئے گئے کہ میرے بعد اب کوئی رسول آنے والا نہیں۔﴾

وہیں آپ ﷺ نے اپنے کو قصر نبوت کی اولین خشت اور سب سے پہلی اینٹ بھی بتایا۔............ فرمایا:

۞...... ''كنت نبیا والآدم بین الروح والجسد (مسند احمد ج٤ ص۲۰۱)'' ﴿میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم ابھی روح وبدن کے درمیان ہی میں تھے۔﴾

یعنی ان میں ابھی روح بھی نہیں پھونکی گئی تھی کہ میں نبی بنادیا گیا تھا۔

جس سے واضح ہے کہ آپ ﷺ خاتم ہونے کے ساتھ ساتھ فاتح بھی تھے۔ اول بھی تھے اور آخر بھی۔ چنانچہ ایک روایت میں اس فاتحیت اور خاتمیت کو ایک جگہ جمع فرماتے ہوئے ارشاد ہوا (جو حدیث قتادہ کا ایک ٹکڑا ہے)...... کہ:

۞...... ''جعلنی فاتحاً وخاتما (خصائص كبریٰ ص۱۹۷،۳٤۰)'' ﴿اور مجھے اللہ تعالیٰ نے فاتح بھی بنایا اور خاتم بھی۔﴾

پھر چونکہ خاتم ہونے کے لئے اول وآخر ہونا بھی لازم تھا تو حدیث ذیل میں اسے بھی واضح فرمادیا گیا اور آدم علیہ السلام کو حضور کا نور دکھلاتے ہوئے بطور تعارف کہا گیا کہ:

۞...... ''هذا ابنك احمد هو الاول والاخر (كنز العمال)'' ﴿یہ تمہارا بیٹا احمد ہے جو (نبوت میں) اول بھی ہے اور آخر بھی ہے۔﴾

پھر حدیث ابی ہریرۃؓ میں اس اوّلیت وآخریت جیسی اضداد کے جمع ہونے کی نوعیت پر روشنی ڈالی گئی۔ کہ:

✿...... ''کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث (کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۵۲)'' ﴿میں نبیوں میں سب سے پہلا ہوں بلحاظ پیدائش کے اور سب سے پچھلا ہوں بلحاظ بعثت کے۔﴾

اس لئے حقیقی طور پر آپ ﷺ کی امتیازی شان محض نبوت نہیں بلکہ ''ختم نبوت'' ثابت ہوتی ہے، جس سے آپ ﷺ کے لئے یہ فاتح وخاتم اور اول وآخر ہونا ثابت ہے اور آپ ﷺ سارے طبقۂ انبیاء میں ممتاز اور فائق نمایاں ہوئے اور ظاہر ہے کہ جب نبوت ہی سارے بشری کمالات کا سرچشمہ ہے اور اس لئے سارے انبیاء علیہم السلام سارے ہی کمالات بشری کے جامع ہوئے ہیں تو قدرتی طور پر ''خاتم نبوت'' کے لئے صرف جامع کمالات ہونا کافی نہیں۔ بلکہ خاتم کمالات ہونا بھی ضروری ہے یعنی آپ ﷺ کا ہر کمال انتہائی کمال کا نقطہ ہونا چاہئے۔ ورنہ ختم نبوت کے کوئی معنی ظاہر نہیں ہوسکتے۔ اندریں صورت جہاں یہ ماننا پڑے گا کہ جو کمال بھی کسی نبی میں تھا۔

وہ بلاشبہ آپ ﷺ میں بھی تھا وہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ میں وہ کمال سب سے پہلے تھا اور سب سے بڑھ چڑھ کر تھا اور امتیاز وفضیلت کی انتہائی شان لئے ہوئے تھا اور یہ کہ وہ کمال آپ ﷺ میں اصلی تھا اور اوروں میں آپ ﷺ کے واسطہ سے تھا۔ پس آپ ﷺ جامع کمالات ہی نہیں بلکہ خاتم کمالات اور خاتم کمالات ہی نہیں فاتح کمالات...... اور سرچشمہ کمالات اور فاتح کمالات ہی نہیں بلکہ منتہائے کمالات اور منتہائے کمالات ہی نہیں بلکہ اعلیٰ الکمالات اور افضل الکمالات ثابت ہوئے کہ آپ ﷺ میں کمال ہی نہیں بلکہ کمال کا آخری اور انتہائی نقطہ ہے جس کے فیض سے اگلے اور پچھلے باکمال بنے۔

عقلی طور پر اس کی وجہ یہ ہے کہ جس پر عنایت ازلی سب سے پہلے اور بلاواسطہ متوجہ ہوئی۔ وہ جس درجہ کا اثر اس سے قبول کرے گا یقیناً ثانوی درجہ میں اور بالواسطہ فیض پانے والے اس درجہ کا اثر نہیں لے سکتے۔ پس اوّل مخلوق یعنی ''اوّل ماخلق اللہ نوری'' کا مصداق، نور الٰہی کا جو نقش کامل اپنی استعداد کامل سے قبول کرسکتا ہے اس کی توقع بالواسطہ اور ثانوی نقوش سے اثر لینے والوں سے نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے

نے یہ حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آجاتی ہے کہ جو کمالات انبیاء سابقین کو الگ الگ دیئے گئے وہ سب کے سب اکٹھے کر کے اور ساتھ ہی اپنے انتہائی اور فائق مقام کے ساتھ آپ ﷺ کو عطا کئے گئے اور جو آپ ﷺ میں مخصوص کمالات ہیں وہ الگ ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

چنانچہ ذیل کی چند مثالوں سے جو شان خاتمیت کی ہزاروں امتیازی خصوصیات میں سے چند کی ایک اجمالی فہرست اور سیرت خاتم الانبیاء کے بے شمار ممتاز اور خصوصی مقامات میں سے چند کی موٹی موٹی سرخیاں ہیں۔ اس حقیقت کا اندازہ لگایا جاسکے گا کہ اولین وآخرین میں سے جس باکمال کو جو کمال دیا گیا۔ اس کمال کا انتہائی نقطہ حضور ﷺ کو عطا فرمایا گیا۔ اپنی ہر جہتی حیثیت سے ممتاز وفائق اور افضل تر ہے۔ مثلاً:

۱...... اگر اور انبیاء نبی ہیں تو آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب:۴۰)“ (نہیں تھے محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین تھے) اور حدیث سلمان کا حصہ ذیل کہ: ”ان کنت اصطفیت آدم فقد ختمت بك الانبیاء وما خلقت خلقا اکرم منك علیّ (خصائص کبریٰ ج۲ ص۱۹۳)“ (اور ارشاد حدیث کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کا پروردگار فرماتا ہے کہ اگر میں نے آدم کو صفی اللہ کا خطاب دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے آپ کو خاتم النبیین کا خطاب دیا ہے اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی کہ جو مجھے آپ سے زیادہ عزیز ہو)

۲...... اگر اور انبیاء کی نبوتیں مرجع اقوام وملل ہیں تو آپ کے نبوت اس کی ساتھ ساتھ مرجع انبیاء ورسل بھی ہے۔ ”واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران:۸۱)“ (اور یاد کرو کہ جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا۔ کتاب ہو یا حکمت‘ پھر آدے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتادے تمہاری پاس والی کتاب کو تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔ یہ مدد بلا واسطہ ہوگی اگر کوئی رسول دور محمدی کو پاجائیں۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام آپ ہی کی نبوت کے دور میں آسمان سے اتریںگے اور اتباع محمدی کریں گے یا بواسطہ امم واقوام ہوگی اگر خود

رسول دورِ محمدی نہ پائیں۔ جیسے تمام انبیاء سابقین جو دورِ محمد سے پہلے گزر گئے اور آپ کا دورِ شریعت انہوں نے نہیں پایا)

۳...... اگر اور انبیاء عابد ہیں تو آپ ﷺ کو ان عابدین کا امام بنایا گیا۔ "ثم دخلت بيت المقدس فجمع لی الانبياء فقدمنی جبريل حتیٰ امتهم (نسائی ج۱ ص۴۷، عن انس)" (شبِ معراج کے واقعہ کا ٹکڑا ہے کہ پھر میں داخل ہوا۔ بیت المقدس میں اور میرے لئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا۔ تو مجھے جبرائیل علیہ السلام نے آگے بڑھایا یہاں تک میں نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کی)

۴...... اگر اور انبیاء اپنے ظہور کے وقت نبی ہوئے تو آپ اپنے وجود ہی کے وقت سے نبی تھے جو تخلیق آدم کی تکمیل سے بھی قبل کا زمانہ ہے۔ "كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد (مسند احمد ج٤ ص٢٠١)" (میں نبی تھا اور آدم ابھی تک روح اور بدن کے درمیان ہی تھے۔ یعنی ان کی تخلیق ابھی مکمل نہ ہوئی تھی)

۵...... اگر اوروں کی نبوت حادث تھی جو حضور کی نبوت عالمِ خلق میں قدیم تھی۔ "قال ابوهريرةؓ متى وجبت لك النبوة؟ قال بين خلق آدم ونفخ الروح فيه (مستدرك حاكم ج٣ ص٥٠٩، حديث نمبر ٤٢٦٦، بيهقی وابونعيم)" (ابوہریرہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا: "آدم کی پیدائش اور ان میں روح آنے کے درمیان میں۔")

۶...... اگر اور انبیاء اور ساری کائنات مخلوق ہیں تو آپ مخلوق ہونے کے ساتھ ساتھ سبب تخلیق کائنات بھی ہیں۔ "فلولا محمد ماخلقت آدم ولا الجنة ولا النار (مستدرك)" ("اگر محمد ﷺ نہ ہوں (یعنی میں انہیں پیدا نہ کروں) تو نہ آدم کو پیدا کرتا۔ نہ جنت و نار کو۔")

۷...... اگر عہد الست میں اور انبیاء مع تمام اولاد کے بلیٰ کے ساتھ مقر تھے تو حضور اوّل المقرین تھے جنہوں نے سب سے پہلے بلیٰ کہا اور بلیٰ کہنے کی سب کو راہ دکھلائی۔ "كان محمد ﷺ اوّل من قال بلىٰ ولذالك صار يتقدم الانبياء وهو آخر من بعث (خصائص الكبرىٰ ج١ ص٩)" (محمد ﷺ نے سب سے پہلے (عہد الست کے وقت) بلیٰ فرمایا: اسی لئے آپ تمام انبیاء پر مقدم ہو گئے درحال یہ کہ آپ سب کے آخر میں بھیجے گئے ہیں)

۸...... اگر روزِ قیامت اور انبیاء قبروں سے مبعوث ہونگے تو آپ اول المبعوثین ہوں گے۔ ’’انا اوّل من تنشق عنه الارض (مسند احمد ج۱ ص ۲۸۱)‘‘(میں سب سے پہلے ہوں گا کہ زمین اس کے لئے شق ہوگی۔ یعنی قبر سے سب سے پہلے میں اٹھونگا)

۹...... اگر اور انبیاء ابھی عرصاتِ قیامت ہی میں ہوں گے تو آپ کو سب سے پہلے پکار بھی لیا جائے گا۔ کہ مقامِ محمود پر پہنچ کر اللہ کی منتخب حمد وثناء کریں۔’’فیکون اول من یدعیٰ محمدﷺ فذالك قوله تعالیٰ عسیٰ ان یبعثك ربك مقام محمودا (خصائص الکبریٰ ج۳ ص ۲۳۰، ۲۳۱)‘‘(پس جنہیں (میدان محشر میں) سب سے پہلے پکارا جائے گا۔ (کہ مقام محمود پر آجائیں اور حمد وثناء کریں) وہ محمدﷺ ہوں گے۔ یہی معنی ہیں اللہ کے اس قول کے کہ قریب ہے بھیجے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر)

۱۰...... اگر اور انبیاء کو روزِ قیامت ہنوز سجدہ کی جرأت نہ ہوگی تو آپ سب سے پہلے ہوں گے جنہیں سجدہ کی اجازت دی جائے گی۔’’انا اوّل من یوذن له بالسجود یوم القیٰمة (مسند احمد عن ابیٰ الدرواء)‘‘(میں سب سے پہلا ہونگا۔ جسے قیامت کے دن سجدہ کی اجازت دی جائے گی)

۱۱...... اگر اور انبیاء اجازتِ عامہ کے بعد ہنوز سجدہ ہی میں ہوں گے تو آپ کو سب سے اول سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔’’انا اول من یرفع رأسه فانظر الی بین یدی (خصائص الکبریٰ ج۳ ص ۲۲۵)‘‘وفی مسلم:’’فیقال یا محمدﷺ ارفع رأسك سل تعط واشفع تشفع‘‘(میں سب سے پہلے سجدہ سے سر اٹھاؤں گا اور اپنے سامنے نظر کروں گا (جب کہ سب کی نگاہیں نیچی ہوں گی) کہا جائے گا۔ محمد! سر اٹھاؤ جو مانگو گے دیا جائے گا۔ جس کی شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی)

۱۲...... اگر اور انبیاء روزِ قیامت شافع اور مشفع ہوں گے تو آپ اول شافع اور اول مشفع ہوں گے۔’’انا اوّل شافع ومشفع (مشکوٰۃ ص ۵۱٤)‘‘(میں سب سے پہلے شافع اور سب سے پہلے مشفع ہوں گا۔ جس کی شفاعت قبول کی جائے گی)

۱۳...... اگر اور انبیاء کو شفاعتِ صغریٰ یعنی اپنی قوموں کی شفاعت دی جائے گی تو حضور کو شفاعتِ کبریٰ۔ یعنی تمام اقوامِ دنیا کی شفاعت دی جائے گی۔’’اذھبوا الیٰ محمد فیاتون فیقولون یا محمدﷺ انت رسول الله وخاتم النبیین غفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر فاشفع لنا الی ربك الحدیث (خصائص الکبریٰ ج۳ ص ۲۲۵)‘‘

(شفاعت کے سلسلہ میں اس حدیث طویل میں ہے کہ جب اولین وآخرین کی سرگردانی پر اور طلب شفاعت پر سارے انبیاء جواب دیں گے کہ ہم اس میدان میں نہیں بڑھ سکتے اور لوگ آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء علیہم السلام ورسل تک سلسلہ وار شفاعت سے عذر سنتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچیں گے۔اور طالب شفاعت ہوں گے تو فرمائیں گے کہ: "جاؤ محمد ﷺ کے پاس تو آدم علیہ السلام کی ساری اولاد آپ کے پاس حاضر ہوگی اور عرض کرے گی کہ اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں (گویا آج سارے عالم کو رسالت محمدی اور ختم نبوت کا اقرار کرنا پڑے گا) آپ کی اگلی اور پچھلی لغزشیں سب پہلے ہی معاف کر دی گئی ہیں۔(یعنی آپ کے لئے اس عذر کا موقع نہیں جو ہر نبی نے کیا کہ میرے اوپر فلاں لغزش کا بوجھ ہے میں شفاعت نہیں کر سکتا کہیں مجھ سے ہی باز پرس نہ ہونے لگے) اس لئے آپ پروردگار سے ہماری شفاعت فرمائیں تو آپ اسے بلا جھجک اور بلا معذرت کے قبول فرمالیں گے اور شفاعت کبریٰ کریں گے)

۱۴...... (الف) اگر تمام انبیاء قیامت کی ہولناکی کے سبب شفاعت سے بچنے کی کوشش کریں گے اور لست لها (میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں) کہہ کر پیچھے ہٹ جائیں گے تو حضور کے دعوے کے ساتھ انا لها (میں اس کا اہل ہوں) کہہ کر آگے بڑھیں گے اور شفاعت عامہ کا مقام سنبھال لیں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ عن سلمان)

(اس روایت کی بھی وہی تفصیل ہے جو ۱۳ میں گزری)

۱۴...... (ب) اگر انبیاء ابھی میدان حشر میں ہوں گے تو آپ سب سے پہلے ہوں گے جو پل صراط کو عبور بھی کر جائیں گے۔ "یضرب جسر جهنم فاکون اول من یجیز (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۲۴۰، بخاری ومسلم عن ابی هریرة)" (جہنم پر پل تان دیا جائے گا تو سب سے پہلے اسے عبور کرنے والا میں ہوں گا)

۱۵...... اگر اور انبیاء اور اولین وآخرین ہنوز پیش دروازہ جنت ہی ہوں گے تو آپ سب سے پہلے ہوں گے جو دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ "انا اوّل من یقرع باب الجنة (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۲۴۱)" (میں سب سے پہلے دروازہ جنت کھٹکھٹاؤں گا)

۱۶...... اگر اور انبیاء اور اقوام انبیاء ہنوز داخلہ جنت کی اجازت ہی کے مرحلہ پر ہوں گے تو آپ کے لئے سب سے پہلے دروازہ جنت کھول بھی دیا جائے گا۔ "انا اوّل من تفتح له ابواب الجنة (ابونعیم وابن عساکر عن حذیفه)" (میرے لئے سب سے پہلے دروازہ

جنت کھولا جائے گا)

۱۷...... اگر اور انبیاء باب جنت کھلنے پر بھی داخلہ کے آرزومند ہی ہوں گے تو آپ سب سے اول جنت میں داخل ہو جائیں گے۔"وانا اوّل من یدخل الجنة یوم القیمة ولا فخر (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۲٤۲) "(روز قیامت میں ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگا۔ مگر فخر سے نہیں کہتا)

۱۸...... اگر اور انبیاء کو علوم خاصہ عطا ہوئے تو آپ ﷺ کو علم اوّلین و آخرین دیا گیا۔"اوتیت علم الاولین والآخرین (خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۲۱۸) "(مجھے علم اوّلین و آخرین دیا گیا ہے جو الگ الگ انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا تھا جیسے آدم علیہ السلام کو علم اسماء۔ یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر خواب، سلیمان علیہ السلام کو علم منطق الطیر، خضر علیہ السلام کو علم لدنی، عیسیٰ علیہ السلام کو حکمت وغیرہ)

۱۹...... اگر اور انبیاء کو خلق حسن عطا ہوا حسن کے معنی معاملات میں حدود سے نہ گزرنے کے ہیں اور خلق کریم عطاء جس کے معنی عفو و مسامحہ کے ہیں تو آپ کو خلق عظیم دیا گیا جس کے معنی دوسروں کی تعدی پر نہ صرف ان سے درگزر کرنے اور معاف کر دینے کے ہیں بلکہ ان کے ساتھ احسان کرنے اور حسن سلوک سے پیش آنے کے ہیں جو تمام محاسن اخلاق اور مکارم اخلاق دونوں کا جامع ہے۔"وانك لعلیٰ خلق عظیم (القرآن الحکیم) "(خلق حسن یہ ہے کہ ظلم کرنے والے سے اپنا حق پورا پورا لیا جائے۔ چھوڑا نہ جائے مگر عدل و انصاف جس میں کوئی تعدی اور زیادتی نہ ہو۔ یہ مساوات ہے اور خلاف رحمت نہیں۔ خلق کریم یہ ہے کہ ظالم کے ظلم سے درگزر کر کے اپنا حق معاف کر دیا جائے۔ یہ کریم النفس ہے اور فی الجملہ رحمت بھی ہے کہ اگر دیا نہیں تو لیا بھی نہیں اور خلق عظیم یہ ہے کہ ظالم سے نہ صرف اپنے حق کی ادائیگی معاف کر دی جائے بلکہ اوپر سے اس کے ساتھ سلوک و احسان بھی کیا جائے جب کہ وہ حق تلفی کر رہا ہو۔ اس خلق کی روح غلبہ رحمت و شفقت اور کمال ایثار ہے اسی کو فرمایا کہ اے نبی! آپ خلق عظیم پر ہیں)

۲۰...... اگر اور انبیاء متبوع امم اقوام تھے تو حضور متبوع انبیاء و رسل تھے۔"لو کان موسیٰ حیا ما وسعه الاتباعی (مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۷) "(اگر موسیٰ آج زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارۂ کار نہ تھا)

۲۱...... اگر اور انبیاء کو قابل نسخ کتابیں ملیں تو آپ کو ناسخ کتاب عطاء ہوتی۔"ان عمراتی النبی ﷺ بنسخة من التوراة فقال یا رسول الله هذه نسخة من التوراة

فسکت۔ فجعل یقرأہ ووجہ رسول اللہ ﷺ یتغیر فقال ابو بکر ثکلتك الثواکل ما تری ما بوجہ رسول اللہ ﷺ فنظر عمر الیٰ وجہ رسول اللہ ﷺ فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیاً فقال رسول اللہ ﷺ والذی نفس محمد بیدہ لو بدالکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمو نی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیاً وادرك نبوتی لاتبعنی (دارمی ج۱ ص۱۱۵، عن جابر)"(حضرت عمرؓ تورات کا ایک نسخہ حضور ﷺ کے پاس لے آئے اور عرض کیا کہ یہ تورات ہے۔ آپ خاموش رہے تو انہوں نے اسے پڑھنا شروع کر دیا اور آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک غصہ سے متغیر ہونا شروع ہو گیا تو صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: "تجھے گم کردیں گم کرنے والیاں کیا چہرہ نبوی کا اثر تمہیں نظر نہیں آرہا؟" تب حضرت عمرؓ نے چہرہ اقدس ﷺ کو دیکھا اور دہل گئے، فوراً زبان پر جاری ہو گیا) میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے ہم راضی ہوئے اللہ سے بلحاظ رب ہونے کے اور راضی ہوئے اسلام سے بلحاظ دین ہونے کے اور راضی ہوئے محمد ﷺ سے بلحاظ نبی ہونے کے۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آج تمہارے پاس موسیٰ آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرنے لگو تم بلاشبہ سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے اور اگر آج موسیٰ زندہ ہو کر آجائیں اور میری نبوت کو پالیں تو وہ یقیناً میری ہی اتباع کریں گے۔")

۲۲...... اگر اور انبیاء کو دین عطا کیا گیا تو آپ ﷺ کو کمال دین دیا گیا جس میں نہ کمی کی گنجائش ہے نہ زیادتی کی۔"الیوم اکملت لکم دینکم (مائدہ:۳)"(آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا جس میں نہ اب کمی کی گنجائش ہے نہ زیادتی)

۲۳...... اگر اور انبیاء کو ہنگامی دین دیئے گئے تو حضور ﷺ کو دوامی دین عطا کیا گیا۔"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ:۳)"(آج کے دن میں نے دین کو کامل کر دیا۔ جس میں کوئی کمی نہیں رہی تو کسی نئے دین کی ضرورت نہیں رہی۔ پس وہ منسوخ ہو گیا جس سے اس دین کا دوامی ہونا ظاہر ہے۔ اور پہلے ادیان میں کمی تھی جس کی اس دین سے تکمیل ہوئی تو پچھلے کسی ناتمام دین کی اب حاجت نہیں رہی پس وہ منسوخ ہو گیا جس سے اس کا ہنگامی ہونا ظاہر ہے)

۲۴...... اگر اور انبیاء کو دین عطا ہوا تو آپ کو غلبہ دین کیا گیا۔"ھو الذی ارسل رسولہ

بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله (فتح:۲۸)" (وہی ذات ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت و دین دے کر تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے)

۲۵...... اگر اور انبیاء کے دین میں تحریف و تبدیل راہ پا گئی جس سے وہ ختم ہو گئے تو آپ کے دین میں تجدید رکھی گئی جس سے وہ قیامت تک تازہ بہ تازہ ہو کر دواماً باقی رہے گا۔"ان اللہ یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجددلها دینها (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۶)" (بلاشبہ اللہ تعالیٰ اٹھاتا رہے گا اس امت کے لئے وہ لوگ جو ہر صدی کے سرے پر دین کو تازہ بتازہ کرتے رہیں گے)

۲۶...... اگر شریعت موسوی میں جلال اور شریعت عیسوی میں جمال غالب تھا۔ یعنی حکم کی صرف ایک ایک جانب کی رعایت تھی۔ تو شریعت محمدی میں جلال و جمال کا مجموعی کمال غالب ہے۔ جس کا نام اعتدال ہے۔ جس میں حکم کی دونوں جانبوں کے ساتھ درمیانی جہت کی رعایت ہے جسے توسط کہتے ہیں۔"جعلنکم امة وسطاً (بقره:۱۴۳)" (اور بنایا ہم نے تم کو (بحیثیت دین) کے امت اعتدال)

۲۷...... اگر دینوں میں تشدد اور تنگی اور شاق شاق ریاضتیں تھیں، جسے تشدد کہا جاتا ہے تو اس دین میں نرمی اور توافق طبائع رکھ کر تنگ گیری ختم کر دی گئی ہے۔"لاتشددوا علیٰ انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوماً شددوا علیٰ انفسهم فشدد اللہ علیهم فتلك بقایاهم فی الصوامع والدیار (ابوداؤد عن انس)" (اپنے اوپر سختی مت کرو (ریاضت شاقہ اور ترک لذات میں مبالغے مت کرو۔ کہ اللہ بھی تم پر سختی فرمانے لگے اس لئے کہ جنہوں نے اپنے اوپر تشدد کیا۔ رہبانیت سے یعنی یہود و نصاریٰ تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی سو یہ مندروں اور خانقاہوں میں کچھ انہی کے بچے بچائے لوگ پڑے ہوئے ہیں)

۲۸...... اگر بسلسلہ خصومات شریعت موسوی میں تشدد ہے یعنی انتقام فرض ہے۔ عفو و درگزر جائز نہیں۔"وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس والعین بالعین (مائده:۴۵)" (اور ہم نے ان بنی اسرائیل پر فرض کر دیا تھا تورات میں کہ نفس کا بدلہ نفس، آنکھ کا بدلہ آنکھ) اور شریعت عیسوی میں تساہل ہے یعنی عفو و درگزر فرض ہے انتقام جائز نہیں۔ بس (انجیل میں فرمایا گیا ہے کہ کوئی تمہارے بائیں گال پر تھپڑ مارے تو تم دایاں گال بھی پیش کہ بھائی ایک اور مارتا چل۔ خدا تیرا بھلا کرے گا) انجیل گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا گال بھی پیش کر دو تو شریعت محمدی میں توسط و اعتدال فرض ہے کہ انتقام جائز اور عفو و درگزر افضل ہے جس میں یہ دونوں شریعتیں جمع ہو جاتی

ہیں۔ "وجزاء سیئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره على الله انه لا يحب الظلمين (شوریٰ: ٤٠)" (اور برائی کا بدلہ اسی جیسی اور اتنی ہی برائی ہے۔ یہ خلق حسن ہے اور جو معاف کرے اور درگزر کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ اور اللہ ظالموں کو (جو حدود سے گزر جانے والے ہوں) پسند نہیں کرتا)

۲۹...... اگر شریعت عیسوی میں صرف باطنی صفائی پر زور دیا گیا ہے خواہ ظاہر گندہ ہی کیوں نہ رہ جائے نہ غسل جنابت ہے نہ تطہیر اعضاء، دوسری ملتوں میں صرف ظواہر کی صفائی پر زور دیا گیا ہے کہ غسل بدن روزانہ ضروری ہے خواہ باطن میں خطرات کفر و شرک نہ کچھ بھی بھرے پڑے رہیں تو شریعت محمدی میں طہارت ظاہر و باطن دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔ "وثيابك فطهر (مدثر: ٤)" (اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو) حضرت عمرؓ نے فرمایا "فتى ارفع ازارك فانه انقى لثوبك واتقى لربك" ارشاد حدیث ہے۔ "السواك مطهرة للفم مرضاة للرب" (حضرت عمرؓ کی وفات کے قریب ایک نوجوان مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا جس کی ازار ٹخنوں سے نیچی زمین پر گھسٹتی ہوئی آرہی تھی۔ تو فرمایا کہ اے جوان لنگی ٹخنوں سے اوپر اٹھا کہ یہ کپڑے کے حق میں صفائی اور پاکی اور پروردگار کی نسبت سے تقویٰ (باطنی پاکی) کا سبب ہوگی۔ جس سے ظاہری و باطنی دونوں پاکیوں کا مطلوب ہونا واضح ہے اور حدیث میں ہے کہ مسواک کرنا منہ کی تو پاکی ہے اور پروردگار کی رضا ہے۔ یعنی مسواک ظاہری اور باطنی دونوں پاکیاں پیدا کرتی ہے۔ جس سے ظاہر و باطن کی صفائی اور پاکی کا مطلوب ہونا نمایاں ہے)

۳۰...... اگر اور ادیان میں اپنی اپنی قومیتوں اور ان ہی کے چھٹکارے کی رعایت ہے۔ مقولہ موسوی ہے۔ "ان ارسل معنا بنى اسرائيل ولا تعذبهم" (بھیج میری ساتھ بنی اسرائیل کو اور انہیں ستامت) مقولہ عیسوی ہے کہ میں اسرائیلی بھیڑوں کو جمع کرنے آیا ہوں۔" وغیرہ تو دین محمدی میں نفس انسانیت کی رعایت اور پورے عالم بشریت پر شفقت سکھلائی گئی ہے۔ "الخلق عيال الله فاحب الخلق الى الله من يحسن الى عياله (مشكوٰة ص ٤٢٥)" (ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان سے پیش آئے)

۳۱...... اگر اور انبیاء نے صرف ظاہر شریعت یا صرف باطن پر حکم کیا تو آپ ﷺ نے ظاہر و باطن دونوں پر حکم کیا اور آپ کو شریعت و حقیقت دونوں عطا کی گئیں۔ "عن الحارث بن حاطب ان رجلا سرق على عهد رسول الله ﷺ فاتى به فقال اقتلوه فقالو

انما سرق قال فاقطعوه (فقطع) ثم سرق ایضا فقطع ثم سرق علی عهد ابی بکر فقطع ثم سرق فقطع حتی قطعت قوائمه ثم سرق الخامسة فقال ابو بکر کان رسول اللہ اعلم بھذا حیث امر بقتله اذھبوا به فاقتلوه ۔(مستدرک، حاکم ج۴ ص ۳۸۲)" (خضر علیہ السلام نے صرف باطن شریعت یعنی حقیقت پر حکم کیا جیسے کشتی توڑ دی۔ ناکردہ گناہ لڑکے کو قتل کر دیا یا بخیل گاؤں کی دیوار سیدھی کر دی اور موسیٰ علیہ السلام نے صرف ظاہر شریعت پر حکم کیا کہ ان تینوں امور میں حضرت خضر علیہ السلام سے مواخذہ کیا۔ جب انہوں نے حقیقت حال ظاہر کی تب مطمئن ہوئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ظاہر شریعت پر بھی حکم فرمایا جیسا کہ عام احکام شرعیہ ظاہر ہی پر ہیں اور کبھی کبھی باطن اور حقیقت پر بھی حکم فرمایا جیسا کہ حدیث میں اس کی نظیر یہ ہے کہ حارث بن حاطب ایک چور کو لائے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو حالانکہ چوری کی ابتدائی سزا قتل نہیں تو صحابہؓ نے موسیٰ صفت بن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے تو چوری کی ہے (کسی کو قتل نہیں کیا جو قتل کا حکم فرمایا جاوے) فرمایا اچھا اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس نے پھر چوری کی تو اس کا (بایاں پیر) کاٹ دیا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ نے اس نے پھر چوری کی تو اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ چوتھی بار اس نے پھر چوری کی تو دایاں پیر بھی کاٹ دیا گیا۔ لیکن چاروں ہاتھ پیر کاٹ دیئے جانے کے باوجود اس نے پانچویں دفعہ پھر چوری کی تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اس کے بارہ میں علم حقیقی رسول اللہ ﷺ ہی تھا کہ آپ نے پہلی ہی بار ابتدا میں جان لیا تھا کہ چوری اس کا جزو نفس ہے۔ یہ چوروں کی سزاؤں سے باز آنے والا نہیں اور ابتدا ہی میں اس کے باطن پر حکم لگا کر قتل کا حکم دے دیا تھا۔ ہمیں اب خبر ہوئی کہ جب وہ ظاہر میں ضابطہ سے قتل کے قابل بنا۔ لہٰذا اسے قتل کر دو۔ تب وہ قتل کیا گیا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات احادیث میں جابجا ملتے ہیں)

۳۲...... (الف) اگر انبیاء سابقین کو شرائع اصلیہ دی گئیں تو آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے راسخین فی العلم کو شرائع وضعیہ یعنی اجتہادی مذاہب عطا کئے گئے جن میں تشریع کی شان رکھی گئی ہے کہ آئمہ اجتہاد اصل شریعت کے احکام وعلل واوصاف اور اسرار وحکم میں شرعی ذوق سے غور وتدبیر کر کے نئے نئے حوادث کے احکام کا استخراج کریں اور باطن شریعت کھول کر نمایاں کر دیں "لعلمه الذین یستنبطونه منھم (نساء:۸۳)" (اور جب ان کے پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی پہنچتی ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر اسے وہ پیغمبر کی طرف یا راسخین فی العلم تک پہنچا دیتے تو جو لوگ اس میں سے استنباط کرتے ہیں وہ اسے جان لیتے...... جس سے استنباطی اور

اجتہادی شرائع ثابت ہوتی ہیں)

۳۲...... (ب) اگر اور انبیاء کے ادیان میں ایک نیکی کا اجر ایک ہی ہے۔ تو آپ ﷺ کے دین میں ایک نیکی کا اجر دس گنا ہے اور ایک نیکی برابر دس نیکیوں کے ہے۔ "من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (انعام:۱۶۰)" (جس نے ایک نیکی کی تو اس کے لئے دس گنا اجر ہے)

۳۳...... اگر اور انبیاء علیہم السلام کو ایک ایک نماز ملی تو حضور ﷺ کو پانچ نمازیں عطا ہوئیں۔

۳۳ عن محمد بن عائشة ان آدم لمایتب علیه عند الفجر صلی رکعتین فصارت الصبح وفدی اسحٰق عند الظهر فصلی ابراهیم اربعا فصارت الظهر وبعث عزیر فقیل له کم لبثت قال یوما فرای الشمس فقال او بعض یوم فصلی اربع رکعات فصارت العصر وغفر لداؤد عند المغرب فقام فصلی اربع رکعات فجهد فجلس فی الثالثة فصارت المغرب ثلثا واول من صلی العشاء الآخرة نبینا محمد ﷺ (طحاوی بحواله خصائص الکبریٰ ج۲ ص۲۰۴)"

(محمد بن عائشہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی توبہ جس دن فجر کے وقت قبول ہوئی تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں تو صبح کی نماز کا وجود ہوا اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کا جب ظہر کے وقت فدیہ دیا گیا تو اور انہیں ذبح سے محفوظ رکھا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعتیں بطور شکر نعمت پڑھیں تو ظہر ہوگئی اور حضرت عزیر علیہ السلام کو جب زندہ کیا گیا اور کہا گیا کہ تم کتنے وقت مردہ رہے؟ کہا، ایک دن، پھر جو سورج دیکھا تو کہا یا کچھ حصہ دن (جو عصر کا وقت ہوتا ہے) اور چار رکعت پڑھی تو عصر ہوگئی اور مغفرت کی گئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی غروب کے وقت تو وہ کھڑے ہوئے چار رکعت پڑھنے کے لئے تین پڑھی تھیں کہ تھک گئے تو تیسری ہی میں بیٹھ گئے تو مغرب ہوگئی اور سب سے پہلے جس نے عشاء کی نماز پڑھی وہ نبی کریم ﷺ ہیں اور مذکورہ چاروں نمازیں بھی آپ کو دی گئیں)

۳۴...... اگر اور انبیاء کی ایک نماز ایک ہی رہی تو حضور ﷺ کی پانچ نمازیں پچاس کے برابر رکھی گئیں۔ "ھی خمس بخمسین (نسائی ج۱ ص۷۸، عن انس)" (شب معراج میں آپ کو پچاس نمازیں دی گئیں جن میں موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے آپ ﷺ کمی کی درخواستیں کرتے رہے اور پانچ پانچ ہر دفعہ کم ہوتی رہیں جب پانچ رہ گئیں اور آپ نے حیاءً ان میں کمی کی درخواست نہیں فرمائی۔ تو ارشاد ہوا بس یہ پانچ نمازیں ہی آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر فرض ہیں مگر یہ پانچ پچاس کے برابر رہیں گی اجر و ثواب میں)

۳۵...... اگر اور انبیاء نے بطور شکر نعمت خود سے اپنی اپنی نمازیں متعین کی تو آپ ﷺ کو آسمان پر بلا کر اپنی تعیین سے نمازیں خود حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عنایت فرمائیں۔ "کما فی حدیث المعراج المشهور" (جیسا کہ حدیث معراج میں تفصیلاً مذکور ہے)

۳۶...... اگر اور انبیاء کی نمازیں مخصوص مواقع کے ساتھ مقید تھیں جیسے محراب یا صومعہ یا کنیسہ وغیرہ تو حضور ﷺ کی نماز کے لئے پوری زمین کو مسجد بنایا گیا۔ "جعلت لی الارض مسجد او طهورا (بخاری و مسلم ج ا ص ۱۹۹) وحدیث جابر: ولم یکن احد من الانبیاء یصلی حتی یبلغ محرابه (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۷)" (انبیاء میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ اپنی محراب (مسجد) میں آئے بغیر نماز ادا کرتا ہو یعنی بغیر مسجد کے دوسری جگہ نماز ہی ادا نہ ہوتی تھی۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزیں دی گئیں ہیں جو سابقہ انبیاء کو نہیں دی گئیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میرے لئے ساری زمین کو مسجد اور ذریعۂ پاکی بنا دیا گیا ہے کہ اس سے تیمم کرلوں جو حکم میں وضو کے ہو جائے۔ یا تیمم جنابت کرلوں جو حکم میں غسل جنابت کے ہو جائے ہیں کہ پانی موجود نہ ہو یا اس پر قدرت نہ ہو)

۳۷...... اگر اور انبیاء اپنے اپنے قبیلوں اور قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ تمام اقوام اور تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ "کان النبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس کافة" (بخاری و مسلم) عن جابر: "وفی التنزیل وما ارسلنك الا کافة للناس" (ہر نبی خصوصیت سے اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں اور قرآن شریف میں ہے اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں اے پیغمبر مگر سارے انسانوں کے لئے)

۳۸...... اگر اور انبیاء کی دعوت خصوصی تھی تو آپ کو دعوت عامہ دی گئی۔ "یایها الناس اعبدو ربکم (بقرہ:۲۱) وقال الله تعالیٰ یایها الناس اتقوا ربکم (النساء:۱)" (اے انسانو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ اے انسانو! اپنے رب سے ڈرو)

۳۹...... اگر اور انبیاء محدود حلقوں کے لئے رحمت تھے تو آپ سارے جہانوں کے لئے رحمت تھے۔ "وما ارسلنك الا رحمة للعالمین (انبیاء:۱۰۷)" (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر جہانوں کے لئے رحمت بنا کر)

۴۰...... اگر اور انبیاء اپنے اپنے حلقوں کو ڈرانے والے تھے تو حضور ﷺ جہانوں کے لئے نذیر تھے۔ "وان من امة الا خلا فیها نذیر" اور حضور ﷺ کے لئے "لیکون للعلمین

نـذيراً (فرقان:۱) ''(اور کوئی امت نہیں گزری جس میں ڈرانے والا نہ آیا۔ اور حضور کے لئے فرمایا گیا تا کہ ہوں آپ ﷺ سارے جہانوں کے لئے ڈرانے والے)

۴۱...... اگر اور انبیاء اپنی اپنی قوموں کے لئے مبعوث اور ہادی تھے''ولکل قوم هاد '' (ہر قوم کے لئے ایک ایک ہادی ضرور آیا) تو حضور ﷺ سارے انسانوں کے لئے ہادی تھے۔''وما ارسلنك الا كافة الناس (القرآن الحکیم) وبعثت انا الى الجن والانس (خصائص الكبرىٰ ج۳ ص۱۳٤) ''(اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سارے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے اور ارشاد حدیث ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں جنوں اور انسانوں سب کی طرف)

۴۲...... اگر اور انبیاء کو ذکر دیا گیا کہ مخلوق انہیں یاد رکھے تو آپ ﷺ کو رفعت ذکر دی گئی کہ زمینوں اور آسمانوں، دریاؤں اور پہاڑوں، میدانوں اور غاروں میں آپ کا نام علی الاعلان پکارا جائے۔ اذانوں اور تکبیروں، خطبوں اور خاتموں، وضو نماز اوراد واشغال اور دعاؤں کے افتتاح واختتام میں آپ ﷺ کے نام اور منصب نبوت کی شہادت دی جائے۔''ورفعنا لك ذكرك (الم نشرح:٤) ''وحدیث ابوسعید خدری''قال لی جبریل قال الله اذا ذكرت ذكرت معی (ابن جریر ج۱۲ ص۲۳۵، ابن حبان) ''(اور ہم نے اے پیغمبر تمہارا ذکر اونچا کیا۔ حدیث میں ہے کہ مجھے جبرائیل نے کہا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا (اے پیغمبر) جب آپ کا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ کیا جائے گا اور جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا جیسا کہ اذانوں تکبیروں وخطبوں اور دعاؤں کے افتتاح واختتام کے دورود شریف سے واضح ہے اور امت میں معمول یہ ہے جیسا فرمایا گیا۔''(۱)اطیعو الله و اطیعو الرسول۔ (۲)واطیعو الله ورسوله ان كنتم مومنین۔ (۳)ویطیعون الله ورسوله۔ (٤)انما المومنين الذين آمنو بالله ورسوله۔ (٥)براءة من الله ورسوله۔ (٦)واذان من الله ورسوله۔ (۷)استجیبو الله وللرسول۔ (۸)ومن یعص الله و رسوله۔ (۹)اذا قضى الله ورسوله امراً۔ (۱۰)وشاقو الله ورسوله۔ (۱۱)ومن يشاقق الله ورسوله۔ (۱۲)ومن يحادد الله ورسوله۔ (۱۳)ولم يتخذوا من دون الله ورسوله۔ (۱٤)يحاربون الله ورسوله۔ (۱٥)ماحرم الله ورسوله۔ (۱٦)قل الانفال لله وللرسول۔ (۱۷)فان لله خمسه وللرسول۔ (۱۸)فردوه الى الله والرسول۔ (۱۹)ما اتاهم الله ورسوله۔ (۲۰)سيؤتينا الله من فضله ورسوله۔ (۲۱)اغناهم الله ورسوله۔

(۲۲)کذبوا الله ورسوله۔ (۲۳)انعم الله علیه وانعمت علیه۔ (۲٤)الذین یؤمنون بالله ورسوله۔ (۲۵)لا تقدموا بین یدی الله ورسوله۔)

۴۳...... اگراور انبیاء کا محض ذکر حق تعالیٰ نے فرمایا تو آپ کا ذکر اپنے نام کے ساتھ ملا کر فرمایا۔ دیکھو حاشیہ کی دو درجن سے زائد آیتیں۔

۴۴...... اگراور انبیاء نے روحانیت کے کمال کو خلوت وانقطاع اور رہبانیت کا پابند ہو کر دکھلایا تو آپ ﷺ نے اسے جلوتوں کے ہجوم جہاد، جماعت، سیاحت وسفر، شہری زندگی، معاشرت اور حکومت وسیاست کے سارے اجتماعی گوشوں میں سمو کر دکھلایا۔ ”لا رهبانية فى الاسلام“ (الحدیث) ”وسیاحة امتی الجهاد“ (ابوداؤد ج۱ص۳۴۷) ”قل سیروا فی الارض (انعام:۱۱)“ ”لا اسلام الا بجماعة“ (مقولہ عمرؓ) (اسلام میں رہبانیت (گوشہ گیری، انقطاع) نہیں۔ اور میری امت کی سیاحت وسیر جہاد ہے۔ کہہ دیجئے اے پیغمبر! کہ چلو پھرو زمین میں اور اسلام جماعتی اور اجتماعی چیز ہے)

۴۵...... اگراور انبیاء کو عملی معجزات (عصاء موسیٰ، ید بیضاء، احیاء عیسیٰ، نار خلیل، ناقہ صالح، ظلہ شعیب، قمیص یوسف وغیرہ) دیئے گئے جو آنکھوں کو مطمئن کر سکے تو آپ کو ایسے سینکڑوں معجزات کے ساتھ علمی معجزہ (قرآن) بھی دیا گیا جس نے عقل، قلب اور ضمیر کو مطمئن کیا۔ ”انا انزلناه قرآن عربیا لعلکم تعقلون (یوسف:۲)“ (ہم نے قرآن اتارا۔ تاکہ عقل سے سمجھو)

۴۶...... اگراور انبیاء کو ہنگامی معجزات ملے جوان کی ذوات کے ساتھ ختم ہوگئے۔ کیونکہ وہ ان ہی کے اوصاف تھے تو حضور ﷺ کو دوامی معجزہ قرآن کا دیا گیا جو تا قیامت اور بعد القیامت باقی رہنے والا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کا وصف ہے جو لازوال ہے۔ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون“ (ہم نے ہی یہ قرآن اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں)

۴۷...... اگراور حضرات کو وہ کتابیں ملیں جن کی حفاظت کا کوئی وعدہ نہیں تھا۔ اس لئے وہ بدل سدل گئیں تو آپ ﷺ کو وہ کتاب دی گئی جس کے وعدہ حفاظت کا اعلان کیا گیا۔ جس سے وہ کبھی نہیں بدل سکتی۔ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون (حجر:۹) لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (فصلت:٤٢)“ (ہم ہی نے یہ ذکر قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ اور فرمایا نہیں اس کے پاس بھٹک سکتا باطل، نہ آگے نہ پیچھے سے)

۴۸...... اگراور انبیاء سابقین کی کتابیں ایک ہی مضمون مثلاً صرف تہذیب نفس یا صرف

معاشرت یا صرف سیاست مدن یا وعظ وغیرہ ایک ہی لغت پر نازل شدہ دی گئیں تو حضور ﷺ کو سات اصولی مضامین پر مشتمل کتاب دی گئی جو سات لغات پر اتری۔ ”كان الكتاب الاول ينزل من باب واحد على حرف واحد ونزل القرآن من سبعة ابواب على سبعة احرف زاجر وآمر وحلال وحرام ومحكم ومتشابه وامثال (مستدرك حاكم ج ۳ ص ۵، وبيهقى عن ابن مسعود)“ (پہلی کتابیں ایک ایک خاص مضمون اور ایک ایک لغت میں اترتی تھیں اور قرآن سات مضامین میں سات لغت کے ساتھ اترا ہے۔ زجر امر حلال حرام، محکم متشابہ اور امثال)

۴۹...... اگر اور حضرات کو صرف اداء مطلب کے کلمات دیئے گئے تو آپ کو جوامع الکلم و جامع اور فصیح و بلیغ ترین تعبیرات دی گئیں جس سے اوروں کی پوری پوری کتابیں آپ کی کتاب کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں ادا کی گئیں اور ان میں سما گئیں۔ ”اعطيت جوامع الكلم (مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، خصائص الكبرىٰ ج ۲ ص ۱۹۳) اعطيت مكان التوراة السبع الطوال ومكان الزبور المئين ومكان الانجيل...... المثاني وفضلت بالمفصل (بيهقى عن واثلة ابن الاسقع)“ (مجھے جوامع کلم دیئے گئے ہیں یعنی مختصر اور جامع ترین جملے جن میں تہ کی بات کہہ دی گئی ہو اور ارشاد حدیث ہے مجھے دیئے گئے توراۃ کی جگہ سبع طوال (ابتداء کی سات سورتیں) بقرہ، آل عمران، مائدہ، نساء، انعام، انفعال، توبہ) اور زبور کی جگہ مئین (سو سو آیتوں والی سورتیں اور انجیل کی جگہ مثانی سورۃ فاتحہ) اور صرف مجھے ہی جو فضیلت دی گئی ہے وہ مفصل کی جس میں طوال مفصل وساط مفصل اور قصار مفصل سب شامل ہیں اور سورۃ ق یا سورۃ فتح یا سورۃ محمد سے علی اختلاف الروایات شروع ہو کر ختم قرآن تک چلی گئی ہیں)

۵۰...... اگر قرآن میں حق تعالیٰ نے اور انبیاء کی ذوات کا ذکر فرمایا۔ تو حضور ﷺ ایک ایک عضو اور ایک ایک اداء کا پیار و محبت سے ذکر کیا گیا ہے چہرہ کا ذکر فرمایا۔ ”قد نرى تقلب وجهك فى السماء“ (ہم دیکھ رہے ہیں تیرا چہرہ گھما گھما کر آسمان کو دیکھنا) آنکھ کا ذکر فرمایا: ”ولا تمدن عينيك“ (اور آنکھیں اٹھا کر مت دیکھ) زبان کا ذکر فرمایا: ”فانما يسرنا بلسانك“ (بلاشبہ ہم نے (قرآن کو) آسان کر دیا ہے تیری زبان پر) ہاتھ اور گردن کا ذکر فرمایا: ”ولا تجعل يدك مغلولة الى عنقك“ (اور مت کر اپنے ہاتھ کو سکڑا ہوا اپنی گردن تک) سینہ کا ذکر فرمایا: ”الم نشرح لك صدرك“ (کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا) پیٹھ کا ذکر فرمایا: ”ووضعنا عنك وزرك الذى انقض ظهرك“ (اور ہم نے اتار دیا تجھ سے بوجھ تیرا جس

نے تیری کمر توڑ رکھی تھی) قلب کا ذکر فرمایا: "نزله علی قلبك" (اتارا اللہ نے قرآن تیرے دل پر) آپ ﷺ کی پوری زندگی اور عمر کا ذکر فرمایا جس میں تمام ادائیں اور احوال بھی آ جاتے ہیں۔ "لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون" (تیری زندگی کی قسم! یہ (کفار) اپنی (بے عقلی کی) مدہوشیوں میں پڑے بھٹک رہے ہیں)

۵۱...... اگر اوروں کو انفرادی عبادتیں ملیں تو آپ کو ملائکہ کی طرح صف بندی کی اجتماعی عبادت دی گئی جس سے یہ دین اجتماعی ثابت ہوا۔ "فضلت علی الناس بثلاث الی قوله وجعلت صفوفنا کصفوف الملئکة (بیهقی عن حذیفه رضی الله عنه)" (مجھے فضیلت دی گئی ہے لوگوں پر تین باتوں میں...... جن میں سے ایک یہ ہے کہ کی گئی ہیں ہماری صفیں (نماز میں) مثل صفوف ملائکہ کے)

۵۲...... اگر اور انبیاء کے عملی معجزات اپنی اپنی قوموں کی اقلیتوں کو جھکا کر رام کر سکے تو حضور ﷺ کے تنہا ایک ہی علمی معجزے قرآن حکیم نے عالم کی اکثریت کو جھکا کر مطیع بنالیا۔ کروڑوں ایمان لے آئے اور جو نہیں لائے وہ اس کے اصول ماننے پر مجبور ہو گئے پھر بعض نے انہیں اسلامی اصول کہہ کر تسلیم کیا اور بعض نے عملاً قبول کر لیا تو ان کی زبانیں ساکت رہیں۔۵۲۔ "ما من الانبیاء نبی الا اعطی ما مثله آمن علیه البشر وانما کان الذی او تیته وحیاه اوحاه الله الیّ فارجو ان اکون اکثرهم تابعاً (بخاری عن ہریرہ)" (کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا کہ اسے کوئی ایسا اعجازی نشان نہ دیا گیا ہو جس پر آدمی ایمان لا سکے اور مجھے خدا نے وہ اعجازی نشان وحی کا دیا ہے (یعنی قرآن حکیم) جس سے مجھے امید ہے کہ میرے ماننے والے اکثریت میں ہوں گے۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۸۵))

۵۳...... (الف) اگر اور انبیاء کو عبادت الٰہی میں اس جہت سے بھی مخاطب نہیں بنایا گیا تو حضور کو عین نماز میں تحیت و سلام میں مخاطب بنایا گیا۔ "السلام علیك ایها النبی ورحمته الله وبرکاته" (سلامتی ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں)

۵۳...... (ب) اگر محشر میں اور انبیاء کے محدود جھنڈے ہوں گے جن کے نیچے صرف اُن کی قومیں اور قبیلے ہوں گے تو آپ کے عالمگیر جھنڈے کے نیچے جس کا نام لواء الحمد ہوگا۔ آدم اور ان کی ساری ذریت ہوگی۔ "آدم ومن دونه تحت لوائی یوم القیمة ولا فخر (مسند احمد)" (آدم اور ان کی ساری اولاد میرے جھنڈے کے تلے ہوں گے قیامت کے دن۔ مگر میں فخر سے نہیں کہتا بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں)

۵۴...... اگرانبیاء وامم سب کے سب قیامت کے دن سامع ہوں گے۔ تو آپ ﷺ اس دن اولین وآخرین کے خطیب ہوں گے۔" فلیراجع (خصائص الکبری) "(خصائص کبریٰ کی ایک طویل حدیث کا یہ ٹکڑا ہے)

۵۵...... اگر قیامت کے دن تمام انبیاء کی امتیں اپنے انبیاء کے نام اور انتساب سے پہچانی جاویں گی تو آپ کی امت مستقلاً خود اپنی ذاتی علامت اعضاء وضو کی چمک اور نورانیت سے پہچانی جائے گی۔" قالو یا رسول الله اتعرفنا یومئذ؟ قال نعم لکم سیما لیست لاحد من الامم تردون علی غراً محجلین من اثر الوضوء (مسلم عن ابی ہریرہ)" (صحابہ نے عرض کیا جبکہ آپ ﷺ حوض کوثر کا ذکر فرما رہے تھے) یارسول کیا آپ ہمیں اس دن پہچان لیں گے؟۔ (جبکہ اولین وآخرین کا ہجوم ہوگا) فرمایا ہاں تمہاری ایک علامت ہوگی جو امتوں میں سے کسی اور میں نہ ہوگی اور وہ یہ کہ تم میرے پاس (حوض کوثر پر) اس شان سے آؤ گے کہ تمہارے چہرے روشن اور پاؤں نورانی اور چمکدار ہوں گے وضو کے اثر سے یعنی اعضاء وضو کی چمک دمک سے میں تمہیں پہچان لوں گا)

۵۶...... اگر اور انبیاء کو حق تعالیٰ نے نام لے لے کر خطاب فرمایا کہ: "یآدم اسکن انت وزوجک الجنة (اے آدم! تو اور تیری زوجہ جنت میں ٹھہرو) ینوح اہبط بسلم منا وبرکت (اے نوح (کشتی سے) اتر ہماری ہوئی سلامتی اور برکات کے ساتھ) یا ابراہیم اعرض عن ھذا۔ (اے ابراہیم! اس سے درگزر کر) یموسیٰ انی اصطفیتك عن الناس برسلتی۔ (اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں میں منتخب کیا اپنی پیغامبری کے ساتھ) یداؤد انا جعلنك خلیفة فی الارض (اے داؤد! میں نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا) یزکریا انا نبشرك بغلم اسمه یحییٰ (اے زکریا! ہم تجھے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں) یایحییٰ خذ الکتاب بقوة (اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط تھام) یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ "(اے عیسیٰ! میں تجھے پورا پورا لینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں) تو حضور کو تکریماً نام کے بجائے آپ ﷺ کے منصبی القاب سے خطاب فرمایا جس سے آپ کی کامل محبوبیت عنداللہ نمایاں ہوتی ہے۔" یایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك (اے رسول ﷺ پہنچا دے اس چیز کو جو میں نے تیری طرف اتاری) "یایھا النبی انا ارسلنك شاھدا (اے نبی! میں نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے)" یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا "

(اے کملی والے! قیام کررات بھر۔ مگر کچھ کم)''یایھا المدثر۔ قم فانذر (القرآن الحکیم)''
(اے چادر والے! کھڑا ہواور لوگوں کو ڈرا)

۵۷...... اگر اور انبیاء کو ان کی امتیں اور ملائکہ نام لے لے کر پکارتے تھے۔ کہ''یموسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم الھہ (اے موسیٰ! ہمیں بھی ویسے ہی خدا بنادے جیسے ان (صنعا والوں) کے ہیں) یعیسیٰ ابن مریم ھل یستطیع ربك؟''(اے عیسیٰ! ابن مریم! کیا تیرا رب اس کی قوت کر لیتا ہے)''یلوط انا ارسل ربك ''(اے لوط! ہم تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں) تو اس امت کو ادباً حضور کا نام لے کر مخاطب بنانے سے روکا گیا''لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً''(مت پکارو رسول کو اپنے درمیان مثل آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کے بے تکلف نام لے لے کر خطاب کرنے لگو، بلکہ ادب و تعظیم کے ساتھ منصبی خطابات یا رسول اللہ ﷺ، یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ وغیرہ کہہ کر پکارو)

۵۸...... اگر اور انبیاء کو معراج روحانی یا منامی یا جسمانی مگر درمیانی آسمانوں تک دی گئی۔ جیسے حضرت مسیح کو چرخ چہارم تک، حضرت ادریس علیہ السلام کو پنجم تک تو حضور ﷺ کو روحانی معراجوں کے ساتھ جسمانی معراج کے ذریعہ ساتوں آسمان سے گزار کر سدرۃ المنتہیٰ اور مستوی تک پہنچادیا گیا۔''ثم صعد بی فوق السبع السمٰوت واتیت سدرۃ المنتھیٰ (نسائی ج۱ ص۷۸، عن انس) ''(پھر مجھے چڑھایا گیا ساتوں آسمان سے بھی اوپر اور میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا)

۵۹...... اگر اور انبیاء نے اپنی مدافعت خود کی اور دشمنان حق کو خود ہی جواب دے کر اپنی برأت بیان کی۔ جیسے نوح علیہ السلام پر قوم نے ضلالت کا الزام لگایا تو خود ہی فرمایا:''یقوم لیس بی ضلالة ''(اے قوم مجھ میں گمراہی نہیں ہے۔ میں رب العٰلمین کا رسول ہوں) قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام پر کم عقلی کا الزام لگایا تو خود ہی فرمایا:''یقوم لیس بی سفاھة ''(اے قوم! مجھ میں سفاہت (کم عقلی) نہیں ہے۔ میں تو رب العٰلمین کا فرستادہ ہوں) ابراہیم علیہ السلام پر قوم نے شکست اصنام کا الزام لگا کر ایذاء دینی چاہی تو خود ہی توریہ کے ساتھ مدافعت فرمائی۔''بل فعله کبیر ھم ھذا''(بلکہ یہ بت شکنی تو ان میں کے بڑے کا کام ہے (یعنی میرا) مگر بلحاظ بڑے بت کا) حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان صورت فرشتوں کو قوم نے تھمانے کی کوشش کی تو خود ہی اپنے لیے قوت مدافعت کی آرزو ظاہر فرمائی۔''لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید ''(اے کاش! مجھے تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا یا جا کر بیٹھتا کسی مضبوط پناہ میں) تو

حضورﷺ کی طرف سے ایسے مواقع پر مدافعت خود حق تعالیٰ نے فرمائی اور کفار کے طعنوں کی جواب وہی خود ہی کر کے آپ کی برأت بیان فرمائی، کفار مکہ نے آپ پر ضلالت گمراہی کا الزام لگایا تو فرمایا: "ما ضل صاحبکم وما غویٰ" (نہ تمہارا ساتھی گمراہ نہ کج راہ) کفار نے آپ کو بے عقل اور مجنوں کہا تو فرمایا۔ "ما انت بنعمة ربك بمجنون (تم اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں سے مجنون نہیں اور تمہارا ساتھی جنونی نہیں ہے) اور وما صاحبکم بمجنون"۔ کفار نے آپ کی پاکیزہ باتوں کو ہوائے نفسانی کی باتیں بتلایا تو فرمایا: "وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ" (اور پیغمبر ہوائے نفس سے کچھ نہیں کہتا۔ وہ تو وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے) کفار نے آپ کی وحی کو شاعری کہا۔ تو فرمایا: "وما ھو بقول شاعر" اور فرمایا: "وما علمنٰه الشعر وما ینبغی له" (اور وہ قول شاعر کا نہیں اور ہم نے انہیں (حضورﷺ کو) شاعری کی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی ان کی شان کے مناسب تھا) کفار نے آپ کی ہدایتوں کو کہانت کہا تو فرمایا: "وما ھو بقول کاھن" (اور وہ قول کاہن کا نہیں ہے) کفار نے آپ کو مشقت زدہ اور معاذ اللہ شقاوت زدہ کہا تو فرمایا: "وما انزلنا علیك القرآن لتشقیٰ" (ہم نے قرآن تم پر اس لئے نہیں اتارا کہ تم تعب اور محنت میں پڑ جاؤ)

۶۰...... اگر حضرت آدم علیہ السلام کی تحیت کے لئے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو حضورﷺ کی تحیت بصورت درود و سلام خود حق تعالیٰ نے کی جس میں ملائکہ بھی شامل رہے اور قیامت تک امت کو اس کے کرتے رہنے کا حکم دیا اور اسے عبادت بنا دیا۔ "ان اللّٰہ وملٰئکته یصلون علی النبی یایھا الذین آمنو صلوا علیه وسلموا تسلیما (القرآن الحکیم)" (اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر۔ اے ایمان والو! تم بھی درود و سلام اس نبی پر بھیجو) اور السلام علیك یایھا النبی ورحمته اللّٰہ وبرکاته"

۶۱...... اگر حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور کافر ہی رہا تو حضورﷺ کا شیطان آپ کی قوت تاثیر سے کافر سے مسلم ہو گیا۔ "کما فی الروایة الاتیة" (جیسا کہ اگلی روایات میں آ رہا ہے)

۶۲...... اگر حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ پاک (حوا) ان کی خطا میں معین ہوئیں تو حضورﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے کار نبوت میں معین ہوئیں۔ "فضلت علیٰ آدم بخصلتین کان شیطانی کافر افاعاننی اللّٰہ علیه حتیٰ اسلم وکن ازواجی عونالی۔ وکان شیطان آدم کافر۔ وزوجته عونا علی خطیئة (بیھقی عن ابن عمر)"

(مجھے دو باتوں میں آدم علیہ السلام پر فضیلت دی گئی ہے میرا شیطان کافر تھا جس کے مقابلہ میں اللہ نے میری مدد فرمائی یہاں تک کہ وہ اسلام لے آیا اور میری بیویاں میرے (دین کے) لئے مددگار بنیں (حضرت خدیجہؓ نے احوال نبوت میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا۔ ورقہ بن نوافل کے پاس لے گئیں۔ وقتاً فوقتاً آپ ﷺ کی تسلی تشفی کی۔ حضرت عائشہؓ نصف نبوت کی حامل ہوئیں اور دوسری ازواج مطہرات قرآن کی حافظ اور حدیث کی راوی ہوئیں) درحالیکہ آدم علیہ السلام کا شیطان کافر ہی تھا۔ اور کافر ہی رہا اور ان کی زوجہ ان کی خطیہ میں ان کی معین ہوئیں کہ شجرۂ ممنوعہ کھانے کی ترغیب دی جس کو خطاء آدم علیہ السلام کہا گیا ہے)

۶۳...... اگر حضرت آدم علیہ السلام کو حجر جنت (حجر اسود) دیا گیا جو بیت اللہ میں لگا دیا گیا۔ حضور ﷺ کو روضۂ جنت عطا ہوا جو آپ کی قبر مبارک اور ممبر شریف کے درمیان رکھا گیا۔ ”ما بین بیتی ومنبری روضة ریاض الجنة (بخاری ج۱ ص۲۵۲ و مسلم)“ (میری قبر اور ممبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے)

۶۴...... اگر حضرت نوح علیہ السلام نے مساجد اللہ میں سے پانچ بت نکلوانے چاہے مگر نہ نکلے تو حضور ﷺ نے بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت نکالے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکل گئے۔ اور نہ صرف بیت اللہ سے بلکہ اس کے حوالی اور مضافات سے بھی نکال پھینکے گئے۔ ”وقالوا لا تذرن الهتكم ولا تذرن وداً ولا سواعا ولا يغوث و يعوق ونسرا (القرآن الحکیم) ان الشيطن قديئس ان يعبده المصلون فی جزيرة العرب (مشکوٰۃ) يايها الذين آمنو انماالخمرو والميسرو والانصاب ولازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه (القرآن الحكيم)“ اور (قوم نوح نے) کہا کہ دیکھو اپنے خداؤں (یعنی پانچ بتوں) ود، سواع، یغوث یعوق اور نسر کو نوح کے کہنے سے ہرگز مت چھوڑنا (چنانچہ نہیں چھوڑا تا آنکہ طوفان میں غرق ہوگئے) اور حضور ﷺ نے تین سو ساٹھ بتوں کی ناپاکی کو ہمیشہ کے لئے نکال پھینکا۔ جیسا کہ سیر میں مرقوم ہے)

۶۵...... اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام ابراہیم دیا گیا جس سے بیت اللہ کی دیواریں اونچی ہوئیں تو حضور کو مقام محمود عطا ہوا جس سے رب البیت کی اونچائیاں نمایاں ہوئی اور ”عسى ان يبعثك ربك مقاماً محمودا“ (القرآن الحکیم) اور ساتھ ہی مقام ابراہیم کی تمام برکات سے پوری امت کو مستفید کیا گیا۔ ”واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى“ (قریب ہے کہ اللہ آپ کو (اے نبی کریم) مقام محمود پر بھیجے گا جس پر پہنچ کر حضور ﷺ حق تعالیٰ کی عظیم ترین حمد وثناء

کریں گے اور اس کی رفعت و بلندی بیان فرمائیں گے اور مقام ابراہیم کے بارے میں قرآن نے فرمایا: ”فیہ آیات بینات مقام ابراھیم“ (بیت اللہ میں مقام ابراہیم ہے جو جنت سے لایا ہوا ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کرتے تھے اور جوں جوں تعمیر اونچی ہوتی جاتی وہ پتھر اتنا ہی اونچا ہو جاتا اور جب حضرت کا اترنے کا وقت ہوتا تو پھر اصلی حالت پر آجاتا)

۶۶...... اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقائق ارض وسماء دکھلائی گئیں۔ ”وکذالك نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض“ تو حضور کو ان آیات کے ساتھ حقائق الٰہیہ دکھلائی گئیں۔ ”لنریه من اٰیتنا (القرآن الحکیم)“ (اور ایسے ہی دکھلائیں گے ہم ابراہیم کو آسمان وزمین کی حقیقتیں، اور تا کہ ہم دکھلائیں محمد ﷺ کو (شب معراج میں) اپنی خاص نشانیاں قدرت کی)

۶۷...... اگر حضرت خلیل اللہ کو آیات کونیہ زمین پر دکھلائی گئیں تو حضور ﷺ کو آیات الٰہیہ (آیات کبریٰ) کا مشاہدہ آسمانوں میں کرایا گیا۔ ”لقد رای من ایٰت ربه الکبریٰ (القرآن الحکیم)“ (بلاشبہ محمد ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں)

۶۸...... اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار نمرود اثر نہ کر سکی تو حضور ﷺ کے کئی صحابہ کو آگ نہ جلا سکی جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”الحمد لله الذی جعل فی امتنا مثل ابراھیم الخلیل (ابن رجب عن ابن لهیعه خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۷۹)“ (خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہماری امت میں ابراہیم خلیل کی مثالیں پیدا فرمائیں۔ عمار بن یاسر کو مشرکین مکہ نے آگ میں پھینک دیا۔ حضور ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: ”ینار کونی برداً وسلاماً علی عمار کما کنت علی ابراھیم“ (عن عمر بن میمون خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰) اے آگ عمار پر برد و سلام ہو جا جیسے تو ابراہیم پر ہوگئی۔ ذویب ابن کلیب کو اسود عنسی نے آگ میں ڈال دیا۔ اور آگ اثر نہ کر سکی تو آپ نے وہ سابقہ جملہ ارشاد فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہماری امت میں ابراہیم علیہ السلام کی مثالیں پیدا فرمائیں۔ ایک خولانی شخص کو (جو قبیلہ خولان کا فرد تھا) اسلام لانے پر اس کی قوم نے اسے آگ میں ڈال دیا تو آگ اسے نہ جلا سکی (ابن عساکر عن جعفر ابی وحشیہ) وغیرہ)

۶۹...... اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محشر میں سب سے اول لباس پہنا کر ان کی کرامت کا اعلان کیا جائے گا۔ تو حضور ﷺ کو حق تعالیٰ کی دائیں جانب ایسے بلند مقام پر کھڑا کیا جائے گا کہ

اولین وآخرین آپ ﷺ پر غبطہ کریں گے جب کہ وہاں تک کوئی نہ پہنچ سکے گا۔" اوّل من یکسی ابراھیم یقول اللّٰہ تعالیٰ اکسوا خلیلی فیوتیٰ بریطتین بیضاوین من رباط الجنۃ ثم اکسیٰ علی اثرہ ثم اقوم عن یمین اللّٰہ مقاماً یغبطنی الاولون والاخرون (رواہ الدارمی عن ابن مسعود) "(سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو روزِ محشر لباس پہنایا جائے گا۔ فرمائیں گے حق تعالیٰ میرے خلیل کو لباس پہناؤ تو دو سفید براق چادریں جنت سے لائی جاویں گی اور پہنائی جاویں گی پھر ان کے بعد مجھے بھی لباس پہنایا جائے گا۔ پھر میں کھڑا ہونگا۔ اللہ کی جانب یمین ایک ایسے مقام پر کہ اولین وآخرین مجھ پر غبطہ کریں گے۔ یعنی میری کرامت سب پر فائق ہو جائیگی جن میں ابراہیم علیہ السلام بھی شامل ہیں)

۷۰...... اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پر جبریل سے زمزم کا سوت جاری ہوا جس سے وہ سیراب ہوئے تو حضور ﷺ کی زبان مبارک سے پانی کے سوت پھوٹے جس سے حضرت امام حسنؓ سیراب ہوئے۔" بینما الحسن مع رسول ﷺ اذ عطش فاشتہ ظماہ فطلب لہ النبی ﷺ ماۃ فلم یجدہ فاعطاہ لسانہ فمصہ حتی روی (ابن عساکر عن ابی جعفر) "(اسی اثناء میں حضرت امام حسنؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک انہیں پیاس لگی اور شدید ہوگئی تو حضور ﷺ نے ان کے لئے پانی طلب فرمایا مگر نہ مل سکا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی زبان ان کے منہ میں دے دی جسے وہ چوسنے لگے اور چوستے رہے یہاں تک کہ سیراب ہوگئے)

۷۱...... اگر حضرت یوسف علیہ السلام کو شطر حسن یعنی حسن جزئی عطا ہوا۔ تو حضور ﷺ کو حسن کل یعنی حسن جامع عطا کر دیا گیا جس کی حقیقت جمال ہے جو سرچشمہ حسن اور صفت خداوندی ہے۔ "فلما اکبرنہ وقطعن ایدیھن "(جب زنانِ مصر نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اپنے ہاتھ قلم کرڈالے) جس کی شرح حضرت عائشہؓ نے فرمائی کہ زنانِ مصر نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ہاتھ قلم کر لئے۔ اگر میرے محبوب کو دیکھ پاتیں تو دلوں کے ٹکڑے کر ڈالتیں۔ جو حضور کے حسن وجمال کی افضلیت اور کلیت کی طرف اشارہ ہے۔ (مشکوۃ)

۷۲...... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حق تعالیٰ نے کوہ طور اور وادی مقدس میں کلام کیا تو حضور ﷺ سے ساتویں آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک کلام فرمایا:" فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحیٰ (القرآن الحکیم) "(سدرۃ المنتہیٰ کے پاس خدا نے اپنے بندے پر وحی کی جو ایسے کرنا تھی)

۷۳...... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء سے بارہ چشمے جاری ہوئے تو حضور ﷺ کی انگشتان مبارک سے شیریں پانی کے کتنے ہی چشمے پھوٹ پڑے۔ "فرايت الماء ينبع من بين اصابعه فجعل القوم يتوضأ ون فخرزت من توضأ ما بين السبعين الىٰ الثمانين (بخاری ومسلم عن انس) " (میں دیکھتا ہوں کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے جوش مار کر نکل رہا ہے۔ یہاں تک کہ پوری قوم نے اس سے وضو کرلیا تو میں نے جو وضو کرنے والوں کو شمار کیا تو وہ ستر اور اسی کے درمیان تھے)

۷۴...... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کانوں کو لذت کلام دی گئی اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام خلت سے نوازا گیا تو حضور ﷺ کی نظروں کو دیدار جمال سے مشرف کیا گیا۔ "ان الله اصطفىٰ ابراهيم بالخلة واصطفىٰ موسىٰ بالكلام واصطفىٰ محمد بالرايته " (بیہقی عن ابن عباس) "ما كذب الفواد ماراى (القرآن الحكيم) " (اللہ نے منتخب کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنانے کے لئے اور منتخب کیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے لئے اور منتخب کیا محمد ﷺ کو دیدار کے لئے۔ قرآن نے فرمایا: "محمد ﷺ کے دل نے جو کچھ دیکھا غلط نہیں دیکھا)

۷۴...... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال دیدار پر بھی انہیں "لن ترانی " "تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے کا جواب دے دیا گیا تو حضور ﷺ کو بلا سوال آسمانوں پر بلا کر دیدار کرایا گیا۔ "ما كذب الفواد ماراى قال ابن عباس راه مرة ببصره ومرة بفواده (فتح الملهم فى التفسير سورة النجم) " (دل نے جو کچھ دیکھا غلط نہیں دیکھا اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حق تعالیٰ کو ایک بار آنکھوں سے اور ایک بار دل سے دیکھا)

موسیٰ ازهوش رفت بيك پر تو صفات
توعين ذات مى نگرمى در تبسمى

۷۵...... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کو بحر قلزم میں راستے بنا کر بمعیت موسوی گزار دیا گیا تو حضور ﷺ کے صحابہ کو بعد وفات نبوی دریائے دجلہ کے بہتے ہوئے پانی میں سے راہیں بنا کر گھوڑوں سمیت گزارا گیا۔ "لما عبر المسلمون يوم مدائن اقتحم الناس دجلة الخ (خصائص كبرىٰ ج۲ ص۲۸۳، كامل ابن اثير عن العلاجن الحضرمى) " (فتح مدائن کے موقع پر مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا اور اس میں لوگوں نے ہجوم کیا تو صحابہؓ کی کرامتوں کا

ظہور ہوا۔ اس میں روایت کی بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے کہ جب بغداد عراق پر مسلمانوں نے فوج کشی کی تو بغداد کے کنارہ پر اس ملک کا سب سے بڑا دریا دجلہ ہے جو بیچ میں حائل ہوا۔ حضرات صحابہؓ کے پاس نہ کشتیاں تھیں اور نہ پیدل چل کر یہ گہرا پانی عبور کیا جاسکتا تھا۔ اس موقع پر بظاہر اسباب ان حضرات کو فکر دامن گیر ہوا تو حضرت علاء بن الحضرمی نے دعا کا مشورہ دیا۔ خود دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور سارے صحابہ نے مل کر دعا کی۔ ختم دعا پر حکم دیا کہ سب مل کر ایک دم گھوڑے دریا میں ڈال دیں تو ان حضرات نے جوش ایمانی میں خدا پر بھروسہ کر کے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ گھوڑے ہانپ ہانپ گئے۔ پانی بہت زیادہ تھا تو حق تعالیٰ نے ان کے دم لینے کے لئے مختلف سامان فرمائے بعض صحابہؓ کے گھوڑوں کے لئے جابجا پانی کی گہرائیوں میں خشکی نمایاں کر دی گئی۔ بعض کے گھوڑے پانی ہی میں رک کر اور کھڑے ہو کر دم لینے لگے اور پانی انہیں ڈبو نہ سکا۔ بعض کے گھوڑوں کو پانی کی سطح کے اوپر سے اس طرح گزارا گیا جیسے وہ زمین پر چل رہے ہیں۔ جس پر اہل فارس نے ان مقدسین کی نسبت یہ کہا تھا کہ یہ انسان نہیں جنات معلوم ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ صحابہ موسوی (بنی اسرائیل) کو بحر قلزم میں بمعیت موسوی راستے بنا کر قلزم سے گزارا گیا تھا تو اس امت میں اس کی نظیر یہ واقعہ ہے جس میں صحابہ نبوی کے لئے دجلہ میں راستے بنائے گئے اور ایک انداز کے نہیں۔ بلکہ مختلف اندازوں سے اور صحابہ بھی شکر نعمت کے طور پر اس کو واقعہ موسوی کی نظیر ہی کے طور پر دیکھتے تھے۔ پس جو معاملہ بنی اسرائیل کے ساتھ نبی کی موجودگی میں کیا تو وہ معجزہ تھا اور یہاں وہی معاملہ بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر نبی خاتم کے صحابہؓ کے ساتھ نبی کی وفات کے بعد کیا گیا جس سے ان کی کرامت نمایاں ہوئی اور امت محمدیہ کی فضیلت امت موسوی پر اس واقعۂ خاص میں بھی نمایاں رہی)

۷۶...... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارض مقدس (فلسطین) دی گئی تو حضور ﷺ کو مفاتیح ارض (زمین کی کنجیاں) عنایت کی گئیں۔ "اوتیت مفاتیح خزائن الارض" (مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں سپرد کر دی گئیں)

۷۷...... اگر عصاء موسوی کے معجزے کے مقابلہ میں ساحران فرعون نے بھی اپنی اپنی لاٹھیوں کو سانپ بنا کر دکھلایا یا صورۃً معجزے کی نظیر لے آئے گو حقیقتاً وہ تخیل اور نقشبندی خیال تھی۔ "فالقوا حبالهم وعصيهم يخيل اليه من سحرهم انها تسعى" (ساحران فرعون نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور دیکھنے والوں کے خیال میں یوں گزرنے لگا کہ وہ سانپ بن کر دوڑ رہی ہیں) تو معجزۂ نبوی قرآن حکیم کے مقابلہ میں اللہ کے بار بار چیلنجوں کے باوجود آج تک جن

وانس ساحر وغیر ساحر، کاہن وغیر کاہن، اور شاعر وغیر شاعر مل کر بھی اس کی کوئی نظیر ظاہری صورت کی بھی نہ لاسکے۔ "قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوابمثل هذا القرآن لایأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا (القرآن الحکیم) " (کہہ دیجئے اے پیغمبر کہ اگر جن وانس اس پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کا مثل لے آئیں گے تو وہ نہیں لاسکیں گے۔ اگر چہ سب مل کر ایک دوسرے کی مدد پر بھی کھڑے ہو جائیں)

۷۸...... اگر حضرت یوشع ابن نون کے لئے آفتاب کی حرکت روک دی گئی تو وہ کچھ دیر غروب ہونے سے رکا رہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ صاحب نبوی ﷺ کے لئے غروب شدہ آفتاب کو لوٹا کر دن کو واپس کر دیا گیا۔ "نام رسول الله ﷺ وراسه فی حجر علی ولم یکن صلیّ العصر حتی غربت الشمس فلما قام النبی ﷺ دعاله فردت علیه الشمس حتیٰ صلی ثم غابت ثانیه (ابن مردویه عن ابی هریر ه وابن منده وابن شاهین والطبرانی عن اسماء بنت عمیس) " (نبی کریم ﷺ سو گئے اور آپ کا سر مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا۔ حضرت علیؓ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اور وہ حضور ﷺ کی نیند کے خیال سے نماز کے لئے نہ اٹھ سکے (جب نبی کریم ﷺ جاگے اور یہ صورت حال ملاحظہ فرمائی) تو حضرت علیؓ کے لئے دعا فرمائی۔ جس سے آفتاب لوٹا دیا گیا۔ دن نمایاں ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے نماز پڑھی اور سورج دوبارہ غروب ہوا)

۷۹...... اگر حضرت یوشع ابن نون کے لئے سورج روک کر اس کی روانی اور حرکت کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے تو حضور ﷺ کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر ڈالے گئے۔ "اقتربت الساعة وانشق القمر (القرآن الحکیم) " (قیامت قریب آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گئے)

۸۰...... اگر حضرت داؤد علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے ہوائے نفس کی پیروی سے روکا کہ "لا تتبع الهویٰ فیضلك عن سبیل الله " (اے داؤد علیہ السلام! ہوائے نفس کی پیروی مت کرنا کہ وہ تمہیں راہ حق سے بھٹکا دے گی) تو حضور ﷺ سے اس ہوائے نفس کی پیروی کی نفی فرمائی اور خود ہی بریت ظاہر کی۔ "وما ینطق عن الهویٰ ان هوالاوحی ویوحیٰ (القرآن الحکیم) " (محمد ﷺ ہوائے نفس سے نہیں بولتے۔ وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے)

۸۱...... اگر انگشتری سلیمانی میں جنات کی تاثیر تھی کہ وہ کسی وقت گم ہوتی تو جنات پر قبضہ نہ رہا تو انگشتری محمدی میں تسخیر قلوب وارواح کی تاثیر تھی کہ جس دن وہ عہد عثمانی میں گم ہوئی۔ اس دن سے قلوب وارواح کی وحدت میں فرق آ گیا اور فتنہ اختلاف شروع ہو گیا۔ "بئر اریس ؟ وما

بئر اریس؟ سوف تعلمون !(نبی کریم ﷺ کے صحابی (......) انتقال کے بعد جبکہ ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا تو اچانک ان کے ہونٹوں میں حرکت ہوئی یہ کلمات نکلے: ''اریس کا کنواں؟ کیا ہے وہ اریس کا کنواں؟ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا'' صحابہ حیران تھے۔ کہ ان جملوں کا کیا مطلب ہے؟ کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ دور عثمانی میں ایک دن حضرت ذی النورینؓ اریس کے کنویں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انگلی میں نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی تھی جسے آپ طبعی حرکت کے ساتھ ہلا رہے تھے کہ اچانک انگشتری طشتری سے نکل کر کنویں میں جا پڑی۔ قلوب عثمانی اور تمام صحابہ کے قلوب میں اضطراب و بے چینی پیدا ہوئی کنویں میں آدمی اترے۔ سارے کنویں کو کنگھال ڈالا۔ مگر انگشتری نہ ملنا تھی نہ ملی۔ آخر صبر کر کے سب بیٹھ رہے۔ اسی دن سے فتنوں کا آغاز ہو گیا اور بندھے ہوئے قلوب میں انتشار کی کیفیات آنے لگیں جو بعد کے فتنہ تحزب و اختلاف کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔ اور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی کہ ''اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنھا الیٰ یوم القیمۃ'' (میری امت میں جب تلوار نکل آئے گی) پھر قیامت تک میان میں نہ جائے گی) چنانچہ اس فتنہ کے سلسلہ میں سب سے پہلا مظلمہ اور ہولناک ظلم حضرت ذی النورینؓ کی شہادت کی صورت میں نمایاں ہوا۔ اب سب کی سمجھ میں آیا کہ بیر اریس کا کیا مطلب تھا؟ یہ درحقیقت اشارہ تھا کہ قلوب کی وحدت انگشتری محمدی کی برکت سے قائم تھی۔ اس کا بیرء اریس میں گم ہونا تھا کہ قلوب کی وحدت اور امت کی یگانگت پارہ پارہ ہو گئی۔ جو آج تک واپس نہیں ہوئی۔ پس جنات کا مسخر ہو جانا آسان ہے۔ جو آج تک بھی ہوتا رہتا ہے۔ لیکن انسانوں کے دلوں کی تالیف مشکل ہے۔ جو گم ہو کر آج تک نہیں مل سکی)

۸۲...... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو منطق الطیر کا علم دیا گیا جس سے وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تو حضور ﷺ کو عام جانوروں کی بولیاں سمجھنے کا علم دیا گیا جس سے آپ ان کی فریادیں سنتے اور فیصلے فرماتے تھے۔ اونٹ کی فریاد سنی اور فیصلہ فرمایا (بیہقی عن حماد بن مسلمہ) بکری کی فریاد سنی اور اسے تسلی دی (مصنف عبدالرزاق) ہرنی کی فریاد سنی اور حکم فرمایا (طبرانی عن ام سلمہ) چڑیا کی بات سنی اور معالجہ فرمایا (بیہقی وابو نعیم عن ابن مسعود) سیاہ گدھے سے آپ نے کلام فرمایا اور اس کا مقصد سنا۔ (ابن عساکر عن ابن منظور) (ان روایات کے تفصیلی واقعات یہ ہیں: نمبر۱...... ایک اونٹ آیا اور حضور اکرم ﷺ کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا اور کچھ بلبلاتا رہا تو آپ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ یہ شکایت کررہا ہے کہ تو اسے ستاتا ہے۔ اور اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادتا ہے۔ خدا سے ڈر۔ اس نے اقرار کیا اور توبہ کی۔ نمبر۲...... ایک بکری کو قصاب ذبح کرنا چاہتا تھا جو

جائز ذبیحہ تھا۔ وہ اس سے چھوٹ کر حضورﷺ کی خدمت میں بھاگ آئی اور پیچھے پیچھے ہولی۔ آپﷺ نے فرمایا: اے بکری! صبر کر حکم خداوندی پر۔ اور اے قصاب اسے نرمی سے ذبح کر۔ نمبر۳......آپﷺ جنگل میں تھے کہ اچانک یارسول اللہﷺ کی آواز آپ نے سنی۔ آپ نے دیکھا کہ کوئی نظر نہ آیا ایک جانب دیکھا تو ایک ہرنی بندھی ہوئی دیکھی۔ جس نے کہا یارسول اللہﷺ ذرا میرے قریب آیئے۔ آپﷺ نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' اس نے کہا میرے دو بچے اس پہاڑی میں ہیں۔ ذرا مجھے کھول دیجئے کہ میں انہیں دودھ پلا دوں۔ اور میں ابھی لوٹ آؤں گی فرمایا تو ایسا کرے گی کہ لوٹ آئے؟ کہا اگر ایسا نہ کروں تو خدا مجھے عذاب دے۔ آپﷺ نے اسے کھول دیا اور وہ حسب وعدہ دودھ پلا کر لوٹ آئی اور آپﷺ نے اسے وہیں باندھ دیا۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریمﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک درخت پر چڑیا کے دو بچے گھونسلے میں دیکھے۔ ہم نے انہیں پکڑ لیا۔ تو ان کی ماں حضورﷺ کے پاس آئی اور سامنے آ کر فریادی کی سی صورت اختیار کرتی تھی۔ آپﷺ نے فرمایا کہ اس کے بچوں کو پکڑ کر کس نے اسے درد میں مبتلا کیا ہے؟ عرض کیا گیا ہم نے۔ فرمایا جہاں سے یہ بچے پکڑے تھے وہیں چھوڑ آؤ۔ تو ہم نے چھوڑ دیئے)

۸۳...... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام بعض حیوانات کی بولیاں سمجھ جاتے تھے تو حضورﷺ کی برکت سے جانور انسانی زبان میں کلام کرتے تھے۔ جسے ہر انسان سمجھتا تھا۔ بھیڑیئے نے آپ کی رسالت کی شہادت عربی زبان میں دی (بیہقی عن ابن عمر) گوہ نے فصیح عربی میں نبوت کی شہادت دی۔ (طبرانی و بیہقی) (بھیڑیئے نے حضور کی نبوت کی شہادت دی اور لوگوں کو اسلام لانے کی دعوت بھی دی۔ لوگ حیران تھے کہ بھیڑیا آدمیوں کی طرح بول رہا ہے۔ نیز ایک بھیڑیا بطور وفد کے خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور اپنے رزق کے بارے میں کہا۔ آپﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ یا تو ان بھیڑیوں کے لئے اپنی بکریوں میں سے خود کوئی حصہ مقرر کر دو یا انہیں ان کے حال پر رہنے دو۔ صحابہؓ نے بات حضورؐ پر چھوڑ دی۔ آپؐ نے رئیس الوفد بھیڑیئے کو کچھ اشارہ فرمایا اور وہ سمجھ کر دوڑتا ہوا چلا گیا)

۸۴...... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بات سمجھ لیتے تھے تو حضورﷺ اپنی بات حیوانات کو سمجھا دیتے تھے۔ بھیڑیئے کو آپﷺ نے بات سمجھا دی اور وہ راضی ہو کر چلا گیا۔

(طبرانی عن عمرؓ)

۸۵...... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بات سمجھ لیتے تھے تو حضورﷺ کو پوری

زمین کی کنجیاں سپرد کردی گئیں جس سے مشارق ومغارب پر آپ کا اقتدار نمایاں ہوا۔" اعطیت مفاتیح الارض (مسند احمد عن علی)"

۸۶...... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک یہ کہہ کر مانگا کہ وہ میرے ساتھ مخصوص رہے میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ چنانچہ ان کی امت اور رعیت میں سے کسی کو نہیں ملا۔" رب هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی " تو حضور کو مشارق ومغارب کا ملک بے مانگے بلکہ انکار کے باوجود دیا گیا۔ جسے آپ نے اپنی امت کا ملک فرمایا جو آپ کے بعد امت کے ہاتھوں ترقی کرتا رہا۔ اور دنیا کے آخری دور میں امت ہی کے ہاتھوں پوری دنیا پر چھا جائے گا۔" ان اللّٰه روی فی الارض مشارقها ومغاربها وسیبلغ ملك امتی مازوی لی منها (بخاری) "(اللہ نے زمین کا مشرق ومغرب مجھے دکھلایا اور میری امت کا ملک وہیں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک میری نگاہیں پہنچیں ہیں)

۸۷...... اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا مسخر ہوتی کہ اپنے قلمرو میں جہاں چاہیں اڑ کر پہنچ جائیں تو حضور ﷺ کے لئے براق مسخر ہوا کہ زمینوں سے آسمانوں اور آسمانوں سے جنتوں اور جنتوں سے مستوی تک پل بھر میں پہنچ جائیں۔ (جیسا کہ معراج کی مشہور حدیث میں اس کی تفصیلات موجود ہیں جن میں براق کی ہیئت اور قد وقامت تک کی بھی تفصیلات فرما دی گئی ہیں)

۸۸...... اگر سلاطین انبیاء کے وزراء زمین تک محدود تھے جو ان کے ملک کے بھی زمین تک محدود ہونے کی علامت ہے تو حضور ﷺ کے دو وزیر زمین کے تھے ابوبکرؓ و عمرؓ اور دو وزیر آسمانوں کے تھے جبرئیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام جو آپ کے ملک کے زمین وآسمان دونوں تک پھیلے ہوئے ہونے کی علامت ہے۔" ولی وزیر ای فی الارض وزیر ای فی السماء اما وزیر ای فی الارض فابو بکر وعمر۔ واما وزیر ای فی السماء فجبریل ومیکائیل (الریاض النفرة) "(میرے دو وزیر زمین میں ہیں اور دو آسمان میں، زمین کے وزیر ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں اور آسمان کے وزیر جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام ہیں)

۸۹...... اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو احیاء موتی کا معجزہ دیا گیا۔ جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے تو آپ ﷺ کو احیاء موتی کے ساتھ احیاء قلوب وارواح کا معجزہ بھی دیا گیا جس سے مردہ دل

جی اٹھے اور صدیوں کی جاہل قومیں عالم وعارف بن گئیں۔" ولن یقبضه الله حتی یقیم به الملة العوجاء بان یقولوا لا اله الا الله ویفتح به اعیننا عمیاء واذا ناصماً قلوبا غلفا (بخاری عن عمرو ابن العاص)" (حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی شان تورات میں یہ فرمائی گئی ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھائے گا جب تک کہ آپ کے ذریعہ سے ٹیڑھی قوم (عرب) کو سیدھا نہ کر دے کہ وہ توحید پر نہ آجائیں اور کھولے گا آپ کے ذریعہ ان کی اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور اندھے دل)

۹۰...... اگر حضرت روح اللہ کے ہاتھ پر قابل حیات پیکروں مثلاً پرندوں کی ہیئت یا انسانوں کی مردہ نعش میں جان ڈالی گئی تو حضور ﷺ کے ہاتھ پر نا قابل حیات کھجور کے سوکھے تنہ میں حیات آفرینی کی گئی۔" فصاحت النخلة صیاح الصبی (بخاری عن جابر)" (حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ کھجور کا ایک سوکھا تنا جس پر ٹیک لگا کر حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے جب ممبر بن گیا اور آپ ﷺ اس پر خطبہ دینے کے لئے چڑھے تو سوکھا ستون اس طرح رونے چلانے لگا اور سسکنے لگا جیسے بچے سسکتے ہیں۔ تو آپ نے شفقت وپیار سے اس پر ہاتھ رکھا تب وہ چپ ہوا۔ (خصائص الکبریٰ ج۲ص۷۵)) نیز آپ کے اعجاز سے دروازہ کے کواڑوں نے تسبیح پڑھی اور دست مبارک میں کنکریوں کی تسبیح کی آوازیں سنائی دیں۔ (خصائص کبریٰ)

۹۱...... اگر مسیح کے ہاتھ پر زندہ ہونے والے پرندوں میں پرندوں ہی کی سی حیات آئی اور وہ پرندوں ہی کی سی حرکات کرنے لگے تو آپ ﷺ کے ہاتھ پر جی اٹھنے والے کھجور کے سوکھے تنے میں انسانوں بلکہ کامل انسانوں کی سی حیات آئی کہ وہ عاشقانہ گریہ وبکاء اور عشق الٰہی میں فنائیت کی باتیں کرتا ہوا اٹھا۔ وہاں حیوان کو حیوان ہی نمایاں کیا گیا اور یہاں سوکھی لکڑی کو کامل انسان بنا دیا گیا۔" کما فی الحدیث السابق" (جیسا کہ حدیث بالا میں گزرا)

استن حنانہ از ہجر رسول ﷺ
نالہ ہامی زد چو ارباب عقول

۹۲...... اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمانوں میں رکھ کر کھانے پینے سے مستغنی بنایا گیا تو حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی امت کے لوگوں کو زمین پر رہتے ہوئے کھانے پینے سے مستغنی کر دیا گیا۔ یاجوج ماجوج کے خروج اور ان کے پوری زمین پر قابض ہو جانے کے وقت مسلمین ایک

محدود طبقہ زمین میں پناہ گزیں ہوں گے تو ان کے بارہ میں آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا۔
”قالو فما طعام المومنین یومئذ؟ قال التسبیح والتکبیر والتهلیل (مسند احمد عن عائشةؓ) ”(لوگوں نے عرض کیا کہ آج کے دن یعنی یاجوج ماجوج کے قبضہ عمومی کے زمانہ میں مسلمانوں کے کھانے پینے کی صورت کیا ہوگی؟ فرمایا تسبیح وتکبیر اور تہلیل یعنی ذکر اللہ ہی غذا ہو جائے گا۔ جس سے زندگی برقرار رہے گی۔ اور اسماء بنت عمیسؓ کی روایت میں ہے کہ مسلمانوں کے لئے کھانے پینے کی حد تک وہی چیز کفایت کرے گی جو آسمان والوں (ملائکہ) کو کفایت کرتی ہے۔ یعنی تسبیح وتقدیس)

”وفی روایت اسماء بنت عمیس نحو وفیه یجزئهم ما یجزی اهل السماء من التسبیح والتقدیس (خصائص الکبریٰ ج۲ ص۲۱۵)“

۹۳...... اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی حفاظت کے لئے روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) مقرر تھے تو حضور ﷺ کی حفاظت خود حق تعالیٰ فرماتے تھے: ”والله یعصمك من الناس (القرآن الحکیم)“ (اور اللہ بچاؤ فرمائے گا تمہارا (اے محمد ﷺ) لوگوں (کے شر) سے)

ہو کیوں جبریل دربان محمد ﷺ
خدا خود ہے نگہبان محمدؐ

(حضرت شیخ الہندؒ)

۹۴...... اگر اور انبیاء کی امتیں پابند رسوم وجزئیات اور بندھی جڑی رسموں کے اتباع میں مقلد جامد بنائی گئیں کہ نہ ان کے یہاں ہمہ گیر اصول تھے کہ ان سے ہنگامی احکام کا استخراج کریں اور نہ انہیں تفقہ کے ساتھ ہمہ گیر دین دیا گیا تھا کہ قیامت تک دنیا کا شرعی نظام اس سے قائم ہو جائے تو امت محمدی مفکر، فقیہ اور مجتہد امت بنائی گئی تاکہ اصول وکلیات سے حسب حوادث وواقعات احکام کا استخراج کر کے قیامت تک کا نظم اس شریعت سے قائم کرے جس سے اس کے فتاویٰ اور کتب فتاویٰ کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچی۔ ”وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم ولعلهم یتفکرون (القرآن الحکیم) فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین “(اور ہم نے آپ کی طرف اے پیغمبر ذکر (قرآن) اتارا تاکہ آپ کھول کھول کر لوگوں کے لئے وہ چیزیں بیان کر دیں جو ان کی طرف اتاری گئیں اور تاکہ لوگ بھی (ان

بین المرادامور میں) تفکر اور تدبر کریں اور فرمایا کیوں ایسا نہیں ہوتا۔ (یعنی ضرور ہونا چاہئے) کہ ہر جماعت اور ہر طبقہ میں سے کچھ کچھ لوگ نکلیں اور دین میں تفقہ اور سمجھ پیدا کریں)

۹۵...... اس لئے اگر انبیاء سابقین مفروض الطاعۃ تھے تو اللہ ورسول کے بعد اس امت کے راسخین فی العلم علماء ہی مفروض الاطاعۃ بنائے گئے۔ ”یـایـهـا الـذیـن آمـنـو اطیعـو اللّٰہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم۔(القرآن الحکیم)

۹۶...... اگر علماء بنی اسرائیل کو احبار ورہبان کا لقب دیا گیا ”اتـخـذوا احبـار هـم ورهبـانهـم اربـابـاً من دون اللّٰہ“ تو اس امت کے راسخین فی العلم کو کـانبیـا بنی اسرائیل کا لقب دیا گیا۔ ”علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل “(میری امت کے علماء مثل بنی اسرائیل کے ہیں (نورانیت اور آثار کی نوعیت میں) یہ حدیث گو ضعیف ہے مگر فضائل اعمال میں قبول کی گئی ہے۔ چنانچہ امام رازیؒ نے اس سے دوجگہ استشہاد کیا ہے) اور انہیں انبیاء کی طرح دعوت عام اور تبلیغ عموی کی طرح دعوت عام اور تبلیغ عموی کا منصب دیا گیا۔ اسی لئے ایک حدیث میں علماء امت کے انوار کو انوار انبیاء سے تشبیہ دی گئی۔ ”ونـورهـم یـوم القیمۃ مثل نور الانبیاء (بیھقی عن وھب ابن منبۃ) “(یہ امت امت مرحومہ ہے میں نے اسے نوافل دیئے جیسے انبیاء کو دیئے۔ ان کے فرائض وہ رکھے جو انبیاء ورسل کے رکھے حتیٰ کہ جب وہ قیامت کے دن آئیں گے تو ان کی نورانیت انبیاء کی نورانیت جیسی ہوگی (جیسے اعضاء وضو چمکتے ہوئے ہونگے) کیونکہ میں نے ان پر پاکیزگی ہر نماز کے لئے وہی فرض کی ہے جو انبیاء پر فرض ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ (ھـذا وضـوئی ووضو الانبیاء من قبل) جس سے تین تین بار اعضاء وضو کا دھونا امت کے لئے سنت قرار دیا گیا جو اصل میں انبیاء کا وضو ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انبیاء کے اعضاء وضو بھی اس طرح چمکتے ہوں گے مگر یہ وضو اور امتوں کو نہیں دیا گیا۔ بجز امت مرحومہ کے تو اسی کا نور مشابہ ہو گیا انبیاء کے نور کے۔ اور میں نے امت کو امر کیا ہے غسل جنابت کا جیسا کہ انبیاء کو دیا تھا اور امت کو امر کیا حج کا جیسا کہ انبیاء کو کیا تھا، چنانچہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے حج نہ کیا ہو اور امر کیا امت کو جہاد کا جیسا کہ رسولوں کو امر کیا۔ حدیث عـلـماء امتی کـانبیـاء بنی اسرائیل کا بعض علماء نے انکار کیا ہے لیکن اس انکار کا مطلب زیادہ سے زیادہ ان الفاظ کا انکار ہوسکتا ہے۔ لیکن حدیث کے معنی یعنی علماء۔ امت بعد امت کی تشبیہ انبیاء سے

بلحاظ مضمون ثابت شدہ ہے۔اس لئے حدیث اگر لفظاً ثابت نہ ہو تو بھی معناً ثابت ہے۔اس لئے علماء نے جگہ جگہ اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔جیسے امام رازیؒ نے آیت کریمہ یایها الناس قد جاء تكم موعظة من ربكم کے تحت میں مراتب بیان کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔پھر ایسے ہی آیت کریمہ قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلنا کے نیچے مراتب وکمال ونقصان بیان کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے) نیز امت کے کتنے ہی اعمال کو اعمال انبیاء سے تشبیہ دی گئی کہ وہ اعمال یا انبیاء کو دیئے گئے یا اس امت کو عطا ہوئے دوسری امتوں کو نہیں ملے۔یعنی خصوصیات انبیاء سے صرف یہ امت سرفراز ہوئی۔" وامته امة مرحومة اعطيتهم من النوافل مثل اعطيت الانبياء وافترضت عليهم الفرائض التى افترضت على الانبياء والرسل حتى ياتونى يوم القيمة ونورهم مثل نور الانبياء وذالك انى افترضت عليهم ان يتطهروا فى كل صلوٰة كما افترضت على الانبياء وامرتهم بالغسل من الجنابة كما امرت الانبياء وامرتهم بالحج كما امرت الانبياء وامرتهم بالجهاد كما امرت الرسل (بيهقى عن وهب ابن منبةؒ) "

۹۷...... اگر امم سابقہ (جیسے یہود) میں توبہ قتل سے ہوتی تھی۔" يٰقوم انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل فتوبو الٰى بارئكم فاقتلو انفسكم (القرآن الحكيم) " (اے قوم بنی اسرائیل! تم نے گئو سالہ کو اپنا معبود بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کر) تو اس امت کی توبہ قلبی ندامت رکھی گئی۔" الندم توبة " (ندامت ہی توبہ ہے جب بندہ دل میں پشیمان ہو گیا اور آئندہ اس بدی سے باز رہنے کا عزم باندھ لیا تو توبہ ہو گئی نہ قتل نفس کی ضرورت رہی نہ ترک مال کی)

۹۸...... اگر امت موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کا صرف ایک قبلہ (بیت المقدس) تھا۔اور اگر اہل عرب کا صرف ایک قبلہ (کعبہ معظمہ) تھا تو امت محمدیہ کو یکے بعد دیگرے یہ دونوں قبلے عطا کئے گئے جس سے یہ امت جامع امم ثابت ہوئی۔" قد نرىٰ تقلب وجهك فى السماء فلنولينك قبلة ترضٰها (القرآن الحكيم) "

۹۹...... اگر اور امتوں کی سیئات کا کفارہ دنیا یا آخرت کی رسوائی بغیر نہ ہوتا تھا کہ وہ سیئہ

درودیوار پر مع صورت کفارہ لکھ دی جاتی تھی تو اس امت کے معاصی کا کفارہ توبہ استغفار اور ستاری ومسامحہ کے ساتھ نمازوں سے ہوجاتا ہے۔ارشاد نبوی ہے: "کانت بنو اسرائیل اذا اصاب احدهم الخطيئة وجدها مكتوبا على بابه وكفارتها فان كفرها كانت له خزى فى الدنيا وان يكفرها كانت له خزى فى الآخرة و قد اعطاكم الله خيرا من ذالك قال تعالىٰ ومن يظلم سوءًا او يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما والصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة كفارات لما بينهن (ابن جرير عن ابى العاليه) "(بنی اسرائیل جب گناہ کرتے تو ان کے دروازوں پر وہ گناہ اور اس کا کفارہ لکھ کر انہیں رسوا کر دیا جاتا تھا اگر کفارہ ادا کرتے تو دنیا کی اور نہ کرتے تو آخرت کی رسوائی ہوتی لیکن تمہیں اے امت محمد ﷺ اس سے بہتر صورت دی گئی اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی بری حرکت کرے اور اپنے نفس پر ظلم کرے اور پھر سے مغفرت چاہے تو اللہ کو غفور رحیم پائے گا (عام رسوائی اور فضیحتی نہ ہوگی) اور پھر پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہوں گے)

۱۰۰...... اگر امت موسوی علیہ السلام نے دعوت جہاد کے جواب میں اپنے پیغمبر کو یہ کہہ کر صاف جواب دے دیا کہ اے موسیٰ تو اور تیرا پروردگار لڑ لو۔ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں تو امت محمدی ﷺ نے کمال اطاعت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے نہ صرف ارض حجاز بلکہ شرق وغرب میں دین محمدی ﷺ کے علم کو سربلند کیا اور "اعظم درجة عند الله" کا بلند مرتبہ حاصل کیا۔

۱۰۱...... اگر اور انبیاء علیہم السلام کی امتیں محشر میں اپنی شہادت میں اپنے انبیاء علیہم السلام کو پیش کریں گی تو انبیاء علیہم السلام اپنی شہادت میں اس امت کو اور یہ امت اپنی شہادت میں حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کو پیش کرے گی۔"يجاء بنوح يوم القيمة فيقال له هل بلغت؟ فيقول نعم يا رب فتسال امته هل بلغكم؟ فيقولون ما جاء نا من نذير فيقول من شهودك؟ فيقول محمد ﷺ وامته فقال رسول الله ﷺ فيجاء بكم فتشهدون انه قد بلغ ثم قراء رسول الله ﷺ وكذالك جعلنكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا (بخارى عن ابى سعيدؓ) "(قیامت کے دن نوح علیہ السلام لائے جائیں گے اور پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی

امت کو تبلیغ کی؟ کہیں گے کی ہے اے میرے رب! تو ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ عرض کریں گے محمد ﷺ اور ان کی امت۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تم (اے امت والو) بلائے جاؤ گے اور تم گواہی دو گے کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور ہم نے تمہیں اے امت محمدیہ! اور میانی اور معتدل امت بنایا ہے تا کہ تم اقوام عالم پر گواہ بنو اور وہ تم پر گواہ ہو)

۱۰۲...... اگر اور انبیاء علیہم السلام کی امتیں نہ اوّل ہوں نہ آخر بلکہ بیچ میں محدود ہوں گی تو یہ امت اوّل بھی ہو گی اور آخر بھی "جعل امتی هم الاخرون وهم الاولون" (ابونعیم عن انسؓ) آخر میں دنیا میں اور اوّل قیامت میں حساب و کتاب میں بھی اوّل اور داخلۂ جنت میں بھی اوّل۔ "نحن الاخرون من اهل الدنیاء والاولون یوم القیمة المقضی لهم قبل الخلائق (ابن ماجه ابی هریرةؓ وحذیفةؓ)" (میری ہی امت آخر بھی رکھی گئی اور اوّل بھی۔ دوسری حدیث ہے۔ ہم آخر ہیں دنیا میں اور اوّل ہیں آخرت میں کہ سب خلائق سے پہلے ہمارا فیصلہ سنایا جاوے گا)

۱۰۳...... اگر موسوی امت کو اپنے دور کے لوگوں پر فضیلت دی گئی "وانی فضلتکم علی العلمین" تو امت محمدی ﷺ کو علی الاطلاق اولین و آخرین پر فضیلت دے کر افضل الامم فرمایا گیا۔ "کنتم خیر امة اخرجت للناس (القرآن الحکیم)" (تم بہترین امت ہو جو انسانوں کے لئے کھڑی کی گئی ہے اور حدیث ہے میری امت بہترین امم بنائی گئی ہے اور حدیث ہے زبور میں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے داؤد! میں نے محمد ﷺ کو علی الاطلاق فضیلت دی اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے) وحدیث "جعلت امتی خیر الامم (مسند بزار عن ابی هریرةؓ)" وحدیث "وفی الزبور یا داؤد انی فضلت محمدا وامته علی الامم کلهم (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱٤)"

یا رب تو کریمی ورسول ﷺ تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

۱۰۴...... اگر صحابہ موسیٰ علیہ السلام باوجود معیت موسیٰ علیہ السلام کے بیت قدس یعنی خود اپنے

قبلہ کو اپنے ہی وطن (یعنی فلسطین کو بھی فتح کرنے سے جی چھوڑ بیٹھے اور صاف کہہ دیا) ''اذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون ''(موسیٰ علیہ السلام! تو اور تیرا پروردگار لڑلو ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں (ہم سے یہ قتال وجہاد کی مصیبت نہیں سہی جاتی) اس امت کے بارے میں ہے کہ ہم نے تمہیں اے نبی! فتح مبین دی۔ (مکہ فتح ہوگیا) اور آیت میں ہے کہ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ امت محمدیہ ﷺ کو زمین کی خلافت وسلطنت ضرور بخشے گا۔ چنانچہ حضور ﷺ کے زمانہ میں پہلے مکہ فتح ہوا۔ پھر خیبر اور بحرین فتح ہوا۔ پھر پورا جزیرہ عرب کا اکثر حصہ فتح ہوا۔ پھر یمن کا پورا ملک فتح ہوا۔ پھر ہجوس کے مجوس سے خرید لیا گیا۔ اطراف شام وروم ومصر اسکندریہ وحبشہ پر اثرات قائم ہوئے کہ بادشاہ روم (قیصر) بادشاہ حبش (نجاشی) شاہ مصر واسکندریہ مقوقس شاہان عمان وغیرہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تحائف بھیج کر اپنی فرمانبرداری اور نیازمندی کا ثبوت دیا۔ پھر صدیق اکبرؓ خلیفۂ رسول اللہ ﷺ نے جزیرہ عرب پورے کا پورا لے لیا۔ فارس پر فوج کشی کی۔ شام کے اہم علاقے بصریٰ وغیرہ فتح ہوئے۔ پھر فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں پورا شام پورا مصر، فارس وایران اور پورا روم اور قسطنطنیہ فتح ہوا۔ پھر عہد عثمانی میں اندلس، قبرص، بلاد قیران وسبتہ اقصائے چین وعراق وخراسان، اہواز اور ترکستان کا ایک بڑا علاقہ فتح ہوا اور پھر امت کے ہاتھ پر ہندو، سندھ، یورپ وایشیاء کے بڑے بڑے ممالک فتح ہوئے۔ جن پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور بالآخر زمانہ آخر میں پوری دنیا پر بیک وقت اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ وعدہ امت کو دیا گیا۔ جو پورا ہوکر رہے گا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) تو صحابہ محمدی ﷺ نے اپنے پیغمبر کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے وطن (حجاز) کے ساتھ عالم کو فتح کر ڈالا ''انا فتحنا لك فتحا مبينا '' کا ظہور ہوا اور ''ليستخلفنهم في الارض '' کا وعدہ خداوندی پورا کردیا گیا۔ (القرآن الحکیم)

۱۰۵..... اگر جنت میں ساری امتیں چالیس صفوں میں ہوں گی تو حضور ﷺ کی تنہا امت اسی (۸۰) صفیں پائے گی۔ ''اهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منها من هذه الامة واربعون من سائر الامم (ترمذی ودارمی بیھقی عن بریدہ)''

۱۰۶..... اگر اور امتوں کے صدقات اور انبیاء علیہم السلام کے خمس نذر آتش کیے جانے سے قبول ہوتے تھے جس سے امتیں مستفید نہیں ہوسکتی تھیں تو امت محمدی ﷺ کے صدقات وخمس خود امت کے غرباء پر خرچ کرنے سے قبول ہوتے ہیں جس سے پوری امت مستفید ہوتی ہے۔ ''وکانت

الانبیاء یعزلون الخمس فتجئ النار وتأکله و امرت انا ان اقسم بین فقراء امتی (بخاری فی تاریخه عن ابن عباسؓ) ''(اگراور انبیاء علیہم السلام اپنا خمس کا حق چھوڑ دیتے تھے۔تو آگ آتی تھی اور اسے جلا ڈالتی تھی (یہی اس کی قبولیت کی علامت تھی۔ بمجوائے قرآن حکیم ''حتی یاتینا بقربان تاکله النار ''اور مجھے امر کیا گیا ہے کہ میں اس خمس کو تقسیم کروں اپنی امت کے فقراء میں۔(خصائص الکبریٰ ج۲ص ۱۸۷))

۱۰۷...... اگراور انبیاء علیہم السلام پر وحی آتی تھی جس سے اصلی تشریع کا تعلق تھا تو اس امت کے ربانیوں پر الہام اترا جس سے اجتہادی شریعتیں کھلیں۔''واذا جاء هم امر من الامن اوالخوف اذا عوبه ولو ردوه الی الرسول والیٰ اولیٰ الامر منهم لعلمه الذین یستبطونه منهم ''(اور جب ان کے پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی آتی ہے تو اسے پھیلا دیتے۔حالانکہ اگر وہ اسے رسول یا اپنے میں سے اولوالامر کی طرف لوٹا دیتے تو اسے ان میں سے استنباط کرنے والے جان لیتے...... جو اس میں سے نئی چیزیں مستنبط کر کے نکال لیتے)

۱۰۸...... اگراور انبیاء کی امتیں ضلالت عامہ سے نہ بچ سکیں تو امت محمد ﷺ کو گمراہی عامہ سے ہمیشہ کے لئے مطمئن کر دیا گیا۔''لا تجمع امتی علی الضلالة ''(میری ﷺ امت (ساری کی ساری مل کر کبھی بھی) گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی)

۱۰۹...... اگراور انبیاء کی امتوں کا مل کر کسی چیز پر جمع ہو جانا عنداللہ حجت شرعیہ نہیں تھا کہ وہ گمراہی عامہ سے محفوظ نہ تھیں تو امت محمد ﷺ کا اجماع حجت شرعیہ قرار دیا گیا کہ وہ عام گمراہی سے محفوظ کی گئی ہے۔''ماراه المؤمنون حسناً فهو عندالله حسن (حدیث انتم شهداء الله فی الارض ولتکونو اشهداء علی الناس ''(جسے مسلمان اچھا سمجھ لیں وہ عنداللہ بھی اچھا ہے اور حدیث تم اللہ کے سرکاری گواہ ہو زمین میں۔اور آیت کریمہ ہم نے تمہیں اے امت محمد ﷺ درمیانی درجہ کی امت بنایا ہے (تمہیں بھی اس کا دھیان چاہئے) اور حدیث تم اللہ کے سرکاری گواہ ہو زمین پر) اور آیت کریمہ ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا ہے تا کہ تم گواہ بنو دنیا کے انسانوں پر)

۱۱۰...... اگراور انبیاء کی امتیں گمراہی عامہ کی وجہ سے معذب ہو ہو کر ختم ہوتی رہی ہیں تو امت محمد ﷺ کو عذاب عام اور استیصال عام سے دائمی طور پر بچا لیا گیا۔''وما کان الله لیعذبهم

و انت فیهم وما کان اللّٰہ معذبهم وهم یستغفرون (القرآن الحکیم)"

۱۱۱...... اگر اور انبیاء کی امتوں کو جنت میں نفس مقامات سے نوازا جائے گا تو امت محمدیہ کو ہر مقام کا دہ گنہ درجہ دیا جائے گا۔ تا آنکہ اس امت کے ادنیٰ سے ادنیٰ جنتی کا ملک بہ نص حدیث دس دنیا کے برابر ہوگا۔ "فماظنك باعلاهم" (جیسا کہ آیت کریمہ "من جاء بالحسنة فله عشر امثالها" اس پر شاہد ہے)

۱۱۲...... اگر امم سابقہ کی شفاعت صرف ان کے انبیاء ہی کریں گے تو اس امت کی شفاعت حضور ﷺ کے ساتھ اس امت کے صلحاء بھی کریں گے اور ان کی شفاعت سے جماعتیں کی جماعتیں نجات پا کر داخل ہوں گی۔ "ان من امتی من یشفع للفئام ومنهم من یشفع للقبیلة ومنهم من یشفع للعصبة ومنهم من یشفع للرجل حتیٰ یدخلوا الجنة (ترمذی عن ابی سعید)" (میری امت میں ایسے بھی ہوں گے جو کئی کئی شفاعتیں کریں گے اور ایک خاندان بھر کی، بعض خاندان کے ایک حصہ کی اور بعض ایک شخص کی۔ تا آنکہ یہ لوگ اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے)

۱۱۳...... اگر اور انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے نام ان کے وطنوں اور قبیلوں یا انبیاء کے ناموں سے رکھے گئے۔ جیسے عیسائی، یہودی، ہندو وغیرہ تو امت محمد ﷺ کے دو نام اللہ نے اپنے ناموں سے رکھے۔ "مسلم اور مؤمن، یایهود تسم اللّٰہ باسمین وسمی اللّٰہ بهما امتی هو السلام وسمیٰ بها امتی المسلمین وهو المؤمن وسمیٰ بها امتی المؤمنین (مصنف ابن ابی شیبه عن مکحول)" (اے یہودی! اللہ نے اپنے دو نام رکھے۔ اور پھر ان دونوں ناموں سے نام میری امت کا رکھا۔ اللہ تعالیٰ سلام ہے تو اس نام پر اس نے میری امت کو مسلمین کہا۔ اور وہ مومن ہے تو اپنے اس نام پر اس نے میری امت کو مؤمنین فرمایا)

یہ سارے امتیازی فضائل وکمالات جو جماعت انبیاء میں آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی نسبت غلامی سے امتوں میں اس امت کو دیئے گئے تو اس کی بناء ہی یہ ہے کہ اور انبیاء علیہ السلام نبی ہیں اور آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور امتیں امم واقوام ہیں اور یہ امت خاتم الامم اور خاتم الاقوام ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کتب آسمانی کتب ہیں اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب خاتم الکتب ہے اور ادیان ادیان ہے اور یہ دین خاتم الادیان ہیں اور شرائع شریعتیں ہیں اور یہ شریعت خاتم الشرائع ہے۔

یعنی آپ ﷺ کی خاتمیت کا اثر آپ ﷺ کے سارے ہی کمالات و آثار میں رچا ہوا ہے۔ پس یہ امتیازی خصوصیت محض نبوت کے اوصاف نہیں بلکہ ختم نبوت کی خصوصیات ہیں۔ اس لئے جیسے آپ ﷺ تمام انبیاء میں ختم نبوت کے مقام سے ممتاز اور افضل ہیں۔ ایسے ہی آپ ﷺ کی یہ خاتمیت کی ممتاز سیرت تمام انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں سے ممتاز اور افضل ہے۔ چنانچہ خود حضور ﷺ نے بھی ختم نبوت اور خاتمیت کو اپنی خصوصیات میں شمار فرمایا۔ حدیث ابو ہریرہؓ میں آپ ﷺ نے جہاں اپنی چھ امتیازی خصوصیات جوامع الکلم اور غیر معمولی رعب وغیرہ ارشاد فرمائی۔ وہیں انمیں سے ایک خصوصیت یہ بھی فرمائی کہ: ''وختم بی النبییون'' (بخاری وسلم) ''مجھ سے نبی ختم کر دیئے گئے۔''

اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضور ﷺ کی یہ خصوصیت اور ممتاز سیرت ختم نبوت کے تسلیم کئے بغیر زیر تسلیم نہیں آسکتی۔ ان خصوصی فضائل کو وہی مان سکے گا جو ختم نبوت کو مان رہا ہو۔ ورنہ ختم نبوت کا منکر در حقیقت ان تمام فضائل و کمالات اور خصوصیت نبوی کا منکر ہے۔ گو زبان سے وہ حضور ﷺ کی افضلیت کا دعویٰ کرتا رہے۔

مگر یہ دعویٰ ختم نبوت کے انکار کے ساتھ زمانہ سازی اور حیلہ سازی ہوگا۔ بہر حال حضور ﷺ کے کمالات کے دائرہ میں ہر کمال کا یہ انتہائی نقطہ نبوت کی خاتمیت کا اثر ہے نہ محض نبوت کا۔

اس سے یہ اصولی بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ شے کی انتہا میں اس کی ابتداء لپٹی ہوئی ہے اور کمالات کے ہر انتہائی نقطہ میں اس کے تمام ابتدائی مراتب مندرج ہوتے ہیں۔ سورج کی روشنی سارے عالم میں درجہ بدرجہ پھیلی ہوئی ہے۔ جس کے مختلف اور متفاوت مراتب ہیں۔ لیکن اس کے انتہائی مرتبہ نور میں اس کے ابتدائی نور کے تمام مراتب کا جمع رہنا قدرتی ہے۔ مثلاً اس کے نور کا ادنیٰ درجہ ضیاء اور چاندنا ہے جو بند مکانوں میں بھی پہنچا ہوا ہوتا ہے۔

اس سے اوپر کا مرتبہ دھوپ ہے جو کھلے میدانوں اور صحنوں میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ جس سے میدان روشن کہلاتے ہیں۔ اس سے اوپر کا مرتبہ شعاعوں کا ہے جس کا باریک تاروں کی طرح فضائے آسمانی میں جال پھیلا ہوا ہوتا ہے اور فضا ان سے روشن رہتی ہے۔ اس سے بھی اوپر کا مرتبہ اصل نور کا ہے جو آفتاب کی ٹکیہ کے چوگرد اس سے لپٹا ہوا اور اس سے چمٹا ہوا ہوتا ہے جس سے آفتاب کا ماحول منور رہتا ہے اور اس سے اوپر ذات آفتاب ہے جو بذات خود روشن ہے لیکن یہ ترتیب خود اس کی دلیل ہے کہ آفتاب سے نور صادر ہوا۔ نور سے شعاع برآمد ہوئی۔ شعاع سے

دھوپ نکلی اور دھوپ سے چاند نا نکلا گویا ہر اعلیٰ مرتبہ کا اثر ادنیٰ مرتبہ ہے جو اعلیٰ سے صادر ہو رہا ہے۔ اس لئے بآسانی یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ضیاء وروشنی دھوپ میں تھی۔ جب ہی تو اس سے برآمد ہوئی، دھوپ شعاعوں میں تھی جب ہی تو اس سے نکلی۔

شعاعیں نور میں تھیں جب ہی اس سے صادر ہوا۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ روشنی کے یہ سارے مراتب آفتاب کی ذات میں جمع تھے جب ہی تو واسطہ بلاواسطہ اس سے صادر ہو کر عالم کے طبقات کو منور کرتے رہے۔ پس آفتاب خاتم الانوار ہونے کی وجہ سے جامع الانوار ثابت ہوا۔ اگر نور کے سارے مراتب اس پر پہنچ کر ختم نہ ہوتے تو اس میں یہ سب کے سب مراتب جمع بھی نہ ہوتے تو قدرتی طور پر خاتمیت کے لئے جامعیت لازم نکلی۔

ٹھیک اسی طرح حضرت خاتم الانبیاء ﷺ جب کہ خاتم الکمالات ہیں جن پر نبوت کے تمام علمی وعملی اور اخلاقی واحوالی مراتب ختم ہو جاتے ہیں۔ تو آپ ہی ان سارے کمالات کے جامع بھی ثابت ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نبوت کا ہر کمال جس جس رنگ میں جہاں جہاں اور جس جس پاک شخصیت میں موجود تھا وہ آپ ﷺ ہی سے نکلا اور آخر کار آپ ﷺ ہی پر آکر منتہی ہوا تو یقیناً وہ آپ ﷺ ہی میں جمع بھی تھا۔

اس لئے وہ تمام امتیازی کمالات علم واخلاق اور کمالات احوال ومقامات جو مذکورہ بالا دفعات میں پیش کئے گئے ہیں اور جو آپ کے لئے وجہ امتیاز وفضیلت ہیں جب کہ آپ ﷺ ہی پر پہنچ کر ختم ہوئے تو وہ بلاشبہ آپ ہی میں جمع شدہ بھی تھے ورنہ آپ پر پہنچ کر ختم نہ ہوتے اور جب آپ ﷺ کی ذات بابرکات جامع الکمالات بلکہ منبع کمالات ثابت ہوئی اور آپ کے سارے کمالات انتہائی ہو کر جامع مراتب کمالات ثابت ہوئے۔

مصحفے   گشت   جامع   آیات
ہستیش   غایت   ہمہ   غایات

تو یقیناً آپ کی شریعت جامع الشرائع آپ کا دین جامع الادیان، آپ کا لایا ہوا علم جامع علوم اولین وآخرین، آپ کا خلق خلق عظیم یعنی جامع اخلاق سابقین ولاحقین اور آپ کی لائی ہوئی کتاب جامع کتب سابقین ہے جو آپ کی خاتمیت کی واضح دلیل ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی خاتمیت کی شان سے آپ ﷺ کی جامعیت ثابت ہوگئی۔

مصدقیت

اب اس جامع سے آپ ﷺ کی افضلیت کا ایک اور مقام نمایاں ہوتا ہے۔ اور وہ

شان مصدقیت ہے کہ آپ ﷺ سابقین کی ساری شریعتوں اوران کی لائی ہوئی ساری کتابوں کے تصدیق کنندہ ثابت ہوتے ہیں۔جس کا دعویٰ قرآن حکیم نے فرمایا ہے۔

✿...... "ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم" ﴿پھر تمہارے پاس (اے پیغمبران الٰہی) وہ عظیم رسول ﷺ آجائیں جوتمہارے ساتھ کی ہر چیز۔﴾

سماوی کتب نبوت، معجزات تعلیمات وغیرہ کے تصدیق کنندہ ہوں (تو تم ان پر) ایمان لانا اوران کی نصرت کرنا۔اور فرمایا:

✿...... "بل جاء بالحق مصدق المرسلین" ﴿بلکہ محمد ﷺ آئے اور رسولوں کی تصدیق کرتے ہوئے۔﴾

وجہ ظاہر ہے کہ جب آپ کی شریعت میں تمام پچھلی شریعتیں جمع ہیں اورآپ کی لائی ہوئی کتاب (قرآن) میں تمام پچھلی کتب سماویہ مندرج ہیں توان کی تصدیق خوداپنی تصدیق ہے۔ جس کی بناء سورج کی مثال سے کھل چکی ہے کہ جیسے ہر انتہاء میں اس کے ابتدائی مراتب جمع ہوجاتے ہیں۔ویسے ہی وہ سارے ابتدائی مراتب نکلتے بھی اس انتہائی مرتبہ سے ہیں۔

اس لئے سابق شریعتیں درحقیقت اس انتہائی شریعت کے ابتدائی مراتب ہونے کے سبب اسی میں سے نکلی ہوئی مانی جاویں گی ورنہ یہ شریعت انتہائی اوروہ ابتدائی نہ رہیں گی جومشاہدہ اورعقل ونقل کیخلاف ہے۔وہ اپنی جگہ مسلم شدہ ہے۔پس اس جامع شریعت کی تصدیق کے بعد ممکن ہی نہیں کہ ابتدائی شریعتوں کی تصدیق نہ کی جائے بلکہ خوداس مصدقہ شریعت میں جمع شدہ ہیں۔ ورنہ خوداس شریعت کی تصدیق بھی باقی نہ رہے گی۔اس لئے جب یہ آخری اور جامع شریعت آپ کے اندر سے ہوکرنکلی توسابقہ شریعتیں بھی بالواسطہ آپ ہی کے اندر سے ہوکرآئی ہوئی تسلیم کی جاویں گی۔

"وانه لفی زبر الاولین" اور یہ قرآن پچھلوں کی کتابوں میں بھی (لپٹاہوا موجود تھا) اس لئے اس شریعت کی تصدیق کے لئے پچھلی شریعتوں کی تصدیق ایسی ہی ہوگی جیسے اپنے اجزاء واعضاء کی تصدیق اورظاہر ہے کہ اپنے اعضاء واجزاء اور بالفاظ دیگر خوداپنی تکذیب کون کرسکتا ہے؟

ورنہ یہ معاذ اللہ خوداپنی شریعت کی تکذیب ہوجائے گی۔جب کہ یہ ساری شریعتیں اسی آخری شریعت کے مبادی ومقدمات اورابتدائی مراتب تھے۔توکل کی تصدیق کےاس کے تمام صحیح اجزاء کی تصدیق ضروری ہے ورنہ وہ کل کی ہی تصدیق نہ رہے گی۔اس لئے سارے پچھلے ادیان

کے حق میں آپ ﷺ کے مصدق ہونے کی شان نمایاں تر ہو جاتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ "اسلام" اقرار شرائع کا نام ہے۔ انکار شرائع کا نہیں۔ تصدیق مذاہب کا نام ہے۔ تکذیب مذاہب کا نہیں۔ توقیر ادیان کا نام ہے۔ تحقیر ادیان کا نہیں۔ تعظیم مقتدایان مذاہب کا نام ہے۔ توہین مقتدایان کا نام نہیں۔

اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلام کا ماننا درحقیقت ساری شریعتوں کا ماننا اور اس کا انکار ساری شریعتوں کا انکار ہے اور اسلام آجانے کے بعد اس سے منکر درحقیقت کسی بھی دین وشریعت کے مقر تسلیم نہیں کئے جاسکتے۔

اس بناء پر اگر ہم دنیا کے سارے مسلم اور غیر مسلم افراد سے یہ امید رکھیں کہ وہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کی اس جامع وخاتم سیرت کے مقامات کو سامنے رکھ کر اس آخری دین کو پوری طرح سے اپنائیں اور اس کی قدر وعظمت کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں تو یہ بے جا آرزو نہ ہوگی۔ مسلمانوں سے تو اس لئے کہ حق تعالیٰ نے انہیں اسلام دے کر دین ہی نہیں دیا بلکہ سرچشمہ ادیان دے دیا اور ایک جامع شریعت دے کر دنیا کی ساری شریعتیں ان کے حوالہ کردیں۔ جب کہ وہ سب کی سب شاخ در شاخ ہو کر اسی آخری شریعت سے نکل رہی ہیں جس سے مسلمان بیک وقت گویا سارے ادیان وشریعت پر عمل کرنے کے قابل اور اس جامع عمل سے اپنے لئے جامعیت کا مقام حاصل کرنے کے قابل بنے ہوئے ہیں۔ اور اس طرح وہ ایک دین نہیں بلکہ تمام ادیان عالم پر مرتب ہونے والے سارے ہی اجر وثواب اور درجات ومقامات کے مستحق ٹھہر جاتے ہیں۔

اندریں صورت اگر ہم یوں کہیں تو خلاف حقیقت نہ ہوگا۔ اگر وہ صحیح معنی میں عیسائی، موسائی، ابراہیمی اور نوحی بھی ہیں کہ آج انہی کے دم سے سچی نوحیت، ابراہیمیت، موسائیت اور عیسائیت دنیا میں زندہ ہے جب کہ بلا استثناء ان سب کے ماننے اور ان کی لائی ہوئی شرائع کو سچا تسلیم کرنے کی روح انہوں نے ہی دنیا میں پھونک رکھی ہے بلکہ اپنی جامع شریعت کے ضمن میں ان سب شریعتوں پر عمل پیرا بھی ہیں۔ ورنہ آج ابراہیم کے ماننے والے براہمہ اپنے کو اس وقت تک براہمہ نہیں سمجھتے جب تک کہ وہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ ومحمد علیہم السلام کی تکذیب وتوہین نہ کرلیں۔

اسی طرح آج کی عیسائیت کو ماننے والے بزعم خود اپنی عیسائیت کو اس وقت تک برقرار نہیں رکھ سکتے جب تک کہ وہ محمدیت کی تکذیب نہ کرلیں۔ گویا ان کے مذاہب کی بنیاد ہی تکذیب پر ہے۔ تصدیق پر نہیں۔ انکار پر ہے اقرار پر نہیں۔ توہین پر ہے توقیر پر نہیں۔ جہالت پر ہے

معرفت پر نہیں۔ حالانکہ مذہب نام اقرار کا ہے۔ انکار کا نہیں۔ ایمان نام معرفت کا ہے جہالت کا نہیں۔ دین نام محبت کا ہے۔ عداوت کا نہیں۔ پس تسلیم واقرار، تعظیم وتوقیر، علم ومعرفت اور ایمان ودین کا کارخانہ سنبھلا ہوا ہے تو صرف اسلام ہی سے سنبھلا ہوا ہے۔

اور اسی کی تسلیم عام اور تصدیق عام کی بدولت تمام مذاہب کی اصلیت اور توقیر محفوظ ہے۔ ورنہ اقوام دنیا نے مل کر تعصبات کی راہوں سے اس کارخانہ کو درہم برہم کرنے میں کوئی کسر اٹھا کر نہیں رکھی۔ بنابریں اسلام کے ماننے والے تو اس لئے اسلام کی قدر پہچانیں اور اسے دستور زندگی بنائیں کہ اللہ نے انہیں تعصبات کی دلدل سے دور رکھ کر دنیا کی تمام قوموں، امتوں اور ان کے تمام مذاہب اور شریعتوں کا رکھوالا اور محافظ بنایا اور ان میں سے شور وغش کو الگ دکھا کر اصلیت کا رازداں تجویز کیا۔

دوسرے ان کا اقرار وتسلیم صرف ان ہی کی شریعت تک محدود نہیں بلکہ شاخ در شاخ بنا کر دنیا کی تمام شریعتوں تک پھیلا دیا جس سے اگر ایک طرف ان کے دین کی وسعت وعمومیت اور جامعیت نمایاں کی جو خود دین والوں کی جامعیت اور وسعت کی دلیل ہے تو دوسری طرف اسلامی دین کا غلبہ بھی تمام ادیان پر پورا کر دیا۔ جس کی قرآن نے "لیظھرہ علی الدین کلہ" (تاکہ اسلامی دین کو اللہ تمام دینوں پر غالب فرمائے) خبر دی تھی۔

کیونکہ غلبہ دین کی اس سے زیادہ نمایاں اور واضح دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ دین اسلام تمام ادیان کا مصدق بن کر ان میں روح کی طرح دوڑا ہوا انہیں تھامے ہوئے ہے' ان کا قیوم اور سنبھالنے والا ہے۔ اور اسی کے دم سے ان کی تصدیق وتوثیق باقی ہے ورنہ اقوام عالم تو مذاہب کی تردید وتکذیب کر کے انہیں لاشے محض بنا چکی تھیں۔ "وقالت الیھود لیست النصاریٰ علی شئی۔ وقالت النصاریٰ لیست الیھود علی شئی" (یہود نے کہا کہ نصارا لاشے محض ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود لاشئ محض ہیں) اور اس طرح ہر قوم اپنے سوا دوسرے مذاہب کو تردید وتکذیب سے دفن کر چکی تھی۔ مصدق عام اور قیوم عمومی بن کر تو اسلام ہی آیا جس نے ہر مذہب کی اصلیت نمایاں کر کے اس کی تصدیق کی اور اسے باقی رکھا جس سے، مذاہب سابقہ اپنا دورہ پورا کر دینے کے بعد بھی دلوں اور ایمانوں میں محفوظ رہے اور کون نہیں جانتا کہ کسی چیز کا سنبھالنے اور تھامنے والا ہی اس چیز پر غالب ہوتا ہے، جسے وہ تھام رہا ہے۔ ورنہ بلا غلبہ کے تھامنا کیسے؟ اور تھمی شے تھامنے والے کے سامنے مغلوب اور ضعیف ہوتی ہے۔ ورنہ اسے تھامنے والے کے سہارے کی ضرورت کیوں پڑتی؟

پس جب کہ ادیان سابقہ کی اصلیت اسلام کے سہارے تھمی ہوئی ہے تو ادیان سابقہ اس کے محتاج ثابت ہوئے اور وہ ان کے لحاظ سے غنی رہا۔ اور ظاہر ہے کہ محتاج غنی پر غالب نہیں ہوتا۔ بلکہ غنی محتاج پر غالب ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام کا غلبہ اس قومیت کے سلسلہ سے تمام ادیان پر نمایاں ہوجاتا ہے۔

✿...... ”ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ“ ﴿اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس اسلامی دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے۔﴾

پس اسلام کا غلبہ جہاں حجت و برہان سے اس نے دکھلایا۔ جہاں تیغ و سنان سے اس نے دکھلایا۔ جو باہر کی چیزیں ہیں وہیں خود دین کی ذات سے ہی دکھلایا اور وہ اس کی عمومیت، قیومیت اور مصدقیت عام ہے جس سے اس نے روح بن کر ادیان کو سنبھال رکھا ہے۔ جس سے اس دین کا بین الاقوامی دین ہونا بھی واضح ہوجاتا ہے۔ بہر حال اسلام والے تو اس لئے اسلام کی قدر کرتے ہیں کہ وہ کامل، جامع مصدق عالمگیر دین اور روح ادیان عالم ہے جو انہیں پشتینی طور پر ہاتھ لگ گیا ہے۔

اور غیر مسلم اس لئے اس کی طرف بڑھیں اور اس کی قدر پہچانیں کہ آج کی ہمہ گیر دنیا میں اول تو جزوی اور مقامی ادیان چل نہیں سکتے۔ جیسا کہ مشاہدہ میں آرہا ہے کہ ہر ایک مذہب کو یا منظر عام سے ہٹ کر چھپنے کے لئے پہاڑوں اور غاروں کی پناہ لینی پڑتی ہے اور یا باہر آ کر زمانہ کے تقاضوں کے مطابق اپنے اندر ترمیمیں کرنی پڑ رہی ہیں اور وہ بھی اسلام ہی سے لے کر تا کہ دنیا میں اس کے گاہک باقی رہیں۔ مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ان ادیان کے محدود اور مقامی اور محض قومی ہونے کو نہیں چھپا سکتی۔

ان کے پیوندوں سے خود ہی پتہ چل جاتا ہے کہ لباس کو نمائش کی حد تک صحیح دکھلانے اور جاذب نظر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے ان قومیتوں کی حد بندیوں کے مذاہب سے دلوں کی توجہ ہٹتی جارہی ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ میں آرہا ہے۔ اندریں صورت تقاضائے دانش و بینش اور مقتضائے فطرت صرف یہ ہے کہ اجزاء سے ہٹ کر کل اور مجموعہ کو اپنایا جائے جس کے ضمن میں یہ جزوی دین اپنی اصلیت کی حد تک خود بخود آجائیں اور ظاہر ہے کہ جب اصلیت کی حد تک اسلام نے تمام شرائع اور ادیان کو اپنے ضمن میں لے رکھا ہے تو اسلام قبول کرنے والے ان ادیان سے بھی محروم نہیں رہ سکتے۔

بلکہ اگر وہ اپنے ادیان کی حفاظت چاہتے ہیں تو اب بھی انہیں اسلام ہی کا دامن سنبھالنا چاہیئے۔ کیونکہ اسلام ہی نے ان ادیان کو تا بحد اصلیت اپنے ضمن میں سنبھال رکھا ہے۔ اگر وہ اپنے ادیان کی موجودہ صورتوں پر جمے رہتے ہیں تو اول تو وہ بے سند ہیں۔ ان کی کوئی حجت سامنے نہیں، اسلام ان کی سند تھا۔ تو اسے انہوں نے اختیار نہیں کیا۔

اسلام سے ہٹ کر دوسرے مذاہب میں دین کی سند استناد کا کوئی سسٹم ہی نہیں جس سے ان کی اصلیت کا پتہ نشان لگ سکے اور ظاہر ہے کہ بے سند بات پر بحث نہیں ہوسکتی اور اگر کسی حد تک کوئی اپنی سلامی فطرت سے اصلیت کا کوئی سراغ نکال بھی لے تو زیادہ سے زیادہ وہ ایک جزئی، قومی اور مقامی دین کا پیرو رہا جو آج کے بین الاقوامی، بین الاوطانی اور عمومیت وکلیت کے دور میں چل نہیں سکتا۔ اسی لئے ارباب ادیان ایسے دینوں میں ترمیمات کے مسودے لا رہے ہیں اور آئے دن اس قسم کی خبروں سے اخبارات کے کالم بھرے رہتے ہیں۔

البتہ اگر وہ اسلام سنبھال لیں تو اس پر چلنا در حقیقت تمام ادیان پر چلنا ہے اور وہ ہر دین کی جتنی واقعی اصلیت ہے اسے تھامے رہنا ہے اس لئے نفس دین کا تھامنا ضروری ہو تب اور اپنے اپنے ادیان کا تھامنا ضروری ہے۔ تب بہر دو صورت اسلام ہی کا تھامنا عقلاً اور نقلاً ضروری نکلتا ہے۔

بہر حال نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے آپ ﷺ کی لائی ہر چیز شریعت۔ کتاب، قوم، امت، اصول قواعد اور احکام وغیرہ ساری چیزیں خاتم ٹھہرتی ہیں۔ اسی لئے جس طرح آپ کو خاتم النبیین فرمایا گیا اسی طرح آپ کے دین کو خاتم الادیان بتایا گیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

۞ ...... ''الیوم اکملت لکم دینکم'' ﴿آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا۔

اور ظاہر ہے کہ اکمال اور تکمیل دین کے بعد نئے دین کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا اس لئے یہ کامل دین ہی خاتم الادیان ہوگا کہ کوئی تکمیل طلب ایسے ہی آپ ﷺ کی امت کو خاتم الامم کہا گیا جس کے بعد کوئی امت نہیں۔ حدیث قتادہؓ میں ہے۔

۞ ...... ''نحن اخرھا وخیرھا (در منثور)'' ﴿ہم (امتوں میں) سب سے آخر ہیں اور سب سے بہتر ہیں۔﴾

حدیث ابی امامہ میں ہے:

✿...... ''یـایھا الناس لا نبی بعدی لا امة بعدکم (مسند احمد، کنزالعمال ج ٥ ص ٢٩٤) '' ﴿اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔﴾
(یعنی میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ یہی وہ خاتمیت ہے)
آپ ﷺ اپنی مسجد کے بارے فرمایا جو حدیث عبداللہ بن ابراہیم میں ہے کہ:

✿...... ''فـانی آخـر الانبیـاء مسـجـدی آخـر المساجد (مسلم) '' ﴿میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔ (وہی آپ ﷺ کی خاتمیت مسجد میں آئی)﴾
حدیث عائشہؓ میں یہ دعویٰ خاتمیت کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ ''انـا خـاتـم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء (کنزالعمال ج١٢ ص ٢٧٠) ''

اور جب کہ آپ ﷺ کی آوردہ کتاب (قرآن) ناسخ الادیان اور ناسخ الکتب ہے تو یہی معنی اس کے خاتم الکتب ہونے کے ہیں۔ کیونکہ ناسخ ہمیشہ آخر میں اور ختم پر آتا ہے اور اسی لئے آپ ﷺ کو دعوت عامہ دی گئی کہ دنیا کی ساری اقوام کو آپ ﷺ اللہ کی طرف بلائیں۔ کیونکہ اس دین کے بعد کوئی دین کسی خاص قوم یا دنیا کی کسی بھی قوم کے پاس آنے والا نہیں جس کی دعوت آنے والی ہوتو اسی ایک دین کی دعوت عام ہوگئی کہ وہ خاتم الادیان اور آخر ادیان ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ساری خاتمیتیں درحقیقت آپ ﷺ کی ختم نبوت کے آثار ہیں۔

خاتمیت سے جامعیت نکلی تو یہ تمام چیزیں جامع بن گئیں اور جامعیت سے آپ ﷺ کی مصدقیت کی شان پیدا ہوئی جو ان سب چیزوں میں آتی چلی گئی۔ قرآن کو ''مـصـدق لـمـا معـکـم'' کہا گیا امت کو بھی مصدق انبیاء بنایا گیا کہ سب اگلے پچھلے پیغمبروں پر ایمان لاؤ۔ دین بھی مصدق ادیان ہو۔

یہی وہ سیرت نبوی ہے جامع اور انتہائی نقاط ہیں جن سے یہ سیرت مبارک تمام سیر انبیاء علیہم السلام پر حاوی و غالب اور خاتم السیر ثابت ہوئی۔ اسی لئے آپ کی سیرت کا بیان محض کمال کا بیان نہیں بلکہ امتیازی کمالات اور ان کے بھی انتہائی نقاط کا بیان ہے۔ جو اسی وقت ممکن ہے کہ آپ ﷺ کی ختم نبوت کو مانا جائے کہ یہ امتیازات اور امتیازی کمالات مطلق نبوت کے آثار نہیں بلکہ ختم نبوت کے آثار ہیں۔ کیونکہ ختم نبوت خود ہی نفس نبوت سے ممتاز اور افضل ہے۔ کہ سرچشمہ نبوات ہیں۔ اس لئے اس کے امتیازی آثار بھی مطلق آثار نبوت سے فائق اور افضل ہونے ناگزیر تھے۔ پس سیرت خاتمیت کے چند نمونے ہیں جو اس مختصر سی فہرست میں پیش کئے گئے ہیں۔ جن کا عدد (١١٣) ہوتا ہے۔

ان میں اولاً چند دفعات میں خاتم النبیین کے دین کا تفوق و امتیاز دوسرے ادیان پر دکھلایا گیا ہے۔

پھر چند نمبروں میں طبقہ انبیاء علیہم السلام کے کمالات و کرامات اور معجزات پر خاتم النبیین علیہ کے کمالات و کرامات اور معجزات کی فوقیت دکھلائی گئی۔

پھر چند نمبروں میں خصوصی طور پر نام بنام حضرات انبیاء علیہم السلام کے خصوصی احوال و آثار اور مقامات پر حضرت خاتم الانبیا علیہ کے احوال و آثار اور مقامات کی عظمت واضح کی گئی ہے۔

پھر چند شماروں میں اور انبیاء کی امتوں پر امت خاتم کی عظمت و برگزیدگی واضح کی گئی ہے۔ جس سے آنحضرت علیہ کی ہر جہتی و فوقیت کاملیت و جامعیت، اولیت و آخریت روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے جو آپ کی خاتمیت کے آثار ولوازم ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کو آپ کی خاتمیت کے اثبات میں کس درجہ اہتمام ہے کہ ختم نبوت کا دعویٰ قرآن کریم میں کر کے سینکڑوں سے متجاوز احادیث میں ختم نبوت کے دلائل و آثار اور شواہد و نظائر شمار کرائے گئے ہیں جن میں سے چند کا انتخاب ان مختصر اوراق میں پیش کیا گیا۔ بس ختم نبوت سے متعلق پہلی قسم کی آیات و روایات پر مشتمل کتابیں دعوائے ختم نبوت کے نمونے اور خصوصیات نبوت کے شواہد و نظائر پیش کیے گئے ہیں۔

دلائل ختم نبوت کی کتاب لکھی جائے گی۔ جس سے صاف روشن ہو جاتا ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلام میں سب سے زیادہ اہم سب سے زیادہ بنیادی اور اساسی مسئلہ ہے۔ جس پر اسلامی شریعت کی خصوصیت کی بنیاد قائم ہے اگر اس مسئلہ کو تسلیم نہ کیا جائے یا اس میں کوئی رخنہ ڈال دیا جائے تو اسلامی خصوصیت کی ساری عمارت اُڑ جائے گی اور مسلم کے ہاتھ میں کوئی خصوصی خرمہرہ باقی نہ رہے گا جس سے وہ اسلام کو دنیا کی ساری اقوام کے سامنے پیش کرنے کا حق دار بنتا تھا۔

نیز نبی کریم علیہ اس کے بغیر قابل تسلیم ہی نہیں بن سکتے کہ ختم نبوت کو تسلیم کیا جائے کہ اس پر خصوصیات نبوی کی عمارت بھی کھڑی ہوئی ہے۔

پس اس مسئلہ کا منکر درحقیقت حضور علیہ کی فضیلت کا منکر اور اس مسئلہ کو مٹا دینے کا سائی، حضور اکرم علیہ کے امتیازی فضائل کو مٹا دینے کی سعی میں لگا ہوا ہے۔

اس لئے جو طبقات بھی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ خواہ صراحتاً اس کے منکر ہوں یا تاویل

کے راستہ سے۔ دین کے اس بدیہی اور ضروری مسئلہ کے انکار پر آئیں۔ ان کا اسلام سے شریعت اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں مانا جاسکتا اور نہ وہ اسلامی برادری میں شامل سمجھے جاسکتے ہیں۔ جس طرح سے توحید کا منکر قولی ہو یا مصرح، اسلام سے خارج اور اس سے بے واسطہ ہے اسی طرح سے ختم رسالت کا منکر قولی ہو یا مصرح، اسلام سے خارج اور اس سے بے واسطہ ہے اسی طرح سے ختم رسالت کا منکر خواہ انکار سے ہو یا تاویل سے۔ اسلام سے خارج مانا جاوے گا۔ کیونکہ وہ صرف کسی ایک مسئلہ کا منکر نہیں بلکہ اسلام کے سارے امتیازات، سارے ممتاز فضائل، ساری ہی خصوصیات اور صدہا دینی روایات کا منکر ہے جن کا قدر مشترک توازن کی حد سے نیچے نہیں رہتا۔

بہرحال ختم نبوت کے درخشاں آثار اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کے خصوصی شمائل وفضائل یا بالفاظ دیگر آپ ﷺ کی خاتمیت کے ہزاروں وجوہ دلائل میں سے یہ چند نمونے ہیں جنہیں آپ ﷺ خاتم النبیین کی تفسیر اور تشریح کے طور پر پیش کیا گیا۔ یہ مختصر رسالہ سیرت خاتم النبیین ﷺ نہیں بلکہ سیرت خاتمیت کی چند موٹی موٹی سرخیوں کی ایک مختصر سی فہرست ہے۔ جس کے نیچے اس بلند پایہ سیرت کی امتیازی حقائق وتفصیلات پیش کی جاسکتی ہیں۔ اگر ان روایات کی روشنی میں سیرت خاتمیت کی ان تفصیلات اور ان کے مالہ وماعلیہ کو کھولا جائے۔ تو بلاشبہ محدثانہ اور متکلمانہ رنگ کی ایک نادر سیرت مرتب ہوسکتی ہے۔ جو تاریخی رنگ کی تو نہ ہوگی اور تاریخ محض سیرت بھی نہیں۔ بلکہ پیغمبرانہ مقامات اور خاتمانہ امتیازات کی حامل محدثانہ رنگ کی سیرت ہوگی جو اپنے رنگ کی ممتاز سیرت کہلائی جائے گی۔

میں نے اس مختصر مضمون میں اس وقت صرف عنوانات سیرت کی نشاندہی کا فرض انجام دیا ہے۔ شاید کسی وقت ان تفصیلات کے پیش کرنے کی توفیق میسر ہوجائے جو ابھی تک ذہن کی امانت بنی ہوئی ہیں۔ جن سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے متفاوت درجات ومراتب اور خاتمیت کے انتہائی درجات ومراتب کا فرق اور تفاضل باہمی بھی کھل کر سامنے آسکتا ہے۔ جس کی طرف ”تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض“ میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابداً
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

محمد طیب غفرلہ، مدیر دارالعلوم دیوبند

۱۷ رشعبان ۱۳۷۷ھ (یوم الاحد)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ختم نبوت

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے اموات

الحمدللّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۰ امابعد!

گزشتہ نصف صدی میں برصغیر ہندوپاک میں جن علماء وفضلاء نے اپنی تقریر وتحریر سے دین وملت کی نمایاں، مؤثر اور قابل قدر خدمت کی اور مسلمانوں کی صحیح خطوط پر ذہنی وعملی تربیت میں سرگرم حصہ لیا۔ ان میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مرحوم ومغفور کا نام نامی بہت ہی ممتاز ہے۔

مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے تقریر وتحریر کی یکساں صلاحیتوں سے نوازا تھا اور دونوں میدانوں میں ان کے آثار ونقوش بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ دیوبند میں ایک مستقل ادارہ ان کی تحریروں کو شائع کرتا تھا۔ مگر ان کی تقریریں ابھی بڑی تعداد میں غیر محفوظ اور غیر مطبوعہ ہیں جن کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر انہیں جلد شائع کرنا چاہئے۔ مولانا مرحوم کی تقریریں بڑی مدلل، حکیمانہ وفلسفیانہ، منظم اور مرتب ہوتی تھیں اور ان میں ایک مخصوص ومنفرد ربط وتسلسل پایا جاتا تھا۔ انہوں نے اس دور میں قدیم منطق وفلسفہ سے جس طرح کام لیا اور اس کو دینی علوم کا آلۂ کار بنایا وہ پرانے دینی مدارس کے علماء وفضلاء کے لئے ایک اچھا نمونہ ہے۔ مولانا مرحوم کی ایسی ہی تقریروں میں ''ختم نبوت'' سورۃ الکوثر کی روشنی میں بھی ہے جو شائع ہورہی ہے۔ اس میں بھی مولانا کی مسلمہ علمیت وذہانت، قوت استدلال اور حکیمانہ طرز بیان نمایاں ہے اور یہی حال تقریباً تمام تقریروں کا ہے۔

عزیز گرامی مولوی شعیب ادریس صاحب ہم سب کے شکریہ اور تحسین کے مستحق ہیں کہ جناب صوفی عبدالرحمٰن صاحب کی نگرانی وسرپرستی میں مولانا مرحوم کی تقریروں کو کتابی شکل میں شائع کررہے ہیں اور اس طرح ان بیش قیمت علمی ودینی مواعظ کی حفاظت واشاعت کا مبارک کام انجام دے رہے ہیں اور ایک ایسے دینی سرمایہ کو ازسرنو منظر عام پر لارہے ہیں جو زمانے کے دستبرد سے ضائع اور تلف ہونے کے قریب تھا۔ فقہی اصطلاح میں انہوں نے ''احیائے اموات'' کا جو قابل قدر کام انجام دیا ہے۔ اس کے لئے وہ انشاء اللہ! خدا کے نزدیک ماجور اور خلق خدا کی طرف سے مشکور ہوں گے۔

مخلص...... (مخدومنا حضرت مولانا) سید ابوالحسن علی ندویؒ...... لکھنؤ ۱۱ر شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

حیات طیبؒ

(از محمود خان دریابادی)

گھنی سفید اور نورانی ریش مبارک، خندہ پیشانی، ابرو تک کے بال سفیدی لئے ہوئے، رخسار سرخ، سفید اور پر گوشت، دبلے پتلے نحنی جسم رکھنے کے باوجود حسن و جمال کے پیکر، چہرے پر معصومیت اور سادگی کے ساتھ ساتھ فرشتوں جیسا تقدس اور پاکیزگی، سر پر اونچی دو پلی ٹوپی، جسم پر اعلیٰ درجہ کی شاندار شیروانی اور ہاتھ میں بید کی نفیس چھڑی......

یہ ہیں وہ نقش و نگار جو خانوادہ قاسمیہ کے چشم و چراغ علوم انوریہ کے جانشین اور خانقاہ اشرفیہ کے گل سر سبد حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تصور کرتے ہی ذہن میں تازہ ہو جاتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ان کی بے شمار خوبیاں طرز تکلم، نرم گفتاری، میانہ روی، اخلاص اور علمی تبحر وغیرہ بھی یاد آجاتے ہیں۔

ان کی ۸۶ سالہ زندگی کا ہر دن مختلف تجربات اور واقعات سے پر ہے۔ ان چند صفحات میں ان کی مکمل سوانح تو در کنار ان کا مکمل تعارف بھی نہیں کرایا جا سکتا۔ ویسے یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی شخصیت کو کسی تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ کون ہے جو ان سے اور ان کی [illegible] سے واقف نہیں؟ زیر نظر تحریر میں ان کی زندگی کے کچھ حالات اور واقعات صرف [illegible] کے طور پر درج کیے جا رہے ہیں۔ اس سے حضرت کا تعارف مقصود نہیں، اور نہ ہی [illegible] حضرت کا مکمل تعارف ہو سکتا ہے۔

جون ۱۸۹۷ء مطابق محرم ۱۳۱۵ھ کو آپ نے اس جہان فانی میں آنکھیں کھولیں۔ محمد طیب نام رکھا گیا۔ جبکہ تاریخی نام مظفر الدین ہے۔ ۱۳۲۲ھ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ، مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ اور آپ کے والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ کے سامنے بسم اللہ ہوئی اور دار العلوم دیوبند میں تعلیم کا آغاز ہوا۔ دو سال کے اندر حفظ قرآن مکمل کیا گیا۔ پھر فارسی درجات میں داخل ہوئے، پانچ سال میں فارسی درجات سے سند فراغت حاصل کر لی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے عربی درجات میں منتقل ہوئے۔ اور آٹھ سال میں عربی درجات سے فراغت حاصل کی۔ اس طرح ۱۳۳۷ھ میں دار العلوم دیوبند نے فضیلت سند سے نوازا۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور آپ کے والد ماجد

مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ جیسے یکتائے زمانہ اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل رہا۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ سہارنپوری اور مولانا عبداللہ صاحبؒ انصاری نے خصوصی سندوں سے بھی سرفراز فرمایا۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد دارالعلوم ہی میں تدریس سے منسلک ہوگئے، مختلف علوم وفنون کی کتابیں بڑی شان سے اور حق ادا کر کے پڑھائیں اور یہ سلسلہ آخر تک بے پناہ مصروفیات کے باوجود جاری رہا۔

۱۳۴۰ء میں نیابت اہتمام کا عہدہ تفویض کیا گیا اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ کے انتقال کے بعد ۱۳۴۸ھ میں دارالعلوم کے سالانہ اخراجات پچاس ہزار اور عملہ صرف ۱۴۵ افراد پر مشتمل تھا۔ بعد میں آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعہ اس دارالعلوم کو ایک بین الاقوامی یونیورسٹی بنادیا۔ آج دارالعلوم کی بیشتر عمارات حضرت ہی کے دور کی تعمیر شدہ ہیں۔

دارالعلوم اور مسلک دارالعلوم کے تعارف کے سلسلہ میں اندرون ملک اور بیرونی ممالک کے بے شمار اسفار کئے۔ برصغیر کا شاید ہی کوئی ایسا علاقہ ہو جہاں حضرت کے قدم نہ پہنچے ہوں۔ اس کے علاوہ ایشیاء کے دیگر ممالک افریقہ، یورپ اور امریکہ وغیرہ کے بھی متعدد تبلیغی دورے فرمائے۔ ۱۳۵۸ھ میں دارالعلوم کے نمائندہ کے طور پر افغانستان کا دورہ فرمایا۔ جہاں آپ کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ دارالعلوم کے لئے یہ دورہ بہت مفید رہا۔ جسکا ثبوت دارالعلوم کا عظیم الشان دروازہ باب الظاہر ہے جو شہنشاہ افغانستان ظاہر شاہ کے عطیہ سے تعمیر کیا گیا۔ اسی طرح ۱۳۳۵ھ میں ہندوستان کے ایک مؤقر وفد کی قیادت کرتے ہوئے حجاز کا دورہ فرمایا، اور سلطان ابن سعودؒ کے دربار میں تقریر فرمائی، سلطان بہت متاثر ہوئے اور خلعت شاہانہ سے نوازا۔ حضرت کا طرز خطابت منفرد، اثر انگیز اور دل پذیر ہوتا تھا۔ سبھی اس کے معترف ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کی زیرصدارت لکھنو میں نیا نظام تعلیم رائج کرنے کے لئے ایک اجلاس ہوا، جس میں ملک کے بڑے بڑے زعماء لیڈران اور ماہرین تعلیم جمع ہوئے۔ جمعیۃ العلماء کے رہنما مولانا حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ بھی شریک تھے۔ اس میں بیشتر مقررین نے نئے نظام تعلیم کی حمایت میں تقریریں کیں اور پرانے نظام کو دقیانوسی قرار دیا۔ مولانا آزادؒ نے بھی اشارۃً اس کی حمایت کی۔ ایسے میں مولانا مدنیؒ اور دیگر علماء نے قدیم طرز تعلیم کی حمایت میں جوابی تقریر کے لئے آپ کا انتخاب کیا۔ اور واقعی حضرتؒ نے حق ادا کردیا خود مولانا آزادؒ جیسے شعلہ بیاں مقرر بھی حضرت کی مدلل تقریر سے بہت متاثر ہوئے اور سبھی نے خراج تحسین پیش کیا۔

تقریر کے ساتھ ساتھ انداز تحریر بھی منفرد تھا۔ مضمون نگاری کی ابتداء ''القاسم'' سے ہوئی اور پہلی تصنیف ''التشبہ فی الاسلام'' ہے۔ اس کے علاوہ درجنوں تصانیف، بے شمار مضامین اور مقالے نیز دوسروں کی کتابوں پر لاتعداد بیش قیمت مقدمے بھی تحریر فرمائے۔

دنیائے تصوف میں بھی حضرت کا خاص مقام تھا۔ اولاً ۱۳۳۹ھ میں حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت ہوئے اوران کے انتقال کے بعد قطب وقت حضرت تھانویؒ نے آپ کو اپنا مجاز قرار دیکر خلافت سے نواز دیا۔ اس کے بعد آپ کے ذریعہ بے شمار لوگ فیض یاب ہوئے۔ حضرت کے ہزاروں مریدین میں دیہات کے معمولی کسان سے لے کر یونیورسٹی کے پروفیسرز اور وزرائے حکومت تک شامل ہیں۔

ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ میں ایک دن ایسا بھی آیا ہے جب سب نے اپنے اختلافات کو بھلا کر اسلام اور شعائر اسلام کے تحفظ کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا فیصلہ کیا۔ بمبئی میں ایک تاریخ ساز کانفرنس ہوئی جس میں سبھی مکتبہ فکر کے نمائندہ موجود تھے۔ سب نے فیصلہ کیا کہ شعائر اسلام کے تحفظ کے لئے ایک بورڈ قائم کیا جائے اور اس بورڈ کی سربراہی حکیم الاسلامؒ کے سپرد کردی جائے۔ اس طرح ملت اسلامیہ کے سبھی مکاتب فکر نے حضرت پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

عمر کا آخری دور ایک دور ابتلاء تھا، اس دور میں بھی حضرت نے اپنی ذات کی حد تک جس صبر وتحمل اور ضبط کا مظاہرہ کیا ہے اسے دیکھ کر بے ساختہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اس موقع پر آپ کا یہ جملہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے کہ ''میں نے اپنے لئے صبر وسکوت اور استغنا کو پسند کرلیا ہے۔'' اور آخر وہ وقت آ ہی گیا جو ہر جاندار پر آتا ہے جس سے کسی ذی روح کو مفر نہیں۔ ۱۷؍جولائی ۱۹۸۳ء بروز اتوار ۱۱ بجے صبح اپنے وقت کے عظیم عالم، خطیب، شیخ، مربی اور مرشد نے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کی۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔ تھوڑی دیر بعد ہی آل انڈیا ریڈیو اور ریڈیو پاکستان نے اپنے بلیٹن میں یہ روح فرسا خبر نشر کی۔ پورے ملک کے دینی حلقوں میں کہرام مچ گیا۔ اسی دن شب میں تدفین عمل میں آئی۔ ہزارہا افراد شریک ہوئے۔ اس طرح علم، عمل، رشد اور ہدایت کا ایک دور ختم ہوگیا۔

بسم الله الرحمن الرحیم!

’’الحمد لله نحمده ونستعینه ونستغفره ونؤمن به ونتوکل علیه ونعوذ باللّٰه من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یهده اللّٰه فلا مضل له ومن یضلله فلا ھادی له ونشھد ان لا اله الا اللّٰه وحده لاشریك له ونشھد ان سیدنا وسندنا ومولانا محمداً عبده ورسوله ارسله اللّٰه الی کافة الناس بشیراً ونذیراً وداعیاً الیه باذنه وسراجاً منیراً۰ اما بعد: فاعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم۰ ’’بسم اللّٰه الرحمن الرحیم‘‘

✿......’’انا اعطینك الکوثر٘ فصل لربك وانحر٘ ان شانئك ھو الابتر‘‘	بیشک ہم نے دی تجھ کو کوثر، سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے، اور قربانی پیش کر، بیشک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھے کٹا۔

یہ سورۂ مبارکہ گویا سب سے زیادہ چھوٹی سورۃ ہے۔ یہ نازل کی گئی ہے ختم نبوت کے تحفظ اور اس کے بقاء اور اس کے اثبات کے لئے، تو نبی کریم ﷺ کی صرف نبوت ہی ثابت نہ ہو، بلکہ ختم نبوت ثابت ہو، اور آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا واضح ہو جائے۔

بنیادی عقیدہ

چونکہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اسی پر موقوف ہیں اسلام کی ساری خصوصیات اور امتیازات۔ آخر ختم نبوت کا انکار کر دیا جائے تو نہ اسلام کی خصوصیت باقی رہتی ہے نہ اس کا کمال باقی رہتا ہے، نہ اس کا دوام باقی رہتا ہے۔ اس لئے ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ اس کے بارے میں اول تو قرآن کریم کی آیت نے واضح فرمادیا کہ: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین (احزاب:۴۰)‘‘ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں۔﴾

محمد ﷺ ان انسانوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ وہ البتہ خاتم النبیین ہیں اور اللہ کے رسول ہیں۔ تو قرأۃ مشہورہ تو یہی ہے۔ خاتم النبیین (بفتح التاء) اور خاتم کے معنی مہر کے ہیں۔ جب کسی کاغذ پر مہر لگ جاتی ہے تو اس میں نہ کوئی چیز داخل کی جاسکتی ہے اور نہ اس سے کوئی چیز خارج کی جاسکتی ہے۔ مہر کے معنی یہ ہیں کہ اب دستاویز مکمل ہوگئی۔ اس میں نہ اب کسی قسم کی گنجائش اضافہ کی ہے نہ کمی کی۔ اور شاذ روایت خاتم (بکسر التاء) ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

یعنی نبیوں کا اختتام ہو گیا ہے آپ کے اوپر۔ اب نبوت دنیا میں باقی نہیں رہی۔ ادھر احادیث بہت کثرت سے ہیں ختم نبوت کے بارے میں۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا کہ:
"انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ" "اے علی میری نسبت سے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہارون علیہ السلام۔" "انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی" (بخاری ج۲ص ۶۳۳، مسلم ج۲ص ۲۷۸) فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی آئے اور تقریباً چار ہزار کے قریب انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔ بعض احادیث میں فرمایا گیا ہے، نبوت کی مثال ایک محل کی ہے جو تعمیر ہوا اور ایک ایک اینٹ اس میں لگ گئی، ایک اینٹ کی کمی تھی" وانا اللبنة الاخر وانا خاتم النبیین" (بخاری ج اص ۵۰۱، مسلم ج۲ص ۲۴۸) آخری اینٹ میں ہوں جس نے قصر نبوت کو مکمل کر دیا۔ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور بہت سی روایتیں ہیں جو حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں ختم نبوت کے بارے میں اور قرآن کریم نے اس کی بنیاد قائم کر دی۔

قادیانی مغالطہ

اس میں اکثر قادیانی یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ نبوت تو دنیا کے لئے رحمت ہے۔ جب نبوت ختم ہوگئی تو رحمت ختم ہوگئی اور زحمت پیدا ہوگئی۔ نبوت تو ایک نور ہے جب وہ نور نہ رہا تو دنیا میں ظلمت پیدا ہوگئی تو اس میں تو (معاذ اللہ) حضور ﷺ کی توہین ہے کہ آپ دنیا کو رحمت دینے کے لئے آئے یا دنیا میں (نعوذ باللہ) ظلمت پیدا کرنے کے لئے آئے۔ کہ نور ہی ختم کر دیا، اور رحمت ہی ختم کر دی۔ یہ ایک مغالطہ ہے۔ اور مغالطہ واقع ہوا ہے ختم نبوت کے معنی سمجھنے کے اندر یا تو سمجھا ہی نہیں ان لوگوں نے یا سمجھ کر جان بوجھ کر دغا اور فریب سے کام لیا ہے۔

حقیقی معنی

ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں ہیں کہ منقطع ہوگئی نبوت۔ ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے ہیں۔ کہ نبوت اپنی انتہاء کو پہنچ کر حد کمال کو پہنچ گئی ہے۔ اب کوئی درجہ نبوت کا ایسا باقی نہیں رہا۔ کہ بعد میں کوئی نبی لایا جائے۔ اور اس درجہ کو پورا کرایا جائے۔ ایک ہی ذات اقدس نے ساری نبوت کو حد کمال پر پہنچا دیا کہ کامل ہوگئی نبوت۔ تو ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے ہیں۔ قطع نبوت کے نہیں ہیں۔ اس لئے نبوت کے جتنے کمالات تھے وہ سب ایک ذات برکات میں جمع کر دیئے گئے۔

اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے آسمان پر رات کے وقت ستارے چمکتے ہیں۔ ایک

نکلا، دوسرا، تیسرا ... رلاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ستارے جگمگا جاتے ہیں۔ بھرا ہوا ہوتا ہے آسمان ستاروں سے۔ اور روشنی بھی پوری ہوتی ہے۔ لیکن رات رات ہی رہتی ہے دن نہیں ہوتا، کروڑوں ستاروں جمع ہیں مگر رات ہی ہے روشنی کتنی بھی ہو جائے۔ لیکن جوں ہی آفتاب نکلنے کا وقت آتا ہے۔ پو پھٹتی ہے۔ تو ایک ایک ستارہ غائب ہونا شروع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آفتاب نکل آتا ہے تو اب کوئی بھی ستارہ نظر نہیں پڑتا، چاند بھی نظر نہیں پڑتا۔ تو یہ مطلب نہیں اس کا کہ ستارے غائب ہو گئے دنیا سے۔ بلکہ ان کا نور مدغم ہو گیا آفتاب کے نور میں کہ اب اس نور کے بعد سب کے نور دھیمے پڑ گئے۔ اور وہ سب جذب ہو گئے آفتاب کے نور میں۔ اب پورے دن تک آفتاب ہی کا نور کافی ہے۔ کسی اور ستارے کی ضرورت نہیں۔ اور نکلے گا تو اس کا چمکنا ہی نظر نہیں آئے گا۔ آفتاب کے نور میں مغلوب ہو جائے گا۔ تو یوں نہیں کہیں گے کہ آفتاب نے نکلنے کے بعد دنیا میں ظلمت پیدا کر دی۔ نور کو ختم کر دیا۔ بلکہ یوں کہا جائے گا کہ نور کو اتنا مکمل کر دیا کہ اب چھوٹے موٹے ستاروں کی ضرورت باقی نہیں رہی، آفتاب کافی ہے، غروب تک پورا دن اسی کی روشنی میں چلے گا تو اور انبیاء بمنزلہ ستاروں کے ہے۔ اور نبی کریم ﷺ بمنزلہ آفتاب کے ہیں۔ جب آفتاب طلوع ہو گیا اور ستارے غائب ہو گئے، تو یہ مطلب نہیں کہ نبوت ختم ہو گئی بلکہ اتنی مکمل ہو گئی ہے کہ اب قیامت تک کسی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ گویا نبوت کی ایک فہرست تھی جس پر مہر لگ گئی، حضور ﷺ نے آ کر لگا دی کہ اب کوئی نبی زائد ہوگا نہ کم ہوگا۔ یہ ممکن ہے کہ بیچ میں سے کسی نبی کو بعد میں لے آیا جائے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد میں نازل ہوں گے۔ مگر وہ اسی فہرست میں داخل ہونگے۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی جدید نبی داخل ہو، پچھلے نبی کو اگر اللہ تعالیٰ لانا چاہیں تو وہ لائیں گے۔ حضور ﷺ نے فہرست مکمل کر دی کہ اب نہ کوئی نبی زائد ہو سکتا ہے نہ کم ہو سکتا ہے۔

دو بنیادیں

تو بہر حال ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے نکلے، قطع نبوت کے نہیں۔ اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ نبوت کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔

۱...... کمال علم، جو قطعی علم ہو، جس میں شبہ کی گنجائش نہ ہو۔

۲...... کمال اخلاق، عمل پر بنیاد نہیں ہے۔ نبی کا ایک سجدہ پوری امت کے سارے سجدوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس سجدے میں جو اخلاص، جو للّٰہیت، جو معرفت حضور ﷺ کے سجدے میں ہو گی، پوری امت کو مل کر وہ معرفت، وہ اخلاص نصیب نہیں ہو سکتا۔ تو نبی کا ایک سجدہ

امت کے سارے سجدوں سے اونچا اور بڑا ہے۔اس لئے اگر امت کے اندر کسی کا عمل اتنا زیادہ ہو کہ وہ رات بھر نفلیں پڑھے۔ دن بھر روزہ رکھے۔اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ نبی کریم ﷺ رات کو سوتے بھی تھے، اور نمازیں بھی پڑھتے تھے۔لیکن بعض لوگوں میں امت کے اگر پوری پوری رات کوئی سجدہ کرے تو ذرہ برابر بڑھنا تو بجائے خود ہے' نبی کے قدموں تک بھی نہیں پہنچ سکتا' اس لئے کہ ایک ہی سجدہ نبی کا کافی ہے۔ساری امت کے سارے سجدوں سے۔تو بہر حال نبوت کی بنیاد کثرت عمل پر نہیں ہے بلکہ کمال علم اور کمال اخلاق، ان دو چیزوں پر ہے۔تو جو نبی ان دونوں چیزوں میں بڑا ہوگا' اس کی نبوت بھی سب سے بڑھی ہوئی ہوگی۔ جو انہیں حد کمال تک پہنچا دے گا۔اس کی نبوت حد کمال تک پہنچ جائے گی۔

کمال علم

تو نبی کریم ﷺ کا علم تو وہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا''اوتیت علم الاولین والآخرین ''اگلوں اور پچھلوں کے تمام علوم میرے قلب میں جمع کر دیئے گئے ہیں تو پچھلے انبیاء کے جتنے علوم تھے وہ سب آپ کے قلب مبارک میں آگئے اور اگلوں کے علوم وہ تو حضور ﷺ ہی کا فیضان ہے۔کوئی صدیق ہو، کوئی فاروق ہو، مجتہد ہو، تو ان سب کا علم تو حضور ﷺ کے علم کی ایک فرع ہے، ایک شاخ ہے۔ایک جھلک ہے۔تو پچھلوں کے علوم بھی آپ کے قلب مبارک میں جمع کر دیئے گئے اور اگلوں کے جتنے علوم ہونگے ان سب کا کمال آپ ﷺ کے قلب میں ہے۔ آپ ﷺ ہی کی بدولت تو صدیقؓ اور فاروقؓ بنے۔صدیقؓ اور فاروقؓ اپنے گھر سے تھوڑا ہی لیکر آئے تھے صدیقیت اور فاروقیت۔وہ تو حضور ﷺ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے کہ کوئی صدیق بنا۔ کوئی فاروق بنا، کوئی ذوالنورین بنا، کوئی ابوتراب بنا، ایک سے ایک بڑھ کر صحابہؓ ہیں۔ پھر امت میں لاکھوں علماء پیدا ہوئے۔ امت میں لاکھوں صوفیاء اور مشائخ پیدا ہوئے۔ان سب کے کمالات حضور پرنور ﷺ کے کمالات کی ایک چھاؤں اور ایک سایہ ہیں۔اور ایک پرتو ہیں۔تو اگلوں کے علوم بھی جمع ہیں آپ ﷺ کے قلب میں، اور پچھلوں کے علوم بھی جمع ہیں۔ آپ ﷺ کے قلب میں ہیں:

یک چراغیست دریں بزم کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

ایک چراغ اللہ نے دنیا میں روشن کیا۔جس کے پرتو سے دنیا میں انجمنیں بنتی چلی گئیں۔کوئی علماء کی انجمن، صوفیاء کی انجمن، کوئی محدثین کی انجمن، کوئی متکلمین کی انجمن، کوئی

اصولیین کی انجمن۔ ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند۔ ایک ہی چراغ کا پرتو ہے۔ گویا اس نبوت کا یہ عالم ہے کہ امتیوں سے وہ کام لے لیا جو نبیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ ایک ایک محدث، ایک ایک فقیہ، ایک ایک صوفی، جہاں بیٹھ گیا' ہزاروں کو ایمان سے رنگ دیا اس نے۔ خطوں کے خطے ایمان سے رنگے گئے۔ امام ابو حنیفہؒ بیٹھ گئے کوفہ میں تو سارا عراق اور خراسان، افغانستان اور ہندوستان میں اکثریت حنفیوں کی ہے۔

امام شافعیؒ کا ابتدائی دور گزرا ہے مکہ میں، تو اکثریت حجاز کی شافعیوں کی ہے۔ اخیر عمر گزری ہے مصر میں۔ تو مصر میں اکثریت شوافع کی ہے۔ تو جہاں بیٹھ گئے امام شافعیؒ نے ملکوں کو رنگ دیا ایمان سے عمل سے دین اور تقویٰ سے۔ امام احمد بن حنبلؒ یمن میں بیٹھ گئے تو نجد اور یمن کے سارے خطے حنبلی بنتے چلے گئے۔ اور لاکھوں کروڑوں کو ایمان سے رنگ دیا۔ امام مالکؒ ان کے اثرات پہنچے عرب کے مغربی خطوں میں۔ تو الجزائر اور تیونس سب ایمان سے رنگتے چلے گئے۔ جہاں اکثریت مالکیہ کی ہے۔ یہی صورت محدثین کی ہے۔ ایک محدث جہاں بیٹھ گیا تو ہزاروں کو حدیث پہنچ گئی۔

امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، امام ابن ماجہؒ، اور امام ابو داؤدؒ اور امام نسائیؒ اور حماد ابن سلمہؒ، اور سفیان ثوریؒ اور سفیان ابن عیینہؒ لاکھوں محدثین پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے کلام رسول ﷺ کو دنیا میں پہنچایا۔ تو بہر حال ختم نبوت کی وہ نورانیت تھی کہ امتیوں سے وہ کام لئے جو کہ انبیاء کرتے تھے۔ اس لئے اب نبیوں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ ایک نبوت ہی اپنا کام چلائے گی۔ کہیں محدثین کے راستہ سے، کہیں فقہاء کے راستہ سے۔ کہیں علماء کے راستہ سے، ایک ہی نبوت کام دے گی۔ تو علم تو وہ ہے آپ کا کہ "اوتیت علم الاولین والاخرین"۔ اگلوں اور پچھلوں کے سارے علوم میرے قلب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

کمال اخلاق اور اس کی قسمیں

اور جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے۔ تو اخلاق کے تین درجے ہیں:

۱...... اخلاق حسنہ۔ ۲...... اخلاق کریمانہ۔ ۳......اخلاق عظیمانہ

اخلاق حسنہ

خلق حسن' یہ ابتدائی درجہ ہے اخلاق کا۔ جس کے معنی ہیں عدل کے۔ کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی ایک پیسہ کا احسان کرے تو تم بھی ایک پیسہ کا احسان کر دو۔ تمہارے ساتھ کوئی برائی کرے تو تمہیں حق ہے کہ اتنی ہی برائی تم بھی کر دو۔ وہ تھپڑ مارے تم بھی تھپڑ مار دو۔ کوئی مکہ مارے

تم بھی مار دو۔ برابر برابر ہے قصہ عدل سے۔ اگر کسی نے تھپڑ مارا اور تم نے مار دیا مکہ۔ تو دنیا کہے گی یہ ظالم ہے۔ اس نے تو تھپڑ ہی مارا تھا اسے مکہ مارنے کا کیا حق تھا۔ لاٹھی مارنے کا کیا حق تھا۔ جتنی برائی وہ کرے اتنی کرنے کا حق تھا۔ وہ اخلاق کے خلاف نہ تھا: "فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم واتقو الله" اگر تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کرے تمہیں حق ہے کہ اتنی زیادتی تم بھی کر دو اس کے ساتھ۔ اس سے بڑھ کر کرنے کا حق نہیں، وہ پھر بد اخلاقی ہو گی۔ تو حسن خلق کے معنی ہیں برابر سرابر کے۔ عدل و انصاف کے نیکی اور بدی میں۔

اخلاق عظیمانہ

اور خلق عظیم اس سے بڑا درجہ ہے کہ ایک شخص تمہارے ساتھ برائی کرے، نہ صرف معاف بلکہ احسان بھی کرو اس کے ساتھ۔ یہ خلق عظیم ہے دوسرا گالیاں دے تم اسے دعائیں دینی شروع کر دو۔ یہ خلق عظیم ہے تو فقط ایثار نہیں بلکہ اوپر سے احسان بھی ہے۔ تو خلق عظیم کا مرتبہ سب سے اونچا ہے۔ اور خلق کریم کا مرتبہ درمیانہ ہے۔ اور خلق حسن کا مرتبہ ابتدائی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خلق حسن

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو تربیت دی خلق حسن کے اوپر کہ برابر سرابر معاملہ رکھو۔ تمہارے ساتھ کوئی ایک پیسہ نیکی کرے، تم پر واجب ہے کہ تم بھی ایک پیسہ کی نیکی کرو، روپے کی کرے تو تم بھی کرو۔ کوئی اگر تمہارے ساتھ برائی کرے تو تم پر واجب ہے کہ تم بھی برائی کرو اتنی۔ کوئی ہاتھ کاٹ دے تمہارا فرض ہے کہ تم بھی ہاتھ کاٹ دو۔ کوئی ناک کاٹ دے تمہاری۔ تم بھی ناک کاٹو۔ آنکھ پھوڑ دے تمہارا فرض ہے کہ ایک آنکھ ضرور پھوڑ دو۔ تو شریعت موسوی میں معاف کرنا جائز نہیں تھا۔ انتقام لینا واجب تھا۔ مگر اتنا ہی انتقام جتنا دوسرے نے برائی کی ہو۔ جس کو قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ "وکتبنا علیهم فیها ان النفس باالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن باالسن والجروح قصاص" ہم نے واجب کر دیا تھا اہل تورات پر کہ نفس کے بدلہ میں نفس کو قتل کرو۔ "والعین باالعین" کوئی آنکھ پھوڑے تم پر واجب ہے کہ تم بھی آنکھ پھوڑ دو۔ "والانف بالانف" کوئی ناک کاٹ لے تم پر واجب ہے کہ تم بھی ناک کاٹ لو۔ "والسن بااسن" کوئی دانت توڑ دے تمہارا فرض ہے کہ تم بھی دانت توڑو۔ معاف کرنا جائز نہیں۔ "والجروح قصاص" کوئی زخم لگائے، اتنا ہی تم بھی لگاؤ۔ اسے یہ جائز نہیں ہے کہ معاف کر کے چھوڑ دو، انتقام واجب ہے۔ یہ تھی

توراۃ کی شریعت، تو توراۃ والوں کو موسیٰ علیہ السلام نے تربیت دی خلق حسن کے اوپر، کہ برابر سرابر رکھو معاملہ، نیکی میں بھی اور بدی میں بھی، یہ تو موسیٰ علیہ السلام نے تربیت دی۔

خلق کریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں خلق کریمانہ پر تربیت دی گئی ہے کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی برائی کرے تو جائز نہیں ہے کہ تم اس سے بدلہ لو بدلہ لینا واجب نہیں ہے۔ معاف کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی تمہارے بائیں گال پر تھپڑ مار دے تو داہنا بھی اس کے سامنے پیش کردو کہ ایک اور مارتا چل۔ اللہ تیرا بھلا کرے۔ تو واجب تھا وہاں معاف کرنا۔ انتقام لینا جائز نہیں تھا۔ تو خلق کریمانہ پر تربیت دی ہے امت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔

نبی کریم ﷺ اور خلق عظیم

اور نبی کریم ﷺ کے اخلاق سب سے بلند تھے تو آپ نے محض معاف کردینا یا محض ایثار کردینے پر قناعت نہیں کی بلکہ برائی کرنیوالوں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کیا۔ طائف والے گالیاں دے رہے ہیں اور آپ ﷺ دعائیں دے رہے ہیں۔ انہیں مکہ والے انتہائی ستارہے ہیں اور آپ ﷺ دعائیں فرمارہے ہیں ان کے واسطے۔ تو یہ محض معاف کرنا نہیں تھا۔ ایثار کرنا نہیں تھا۔ بلکہ احسان بھی تھا ساتھ میں کہ برائی کا بدلہ احسان سے دیا جائے تو یہ ہے خلق عظیم۔ تو اس امت کو تربیت دی گئی ہے۔ خلق عظیم پر کہ احسان کا برتاؤ کریں۔ دوسرا اگر برائی بھی کرے تو محض معاف کرنا نہیں، بلکہ دعائیں کرو کہ اللہ اس کو ہدایت دے۔ نیک راستے پر لگائے۔ تو انتقام لینا تو بجائے خود ہے، معاف کرنا تو بجائے خود ہے۔ احسان کا برتاؤ بتلایا گیا ہے۔ جس کو ایک موقع پر قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ ”فبما رحمة من الله لنت لهم“ اے پیغمبر ﷺ وہ رحمت جو ہم نے آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھردی، اس کی وجہ سے آپ کا دل نہایت نرم اور رحیم ہے کہ کسی کا برا نہیں چاہتے آپ ﷺ میں ہر وقت شفقت کا جذبہ موجزن رہتا ہے۔ ”ولو كنت فظاً غليظ القلب لا انفضوا من حولك“ اگر آپ ﷺ سخت دل ہوتے سخت برتاؤ ہوتا، تو سب اٹھ کے بھاگ جاتے آپ کے اردگرد کوئی جمع نہ رہتا۔ تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمت مجسم بنا کر ایک مقناطیس بنا دیا ہے کہ عالم کی کشش ہے۔ اور آپ ﷺ کے اردگرد جمع ہیں مشرق اور مغرب کے لوگ۔ تو آپ ﷺ کا کیا معاملہ ہونا چاہئے۔ آگے آپ ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی، حسن خلق کی ہدایت نہیں کی۔ بلکہ خلق کریمانہ سے شروع کیا کہ آپ ﷺ بدلے لے لیا کریں۔ یہ نہیں

فرمایا گیا۔ چنانچہ عمر بھر آپ ﷺ عمر بھر آپ ﷺ کی عادت کریم یہ رہی کہ کتنی برائی کی لوگوں نے۔ کبھی آپ ﷺ نے انتقام نہیں لیا، کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا۔ تو ہدایت کیا ہے؟ فرمایا "فاعف عنهم" "معاف کرو۔ پھر آگے فرمایا کہ یہ درجہ بھی آپ کے مقام سے نیچا ہے۔ آپ کا مقام اس سے بھی زیادہ بلند ہے۔" واستغفر لهم "فقط معاف ہی نہ کریں، بلکہ دعائے مغفرت بھی کریں ان لوگوں کے لئے جو آپ کے ساتھ برائیاں کررہے ہیں۔ انہیں دعائیں بھی دیں۔ پھر آگے فرمایا کہ اس سے بھی اونچا ہے، آپ کا مقام، جو برائی کرنے والے ہیں فقط معاف ہی نہ کریں۔ فقط دعا ہی نہ دیں۔ بلکہ "وشاورهم فى الامر" "کبھی کبھی بلا کر ان سے مشورہ بھی کر لیا کریں، تا کہ یوں سمجھیں کہ ہمیں خالص اپنا سمجھا۔ تو یہ انتہائی مرتبہ ہے خلق کا کہ برائی کرنے والوں کے ساتھ معاف کرنا، معاف کرنے سے زیادہ دعائیں دینا، اور دعائیں دینے سے زیادہ اپنے برابر بٹھا کر کچھ پوچھ کچھ بھی کرنا کہ بھئی تمہاری کیا رائے ہے اس میں۔ تو یہ انتہائی مقام ہے جس کو فرمایا گیا ہے۔ "انك لعلىٰ خلق عظيم" "آپ کو اللہ تعالیٰ نے خلق عظیم پر پیدا کیا ہے۔ جو اخلاق کا انتہائی مرتبہ ہے۔ تو یہ ظاہر بات ہے کہ خلق عظیم جس ذات کے اندر ہے تو خلق کریم بھی اس کے اندر ہے، خلق حسن بھی اس کے اندر ہے۔ وہ جامع ہے تمام مقامات اخلاق کا۔ تو علوم کے اندر بھی آپ ﷺ جامع ہیں کہ اولین و آخرین کے علوم آپ ﷺ کے قلب میں ہیں۔ اخلاق میں بھی آپ ﷺ جامع کہ تمام مقامات اخلاق آپ ﷺ کے قلب مبارک میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ تو علم کا بھی انتہائی مرتبہ دیا گیا کہ عالم بشریت میں اتنا بڑا عالم کوئی نہیں کہ جتنے آپ ﷺ ہیں۔ "علم الاولين والاخرين" "اخلاق میں وہ مرتبہ کہ اتنا خلیق نہ اگلوں میں گزرا نہ پچھلوں میں گزرا۔ آپ ﷺ کا خلق نہایت ہی مکمل ہے۔

انتہائی نبوت

اب ظاہر ہے کہ جب نبوت کی بنیاد ان دو چیزوں پر تھی، "کمال علم" اور "کمال اخلاق" اور یہ دونوں چیزیں انتہائی طور پر آپ ﷺ کو عطا کی گئیں، تو نبوت بھی انتہائی ملنی چاہئے کہ اس کے بعد میں کوئی درجہ ہی باقی نہ رہے نبوت کا، کہ کسی کو لایا جائے اور نبوت کا درجہ طے کرایا جائے، اس لئے نبوت ختم کر دی گئی۔ یعنی حد کمال تک پہنچا دی گئی۔ کہ کوئی درجہ اب باقی نہ رہا کہ نبی کو لایا جائے اور وہ مقام پورا کرایا جائے۔ امت میں بڑے سے بڑے اقطاب پیدا ہوں گے۔ اولیاء پیدا ہوں گے۔ ابدال پیدا ہوں گے۔ انہیں کے ذریعے وہ کام لیا جائے گا جو پچھلی امتوں میں انبیاء

کے ذریعے سے لیا جاتا رہا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں کہ گناہ سرزد ہی نہیں ہوسکتا تھا ان سے۔ اولیاء کرام معصوم تو نہیں ہوتے مگر محفوظ ہوتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے کہ وہ کرتے نہیں گناہ۔ نفس میں اتنی قوت ہے کہ وہ مقابلہ کرتے ہیں پوری طرح سے گناہ کا، آنے نہیں دیتے گناہ کو اپنے پاس۔ اور کبھی پھسل جائیں تو اللہ کی طرف سے حفاظت ہوتی ہے۔ انہیں ڈالا نہیں جاتا گناہ کے اندر۔ تو معصوم نہیں ہیں مگر محفوظ ہوتے ہیں منجانب اللہ۔ تو اگر یہ انبیاء معصوم تھے تو اس امت کے اولیاء محفوظ بنائے گئے۔ اگر انبیاء کے ہاتھوں پر معجزے ظاہر ہوتے تھے تو اولیاء کے ہاتھوں پر کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو معجزے کی ایک شاخ اور فرع ہے۔ وہ معصوم ہوتے ہیں۔ یہ محفوظ ہوتے ہیں۔ تو ایک قسم کی مماثلت اور مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس امت کے اتقیاء کو انبیاء کے ساتھ۔ مقام نبوت کے تو نیچے ہیں۔ نبوت تو نہیں آسکتی۔ مگر کام جو نبیوں کے تھے وہ لئے گئے اس امت کے علماء سے۔

اس امت کے درویشوں نے، کام وہ کئے جو نبیوں کے ہیں۔ ایک نبی جہاں بیٹھ گئے۔ ملکوں کو ایمان سے رنگ دیا۔ تو ایک ربانی عالم جہاں بیٹھ گیا اس نے خطے کے خطے ایمان اور علم دین سے رنگ دیئے۔ کام کیا وہ جو نبیوں کا ہوتا ہے۔ بہر حال ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں نکلے کہ نبوت فنا ہوگئی۔ باقی نہیں رہی۔ بلکہ تکمیل نبوت کے ہوئے۔ کہ یہ نبوت اتنی قائم اور دائم ہے کہ قیامت تک کے لئے یہی نبوت کافی ہے۔

کامل نبوت

تو یہ مغالطہ ایک جاہلانہ مغالطہ ہوگا کہ جب نبوت ختم ہوگئی تو دنیا میں رحمت باقی نہ رہی۔ یوں کہا جائے گا کہ جب نبوت کامل ہوگئی تو رحمت بھی کامل ہوگئی۔ کہ انبیاء تو رحمت کے مجسمہ ہوتے ہی ہیں۔ اس امت کو بھی رحمت کا مجسمہ بنایا گیا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا حدیث مبارکہ میں "امتی ھذہ امۃ مرحومۃ " یہ میری امت امت مرحومہ ہے کہ امتوں پر وہ رحم و کرم نہیں کیا گیا جو اس امت پر رحم و کرم کیا جائےگا۔ چونکہ یہ امت مجموعی حیثیت سے قائم مقام ہے۔ سارے انبیاء کی اور خاتم الانبیاء کی۔ تو جو رحمت خاتم النبیین کو دی گئی تھی اس رحمت کا پرتو اس پوری امت پر ڈال دیا گیا کہ یہ امت مرحوم بن گئی۔ تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کے وہ معنی نہیں ہیں جو مغالطہ دینے والے دیتے ہیں کہ نبوت قطع ہوگئی۔ ختم ہوگئی۔ بلکہ نبوت مکمل ہوگئی۔ تو ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں ہے۔ تکمیل نبوت کے ہیں۔ کمال نبوت پیدا ہوگیا۔ جیسا میں نے عرض کیا کہ آفتاب نکل کر اگر یوں کہے کہ "انا خاتم الانوار "میں نے سارے نوروں کو ختم کردیا۔ تو کیا یہ مطلب کہ

اب نور منقطع ہو گیا؟ دنیا میں اندھیرا پھیل گیا۔ آفتاب کے آنے سے؟ **خاتم الانوار** کہنے کے معنی یہ ہیں کہ نور مکمل کر دیا میں نے۔ سارے ستاروں کا نور میرے اندر موجود ہے۔ اب کسی ستارے کی ضرورت نہیں۔ تو نور اور زیادہ قوی ہو گیا نہ یہ کہ ظلمت پھیلی۔ تو خاتم النبیین کے آنے کے بعد نبوت کے آثار اتنے مکمل ہوئے کہ قیامت تک وہ چلیں گے اب کسی نبوت کی ضرورت نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ سے ان انوار کو پیدا کیا جائے۔

ختم نبوت کا انکار، کمال اسلام کا انکار

بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کا انکار اگر کر دیا جائے تو اسلام کے کمال کا انکار ہوگا، اسلام کا کمال باقی نہیں رہے گا۔ اسلام کی خصوصیات باقی نہیں رہیں گی۔ اس کا امتیاز باقی نہیں رہے گا۔ تو جو نبوت کا دعویٰ کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام کو ناقص بنا کر پیش کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس امت کو ناقص کرنا چاہتا ہے۔ تو یہ غلط ہوگا اس واسطے کہ یہ مغالطہ ہے۔ تو میں نے عرض کر دیا کہ اس مغالطہ کی حقیقت سمجھ لی جائے۔ یہ محض غلط اندازی ہے۔ ختم نبوت کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے۔ ختم نبوت کے معنی لے لئے انقطاع نبوت کے۔ قطع نبوت کے۔ حالانکہ ہیں تکمیل نبوت کے۔

انا لکم بمنزلة الوالد

تو بہر حال ثابت ہوا کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کا ماننے والا ہی اسلام کا ماننے والا ہے۔ اور اس سے انکار کرنے والا اسلام کا منکر ہے تو حق تعالیٰ شانہ نے اس کی حفاظت فرمائی۔ دعویٰ کیا کہ "**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین**" محمد ﷺ تم میں سے کسی کے والد نہیں ہیں، وہ صرف خاتم النبیین ہیں۔ اور خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ قیامت تک جتنی اقوام جتنی امتیں آنے والی ہیں ان سب کو اگر دین اور ہدایت ملے گی تو اسی نبوت کی وجہ سے ملے گی۔ تو وہ گویا بمنزلہ اولاد کے ہو گئے۔ اور حضور ﷺ بمنزلۂ والد ماجد کے ہو گئے۔ اسی کو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "**انا لکم بمنزلة الوالد**" میں امتوں کے حق میں بمنزلۂ باپ کے ہوں۔ اور سارے امتی میری اولاد کے درجہ میں ہیں۔ تو نسبی اولاد مراد نہیں بلکہ روحانی اولاد مراد ہے۔ تو سارے امتی روحانی اولاد ہیں نبی کریم ﷺ کی۔ اور آپ ﷺ والد ہیں۔ یعنی والد سے تقسیم ہوتی ہے جو اولاد میں آتا ہے۔ اخلاق آتے ہیں۔ علم آتا ہے۔ تو حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے ساری امت میں علم اور اخلاق اور دین پھیلا۔

دوطریقوں سے ختم نبوت کی حفاظت

اس لئے ختم نبوت ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ جس کی حق تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔ تو ایک تو قول کے ذریعہ سے حفاظت فرمائی جیسے اس قول میں دعویٰ کیا اور اور احادیث میں دعویٰ کیا گیا۔ ”انا اعطینا“ میں بتلایا گیا کہ عملاً بھی ہم نے حفاظت کی ہے ختم نبوت کی۔ اور وہ کس طرح سے کہ حضور ﷺ کے دو صاجزادے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام ابراہیم اور ایک کا نام قاسم تھا۔ اور لقب تھا ان دونوں کا طیب وطاہر۔ یہ دو صاجزادے پیدا ہوئے۔ ان دونوں کی وفات ہوگئی۔ باقی نہیں رہے۔ تو نرینہ اولاد نہ رہی۔ اولاد آپ ﷺ سے چلی ہے تو حضرت فاطمہؓ سے چلی ہے۔ جو حضرت علیؓ کی اولاد ہے۔ مگر ماں کی طرف سے وہ سب حضور ﷺ کی اولاد ہے جن کو سادات کہا جاتا ہے۔ تو نرینہ اولاد نہ رہی آپ ﷺ کے۔ اور نہ رکھنے کا کیا مقصد تھا؟ حکمتیں تو ہزاروں ہیں اللہ ہی جانتا ہے۔ لیکن کھلی حکمت یہ ہے کہ اگر صاجزادے زندہ رہ جاتے تو آبائی کرامت اس سے مختلف تھی کہ انہیں نبی نہ بنایا جاتا۔ نبوت کا مقام نہ دیا جاتا۔ اور اگر نبوت کا مقام دیا جاتا تو ختم نبوت ختم ہو جاتی۔ اس لئے اولاد کا ختم کر دینا گوارا کیا گیا۔ مگر ختم نبوت کا باطل کرنا گوارا نہیں کیا گیا۔ تو اولاد نرینہ کو زندہ نہیں رکھا گیا۔ کہ اگر زندہ رکھتے اور نبی نہ ہوتے تو حضور ﷺ کی شان میں توہین لازم آتی۔ اور بناتے نبی۔ تو ختم نبوت باقی نہ رہتی۔ تو حق تعالیٰ نے پہلے ہی اٹھا لیا۔ تو گویا مصلحت تھی۔

مشرکین کے طعنے

تو یہ ختم نبوت کی حفاظت ہوئی عملاً۔ آیتوں میں تو قولاً حفاظت کی گئی۔ اور عملاً حفاظت کی گئی۔ اس طرح کہ اولاد نرینہ زندہ نہیں رکھی گئی۔ اس سے مشرکین مکہ نے طعنہ زنی کرنا شروع کی اور کہا کہ بس جی نبوت تو ختم ہوگئی۔ وہ جو نبوت کے مدعی تھے۔ ان کی اولاد ہی زندہ نہیں رہتی۔ ایک پیدا ہوا وہ گزر گیا۔ دوسرا پیدا ہوا وہ گزر گیا۔ تو یہ مقطوع النسل ہو گئے۔ (العیاذ باللہ) اور دنیا والوں میں نسل اگر کسی کی منقطع ہو جائے تو وہ عیب سمجھا جاتا ہے کہ فلاں لاولد گزر گیا۔ تو مشرکین مکہ نے یہ طعنہ دینا شروع کیا کہ یہ نبی ہیں؟ یہ تو مقطوع النسل ہیں۔ اور قطع ہوگئی ان کی نسل، آگے ان کا نشان ہی نہیں رہے گا۔ آگے ان کا کوئی تذکرہ ہی نہیں رہے گا۔ جب اولاد باقی نہیں رہی۔

حق تعالیٰ کی تسلی

حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا۔ پہلی بات تو یہ فرمائی کہ آپ ﷺ دل گیر نہ ہوں۔ ان

کے طعنہ سے دل میں کوئی ملال نہ پیدا کریں۔ اگر اولاد اٹھالی تو مصلحت کے سبب سے تو "انا اعطینك الکوثر " ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا کیا۔ یہ کوثر ایک حوض ہے۔ قیامت کے دن تمام انبیاء کو حوض دیئے جائیں گے۔ اور میدان محشر میں پیاس انتہائی ہوگی۔ سورج آجائے گا سروں کے قریب اور سر گھومتے ہوں گے۔ اور پسینوں کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی ٹخنوں تک غرق۔ کوئی ناف تک، کوئی گلے تک، کوئی بالکل سر تک، تو پسینہ انتہائی ہوگا۔ قبروں سے جب اٹھیں گے تو انتہائی پیاسے اٹھیں گے۔

لوگوں کے حلق میں خشکی ہوگی۔ زبان میں کانٹے پڑے ہوں گے۔ پیاس کا تقاضا ہوگا۔ تو پیاسے اٹھیں گے اور میدان حشر میں وہ پیاس اور بڑھ جائے گی۔ اوپر سے آفتاب کی گرمی اور نیچے سے زمین پر یہ سارے بنی آدم کھڑے ہوئے ہوں گے۔ اس طرح سے کہ کندھا سے کندھا جڑا ہوا ہوگا۔ جھکنے کی جگہ نہیں ہوگی۔ اربوں کھربوں بنی آدم اسی زمین کے اوپر ہونگے۔ زمین کے اوپر کوئی اونچائی نہیں ہوگی۔ پہاڑ نہیں رہیں گے۔ دریا نہیں رہیں گے۔

پوری زمین ایک تھالی کی طرح ہوگی۔ "کانها طبيقة فضة لا ترى فيها عوجاً ولا امتاً" زمین میں نہ کوئی ٹیڑھ ہوگا، نہ کوئی اونچ نیچ ہوگی۔ طباق کی طرح زمین ہوگی، جیسے چاندی کی ایک پلیٹ اور اس پر سارے بنی آدم کھڑے ہوں گے۔ قبروں سے پیاسے اٹھیں گے۔ آفتاب کی گرمی سے پیاس اور بڑھے گی اور جب باہم ٹھس ہو کر کھڑے ہوں گے اور پسینوں میں تر، تو پیاس اور زیادہ بڑھے گی۔ تو بیتاب ہوں گے پیاس میں۔ اس میں جو مؤمن ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے ہوں گے۔ تو ہر نبی کو جو حوض دیا جائے گا وہ اس سے پانی پئیں گے۔ جس سے ان میں سیرابی پیدا ہوگی۔ نبی کریم ﷺ کو عظیم ترین حوض دیا جائے گا۔ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مکہ سے لیکر عدن تک جتنی مسافت ہے۔ اتنی مسافت کی لمبی اور چوڑی وہ حوض ہوگی۔ تو مکہ سے عدن تقریباً چار سو پانچ میل کے قریب ہے۔ تو اتنی ہی چوڑائی ہوگی۔ اور اتنی ہی لمبائی ہوگی اس حوض کی۔ اور فرمایا کہ اس حوض کے کنارے پر بڑے بڑے قبے ہونگے ایک ایک موتی کے۔ جن کے سائے بڑے بڑے محلات کی طرح سے ہوں گے اور وہ حوض کے کنارے پر کوزے ہونگے۔ پیالے ہوں گے۔ ستاروں کی مانند چمکتے ہونگے۔ اور اتنا ہی عدد ہوگا جتنا کہ ستارے ہیں۔

یہ مبالغۃً کہا گیا ہے۔ یا واقعی اتنا ہی عدد ہوگا جتنا ستاروں کا ہے۔ تو اس کے کناروں پر کوزے ہوں گے اور کنارے بھی سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ یہ نہیں ہے کہ پانی پھیلا ہوا

ہے۔اور وہاں لوگ کے چلنے سے پیر تر ہو رہے ہیں۔ وہ حوض اپنی جگہ ہوگا۔ کناروں پر بڑے بڑے محلات موتیوں کے ہوں گے اور سجے ہوئے ہونگے۔ امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام وہاں جاکر پانی پئے گی۔

فرمایا گیا کہ اس حوض کا پانی سفیدی میں دودھ سے زیادہ سفید ہوگا۔ ٹھنڈک میں برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا۔ اور مٹھاس میں شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ تو عجیب وغریب اس پانی کی خصوصیات یہ ہوگی۔ فرمایا گیا کہ جو ایک گھونٹ اور جام بھی اگر پی لے گا تو پھر وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا میدان حشر میں۔

پیاس اس کی بالکل ختم ہوجائے گی۔ وہ آپ ﷺ کا حوض ہوگا تو تمام انبیاء سے بڑھ کر ہوگا وہ۔ رقبہ کے لحاظ سے بھی، پانی کی خاصیت اور رنگ دونوں کے لحاظ سے بھی ایک امتیازی شان ہوگی حوض کی اور اس سے امتی پانی پئیں گے۔ اس پہ آتے جائیں گے درجہ بدرجہ اور پانی پیتے جائیں گے۔ اور پیاس ان کی ختم ہوتی جائے گی۔ پھر میدان حشر میں کبھی انہیں پیاس نہیں لگے گی۔ حالانکہ میدان حشر میں پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا۔ تو پچاس ہزار برس کی پیاس ایک دم زائل ہوجائے گی ایک جام میں۔ اور پھر اس میدان میں کبھی انہیں پیاس نہیں لگے گی۔ وہ یہ حوض ہوگا۔

مبتدعین کا حشر

آتے جائیں گے لوگ۔ بعض لوگ آئیں گے جماعتوں کی جماعتیں۔ اور آپ چاہیں گے کہ یہ پانی پئیں۔ تو ملائکہ انہیں دھکے دے کر نکال دیں گے وہاں سے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے کہ یہ تو کلمہ پڑھتے تھے میرا۔ ملائکہ کہیں گے کہ: ''انك لا تدري ما احدثوا بعدك '' آپ کو پتہ نہیں ہے کہ آپ کے بعد انہوں نے دین میں کیا بدعات اور نئی نئی ایجادات نکالیں اور دین کی صورت مسخ کردی ہے انہوں نے رسم ورواج کے تابع بنادیا دین کو۔ آپ ﷺ کو علم نہیں ہے جو حرکتیں انہوں نے کی ہیں؟ اس لئے انہیں اجازت نہیں۔ تو آپ ﷺ فرمائیں گے۔ ''سحقاً'' پھٹکار ہو ان پر لے جاؤ انہیں یہ اس قابل نہیں ہیں کہ میرے حوض سے پانی پئیں۔ غرض وہاں چند ہی لوگ پانی پئیں گے۔ جو دین کے پورے قائل، سنت کے قائل، احداث اور محدثات اور بدعات میں پڑے ہوئے نہ ہوں۔ ان کو دیا جائے گا پانی اور وہ سیراب ہوں گے۔

روحانی نسل

اور ظاہر بات ہے کہ اس میں مشرق ومغرب کے لوگ ہوں گے۔ امت تو فقط ایک

عرب تک ہی تو محدود نہیں۔ وہ تو عرب سے نکل کر پوری دنیا کی اقوام آپ ﷺ کی امت میں داخل ہے۔ اور ان میں مومن بھی ہیں۔ تو کوئی مومن مشرق کا' کوئی مغرب کا، کوئی جنوب کا، کوئی شمال کا، کوئی روم کا، کوئی چین کا، کوئی یورپ کا، کوئی ایشیاء کا۔ تو دنیا کے ہر خطہ کے انسان اس میں ہوں گے۔ اور وہ سب بمنزلہ اولاد کے ہونگے۔ تو فرمایا گیا کہ اگر نرینہ اولاد نہیں رہی' تو اس سے بڑی اولاد جو آئے گی حوض کوثر پر' اتنی تو کسی کو میسر ہی نہیں اولاد۔ تو آپ کو کاہے کا دکھ ہے۔ کیسے یہ کہا گیا کہ آپ ﷺ مقطوع النسل ہیں۔ آپ کی نسل تو اتنی بڑی ہے کہ سارے عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایک ہی زمانہ میں نہیں' بلکہ قیامت تک جتنی اقوام آئیں گی' ان میں جو جو مومن بنتے جائیں گے۔ وہ سب آپ ﷺ کی اولاد میں داخل ہوں گے۔ آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا: "انا لکم بمنزلة الوالد" "میں تم سب کے حق میں بمنزلہ والد کے ہوں۔ تو جس والد کی اتنی اولاد ہو کہ اس کا شمار کرنا مشکل ہو۔ وہ مقطوع النسل کہلائیگا؟ اگر مادی نسل نہ دی تو ہم نے روحانی نسل وہ دی کہ عالم میں کسی کی نہیں۔

امت کی کثرت

چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں فخر کروں گا اپنی امت کی کثرت پر۔ انبیاء کو اتنے افراد نہیں دیئے جائیں گے امت میں جتنے مجھ کو دیئے جائیں گے اس امت میں۔ حتیٰ کہ جب صفیں باندھی جائیں گی تو اسی ۸۰ صفیں ہوں گی۔ ساری دنیا کی اقوام جو اہل جنت ہوں گے۔ تو اس میں دو تہائی صفیں میری امت کی ہوں گی۔ ایک تہائی میں سارے انبیاء شامل ہوں گے۔ تو جس ذات اقدس کی اتنی روحانی ذریت ہو کہ مشرق اور مغرب اور ماضی اور مستقبل اور حال سب پر پھیلی ہوئی ہوں' زمان میں اور مکان میں اسے مقطوع النسل کہا جائے گا؟ تو کفار کہتے تھے کہ آپ ﷺ کی نسل مقطوع ہوگئی اور آپ مقطوع النسل ہیں۔ حق تعالیٰ نے جواب دیا۔ "ان شانئك هو الابتر" "تمہارے دشمن مقطوع النسل ہیں۔ تم مقطوع النسل نہیں ہو۔ باوجود اولاد ہونے کے ان کا کوئی ذکر عالم میں نہیں۔ مکہ کے بڑے بڑے رؤساء، ان کے اولادیں ہوئیں۔ دولتیں ہوئیں' آج کوئی نام نہیں جانتا۔ نام ونشان تک مٹ گیا۔

اور آپ ﷺ کی ذات ہے کہ آپ کا نام عالم میں ازل سے لیکر ابد تک مشہور ہے۔ قلب کے اندر موجود ہے۔ حتیٰ کہ دشمن بھی آپ کی حقانیت کے قائل ہیں۔ چاہے آپ کا دین مانیں یا نہ مانیں۔ تو ساری امتوں کے اندر آپ ﷺ کا چرچا پھیلا ہوا ہے۔

اور نہ صرف بعد والوں میں ہے کہ قیامت تک جو آئیں گے انہیں میں چرچا ہے، پچھلوں میں بھی چرچا ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے صحابہؓ کا چرچا پچھلی امتوں میں بھی ہے۔ توراۃ میں فرمایا گیا کہ "تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً" صحابہؓ کی شان یہ ہے کہ جب دیکھو رکوع میں یا سجدے میں یا دین کے کاموں میں دین کے سوا کوئی کام نہیں۔ پیشانیوں پر ان کے نشان پڑ گئے۔ سجدے کی وجہ سے۔ تو اندر کا نور باہر تلک جھلک دیا تھا اور "سيماهم في وجوههم من اثرا سجود" آگے فرماتے ہیں: "ذلك مثلهم في التورلة ومثلهم في الانجيل" ان کا چرچا انجیل میں بھی ہے، توراۃ میں بھی ہے۔ تو حضور ﷺ کی ذات بابرکات بجائے خود ہے، آپ ﷺ کے صحابہؓ تک کا چرچا ہے پچھلی کتابوں میں پچھلی امتوں میں اور بعد والے تو خدام اور غلام ہیں ہی۔ ان میں اگر چرچا ہو تو اپنے غلاموں میں چرچا ہونا اتنا عجیب نہیں جتنا پچھلوں میں چرچا ہونا عجیب ہے۔ توراۃ اور انجیل سب میں ان کا ذکر ہے۔ اور آپ ﷺ کا بھی ذکر مبارک موجود ہے۔

بعد از خدا بزرگ

تو ازل سے لیکر ابد تک آپ ﷺ کا نام روشن ہے تو یہ جو بڑی بڑی نسل والے ہیں۔ اولادیں زیادہ ہیں۔ مگر کوئی نام تک لینے والا نہیں۔ مٹ مٹا گئے۔ اور آپ ﷺ کے نرینہ اولاد نہیں مگر روحانی ذریت اتنی ہے کہ قیامت تک اسی طرح آپ کا نام زندہ ہے۔ جس طرح کہ پہلوں میں زندہ تھا۔ تو "ان شانئك هو الابتر" آپ کے دشمن مقطوع النسل ہیں۔ آپ ﷺ مقطوع النسل نہیں۔ ان کے چرچے ختم ہو گئے۔ آپ ﷺ کا چرچا کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد آپ ﷺ ہی کے نام کا چرچا ہوگا۔ دنیا میں مؤذن اذان دیتا ہے۔ جہاں "اشهد ان لا اله الا الله" کہتا ہے وہاں "اشهد ان محمدا رسول الله" کہتا ہے۔ مکبر تکبیر کہتا ہے، تو جہاں جہاں شہادت توحید کی ہوتی ہے وہاں شہادت رسالت کی اور آپ کے نام پاک کی بھی ہوتی ہے۔ درود شریف۔ پڑھا جاتا ہے تو اللہ کا نام آتا ہے۔ "اللّٰهم صل" وہیں آپ ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے تو "ورفعنا لك ذكرك" ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا کہ ہمارے نام کے بعد آپ ﷺ کا ہی ذکر ہے۔ عالم کے اندر آپ ﷺ سے بڑھ کر کون ہے مشہور دنیا کے اندر کون ہے جس کا ذکر اتنا پھیلا ہوا ہو اور وہ جو بڑی بڑی نسلوں والے تھے۔ آج کوئی نہ انہیں جانتا ہے اور نہ ان کی نسلوں کو۔ تو وہ ہیں مقطوع النسل یا آپ ﷺ ہیں مقطوع النسل؟ تو تسلی دی اپنے پیغمبر کو،

کہ ”ان شانئك هو الابتر “ آپ کے دشمن ہیں مقطوع النسل، آپ مقطوع النسل نہیں ہیں۔ یہ تو دنیا میں ہوا۔ اور آخرت میں یہ ہے کہ ہم نے حوض کوثر آپ ﷺ کو عطا کیا۔ مشرق اور مغرب کی اقوام جو مومن ہیں وہ پانی پئیں گی۔ وہ آپ ﷺ کی ذریت ہوں گی۔ تو قیامت تک آپ کی ذریت پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں بھی آپ کا چرچا ہے' فقط دنیا ہی میں آپ کا چرچا نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ کیسے مقطوع النسل ہوں گے؟ بکنے دیجئے جو بک رہے ہیں کہ آپ مقطوع النسل ہیں۔ آپ کی نسل تو ابدی ہے۔ اور ازلی ہے جو چل رہی ہے۔ اور جب یہ بات ہے کہ آپ کو حوض کوثر دیا گیا کہ محشر میں آپ کا ذکر بلند' آپ کو ذریت دی گئی کہ دنیا میں آپ کا نام بلند۔ تو پھر آپ کا کام کیا ہونا چاہئے؟ اس سے ملال نہ رکھیں۔ آپ کا کام یہ ہو۔

توجہ الی اللہ اور قربانی

”فصل لربك وانحر “ آپ نمازیں بھی پڑھیں۔ توجہ الی اللہ رکھیں۔ ”وانحر“ اور قربانیاں بھی کریں۔ یہ نفس کی عبادت ہے۔ گویا اپنے نفس کو قربان کر دینا۔ یہ تھا اصل۔ لیکن حق تعالیٰ نے یہ تکلیف نہ دی کہ خودکشی کر کے اپنی نسل ختم کرو۔ بلکہ فدیہ دے دیا کہ قربانیاں کرو' وہ تمہارے نفس کا بدلہ سمجھا جائے گا۔ گویا تم نے اپنے ہی نفس کو ذبح کر دیا۔ تو جانی عبادت بھی آپ کریں اور نفسی عبادت بھی کریں۔ تو ”فصل لربك وانحر “ تو آپ نمازیں بھی پڑھیں اور نحر اور ذبیحہ بھی کریں جو نفس کی قربانی ہے' اور یہ جان کی مصروفیت ہے نماز میں۔ تو نماز اور قربانی دو چیزیں آپ ﷺ کے اوپر واجب کی گئیں یہ شکریہ کے لئے ہیں کہ آپ ﷺ کا نام پاک ہم نے بلند کیا دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی ہم نے بلند کیا۔ تو ہمارے سامنے جھکنا' یہی اس کا شکر ہے' وہ ہے نماز، اور ہمارے سامنے اپنے نفس کو قربان اور فدیہ دینا اور ذبیحہ کرنا یہ ہے آپ ﷺ کا شکر۔ تو اس سورہ مبارکہ میں ختم نبوت کی حفاظت عملاً کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ ختم نبوت ایسا بنیادی مسئلہ ہے کہ اللہ اسکی حفاظت کے در پے ہے۔ بندوں کا تو فرض ہے کہ اس کی حفاظت کریں۔ اور اس کی حفاظت یہی ہے کہ اس کا عقیدہ مضبوط رکھیں دل کے اندر۔ کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آنیوالا نہیں ہے نبیوں کی جو فہرست ہے وہ مکمل ہو چکی ہے۔ اب نہ کوئی زائد ہوگا اس میں' نہ کم ہوگا۔ یہ حاصل ہے اس سورۃ کا۔

کمال اسلام

تو ”لایلف “ میں واقعاتی تاریخ' سبب نزول تھا۔ اور ”اریءیت الذی “ میں اسلام

کی اخلاقی تاریخ سبب نزول تھا۔ اور" انا اعطینا "میں آپ کی ذات سبب نزول ہے۔ آپ کا عہدہ ختم نبوت ہے۔ تو تینوں چیزیں مکمل ہوگئیں۔ کہ تاریخ بھی مکمل۔ اسلام کی واقعاتی یا اخلاقی تاریخ بھی مکمل۔ کہ کوئی مذہب نہ لاسکا۔ تاریخ اور ذات بھی اتنی مکمل کہ ختم نبوت ہوگئی۔ اور کمالات نبوت ختم کردیئے گئے۔ تو تینوں اعتبار سے اسلام کا کمال ثابت ہوا۔ اور فرمادیا گیا۔

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

آج کے دن ہم نے اسلام کوتمہارے لئے مکمل کردیا۔ نعمتیں بھی اپنی تمام کردیں تمہارے اوپر۔ اور جب یہ بات ہے تو اب ہم اسلام کے سوا کسی دین سے راضی نہیں ہیں۔ نجات منحصر ہے اسلام لانے میں۔ غیر اسلام میں نجات کی کوئی صورت نہیں۔ پچھلے ادیان کی حفاظت کے لئے آیا ہے اسلام۔ تو پچھلے ادیان میں جتنی خوبیاں تھیں وہ سب اسلام نے جمع کردی۔ اور جتنی خرابیاں امتیوں نے ڈالی تھیں ان سب کو ختم کر کے جو پھر سے لیا۔ تو اسلام جامع ہے تمام سابقہ ادیان کا اور سابقہ شریعتوں کا اور آنیوالی شریعتیں وہی ہونگی جو آئمہ مجتہدین نکالیں گے اور وہ خود اس قرآن کی ذات بابرکات میں موجود ہیں۔ تو اگلی شریعتیں بھی آپ ﷺ ہی کے نور سے پیدا ہوئیں۔ اور اگلی شریعتیں جو بدلی ہیں اور اجتہادی ہیں وہ بھی آپ ہی کے نور سے پیدا ہوئیں۔ تو اسلام ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہے اور نعمتیں تمام کردی گئیں۔ اس لئے مدار نجات اسلام ہے۔

اسلام آنے کے بعد کسی اور دین میں نجات نہیں ہے۔ پچھلے ادیان کے اگر انبیاء بھی آجائیں تو انہیں بھی اتباع کرنی پڑے گی حضور ﷺ کی۔ اس شریعت کی پابندی کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "لو کان موسیٰ حیاً "اگر حضرت موسیٰ بھی آج زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری شریعت کا اتباع کرنا پڑتا۔ اور حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے تو اس شریعت کے مجدد کی حیثیت سے آئیں گے۔ اسی شریعت پر خود بھی عمل کریں گے اور اسی شریعت پر دوسروں سے بھی عمل کرائیں گے۔

اس واسطے یہ شریعت بھی جامع، نبی بھی جامع، اور اسلام بھی جامع۔ کسی میں کوئی گنجائش نہیں ہے کمی اور بیشی کی کہ ہم اسلام کے اندر کچھ چیزیں اضافہ کریں اور یوں سمجھیں کہ اب اسلام مکمل ہوا ہے۔ یہ طعن ہوگا ختم نبوت پر۔ تو یہ حاصل ہے اس سورۃ کا۔

بس جتنا اجمالاً بیان ہوسکتا تھا۔ وہ بیان کردیا گیا۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اس دین پر، پورا اثبات اور استقلال اور اسی دین پر زندگی دے اور اسی دین پر موت نصیب فرمائے۔ آمین!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

اہل قبلہ کی تحقیق

(مرزائی جماعت کی اسلام سے بغاوت)

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

اس زمانہ میں مسلمانوں کی بدقسمتی یا مذہبی ناواقفیت کی وجہ سے لوگوں کے دماغوں میں یہ خیال کسی قدر راسخ ہو چلا ہے کہ جو شخص زبان سے ایک دفعہ کلمہ شہادت جاری کر دے۔ یا قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ وہ ایسا پختہ اور راسخ العقیدہ مسلمان بن جاتا ہے کہ اسلامی تعلیم اور مذہبی عقائد کی کھلم کھلا مخالفت اور انکار کرنے کے باوجود بھی اس کے ایمان میں کسی قسم کا خلل یا فتور واقع نہیں ہوتا۔ اس خیال کی تائید میں بعض غلط فہمیوں کا شکار ہو کر اہل قبلہ کی عدم تکفیر والی حدیث پیش کر دی جاتی ہے اور کبھی اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے۔ ’’ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلٰم لست مؤمنا‘‘ یعنی جو شخص تم سے السلام علیکم کہتا ہے۔ اس کو شبہ کی وجہ سے کافر نہ کہو۔

اس خیال کی وجہ سے بعض ناواقف لوگوں کی ذہنیت اس درجہ بگڑ گئی ہے کہ اگر کوئی شخص اس موقعہ پر مذہبی تعلیم اور اسلامی روایات سے متاثر ہو کر اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے تو وہ ان کی نظر میں تنگ دل، مذہبی دیوانہ، ناعاقبت اندیش، اسلامی اخوت کا دشمن، نظام ملی کا مخالف سمجھا جاتا ہے اور بعض تو اس کی بات سننا اور اس کی کسی تحریر کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کی خدمت میں باادب التماس ہے کہ وہ حق اور انصاف کو دل میں رکھتے ہوئے ہماری معروضات پر بغور توجہ فرماویں اور جو بات سچی ہو اس کو اختیار کریں۔

اس بات سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ اسلام دنیا میں ایک اصولی مذہب ہے۔ دیگر مذاہب کی طرح انسانی خیالات اور قومی یا ملکی رسومات کے ساتھ ساتھ نہیں چلتا۔ اس کے فیصلے اٹل اور اس کے ضابطے ہر قسم کے تغیرات سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہیں۔ اس کے ہر حکم کو تسلیم کرنا اور اس کو سچے دل سے ماننا ہی ایمان ہے۔ ان میں سے کسی فیصلے کو بدل دینے اور بعض کو ماننے یا بعض سے انکار کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ’’ماکان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرة‘‘ کسی مرد مسلمان یا عورت مسلمہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ جس حکم کے متعلق خدا تعالیٰ یا اس کا رسول کوئی فیصلہ سنائے وہ اس میں کسی قسم کا

تغیر یا تبدیلی پیدا کرے یا اس کے بعض حصہ کو مانے اور بعض سے صاف انکار کردے۔

دوسری جگہ اس طرح فرمایا گیا ہے۔ ''تلك حدود الله ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون '' یہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطے اور اصول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں سے تجاوز یا انکار کرنے والا ظالم اور بددین ہے۔ ایک اور آیت میں ہے۔ ''ما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا '' اور خدا کا رسول جس کام کے کرنے کا حکم فرمائے۔ اس کو بجالاؤ اور جس چیز سے روکے، اس سے رک جاؤ۔ یعنی شریعت کے دونوں حصوں امورات اور منہیات، حلال وحرام یا جائز وناجائز کا ماننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جب دنیا کے کسی قانون کو تسلیم کرنے کے لئے اس کی تمام دفعات کا ماننا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم دور حاضر میں دیکھ رہے ہیں کہ ایک شخص تعزیرات کی سینکڑوں دفعات میں سے صرف قانون نمک کی خلاف ورزی کرنے سے حکومت کا باغی کہلایا جاتا ہے اور اس کی طرف سے قانون کا احترام باقی رکھنے کے لئے اس کو قید وبند کی سخت ترین سزائیں دی جاتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اسلام جو اصولی مذہب ہے اور چند قوانین اور ضابطوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس کے ہر دفعہ اور قاعدے پر ایمان لانا اور اس کو صدق دل سے تسلیم کرنا ضروری نہیں ہے اور کس لئے اسلام کے مجموعہ قوانین میں سے کسی ایک ضابطے اور قاعدے کا انکار کرنے والا خدا اور اس کے رسول کا باغی اور نافرمان نہیں سمجھا جاتا اور کیوں اسلام کی عزت اور اس کا احترام باقی رکھنے کے لئے ایسے شخص کو سزا نہیں دی جاتی۔ غرض جس طرح توحید اور نبوت کے اقرار کرنے سے ضمنی طور پر تمام شریعت کا اقرار سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح شریعت محمدی کے کسی قطعی اور یقینی فیصلہ سے جس کو ہر آدمی مذہبی مسئلہ اور اسلام کا ایک حکم سمجھتا ہے انکار کرنا۔ خدا اور رسول سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے یہی معنی ہیں کہ ان کی تعلیم اور فیصلوں کو صحیح اور درست تسلیم کرتے ہوئے بصورت انکار کبھی ان کی مخالفت نہ کرے۔

اور جس شخص نے کسی ایسے فیصلے کے متعلق جس کا خدا اور رسول کی طرف سے ہونا یقینی امر ہے۔ انکار کیا یا اس کو بدل کر دوسرے رنگ میں پیش کرنا چاہا۔ ایسا آدمی یقیناً خدا اور اس کے رسول کا کھلا ہوا دشمن اور ان کی تعلیم کا صریح مخالف سمجھا جائے گا۔

اس لئے یہ خیال کرنا کہ توحید اور نبوت کے اقرار کرنے یا قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز

پڑھنے کے بعد کسی شے کے انکار کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ قرآن کی صدہا آیتوں اور احادیث نبویہ ﷺ کے سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ "ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئک ھم الکافرون" ﴿جو لوگ خدا کے اس حکم کے موافق فیصلہ نہیں کرتے جس کو اس نے نازل فرمایا ہے وہ کافر ہیں۔﴾

لفظ ما عربی زبان میں تعمیم کو چاہتا ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ جو شخص قرآن عزیز کے ہر فیصلہ کے آگے گردن نہیں جھکاتا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھتا۔ یا کسی فرض کی فرضیت سے انکار کرتا ہے وہ کبھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں جس میں صاف طور پر یہ فرمایا گیا ہے۔ "قاتلوا الذین لا یؤمنون باللّٰہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللّٰہ (توبہ)" ﴿ان لوگوں سے جہاد کرو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور جن چیزوں کو خدا تعالیٰ نے حرام کیا ہے ان کو حرام نہیں جانتے۔﴾

"ولقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بھا الا الفاسقون" ﴿ہم نے آپ ﷺ پر ظاہر اور کھلی کھلی باتیں اتاری ہیں۔ جن کا انکار کر کے کافر نہیں بنتے۔ مگر فاسق اور نافرمان لوگ۔﴾

اسی سورۃ میں دوسری جگہ ارشاد ہے۔ "والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون" ﴿جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔﴾

ایک جگہ یہودیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ "وآمنوا بما انزلت مصدقاً لما معکم ولا تکونوا اوّل کافر بہ" ﴿قرآن پر ایمان لاؤ۔ جو تمہاری آسمانی کتاب توریت کی تصدیق کر رہا ہے۔ اس کا انکار کر کے کافر نہ بنو۔﴾

ان تینوں آیتوں سے یہ بات صاف طور پر ثابت ہورہی ہے کہ قرآن عزیز کی کسی ایک آیت کے انکار کرنے سے آدمی کافر ہو جایا کرتا ہے۔ "وما منعھم ان تقبل منھم نفقاتھم الا انھم کفروا باللّٰہ وبرسولہ ولا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ ولا ینفقون الا وھم کارھون" ﴿ان کے صدقات اور خیرات خدا کے نزدیک اس لئے قبول نہیں کئے جاتے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں رکھتے اور نماز بے ادبی سے پڑھتے اور دباؤ کی وجہ سے صدقہ اور خیرات کرتے ہیں۔﴾

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ نماز پڑھنے یا زکوٰۃ دینے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ جب تک ایمانیات کے متعلق اپنے عقیدے کی اصلاح نہ کرے۔ منافقین مخلص مسلمانوں کی طرح توحید اور نبوۃ کا اقرار کرتے اور نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ لیکن عقیدہ صحیح نہ رکھنے کی وجہ سے کافر ہی قرار دیئے گئے اور کسی دن بھی ان کو مسلمان نہیں سمجھا گیا۔

۴...... ”یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمة الکفر وکفروا بعد اسلامھم“ ﴿وہ خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا ہرگز نہیں کہا۔ باوجودیکہ انہوں نے یقیناً کفریہ کلمہ زبان پر جاری کیا اور وہ ایسا کرنے سے مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔﴾

عام مفسرین کے نزدیک یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے اپنی مجلس میں نبی عربی ﷺ کی شان مبارک میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ نکالے تھے۔ جب حضور ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو منافقین نے اس کو چھپانے کی غرض سے جھوٹی قسمیں کھائیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اصل واقع کی اطلاع دیتے ہوئے ان کو حلف اٹھانے میں جھوٹا قرار دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ وہ ایسا کہنے کی وجہ سے کافر ہو گئے، مسلمان نہیں رہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی کی توہین کرنے سے آدمی مسلمان نہیں رہتا۔ بلکہ فوراً کافر ہو جاتا ہے۔

۵...... ”ولئن سالتھم لیقولون انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم (توبہ)“

جب قیصر روم سے لڑنے کے لئے ۹ ہجری میں رسول خدا ﷺ مسلمانوں کی جمعیت لے کر مدینہ سے باہر نکلے اور تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو بعض منافقین نے جو اس سفر میں مسلمانوں کے ہمراہ تھے یہ کہا کہ اب اس شخص یعنی رسول اللہ ﷺ کے حوصلے بہت بڑھ گئے جو اتنی زبردست سلطنت سے لڑنے کے لئے چلا ہے۔ جب آپ کو اس بات کی اطلاع ہوگئی تو منافقین نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہ بات دل سے نہیں کہی تھی۔ بلکہ راستہ طے کرنے کے لئے دل لگی اور مذاق کے طور پر کہی تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ بالا نازل فرمائی۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ ”اے محمدؐ ان لوگوں سے کہہ دو تم اللہ اور اس کے رسول اور قرآن کریم کی آیتوں کے ساتھ مذاق کرتے ہو، اب تمہاری جھوٹی عذر خواہی فضول ہے۔ ایسا کرنے کی وجہ سے تم ایمان

لانے کے بعد کافر ہو گئے۔'' اس آیت میں قرآن شریف اللہ یا اس کے رسول کا استہزاء کرنے اور انکار مذاق اڑانے کی وجہ سے کافر ہو جانے کا حکم سنایا گیا ہے۔

۶...... ''فان تابوا واقاموا الصلوٰة وأتوا الزكوٰة فاخوانكم فى الدين ونفصل الأيات لقوم يعلمون وان نكثوا ايمانهم من بعد عهدهم وطعنوا فى دينكم فقاتلوا ائمة الكفرانهم لا ايمان لهم لعلهم ينتهون (توبه)'' ﴿اگر وہ کفر سے توبہ کر کے نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم اپنی آیتیں سمجھداروں کے لئے تفصیل کے ساتھ کھول کر بیان کرتے ہیں اور اگر وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہیں اور تمہارے دین ومذہب کے کسی حکم پر طعن کریں اور اس میں عیب نکالیں تو ایسے لوگ کفر کے امام اور پیشوا ہیں۔ ان سے لڑو اور جہاد کرو۔ ان کے عہدوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ شاید کہ وہ اس سے ڈر کر اسلام کے متعلق بدزبانی کرنا چھوڑ دیں۔﴾

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسائل دینیہ اور اسلامی اصول اور ضابطوں کے بارے میں نکتہ چینی کرنی اور گستاخی سے پیش آنا انتہائی درجہ کی بے ایمانی ہے۔

۷...... ''ان الذين يكفرون بالله ورسله ويريدون ان يفرقوا بين الله ورسوله ويقولون نؤمن ببعض ونكفر ببعض ويريدون ان يتخذوا بين ذالك سبيلا اولئك هم الكفرون حقاً'' ﴿جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں یا اللہ کو تو مانتے ہیں مگر اس کے رسول کو نہیں مانتے یا رسولوں میں سے بعض کو سچا اور بعض کو جھوٹا کہتے ہیں اور ان کو نہیں مانتے یا مذہب میں ایک درمیانی راستہ نکالتے ہیں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں۔﴾

اس آیت میں چار قسم کے لوگ بتائے گئے ہیں۔ چوتھا گروہ کافروں کا وہ ہے جو اسلام کے اصولوں میں سے بعض کو ماننے اور بعض سے انکار کرے اور مذہب میں ایک ایسا درمیانی راستہ عمل کا تجویز کرے جس میں نہ کلیتہً اسلام سے انکار ہو اور نہ کامل طور پر اس کا اقرار۔ ایسا آدمی قرآن عزیز کی تصریح کے موافق اسی طرح کافر ہے جیسے خدا اور اس کے رسول سے انکار کرنے والا کافر اور بے دین ہے۔

۸...... ''أمن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل أمن بالله

وملائکته وکتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله " ﴿رسول اللہ ﷺ اور مومنین ان تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ان پر خدا کی طرف سے نازل کی گئی اور ان میں سے ہر ایک اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اصولوں پر ایمان لاتے ہیں اور کسی کا انکار نہیں کرتے۔﴾

اس آیت میں اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام آسمانی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھنا اور ان کو اور ان کی کتابوں کے غیر محرف حصہ کو منزل من اللہ اور سچا جاننا ضروری بتایا ہے۔ جس کے صاف اور ظاہری معنی یہ ہوئے کہ ان میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنے پر ایمان نہ لانے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ جس طرح یہودی توریت کے بعض حصہ کو ماننے اور بعض کا انکار کرنے کی وجہ سے اس آیت میں کافر قرار دیئے گئے۔

اسی طرح وہ مسلمان جو قرآن عزیز کے صریح احکام میں سے بعض کا انکار کرے وہ قطعاً کافر اور بے دین ہے۔

"قولوا اٰمنا باللّٰه وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراهیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم به فقداهتدوا وان تولوا فانماهم فی شقاق"

اس آیت میں امر کے صیغہ کے ساتھ جو وجوب اور فرضیت کے لئے آتا ہے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ زبان سے اس بات کا اقرار کرو کہ ہم اللہ پر اور اس کتاب پر جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو حضرت ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد پر نازل کی گئی تھیں، ایمان لائے اور جو کچھ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیا گیا اور جو دوسرے انبیاء علیہم السلام خدا کی طرف سے لائے۔ ہم ان سب کی تصدیق کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کا انکار نہیں کرتے اور ہم اس اقرار میں سچے اور مخلص مسلمان ہیں۔ اگر وہ اسی طرح ایمان لائیں جس طرح تم لائے ہو تو وہ ہدایت پر ہیں اور اگر وہ اس سے اعراض کریں تو وہ اختلافات میں پڑے ہوئے اور گمراہ ہیں۔

علامہ ابوسعودؒ نے اپنی تفسیر میں آیت "ما اوتی موسیٰ وعیسیٰ" کے تشریح

کرتے ہوئے اس سے توریت اور انجیل اور وہ معجزات مراد لئے ہیں جو ان کے مبارک ہاتھوں سے ظاہر ہوئے اور ان کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح تمام نبیوں اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرنی ضروری ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا قرآن کی تصریحات کے موافق تسلیم کرنا بھی ایمان کا ایک جزو ہے۔ معجزات کو قرآنی فیصلے کے مطابق نہ ماننے والا ایسا ہی کافر ہے۔ جیسا کہ کسی نبی کے انکار کرنے والا مردود اور کافر ہے۔

۹...... ’’وقولهم علىٰ مريم بهتاناً عظيما‘‘

یہودی حضرت مریم علیہا السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی وجہ سے کافر قرار دیئے گئے۔ اس آیت میں حضرت مریم علیہا السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی وجہ سے یہودیوں کو کافر بتایا گیا ہے۔ اگر آج بھی کوئی بدبخت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کے ساتھ اس قسم کی بدزبانی سے پیش آئے تو وہ قرآنی فیصلہ کے مطابق یقیناً کافر اور بے دین سمجھا جائے گا۔

۱۰...... ’’قال رسول اللهﷺ من قال فى القرآن برائه فليتبوء مقعده من النار ‘‘ رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن شریف کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ جہنمی ہے۔ (رواہ الترمذی) یعنی قرآن مجید کے اس حصہ کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا جس کا تعلق نقل سے ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے معنی اور مطلب کو ظاہر فرمایا ہے۔ رسول خداﷺ کی مخالفت کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ رسول خداﷺ کے بتائے ہوئے معنوں کو چھوڑ کر اپنی طرف سے معنی گھڑ کر پیش کرنے والا رسول اللہﷺ کی تعلیم کو مٹانا چاہتا ہے جو یقیناً کفر ہے۔

چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہے: ’’فلا وربك لا يؤمنون حتىٰ يحكموك فيما شجر بينهم ‘‘ یعنی وہ کبھی مسلمان نہیں ہوسکتے۔ جب تک وہ ہر شئی کا فیصلہ کرانے کے لئے آپ کو حاکم تجویز نہ کریں اور اس فیصلہ کے آگے گردن نہ جھکائیں۔

اس کے علاوہ رسول خداﷺ امت کے لئے معلم بنا کر کتاب اللہ سکھانے کے واسطے بھیجے گئے۔ جیسا کہ آیت ’’يعلمهم الكتاب والحكمة ‘‘ سے ظاہر ہے۔ اس لئے آپﷺ کی تعلیم اور ہدایت کو بعینہ تسلیم کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جو شخص اس کے خلاف اپنی رائے کو شریعت کے فیصلوں میں دخل دیتا ہے وہ زندیق اور بے ایمان ہے۔ اسی پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ تفسیر کا وہ حصہ جو عربیت سے تعلق رکھتا ہے اس میں اپنی رائے سے عجیب نکتے

پیش کرنے اور آیت کے متعلق فوائد اور حکمتیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے کسی ایک شی کے انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ محض کلمہ شہادت زبان پر جاری کرنا یا نماز پڑھنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اجمالی یا تفصیلی طور پر شریعت کے تمام قطعی اور یقینی فیصلوں کو ماننا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنے سے آدمی مسلمان نہیں رہتا۔ مگر انکار دو قسم کا ہوا کرتا ہے۔

۱...... صاف اور صریح طور پر کسی چیز کو ماننے سے انکار کرنا اسلام سے ایسا انکار یہود و نصاریٰ اور مشرکین کیا کرتے ہیں۔

۲...... آیت قرآنی اور شریعت کے قطعی فیصلوں کے جو معنی اور مطلب رسول خدا ﷺ سے ثابت ہیں یا آپ کے بعد صحابہؓ اور ائمہ مجتہدینؒ نے وہ معنی لئے ہیں ان کے خلاف کوئی اور ہی مطلب اس شرعی فیصلے کے متعلق بیان کرے تو ایسا انکار بھی قرآنی فیصلے کے مطابق پہلے انکار کی طرح کفر ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے: ”فلا وربك لا يؤمنون حتىٰ يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليما“ تیرے پروردگار کی قسم ہے کہ جب تک وہ آپ کو ہر بات میں اپنا حکم تجویز نہ کریں اور اپنے ہر فیصلہ کو بخوشی تسلیم کرتے ہوئے اس کے سامنے اپنی گردن نہ جھکائیں وہ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتے۔

”لقد من الله علىٰ المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم اٰياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين“

اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا جو ان میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو اس کی آیتیں پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور نفوس کو شبہات اور گناہوں کی پلیدی سے پاک کرتا ہے۔ قرآن عزیز کے معانی اور مطالب بیان کرتا ہے اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے۔

اس آیت میں نبی عربی ﷺ کو قرآن شریف کے سکھانے والا فرمایا گیا ہے۔ یہ بات اسی صورتوں میں ہو سکتی ہے جب کہ آپ کے بیان کردہ معانی اور مطالب کو بعینہ قائم رکھا جائے۔ ورنہ آپ کا معلم قرآن ہونا باقی نہیں رہ سکتا۔ اس کے علاوہ کسی مسلمان مرد یا عورت کو یہ اختیار نہیں

دیا گیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے صریح فیصلوں کو چھوڑ کر اسلام میں کوئی نیا راستہ تجویز کرے۔ لہٰذا اگر کوئی بدباطن اسلام میں درمیانی راستہ نکال کر اس کا نام اسلام رکھے اور لوگوں کو اس کی طرف بلائے تو ایسا خود ساختہ اسلام بعینہٖ نبی کریم ﷺ کا پیش کردہ اسلام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ ہی کے بتائے ہوئے اصول اور ضابطوں میں نجات ہے۔ باقی راستے تمام ضلالت اور گمراہی کے ہیں۔ بلکہ قرآن مجید میں ایسے شخص کو جو اسلامی تعلیم کو نئے رنگ میں پیش کر کے مذہب میں ایک درمیانی راستہ نکالنا چاہتا ہے۔ کافر اور بے دین فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ آیت: "یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ھم الکافرون حقا" سے ظاہر ہے۔ یعنی جو لوگ اسلام کی بعض باتوں کا انکار اور بعض کا اقرار کرتے ہوئے دین میں ایک درمیانی راستہ تجویز کرنا چاہتے ہیں وہ قطعاً کافر اور بے دین ہیں۔

اس قسم کی آیتوں سے اب تک یہ بات معلوم ہوئی کہ:

۱...... اللہ یا اس کے رسول کا انکار کرنے۔

۲...... قرآن کی کسی آیت کو جھٹلانے۔

۳...... یا ان میں سے کسی ایک کا استہزاء اور مذاق اڑانے۔

۴...... اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک رسول کی شان میں گستاخی کرنے۔

۵...... قطعی حکم کو نہ ماننے۔

۶...... حلال کو حرام یا حرام کو حلال جاننے۔

۷...... اسلام کے کسی حکم یا فیصلے کے متعلق نکتہ چینی یا عیب جوئی کرنے۔

۸...... فرشتوں کے وجود یا انبیاء علیہم السلام کے پاس ان کی آمد و رفت کا انکار کرنے۔

۹...... کسی نبی کے ان معجزات کو جن کا ذکر قرآن مجید میں صاف اور صریح طور پر آیا ہے نہ ماننے۔

۱۰...... قرآن شریف کے صریح احکام کے خلاف اپنی طرف سے ایسی تاویلات گھڑنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے جو نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ کی تصریحات کے مخالف ہیں۔ پھر اسلام سے خارج ہونے کے لئے ان تمام وجہوں کا جمع ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر ان میں سے ایک وجہ بھی کسی شخص میں یقیناً موجود ہوگی وہ اسلام سے خارج اور قطعی طور پر کافر سمجھا جائے گا۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی اور اس کے متبعین خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی۔ قرآن اور حدیث کے خلاف ایسے خیالات اور عقیدے ظاہر کر رہے ہیں جن سے ان پر ایک وجہ سے نہیں بلکہ متعدد وجوہات سے کفر عائد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن میں فرماتا ہے۔ ''وکان عند اللہ وجیہاً'' عیسیٰ بن مریم علیہا السلام اللہ کی نظر میں بزرگ اور محترم تھے۔ مگر مرزا قادیانی کہتا ہے:

۱...... ''بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں یا ان پر اپنے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس واسطے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' (دافع البلاء ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰)

''ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر جھوٹ نکلیں۔ آج کون زمین پر ہے جو اس عقدے کو حل کرے۔''

(اعجاز احمدی ص۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۱)

۲...... ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں ان کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

اس قسم کی لغویات سے اس کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ ہم نے طوالت کے خوف سے چند بیان کی ہیں۔ مرزا قادیانی نے ان عبارتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس اور بزرگ ہستی کے متعلق تین قسم کی گستاخیاں بیان کی ہیں۔

۱...... العیاذ باللہ! آپ کی دادیوں ونانیوں کو کسبی کہا اور آپ کو کسبیوں کے خاندان سے بتایا۔ باوجودیکہ قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کے والدین کو صالح اور نیک بخت کہا گیا ہے۔ جیسا کہ آیت ''یا اخت ھارون ماکان ابوک امراسوء وما کانت امک بغیا'' سے ظاہر ہے۔ یعنی اے مریم تیرا باپ برا آدمی نہیں تھا اور تیری ماں بھی زنا کار نہ تھی۔ مگر مرزا قادیانی قرآن کریم کی مخالفت کرتے ہوئے خدا کے غصہ اور غضب سے نہیں ڈرتا۔

دوسری اور تیسری گستاخی یہ کی کہ آپ کو فاحشہ عورتوں سے تعلق رکھنے والا، ان کی کمائی کھانے والا، شرابی اور جھوٹا قرار دیا ہے۔ مرزا قادیانی نے اس بدزبانی سے ایک برگزیدہ رسول کی توہین کے علاوہ آیت ''وکان عند اللہ وجیھا'' ﴿عیسیٰ بن مریم اللہ کی نظر میں بزرگ اور محترم تھے۔﴾ کی تکذیب کی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ پر یہ الزام لگایا کہ وہ فاسق اور گنہگار کو رسول بنا کر بھیجتا رہا ہے۔ ایسا ملحد اور بدزبان آدمی قرآنی فیصلے کے مطابق یقینی طور پر مردود اور کافر ہے۔

اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ کو ولدالزنا اور آپ کی والدہ محترمہ کو زناکار کہا ہے۔

ملاحظہ ہو:

۱...... ''اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کی ہدایت اور اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی ہے۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے ساتھ نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔''

(کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸)

۲...... ''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھے۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔'' (کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸)

ان دونوں عبارتوں سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو یوسف نجار کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے زنا کا حمل ہو گیا تھا۔ لعنت بو بے!

مرزا قادیانی نے اس بیہودہ گوئی میں خدا کے ایک بزرگ اور اولوالعزم رسول کی توہین کرنے کے علاوہ قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلایا ہے۔ ''والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من روحنا وجعلناھا وابنھا آیة للعالمین'' وہ عورت جس نے اپنی شرمگاہ کو مرد سے بچا کر رکھا۔ ہم نے اس کے رحم میں ایک پاک روح پھونکی۔ اس کو اور اس کے بیٹے کو عالم کے واسطے نشانی بنایا۔ اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی نیک چلنی اور پاکدامنی کی تعریف کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق سورہ آل

عمران میں اس طرح ارشاد ہوا ہے۔ ''ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون''

عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی طرح ہے۔ جس طرح آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے بنایا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے لفظ کن یعنی محض ارادہ کے ساتھ پیدا کیا۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش آدم علیہ السلام کی طرح بغیر باپ کے بتلائی ہے۔ بلکہ حضرت مریم علیہا السلام پر زنا کا بہتان باندھنے والوں یہودی صفتوں کو قرآن مجید میں کافر کہا ہے۔ ایک نبی کی توہین اور قرآن کریم کی تکذیب کرنا کافر ہونے اور جہنم میں جھکنے کے لئے کافی ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا۔ بلکہ سید الانبیاء شفیع روز جزا کی ہمسری کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض جگہ افضلیت کا دعویٰ دار بن گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱...... ''اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز نبی مقدس نبی گزر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں۔ سو وہ میں ہوں۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰، خزائن ج۲۱ ص۱۱۸)

گویا عیاذاً باللہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی بزرگیاں جن میں رسول خدا ﷺ بھی ہیں۔ مرزا قادیانی میں جمع ہوگئیں اور اس طرح مرزا قادیانی تمام نبیوں سے خاکم بدہن بڑھ گیا۔

۲...... ''اور مجھے بتلا دیا گیا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله''

(اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

تمام لوگ جانتے ہیں کہ یہ آیت رسالت پناہ ﷺ کی شان عالی میں نازل ہوئی ہے اور رسول سے آپ کی ہی ذات گرامی مراد ہے اور آپ ہی سے اسلام کے غلبہ کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کہتا ہے کہ تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ یعنی رسول اکرم ﷺ مراد نہیں ہیں۔ (لعنت بوئے)

اگرچہ اس میں بھی گستاخی کا پہلو نمایاں طور پر ظاہر ہے۔ لیکن دوسری جگہ کھلم کھلا بے ادبی اور گستاخی پر اتر آیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱...... ''حضرت محمد ﷺ کی وحی بھی غلط نکلی۔'' (ازالہ اوہام ص۶۸۷، خزائن ج۳ ص۴۷۱تا۴۷۲)

۲...... "آنحضرتﷺ نے زلزال کے معنی غلط سمجھے۔"

(ازالہ اوہام ص۱۲۸،خزائن ج۳ ص۱۶۷)

۳...... "آنحضرت کو ابن مریم اور دجال اور خر دجال اور یاجوج ماجوج اور دابتہ الارض کی وحی نے خبر نہیں دی۔" (ازالہ اوہام ص۶۹۱،خزائن ج۳ ص۴۷۳)

یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ دجال، خر دجال، دابتہ الارض وغیرہ علامات قیامت کا بیان صحیح مشہور حدیثوں میں موجود ہے۔ مرزا قادیانی کی اس دریدہ دہنی کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریمﷺ نے دجال اور خر دجال، دابتہ الارض یاجوج ماجوج سے جو مراد ظاہر فرمائی ہے وہ نعوذ باللہ صحیح اور درست نہیں اور مرزا قادیانی نے خر دجال سے ریل یاجوج ماجوج سے قوم نصاریٰ دجال سے پادری مراد لئے ہیں۔ وہ صحیح ہیں جو بے ادب اور گستاخ اپنی تحقیق کو درست اور رسول خداﷺ کے ارشاد کو غلط بتائے وہ یقیناً کافر اور جہنمی ہے۔

پھر اس پر ہی بس نہیں کی۔ بلکہ اسلام اور قرآن کریم کی توہین کرتا ہوا کہتا ہے۔

۱...... "قرآن مجید میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔" (ازالہ اوہام ص۱۴،خزائن ج۳ ص۱۰۹)

۲...... "قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔"

(لیکھرام کی موت کا اشتہار، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۳۷، حقیقت الوحی ص۸۴،خزائن ج۲۲ ص۸۷)

مرزا قادیانی کا قرآن مجید کو اپنے منہ کی باتیں کہنے کا یہ مطلب ہے کہ ایسا کلام میں بھی بنا سکتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے اس یاوہ گوئی سے قرآن شریف کی اس آیت کو جھٹلانا چاہا ہے۔

"قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یأتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیراً"

اگر تمام جن وانسان متفقہ طور پر قرآن مجید کی مانند کلام بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے۔

ہے غضب کہتے ہیں اب وحی خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس امت کا قصوں پر مدار
ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں
محض قصوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفان سے پار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۷،خزائن ج۵ ص۱۳۷)

کیا بھی اسلام کا ہے دوسرے دینوں کا فخر
کر دیا قصوں پہ سارا ختم دین کا کاروبار
مغز فرقان مطہر کیا یہی ہے زہد خشک
کیا یہی چوہا ہے نکلا کھود کر یہ کوہسار
گر یہی اسلام ہے بس ہو گئی امت ہلاک
کس طرح راہ مل سکے جب دین ہو تاریک وتار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۲، خزائن ج۲۱ ص۱۴۲)

مرزا قادیانی کی اس نظم کا یہ مطلب ہے کہ اگر آج بھی وہی اسلام ہے جو تیرہ سو برس پہلے تھا۔ تو اس میں روحانیت کا ملنا بہت دشوار ہے۔ کیونکہ قرآن عزیز اور دیگر اسلامی روایات میں انبیاء سابقین کے حالات ہیں یا نبی عربی ﷺ پر نازل شدہ وحی کا بیان اور مسلمانوں کو مسائل کی تلقین ہے۔ یہ سب باتیں تیرہ سو برس گزر جانے کی وجہ سے قصص اور کہانیاں بن کر رہ گئی ہیں۔ قصوں اور کہانیوں میں روحانیت تلاش کرنی بے فائدہ اور فضول کام ہے۔ اس لئے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے نبوت اور وحی کا دروازہ ہمیشہ کے واسطے مفتوح اور کھلا ہوا رہنا چاہئے۔ تاکہ اسلام میں تازہ بتازہ روحانیت کا ثبوت ملتا رہے۔ ورنہ اسلام میں روحانیت باقی نہیں رہ سکتی۔ (نعوذ باللہ من ھذا الخرافات) اور لیجئے مرزا قادیانی اور اس کے متبعین فرشتوں کی حقیقت اور دنیا میں ان کے آنے کے بھی منکر ہیں۔ ملاحظہ ہو:

۱...... ’’فرشتے نفوس فلکیہ اور کواکب کا نام ہے جو کچھ ہوتا ہے وہ سیارات کی تاثیرات سے ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔‘‘ (توضیح المرام ملخصاً ص۳۳، خزائن ج۳ ص۶۷)

۲...... ’’جبرائیل کبھی زمین پر نہیں آئے اور نہ آتے ہیں۔‘‘

(توضیح المرام ص۶۸، خزائن ج۳ ص۸۶)

نفوس فلکیہ اور کواکب کو فرشتے کہنا اور سیارات کو مؤثر حقیقی جاننا قرآن اور حدیث کی صدہا تصریحات کے خلاف ہونے کی وجہ سے قطعی طور پر کفر ہے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ جو لوگ بارش کو سیاروں کی تاثیرات کی وجہ سے مانتے ہیں۔ وہ اللہ کے منکر اور کفر کرنے والے ہیں۔ (کتاب الایمان، صحیح مسلم) دوسرے جبرائیل علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری سے انکار کرنے کے یہ معنی ہیں کہ آج تک دنیا میں نہ کوئی رسول ہوا اور نہ کسی پر وحی الٰہی نازل ہوئی۔ کیونکہ جبرائیل ہی وحی

پہنچانے پر مامور ہیں اور وہ دنیا میں تشریف نہیں لاتے۔

اس کے علاوہ قرآن کی آیت ’’فتمثل لھا بشراً سویا‘‘ کا بھی انکار ہوا۔ جس میں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جبرائیل امین کا انسانی شکل میں آنا مذکور ہے۔

نیز اس آیت سے بھی انکار ہوا جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس خدا کے چند فرشتے انسانی شکل میں آئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو انسان سمجھنے کی وجہ سے بھنا ہوا گوشت ان کے کھانے کے واسطے پیش کیا تھا اور حضرت لوط علیہ السلام ان کو نوعمر لڑکے سمجھ کر دیر تک اپنی قوم سے لڑتے اور جھگڑتے رہے تھے۔ مرزائی جماعت اس قسم کی تمام آیتوں کا انکار کرنے کی وجہ سے یقیناً اسلام سے خارج اور جہنمی ہے۔

اس کے علاوہ مرزا قادیانی اور اس کے متبعین نے قرآن کریم کی ان تمام آیتوں کا انکار کیا ہے۔ جن میں انبیاء علیہ السلام کے معجزات کا ذکر ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

۱...... ’’قرآن شریف میں جو معجزے ہیں وہ مسمریزم ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۳۰۲ تا ۳۱۷، خزائن ج۳ ص۲۵۶ تا ۲۶۱)

۲...... ’’حضرت مسیح علیہ السلام مسمریزم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۳۰۶، ۳۰۸، خزائن ج۳ ص۲۵۷ حاشیہ)

۳...... ’’اور لوگ ان کو شناخت کرلیں کہ درحقیقت یہ لوگ مر چکے تھے اور اب زندہ ہوگئے ہیں۔ وعظوں اور لیکچروں سے شور مچادیں کہ درحقیقت یہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے سچا ہے۔ سو یاد رہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر نہیں ہوئے اور نہ آئندہ قیامت سے پہلے کبھی ظاہر ہوں گے اور جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر ہو چکے ہیں۔ وہ محض بے بنیاد قصوں سے فریب خوردہ ہے۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۳۳، خزائن ج۲۱ ص۴۴)

۴...... ’’بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۶۳ حاشیہ)

نیز مرزا قادیانی نے معجزہ شق القمر کو چاند گرہن بتایا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶۴، خزائن ج۲۱ ص۸۲، اعجاز احمدی ص۱۷، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

نیز قرآن مجید کی اس آیت سے بھی انکار ہے۔ جس میں ایک رات کے اندر رسول

خدا ﷺ کا مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک جانا مذکور ہے۔ بلکہ قادیان میں ایک مسجد اقصیٰ تیار کر کے یہ ظاہر کیا کہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی پہلے محمد ﷺ بن کر مکہ میں پیدا ہوا اور اب قادیان کی مسجد اقصیٰ میں آ گیا۔ اسی کا نام حلول ہے۔ چنانچہ بروزت کا دعویٰ عقیدہ حلول ہی پر مبنی ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا باتفاق علماء اسلام کفر ہے۔ اس موقعہ کی مناسبت چند عبارتیں ملاحظہ ہوں:

۱...... ''وہ محمد ہی ہے۔ گو ظلی طور پر۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

۲...... ''یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد اور احمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱)

ظاہر ہے کہ جو شخص قرآنی معجزات کو نہ مانے وہ قرآن مجید کی آیتوں کا انکار کرنے کی وجہ سے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ یقیناً کافر اور بے دین ہے۔

نیز مرزائی جماعت خواہ لاہوری ہو یا قادیانی اپنے مرشد مرزا کی طرح قرآن عزیز کی تفسیر کرنے میں نبی عربی ﷺ کی تحقیق اور صحابہؓ کی تشریحات کی پابند نہیں ہے۔ جو دل میں آتا ہے اس کے موافق قرآن کی تاویل اور توضیح بیان کرتا ہے۔ پہلے اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ نقلیات میں قرآن شریف کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کرنی موجب کفر ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی (براہین احمدیہ حصہ ص۹۱، خزائن ج۲۱ ص۱۱۹) پر اس آیت کی تفسیر کرتا ہوا لکھتا ہے: ''انا مکنا له فی الارض وآتیناه من کل شئ سببا'' یعنی مسیح موعود کو جو ذوالقرنین بھی کہلائے گا روئے زمین پر ایسا مستحکم کریں گے کہ کوئی اس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔''

یعنی تمام سورت کو مسخ کر کے اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔ نیز شہادت القرآن مصنفہ مرزا قادیانی اس قسم کی لغویات سے بھری پڑی ہے۔ حیات مسیح علیہ السلام اور معجزات انبیاء کرام کے متعلق جملہ آیات کی غلط تاویلیں کی ہیں اور ان میں نبی کریم ﷺ کی تحقیقات کی مطلقاً پرواہ نہیں کی۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ حضور ﷺ کو ان کی صحیح اطلاع ہی نہیں دی گئی اور حدیثیں ناقابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ وہ مرزا قادیانی کے بتائے ہوئے معنوں کے موافق نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ آج کل مرزائی جماعت کا طرز عمل اور ان کے مطبوعہ تراجم اور تفسیریں ہمارے اس دعویٰ پر کھلی ہوئی شہادت ہیں۔ جس کا جی چاہے ان کی معنوی تحریفات کو اٹھا کر دیکھ لے۔ نیز جنگ جارحانہ جو اسلام کی عزت اور وقار کو قائم رکھنے اور کفر کا غلبہ اٹھانے حق وانصاف کو پھیلانے تبلیغی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ جس کے ثبوت میں احادیث نبویہ

قرآن کی صدہا آیتیں موجود ہیں اور صحابہ کو قیصر و کسریٰ سے ان کے ملکوں میں جا کر جنگ کرنا اس پر شاہد عادل ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کو اس سے صاف انکار ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق قرآن عزیز کی آیتوں اور صحیح حدیثوں کے غلط معنی بیان کرنا ختم نبوت اور معراج جسمانی سے انکار کرنا اس کے علاوہ ہیں۔

مرزا قادیانی جس عقیدے پر مرے ہیں اور جو اسلام آج بھی مرزائی جماعت لوگوں کے سامنے پیش کر رہی ہے وہ یہ ہے۔

۱...... ''فرشتے کواکب اور نفوس فلکیہ کا نام ہے۔''

۲...... ''ملائکہ کسی نبی کے پاس وحی لے کر زمین پر نہیں آئے اور نہ وہ کسی انسان کی شکل اختیار کرتے ہیں۔''

۳...... ''اسلام میں جنگ جارحانہ یا جہاد فی سبیل اللہ کوئی چیز نہیں بلکہ گناہ ہے۔''

۴...... ''قرآن عزیز کی تفسیر اور کسی آیت کے معنی اور مطلب بیان کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی تفسیر پر چلنا ضروری نہیں ہے اور نہ صحابہ کا اتباع لازمی ہے۔''

۵...... ''کبھی کسی نبی سے خارق عادت معجزہ ظاہر نہیں ہوا اور جن معجزات کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے۔ اس سے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں۔ جیسا کہ آج تک مسلمان سمجھتے رہے ہیں۔ بلکہ ان سے مرزا قادیانی کے بیان کردہ تاویلی معنی مراد ہیں۔''

۶...... ''عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں اور وہ دنیا میں دوبارہ تشریف نہیں لائیں گے اور نہ مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔ جن آیات یا حدیثوں سے حیات مسیح اور ظہور مہدی کا پتہ چلتا ہے۔ وہ قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے بیان کردہ معنی کے خلاف ہیں۔''

۷...... ''عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے۔ حضرت مریم کا نکاح سے پہلے ناجائز تعلق یوسف نجار کے ساتھ ہو گیا تھا۔ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔'' (لعنت اللہ علیہ)

۸...... ''یاجوج ماجوج دجال دابۃ الارض وغیرہ کا مطلب جو رسول خدا ﷺ نے بیان فرمایا ہے صحیح نہیں۔ کیونکہ حضور کو ان چیزوں کی صحیح اطلاع نہیں دی گئی۔ اس کے حقیقی معنی مرزا قادیانی کو بتائے گئے ہیں۔ یہ تمام عقیدے لاہوری اور قادیانی جماعت میں مشترک ہیں۔ یہی وہ اسلام ہے جس کو ان کی تبلیغی مشنریاں یورپ وامریکہ میں پیش کرتی ہیں۔ جن پر ان کو بڑا ناز ہے اور ہمارے

فریب خوردہ ناواقف مسلمان بھائی ان کی کوششوں کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ ان عقائد باطلہ کے علاوہ قادیانی جماعت کو ختم نبوت سے بھی انکار ہے اور آج بھی نبوت غیر تشریعی کا دروازہ مفتوح سمجھتے ہیں۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے نبیوں کی طرح اس امت میں بھی نبیوں کا آتے رہنا مانتے ہیں۔''

تمام دنیا کے مسلمانوں کا عقیدہ بروئے قرآن وحدیث ہر زمانہ میں ان چیزوں کے متعلق یہ رہا ہے۔

۱...... ''فرشتے خدا کی ایک مخلوق ہے جو نور سے پیدا کی گئی۔ نہ ان میں کوئی مذکر ہے اور نہ مؤنث اور نہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ زمین پر آتے جاتے ہیں۔ کبھی انسانی شکل میں انبیاء علیہم السلام کے پاس آتے رہے اور کبھی اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوئے۔ خدا کی نافرمانی اور ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہیں۔''

۲...... ''جہاد کرنا اسلام کی عزت اور وقار کے لئے ضروری ہے۔ دین اسلام کی حمایت میں کٹ مرنا قرب الٰہی کا بڑا درجہ ہے۔''

۳...... ''قرآن مجید کی تفسیر میں نبی عربی ﷺ کی تحقیق اور صحابہ کرامؓ کی اتباع کو چھوڑ کر اپنی رائے کو دخل دینا کفر ہے اور اسی پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔''

۴...... ''انبیاء علیہم السلام سے بہت سی خارق عادت باتیں ظاہر ہوئیں اور ان میں سے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ان سے وہ ہی معنی مراد ہیں۔ جو قرآن کے ظاہری الفاظ سے سمجھے جارہے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر دوسرے معنی اپنی طرف سے گھڑنے کفر ہیں۔''

۵...... ''عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانہ میں زمین پر اتریں گے۔ قرآن شریف اور صدہا حدیثوں سے ایسا ہی ثابت ہے اور اسی پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔'' (نقلہ صاحب الیواقیت والجواھر)

۶...... ''عیسیٰ علیہ السلام قدرت الٰہی سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور ان کی والدہ ماجدہ عفیفہ اور پاکدامن تھیں۔ ان پر زنا کی تہمت لگانے والا بروئے قرآن شریف کافر ہے۔''

۷...... ''یاجوج ماجوج، دجال، خردجال، دابۃ الارض اور اسی طرح کی دوسری قیامت کی نشانیاں اپنی حقیقت پر محمول ہیں اور ان سے وہی مراد ہے جو رسالت پناہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ اس کے خلاف کہنے والا یقینی اور قطعی طور پر جہنمی ہے۔''

۸...... ''آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے اور ایسا ہی قرآن اور حدیث سے ظاہر ہے۔

آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص تشریعی یا غیر تشریعی نبی بن کر نہیں آئے گا اور جو ایسا عقیدہ رکھے گا وہ یقیناً ملحد اور بے دین ہے۔ لیکن پہلے نبیوں میں سے کسی نبی کی موجودگی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے عطاء نبوت کے سلسلہ کو بند کرنا مراد ہے۔ نبوت سابقہ کا چھین لینا مراد نہیں۔ ورنہ اس کا نام سلب نبوت ہوگا۔ ختم نبوت نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ یہی معنی ختم نبوت کے نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے روز تمام انبیاء نبوت کے ساتھ متصف ہوں گے۔ مگر اس سے حضور ﷺ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔"

مرزائی صاحبان خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی جن عقائد دینیہ میں وہ مسلمانوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اگر آج وہ ایسے عقیدوں کی اصلاح نبی کریم ﷺ کی اتباع اور صحابہؓ کے طریق عمل میں تلاش کریں اور رسول خدا ﷺ کی غلامی اور ان کی تعلیم وتربیت ہی میں نجات کو منحصر جانیں تو دنیا کا ہر سچا مسلمان ان کو اپنے گلے سے لگانے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اگر وہ رسالت پناہ ﷺ کی ہدایات اور آپ کے بیان کردہ معانی اور تشریحات کے خلاف اپنی طرف سے کوئی معنی اور مطلب گھڑ کر اس کا نام اسلام رکھ لیں تو مسلمان ایسی ملحد اور بے دین جماعت کو قرآنی فیصلے کی وجہ سے مردود اور کافر کہنے پر مجبور ہیں۔

کیونکہ اگر نفوس فلکیہ اور کواکب کا نام فرشتہ رکھ لیا گیا۔ تو اس سے فرشتوں کے وجود کا اقرار نہیں سمجھا جاسکتا اور اگر سیاروں کی تاثیرات کو نزول ملائکہ سے تعبیر کیا گیا تو اس سے فرشتوں کی زمین پر آمد ورفت کا اقرار نہیں کہہ سکتے۔ ملائکہ کے وجود اور ان کے نزول وصعود کا اقرار اسی وقت صحیح ہوگا۔ جب کہ قرآن وحدیث کی تصریحات کے موفق اس کو تسلیم کرلیا گیا۔ ورنہ ان کا یہ فعل شریعت محمدی کی مخالفت اور دین الٰہی کے مسخ وتبدیل کرنے پر محمول ہوگا۔ اسی طرح معجزہ کا اقرار اسی صورت میں مانا جائے گا۔ جب کہ خارق عادت امور کا ظہور تسلیم کرلیا گیا اور عصاء موسوی کا اژدھا بن جانا احیاء موتی اور شق القمر وغیرہ معجزات کو ایسے معنی پر اتارا گیا۔ جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ سے ثابت ہیں۔ ورنہ اگر قحط سالی اور زلزلہ وغیرہ حوادثات دنیوی میں معجزہ کو منحصر سمجھا گیا اور خارق عادت امور کے وقوع سے انکار کر کے قرآن کریم کی تکذیب کی گئی تو اس حالت میں کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح آیات قرآنیہ کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کی تحقیق پر نہ چلنا جہنم میں داخل کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ اسلام اور ایمان وہی ہے جو رسول خدا ﷺ نے بیان فرمایا اور صحابہؓ نے اس کو اختیار کیا۔ لہٰذا اگر آج کوئی شخص عقائد دینیہ اور آیات قرآنیہ کے معنی اور مطالب

صحابہؓ کی تحقیقات کے موافق تسلیم کرتا ہے تو ایسا ایمان اور اسلام بالکل صحیح اور درست ہے اور اگر کوئی ان کی تشریح اور تحقیق کے خلاف دوسرے معنی بیان کرے تو ایسا آدمی یقیناً جہنمی اور کافر ہے۔ جیسا کہ قرآن کی اس آیت سے ظاہر ہے۔ ’’فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم به فقداهتدوا وان تولوا فانماهم فی شقاق‘‘

اس آیت میں صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ لوگ تمہاری طرح ایمان لائیں یعنی جن چیزوں کو جس طرح تم مانتے ہو اسی طرح وہ بھی مانیں تو وہ ہدایت پر ہیں اور اگر وہ تمہاری طرح ایمان نہ لائیں اور اس سے اعراض کریں تو پھر وہ اختلاف اور گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ ایک اور جگہ یہ ارشاد ہوا ہے۔ ’’ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وسأت مصیرا‘‘

جو شخص حق ظاہر ہونے کے بعد اللہ کے رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کوئی اور راستہ عمل کا تجویز کرے ہم اس کو حق سے ہٹا کر جہنم میں جھونک دیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں مؤمنین سے مراد صحابہؓ کی جماعت ہے۔ انہی کا راستہ ہدایت کا راستہ کا ہے۔ باقی سب گمراہی ہے۔

سورۃ توبہ میں ہے: ’’والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی اللّٰه عنهم ورضوا عنه‘‘ نیکی کی طرف دوڑنے والے مہاجرین اور انصار اور ان کی سچی اتباع کرنے والوں سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں۔

ایک آیت میں یوں آیا ہے: ’’والذین اٰمنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل اللّٰه والذین اٰوو ونصروا اولئك هم المؤمنون حقاً‘‘

یعنی مہاجرین اور انصار ہی سچے مؤمن ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور خدا کے رسول کو جگہ دی اور ان کی ہر طرح مدد فرمائی۔ معلوم ہوا کہ سچائی اور حقانیت اسی راستہ میں منحصر ہے۔ جس کو صحابہؓ اور ان کے متبعین نے اختیار کیا۔ اس لئے اس کو چھوڑنے والا قطعی طور پر جہنمی اور کافر ہے۔ مرزائی جماعت نے فرشتوں، دجال، خردجال یاجوج ماجوج وغیرہ عقائد کے جو معنی بیان کئے ہیں اگر اس کا ثبوت صحابہؓ کی تحقیقات سے پیش کر دیں اور نقلیات میں تفسیر بالرائے کا جواز قرآن اور حدیث سے ثابت کر دیں تو ہم بھی یہی کیش وملت اختیار کرنے کے لئے

تیار ہیں اور ایک صد روپیہ انعام اس کے علاوہ ہے اور اگر وہ اس کا ثبوت پیش نہ کر سکیں اور یقیناً نہ کر سکیں گے تو پھر مخلص مسلمان بنیں اور عقائد باطلہ سے توبہ کریں یا مسلمانی کا دعویٰ کرنا چھوڑ دیں اور اپنا پنتھ الگ قائم کریں اور اپنی منافقانہ چالوں سے مسلمانوں کو دھوکہ نہ دیں۔ ورنہ منتقم حقیقی کے غصہ اور غضب سے ڈرتے رہیں۔ جس کے یہاں دیر ہے۔ مگر اندھیر نہیں۔

رہا یہ شبہ کہ اہل قبلہ کی تکفیر شرعاً ممنوع اور ناجائز فعل ہے اور ہر کلمہ گو کو مسلمان جاننا ضروری ہے۔ اس کے متعلق اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جس حدیث کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہوا ہے۔ اس کے یہ الفاظ ہیں: ”عن انس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشھدوا ان لا الہ الا اللّٰہ وان محمد رسول اللّٰہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماء ھم واموالھم الا بحق الاسلام (رواہ البخاری) ”جو شخص کلمہ شہادت زبان پر جاری کرے۔ نمازیں پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اس کا جان و مال محفوظ ہو جائے گا اور وہ مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان سمجھا جائے گا۔ البتہ اگر اسلام اس کے قتل کا فیصلہ کرے تو وہ اس سزا کا مستحق ہوگا۔

اس حدیث میں ”الا بحق الاسلام“ کی تصریح بتارہی ہے کہ اہل قبلہ ہونا مسلمان ہونے کے لئے قطعی اور یقینی فیصلہ نہیں ہے۔ اس سے اس کی مسلمانی پر اسی وقت استدلال کیا جائے گا۔ جب کہ دوسرے حالات اس کے کفر پر صراحتاً دلالت نہ کریں اور اگر اس کا کافر ہونا قطعی طور پر معلوم ہو جائے تو پھر اس پر کافر ہونے کا حکم لگا دیا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں سے پہلے ثابت ہو چکا ہے اور اس حدیث میں ”الا بحق الاسلام“ کے ساتھ استثناء کرنے کا بھی یہی منشاء ہے۔ اگر مسلمانی ایک مرتبہ ظاہر ہونے کے بعد کسی عقیدے کے انکار یا مخالفت سے ضائع ہونے والی چیز نہیں ہے تو استثناء کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت نے زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کیا اور ابوبکر صدیقؓ نے ان کو مرتد قرار دیتے ہوئے ان سے جہاد کی تیاری فرمائی تو حضرت عمرؓ نے روکا اور ان کو کلمہ گو اور اہل قبلہ سمجھتے ہوئے اس امر سے مانع ہوئے لیکن جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس حدیث کے آخری الفاظوں کی طرف توجہ دلائی تو فوراً انہوں نے تسلیم کر لیا اور صحابہؓ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر متفق ہو گئے اور اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کسی فرض کی فرضیت سے انکار کرنے پر ایک مسلمان باجماع صحابہؓ کافر ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اہل قبلہ ہونا کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرنا، مسلمان ہونا یہ سب شریعت اسلامیہ کے تسلیم کر لینے کے عنوانات ہیں۔ اس قسم کی حدیثوں کا یہ

منشاء ہرگز نہیں کہ ایک آدمی مسلمانوں کا ذبیحہ کھا لینے یا کلمہ شہادت زبان پر جاری کرنے سے مسلمان ہو جاتا ہے اور آئندہ اسے جنت، دوزخ، قیامت یا شریعت کی دوسری تصریحات پر اجمالی یا تفصیلی ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو جو منافقین زبان سے کلمہ جاری کرتے اور نمازیں پڑھتے تھے۔ کبھی دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھے جاتے اور نہ صحابہ محض زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے والوں سے جہاد کرتے۔

اور کبھی مرزائی جماعت عدم تکفیر کے ثبوت میں یہ آیت پیش کیا کرتی ہے۔ ’’ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا ‘‘ جو شخص تم سے سلام علیکم کہہ کر اپنی مسلمانی ظاہر کرتا ہے تم اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔ اگر مرزائی صاحبان دیانت سے کام لے کر اس آیت کے پہلے الفاظ کو دیکھ لیتے تو ان کو اس سے استدلال کرنے کی کبھی جرأت نہ ہوتی۔ کیونکہ اس تمام آیت کا خلاصہ اور ماحصل یہ ہے کہ جس کا کفر مشتبہ ہو اور ظاہری علامات سے اس کا مسلمان ہونا ظاہر ہوتا ہو تو اس کو کافر کہنا ہرگز جائز نہیں۔ اس سے یہ کہیں ظاہر نہیں ہوتا کہ جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا صاف طور پر انکار کرے۔ وہ بھی کافر نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس آیت کے پورے الفاظ یہ ہیں: ’’یاأیها الذین اٰمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللّٰہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام ‘‘یعنی اے مسلمانو! جب تم جہاد کرنے کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلو اور کوئی آدمی تمہیں ملے تو پہلے اس کے مسلمان یا کافر ہونے کی پوری تحقیق کر لو۔ اگر وہ اپنا اسلام ظاہر کرتا ہو تو محض ناواقفیت یا شبے کی وجہ سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔ مرزائی صاحبان ’’لاتقولوا لمن القیٰ ‘‘ کو تو دیکھتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ’’فتبینوا‘‘ پر نظر نہیں رکھتے۔ اس کے علاوہ مذکورہ بالا آیات کو سامنے رکھنے والا انسان اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ جو ہم نے بیان کیا ہے۔

اور علماء کے اس قول کا بھی یہی مطلب ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ کسی شخص کے کلام میں ننانوے احتمالات کفر کے اور اسی کلام سے ایک وجہ اس کے ایمان کی ظاہر ہوتی ہو تو اس کو کافر نہ کہو۔ یعنی کسی کو محض شبہ کی وجہ سے کافر نہ کہو۔ جب تک ان کی طرف سے کفر کا صاف طور پر اقرار نہ پایا جائے۔

مرزائی عام طور پر یہ شبہ بھی ظاہر کیا کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں ہر فریق اپنے مخالف کو کافر کہتا ہے تو اس صورت میں سب کافر ہوئے۔ مسلمان کوئی بھی نہ رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن الزامات کے ماتحت ایک فریق دوسرے فریق پر کفر کے فتوے لگاتا ہے۔ فریق مخالف اس

سے قطعاً اپنی بے زاری کا اعلان کرتا ہوا صاف طور پر کہہ دیتا ہے کہ اگر میری کسی عبارت سے ایسا مطلب سمجھا گیا ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو میری اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ میں ان باتوں کو ضرور کفر تسلیم کرتا ہوں جو تم نے الزامات میں بیان کی ہیں۔ لیکن میں ان کفریہ باتوں سے بیزار ہوں اور میری اس عبارت سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس کا فلاں فلاں مطلب ہے جس سے کفر ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن مرزا قادیانی اور اس کے متبعین ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ وہ صاف طور پر کہتے ہیں کہ ہم معجزات کو اس رنگ میں ہرگز نہیں مانتے۔ جس طرح دوسرے مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ احیاء موتی اور شق القمر وغیرہ خارق العادات معجزوں سے وہ مراد نہیں ہے۔ جو نصوص کے ظاہر سے سمجھ میں آرہی ہے اور جس پر صحابہؓ اور ان کے بعد کے آنے والے مسلمان آج تک ایمان رکھتے ہیں۔ بلکہ ان معجزوں سے فلاں فلاں روحانی باتیں مراد ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر یوں نہیں جیسا کہ عام مفسرین لکھ رہے ہیں۔ باوجودیکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ معنی جو مرزائی بیان کر رہے ہیں رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کی تحقیقات کے بالکل خلاف ہیں۔ مگر وہ ان باتوں کی ہرگز پرواہ نہیں کرتے۔ اسی طرح فرشتوں سے نفوس فلکیہ اور کواکب مراد لیتے ہیں اور اس طرح نہیں مانتے جس طرح آج تک مسلمان مانتے چلے آئے ہیں۔ ایسا ہی جن آیتوں سے صحابہ کرامؓ نے حیات مسیح کو ثابت کیا ہے۔ مرزا انہی سے توڑ مروڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نکالتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں کفریہ عقائد سے انکار نہ ہوا بلکہ ان کو تسلیم کر لیا گیا اور التزام کفر کفر ہے۔ لزوم کفر کفر نہیں ہے۔ یعنی کفر کے الزامات سے اپنی بیزاری ظاہر کرنے والا کافر نہیں سمجھا جاتا اور ان الزامات کو تسلیم کرتے ہوئے تاویلات رکیکہ کی آڑ لے کر اپنے کفر کو چھپانے والا قطعاً کافر ہے۔ جب تک اس کے تمام عقیدے صحابہؓ کے عقیدوں کے موافق نہیں ہوں گے اور وہ ان کو اسی رنگ میں تسلیم نہیں کرے گا۔ جس رنگ میں سلف صالحین بیان کرتے چلے آئے ہیں تو وہ کبھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ اس موقعہ پر مسئلے کی تحقیقات کرنے کی وجہ سے کلام میں طوالت پیدا ہوگئی ہے۔ مگر اس طوالت کے بغیر اصل حقیقت ظاہر ہونی بہت مشکل تھی۔ اس لئے ہمیں امید ہے کہ قارئین کرام خاکسار کو اس سمع خراشی میں معذور رکھتے ہوئے دعاء خیر سے نہ بھولیں گے۔

والسلام وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

خاکسار: محمد مسلم عثمانی دیوبندی

انا خاتم النبيین لا نبی بعدی

مرزائیوں کے
بیس
سوالات کے جوابات

جناب بابو پیر بخش لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام!

انجمن تائید اسلام لاہور کی طرف سے مرزائیوں کے بیس سوالات کا جواب

مولوی محمد علی مرزائی نے ان سوالات کی تمہید میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کے معاملہ میں افراط وتفریط سے کام لیا گیا ہے۔ یعنی ایک جماعت نے ان کو نبی ورسول یقین کرنے میں افراط کیا ہے۔ اور وہ قادیانی جماعت ہے جو تمام مسلمانوں کو جو مرزا قادیانی کو نبی ورسول نہیں کہتے ان کو کافر سمجھتی ہے۔ اور دوسرا گروہ علمائے اسلام اور عوام اہل اسلام کا ہے۔ جنہوں نے مرزا قادیانی کو مجدد نہ مانا اور انکار کر کے مرزا قادیانی سے دشمنی وعداوت کی رو سے ان کی تکفیر کی ہے۔ اسی بناء پر مولوی صاحب مذکور نے اہل اسلام کے علماء سے بیس سوال کئے ہیں۔ جن کا جواب انجمن تائید اسلام لاہور کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ جس میں علمائے اسلام شامل ہیں اور جس انجمن کے پریذیڈنٹ مولانا مولوی اصغر علی صاحب روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور ہیں۔

مولوی محمد علی لاہوری مرزائی کے تمہیدی مضمون کا جواب تو ہم پہلے مرزا قادیانی کے الہامات اور دعاوی سے دیتے ہیں جن سے ثابت ہے کہ نہ تو قادیانی جماعت کا کچھ قصور ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو نبی ورسول مانا۔ اور نہ علمائے اسلام کا قصور ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو کافر کہا۔ کیونکہ اس پر اجماع امت ۱۳سو برس سے چلا آتا ہے کہ خاتم النبیین کے بعد جو شخص مدعی وحی ہو وہ کافر ہے۔ پس مرزا قادیانی چونکہ مدعی وحی ونبوت اور رسالت ہیں۔ اس لئے علمائے اسلام نے مرزا قادیانی کو کافر کہا ہے۔

دیکھو الہام مرزا قادیانی جو کہ ان کی کتاب تذکرہ میں ہے: ’’انك لمن المرسلين‘‘ (تذکرہ ص۴۷۹، طبع سوم) یعنی خداتعالیٰ مرزا قادیانی کو فرماتا ہے۔ کہ اے مرزا تو رسولوں میں سے ایک رسول ہے۔ دوسرے الہام میں مرزا قادیانی کو خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’قل یآیها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا‘‘ یعنی اے مرزا تم ان لوگوں کو کہہ دو کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری سب کی طرف آیا ہوں۔ یہ الہام مرزا قادیانی کی کتاب (معیار الاخیار، مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۲۷۰) میں ہے۔ تیسرا الہام۔ یعنی مرزا قادیانی کو خدا فرماتا ہے۔ ’’قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ‘‘ یعنی اے مرزا تو کہہ دے ان لوگوں کو میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ فرق صرف یہ ہے کہ میں وحی کیا جاتا ہوں۔ (دیکھو حقیقت الوحی ص۸۱، ج۲۲ ص۸۵)

اب مولوی محمد علی صاحب فرماویں کہ اگر قادیانی جماعت نے مرزا قادیانی کو نبی ورسول تسلیم کیا تو مرزا قادیانی کی پیروی کی۔ اور علمائے اسلام نے مرزا قادیانی سے دشمنی کی اور ان کی تکفیر کی تو حق بجانب ہیں۔ کیونکہ بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نبوت ورسالت کا مدعی باجماع امت کافر ہے۔ پس افراط وتفریط کا باعث مرزا قادیانی خود ہی ہیں۔ آپ مرزا قادیانی کے مرید ہو کر ان کی نبوت ورسالت سے انکار کریں تو احمدی نہیں ہیں۔ اور مرزا قادیانی کی مریدی اختیار کر کے ان کو مسیح موعود یقین کرتے ہیں۔ تو مسلمان بھی نہیں رہے کیونکہ مدعی نبوت کو سچا ملہم یقین کرتے ہیں اور مسیح موعود تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ دوسری طرف حضرت خلاصۂ موجودات محمد رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا جس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اصالتاً نزول فرمائیں گے۔ مگر آپ مرزا قادیانی کے دعوے اور تحریرات اور تاویلات کے مقابل صحیح حدیثات رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے ہیں اور من گھڑت اعتراضات کر کے مسلمانوں کو دھوکے دیتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو رسول ونبی یقین نہیں کرتے صرف مجدد مانتے ہیں۔ حالانکہ مجدد جس قدر گزرے ہیں۔ کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور سب مجددوں کو اصالتاً نزول عیسیٰ بن مریم کا انتظار رہا۔ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: ”حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو آسمان سے نزول فرمائینگے تو حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کی متابعت کریں گے۔

(مکتوب ۱۷ دفتر سوم ص ۳۰۵)

اب مجددوں میں ایک مجدد تو بتاؤ جس نے اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کیا ہوا اور خود مسیح موعود بن بیٹھا۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ مرزا قادیانی میں مجدد کے صفات موجود تھے۔ تب تک دعویٰ بے دلیل ہے کسی گوشہ نشین کو جرنیل نہیں کہہ سکتے جب تک اس میں صفات جرنیل نہ ہوں۔ اب ہم مختصر طور پر مجدد کی تعریف جو رسول اللہ ﷺ نے اسی حدیث میں فرمائی ہے۔ لکھ کر مرزا قادیانی کے ماننے والوں سے پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی کونسی صفت سے آپ ان کو مجدد کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ مجددوں کے برخلاف ہیں۔

۱...... کسی مجدد کو الہام ہوا ہے کہ: ”انت منی بمنزلۃ ولدی“

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹، تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم)

”انت منی بمنزلۃ اولادی“ (دافع البلاء ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

۲...... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”میں کرشن جی کا بروز یعنی اوتار ہوں۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲)

۳...... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”خداتعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میری زبان اس کی زبان اور میرے کان اس کے کان میرے ہاتھ اس کے ہاتھ بن گئے اور الوہیت میرے میں موجزن ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی نے آئینہ کمالات الاسلام ص ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً میں کہا ہے)

۴...... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”خداتعالیٰ کی تندوے کی طرح تاریں ہیں۔“

(توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰)

۵...... کسی مجدد نے کہا کہ: ”خداتعالیٰ کے اعضاء ہیں اور انہی اعضاء کے ذریعہ سے وہ تمام کام کرتا ہے۔“ جیسا کہ (توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰) میں مرزا قادیانی نے کہا ہے۔

۶...... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”دین کے واسطے جہاد حرام ہے۔“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

۷...... کسی مجدد نے کہا ہے کہ سب نبیوں سے اجتہادی غلطی ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳، ملفوظات ج ۱ ص ۲۵۵)

۸...... کسی مجدد نے لکھا ہے کہ: ”حضرت محمد ﷺ نے امت کو سمجھانے کے واسطے خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا۔“ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۲۰۷، خزائن ج ۳ ص ۳۱۱) میں لکھا ہے۔

۹...... کسی مجدد نے حضرت عیسیٰ کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ: ”ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اسکو نبی قرار دیں۔“ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳ حاشیہ) پر لکھا ہے۔

۱۰...... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ (غلام احمد) اس کو چھوڑ کر مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (اخبار الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۰ء) میں لکھا ہے۔

۱۱...... کسی مجدد نے کہا ہے:

کربلائے است میر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

یعنی کربلا کی سیر مجھ کو ہر وقت ہے اور سو ۱۰۰ حسین میرے گریبان میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک حسین کیا مجھ کو سو حسین جیسے واقعہ پیش آتے ہیں اور ہر وقت مجھ کو کربلا جیسی مصیبتیں

برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

ناظرین! سچا اور جھوٹا اسی سے پہچانا جاسکتا ہے مگر عقل سلیم درکار ہے۔ مرزا قادیانی قادیان میں امن وامان سے زیر حکومت گورنمنٹ انگریزی عیش وآرام سے زندگی بایں طور بسر کرتے ہیں کہ خس کی ٹٹیاں اور برف کے پانی اور ملذذ و مکلف اور مقوی غذائیں استعمال کرتے ہیں مگر راست گو ایسے ہیں کہ کہتے ہیں کہ میں وہ شخص ہوں بلکہ اس سے سو درجہ زیادہ ہوں جس نے ایک ظالم بادشاہ یعنی یزید کے وقت تمام بال بچوں سمیت تین دن کے پیاسے نے دشت کربلا میں شہادت پائی تھی۔ آپ نے قادیان میں بیٹھے بیٹھے سو حسینؓ کی شہادت پالی حالانکہ دروغگو کو کبھی ایک سوئی کا زخم بھی نہ لگا اور نہ کبھی کانٹا تک چبھا۔ اسی پر مرزا قادیانی کی دوسری باتوں کو ان کی راستی پر قیاس کرلو۔ ایسی عیش وآرام کی زندگی جو کسی امیر الامراء کو بھی نصیب نہ ہو کہ جس راستہ سے مرزا قادیانی گزریں وہ عطر سے معطر ہو جائے۔ اور بید مشک و کیوڑہ کی وہ کثرت استعمال کہ گاگروں کی گاگریں ہضم کی جاویں اور حکیم نورالدین کی ایجاد کردہ یاقوتیاں اور عنبر وغیرہ کا استعمال کرتا ہوا جو شخص شہید کربلا بن جاوے اگر وہ رسول و نبی بھی اسی راست گوئی کے ذریعہ بن بیٹھے تو ''ہر کہ شک آرد کافر گردد'' نہ ہو تو اور کیا ہو۔ مختصر یہ کہ مرزا قادیانی کے افعال واقوال والہامات مجددوں کے برخلاف ہیں تو پھر مرزا قادیانی مجدد کس طرح ہوئے؟ ''برعکس نہند نام زنگی کافور'' نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت خلاصہ موجودات محمد رسول ﷺ نے مجدد کی خود صفت بیان کردی ہے۔ ''من یجدد لھا دینھا'' یعنی مجدد وہ ہے جو دین کو تازہ کردیا کرے گا پس اگر مرزا قادیانی نے دین محمدی کو جو صحابہ کرامؓ وسلف صالحینؒ کے وقت تھا تازہ کیا ہے تو بیشک مجدد ہو سکتے ہیں اور اگر مرزا قادیانی نے بجائے تجدید دین کے بدعات اور باطل مسائل جن کو قرآن اور شریعت محمدی نے باطل قرار دیا۔ ان مسائل کو دین اسلام میں داخل کیا تو پھر وہ کسی طرح مجدد کا لقب نہیں دیئے جاسکتے۔ مرزا قادیانی نے مفصلہ ذیل باطل عقائد ومسائل اسلام میں داخل کئے ہیں۔

۱...... ابن اللہ کا مسئلہ جو قرآن شریف کے صریح برخلاف ہے۔

(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

۲...... اوتار و بروز کا مسئلہ جو شریعت محمدی کے رو سے مردود ہے۔

(کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶)

۳...... حلول کا مسئلہ جو بالکل باطل عقیدہ ہے اور شان خداوندی کے برخلاف کہ غیر محدود

واجب الوجود ہستی ایک محدود ممکن الوجود ہستی میں داخل ہو اور سما سکے۔

(کتاب البریہ ص۷۶، خزائن ج۱۳ ص۱۰۲)

۴...... مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص۲۵۵، خزائن ج۲۲ ص۲۶۷) میں لکھا ہے کہ مجھ کو تمثیلی طور پر خدا کی زیارت ہوئی اور میں نے پیش گوئیوں پر دستخط کرائے۔ اور خدا نے قلم جھاڑا تو سرخی کے چھینٹے میرے کرتے اور عبداللہ کے ٹوپی پر پڑے۔ کرتہ تبرکاً موجود ہے۔

۵...... ''خدا تعالیٰ کے اعضاء اور عضو اور بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر اور تیندوے کی طرح بے شمار تاروں کا ہونا۔'' (توضیح المرام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۹۰)

غرض مرزا قادیانی مجدد ان معنوں میں کہ انہوں نے اسی دین کو تازہ کیا جو رسول اللہ ﷺ کے وقت میں تھا ہرگز درست نہیں۔ ہاں اگر مجدد کے معنے نیا دین بنانے والا اور باطل دینوں کے مسائل کو اسلام میں داخل کرنے والا ہوں تو مرزا قادیانی ضرور مجدد ہیں۔ کیونکہ ہندوؤں کے اوتار اور تناسخ و بروز کے مسئلہ کو اسلام میں داخل کیا۔ اور عیسائیوں کی الوہیت اور ابنیت اور تجسم خدا کے مسائل کو اسلام میں داخل کر کے اسلام کو بگاڑا۔ تو اس صورت میں وہ پولوس محمدی کہلا سکتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح پولوس نے مسیحی دین میں عیسوی دین کے خیرخواہ ہونے کے لباس میں کفر وشرک کے مسائل عیسوی دین میں داخل کئے ایسا ہی مرزا قادیانی نے اسلام کی حمایت کے بہانہ سے اسلام میں کفر وشرک کے مسائل داخل کئے پس مرزا قادیانی کو مجدد کہنا گندم نمائی اور جوفروشی ہے۔ کسی بخیل کو سخی اور کسی دروغگو کو راست باز نہیں کہہ سکتے۔ ایسا ہی کسی مفسد دین کو مصلح دین ومجدد دین نہیں کہہ سکتے۔ یا مولوی صاحب بتائیں کہ مرزا قادیانی نے کونسی سنت نبوی کو جو مردہ تھی تازہ کیا اور کونسے مسائل اسلام کی تجدید کی۔ اگر کوئی تجدید نہیں کی (اور یقیناً نہیں کی) تو پھر وہ مجدد ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بلادلیل کوئی دعویٰ قابل قبولیت نہیں جو کچھ مرزا قادیانی نے کیا اپنی دکان پیری مریدی چلانے کی خاطر کیا۔ کوئی خدمت اسلام نہیں کی۔ وفات مسیح اس غرض سے ثابت کرتے رہے کہ میں مسیح موعود مانا جاؤں اس کو خدمت اسلام کہنا غلط ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت میں ہی جوش ہے۔ ہر ایک کاذب مدعی جو امت محمدی میں گزرا ہے۔ سب نے حمایت اسلام کا بہانہ بنا کر مرید بنائے اور ان میں اس قدر جوش تھا کہ مرزائیوں میں اس کا پاسنگ بھی نہیں۔ محمد علی باب کے مریدوں میں اس قدر جوش تھا کہ بادشاہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ اور سید محمد جونپوری مہدی کے مرید اس قدر جوشیلے تھے کہ جس نے انکار کیا اس کو قتل کر دیتے۔ پس یہ غلط ہے کہ مرزا قادیانی میں جوش تھا۔ اب مولوی صاحب کے ہر ایک سوال کا

جواب دیا جاتا ہے۔
سوال اوّل...... ’’کیا یہ حدیث مجدد والی موضوع ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی وشاہ ولی اللہ صاحب جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر مجددیت کا دعویٰ کیا وہ سب مفتری تھے۔ اور مرزا غلام احمد کے سوا مجدد ہونے کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا اس لئے مرزا قادیانی سچے مجدد ہیں۔‘‘
الجواب...... مرزا قادیانی میں مجدد کی کوئی صفت نہیں۔ حدیث میں مجدد کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے خود فرما دی ہے کہ تا کہ امت ٹھوکر نہ کھاوے۔ اور وہ صفت یہ ہے کہ ’’دین کو تازہ کرے گا‘‘ برخلاف اس کے مرزا قادیانی نے دین کو خراب کیا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور جب مرزا قادیانی میں مجدد کی صفت نہیں تو وہ مجدد نہ ہوئے۔ مجدد الف ثانی وشاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہم کا آپ نے خود ہی نام لکھا ہے تو کیا ان مجددوں نے کبھی دعویٰ رسالت ونبوت کا کیا ہے؟ کیا ان کو بھی قرآن کی آیات میں مخاطب کر کے کہا گیا کہ ’’انك لمن المرسلين‘‘ اگر نہیں (اور یقیناً نہیں) تو ثابت ہوا کہ وہ مجدد نہ تھے کہ ان کو قرآن کی آیات دوبارہ نازل نہ ہوئیں یہ مرزا قادیانی ایسے مجدد نہیں۔
سوال۲...... یہ کہ: ’’مرزا قادیانی کے سوا اگر کسی ایک نے بھی روئے زمین پر دعویٰ مجدد ہونے کا کیا ہے تو اس کا نام بتاؤ؟۔‘‘
الجواب...... مرزا قادیانی نے مجدد ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے اس مجددیت سے بھی ان کی مراد نبوت ورسالت ہی ہے۔ کیونکہ وہ (ضرورۃ الامام ص۲۴، خزائن ج۱۳ ص۴۹۵) پر لکھتے ہیں کہ امام زمان ومجدد نبی ورسول کے ایک ہی معنے ہیں۔ اصل عبارت مرزا قادیانی ’’یاد رہے کہ امام زمان کے لفظ میں نبی رسول محدث مجدد سب داخل ہیں‘‘ اور اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں امام زمان ہوں۔ اس قسم کا دعویٰ تو بیشک مرزا قادیانی نے ہی کیا ہے یا مسیلمہ کذاب واسود عنسی وغیرہم مدعیان نبوت نے کیا تھا۔ ہاں جائز مجدد مخبر صادق ﷺ کے فرمان کے مطابق ضرور کوئی نہ کوئی ہوگا۔ اگر آپ کو اس کا علم نہ ہو تو یہ عدم مجدد کی دلیل نہیں۔ کیونکہ عدم علم شے عدم وجود شے کی دلیل نہیں۔ سنو ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ سوڈان میں محمد احمد سوڈانی نے مرزا قادیانی سے پہلے بموجب حدیث کے صدی کے سر پر ماہ مئی ۱۸۸۱ء میں دعویٰ مجدد ہونے کا کیا۔ (مذاہب اسلام ص۷۹۶)

اخبار پایونیر میں لکھا ہے کہ محمد احمد نے مجدد ہونے کا دعویٰ ۱۸۸۱ء میں کیا۔

اگر کہا جائے کہ ہندوستان میں بتاؤ۔ تو وہ بھی سن لیجئے۔ نواب صدیق حسن خان صاحبؒ والی بھوپال کو مجدد مانا گیا کیونکہ احیائے دین میں وہ کوشش کی، کہ کئی سو کتاب احیائے

سنت نبوی میں تالیف کیں۔ اور طبع کرا کر مفت تقسیم کیں۔ دوسرے صاحب مولانا احمد رضا خان صاحبؒ بریلوی مجدد زمانہ تھے ان کی ہر ایک کتاب کے سرورق پر لکھا جاتا تھا۔ ''مجدد زمانہ'' اور انہوں نے اسلام کی حمایت میں دو سو سے اوپر کتابیں مخالفین کی رد میں لکھیں۔ تیسرے صاحب مولانا مولوی محمد علی صاحب مونگیریؒ ہیں جنہوں نے آریوں اور عیسائیوں کی رد میں بہت سی کتابیں لکھیں اور مفت تقسیم کیں۔

مجالس الابرار میں لکھا ہے کہ علمائے زمان جس کو ناقد احادیث نبوی سمجھیں اور جو علم وفضل برآمد علمائے زمانہ ہو اس کو علماء خود مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو علمائے زمانہ نے قرآن اور احادیث سے ناواقف مانا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کسی اسلامی درسگاہ کے سند یافتہ نہ تھے۔

پس یہ غلط ہے کہ مرزا قادیانی کے سوا کوئی مجدد نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کے ہمعصر چار مجدد تو صرف ہندوستان میں ہوئے۔ علی ہذا القیاس دوسری ولایتوں میں بھی اس صدی کے کئی مجدد ہوں گے۔ اگر مولوی محمد علی (مرزائی) کو معلوم نہیں تو ان کا عدم علم مجدد وجود مجدد کے عدم پر دلیل نہیں ہو سکتا۔

جس پریشان طریق سے مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں مجدد ہوں۔ امام زماں ہوں۔ نبی ہوں۔ رسول ہوں۔ رجل فارسی ہوں۔ مسیح موعود ہوں۔ مریم ہوں۔ آدم ہوں۔ کرشن ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طریق سے تو کسی نے دعویٰ نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مجدد نہ تھے۔

مرزا قادیانی کے ہمعصر محمد احمد سوڈانی، ملا سمالی لینڈ، امام یحییٰ، شیخ ادریسی اور یحییٰ عین اللہ مدعیان مہدویت تھے۔ مولوی صاحب نے لکھ تو دیا کہ روئے زمین پر کسی نے دعویٰ مہدویت ومجددیت نہیں کیا۔ مگر انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مرزا قادیانی کے سامنے ہی کتنے ایک مدعیان موجود تھے جن کے مرید جوشیلے اور ان کے بعد ان کے مذاہب کو ترقی دے رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اسلامی دنیا میں روم وروس شام وترکستان اور عربستان وغیرہ وغیرہ میں کوئی مجدد نہیں لہٰذا مرزا قادیانی کو ضرور ہی مجدد مان لو اور لطف یہ ہے کہ ہندوستان تک ہی آپ کی معلومات محدود ہے کیا مجدد الف ثانیؒ وشاہ ولی اللہ صاحبؒ جس زمانہ میں ہوئے وہ کل دنیا کے لئے کافی تھے؟

ہرگز نہیں پس یہ غلط ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی کے سوا کوئی مدعی نہیں۔ اس واسطے مرزا قادیانی کو ہی مجدد مان لو۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ انہیں بھولنا نہ چاہئے کہ: ''محال است

کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنراں جائے ایشاں گیرند“

یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی لائق نہ ہو تو خواہ مخواہ کسی نالائق کو ہی مجدد مان لو حالانکہ وہ بجائے اصلاح دین کے دین کی خرابی کرتا ہو۔

سوال ۳...... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً تشریف لائیں گے تو وحی نبوت لائیں گے یا نہ لائیں گے اگر لائیں گے تو ختم نبوت ٹوٹے گی۔ اور اگر وحی نبوت نہ لائیں گے تو نبوت و وحی سے معزول ہوں گے۔

الجواب...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو وحی نبوت نہ لائیں گے۔ کیونکہ بحکم قرآنی ”اکملت لکم دینکم (مائدہ:۳)“ دین کامل ہے اور وحی نبوت کی حاجت نہیں۔ بلاضرورت کام کرنا شان خداوندی کے خلاف ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معزولی آپ نے خوب سمجھی کہ اگر کسی نبی پر وحی رسالت نہ آوے تو وہ نبوت سے معزول سمجھا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ آپ کی اس ایجاد بندہ سے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی کبھی عہدہ نبوت پر بحال اور کبھی اس سے بھی معزول ہوتے ہوں گے۔ کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کتنی کتنی مدت تک وحی کا آنا موقوف رہتا تھا۔ اس وقت مولوی محمد علی جیسے فاضل، رسول اللہ ﷺ کو نبوت کے عہدہ سے معزول سمجھتے ہوں گے۔ افسوس! مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کی تقلید میں اعتراض تو کر دیا مگر نہ سمجھے کہ یہ اعتراض کسی سند شرعی سے نہیں کیا گیا۔ ایک نبی دوسرے نبی کی پیروی کرے تو اس کی اپنی نبوت بحال رہتی ہے۔ شریعت موسوی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماتحت حضرت ہارون علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت نبی گزرے اور کسی پر وحی رسالت و نبوت نازل نہ ہوئی ہو۔ کیا وہ نبوت سے معزول ہوگئے تھے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر کس قدر پھیکی بات ہے کہ اگر وحی رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نہ آئی اور وہ شریعت محمدی ﷺ پر عمل کریں گے تو ان کی نبوت جاتی رہے گی۔

سوال ۴...... کیا نبوت کا کوئی کام باقی ہے جس کے کرنے کے لئے حضرت مسیح کو زندہ رکھا گیا اور محمد ﷺ سے وہ کام نہ ہوسکا اور ان سے تکمیل نہ ہوسکی جس کی عیسیٰ علیہ السلام تکمیل کریں گے؟

الجواب...... رسول اللہ ﷺ بہتر جانتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے مہر نبوت ٹوٹتی ہے یا نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت بھی جاتی ہے یا نہیں۔ اور میرا کامل دین اسلام عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے ناقص ہوتا ہے یا نہیں۔ حضرت خلاصۂ موجودات ﷺ کی فراست کے مقابلہ

میں ہماری عقلوں کا کیا منصب ہے کہ ہم اعتراض کریں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے دین اسلام ناقص ہوگا۔ چونکہ یہ اعتراض ایک عقلی ڈھکوسلا ہے اس واسطے ہم اس کا جواب عقلی دلائل سے دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی علت غائی احکام دین اسلام کی تنسیخ یا شریعت محمدی کی کمی پوری کرنی نہیں۔ دیکھو قرآن مجید فرمارہا ہے کہ:"وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (نساء:۱۵۹) "یعنی مسیح کی موت سے پہلے اہل کتاب اس پر ایمان لائیں گے۔ اور اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور صلیب توڑیں گے۔ الخ۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود اور نصاریٰ کی اصلاح کے واسطے آئیں گے۔ اور نہ کہ دین اسلام اور امت محمدی کی اصلاح کے واسطے۔

سوال ۵...... حضرت عیسیٰ کا کام کوئی مجدد کیوں نہیں کرسکتا؟

الجواب...... چونکہ مجدد صاحب حکومت وجلال نہیں ہوتا اور اسلامی امت کا وہ صرف ایک فرد ہوتا ہے اس لئے اس کا کہنا صرف مسلمانوں پر ہی اثر کرتا ہے اور ارادہ خداوندی میں کسر صلیب واصلاح یہود ہے۔ اس لئے (اسی پیغمبر کو جسے ایک گروہ خدا بنا کر گمراہ ہوا۔ اور دوسرا گروہ جس نے"انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم (نساء:۱۵۷) "کا اعتقاد رکھا اور اس کی نبوت سے انکار کیا جب وہ زندہ خود ہی آسمان سے اتر کر انکو سمجھادے گا تو وہ آسانی سے سمجھ جاوینگے اور ایسا کھلا معجزہ اور کرشمہ قدرت دیکھ کر سب اہل کتاب یہود ونصاریٰ ایمان لے آئیں گے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔"وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (نساء:۱۵۹) "یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ امت محمدی کی اصلاح کے واسطے آئینگے۔ حدیثوں میں بصراحت موجود ہے کہ حضرت مہدی فتنہ سفیان کو دور کرنے کی غرض سے آئینگے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے قتل کے واسطے اور صلیب کے توڑنے کے لئے آئینگے۔ آپ کے پاس کوئی سند شرعی ہے تو اس کا حوالہ دو ورنہ اپنے قیاس سے اعتراض کرنا دینداری کے برخلاف ہے۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا صرف یہ مطلب ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے نبی تبلیغ دین کرتے تھے۔ اسی طرح میرے علماء امت تبلیغ دین کیا کریں گے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ نہیں کہ علمائے امت بنی اسرائیل کے نبیوں کے ہم مرتبہ ہوں گے یا کسی قسم کی نبوت کے مدعی ہوں گے۔

سوال ۶...... آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی نے بڑے بڑے عظیم الشان آدمی پیدا

کیے۔کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سا کام کرنے والے پیدا نہیں کر سکتی؟

الجواب...... حضرت خاتم النبیین کی قوت قدسی کے ذریعہ سے تو بیشک بڑے بڑے عظیم الشان انسان پیدا ہوئے اور ہوتے رہینگے۔ جو اشاعت اسلام کا کام کریں گے۔ مگر چونکہ عیسائیوں اور یہودیوں کا اختلاف تھا۔ عیسائی کہتے تھے کہ مسیح دوبارہ اخیر زمانہ میں اس دنیا میں آئینگے۔ اور زندہ آسمان پر ہیں اور یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ فیصلہ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور صنعت تلمیح کے طور پر ''بل رفع اللہ الیہ (نساء:۱۵۸)'' فرما کر ساتھ ہی ''فاسئلوا اھل الذکر (انبیاء:۷)'' فرمادیا یعنی مفصل کیفیت رفع و نزول کی اہل کتاب سے پوچھو۔

پس چونکہ حدیثوں میں اناجیل کے موافق بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اخیر زمانہ میں اصالتاً نزول فرماویں گے۔ اور اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ اور جیسا کہ انجیل میں جلال کے ساتھ آنا لکھا ہے ایسا ہی حضور علیہ السلام ﷺ نے بھی فرمایا کہ مسیح علیہ السلام حاکم عادل ہو کر آئیں گے۔ اور یہود و نصاریٰ کا فیصلہ کریں گے۔ یہ بالکل غلط تاویل ہے کہ نزول مسیح کا مسئلہ پیش گوئی ہے اور پیشین گوئیاں استعارہ کے رنگ میں ہوتی ہیں۔ کیونکہ نزول مسیح کا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ہے نہ کہ پیش گوئی کی ہے۔ پیش گوئی وہ ہوتی ہے جو کسی وجود کے ظہور سے پہلے کی جائے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور سرور عالم ﷺ سے چھ سو برس پہلے دنیا میں آکر آسمان پر جا چکے تھے اور یہ تمام حالات آسمانی کتاب انجیل میں جو حضور علیہ السلام کے وقت موجود تھی مذکور تھے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر یہ فیصلہ دیا کہ بیشک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ اخیر زمانہ میں دوبارہ آئیں گے۔

اس فیصلہ نبوی ﷺ کے سامنے تمام امت کا سر خم چلا آیا ہے اور ۱۳ سو برس سے اس پر اجماع امت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اصالتاً ہوگا۔ محالات عقلی کہہ کر اگر آج نزول مسیح علیہ السلام سے انکار کیا جاتا ہے۔ تو کیوں قیامت اور حشر ونشر وعذاب قبر و سورج کے مغرب سے نکلنے وغیرہ علامات قیامت سے محالات عقلی سمجھ کر انکار نہ کیا جائے۔ جن کا ذکر مخبر صادق ﷺ نے حدیثوں میں فرمایا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی علامات قیامت سے ہے اور جو محال عقلی نزول عیسیٰ علیہ السلام میں ہے وہی محال عقلی قیامت اور اس کی دیگر علامات میں بھی ہے۔ اور اگر اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار ہے اور نزول بروزی مراد لیا جاتا ہے تو

قیامت سے بھی آپ کی مراد بروزی قیامت ہوگی جس کا دوسرا نام تناسخ ہے اور یہ صریح کفر ہے کہ قیام قیامت سے انکار کیا جاوے۔ اگر اصالتاً نزول باطل تھا تو قرآن شریف دوسرے عقائد ابن اللہ کی طرح اس کو بھی باطل قرار دے دیتا۔ اس قدر حدیثوں میں ذکر کی کیا ضرورت تھی؟

سوال ۷...... کیا اس بات میں امت محمدیہ کی جو خیر الامت ہے ہتک نہیں ہے کہ اصلاح امت محمدیہ کے لئے ایک نبی آوے۔ امت میں کوئی لائق نہیں کہ اصلاح کرے۔ اور خدا کو نبی بھیجنا پڑا؟

الجواب...... حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کا امام عرض کرے گا کہ جماعت کروایئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں اور آپ مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہ امت محمدی کا فخر ہے اور عزت ہے کہ اس میں ایک اولوالعزم پیغمبر شامل ہوتا ہے اور دعا سے شامل ہوتا ہے۔ دیکھو انجیل برنباس۔ ''اے اب بخشش والے اور رحمت میں غنی تو اپنے خادم (عیسیٰ) کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔'' (فصل ۲۱۲ص ۱۹۴)

اب بتاؤ کہ یہ امت محمدیہ کی ہتک ہے یا علو درجہ کا ثبوت ہے۔ کہ ایک نبی دعا کرتا ہے کہ اے خدا مجھ کو امت محمدی میں ہونا نصیب فرما۔ دوم! کس قدر عالی مرتبہ اس امت کا ہے کہ عیسائیوں کا خدا اس کا ایک فرد ہو کر آتا ہے۔ مگر تعصب بھری آنکھ کو یہ عزت ہتک نظر آتی ہے۔ سچ ہے۔

کسے بدیدہ انکار گر نظر بکند
نشان صورت یوسف دہد بنا خوبی

بلندی شان محمدی ﷺ آپ کو ہتک نظر آتی ہے۔ یہ نظر کا قصور ہے۔ آہ۔ کس قدر کج فہمی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے تو ہتک ہے۔ مگر عیسیٰ کے بروز کے آنے سے ہتک نہیں۔ حضرت اس کی کیا ضرورت ہے کہ محمدی صفت نہ آوے اور عیسیٰ صفت آوے۔ عیسیٰ صفت تو عیسائیوں کے لئے آنا چاہئے۔ پس مرزا قادیانی عیسیٰ صفت کیوں ہوں؟ خود عیسیٰ علیہ السلام ہی امتی ہوں تو امت کی فضیلت ہے۔

سوال ۸...... کیا ختم نبوت کے مقابل جو محکمات قرآنی وحدیثی پر مبنی ہے ضروری نہیں کہ ایک پیش گوئی کی تاویل کی جائے؟

الجواب...... یہ پیش گوئی نہیں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے۔ اور فیصلہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نبی ناصری کی بابت ہے۔ اگر اس فیصلہ سے انکار کر کے مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانا جاوے

تو محمد رسول اللہ ﷺ کی سخت ہتک ہے کہ حضور کے دربار میں تنازعہ تو ہو مسیح ناصری کا اور آپ فیصلہ ایک مغل کے حق میں صادر کریں کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نہیں آئے گا۔ بلکہ میری امت میں سے ایک مغل غلام احمد مسیح کی صفات پر آئے گا۔ یہ ایک ایسا خلاف عقل فیصلہ ہے کہ جس سے (نعوذ باللہ) جج کی نالائقی ثابت ہوتی ہے۔ دوم! پیش گوئی تب ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود پہلے نہ ہوتا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھ سو برس پہلے ہو گزرا اور اس کی کتاب و امت موجود ہے اور وہ خود فرما گئے کہ میں دوبارہ آؤں گا۔ دیکھو آیت ۲۸۔ انجیل یوحنا۔ ''تم سن چکے ہو کہ میں نے تم کو کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔'' اس انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی پھر دوبارہ آئیں گے۔ لہٰذا یہ پیش گوئی نہیں پھر اس کو پیش گوئی کہنا دھوکہ دہی ہے۔ یا نعوذ باللہ یہ ماننا پڑے گا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام جس کا قرآن نے بارہا ذکر کیا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی ہوا ہے۔ اس کے معنے نہ تو رسول اللہ ﷺ سمجھے اور نہ خود خدا ہی سمجھا۔ اور اب وہ معلوم ہوئے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے مراد قرآن کی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے۔ سوم! انجیل میں کس نبی کا نزول مذکور ہے۔ نبی ناصری کا یا نبی قادیانی کا۔ اگر انجیل اور قرآن میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور نبی اللہ اور روح اللہ کے معنی وہی نبی ناصری ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ نزول کے وقت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام و نبی اللہ واخی عیسیٰ کے معنی بدل کر غلام احمد ابن کے معنے کئے جائیں۔ چہارم! ختم نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصالۃً نزول سے بالکل سلامت رہتی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے چھ سو برس پہلے نبوت مل چکی ہے۔ البتہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود نبی اللہ ماننے سے ختم نبوت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت سے بعد کے نبی ماننے پڑتے ہیں۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تو ختم نبوت سے پہلے کے ہیں ان کے آنے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔

سوال ۹...... اس امت کے تمام بزرگوں کے مزکی اور معلم تو محمد رسول اللہ ﷺ ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد آنحضرت ﷺ معلم و مزکی نہ رہیں گے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معلم و مزکی ہوں گے۔

الجواب...... جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے تو پھر یہ اعتراض غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور کرائیں گے تو پھر سب کے مزکی و معلم محمد ﷺ رہیں گے جن کی تعلیم پھیلے گی۔

آپ (مریدان مرزا) صاحبان جو مرزا قادیانی کی تعلیم پھیلاتے ہیں۔ اور مرزا قادیانی فوت ہوچکے ہیں کیا آپ کے تعلیم پھیلانے سے مرزا قادیانی احمدیت کے بانی اور احمدیوں کے معلم نہیں رہے؟ اس کا جواب اثبات میں ہی دیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول جب شریعت محمدی کے تابع ہوں گے۔ تو پھر سب کے مزکی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہوں گے۔ بلکہ ایک پہلو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معلم بھی محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہوں گے جن کے دین کی اشاعت بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔

سوال ۱۰...... پادری کا سوال ہے کہ دجال کا فتنہ فرو کرنے کے لئے اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرماویں گے اور دجال کے فتنہ کو دور کریں گے تو محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل متصور ہوں گے اور اس طرح محمد ﷺ آخری نبی نہیں رہتے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے مثیل مسیح مرادلیں جیسا کہ انجیل میں فیصلہ ہے کہ الیاس کی دوبارہ آمد سے یوحنا یعنی یحییٰ اسکا مثیل مراد ہے تو یہ اعتراض اٹھ جاتا ہے؟

الجواب...... پادری کا جواب تو کئی دفعہ ہوچکا ہے صرف آپ کی تسلی کے واسطے بار بار کہنا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ آخری نبی تو محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول شریعت محمدی کے تابع ہوں گے تو اس میں شان محمد ﷺ دوبالا ہوگی کیونکہ عیسائیوں کا خدا محمد ﷺ کی تابعداری کرتا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محمد ﷺ پر بعد نزول کوئی فضیلت نہ ہوگی۔ کیونکہ جو فرق تابع اور متبوع میں ہوتا ہے وہی فرق شان احمدی اور شان عیسوی میں ہوگا۔

آپ کا یہ اعتراض کہ جو فتنہ دجال کو دور کرے گا وہ محمد ﷺ سے افضل سمجھا جائے گا۔ غلط ہے۔ ورنہ آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ مرزا قادیانی، محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل ہیں۔ کیونکہ آپ کے زعم میں مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں اور ان کے وقت میں فتنہ دجال دور ہوا۔ آپ کا اعتراض تو بحال رہا۔ بلکہ زیادہ ہتک ہے کہ جو کام محمد ﷺ سے نہ ہوسکا وہ غلام احمد قادیانی نے کیا پس وہی افضل نبی ہوا۔ نبی کا کام اگر نبی کردے تو کوئی ہتک نہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام آپس میں بھائی ہیں۔ اگر ان کا کام غلام اور امتی ہی کرے تو بہت ہی ہتک ہے۔

جواب دیتے وقت یہ امر ذہن میں حاضر کرلیں کہ ایلیا کے یوحنا (یحییٰ) میں ہونے کی تردید حکیم نورالدین خود کرچکے ہیں۔ وھو ھذا۔ ”یوحنا اصطباغی کا ایلیا میں ہونا بالکل ہندوؤں کے مسئلہ اواگون کے ہم معنے یا اس کا نتیجہ ہے۔“ (فصل الخطاب ص۱۳۲ مصنفہ حکیم نورالدین)

اب بتاؤ آپ کا کہنا تسلیم کریں یا مرزا قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نور دین کا جو کہ ایلیا کے یوحنا میں آنے کو اواگون یعنی تناسخ کہتے ہیں۔ اخیر فیصلہ قرآن شریف کو دیکھ لو جو سورہ مریم میں ہے۔ ''یازکریا انا نبشرك بغلام نِ اسمه یحی۔ لم نجعل له من قبل سمیا ''یعنی ''اے زکریا ہم تم کو ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اور جسے یوحنا کہتے ہیں اور پہلے اس نام کا ہم نے کبھی کوئی آدمی نہیں پیدا کیا۔'' اور انجیل کے اس بیان کی تصدیق کہ یحییٰ نے کہا میں ایلیا نہیں ہوں۔ قرآن شریف بھی تصدیق کرتا ہے کہ یحییٰ کبھی پہلے نہیں پیدا کیا گیا۔ اور ایلیا پہلے پیدا ہو چکا تھا۔

اب تو روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ یوحنا یعنی یحییٰ مثیل و بروز ایلیا نہ تھا۔ اور انجیل کے جس بیان کی قرآن تصدیق کرے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسی کو قبول کریں۔ پس اگر آپ قرآن کے پیرو ہیں تو یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ ایلیا یوحنا میں آیا۔

مثیل مسیح تو مرزا قادیانی سے پہلے کئی گزر چکے ہیں کیا سب میں نزول عیسیٰ بروزی رنگ میں ہو چکا یا نہیں۔ اگر بروز کا مسئلہ درست ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ پہلے مدعیان مسیحیت جھوٹے سمجھے جائیں اور مرزا قادیانی سچے مسیح موعود سمجھے جائیں کوئی معیار امتیاز قائم کریں۔

تورات سلاطین ۲ باب ۲ آیت ۱۵ ظاہر کرتی ہے کہ ایلیا الیسع میں آچکا۔ اصل عبارت یہ ہے:۔

''اور جب ان انبیاء زادوں نے جو یریمو سے دیکھنے لگے تھے اسے دیکھا تو بولے ایلیا کی روح الیسع پر اتری اور وے اس کے استقبال کو آئے اور اس کے سامنے زمین پر جھکے۔''

پس حضرت مسیح کا یہ ہرگز فیصلہ نہیں ہے۔ یہ صرف عیسائیوں کی تحریف ہے کہ یہودیوں کا اعتراض رفع کرنے کے لئے انہوں نے یہ فقرہ الحاق کر دیا۔ ورنہ ممکن نہیں کہ مسیح و یحییٰ جو کہ دونوں نبی ہیں ایک کا کہنا بھی جھوٹ ہو۔ کسی مسلمان کا ایمان اجازت نہیں دیتا کہ یوحنا نے غلط کہا کہ میں ایلیا نہیں ہوں۔ یا مسیح نے غلط کہا کہ یوحنا ایلیا ہیں۔ ہر حال میں یہی تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ فقرہ ''ایلیا یوحنا ہے'' الحاق کیا گیا ہے۔ اگر یوحنا ایلیا ہوتا تو قرآن یہ نہ فرماتا کہ ''ہم نے ایسے نام کا آدمی پہلے دنیا میں نہیں بھیجا۔'' مرزا قادیانی اپنے مثیل مسیح ہونے کی خاطر انجیل اور قرآن کے متفقہ بیان سے انکار کر کے محرف انجیل کا سہارا لیتے ہیں۔ اور آپ غلطی پر ہیں کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود یقین کرتے ہیں۔ کیونکہ مسیح موعود عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں اور مجدد کبھی اس درجہ کا نہیں ہوتا۔ اگر کسی مجدد نے کہا ہے کہ میں مسیح نبی اللہ ہوں تو بتائیں؟

سوال ۱۱...... حدیثوں میں مسیح کے دو حلیے بیان ہوئے ہیں۔ دو حدیثوں میں گورا رنگ والہ اور گھنگریالے بال۔ اور دوسری دو حدیثوں میں گندمی رنگ اور سیدھے بال حلیہ بیان کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ ہیں۔

الجواب...... حدیثوں کا بیان راویوں کے بیانوں پر منحصر ہے۔ ان کی تطبیق کچھ مشکل نہیں۔ علماء اسلام نے یہ تطبیق دی ہے کہ گندمی رنگ اور گورا رنگ ایک ہی ہے۔ جب انسان خوش ہوتو رنگ سرخ دکھائی دیتا ہے ورنہ دونوں رنگ ایک ہی ہیں ایسا ہی لمبے بال کانوں تک ہوں تو مڑ جاتے ہیں۔ یہ راویوں کے بیان میں اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف سے یہ استدلال غلط ہے کہ جن کے حلیہ میں اختلاف ہو وہ دو تین الگ الگ شخص سمجھے جائیں۔ اس طرح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ معراج والی حدیث میں ان کا حلیہ ایک مرد گندم گون دراز قد جعد یعنی گھنگر والے بالوں والا مذکور ہے۔ اور ذکر الانبیاء میں جو حدیث ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک مرد ہیں مضطرب رجل الشعر یعنی وہ بال کہ نہ بہت سیدھے ہیں اور نہ بہت گھنگر والے ہوں۔

دوسری حدیث جو ابن عباسؓ سے ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ دیکھا میں نے موسیٰ علیہ السلام کو شب معراج میں ایک مرد گندم گوں دراز قد جعد یعنی ایک روایت میں رجل الشعر آیا ہے اور دوسری میں جعد۔ کیا اس اختلاف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام دو ہو گئے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر اختلاف حلیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دو نہیں ہیں اور اسی شک کے دور کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت عروہ بن مسعودؓ سے فرما دی ہے۔ تا کہ شک نہ رہے کیونکہ گندم گوں رنگ کبھی احمر دکھائی دیتا ہے جبکہ انسان عین صحت اور خوشی کی حالت میں ہو۔ اور جب طبیعت غم اور فکر میں ہو تو سرخی سفیدی مائل ہو جاتی ہے اور ایسا ہی بال بھی کبھی لمبے ہوتے ہیں اور کبھی گھنگر والے اس لئے شک مٹانے کے واسطے حضرت مخبر صادق ﷺ نے مشابہت فرما دی کہ عروہ بن مسعودؓ سے مسیح علیہ السلام کی مشابہت تھی۔ جس بخاری کا حوالہ دیتے ہو اسی بخاری نے نزول عیسیٰ بن مریم علیہا السلام جو بتایا ہے وہ عیسیٰ بن مریم کون تھا۔ اب جو آپ مدعی ہیں کہ آنے والے مسیح غیر عیسیٰ بن مریم ہے تو آپ بتائیں کہ اس کی مشابہت کس سے ہے۔ اور شب معراج میں جس عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت سے کہا تھا کہ میں دجال کو قتل کرنے آؤں گا۔ وہ تو اسرائیلی نبی تھا۔ پس نزول بھی اسرائیلی نبی کا ہوگا۔ مرزا قادیانی تو کبھی مکے بھی نہ گئے تھے۔ ان کا طواف کرنا غلط ہے۔

سوال ۱۲...... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ مسیح کے بارے میں پہلے بھی اختلاف رہا ہے۔ اور امام مالکؒ جیسا

عظیم الشان امام آپ کی وفات کا قائل ہے اور مسلمانوں کو حکم نہیں ہے کہ جب تنازعہ ہو تو اللہ اور اس کے رسول یعنی قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرو؟

الجواب...... بیشک یہ سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات علی الصلیب کے بارے میں مسیحی حضرات کا اختلاف ہے۔ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیئے گئے اور تین دن تک مرے رہے اور پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے، جیسا کہ اناجیل مروجہ میں ہے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو یہود کے ہاتھ آئے اور نہ صلیب دیئے گئے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔اور انہیں کا نزول اصالتاً قرب قیامت میں ہوگا۔جیسا کہ انجیل برنباس میں ہے۔ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ایک شخص بھی اس بات کا قائل نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر پھر زندہ ہو کر نہیں اٹھائے گئے اور کشمیر میں مدفون ہیں۔امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے کہ فوت ہو کر پھر زندہ کئے گئے اور آسمان پر اٹھالئے گئے۔یہ امام مالکؒ پر افتراء ہے کہ وہ وفات مسیحؑ کے قائل تھے اور اصالتاً نزول کے منکر تھے۔کوئی ثبوت ہے تو پیش کرو کہ امام مالکؒ مثیل مسیحؑ کے نزول کے قائل تھے اور فرماتے تھے کہ کوئی مثیل مسیح نزول کرے گا اگر کوئی ثبوت ہے تو آپ بتادیں۔

ہم کہتے ہیں کہ امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ تمام مالکی مذہب کے امام اور مجتہد اصالتاً نزول کے قائل ہیں اور اصالتاً نزول بغیر حیات مسیحؑ کے نہیں ہوسکتا۔پس امام مالکؒ مسیحؑ کی تین دن کی موت کے قائل تھے۔پس اجماع امت اسی پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تانزول زندہ ہیں اور خدا تعالیٰ کو اختیار ہے کہ جس کو جب تک چاہے زندہ رکھے۔حدیث میں کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ جس قدر بال تیرے ہاتھ کے نیچے آئیں گے۔اسی قدر تم کو عمر دراز دوں گا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موت، تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ پھر ابھی موت آجائے۔ (مشکوۃ ذکر الانبیاء)

آپ (مرزائی صاحبان) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درازیٔ عمر سے کیوں کر گھبراتے ہیں۔وہ قادر مطلق ''علیٰ کل شئی قدیر'' اس پر قادر ہے کہ جس کو جس قدر عمر دینا چاہے دے سکتا ہے۔عوج بن عنق کی عمر تین ہزار سال کے قریب تھی۔ (مطلع العلوم ص ۸۰ مطبوعہ نولکشور)

وفات عیسیٰ علیہ السلام میں اختلاف صرف اس بات کا ہے کہ تین دن مرا رہا یا سات ساعت مرا رہا یا تین ساعت مرا رہا۔مگر پھر زندہ ہو کر آسمان پر صعود کر گیا۔صعود کرنے اور تانزول

زندہ رہنے میں کسی کا اختلاف نہیں ایک شخص تو بتاؤ کہ جس کا مذہب یہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ ان کا نزول نہ ہوگا اور ایک شخص امت محمدی میں سے عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

مگر واضح رہے کہ کاذب مدعیان مسیحیت کی سند آپ پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی مسیحیت منوانے کی خاطر جھوٹ لکھا ہوگا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی مسیح کی وفات فقط اس لئے ثابت کرتے ہیں کہ خود اس کے گدی نشین بن کر مسیح کہلائیں۔ ہاں سلف صالحین میں سے صحابہ کرام تابعین تبع تابعینؒ میں سے کوئی ایک شخص تو بتاؤ جس نے کہا ہو کہ مسیح فوت ہو گئے۔ ان کا اصالتاً نزول نہ ہوگا۔ اور کوئی محمد ﷺ کا امتی مسیح موعود بن کر نبوت اور رسالت کا مدعی ہوگا۔ اور وہی سچا ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کے واسطے نبی اللہ ہونے کی شرط ضروری ہے۔

ہم تو قرآن اور احادیث پیش کرتے ہیں اور آپ کا کلام خدا اور کلام رسول کے مقابل محالات عقلی اور خلاف قانون قدرت کے اعتراضات پیش کر کے قرآن اور احادیث پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ بسم اللہ! آؤ قرآن اور احادیث سے فیصلہ کر لو۔ اگر اصالتاً نزول اور حیات مسیح حدیثوں اور قرآن سے ہم ثابت نہ کریں تو ہم جھوٹے ورنہ خدا تعالیٰ آپ کو ہدایت نصیب کرے۔ سوچو کہ قیامت کے دن خدا آپ کو پوچھے گا کہ تم نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے عوض غلام احمد بن غلام مرتضیٰ کو کیوں مسیح موعود تسلیم کیا تو آپ سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا اب وقت ہے کہ سچا راہ قبول کر لو۔

سوال ۱۴۳...... کیا قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کی جاسکتی ہے جس میں صراحت کے ساتھ مذکور ہو کہ حضرت عیسیٰ زندہ جسم آسمان پر اٹھائے گئے؟

الجواب...... قرآن مجید کی آیت ’’بل رفعه الله‘‘ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جسم زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اوّل! دلیل یہ ہے کہ عیسیٰ جسم اور روح دونوں کی مرکبی حالت کا نام ہے۔ صرف روح کو عیسیٰ نہیں کہتے۔ اور اس آیت میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ذکر ہے کہ یہودی کہتے ہیں ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو مار ڈالا ہے۔ غلط ہے۔ نہ یہود نے اس کو قتل کیا اور نہ یہود نے اس کو صلیب دیا بلکہ خدا نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا اور بطور تاکید کے فرمایا۔ ’’وما قتلوه يقيناً‘‘ یعنی یقینی امر یہ ہے کہ وہ قتل نہیں ہوا یعنی فوت نہیں ہوا۔ اس کو اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حیات مسیح خود ثابت کر دی کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا نازل ہوگا زمین پر ثم یموت پھر مرے گا۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرا نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسی حدیث میں فرمایا ’’فیدفن معی فی قبری‘‘ یعنی بعد نزول فوت ہو کر میرے مقبرہ میں دفن

ہوگا۔ مولوی صاحب یہ تو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کامل وقطعی ثبوت ہے۔ اگر آپ نہ مانیں تو قرآن اور حدیث کا فیصلہ آپ کو منظور نہیں۔ میری عقلی اور فلسفی دلیل یہ ہے کہ روح ایک جوہر لطیف ہے۔ اس کے اوپر کسی کی حکومت اور قبضہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا نہیں ہوسکتا۔ صرف روح کو یہود نہ تو پکڑ سکتے ہیں اور نہ صلیب دے سکتے ہیں۔ صلیب پر لٹکنے والی چیز جسم عیسیٰ علیہ السلام تھا جو کہ صلیب سے بچایا گیا اور اٹھایا گیا۔ یعنی جس چیز نے صلیب دیا جانا اور قتل ہونا تھا وہ جسم تھا نہ کہ روح اور اللہ تعالیٰ صلیب اور قتل کی تردید فرما کر کہتا ہے کہ عیسیٰ نہ قتل ہوا نہ صلیب دیا گیا۔ وہ اللہ کی طرف اٹھایا گیا۔ پس ثابت ہوا کہ جسم وروح دونوں حسب وعدہ ''انی رافعك'' اٹھائے گئے۔ جب جسم وروح دونوں کا اٹھایا جانا ثابت ہوا تو اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ مسیح زندہ بجسد عنصری اٹھایا گیا۔ کیونکہ قتل وصلب کا فعل جسم پر وارد ہوسکتا ہے اور جسم ہی قتل وصلب سے بچا کر اٹھایا گیا۔

تیسری دلیل! قرآن کریم میں حکم ہے کہ اگر تم کسی امر کو پورا پورا نہیں جانتے تو اہل کتاب سے دریافت کرو۔ اب چونکہ قرآن شریف نے ''رفع الله اليه'' فرمایا اور زیادہ تفصیل رفع کی نہیں فرمائی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم انجیل سے رفع کی کیفیت دیکھیں۔ کہ صرف روح کا رفع ہوا یا جسم وروح دونوں کا رفع ہوا۔ دیکھو انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۵۰ سے ۵۲ تک۔ ''تب وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام انہیں وہاں سے باہر بیت عنا تک لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کے انہیں برکت دی اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا۔ ان سے جدا ہوا اور آسمان پر اٹھالیا گیا۔''

یہاں پر انجیل نے قرآن کی آیت ''بل رفعه الله اليه'' کی تفسیر کر دی ہے۔ یا یوں کہو کہ قرآن شریف نے انجیل کی ان آیات کی تصدیق فرمادی۔ یعنی اول انجیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بمعہ جسد عنصری اٹھایا جانا مذکور ہے اور قرآن نے بھی تصدیق فرمادی ہے۔ اب کسی مسلمان کا کام نہیں کہ انکار کرے۔ کیونکہ ہر ایک مسلمان سب سے پہلے اسی پر ایمان لاتا ہے کہ خدا اور اس کے فرشتے اور کتابوں اور رسولوں پر ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ''آمنت بالله وملائكته وكتبه ورسله'' سب سے پہلی اسلامی تعلیم ہے اب کوئی نہ مانے تو اس کا اختیار ہے۔

سوال ۱۴...... ''ما قتلوه وما صلبوه'' سے یہ استدلال کہ فوت ہی نہیں ہوئے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کسی شخص کی نسبت یہ کہنے سے کہ وہ قتل نہیں ہوا یا صلیب پر نہیں مرا یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ وہ مرا بھی نہیں (آگے چل کر مولوی صاحب تمسخر سے کہتے ہیں کہ) مزعومہ دوبارہ آمد اور آخر وفات پانے کے بعد بھی ان الفاظ سے یہی نتیجہ نکلے گا یا آیات منسوخ ہوجائیں گی۔ یا اس

وقت بھی لوگ اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کا نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہوں گے۔

الجواب...... جب قتل سے اور صلیب پر فوت نہیں ہوا تو زندہ رہنا ثابت ہے اور یہی ہمارا مقصود ہے اور آسمان پر جانا بحالت زندگی انجیل اور قرآن سے ثابت ہے تو اب بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے کہ آسمان پر کب فوت ہوا اور فرشتوں نے ان کو کس آسمان پر دفن کیا اور کب جنازہ پڑھا گیا۔ زمین پر جو ان کی قبر ہونے والی ہے حسب فرمودہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ہے جب وہ خالی ہے اور حاجی لوگ شہادت دیتے ہیں کہ ایک قبر کی جگہ درمیان قبور ابوبکرؓ عمرؓ کے ابتک خالی ہے تو اس سے بالبداہت حیات ثابت ہے۔ اگر فوت ہو چکا ہے تو کوئی آیت یا حدیث پیش کرو کہ مسیح فلاں تاریخ اور فلاں ملک میں فوت ہو کر مدفون ہے۔

مگر واضح رہے کہ جس طرح ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انجیل اور قرآن اور حدیثوں سے حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کی ہے اسی طرح قرآن وحدیث سے آپ ان کی وفات ثابت کریں۔ اور جو تیس آیات مرزا قادیانی نے اور ساٹھ آیات مرزا خدا بخش نے عسل مصفیٰ میں میں لکھی ہیں ایک بھی ظاہر نہیں کرتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ ان تمام آیات سے موت کا لازم ہونا ثابت ہوتا ہے جس کو تمام مسلمان مانتے ہیں کہ بیشک ''کل نفس ذائقة الموت'' حق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ضرور فوت ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ عمر دراز دینے سے عاجز نہیں۔ نظیریں موجود ہیں کہ آدم اور نوح علیہم اسلام اور عوج بن عنق کو اس قدر عمریں دراز دیں کہ آج کل محالات میں سے ہیں۔ یعنی حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کی عمریں قریب ایک ایک ہزار سال اور عوج بن عنق کی عمر دو ہزار سال سے اوپر تھی۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تا نزول زندہ رہنا خدا تعالیٰ کی لامحدود قدرت کے آگے مشکل اور محالات سے نہیں۔ جب قرآن، حدیث اور انجیل مسیح کو زندہ بتاتے ہیں تو آپ کا کوئی منصب نہیں کہ اپنے قیاس سے ان کا رد کریں اور فلسفیوں کی پیروی میں آسمانی کتابوں اور احادیث نبوی سے انکار کریں۔

باقی رہا مولوی صاحب کا یہ اعتراض کہ بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ آیت قرآن منسوخ ہوگی یا پھر بھی مسیح زندہ مانا جائے گا۔ اس کا جواب دینے سے پہلے مجھے تعجب آتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب جب ایم اے اور مفسر ومدرس قرآن اور یہ اعتراض؟ پہلے ہم پوچھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے ''یاتی من بعدی اسمه احمد'' قرآنی آیت کو منسوخ کر کے قرآن سے

خارج کردیا ہے؟ کیونکہ وہ رسول تو آ گیا پھر یہ آیت قرآن میں کیوں ہے؟ بہت سی آیات قرآن میں اس قسم کی ہیں کہ ان کی تعمیل ہو چکی ہے۔ مگر قرآن میں موجود ہیں۔ مثلاً مریم علیہ السلام کو جو ولادت مسیح کی بشارت دی گئی تھی تو ولادت مسیح کے بعد قرآن سے وہ آیت نکالی گئی ہے؟ اور روم کے مغلوب ہونے کے بعد قرآن سے غلبت الروم نکالی گئی؟ آدم وحوا وابراہیم وموسیٰ وغیرہم انبیاء کے قصے قرآن سے نکالے گئے؟ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ نکالا جائے گا؟ افسوس ایسے اعتراض پر۔ پس جو جواب مولوی صاحب کا ہوگا وہی ہمارا ہوگا۔

سوال ۱۵...... کیا صلیب کے معنی لغت عرب کی سب سے بڑی کتاب تاج العروس اور لسان العرب میں یہ نہیں لکھے کہ صلب جان سے مارنے کا مشہور طریق ہے۔

الجواب...... یہ حوالہ تو آپ کے مدعا کے برخلاف ہے۔ کیونکہ صلب کے معنی جان سے مارنا ہے۔ اور قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت صلب کی نفی کی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مارے نہیں گئے۔ جب مارے نہیں گئے تو زندہ ہیں۔ اور یہی مقصود تھا۔ ’’والحمد للّٰہ‘‘

سوال ۱۶...... ’’ولکن شبہ لھم‘‘ میں ضمیر شبہ میں مضمر ہے وہ حضرت عیسیٰ کی طرف جاسکتی ہے۔ اور اس کے یہ معنی کہ کوئی شخص مسیح کا ہم شکل بنایا گیا بالکل غلط ہے؟

الجواب...... شبہ کی ضمیر تو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے جیسا کہ مفسرین کا اتفاق ہے ان کے مقابل آپ کا کہنا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ تفسیر بالرائے کفر ہے اور آپ رائے سے کہتے ہیں۔

جب انجیل برنباس میں صاف لکھا ہے کہ ’’پس اے برنباس معلوم کر ایسی وجہ سے مجھ پر اپنی حفاظت کرنا واجب ہے۔ اور عنقریب میرا ایک شاگرد مجھے تیس سکوں کے ٹکڑوں کے بالعوض بیچ ڈالے گا اور اس بناء پر مجھ کو اس بات کا یقین ہے کہ جو شخص مجھے بیچے گا وہ میرے ہی نام سے قتل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ مجھ کو زمین سے اوپر اٹھا لے گا اور بے وفا کی صورت بدل دے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک اس کو یہی خیال کرے گا کہ میں ہوں۔‘‘ (انجیل برنباس فصل ۱۱۲ آیت ۱۳،۱۴،۱۵)

چنانچہ یہودا اسکریوطی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی اور وہ صلیب دیا گیا۔ اور یہ وہ انجیل ہے جسے مرزا قادیانی نے اصلی انجیل قبول کیا ہے تو آپ کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ اور تمام مفسرین کے برخلاف کس طرح ایک تیسری بات اپنی رائے سے کہہ سکتے ہیں۔ مفسرین نے اناجیل سے تمسک کر کے دو ہی قسم کی تفسیر کی ہے۔ ایک گروہ تو مسیح کے صلیب دیئے جانے اور پھر

تین دن کے بعد زندہ ہوکر اٹھائے جانے کا قائل ہے جو اناجیل اربعہ سے تمسک کرتے ہیں۔ اور دوسرا گروہ بموجب تحریر انجیل برنباس کے مسیح کو بغیر صلیب کے صحیح وسلامت آسمان پر اٹھائے جانے کا مذہب رکھتے ہیں۔ یہ تیسرا مذہب کہ مسیح صلیب دیئے گئے اور جان نہ نکلی مرزا قادیانی اور آپ نے کہاں سے لیا ہے۔ جب تک کوئی سند شرعی نہ ہو قابل تسلیم نہیں۔

سوال ۱۷...... کیا یہ سچ نہیں کہ ’’رافعك الیّ یا رفعه الله الیه ‘‘ سے یہ نتیجہ نکالنا ہے کہ مسیح زندہ مع جسد عنصری آسمان پر چلا گیا خلاف لغت وخلاف قرآن ہے۔

الجواب...... رفعه کے معنی بلند کرنے اور اٹھانے کے ہیں۔ یہ آپ نے غلط فرمایا ہے کہ رفع کے معنی خلاف قرآن ہے اور قرآن میں ہمیشہ جس جگہ رفع کا استعمال ہوا ہے۔ رفع روحانی مراد ہے۔ رفع کے معنی قرآن میں ہمیشہ رفع روحانی اور علو درجات کے نہیں ہیں۔ دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’ورفع ابویه علی العرش (یوسف:۱۰۰) ‘‘یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو اپنے تخت کے اوپر اٹھایا۔ دوسری جگہ قرآن میں ’’ورفعنا فوقکم الطّور ‘‘یعنی ’’تمہارے سروں پر طور کو اٹھایا۔‘‘

کیا یہاں بھی رفع کے معنی یہ کروگے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین کا رفع روحانی ہوا تھا؟ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین فوت ہوکر یوسف علیہ السلام کے تخت پر بیٹھے تھے اور پہاڑ کا رفع بھی بنی اسرائیل کے سروں پر رفع روحانی تھا۔ یعنی پہاڑ کی جان نکال کر خدا نے بنی اسرائیل کے سروں پر کھڑی کی تھی۔

پس مندرجہ بالا قرآن کی آیات سے ثابت ہے کہ رفع کے معنی مع جسم اٹھانے کے بھی ہیں۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی نسبت روحانی رفع خیال کرنا مفصلہ ذیل دلائل سے غلط ہے۔

۱...... جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت کے سامان دیکھے اور صلیب کے عذاب ایسے سخت تھے کہ ایک نبی اللہ کو دیئے جانے خدا اور اس کے رسول کی تذلیل تھی۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ یہ پیالہ عذاب مجھ سے ٹال دے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’انی متوفیك ورافعك ‘‘یعنی اے عیسیٰ میں تجھ کو صلیب کے عذابوں سے بچانے کی خاطر حفاظت میں لیکر اپنی طرف اٹھالوں گا۔ اور پاک کروں گا یہود کی صحبت سے۔

اب اس موقع پر اگر روح کا اٹھانا مراد لیں تو بالکل غلط ہے۔ کیونکہ روح کو نہ تو صلیب دی جاسکتی ہے اور نہ کوئی صلیب کا عذاب روح کو دے سکتا ہے۔ پس حفاظت جسمانی کے واسطے

دعا تھی اور اس کی تسلی کے واسطے رافعک فرمایا گیا جس سے جسمانی رفع لازم ہے نہ روحانی۔ اور ''مطھرك'' کا قرینہ موجود ہے۔ یعنی یہود کی خطرناک صحبت سے تم کو پاک کروں گا۔

۲...... اگر روحانی رفع مراد لیں تو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک ہے کہ اس کو اپنے رفع روحانی میں شک تھا جب ایک اولوالعزم پیغمبر کو اپنے رفع روحانی میں شک ہو تو پھر امت کا رفع کیوں کر ہوسکتا ہے؟ روحانی رفع تو ہر ایک مومن کا ہوتا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کو اپنے رفع روحانی کے واسطے دعا کرنی بالکل فضول اور غلط ہے۔

۳...... جب رفع روحانی ہر ایک مومن کی ہوتی ہے تو قرآن مجید کا فرمانا فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے کہ ماحصل کا وعدہ کرے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جس کا رفع روحانی پہلے ہی سے حاصل تھا قرآن مجید کا یہ فرمانا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے رفع روحانی دوں گا بالکل خلاف فصاحت قرآن ہے۔ اور نیز یہ ثابت ہوگا کہ رفع روحانی کسی پیغمبر کا نہیں ہوا۔ سوائے عیسیٰ اور ادریس علیہم السلام کے۔ اور یہ غلط عقیدہ ہے۔

۴...... یہ وعدہ روحانی فطرت انسانی دعا اور تسلی سائل کے بالکل خلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کی بے قراری صرف صلیب کے عذابوں کے باعث تھی نہ کہ وہ ''نعوذ باللہ'' موت سے ڈرتے تھے۔ خدا کو سوال کا جواب سائل کی تسلی کا دینے والا دینا چاہئے تھا۔ اور وہ یہی تھا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھ کو سلامت رکھوں گا اور اپنی حفاظت میں لیکر اٹھالوں گا کہ یہودی تجھ کو صلیب نہ دے سکیں گے۔ اور اگر خدا کہے کہ میں تجھے مارنے والا ہوں۔ پہلے یہودیوں کے عذاب تجھ کو دیئے جائیں گے اور تجھ کو صلیب پر لٹکایا جائے گا۔ کوڑے پٹوائے جائیں گے۔ لمبے لمبے کیل تیرے اعضاء میں ٹھوکے جائیں گے۔ جن سے خون جاری ہوگا۔ ان عذابوں سے تیری جان بھی نہ نکلنے پائے گی تاکہ عذاب منقطع نہ ہوجائیں۔

اب کوئی عقل مند تسلیم کرسکتا ہے کہ یہ جواب خدا تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت کے مطابق ہے اور مہربانی ظاہر کرتا ہے؟ ہرگز نہیں! اس جواب سے تو ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ یہود کا طرف دار ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات صلیب پر نہ دے گا تاکہ عذاب سے نجات نہ پاجائے اور یہود ناراض نہ ہوں۔

رفع روحانی تسلیم کرنے میں اس قدر نقص ہیں۔ پس رفع جسمانی سے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت ہوسکتی تھی اور ہوئی۔ خیال تو کرو کہ ایک شخص بادشاہ کے حضور نالش کرتا ہے کہ حضور مجھ کو میرے دشمن صلیب دے کر مارنا چاہتے ہیں آپ میری امداد فرماویں۔ اس کے جواب

میں بادشاہ کہتا ہے کہ ''میں تجھ کو مارنے والا ہوں'' کس قدر بے محل ہوگا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا جواب کہ میں تجھے مارنے والا ہوں بے محل۔ حوصلہ شکن اور نامعقول ہے۔ پھر غور کرو کہ ایک مظلوم کہتا ہے ''حضور ظالم لوگ مجھے مارتے ہیں'' اور حضور بھی جواب دیں کہ میں تجھے مارنے والا ہوں کس قدر غلط جواب ہے۔

سوال ۱۸...... کیا یہ سچ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی حیات کے مسئلہ کی بنیاد توفیؓ یا وفات کے اس معنی پر منحصر ہے۔ کہ مع جسم ایک انسان کو کہیں لے جانا۔ حالانکہ توفیؓ کا لفظ کبھی بھی لغت عرب وقرآن شریف وحدیث میں اس معنے پر نہیں بولا گیا۔

الجواب...... توفیؓ کا مادہ وفا ہے۔ اور وفا کے معنی پورا لینے اور قبضہ کرنے کے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں متوفیك کے معنی پورا پورا لے لینے اور قبضے میں کر لینے کے ہیں۔ کیونکہ اگر جسم کو چھوڑ کر روح کو قبض کیا جاوے تو یہ ''اخذ شئی وافیا'' نہیں۔ ''اخذ شئی وافیاً'' اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ سب اجزاء شے کے قبضہ میں کر لئے جائیں۔

پس اگر خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو چھوڑ کر صرف روح کا توفی ورفع کرے تو یہ غلط ہے اور اس پر جملہ کتب لغات وتفاسیر کا اتفاق ہے کہ توفیؓ کے معنی ''اخذ شئی وافیا'' ہیں یعنی کسی چیز کا پورا پورا لے لینا اور موت بھی مجازاً توفیؓ کی ایک قسم ہے۔ حقیقی معنی توفیؓ کے موت نہیں۔ قرآن میں ہے ''ثم توفیؓ کل نفس ما کسبت (آل عمران:۱۶۱)'' دیکھو کہ توفیؓ کے معنے پورا پورا دینے کے ہیں نہ کہ موت کے۔

سوال نمبر ۱۹...... کیا ''توفاہ اللّٰہ'' کے معنے لغت کی کتابوں میں قبض نفس یا قبض روح لکھے ہیں یا نہیں۔ اللہ کا انسان کو توفیؓ دینا؟

الجواب...... یہ غلط ہے کہ انسان کو اللہ کا توفیؓ دینا ہمیشہ قبض نفس قبض روح کے لئے آتا ہے۔ بلکہ دیگر معنوں میں بھی آتا ہے۔ دیکھو ''ثم توفیؓ کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون'' یہاں توفیؓ کا لفظ ہے مگر معنی قبض نفس وروح کے ہرگز نہیں۔ یہاں پورا پورا صلہ دینے کے معنی ہیں۔ توفیؓ کے معنی قبض شئی وافیا ہیں اور ''والموت نوع منہ'' یعنی توفیؓ کے حقیقی معنی کسی چیز کو اپنے قبضہ میں کر لینے کے ہیں اور موت بھی توفیؓ کی ایک مجازی قسم ہے۔ کیونکہ توفیؓ کا مادہ وفا ہے اور وفا کے معنی موت کے ہرگز نہیں۔ ''اوفوا بعھدی اوف بعھدکم'' کے کیا معنی کروگے اور ''الکریم اذا وعد وفا'' کے کیا معنی کروگے کہ سخی اپنے وعدہ کو مار دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ کہ: ''پورا کرتا ہے۔''

سوال ۲۰...... کیا آیت "فلما توفیتنی (مائدہ:۱۱۷)" (مائدہ آیت ۱۱۷) یہ ثابت کرتی ہے کہ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد عیسائیوں کا عقیدہ بگڑا۔ اگر نہیں تو آنحضرت ﷺ کا اس آیت کی تفسیر ان الفاظ سے کرنا کہ جب میرے بعض صحابی پکڑے جائیں گے اور اللہ فرمائے گا کہ تیرے بعد وہ بگڑے تو میں یہ کہوں گا: "کنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم " یہ وہی الفاظ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ غلط ٹھہرے گا یا نہیں۔ حالانکہ یہ تفسیر بخاری میں ہے۔

الجواب...... یہ سچ ہے کہ عیسائیوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بگڑا۔ مگر یہ غلط خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعدیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ہوئی۔ کیونکہ بعدیت کے واسطے ضروری نہیں کہ موت ہی سے ہو کیونکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ایک شخص ولایت یا ایک شہر سے غیر حاضر و عید تو ہو جاتا ہے۔ مگر مرتا نہیں زندہ رہتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ولایت سے لاہور چلا آوے تو بعدیت تو واقع ہو جاتی ہے لیکن وہ زندہ رہتا ہے۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا بعدیت تو واقعہ کرتا ہے مگر موت کا مستلزم نہیں کہ ضرور مر کر ہی اپنی امت سے ان کو علیحدگی و بعدیت ہوئی۔ کیونکہ زندگی میں بھی بعدیت ہوتی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ "جب تک میں ان میں رہا اس پر شاہد تھا اور جب تو نے مجھ کو ان کی نظروں سے غائب کر دیا تب تو ہی ان پر نگہبان تھا۔" یہ بالکل سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب زمین سے آسمان پر اٹھائے گئے تو پھر زمین والوں کے شاہد حال کس طرح نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اس دنیا میں اگر ایک شہر سے دوسرے شہر میں کوئی چلا جائے تو اس کو اس شہر کے باشندوں کی کچھ خبر نہیں رہتی۔ بلکہ ایک محلہ والوں کی دوسرے محلہ والوں کو خبر نہیں رہتی۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بعد رفع اپنی امت کی نگہبانی نہیں کر سکتے تھے اور یہ ان کا کہنا بجا ہوگا کہ جب میں ان میں نہ تھا تو ان کے بگڑنے کا ذمہ دار نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ جنہوں نے "متوفیك" کے معنی "ممیتك" کے کیے ہیں وہی "فلما توفیتنی" کے معنی "رفعتنی" کرتے ہیں۔ جس سے آپ کا تمام استدلال غلط ہو جاتا ہے کیونکہ آسمان پر جانے کی حالت میں وہ امت کے گواہ نہیں ان کے بعد امت بگڑی۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ ان کے رفع کے بعد امت بگڑی۔ مگر یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد امت کا بگڑنا ان کی وفات قبل از نزول کی دلیل ہے۔ کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

باقی رہا آپ کا اس حدیث سے تمسک کرنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی ایسا ہی کہوں گا جیسا کہ عبدالصالح یعنی عیسیٰ علیہ السلام کہے گا۔ کہ جب تک میں ان میں تھا ان کا نگہبان تھا۔ جب آپ نے مجھ کو وفات دی تو آپ ان کے نگہبان تھے۔ یہ بیان آنحضرت ﷺ کا صرف غیر حاضری کے عذر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان سے مماثلت رکھتا ہے۔ اس حدیث کا صرف یہ مطلب ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی غیر حاضری کا عذر کریں گے۔ میں بھی اپنی غیر حاضری کا عذر کروں گا۔ نہ کہ وہی الفاظ کہوں گا جو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہے ہوں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوگا ''أ انت قلت للناس اتخذو نی وامی الٰهین (مائده:۱۱۶) ''یعنی اے عیسیٰ تم نے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود بناؤ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں نے ان کو وہی کہا ہے جو تو نے فرمایا۔ یعنی اللہ جو تمہارا معبود ہے اسی کی عبادت کرو اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ جواب اور الفاظ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے امتِ محمدی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اور نہ ان کی والدہ کو خدا اور معبود یقین کرتی ہے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ جواب ہرگز نہ ہوگا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ بدعتی ہوں گے۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نیا طریقہ نکالا اور مسائل دین کو بدلا یہ مرتد ہوئے اس لئے حضرت صرف یہ فرمائیں گے کہ یہ لوگ میرے بعد بگڑے بعدیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور محمد رسول اللہ ﷺ اشتراک رکھتے ہیں جو کہ غیر حاضری ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ دونوں کا توفیّ ایک ہی قسم کا ہے۔ بالکل غلط ہے۔

کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا توفیّ نہایت کامیابی اور اقبال مندی سے طبعی موت سے ہوا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا توفیّ رفع آسمانی سے ہوا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ حدیث میں لفظ ''ما قال عبدالصالح ''نہیں ہے۔ ''کما قال عبدالصالح '' ہے۔ کما صرف تشبیہ ہے اور یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مماثلت تامہ ہو صرف وجہ شبہ میں اشتراک ہوا کرتا ہے۔ مثلاً اگر زید کو شیر سے تشبیہ دی جائے تو ضروری نہیں کہ زید ہر ایک جہت سے شیر ہو جاوے اور اس کی دم اور پنجے بھی نکل آویں۔

صرف وجہ شبہ یعنی قوت میں اشتراک جزوی ہوگا ایسا ہی کما قال عبدالصالح میں وجہ شبہ غیر حاضری ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جو جو الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میں بھی وہی کہوں گا۔ کیونکہ جب سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا حضرت محمد ﷺ سے نہ ہوگا تو جواب بھی حضرت عیسیٰ

علیہ السلام والا محمد ﷺ کی طرف سے نہ ہوگا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ما قال نہیں فرمایا بلکہ کما قال فرمایا ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی مانند کہوں گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا میں بھی وہی کہوں گا۔

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی (انجام آتھم ص ۳۹ خزائن ج ۱۱ ص ۳۹ حاشیہ) پر بحوالہ ڈریپر صاحب قبول کر چکے ہیں۔

''عیسائی مذہب تین سو برس کے بعد بگڑا۔'' تو اس منطقی دلیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تین سو برس تک زندہ رہنا ثابت ہوا۔ کیونکہ شکل منطق یوں ہوگی۔ عیسائیوں کا بگڑنا دلیل ہے وفات مسیح کی۔ مگر چونکہ تین سو برس تک عیسائی نہیں بگڑے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تین سو برس تک نہ فوت ہوئے۔ جب فوت نہ ہوئے تو زندہ رہے۔ کیونکہ تین سو برس تک عیسائی نہیں بگڑے۔ پس نتیجہ صاف ہے کہ مسیح تین سو برس تک زندہ رہا اور قرآن کی آیت ''یا عیسی انی متوفیك '' کہ اے عیسیٰ میں تیرے مارنے والا ہوں۔ وعدہ ہے جس کو مرزا قادیانی مانتے ہیں۔

تو قرآن سے ثابت ہوا کہ زمانہ نزول قرآن بلکہ اس آیت کے نزول تک مسیح نہیں مرا۔ کیونکہ اگر مر گیا ہوتا تو قرآن شریف وعدہ کے رنگ میں متوفیك نہ فرماتا بلکہ ''ان عیسیٰ مات '' فرماتا۔ مگر چونکہ وفات کا وعدہ فرمایا جس کو مرزا قادیانی بھی وعدہ وفات تسلیم کرتے ہیں تو ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام چھ سو برس تک تو فوت نہیں ہوئے تھے۔ پس یا تو متوفیك کے معنی کہ میں تیرے مارنے والا ہوں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۵۹۸، خزائن ج ۳ ص ۴۲۳) میں کیے ہیں غلط ہیں یا اس آیت کے نزول تک عیسیٰ زندہ رہے۔

دو گونہ رنج وملال است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلےٰ وفرقت لیلےٰ

دونوں صورتوں میں حیات مسیح ثابت ہے۔ جس سے ایک سو بیس برس کی عمر پا کر مسیح کا فوت ہونا اور کشمیر میں مدفون ہونا غلط ثابت ہوا کیونکہ تین سو برس تک تو مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ عیسائی نہیں بگڑے تھے۔ پس یہ منطق مرزائیوں کا غلط ہے کہ عیسائیوں کا بگڑنا وفات مسیح کی دلیل ہے۔

اگر کوئی عیسائی اعتراض کرے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوڑے پٹوائے گئے اور

طمانچے مارے گئے۔ صلیب کے عذاب دیئے گئے۔ اور صلیب پر اس کی جان نکلی تھی جیسا کہ اناجیل میں ہے کہ یسوع نے بڑے زور سے چلا کر جان دی اور اس کا توفیٰ وقوع میں آیا اس طرح نعوذ باللہ حضرت محمد ﷺ کا توفیٰ ہوا ہوگا اور یہی آپ کی دلیل پیش کرے کہ جیسا مسیحؑ "فلما توفیتنی" کہے گا۔ تو ثابت ہوا کہ دونوں کا توفیٰ ایک ہی تھا۔ تو مولوی صاحب بتاویں کہ اس عیسائی کو وہ کیا جواب دیں گے؟ آیا ایسی تذلیل اور عذاب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہوئے۔ ویسے ہی حضرت خلاصہ موجودات افضل الرسل ﷺ کے واسطے ہونے قبول کریں گے یا اپنی اس دلیل کی اصلاح کریں گے کہ دونوں کا توفیٰ ایک ہی قسم کا نہ تھا۔

تــمّــت

دیوبند کے علمائے اسلام اور قادیانی چالیں

جیسا کہ مرزا قادیانی کا طرز عمل یہ تھا کہ پہلے زور وشور سے مخالفین کو مناظرہ ومباہلہ کے واسطے للکار کر ایسے پرزور اور شاعرانہ لفاظی اور مبالغہ آمیز الفاظ میں بلاتے کہ کوئی سمجھے کہ آپ ضرور بحث کے لئے تیار ہیں اور شرائط ومباحثہ ومباہلہ ایسے طریق پر مکمل کر کے لکھتے ہیں کہ گویا سچ مچ بحث کے لئے آمادہ ہیں مگر جب مخالفین کی طرف سے قبول دعوت بحث کا جواب جاتا تو پھر اپنی ہی تردید کر کے حیلہ سازی سے ٹال دیتے۔ جس سے ثابت ہو چکا ہے کہ ان کا اس للکار اور دعوت سے صرف اپنے مردوں کو قابو میں رکھنا منظور ہوتا تھا نہ کہ تحقیق حق۔

جیسا کہ انہوں نے حضرت علامہ خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ (دامت برکاتہم) کے ساتھ کیا تھا کہ پہلے خود ان کو دعوت مناظرہ ومباہلہ دی اور زعم یہ تھا کہ پیر صاحب میرے مقابلہ پر نہ آئیں گے۔ خوب دل کھول کر شرائط مناظرہ ومباہلہ لکھیں اور یہاں تک لکھ دیا کہ جو فریق لاہور میں نہ آوے اس کی گریز سمجھی جائے گی۔ مگر خدا کی شان جب پیر صاحب لاہور میں تشریف لائے تو مرزا قادیانی گھر سے نہ نکلے۔ ہر چند حضرت شاہ صاحب کی طرف سے اشتہار پر اشتہار اور نوٹس پر نوٹس دیا گیا مگر "صدائے برنخواست" کا مضمون صادق آیا۔ جب حضرت شاہ صاحب تمام لاہور کو گواہ کر کے ایک معقول عرصہ انتظار کرنے کے بعد واپس چلے گئے تو مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کی تسلی کے واسطے اشتہار دے دیا کہ: "چونکہ مجھ کو لاہور میں جانے سے خطرۂ جان ہے اور پیر صاحب کے ساتھ سرحدی پٹھان تھے۔ اس لئے میں لاہور نہ گیا۔ یہ صرف رکیک عذر اپنے قابو یافتگان کی خاطر کیا گیا۔ ورنہ گورنمنٹ انگریزی کے

عہد حکومت کوئی کسی کو قتل نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ مجمع عام ہو اور اس جرم کا ارتکاب ہو۔

مرزا قادیانی کے اس عذر سے عقلمند تاڑ گئے تھے کہ:

زاہد نداشت تاب وصال پری رخاں
کنجے گرفت وترس خدا بہانہ ساخت

یہ صرف بہانہ تھا۔ ورنہ مثل مشہور ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں۔ اگر اپنے دعاوی میں سچے ہوتے اور اہل علم کے سامنے اپنے دعاوی نصوص شرعی سے ثابت کر سکتے تو ضرور لاہور آتے۔ لیکن نہ آنا تھا نہ آئے۔

وہی چال یا سنت اب مرزا قادیانی کی امت (مریدوں) میں جاری ہے۔ پہلے اشتہار تو بڑے زور وشور سے دے دیتے ہیں۔ مگر جب آگے سے تیار پاتے ہیں تو بات ٹالنے کے لئے وہی ناممکن القبول شرائط پیش کرنے لگتے ہیں۔ آمدم برسر مطلب۔

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۸ء میں زیر عنوان ''کیا علمائے دیوبند ہم سے مباہلہ کریں گے، علمائے دیوبند کو دعوت مناظرہ ومباہلہ دی۔'' جس کا مطلب صاف تھا کہ پہلے مناظرہ ہوگا۔ اگر مناظرہ سے امر متنازعہ کا تصفیہ نہ ہو تو پھر بعد تصفیہ شرائط مباہلہ ہوگا۔ الفضل کی عبارت ہے۔

''ان کا یعنی علمائے دیوبند کا کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے سنا دے اور پھر ہمارا جواب سنے۔ اس کے بعد پھر بھی اگر اسے یقین رہے کہ سلسلہ احمدیہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اس کا امام (نعوذ باللہ) مفتری اور کذاب اپنے دعوے میں غیر مصدق تھا۔ تو ہم سے حسب سنت رسول اللہ ﷺ بعد تصفیہ شرائط مباہلہ کرلے۔''

جس کا جواب علمائے دیوبند کی طرف سے اشتہار نمبر۲ مورخہ ۱۸ر ربیع الثانی دیا گیا کہ: ''نہایت صدق واخلاص اور متانت کے ساتھ اولاً اس بات کا فیصلہ کر لیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جن کو آپ نے (معاذ اللہ) خدا کا برگزیدہ نبی لکھا ہے۔ وہ فی الواقعہ ایسے ہی تھے یا جیسا کہ ان کے مخالف کہتے ہیں۔ وہ ایک مفتری اور کذاب شخص تھا۔ اور اگر بعد مناظرہ بھی نمایاں طور پر حق واضح نہ ہو تو پھر آخری صورت مباہلہ ہے جو اسی وقت کسی میدان میں عمل آئیگا۔

مرزائیوں نے جب دیکھا کہ علمائے دیوبند مناظرہ ومباہلہ کے واسطے تیار ہیں تو اپنے اشتہار مورخہ ۲۶ر ربیع الثانی میں جھٹ لکھ دیا کہ: ''افسوس علمائے دیوبند نے بجائے مباہلہ کی طرف آنے کے اس سے ہٹ کر مناظرہ کی طرح ڈالی ہے۔'' جس کو پڑھ کر علمائے دیوبند نے

اشتہار نمبر ۳ میں مرزائی دروغ بیانی ثابت کر کے جماعت مرزائیہ کی بخوبی قلعی کھول دی ہے۔

(دیکھو اشتہار علمائے دیوبند مورخہ ۲۸ ربیع الثانی مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۱۹ء)

لہٰذا ہم علمائے دیوبند کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت میں سے کوئی ایک بھی اصل بحث پر مناظرہ نہ کرے گا۔ یہ ہماری پیش گوئی لکھ رکھیں۔ صرف شرائط کے تصفیہ میں وقت ضائع کر کے بیٹھ جائیں گے۔ بلکہ اپنی فتح کا اشتہار دے دیں گے جیسا کہ ان کا مرشد اور وہ ہمیشہ کرتے رہے ہے۔ جس طرح الفضل (مرزائی اخبار) خود ہی لکھ کر کہ مناظرہ کے بعد مباہلہ ہوگا۔ پھر خود ہی اس سے روگرداں ہوا ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم کے مقابلہ میں مباحثہ سے پہلوتہی کی تھی۔ یہ ایک نہایت معمولی چال یا سنت قادیانی ہے۔

مرزا قادیانی بے چارہ ایک ہی مرید دہلوی کہیں بھولے بھٹکے اس قادیانی سنت کے برخلاف بمقام لدھیانہ مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر سے شرطیہ مناظرہ کر بیٹھا جس کا نتیجہ وہی ہوا جو دنیا کو پہلے ہی سوجھ گیا تھا۔ یعنی یہ مرزائی صاحب شرطیہ مناظرہ میں مولوی صاحب موصوف سے ہار گئے اور شکست فاش کھائی۔ کئی سو روپیہ شرط کا ادا کرنا پڑا جس کا اب تک ان کو درد ہوگا۔

پھر مرزائی علمائے اسلام سے کس برتے پر مناظرہ کریں۔ یہ فقط بیوقوفوں کو اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے وہ کبھی کبھی اشتہار بازی کر دیا کرتے ہیں کہ ”ہم سے مناظرہ کرلو۔ ہم سے مباہلہ کرلو“ وغیرہ حافظ نے سچ کہا ہے۔

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازایں تدبیر ما

یہ ان کے پیر کی قدیم سنت اور طریقہ ہے کہ مخالف کو پہلے بحث کے واسطے بلانا۔ جب وہ تیار پایا جائے تو کہہ دیا کہ ہم کو الہام ہوا ہے کہ اس سے بحث مت کرو۔ یہ اشتہار بازی صرف سادہ لوحوں کے واسطے کی جاتی ہے کہ مبادا حق کی بات سن کر قابو سے نہ نکل جائیں۔ مباحثہ ومناظرہ تو رہا درکنار وہ تو انہیں اہل حق کی تحریر بھی نہیں دیکھنے دیتے اور یہ چال علمائے اسلام سے ہی نہیں بلکہ میاں محمود اور مولوی محمد علی صاحبان کے درمیان بھی یہی روش جاری ہے۔ اگر مرزائیوں نے علمائے اسلام دیوبند سے حسب تحریر خود مناظرہ کیا تو ہم اپنے اس خیال کو واپس لے لیں گے۔ لیکن لم یفعلوا ولن یفعلوا!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

خدمات مرزا

جناب بابو پیر بخش لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا کسی نبی کو ناجائز خوشامد کی ضرورت پڑ سکتی ہے؟

پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی ٹوڈیت کا ثبوت

مرزا غلام احمد قادیانی ماہ جون ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ مرزے نے ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ میں بطور اہلمد ملازمت اختیار کی۔ ترقی کے خیال سے ۱۸۶۸ء میں مختاری کا امتحان دیا لیکن فیل ہو گئے۔ اس ناکامی سے بددل ہو کر اور ملازمت چھوڑ کر اپنے وطن قادیان میں چلے آئے۔ شہرت طلبی کی تدابیر سوچنے لگے۔ اتفاق یا مرزا قادیانی کی خوش قسمتی سے یہ وہ وقت تھا کہ عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے اسلام پر اعتراضات اور حملے ہو رہے تھے۔ مرزا قادیانی نے موقع کو غنیمت سمجھ کر قلم ہاتھ میں لیا اور ۱۸۸۰ء میں براہین احمدیہ نامی کتاب کی تالیف و ترتیب شروع کی۔ جس کے لئے اسلام کے نام پر چندے کی اپیلیں شائع کی گئیں۔ ان اپیلوں کے جواب میں مسلمانوں نے فراخ دلی سے روپیہ دیا۔ اس کتاب کی تالیف کا سلسلہ ۱۸۸۴ء میں ختم ہوا۔ اس دوران میں مرزا قادیانی نے پروپیگنڈا کے فن میں مہارت تامہ پیدا کرنے کے علاوہ کافی شہرت بھی حاصل کر لی۔

مختلف دعاوی

مرزا قادیانی نے اس اثناء میں ایران کے مدعی مہدویت علی محمد باب اور مدعی نبوت اور مسیحیت بہاء اللہ کی تالیفات اور ان کے دعاوی و دلائل کا مطالعہ شروع کیا۔ جن سے مرزا قادیانی کو اپنے عزائم و مقاصد میں بڑی مدد ملی۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں ''مسیح'' اور ''مہدی'' ہونے کا اعلان کر دیا اور اس کو کافی نہ سمجھ کر ۱۹۰۱ء میں صریح الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ عیسائیوں کا ''مسیح'' اور مسلمانوں کا ''مہدی'' اور ''نبی'' بننے کے بعد مرزا قادیانی نے ہندوؤں پر بھی کرم فرمائی ضروری سمجھی۔ چنانچہ ۱۹۰۴ء میں کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اس کے بعد اس قدر گوناگوں دعاوی کئے کہ بس وہ اپنی مثال آپ ہی ہیں۔

حکومت کی چوکھٹ پر جانے کی ضرورت

نبوت و رسالت کا عظیم الشان دعویٰ (جس کے مدعی کو محمد مصطفی ﷺ کے بعد امت

مرحومہ کے تمام اکابر واصاغر اور اولین وآخرین کافر سمجھتے رہے ہیں) ایسا نہ تھا کہ مسلمان اس کو تسلیم کر لیتے۔ دوسری طرف کرشن اوتار اور مسیحیت کا دعویٰ بھی ہندوؤں اور عیسائیوں کے نزدیک مضحکہ خیز تھا۔ اس لئے سب قوموں نے مرزا قادیانی کی مخالفت کی اور ان کے من گھڑت دعاوی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مرزا قادیانی اپنے ان دعاوی میں سچے اور مامور من اللہ ہوتے تو تمام مخلوق سے بے نیاز ہو کر اپنا کام کئے جاتے۔ لیکن چونکہ ان دعاوی کی بنیاد نفسانیت پر قائم تھی۔ اس لئے آپ کو ایک ایسے مادی سہارے کی تلاش ہوئی۔ جس کے بل بوتے پر آپ اپنے مشن کو جاری رکھ سکتے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے حکومت وقت (جس کو آپ دجال کے لقب سے ملقب کر چکے تھے) کی کاسہ لیسی اور ذلیل خوشامد کا پیشہ اختیار کیا اور اس معاملہ میں اس قدر غلو کیا کہ جہاد جیسے اسلام کے قطعی مسئلہ کا (جس کو اسلامی مسائل کی روح کہنا چاہئے) انکار کر دیا اور عمر بھر میں جس قدر کتابیں، رسالے، اشتہار اور اخبار شائع کئے ان کا اکثر و بیشتر حصہ یہی تعلیم دینے میں صرف کر دیا کہ گورنمنٹ کی ہر حال میں اطاعت وفرمانبرداری جزو ایمان ہے اور جہاد حرام ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے: ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جاویں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔''

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵،۱۵۶)

ایک قابل غور نکتہ

ہندوستانی مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے انگریزی اطاعت کا جو درس دیا ہے اسے قطع نظر کر کے سوال یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں انگریزی اطاعت اور مخالفت جہاد کا پروپیگنڈا کرنے کی آپ کو کیا ضرورت پیش آئی؟ کیا وہاں کے مسلمان بھی انگریزی رعایا میں داخل تھے کہ ان کو ''اطاعت'' کا سبق پڑھانا تکمیل ایمان کے لئے لازمی سمجھا گیا۔ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر اس پروپیگنڈا کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی روح جہاد کو بھی کچلنے کا تہیہ کر چکے تھے اور آپ اسلامی ممالک کو بھی برطانیہ کے

زیر نگین دیکھنے کے لئے بے تاب و بے قرار تھے۔’’انا للّٰہ وانا الیہ راجعون‘‘

بیعت کا واحد مقصد

اس نہایت ہی ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کو تیار کیا اور عملی طور پر بتادیا کہ مرزائی مذہب کے عالم وجود میں آنے کی غرض وغایت کیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی پچاس الماریوں والی کتابوں میں لکھتے ہیں: ’’وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت ومریدی رکھتی ہے وہ ایک سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر وباطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔‘‘ (تحفہ قیصریہ ص۱۲، خزائن ج۱۲ ص۲۶۴)

۲…… ’’اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریز کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنادیا ہے۔ (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے۔ (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔‘‘ (ضمیمہ تریاق القلوب ص ج، خزائن ج۱۵ ص۴۹۱)

کیا آج تک کسی نبی کو اس قسم کا الہام ہوا ہے؟ مرزائی صاحبان جواب دیں۔

۳…… ’’اس لئے خدا تعالیٰ نے اس تنبیہ کی صورت کو مسلمانوں کے سر پر سے بہت جلد اٹھالیا اور ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دور سے لایا اور وہ تلخی اور حرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آکر ہم سب بھول گئے اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہوگیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۳۲، خزائن ج۳ ص۱۶۶)

مرزا قادیانی نے اپنی ذریت کے علاوہ عام مسلمانوں کے لئے بھی یہ فرض قرار دے دیا ہے کہ وہ موجودہ حکومت کے سچے خیر خواہ اور دلی جاں نثار ہو جائیں۔ اگر وہ اس سے انکار کریں تو خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ’’بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں۔ جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے۔ جس کے ترک کرنے سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جاں نثار ہو جائیں۔‘‘

(ضمیمہ نمبر۳ تریاق القلوب ص ب، خزائن ج۱۵ ص۴۸۸)

۴…… جمہور اہل اسلام کے نزدیک اولی الامر منکم سے اسلامی حکومت مراد ہے۔ لیکن

مرزا قادیانی اپنے گھر کی منطق پر استدلال کرتے ہوئے اس میں انگریزوں کو شامل کر رہے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ”جسمانی طور پر اولی الامر سے مراد بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

(ضرورۃ الامام ص۲۳، خزائن ج۱۳ ص۴۹۳)

۵...... ”اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس انہیں اشاعتوں میں گذر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔ پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاوے اور تو ان میں ہو۔ پس اس میں میری نظیر اور مثیل نہیں۔“ (نورالحق حصہ اوّل ص۳۳، ۳۵، خزائن ج۸ ص۴۴، ۴۵)

۶...... ”اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اس کی خدمت کرنے والے اور اس کے ناصح اور خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر دلی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں اور میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ ان خدمات کو بھلا دے گی۔“

(نورالحق حصہ اوّل ص۲۶، خزائن ج۸ ص۳۶)

۷...... ”میرا باپ اور بھائی مفسدہ ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی خدمت اور گورنمنٹ کے باغیوں کا مقابلہ کر چکے ہیں اور میں بذات خود سترہ برس سے گورنمنٹ کی یہ خدمت کر رہا ہوں کہ بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں یہ مسئلہ شائع کر چکا ہوں کہ گورنمنٹ سے مسلمانوں کو جہاد کرنا ہرگز درست نہیں ہے اور میں گورنمنٹ کی پولیٹیکل خدمت اور حمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں۔ جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلہ میں نکلے گی اور گورنمنٹ کے متعلق مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ ”وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم اینما تولوا فثم وجه الله“ یعنی جب تک تو گورنمنٹ کی عملداری میں ہے۔ خدا گورنمنٹ کو کچھ تکلیف نہیں پہنچائے گا اور جدھر تیرا منہ ہوگا اسی طرف خدا کا منہ ہوگا اور چونکہ میرا منہ گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف ہے اور اس کے اقبال وشوکت کے لئے دعا میں مصروف ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۶۶ تا ۳۶۷ ملخص)

۸...... ''ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خداتعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیرسایہ آرام پایا اور پار ہے ہیں۔ وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

''میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں۔ جس نے زمانہ میں ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لاسکتے۔''

(ازالہ اوہام ص۵۴، خزائن ج۳ ص۱۳۰)

''میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے۔ رومیوں کی نسبت قوانین معدلت بہت صاف اور اس کے احکام پیلاطوس سے زیادہ تر زیرکی اور فہم اور عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خداتعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے ایسی سلطنت کے ظل حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے۔ جس کی تحقیق کا پلہ شبہات کے پلے سے بڑھ کر ہے۔''

(کشف الغطاء ص۱۱،۱۲، خزائن ج۱۴ ص۱۹۲)

''ہمیں سلطان روم کی نسبت سلطنت انگریزی کے ساتھ زیادہ وفاداری اور اطاعت دکھلانی چاہئے۔ اس سلطنت کے ہمارے سر پر وہ حقوق ہیں جو سلطان کے نہیں ہوسکتے۔ ہرگز نہیں ہوسکتے۔''

(کشف الغطاء ص۱۹، خزائن ج۱۴ ص۲۰۲)

۹...... ''جب ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتوؤں پر نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے عام طور پر مہریں لگادی تھیں۔ جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہئے تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے۔ جن میں نہ رحم تھا نہ عقل تھی نہ اخلاق نہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کردیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔'' (ازالہ اوہام ص۷۲۸، خزائن ج۳ ص۴۹۰)

۱۰...... مرزاقادیانی اپنے والد صاحب کا واسطہ دے کر لکھتے ہیں: ''میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پرزور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کرسی ملتی

تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے۔ کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں اور میرا بھائی مرزا غلام قادر تموں کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی۔ غرض اس طرح میرے بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہیں خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنہ کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔" (رسالہ کشف الغطاء ص ۳، خزائن ج ۱۴ ص ۱۸۰)

طائفہ مرزائیہ پنجابی نبی کے نقش قدم پر

ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کی خدمت میں مرزائیوں کا ایڈریس

یہ اس ایڈریس کی نقل ہے جو مرزائیوں نے ۲۷ر فروری ۱۹۲۲ء کو بوساطت گورنمنٹ پنجاب پیش کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امت مرزائیہ بھی اپنے سرکاری نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت کے مطابق حکومت برطانیہ کی فرمانبرداری میں اپنا مال و جان قربان کرنا فخر ہی نہیں بلکہ جزو ایمان سمجھتی ہے۔

"جناب شہزادہ ویلز! ہم نمائندگان جماعت احمدیہ جناب کی خدمت میں جناب کے ورود ہندوستان پر تہہ دل سے خوشامدید کہتے ہیں اور اگرچہ ہم وہ الفاظ نہیں پاتے جن میں جناب کے خاندان سے اپنی دلی وابستگی کا اظہار کما حقہ کر سکیں۔ لیکن مختصر لفظوں میں ہم جناب کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت ہو تو بلا کسی عوض اور بدلہ کے خیال کے ہم لوگ اپنا مال اور اپنی جانیں ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے دینے کے لئے تیار ہیں۔

حضور عالی! چونکہ ہماری جماعت نئی ہے اور تعداد میں بھی دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ جناب کو پوری طرح ہماری جماعت کا علم نہ ہو۔ اس لئے ہم مختصراً اپنے متعلق جناب کو کچھ علم دے دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے فضل سے اس وسیع ملک کی حکومت کی باگ آپ کے ہاتھ میں آنے والی ہے اور بادشاہ کی حکومت کے استحکام میں جوامر بہت ہی مد ہوتے ہیں ان میں سے اپنی رعایا کے مختلف طبقوں کا علم بھی ہے۔ حضور عالی اہم ایک مذہبی جماعت ہیں اور ہمیں دوسری جماعتوں سے امتیاز اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے ہے۔ ہم دوسرے مسلمانوں ہیں اور ہمیں اس نام پر فخر ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں ایک عظیم الشان خندق حائل ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کی طرح جو آج سے انیس سو سال پہلے خدا کے ایک برگزیدہ کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔ اس وقت کے مامور حضرت مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور کے ماننے والے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور ہمارے دوسرے بھائی ان لوگوں کی طرح جنہوں نے حضرت مسیح کا انکار کر دیا تھا، اس کے منکر ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ آنے والا مسیح کے رنگ میں آنے والا تھا نہ کہ خود مسیح نے آنا تھا۔

ہمارے سلسلہ کی بنیاد اکتیس سال سے پڑی ہے اور باوجود سخت سے سخت مظالم کے جو ہمیں برداشت کرنے پڑے ہیں۔ اس وقت ہندوستان کے ہی ہر ایک صوبہ میں ہماری جماعت نہیں ہے۔ بلکہ سیلون، افغانستان، ایران، عراق، عرب، روس، ماریشس، نیپال، ایسٹ افریقہ، مصر، سیرالیون، گولڈ کوسٹ، نائجیریا، یونائیٹڈ سٹیس۔ خود انگلستان میں ہماری جماعت موجود ہے اور ہمارا اندازہ ہے کہ دنیا میں نصف ملین کے قریب لوگ اس جماعت میں شامل ہیں اور یہی نہیں کہ صرف مختلف ممالک کے ہندوستانی ساکنین ہی اس جماعت میں شامل ہیں۔ بلکہ خود ان ممالک کے رہنے والے اس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ لنڈن کے علاقہ پٹنی میں ہمارا مشن قائم ہے اور ایک مسجد بھی ہے اور انگلستان کے قریباً دوسو آدمی اس سلسلہ میں شامل ہو چکے ہیں اور اسی طرح یونائیٹڈ سٹیٹس کے لوگوں میں یہ سلسلہ پھیل رہا ہے اور ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ ایک وقت یہ سلسلہ سب جہاں میں پھیل جائے گا۔

حضور عالی! ان مختصر حالات بتانے کے بعد ہم جناب کو بتلانا چاہتے ہیں کہ ہمارے وفاداری جناب کے والد مکرم سے کسی دنیاوی اصل پر نہیں ہے اور نہ کوئی دنیاوی طمع اس کا موجب ہے جو خدمات گورنمنٹ کی بحیثیت جماعت ہم کرتے ہیں۔ اس کے بدلہ میں کبھی کسی بدلہ کے طالب نہیں ہوئے۔ ہماری وفاداری کا موجب ایک اسلامی حکم ہے۔ جس کے متعلق بانی سلسلہ نے ہمیں سخت تاکید کی ہے کہ کبھی اسے نظر انداز نہ ہونے دیں اور وہ حکم یہ ہے کہ جو حکومت ہمیں مذہبی آزادی دے اس کی ہمیں ہر حالت میں فرمانبرداری کرنی چاہئے اور اگر کوئی حکومت ہمارے

مذہبی فرائض میں دست اندازی کرے تو بجائے اس کے ملک میں فساد ڈلوانے کے اس کے ملک سے ہمیں نکل جانا چاہئے۔ ہمارے تجربہ نے ہمیں بتلا دیا ہے کہ تخت برطانیہ کے زیر سایہ ہمیں ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ حتیٰ کہ اکثر اسلامی کہلانے والے ملکوں میں ہم اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ مگر تاج برطانیہ کے زیر سایہ ہم خود اس مذہب کے خلاف جو ہمارے ملک معظم کا ہے تبلیغ کرتے ہیں اور ان کی اپنی قوم کے لوگوں میں ان کے اپنے ملک میں جا کر اسلام کی اشاعت کرتے ہیں اور کوئی ہمیں کچھ نہیں کہتا اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی اس قدر جلد اشاعت میں حکومت برطانیہ کے غیر جانبدار رویہ کا بھی بہت کچھ دخل ہے۔ سو حضور عالی، ہماری فرمانبرداری مذہبی امور پر ہے۔ اس لئے گو ہم حکومت وقت کی پالیسی سے کس قدر ہی اختلاف کریں۔ کبھی اس کے خلاف کھڑے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدہ کے رو سے مجرم ہوں گے اور ہمارا ایمان خود ہم پر حجت قائم کرے گا۔

حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے۔ جس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں۔ جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔ ہم نے بارہا سخت سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کر کے اس امر کو ثابت کر دیا ہے اور اگر ہزارہا دفعہ پھر ایسا موقعہ پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بوقت ضرورت ہمیں اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی اس سے زیادہ توفیق دے گا۔ جیسا کہ وہ پہلے اپنے فضل سے دیتا رہا ہے۔ ہم اس امر کو سخت ناپسند کرتے ہیں کہ اختلاف سیاسی کی بناء پر ملک کے امن کو برباد کیا جائے۔ ہمارا مذہب تو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر مذہبی ظلم بھی ہو۔ تب بھی اس ملک کا امن برباد نہ کرو۔ بلکہ اسے چھوڑ کر چلے جاؤ۔ لوگ ہمارے ان خیالات پر ہمیں قوم اور ملک کا بدخواہ کہتے ہیں اور بعض گورنمنٹ کا خوشامدی سمجھتے ہیں اور بعض بیوقوف یا موقعہ کا متلاشی قرار دیتے ہیں۔ مگر اے شہزادہ مکرم! ہم لوگوں کی باتوں سے خدا کو نہیں چھوڑ سکتے۔ دنیا ہمیں کچھ کہے۔ جب کہ ہمارے خدا نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم امن کو برباد نہ ہونے دیں اور صلح کو دنیا پر قائم کریں اور تمام بنی نوع انسان میں محبت پیدا کر کے انہیں باہم ملائیں تو ہم صلح اور محبت کا راستہ نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم بہر حال اپنے بادشاہ کے وفادار رہیں گے اور اس کے احکام کی ہر طرح فرمانبرداری کریں گے۔

حضور عالی! آپ نے اس قدر دور دراز کا سفر اختیار کر کے جوان لوگوں کے حالات

سے آگاہی حاصل کرنی چاہی ہے۔ جن پر کسی آئندہ زمانہ میں حکومت کرنا آپ کے لئے مقدر ہے۔ اس قربانی وایثار کو ہم لوگ شکر اور امتنان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کوئی شخص جو ذرہ بھر بھی حق اور اس کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے۔ آپ کے سفر کو کسی اور نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ پس ہم لوگ آپ کی اس ہمدردی اور ہمارے حالات سے دلچسپی رکھنے پر آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے اپنے باپ کی رعایا کی طرف محبت کی نظر ڈالی ہے۔ وہ بھی آپ پر اپنی محبت کی نظر ڈالے۔

حضور عالی! ہماری جماعت نے جناب کے ورود ہندوستان کی خوشی میں جناب کے لئے ایک علمی تحفہ تیار کیا ہے۔ یعنی اس سلسلہ کی تعلیم اور اس کے قیام کی غرض اور دوسرے سلسلوں سے اس کا امتیاز اور باقی سلسلہ کے مختصر حالات اس رسالہ میں لکھے ہیں اور اس میں جناب ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ سلسلہ کے موجودہ امام نے اسے لکھا ہے اور بتیس ہزار آدمیوں نے اس کی چھپوائی میں حصہ لیا ہے۔ تا کہ ان کے خلوص کے اظہار کی یہ علامت ہو اور ابھی وقت کی قلت مانع رہی ہے۔ ورنہ اس سے بہت زیادہ لوگ اس میں حصہ لیتے۔

حضور شہزادہ والا تبار ہم! یہ تحفہ بوساطت گورنمنٹ پنجاب حضور میں پیش کرتے ہیں اور ادب واحترام کے ساتھ ملتجی ہیں کہ کچھ وقت اس کے ملاحظہ کے لئے وقف فرمایا جاوے۔

آخر میں پھر ہم جناب کو تہہ دل سے ورود ہندوستان اور پھر ورود پنجاب پر جو مرکز سلسلہ احمدیہ ہے خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے والد مکرم سے ہماری طرف سے عرض کر دیں کہ ہماری جماعت باوجود اپنی کمزوری ناطاقتی اور قلت تعداد کے ہر وقت جناب کے لئے اپنا مال و جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے اور ہر حالت میں آپ اس جماعت کی وفاداری پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ کے قدم کو اپنی خوشنودی کی راہوں پر چلائے اور ہر ایک آفت زمانہ سے آپ کو محفوظ رکھے۔ بلکہ اپنی مدد اور نصرت کا دامن آپ کے سر پر پھیلائے۔ (الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۷۲ ص ۳،۴، مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۲ء)

حق و باطل کی پہچان

انصاف کی کسوٹی پر اس چیز کو پرکھا جائے کہ غیر اللہ کی کاسہ لیسی اور ذلیل خوشامد جس خانہ ساز نبوت کا فرض اوّلین اور جزو ایمان ہو کیا اسلام جیسے پاکیزہ دین اور خدا تعالیٰ جیسی بلند ترین ہستی کے ساتھ اس کو دور کا تعلق بھی ہو سکتا ہے؟ "وما علینا الا البلاغ"

(ماخوذ از تائید اسلام)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مسیح کاذب

حضرت مولانا ملک نظیر احسن بہاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لسان الغیب

حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ کا کلام لسان الغیب کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح سے مرزا قادیانی کے معاملات میں یہ شعر صائب کا

بہمائے بصاحب نظرے گوہر خودرا
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

خدا جانے کس ساعت سعید میں بطور تفاؤل اور پیش گوئی کے صائب مرحوم کی زبان حق بیان سے نکلا تھا کہ وہ مرزا قادیانی کی مسیحیت پر بے تکلف چسپاں ہوگیا۔ جس کو تضمین کے طور پر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

تاچند تبہ کاری دیں از پے دنیا — بگذار کنوں فتنہ سالوسی مرزا
شد بر محک عقل ہمہ کذب ہویدا — بہمائے بصاحب نظرے گوہر خودار
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

اے فتنہ دجال بیائید ہمیں جا — تابر محک عقل دروغت کنم افشا
گر کورنہ چشم دل خویش تو بکشا — برباد دہی دین خودت از پے دنیا
بہمائے بصاحب نظرے گوہر خودار
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

آں مدعی وحی وصد الہام نماندہ — سلطان قلم بستہ اوہام نماندہ
ہر چند کہ آں مدعی خام نماندہ — آں فتنہ برہم کن اسلام نماندہ
ہیہات کنوں ماند مگر فتنہ گرے چند
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

توفیق خدا گر نہ کند باز ہدایت — شیطاں کندش از پس واز پیش دلالت
ہر آنکہ پسندید زخود قعر ضلالت — صدوفتر طومار نیر زد بشقاوت

کافی بود از بہر سعادت سطرے چند
عیسیٰ[1] نتواں گشت بتصدیق خرے چند

راقم: ایک مورخ شاطر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومستغفراً

جواب نامہ کا ہوں منتظر زمانہ سے
کہاں رہا نہیں معلوم وہ جواب ان کا

عرصہ سے سن رہا ہوں کہ فیصلہ آسمانی کے جواب کے لئے فرمان واجب الاذعان خلیفۃ المسیح قادیان کا بنام نامی مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری (احاطہ بنگال) کے نزول اجلال ہوا ہے اور شاید وہ اس کے جواب میں مصروف بھی ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کو بھی بہت دن گزرے۔ چشم بانتظار ہوں کہ دیکھئے فیصلہ آسمانی کا جواب بھاگلپوری (بنگال کی سرزمین) سے کیا لکھا جاتا ہے اور برہان قاطع کا جواب مرزائیوں کی طرف سے کیسا دیا جاتا ہے؟

جناب خلیفۃ المسیح صاحب نے تو اپنے کو اس بار عظیم سے (جو انہیں کا خاص فرض ومنصب تھا) خدا جانے کس خوف سے سبکدوش فرما کر ہمارے وطنی بھائی پوربی ہی مولوی صاحب کو اس اہم کام کے لئے اپنے لاکھوں[2] مرزائیوں میں سے صرف انہیں ایک کو تاک کر ہدف تیر ملامت بنا کر انتخاب کیا اور حضرت خالد وصف شکن وغیرہ وغیرہ تجربہ کاران کہن سال اشخاص کو خلیفۃ المسیح صاحب نے اس مہتم بالشان کام کے لائق نہ سمجھا۔ ''فیہ سر من اسرار نبوۃ القادیان''

---

[1] اتفاقاً مرزا قادیانی کی طرح ایک الہامی مضمون ہاتھ آ گیا ہے وہ بھی ہدیہ ناظرین ہے۔ ملکہ راسخہ فن تاریخ گوئی کا کمال مولوی صاحب ملاحظہ کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی سلطان القلم قادیانی دوئی صاحب مسیح کاذب اور صائب مرحوم کے مصرعہ (عیسیٰ نتواں گشت) پورا پورا ملا کم وکاست اتحاد رکھتا ہے۔ ۲۸۵۰ باقی درخاتمہ کتاب راقم ایک مؤرخ شاطر!

[2] اس تعداد بے اصل کی صحت مرزائیوں کے ذمہ ہے۔

خیر جو کچھ بھی ہوا اس انتخاب سے میری بھی خوشی کی بات ہے کہ یا تو بنگالی مولوی کا اپنے اشتہار واخبار میں مرزائی مذمت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں یا اب وقت نے ایسا مجبور کیا کہ خلیفۃ المسیح نے بھی پوربی ہی مولوی ہمارے وطنی بھائی کوتا کا اوران کا دامن پکڑا۔لیکن یہ انتخاب بھی شطرنج کی چال سے خالی نہیں۔اس لئے کہ درحقیقت فیصلہ آسمانی کا جواب عقلاً محالات سے خیال کر کے حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے شیران ناموراور بہادران تجربہ کار کو بخیال بدنامی الگ ہی رہنے دیا کہ جو کچھ جواب ناصواب کا الزام ہو وہ بیچارے پوربی ہی مولوی کے سر ہنے دیا جائے اور آئندہ اخباروں میں لن ترانیوں کا بھی موقع باقی رہے کہ ایک پوربی مولوی نے جواب دیا ہے۔ قادیانی شیروں نے تھوڑا ہی جواب دیا۔خیر جیسا کچھ بھی ہوا اس انتخاب پر حکیم خلیفۃ المسیح کے جو عین حکمت ہے میں بھی صاد کرتا ہوں۔

ہر چند مجھ کو پہلے ہی افواہاً معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مولوی صاحب نے فیصلہ آسمانی کے جواب میں مہذبانہ طرز تقریر کو بدل کر اخباری لہجہ غیر مہذب کہنا چاہا ہے۔کہاں تک یہ امر صحیح ہے۔ بغیر جواب دیکھے کوئی رائے قائم نہیں ہوسکتی۔

اب مسئلہ یہ زیر نظر ہے کہ آسمانی فیصلہ کا جواب تو امر محال ہی معلوم ہوتا ہے۔کیونکہ اس رسالہ میں تو صرف مرزا قادیانی کی ان ہی پیشین گوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کو مرزا قادیانی نے بہت ہی مہتم بالشان قرار دے کر اشتہاروں کے ذریعہ سے اپنی نبوت وصدق یا کذب کا معیار ٹھہرایا ہے(جو کسی طرح پوری نہ ہوئیں)اور مرزا قادیانی کا انتقال بھی ہوگیا۔

(مولانا محمد علی مونگیریؒ) حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی مدظلہ العالی نے بڑی وضاحت اور دیانت سے صرف برادران اسلام کی خیر خواہی کی غرض سے ثابت کر دکھایا کہ جن پیشین گوئیوں کو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا معیار ٹھہرایا تھا انہیں کو پیش نظر رکھ کر اوران واقعات الہامی کے وقوع میں نہ آنے سے مرزا قادیانی خود اپنے صریح اقرار کے موافق صادق نہ ٹھہرے۔ بلکہ جیسا انہوں نے اقرار فرمایا تھا کہ اگر یہ سب امور مطابق الہام کے واقع نہ ہوں تو میں مفتری اور کذاب اور بد سے بدتر ہوں اور خدا کی طرف سے نہیں ہوں،اسے ظاہر کر کے دکھادیا۔

حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی ’’متع اللّٰہ المسلمین بطول بقأیه ‘‘نے تو اپنی طرف سے مرزا قادیانی کے رد میں کچھ بھی نہیں لکھا بلکہ مرزا قادیانی ہی کے متفرق اقوال کو اکٹھا کر کے نہایت نیک نیتی ودیانت شعاری سے بغیر تحریف لفظی بہت صفائی سے بغرض خیر خواہی اسلام یاد دلا کر مرزائی حضرات کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اب بموجب اقرار خود مرزا قادیانی کے (اگر

مرزائی جماعت مرزا قادیانی کو سچا سمجھتے ہیں اور ان کے قول پر اعتبار کرتے ہوں) تو اب بھی رجوع بحق کریں۔ کیونکہ مشیت ایزدی نے ان امور بیان کردہ، مرزا قادیانی کو وقوع وظہور میں نہ لائی۔ بلکہ ان کو جھوٹا کر دیا اور خدائے تعالیٰ اپنے رسولوں[1] کو ہرگز جھوٹا نہیں کرتا۔ پس متحقق ہو گیا کہ وہ الہامات مرزا قادیانی کے رحمانی نہ تھے۔ بلکہ صریح شیطانی یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ نفسانی خواہشوں کے جذبات واہمہ تھے۔

میں نہایت زور سے اور بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ پبلک کی تشفی اور مرزا قادیانی کی ان پیش گوئیوں کی تصدیق کے لئے تو فقط امور مندرجہ ذیل ہی فیصلہ آسمانی کا جواب ہو سکتے ہیں اور اس کے سوا جو کچھ جواب فیصلہ آسمانی کا دیا جائے گا وہ بمصداق مثل مشہور...... شتر سے زیادہ آوازہ اس جواب کا نہیں ہو سکتا۔

۱...... محمدی بنت مرزا احمد بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح[2] میں آ گئی۔

۲...... مرزا سلطان محمد بیگ محمدی مسطورہ کا خاوند مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے سے پہلے ہی[3] مر گیا۔ مگر نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا۔

---

[1] (۱)''فلا تحسبن الله مخلف وعده رسوله (ابراهیم:٤٧)'' ﴿یہ وہم وگمان بھی نہ کر کہ خدا اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔﴾ (۲)''ربنا واتنا ما وعدتنا انك لا تخلف الميعاد (آل عمران:١٩٤)'' ﴿اے ہمارے رب تو نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اس کو عطاء کر کیونکہ تو وعدہ خلافی تو کرتا ہی نہیں۔﴾ (۳)''الا ان وعد الله حق ولكن اكثر الناس لا يعلمون (يونس:٥٥)'' ﴿یاد رکھو کہ خدا کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا اگرچہ بہت لوگ اس سے ناواقف ہیں۔﴾ اور بھی بہت سی آیتیں قرآن مجید میں ایسی ہیں۔

[2] جس کا نکاح آسمان پر اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے پڑھا دیا۔

(انجام آتھم ص۶۰، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

[3] جیسا کہ (انجام آتھم حاشیہ ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) میں مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔'' پھر (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) میں مرزا قادیانی کہتے ہیں: ''یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ (آگے چل کر) یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔'' یہ کیسے بدیہی ثبوت مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کے ہیں مگر مرزائی کچھ نہیں دیکھتے۔

اس کے علاوہ اور بھی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اور مولوی ثناء اللہ صاحبان کی نسبت بھی ایسی ہی موت وغیرہ کی پیش گوئیاں کر کے معیار صدق یا کذب اپنا مرزا قادیانی نے ٹھہرایا ہے۔ وہ اپنی اپنی جگہ پر دکھائے جائیں گے۔ یہاں فقط منکوحہ آسمانی کے متعلق جھوٹی پیش گوئی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کو ہمارے دوست مولوی عبدالماجد (قادیانی) اپنے جواب میں ثابت کر دکھائیں کہ یہ دونوں امور تنقیح طلب متذکرہ بالا وقوع میں آ گئے؟ اگر درحقیقت یہ امور وقوع میں آ گئے ہوں تو ضرور جواب دیجئے اور نقارہ کی چوٹ اخباروں میں اشتہاروں میں فیصلہ آسمانی کی تکذیب ثابت کیجئے کہ یہ واقعی وقوع میں آ گئے اور مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئیاں سچی ہوئیں۔ (سب سے پہلے میں آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہو جاؤں گا۔ آپ ان امور کو سچ بھی تو کر دکھایئے)

چونکہ یہ بالکلیہ محال ہے۔ کیونکہ نہ محمدی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی نہ اس کا خاوند سلطان محمد بیگ مرزا قادیانی کے سامنے مرا۔ (جس کو مرزا قادیانی نے تقدیر مبرم الہام سے فرمایا تھا) بلکہ خود مرزا قادیانی ہی پیش از وقوع امور متذکرہ بالا، عالم بالا کو تشریف لے گئے۔ اس لئے آپ اس کے ثابت کرنے سے قدرتاً مجبور ہیں تو پھر راستی اور انصاف پسندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان پیش گوئیوں ہی کو غلط مانئے اور کہئے کہ مرزا قادیانی بھی انسان تھے۔ مرزا قادیانی کو ایک ذی علم بشر مانتے، ان سے غلطی ہوگئی۔ رگڑا جھگڑا آپ لوگوں سے باقی نہیں رہنے کا۔

بات کو جس قدر بڑھاؤ بڑھے
قصہ یہ طول مختصر بھی ہے

انسان ضعیف البنیان غلطی کا پتلا ہے۔ کمال نفس یہی ہے کہ انسان اپنی غلطیوں کا اعتراف کرے۔ جس طرح ہمارے دادا حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لغزش پر گرویدگی اختیار کر کے ”ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین (اعراف:۲۳)“ کہہ کر سجدے میں گر گئے اور بخشش الٰہی نے الحاح وزاری ان کی قبول فرما کر خلعت توبہ سے سرفرازی بخشی۔ حضرات مرزائی بھی اس عمل کو خلوص سے کر کے تماشا دیکھ لیں کہ کس طرح دریائے رحمت اس مفضل حقیقی کا جوش مارتا ہوا اپنے پیاسوں کو دور دور سے سمیٹ لاتا ہے۔

مرزا قادیانی کو چاہے جس تقدس کا آپ لوگ شایاں سمجھیں سمجھئے۔ اس کے ذمہ دار

آپ لوگ ہیں۔ مگر خدا کے لئے ان کو خدا اور رسول و مہدی موعود، مسیح مسعود نہ بنائیے۔ بلکہ جس وقت ان کے تقدس کی متخیلہ صورت پیش نظر آجائے تو مناسب ہے کہ ان کے ذاتی حالات کو عینک لگا کر غور سے دیکھئے اور میزان عقل پر تو لئے۔ کیونکہ ذاتی حالات اور کریکٹر سے بڑھ کر کوئی اور سچی شہادت انسان کے لئے نہیں ہوسکتی۔

جناب قادیانی مولوی صاحب جواب لکھتے وقت یہ ضرور خیال رکھیں گے کہ بات بنانے کا سلسلہ تو بات بنانے والے کے نزدیک کبھی منقطع ہی نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ فرض کیجئے کہ (محمدی) کے معنی کوئی عورت (مرزا قادیانی) سے مراد کوئی مرد (سلطان محمد) کا مفہوم کوئی مغل (زندگی) کے معنی کوئی زمانہ قبل از موت (مرنے) کے معنی رات کا سوجانا چلئے بات بنادی گئی۔ درحقیقت اب جواب ہو یا نہ ہو ہم چپ تو نہ رہے۔

جناب من! یہ ہیں نفسانی شرارتیں (اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کو اور سارے حلقہ بگوشان اسلام کو ایسی شرارتوں سے بچائے) آمین!

اگر ایسا ہی جواب فیصلہ آسمانی کا دیا جائے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تو ہم بغیر جواب دیکھے مان لینے کو تیار ہیں کہ واہ واہ صد مرحبا خوب جواب دیا گیا ہے اور ایسے ہی جواب کی امید تھی۔ کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ محمدی کے نکاح میں آجانے کا مرزا قادیانی کی طرف سے اقبال کیا جائے۔ یا اس کے خاوند کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا اقرار کرسکیں۔ اس لئے کہ قریب قریب سارا ہندوستان مرزائیوں ہی کے اشتہارات سے اور رسالوں کے ذریعہ سے جان گیا کہ ۱۸۹۲ء میں محمدی کا نکاح سلطان محمد بیگ سے ہوا اور مرزا قادیانی اس نکاح کی ناکامی کی حسرت لے کر ۱۹۰۸ء میں انتقال کر گئے۔ جس کو اب پانچواں سال ہے کہ مرزا قادیانی کی جھوٹی مسیحیت کا زمانہ گزر گیا اور ابھی تک سلطان محمد بیگ مع اپنی آل و اولاد کے بفضلہ صحیح وسالم موجود ہیں۔

اس کا تو مجھے یقین ہے کہ اصل امور متعلقہ فیصلہ آسمانی کا جواب تو مولوی صاحب کے مشیت الٰہی نے مطلق محال کر دیا ہے کہ زمانہ ہزار پلٹا کھائے تو بھی اس کا وقوع ممکن نہیں۔ اس لئے میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ اصل مطالب فیصلہ آسمانی سے جواب ان کو اچھوتا رہے گا۔ البتہ فضولیات اور خارج از بحث اور خارجی امور سے ان کے جواب کے صفحے زیادہ سیاہ پائے جائیں گے۔ جیسا کہ ان کے خطوط سے مترشح ہوا ہے جو بنظر تحقیق تام جناب مؤلف مدظلہ العالی کے پاس مولوی صاحب نے بھیجے تھے۔

مولوی صاحب نے پہلے ایک خط بھاگلپور سے لکھا اور مؤلف موصوف سے دریافت کیا کہ یہ فیصلہ آسمانی کیا آپ کی تالیف ہے۔ بجواب اس کے ان کو اطلاع دی گئی کہ: ''انظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال ''جس کا مفہوم ظاہر ہے کہ: ''الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ '' مگر اس پر بھی نہ سمجھے اور پھر دوسرے خط میں اسی مضمون کا تکرار کیا۔ جس سے نفس مطلب کو کوئی سروکار نہیں ہے۔

یہ کس قدر لچر بات ہے کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوؤں کا جواب مرزا قادیانی کے قول سے نہ دیا جائے۔ بلکہ کسی مصنف یا مؤلف کے نام کا سہارا ڈھونڈھا جائے۔ وہی مثل ہے ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' غنیمت ہے۔ غالباً مولوی صاحب ایسی ہی خارجی بحثوں سے زیادہ کام لیں گے اور نام نہادی جواب کے جزوں کو موٹا بنا کر تضخیم کریں گے۔ جس میں قیمت بھی اچھی رہے گی اور جاہلوں میں فوق البھڑک بھی ہو۔

غرض ایسی ہی فضولیات میں بہت کچھ مصالحہ لگا کر چیٹ پٹا بنانے کی کوشش کریں گے اور شاید یہ بھی فرمائیں گے کہ مولانا سید ابواحمد رحمانی مؤلف رسالہ نے فقط اپنی کنیت ہی لکھ کر کیوں بس کر دیا اپنا پورا نام ونشان وسکونت بقید محلہ وپرگنہ وضلع وغیرہ کیوں نہ لکھا اور عجب نہیں کہ یہ بھی کہیں کہ اپنا نسب نامہ پورا کیوں نہ شائع کیا۔

مولوی صاحب ان امور کو جواب سے کیا تعلق؟ یہ تو کوئی ضروری امر نہیں اور نہ دینی فرض یا واجب ہے کہ مرزا قادیانی کی طرح سے اپنی تعلّی کے لئے موٹے موٹے حرفوں میں اپنا نام نمائش کی غرض سے ظاہر کیا جائے اور جھوٹی نبوت کی بگھار دور دور پہنچائی جائے۔ یہاں تو مقصود اس کام کا صرف خالصتاً بوجہ اللہ ہے۔ کسی دنیاوی غرض یا حب جاہ وناموری کے لئے بحمدہ تعالیٰ ذریعہ بنانا نہیں چاہتے۔ اسی لئے سلف صالحین کا طرز اس کار خیر میں بھی اختیار کیا اور آج سے نہیں بلکہ ایک زمانہ دراز سے جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطاء کی کہ نفس کے غرور اور مکر سے ہر وقت ہوشیار رہنا ضروریات درویشی اور خصوصیات اہل اللہ سے ہے۔ اکثر تصانیف ردنصاریٰ میں یا اور مسائل مختلفہ میں علماء اسلام سے مناظرہ وتحقیق کی نظر سے شائع کیں اور اکثر اپنے شاگردان ذی علم ومریدین ومتوسلین کی طرف سے شائع ہوتی گئیں اور کمال انکساری اور تادیب نفس کی غرض سے جو اہل اللہ کا ظاہر وباطن یہی شیوہ رہتا آیا ہے اپنی ناموری کا اخفا کیا ہے۔

میں نے سنا ہے کہ مولوی صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو مؤلف کے نام کے دریافت میں اس قدر اصرار ہی کیوں ہے تو اس کے جواب میں کہا گیا کہ خود مؤلف کے مسلمات سے جواب فیصلہ آسمانی کا دیا جائے گا۔ یہ تو وہی مثل ہے کہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان۔

بس اب مجھے کوئی تردد نہ رہا کہ مجیب کے عجز نے تحقیقی جواب سے اس کو مجبور کر دیا۔ اس لئے وہ مسلمات سے الزامی جواب دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ شاید میرے دوست کے ذہن سے یہ نکل گیا کہ الزامی جواب کا اثر تو مؤلف ہی تک محدود رہ سکتا ہے۔ پبلک کی تشفی کے لئے کیونکر وہ کافی اور مفید ہو سکتا ہے۔ خیر یہ بھی دیکھ لیا جائے گا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیوں
آگے آگے دیکھ تو ہوتا ہے کیا

لیجئے! اب اس کو بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ ابتدائے اسلام سے اخیر زمانہ سلطنت اسلام تک کتنے اکابر مصنفین نے اپنا نام ظاہر نہ کیا اور فقط ان کی کنیت یا دوسری نسبت اضافی سے ان کی تصانیف از شرق یا غرب بعد ان کے آج تک مشہور ہیں۔ میں ایسی تصانیف کا نام تیمناً قرآن مجید کی تفسیر ہی سے شروع کرتا ہوں۔

تفسیر	حدیث	فقہ
جلالین	بخاری شریف	منیۃ المصلے
بیضاوی	مسلم	فتح القدیر
کشاف	ترمذی	زیلعی
کبیر	نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ	بحر الرائق
کلام	ادب وغیرہ	نحو
شرح مقاصد	مجمع البحار لغت میں	کافیہ
تذکرۃ الحفاظ فن رجال میں	متنبی، حماسہ، نہایہ	شافیہ

کچھ دن ہوئے ایک اشتہار حکیم خلیل احمد مونگیری (قادیانی) کی طرف سے بجواب اشتہار فیصلہ آسمانی شائع ہو کر میری نظر سے گزرا۔ جس کی سرخی نشان آسمانی بر تکذیب ابواحمد رحمانی

تھی۔ اگرچہ افواہاً یہی سنا جاتا ہے کہ یہ اشتہار بھی مولوی عبدالماجد صاحب (قادیانی) کی فکر سلیم کا ذخیرہ ہے۔ چونکہ وہ اشتہار اس قدر لچر اور پوچ اور جھوٹ کی بھرمار سے معمور ہے اور لہجہ بھی اس کا شائستگی سے دور، بلکہ بدتہذیبوں سے بھرپور ہے۔ اس لئے میرا گمان مولوی صاحب کی طرف کم جاتا ہے۔ "واللہ اعلم بالصواب"

اس کی ابتداء بھی جھوٹ ہی سے شروع ہوئی ہے اور سرخی ہی میں (نعیب دشمناں) حضرت مؤلف کی تکذیب پر نشان آسمانی کا دعویٰ تو بڑی ڈھٹائی سے کیا گیا ہے اور ڈیڑھ فٹ کا ایک طویل اشتہار (بالکل زٹل قافیہ آئیں بائیں شائیں) جھوٹی باتوں سے بھر کر ناحق اپنے اشتہار کا منہ کالا کر کے ہولی کا سوانگ نکالا ہے۔ لیکن مشتہر کو ایک کذب بھی حضرت مؤلف (مولانا محمد علی مونگیریؒ) کی نہ مل سکا کہ اپنے اشتہار میں اس کے ظاہر کرنے کی جرأت کر سکتے اور دعوے کے ساتھ دلیل لا سکتے اور ثبات قدمی کے ساتھ پبلک میں پیش کرتے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی آنجہانی کے صریح جھوٹ کو ان کے مخالفین بڑے زوروں سے علےٰ رؤس الاشہاد بغیر اینچ پینچ کے صاف صاف روز روشن کی طرح دکھاتے رہتے ہیں۔ مگر اس پر بھی جھوٹ بکنے سے وہ باز نہیں آتے۔

بات یہ ہے کہ مرزائی حضرات کو جھوٹ سے اس قدر رغبت ہوگئی ہے کہ اس کی برائی اور وعید پر مطلق نظر نہیں۔ اس لئے کہ سارا اور مدار قادیانی نبوت کا اسی پر ہے۔ لہٰذا جب ان کی زبان یا قلم سے کوئی بات نکلتی ہے تو جھوٹ سے خالی نہیں رہتی۔ یہی ان کے جھوٹے نبی کا فیضان ہے۔ جس کو شیطان بحکم "یوسوس فی صدور الناس" ان کے متبعین کی رگ وپے میں ٹھونستا رہتا ہے۔

آگے چل کر بطن اشتہار میں مشتہر نے بڑی ڈھٹائی سے حضرت مؤلف (حضرت مونگیریؒ) کی نسبت کذب بیانی کا جھوٹا دعویٰ بے دلیل کیا اور غصے میں آکر اپنے نبی کی سنت کو دانتوں سے پکڑ کر جھوٹ کا طومار ایسا باندھا ہے کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو جاتی ہے۔

کیا ان کے مادۂ عنصری میں جھوٹ کا خمیر اس قدر غالب ہوگیا ہے کہ سوائے جھوٹ کے سچ بولنا کبھی جانتے ہی نہیں۔ حکیم صاحب! ذرا ہوش میں آ دیں اور مزاج کو معتدل رکھ کر ذرا حواس درست کر کے اس طرف کان دھریں کہ حضرت مولانا سید ابواحمد رحمانی مدظلہ العالی کی پاک نفسی، بے ریائی، صدق شعاری، سلامت روی، انکساری، خالص درویشی، نیک نیتی، دیانت،

اتباع سنت محمدی، تبحر علمی، شریعت کے ساتھ سلوک طریقت وعرفان حقیقت سے سارا ہندوستان رنگون سے لے کر بمبئی تک اور حرمین الشریفین اور بیت المقدس وشام وقسطنطنیہ وملک مغرب کے بڑے بڑے علماء ومشائخ ومحدثین ذوی الکرام پورے طور سے واقف ہیں۔ بھلا آپ بیچارے (چھوٹا منہ بڑی بات) ان کو کیا جان سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ پنجاب کے معدودہ چند ڈھلمل یقین اپنی طلب منفعت کی غرض سے مرزا قادیانی کے ساتھ رنگ آمیزی میں شریک کاروبار رہ کر خانہ ساز کاغذی گھوڑے دوڑا کر اخباروں کے ذریعہ سے دکانداری کی رونق بڑھاتے ہیں۔ خدا ورسول کو خیر باد کہہ کر مرزا قادیانی کی گرم بازاری کرائی گئی۔ استغفر اللہ! خدا سے ڈرنا چاہئے۔ دنیا روزے چند آخر کار با خداوند!

اب ذرا مرزائی حضرات ایمان سے بتادیں کہ حضرت مؤلف (حضرت مونگیریؒ) نے بھی بااین ہمہ تقدس ذاتی وصفاتی کے کبھی اپنی تعلیوں کے اشتہار چھپوائے۔ اپنے کو مجدد بنایا، عیاذاً باللہ مہدویت کے دعویدار بنے (خاکم بدہن) نبوت کا ادعا کیا۔ اپنے جھوٹے الہامات کا اشتہار یا رسالہ شائع کیا۔ اپنے نشانات کی گنتی گنوائی۔ (حالانکہ روزانہ ایسے تصرفات درویشانہ بکثرت ہوا کرتے ہیں) کسی کو فریب دے کر جھوٹی بشارت فرزند نرینہ ہونے کی دے کر کچھ روپے کسی سے لے لئے۔ مہمان مسجد یا منارہ کی تعمیر کے حیلہ سے ابلہ فریبی کر کے بندگان خدا کا روپیہ چندہ کر کے حاصل کیا۔ کسی سے دعا کرنے کے صلہ میں کچھ نقدی پیشگی وصول کی۔ براہین احمدیہ اور سراج منیر کی طرح اشتہار دے کر جھوٹا وعدہ شائع کر کے مسلمانوں کا روپیہ پیشگی وصول کر کے ایفاء وعدہ ندارد کیا۔ پھر آپ ہی کہئے کہ آپ لوگ کون سی تکذیب کا اظہار کر سکتے ہیں؟

مقصود آپ کا لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ ایسی گیدڑ بھبکیوں سے اظہار حق سے باز رکھا جائے۔ سو اس سے ہاتھ اٹھا رکھیئے۔ جب تک دم میں دم ہے اور توفیق الٰہی شامل حال ہے۔ اظہار حق سے اہل حق درگزر نہیں کر سکتے اور امر بالمعروف کا سلسلہ بتوفیقہ تعالیٰ حتی الوسع جاری رہے گا۔ کبھی تو آپ لوگ خواب غفلت سے ہوشیار ہوں گے اور راست بازی اور انصاف پسندی کی طرف (اگر خدا کی مشیت ہے) رجوع کریں گے۔ بس اسی قدر میرا مقصود ہے۔ ہم نے اس کو ایک اہم دینی کام جان کر دین اسلام کی خدمت شروع کی ہے۔ حاشا وکلا کسی زید وبکر کی دل آزاری کا خیال تک بھی دل میں نہیں ہے۔ اس لئے مجھ کو یقین ہے کہ میری سعی رائیگاں نہ جائے گی۔ ’’ان اللہ لا یضیع اجر العاملین‘‘۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است وبس
دربند ایں مباش کہ نشنید یا شنید

مرزا قادیانی کے دو درجن جھوٹے اقوال کی فہرست خود ان کی تصنیفات سے

کتابوں کا حوالہ ہر قول میں دیا گیا ہے۔ حکیم خلیل احمد صاحب اور ان کے مرزائی بھائی کہاں ہیں؟ ذرا ادھر کان لگا کر اپنے مرزا قادیانی کے جھوٹ کی تفصیل سنیں اور یہی نہیں کہ ان کے جھوٹ صرف اسی فہرست کے اندر محدود ہیں۔ بلکہ سوائے ان کے اور بھی ان کے جھوٹے اقوال کا ایک بڑا ذخیرہ انہیں کی تصانیف میں موجود ہے۔ یہ تو بطور نمونہ کے صرف اشتہاری جھوٹ کی فہرست ہے۔ مگر خدا کے لئے دل میں شرما کر سنتے سنتے بھاگ نہ جایئے گا بلکہ مرزا قادیانی کی سنت پر قائم رہ کر بے شرمی کا دامن پکڑے ڈٹے رہئے گا اور سمجھ لیجئے گا کہ۔

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن نے جو مرزا قادیانی کے بست سالہ مرید اور رفیق اور جلیل القدر صحابی تھے۔ مولوی نورالدین صاحب کو اطلاع دی کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ یعنی تین سال کے اندر میرے سامنے مرزا قادیانی مر جائیں گے۔ اس کے بعد ۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء میں مرزا قادیانی نے مفصلہ ذیل اشتہار دیا۔

کہ: ''میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔ کوئی مجھ پر غالب نہیں آسکتا۔ بلکہ خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائے گا۔ خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ شریف اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہو جائے۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خاں کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۹ حاشیہ)

(راقم) مرزا قادیانی ہوا تو ایسا ہی۔ اب خدا سے جھگڑا کیجئے۔

مرزا قادیانی کی تکذیب ثابت ہونے کے لئے صرف یہی ایک امر کافی ہے کہ مطابق میعاد پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے اور برخلاف دعوئے الہام اپنے مرزا قادیانی کی ہلاکت اور اندر میعاد پیش گوئی ڈاکٹر صاحب تاریخ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو واقع ہوئی۔ جس کو بڑے زور

سے دعوے کر کے مرزا قادیانی نے فرمایا تھا کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ شریر[1] اور مفتری کے سامنے صادق[2] اور مصلح فنا ہو جائے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔ مگر خدا تعالیٰ نے بموجب ارشاد ''ویمح[3] اللّٰہ الباطل ویحق الحق بکلماته انه علیم بذات الصدور (شوریٰ:۲۴)''

اب کدھر بھاگے جھوٹی نبوت کی شیخی بگھارنے والے۔ ذرا آویں اور مرد میدان بن کر پبلک کے سامنے اپنے جھوٹے نبی قادیانی کے جھوٹ کی تردید کریں۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ یہ کچھ لڑکوں کا کھیل نہیں ہے۔ ابلہ فریبی کا جال نہیں ہے۔ جھوٹی تاویل نہیں ہے کہ چرب زبانی کر کے جھوٹ پر خاک ڈالنے سے چھپ سکے۔ یہ تو روز روشن کی طرح سچ کا سچ ظاہر ہو گیا اور طرفہ یہ کہ خود مرزا قادیانی کی ہی زبان سے۔ اس پر بھی کچھ نہ دکھائی دے تو اپنی آنکھوں کا علاج کریں اور ظاہری عیب کا ستر پوش چشمہ اتار پھینکیں اور اس آیہ کریمہ کی تلاوت کریں۔ ''ولهم اذان لا یسمعون بها ولهم اعین لا یبصرون بها اولئك كالانعام بل هم اضل (اعراف:۱۷۹)'' اس پر بھی نہ سمجھیں تو خدا ان سے سمجھے۔ میرا جو کام اظہار حق تھا وہ کر دیا۔ ہدایت اور ضلالت میرے اختیار میں تو ہے نہیں۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی توفیق اور خذلان پر منحصر ہے۔ جس کو چاہے ہدایت کرے اور جس کو چاہے گمراہ رکھے۔ ''وما علینا الا البلاغ المبین''

اب ذرا ہوش سنبھال کر صرف اسی بحث میں مرزا قادیانی کے پانچ جھوٹ بیّن اور صریح طور سے ظاہر ہو گئے۔ ان کو اپنے دلوں کی پاکٹ بک پر (پنسل سے نہیں) بلکہ مصطفاء روشنائی سے ٹانکتے جایئے کہ نقش کالحجر ہو جائے۔ شاید اس مفضل حقیقی کے فضل سے جھوٹ کو جھوٹ اور سچ کو سچ سمجھنے کی استعداد بہم پہنچ جائے اور صراط مستقیم کا سیدھا راستہ دور ہی سے جھلکنے

---

[1] یہاں مرزا قادیانی نے شریر اور مفتری کا اشارہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کی طرف کیا ہے۔

[2] اور صادق اور مصلح کا اشارہ اپنی ذات کی طرف سے کیا ہے۔ مگر مشیت الٰہی نے واقعہ کی رو سے عبدالحکیم خاں کو صادق و مصلح اور مرزا قادیانی کو شریر اور مفتری ثابت کر دکھایا۔ کیونکہ مرزا قادیانی ہی ڈاکٹر عبدالحکیم کے سامنے ہلاک اور فنا ہو گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

[3] اللہ تعالیٰ اپنی نشانیوں سے حق کو روشن اور باطل کی ظلمت کو دور کرتا ہے اور بے شک وہ دلوں کے راز خوب جانتا ہے۔

لگے۔ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے۔آپ لوگ بھی دل سے آمین کہئے۔اللھم اھدھم انھم لا یعلمون ووفقھم انھم لا یفقھون!

پہلا جھوٹ

قولہ...... ’’میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔‘‘

(اشتہار خدا سچے کا حامی ہو ملحقہ حقیقت الوحی ص ا، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۹)

یعنی جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے میری نسبت پیش گوئی کی ہے۔میں اس کی میعاد پیش گوئی کے اندر نہیں ہلاک ہونے کا بلکہ سلامتی کے ساتھ رہوں گا۔جیسا کہ آئندہ جملہ میں خود اس کی تفصیل کرتے ہیں۔

راقم...... اب اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالئے اور خدا کو حاضر وناظر جان کر ایمان سے فرماتے جایئے کہ سلامتی کے شہزادہ کا کیا حشر ہوا اور کس طرح سے سلامتی کے ساتھ ذلت اور لعنت کی موت اندر میعاد مذکورہ بقول ان کے مرزا قادیانی آنجہانی کو واقع ہوئی۔فرمایئے! اب بھی مرزا قادیانی کی سلامتی میں کچھ کسر باقی رہ گئی۔کیا آپ لوگوں کو اب بھی ان کی دروغ بیانی اور الہامات شیطانی پر کچھ شبہ رہ سکتا ہے۔یہ ہے فیصلہ آسمانی!

دوسرا جھوٹ

قولہ...... ’’کوئی مجھ پر غالب نہیں آسکتا۔‘‘ (اشتہار ملحقہ حقیقت الوحی ص، خزائن ج ۲۲ ص ۴۱۱)

حالانکہ یہ بھی جھوٹ نکلا بموجب دعویٰ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے میعاد پیش گوئی کے اندر ہی ہلاک ہوکر اپنے الہامی دعوے میں مغلوب ہوئے اور ڈاکٹر صاحب ہی کو غلبہ رہا۔کہئے اس میں بھی کچھ ایچ پیچ کی گنجائش باقی ہے؟

راقم...... ہرگز نہیں۔واللہ ہرگز نہیں! ثم باللہ ہرگز نہیں۔ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

تیسرا جھوٹ

قولہ...... ’’بلکہ خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوجائے گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

راقم...... مگر مشیت الٰہی بالکل مرزا قادیانی کے الہام کے برعکس ظہور میں لائی۔

یہ جملہ مرزا قادیانی کا نہایت ہی صفائی سے معتبر شہادت دیتا ہے کہ مرزا قادیانی ہرگز سچے نہ تھے اور ان کا الہام شیطانی تھا جو جھوٹا ثابت ہو گیا۔ کیونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے الہام کے مطابق ان کے سامنے ہلاک نہ ہوئے۔ بلکہ خود مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کے سامنے ان کی پیش گوئی کے مطابق ہلاک ہوئے۔ جس کو مرزا قادیانی بھی ذلت اور لعنت کی موت خود اپنے الہام سے فرما چکے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کا الہام جھوٹ ثابت ہو گیا۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

جناب حکیم خلیفۃ المسیح اور مولوی عبدالماجد قادیانی سرسری ہی طور سے ملاحظہ کریں۔ اس میں کوئی دقیق مسئلہ حکمت کا نہیں ہے۔ جس میں زیادہ غور اور فکر درکار ہو۔ مرزا قادیانی نے جس قول کو الہام فرمادیا ہے۔ اس کے نتیجہ کو دیکھیں کہ ان کے الہامی قول کے موافق وقوع میں آیا یا نہیں؟ چونکہ اس کا جواب نفی کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے اثبات کی طرف ضد نہ کیجئے اور خدا کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیجئے۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی۔

چوتھا جھوٹ

قولہ...... ''یہ کبھی[1] نہیں ہوسکتا کہ شریر اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہو جائے۔''

(حقیقت الوحی ص ایضاً، خزائن ج۲۲ ص۴۱۱)

---

[1] مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ الخ! سچ ہوا اور ایسا صاف ظاہر ہو کر رہا کہ کسی تاویل کی ذرہ سی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ شریر اور مفتری یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے صادق اور مصلح یعنی عبدالحکیم فنا ہو جائے۔ یہ قول مرزا قادیانی کا بالکل سچ اور ٹھیک ہوا نہایت جرأت سے میں مصنف سے عرض کرتا ہوں کہ گو آپ کے نزدیک یہ جھوٹ ہو۔ مگر میں اس قول میں مرزا قادیانی کو سچا مانتا ہوں اور احمدی حضرات بالخصوص جناب حکیم نورالدین صاحب بھی اس ماننے میں میرا ضرور ساتھ دیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا بھلا کرے گا۔ مرزا قادیانی کا اشتہار خدا سچے کا حامی ہے۔ مطبوعہ ۱۶ راگست ۱۹۰۶ء۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۷)

راقم...... بہت اچھا مجھ کو بھی اس قول کے ماننے میں مطلق عذر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے قول بالا کے قضیہ کو صغریٰ کبریٰ کرنے کے بعد نتیجہ بھی نکلے گا کہ شریر اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا نہیں ہوسکتا۔ الحمدللہ علیٰ ذلك فهو المراد!

واضح طور پر عام فہم شرح دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی کے الہامی قول سے ثابت ہوا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صادق اور مصلح ٹھہرے اور مرزا قادیانی شریر اور مفتری۔ کیونکہ مرزا قادیانی ہی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے سامنے فنا ہوگئے تو اب مرزا قادیانی ہی کے اس جملہ نے بلا کسی قسم کی تاویل اور شک کے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے اقرار کے بموجب شریر اور مفتری تھے۔ کوئی صاحب امر حق کے ظاہر کرنے میں خفا نہ ہوں۔ کسی کی دل آزاری کے خیال سے یہ سب کچھ نہیں لکھا جاتا ہے۔ بلکہ اظہار حق کے خیال سے، خفا ہونے کی بات بھی نہیں۔ کیونکہ میں نے اپنی طرف سے کوئی لفظ نیا گستاخی کا نہیں نکالا۔ بلکہ خود مرزا قادیانی ہی کے قول واقرار کا نتیجہ انہیں کے فرمائے ہوئے الہامی لفظوں میں اعادہ کیا ہے۔ غصہ نہ فرمایئے۔ غصہ کا منہ کالا۔ غصہ آدمی کو انصاف سے دور کر دیتا ہے۔ یہ انصاف کا وقت ہے۔ ذرا غور کر کے تحمل سے آپ ہی تجویز فرمایئے کہ بقول مرزا قایانی کے اس جملہ کا مصداق شریر اور مفتری کون ہوا؟ مرزا قادیانی یا کوئی دوسرا؟ اور صادق اور مصلح کا مفہوم ڈاکٹر عبدالحکیم خاں ہوئے یا مرزا قادیانی؟ ضرور آپ لوگ بھی دل میں وہی کہیئے گا جیسا کہ میں نے قبل میں ذکر کر کے ساکت کر دیا ہے۔ گو زبان سے اپنی بات کی ضد یا خجالت سے نہ کہیں۔ لیکن یاد رکھئے کہ اس قسم کے جھوٹ کا کچا چٹھا بڑے دعوے اور زور وشور کے ساتھ پبلک میں اس غرض سے پیش کیا جاتا ہے کہ ارباب عقل سلیم ان معتبر شہادتوں سے مرزا قادیانی کی دروغ گوئیوں اور جھوٹے الہاموں کا اندازہ کر سکیں اور جن صاحبوں کو اب تک مرزا قادیانی کے حالات دوکانداری اور جو فروشی وگندم نمائی سے پوری پوری واقفیت نہ تھی۔ واضح طور پر ظاہر ہو جائے کہ آئندہ پھر کوئی نیا بندہ خدا ان کے دام تزویر میں نہ آجائے۔

پانچواں جھوٹ

قولہ...... ’’یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خاں کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔‘‘ (ملخص حقیقت الوحی ص، خزائن ج۲۲ ص۴۱۰)

راقم...... مرزا قادیانی نے تو ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے بچنے کے لئے اپنے شیطانی الہام

کے بھروسہ پر بڑا زوردار دعویٰ کیا تھا۔ مگر جس کے ہاتھ میں موت اور حیات ہے اور جو بڑا علیم اور حکیم بھی ہے۔ اس کی حکمت بالغہ اسی کی مقتضی تھی کہ ان جیسے جھوٹے مسیح کی موت ذلت اور لعنت ہی کے ساتھ ہونی چاہیے تھی۔

جناب حکیم صاحب! یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ بھلا اس کا جواب آپ کیا دیں گے۔ مشیت الٰہی سے جھگڑنا کسی عقل والے کا کام نہیں ہے۔ زیادہ حد ادب!

بھائیو! دوڑو اور مرزا قادیانی کی جھوٹی لفاظیوں اور بڑے زوردار دعوؤں کے پاش پاش ہونے کا تماشا ایک نظر دیکھ لو کہ جس ذلت اور لعنت کی موت سے اپنے مرنے کی نفی الہامی طور پر فرماتے تھے مشیت ایزدی نے اسی ذلت اور لعنت کی موت میں مبتلا کر دیا اور ''لو تقول علینا بعض الا قاویل لا خذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین (الحاقه:٤٤)'' کا راز خدائے ذوالجلال نے اپنی مخلوق پر واضح طور سے کھول دیا۔ دیکھا اس منتقم حقیقی کی شان جبروتی کو کہ خود بقول مرزا قادیانی کے ان کو اسی ذلت اور لعنت کی موت سے اندر میعاد پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے ہلاک اور فنا کر دیا۔ جس کی بڑے زور وشور سے مرزا قادیانی نے نفی فرمائی تھی کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں۔

اب اس تین شہادت مقبولہ مرزا قادیانی کے مقابلہ میں مرزائی حضرات کیا جواب پیش کر سکتے ہیں؟ یہ ہے فیصلہ آسمانی اگر کسی کو جرأت ہو تو اس کا جواب باصواب دے۔ ورنہ آفتاب پر خاک ڈالنے سے کہیں روشنی چھپ نہیں سکتی۔

یہ پانچ معتبر شہادتیں مقبولہ مرزا قادیانی آنجہانی کی ناظرین کی خدمت میں پیش کر کے التجا کے ساتھ متوجہ کرتا ہوں کہ خدا کے لئے ان مقبولہ شہادتوں پر غور کامل فرما کر مرزا قادیانی کی جھوٹائی پر اپنا اپنا ناطق فیصلہ کرتے جائیں کہ عقل سلیم کے نزدیک باوجود جھوٹا ثابت ہونے اور ایسے جھوٹ الہامی دعوؤں کے کون خارج العقل مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح موعود یا مہدی مسعود مان سکتا ہے۔

ہاں! ایک جملہ اس بحث کا اور باقی رہ گیا کہ خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔ میں نہایت راستی سے تسلیم کرتا ہوں اور اس خدائے قدوس کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ جیسا مرزا قادیانی نے فرمایا تھا ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دیا کہ صادق

ئے سامنے کاذب ہلاک اور فنا کر دیا گیا۔ (یہ ہے تفسیر ''ثم لقطعنا منه الوتین'' کی)

اس پر بھی مرزا قادیانی کے کاذب ہونے میں خود بقول مرزا قادیانی کوئی کسر باقی رہ گئی ہو تو جواب دیجئے۔ ورنہ صاف صاف اعتراف فرمائیے کہ مرزا قادیانی سے غلطی ہوئی اور مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ کرنے میں شیطان نے ان کو دھوکے میں ڈالا۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے (ضرورۃ الامام ص ۱۷، خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۷) میں لکھا ہے کہ: ''یسوع نے اپنے نور کے تازیانہ سے شیطانی خیال کو دفع کیا اور اس کی الہام کی پلیدی فوراً ظاہر کر دی۔ ہر ایک زاہد وصوفی کا یہ کام نہیں۔''

مرزا قادیانی کا یہ لکھنا اور بزرگوں کے قول کی نقل فرمانا بالکل صحیح ہے کہ شیطان کے دھوکے اور فریب سے بچنا محفوظ رہنا ہر ایک زاہد وصوفی کا کام نہیں۔ خاص کر کسی تعلّی پسند ہوا پرست، خود غرض، کم تجربہ، بے رہبر ملہم کا شیطانی دھوکے کو پہنچ کر اس سے بچنا مشکل بلکہ قریب قریب ناممکن کے ہے اور خاص ایسے دھوکے ومغالطہ کے امتیاز وشناخت ہی کے لئے رہبر کامل ومرشد سالک کی سخت حاجت ہوتی ہے۔ اسی لئے خادمان دین متین اور حاملان شریعت سید المرسلین نے کتابیں ''تلبیس ابلیس'' وغیرہ کے نام سے تصنیف فرمائی ہیں۔ لیکن افسوس کہ مرزا قادیانی تو ان متقدمین کی تصانیف کی کچھ پرواہ ہی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ شیطان نے کچھ کان میں پھونک کر ان کو اپنے ہی علم پر نازاں اور مغرور بنا دیا تھا۔ جس کے سبب سے ہر ہر قدم پر ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے رہے اور گرے تو پھر سنبھلنے تک کی قوت باقی نہیں رہی۔

مجھ کو حقیقتاً بڑا افسوس ہے۔ کاش وہ متقدمین کی کتابیں دیکھتے یا کسی تجربہ کار کامل مرشد کی صحبت سے چندے فیضیاب ہوتے اور استقامت کے ساتھ فضل رحمان کے متلاشی رہتے تو البتہ کچھ ان شیطانی الہام کی کیفیت سے واقفیت ہو جاتی اور پھر ہرگز ٹھوکر نہ کھاسکتے۔ جیسا کہ خود ہی آگے چل کر مرزا قادیانی اسی (ضرورۃ الامام ص ۱۷، خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۷) میں فرماتے ہیں کہ: ''ایک دفعہ شیطانی الہام (حضرت سیدنا غوث الاعظم) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو بھی ہوا تھا۔ شیطان نے آپ سے کہا کہ اے عبدالقادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں۔ اب جو کہ دوسروں پر حرام ہے۔ تیرے پر حلال اور نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے۔ جو چاہے کر۔'' تب حضرت نے فرمایا کہ شیطان دور ہو۔ وہ باتیں میرے لئے کب روا ہوسکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوئیں۔ تب شیطان بھاگ گیا۔

مرزائی حضرات اور خصوصاً جناب حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح قادیان اس جگہ سوچ سمجھ کر غور فرماویں کہ یہ جواب اور سرزنش مرزا قادیانی کی کس قدر صحیح اور درست ہے۔ واقعی کاملین اولیاء اللہ کی یہی شان ہوتی ہے اور ہمارے سید الطائفہ روحنا فداہ سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم قطب یزدانیؒ کی تو بالخصوص بڑی شان تھی اور بڑے کامل اور مکمل اور نہایت درجہ کے متبع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ تھے تو پھر ہمارے غوث الاعظم باایں ہمہ فضل وکمال اور قرب الی اللہ واتباع سنت مصطفویہ کے ایسے صریح شیطانی الہام کو کیوں قبول کرتے۔ اسی لئے انوار محمدی کے فیضان سے فوراً حضرت موصوف نے شیطان کو پھٹکار دیا کہ اے شیطان دور ہو، وہ باتیں میرے لئے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوئیں۔ **فافھم وتدبر!**

برادران اسلام! اب آپ ہی غور سے انصاف کریں اور مرزا قادیانی نے جو اوپر کی عبارتیں ضرورۃ الامام کی فصل ۵۷ میں لکھی ہیں۔ یعنی حضرت پیران پیر دستگیرؒ کے واقعہ کو پیش نظر رکھ کر اور معیار قرار دے کر مرزا قادیانی کے حال اور دعوے پر نظر عمیق اور غور کامل فرماویں کہ حضرت پیران پیرؒ نے تو شیطانی الہام کو کتاب اللہ اور اتباع سنت رسول اللہ ﷺ کی توفیق سے فوراً تمیز کر کے نور کا تازیانہ لگا دیا اور اس کے الہام کو رد کر کے فرما دیا کہ دور ہو شیطان۔ لیکن مرزا قادیانی نے اسی مضمون کے اپنے الہام ”اعمل[1] ما شئت فانی قد غفرت لك انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق“ (براہین احمدیہ ص ۵۶۰، خزائن ج ۱ ص ۶۶۸ حاشیہ) کو آنکھ بند کر کے قبول کر لیا اور شیطانی الہام کے تمیز کرنے سے بالکل مجبور رہے۔ یہ کیوں مرزا قادیانی نے ایسا عمل کیا۔ بظاہر یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت میں تعلیوں کا زور و شور اور خواہشات نفسانی کا غلبہ تھا۔ اس لئے شیطان مردود کا (جو انسان کا ظاہر دشمن ہے) پورا پورا قبضہ ہو گیا اور اگر تعظیم وتکریم شریعت مصطفوی اور احادیث نبوی ﷺ کی کچھ بھی حرمت ان کے دل میں رہتی اور کوئی رہبر کامل ان کا ہوتا تو یہ صورت پیش نہ آسکتی اور تمیز کر لیتے کہ یہ شیطانی الہام ہے۔

---

[1] یعنی جو تو چاہے کر تحقیق میں نے تجھے بخش دیا۔ میری طرف سے تیرا ایسا مرتبہ ہے کہ خلقت کو معلوم نہیں۔ (تذکرہ ص ۱۰۷، طبع سوم)

بجا ہے اسی لئے تو آپ ایک جگہ (نعوذ باللہ) خدا کے باپ بنے ہیں اور انت منی وانا منك الہام ہوا ہے۔ (دافع البلاء ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

اب مرزا قادیانی کا وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ بقول مثل مشہور۔ اب پچھتائے کیا ہوت کہ چڑیا چگ گئیں کھیت! مگر مرزائیوں کو ابھی تک وقت اصلاح والحاح باقی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ مگر اس کی توفیق اور اس کا فضل درکار ہے۔ آپ لوگ ہمت کیجئے اور اس کی درگاہ میں توبہ اور اخلاص کو اپنا شفیع بنایئے۔ سب کام بن جائے گا۔ اے اللہ اپنی خدائی کا صدقہ اور اپنے حبیب کریم خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل میں اور بحرمت سیدنا ومولانا ومرشدنا جناب غوث الاعظم سید شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ (جن کا ذکر اس بحث میں آ گیا ہے) ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو اپنی رحمت کاملہ سے توفیق رفیق عنایت کر کے ہم سے ملا دے۔ آمین ثم آمین! ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم!

ناظرین! مجھے معاف فرمادیں میں کہاں سے کہاں چلا آیا اور اثناء ذکر میں اقوال غلط بیانیہ مرزا قادیانی کے ایک دوسرا ذکر مستقل طور پر خود مرزا قادیانی کی تحریر کے موافق آ پڑا۔ جس کو ادھورا چھوڑنا بنظر فائدہ عام مناسب نہ سمجھا۔ اب پھر اسی فہرست اقوال کذب کی تفصیل شروع کی جاتی ہے۔ شمار کرتے جایئے اور ملاحظہ فرمایئے کہ ایک دو جھوٹ ہوں تو ان کا ذکر ہی کیا۔ یہاں تو جھوٹ کا دفتر کھلا ہوا ہے۔ گنتے گنتے دل گھبرا جاتا ہے کہ الٰہی یہ کون سی قسم کی مسیحیت اور مہدویت ہے کہ کوئی الہام جھوٹ سے خالی نہیں جاتا۔ لیجئے اب غور سے شمار کرتے جایئے۔ پھر مرزا قادیانی نے ۵؍نومبر ۱۹۰۷ء کو یعنی اپنے مرنے کے دن سے سات مہینے اکیس روز قبل ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اور اپنے دوسرے مخالفین کی نسبت ایک طویل الہامی اشتہار شائع کیا۔ جس کا نام تبصرہ رکھا اور اپنی جماعت کو حکم دیا کہ اس پیش گوئی کو خوب شائع کریں اور ان کے مریدین نے بھی بموجب حکم مرزا قادیانی کے خوب اچھی طرح سے شائع[1] کیا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

قولہ...... ''اپنے دشمن سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا۔ میں تیری عمر بڑھاؤں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر بڑھادوں گا۔ دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔ تیرے مخالفوں کا اخزا اور فنا تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۱)

---

[1] مرزا قادیانی کو اس پیش گوئی پر اس قدر وثوق کامل تھا جس کی اشاعت کے لئے تاکیدی فرمان جاری فرمایا۔ مگر ہوا کچھ بھی نہیں۔ سب کے سب جھوٹ ہی ثابت ہوئے۔ یہ ہے شیطانی الہام۔

راقم...... ہندو فقیروں میں کبیر داس کی اٹی بانی مشہور تھی اس کو اب بھول جانا چاہیے۔ کیونکہ امتداد زمانہ سے تمادی مؤثر ہے۔ اب اس کی جگہ پر مرزا قادیانی کی الٹی الہامی تک بندی ملاحظہ ہو۔ جتنے الہام ہیں سب الٹے ہوئے۔ حکیم مؤمن خاں مرحوم دہلوی کا یہ مصرع مرزا قادیانی کے ساتھ برجستہ چسپاں ہوتا ہے۔ پہلا مصرع بڑھا کر ہم نے ربط دے دیا ہے۔ ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

مسیحا کا ہوا سب[1] کار الٹا

ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

ناظرین! پچھلی پیش گوئیوں کے جھوٹ کا نمبر ذہن نشین رکھیں کہ وہ پانچ نمبر تک گذشتہ صفحوں میں ذکر ہو چکا ہے۔ اب اسی سلسلہ کے لحاظ سے چھ نمبر سے پھر شروع کیا جاتا ہے۔ ان پیش گوئیوں کو بھی مرزا قادیانی نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار ٹھہرایا تھا۔

(اشتہار تبصرہ مذکور اور علاوہ اس کے چشمہ معرفت ص، خزائن ج۲۳ ص۳ اور اخبار البدر مورخہ ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء)

راقم...... یعنی مرزا قادیانی کے مرنے سے دو روز قبل کا البدر کیونکہ جس روز مرزا قادیانی یعنی تاریخ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کرتے ہیں۔ اس کے دو روز قبل ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء کا پرچہ ہے۔ مرتے وقت بھی اس قدر جھوٹ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' بس نبوت کاذبہ کا خاتمہ ہو گیا۔

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

چھٹا جھوٹ

قولہ...... ''میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۱)

ان جملوں کی صراحت اوپر کی گئی ہے اور اس پر نمبردار ہندسہ پڑا ہوا ہے۔ مرزائی حضرات دیکھ کر فرماویں کہ الہام کے بموجب مرزا قادیانی کی کتنی عمر بڑھا دی گئی یا دشمن کی بتائی ہوئی میعاد کے اندر مرزا قادیانی ہلاک ہو گئے؟ اب بھی اس کے شیطانی الہام ہونے میں آپ لوگوں کو کچھ تردد باقی ہے؟ آئیے دل صاف کر کے مصافحہ کر لیجئے اور قدیم کدورت کو دل سے نکال پھینکئے۔

ساتواں جھوٹ

قولہ...... ''ان سب کو (یعنی تیرے دشمنوں کو جنہوں نے پیش گوئی کی تھی) جھوٹا کروں گا اور تیری عمر بڑھا دوں گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۱)

---

[1] کچھ دماغ درست ہو تو اس پہیلی کو نکالئے۔ ساڑھے تین چیز آپ کو دئے جائیں گے۔

ناظرین! اس مکرر تاکیدی الہام کے ٹکڑے کو ذہن میں رکھیئے گا۔ جس پر دوسرا خط تمیز کا دیا گیا ہے۔ آخر وہی ہوکر رہا جو ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے کہا تھا اور جو مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا وہ نہیں ہوا۔ بلکہ الہام کا الٹا ہوا۔ اس لئے بلاشک وشبہ ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام نہ تھا بلکہ شیطانی اوہام تھا جو تمیز نہ کر سکے۔

مرزائیو! یہ ہے فیصلہ آسمانی! اس کا جواب دینا تو وہی مثل جولاہوں کا تیر یاد دلاتا ہے کہ تیر نے تو چھید چھاد کے وار پار کر دیا۔ مگر ناوان کہہ رہے ہیں کہ خدا کرے جھوٹ ہو جائے۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی آنجہانی اب دوبارہ اس جہاں میں تشریف لاویں اور اپنی عمر بڑھواویں۔ جس وقت الہام ہوا تھا اس وقت تو عمر بڑھائی نہیں گئی۔

اب کون صاحب عقل ایسے لچر جواب کی طرف مائل ہوسکتا ہے۔ جناب حکیم خلیفۃ المسیح صاحب! یہ ہے فیصلہ آسمانی! دوکانداری کا وقت گیا۔ ابلہ فریب وعظ واسپیچ کی حقیقت دنیا پر کھل گئی۔ اب جھوٹی چرب زبانیوں سے کام نہیں نکلتا۔ اگر آپ میں قدرت ہو تو مرزا قادیانی کے جھوٹے الہاموں کو سچ کر دکھایئے۔ بس یہی جواب فیصلہ آسمانی ہے۔ ابلہ فریب وعظ کی نسبت حضرت خواجہ حافظؒ کا شعر کبھی تو ذہن نشین کر لیجئے۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب ومنبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگری کنند

اب ناظرین ہی فیصلہ کریں کہ مطابق الہام مرزا قادیانی کے دشمن اس پیش گوئی میں جھوٹے ہوئے یا مرزا قادیانی؟ کیونکہ مرزا قادیانی تاریخ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو اندر میعاد پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے ہلاک ہوگئے اور ڈاکٹر صاحب بفضلہ اب تک زندہ صحیح وسالم موجود ہیں۔ اب فیصلہ نہایت آسان ہوگیا کہ یہ الہام رحمانی نہیں تھا، بلکہ شیطانی تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی کے دشمن ہی اس میں سچے رہے اور مرزا قادیانی کی عمر مطابق الہام مذکورہ ہرگز نہ بڑھی بلکہ اندر میعاد مقررہ ان کے دشمن کے انتقال کر گئے۔ اسی سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہ الہام رحمانی نہ تھا۔ اگر رحمانی الہام ہوتا تو آسمان ٹل جاتا۔ مگر خدائے قدوس اپنے وعدہ سے نہ ٹلتا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ اپنے رسولوں کے ساتھ جھوٹا وعدہ کر کے (نعوذ باللہ من ذلک) اپنے رسولوں کو ہرگز ہرگز ذلیل اور رسوا نہیں کرتا ہے۔

مرزائیو! یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ اتنی صفائی سے سمجھانے پر بھی بیجا تعصب اور ہٹ دھری

باوجود علم ہو جانے کے انسان ضعیف البیان کو لازم نہیں۔ کیونکہ یہ خدائے پاک کی جناب میں سرکشی اور بغاوت ہے۔"اللھم اھدنا الصراط المستقیم"

آٹھواں جھوٹ

قولہ...... "دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

راقم...... مگر ہوا الٹا۔ مشیت الٰہی سے کون لڑ سکتا ہے۔ مرزا قادیانی کے بڑے مخالف تو ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب تھے۔ جنہوں نے ان کی موت چاہی تھی اور ان کی موت کی میعاد بھی مقرر کر کے پہلے ہی مشتہر کر دیا تھا کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک ان کی موت ہوگی۔ باوجودیکہ مرزا قادیانی کو اس کے خلاف میں الہام بھی ہوا کہ تیرا دشمن خود تیرے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود و تباہ ہوگا اور تیری عمر بڑھا دوں گا۔ مگر یہ سب کچھ نہ ہوا۔ نہ ان کے دشمن مرزا قادیانی کے سامنے تباہ ہوئے، نہ مرزا قادیانی کی عمر بڑھائی گئی۔ بلکہ ٹھیک میعاد مقررہ دشمن کے اندر ہی مرزا قادیانی کی ہلاکت (جس کو ذلت اور لعنت کی موت الہام میں فرما چکے ہیں) وقوع میں آئی اور ڈاکٹر صاحب ہنوز موجود ہیں۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی بھلا مرزائی حضرات مشیت یزدانی کو جو واقع ہو چکی وہ کس طرح جھٹلا سکتے ہیں؟ اور چاند پر خاک ڈال کر چھپا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں

نواں جھوٹ

قولہ...... "تجھ سے[1] لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۰)

---

[1] اگر الہام ہی فرض کر لیا جائے تو میری رائے ناقص میں یہ آتا ہے کہ غالباً مرزا قادیانی کے ان دونوں جملوں کے مخاطب صحیح ڈاکٹر عبدالحکیم ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو غلطی سے مخاطب کر لیا۔ کیونکہ ہوا ویسا ہی جیسا میرا گمان ہے کہ ڈاکٹر صاحب سے لڑنے والے اور ان پر حملہ کرنے والے (یعنی مرزا قادیانی) سلامت نہ رہیں گے اور تیرے مخالفوں کا اخزا اور افناء (یعنی مرزا قادیانی کی رسوائی اور ہلاکت) اے عبدالحکیم خاں میری ہی پیش گوئی سے مقدر تھا۔ چنانچہ ایسا ہی مشیت الٰہی نے ظہور کر دکھایا۔ بحوائے آیہ کریمہ "یمحق اللہ الباطل ویحق الحق ولوکرہ الکافرون" یعنی اللہ تعالیٰ باطل کو نیست ونابود کرتا ہے اور حق کو ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ منکروں کو برا لگے۔

دسواں جھوٹ

قولہ...... ''تیرے مخالفوں کا اخزاء اور افناء تیرے ہاتھ سے مقدر تھا۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۰)

راقم...... مرزا قادیانی کے بڑے مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خاںؒ، مولوی محمد حسین بٹالویؒ، مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ وغیرہ مشاہیر بزرگاں مشہور مخالفوں میں ہیں (اور بڑے بڑے زوردار حملے ان کے مرزا قادیانی پر برابر ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کا دم ناک میں کر دیا) بفضلہ وہ سب سلامتی سے اب تک موجود ہیں اور مرزا قادیانی ہی عبدالحکیم خاں کی پیش گوئی کی میعاد میں اخزاء ہو کر اس جہان فانی سے کوچ کر کے زمین کے اندر جا چھپے۔ یا یوں کہیے کہ ہلاک و فنا ہو گئے۔ پھر مخالفوں کا اخزاء اور افناء جو مرزا قادیانی کے ہاتھ سے الہامی طور پر مقدر ہونا کہا گیا تھا بالکل جھوٹ ثابت ہوا۔ کیونکہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو خود قادیان کی نبوت کاذبہ کا طلسم ٹوٹ گیا اور خدا تعالیٰ نے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ وہ آخری الہام بھی نبی کاذب کا ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء والا یعنی دو روز قبل موت کا الہام جس کو البدر نے بڑے اہتمام اور دعوے سے شائع کیا تھا جھوٹ ہی ثابت ہو کر اظہر من الشمس ہو گیا۔ نہ عمر بڑھائی گئی نہ جوانی عود کر آئی، نہ سلطان محمد بیگ مرا، نہ منکوحہ آسمانی ہاتھ آئی، نہ مرزا قادیانی کا دشمن عبدالحکیم خاں جس نے ان کی موت چاہی تھی اصحاب فیل کی طرح نابود و تباہ ہوا۔ نہ مرزا قادیانی کو اپنے مخالفین کو اخزاء اور افناء کا موقع دیا گیا (جو ان کے الہام نے ان کے ہاتھ سے مقدر کیا تھا) انہیں سب ناکامیوں اور حرمان کے سبب سے بتقاضائے غیرت افغانی مرزا قادیانی اندر پیش گوئی عبدالحکیم خاں کے ذلت اور لعنت کی موت خود اختیار کر کے فنا ہو گئے۔ اگرچہ مخلوق میں رسوا تو ہوئے۔ مگر غیرت انسانی سے ہمیشہ کے لئے زیر زمین روپوش ہو گئے۔ بقول فصیحے: یا مظہر العجائب سلطان قلم معہ بستہ الہام غائب۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی!

ان صریح اور بے میل کذب بیانیوں کا جواب اور تو کوئی کیا دے سکتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی اپنی پنجابی مسیحیت کے زور سے پہلوانی دکھا کر قبر سے بھی نکل آویں اور اپنے گروہ مسیحائیوں کو اپنا نیا معجزہ دکھلا دیں تو بھی فیصلہ آسمانی کے جواب سے ضرور عاجز رہیں اور کچھ بھی نہ بن سکے۔ مخالف ہی کے ہاتھ میں دنگل رہے اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب ہی کے سر پر ظفر مندی اور فتح و فیروزی کا سہرا بندھے، مشیت الٰہی نے جس کو وقوع میں لا کر دکھا دیا۔ اس کا بطلان محالات سے ہے۔

مرزائیو! آپ لوگ اس خاکسار کے التماس اور عرضداشت واقعات سے خدا کے لئے مطلق خفا نہ ہوں۔ کیونکہ جو کچھ میں نے لکھا ہے یا آگے لکھوں گا فقط اسلامی اور درددل کی وجہ سے بنظر حفاظت اسلام خدائے تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر محض اپنی نیک نیتی اور صفائی باطن سے بلا رو رعایت کسی کے امر حق کے ظاہر ہونے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگرچہ تلخ دوائیں ذائقہ میں کڑوی تو ہوتی ہیں۔ مگر دفع مرض کے لئے اکسیر کا خواص رکھتی ہیں اور خود بقول مرزا قادیانی کے ”اظہار امور حقہ کے لئے کسی قدر حرارت بھی لازمۂ حق گوئی ہے۔“ اس لئے راقم باادب گزارش کرتا ہے کہ ہرگز ہرگز مجھ ناچیز، گنہگار، سیاہ کار سے کسی طرح بدظن نہ ہوں اور اس کا ہمیشہ خیال رکھیئے کہ خدانخواستہ کسی ذاتی امور میں مرزا قادیانی کے ساتھ کچھ رنجش تو تھی نہیں اور نہ ان سے مجھے کسی ذاتیات کی حیثیت سے کچھ دنیاوی بغض وعناد یا حسد ہے۔ بلکہ ایک زمانہ دراز تک ان کے عقائد کا دلدادہ رہا ہوں۔ وہ بیچارے مرگئے اور سب کو مرنا ہے۔ اب ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے کس کو معلوم کہ کیسا بھگت رہے ہیں۔ مگر جو تمی مادہ اسلام میں چھوڑ گئے ہیں جس کی وجہ سے جاہلوں میں طاعونی وباء کا انتشار ہو چلا تھا الحمدللہ! کہ فیصلہ آسمانی نے بہت کچھ اس مادہ خبیثہ کا ازالہ کر دیا ہے۔ بدیں سبب دیندار مسلمان حق پسند کو اس سمی مادہ کے فنا کرنے کے لئے حتی الواسع کوشش کرنی ضرور ہے۔ ”اللهم احفظنا من سوء الاعتقادات“

مجھ کو اور ہر سچے مسلمان متبع کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کو جو کچھ دلی صدمہ اور خلش ہے ان کی جھوٹی نبوت اور مسیحیت اور مہدویت سے ہے۔ ورنہ قطع نظر ان دعاوی اور فضولیات کے اگر مرزا قادیانی اپنے کو قطب الاقطاب فرماتے یا مجدد عصر، مجتہد زمانہ، ولایت کے دعویدار ہوتے تو کسی مسلمان کو اس کی چھان بین کرنے کے لئے شریعت نے مجبور تو کیا نہیں۔ پھر کسی کو ان سے غرض کیا تھی کہ اس کی تحقیق میں بے سود اپنا وقت عزیز خراب کرتا اور بے فائدہ کا رگڑا جھگڑا اپنے سر مول لیتا۔ کیا آج کل جس قدر مشائخان مدعیان تصوف دنیا میں موجود ہیں۔ سب کے سب ولایت کے مدارج اور مقامات کو طے وتکمیل کئے ہوئے مسند فقیر پر تکیہ لگائے رونق افروز ہیں۔ حاشا وکلا! سب کے سب ایسے ہرگز نہیں۔ الا ماشاء الله ذالك فضل الله يوتيه من يشاء!

لیکن بات یہ ہے کہ ان بزرگواروں کے مشائخانہ دعویٰ فقر ودرویشی وتصوف سے چاہے وہ جیسے بھی ہوں ہمارے نفس اسلام اور توحید حقیقی ورسالت میں کچھ مضرت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بزرگان اسلامی حدود کے اندر ہیں۔ جادۂ اعتدال مصطفویہ سے ان کا قدم باہر نہیں ہے۔ ادعاء نبوت باطلہ کی

ابلہ فریبیوں سے (معاذ اللہ) ان کے دامن پاک وصاف ہیں۔ رشد وہدایت میں علی قدر حال ممتاز ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعض مسائل جزیہ تصوف میں کسی کو کچھ اختلاف ہو ورنہ مسلک اور مذہب ایک ہی شریعت مصطفویہ سے وابستہ ہے۔ اس لئے اس طرف ہمارے علمائے کرام اور دیگر بزرگان کو کچھ اعتناء بھی نہیں۔ خصوصاً ایسے وقت میں کہ اسلام کا شیرازہ بالکل ٹوٹا جا رہا ہے اور اجتماعی قوت اسلام کی ضعیف ہوگئی اور افتراقی مصیبت مسلمین پر ہماری نحوست اور شامت اعمال سے روز بروز برسر ترقی ہے اور اس کیفیت کو مخالفین اسلام اور توحید نے پورے طور سے احساس کر کے ہر طرف سے ہم مسلمانوں پر بڑے زور وشور سے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا ہے اور ہم سے کچھ بن نہیں سکتا۔

میرا حسن ظن ہے کہ اگر یہ وقت بد جو آج کل ہم لوگ دیکھ رہے ہیں کاش مرزا قادیانی اس وقت موجود ہوتے اور وہ اپنی آنکھوں سے ان مصائب پر نظر فرماتے تو ضرور وہ بھی موجود زمانہ کی مصلحت کو پیش نظر رکھ کر کوئی ایسا اعلان علے رؤس الاشہاد ضرور دے دیتے کہ ان کے جن دعاوی سے عام مسلمانوں کو برہمی ہو رہی ہے وہ رفع ہو جاتی۔ افسوس ان کا تو وقت اب نہ رہا۔ مگر دوسرے حضرات جو مرزائی گروہ میں مقتدر اور باا‌ثر لوگ ان کے بعد ہیں میں سب سے تو واقف نہیں۔ مگر چند حضرات جیسے حکیم خلیفۃ المسیح صاحب ومولوی محمد سرور شاہ صاحب وخواجہ کمال الدین صاحب ومولوی عبدالماجد صاحب وغیرہم جو اب تک بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں خدا کے لئے اس اختلاف کے دور کرنے کی کوشش کریں اور ہمت راسخہ عمل میں لاویں اور جو امور اور دعاوی باعث عناد عام ہو گئے ہیں۔ اس کی نفی کا اعلان فرما کر اس عناد قلبی اور بغض ولی کو عام مسلمین کے دلوں سے نکال کر اتفاق اور یکجہتی کا تخم بوویں۔ خدا ان لوگوں کو اجر عظیم دے گا اور سارے ہندوستان کے مسلمان ایک ہو جائیں گے۔

خدا کے واسطے اب ضد چھوڑیئے اور اختلاف باہمی کی صورتیں محو کر ڈالئے۔ اب اس کا وقت آ گیا کہ اسلامی ضعف ونقاحت کا علاج فرمایئے اور طبیبان حاذق نسخۂ مجرب تجویز کر کے اپنے بیمار کی خبر لیں۔ ورنہ اسلام ہی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر مسیحیت اور مہدویت کس کام آئے گی۔

گذشتہ تفصیل دروغ بیانیوں کی تعداد پچھلے صفحوں میں دس تک آ چکی ہیں۔ اب کچھ اور بھی ملاحظہ ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ سے اور مرزا قادیانی سے بہت زوروں کا مقابلہ رہا ہے اور مولوی صاحب نے متعدد رسالے مرزا قادیانی کے مقابلہ میں لکھے ہیں۔ جن کا جواب اس وقت تک نہ تو سلطان القلم نہ ان کے اور کسی مریدین سے ہو سکا۔ آخر مرزا قادیانی نے تنگ آ کر مولوی صاحب کو ایک خط لکھا جس کا عنوان جلی قلم سے مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہے۔

مولوی ثناء اللہؒ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس عنوان میں مرزا قادیانی بہت زور سے خبر دے رہے ہیں کہ اس کے نیچے جو مضمون لکھا جائے گا وہی فیصلہ ہے۔ ہمارے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان میں۔ اس میں کسی کی منظوری اور نامنظوری کو کچھ دخل نہیں ہے اور اہل علم یہ بھی جانتے ہیں کہ خبر منسوخ نہیں ہوتی۔ حضرات مرزائی اگر واقعی مرزا قادیانی کو اپنا نبی اور مسیح موعود اعتقاد کرتے ہیں تو ان پر فرض ہے کہ جیسا مرزا قادیانی نے اس عنوان کے نیچے لکھا ہے۔ ویسا ہی مرزا قادیانی کے حق میں کامل فیصلہ سمجھیں۔

مرزا قادیانی کے آخری فیصلہ کا مضمون حسب ذیل ہے۔ خط چونکہ طویل ہے اور اشتہاروں کے ذریعہ سے شیطان سے زیادہ مشہور ہو چکا ہے۔ اس لئے کل خط کی نقل سے سمع خراشی نہ کی گئی۔ فقط ضروری مضمون الہام مندرجہ خط مذکور پر اکتفاء کیا گیا۔'' وھو بھذہ التفصیل ''مرزا قادیانی اپنے خط میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے حسب ذیل فرماتے ہیں۔

قولہ...... ''اگر میں کذاب ومفتری ہوں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۸)

راقم...... اس قول کو میں نے جھوٹ کی فہرست سے الگ کر لیا ہے۔ کیونکہ اس قول میں مرزا قادیانی کوئی جھوٹ نہ بولے بلکہ اگر مرزائیوں کو کچھ بھی مرزا قادیانی کی راستی پر ایمان اور اعتقاد ہو تو فوراً بلا کسی قسم کے شک وشبہ کے اقرار کر لیں کہ وہ اس قول میں ٹھیک اترے۔

اب اس جملہ سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو گیا کہ مرزا قادیانی خبر دے رہے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مولوی ثناء اللہ کی زندگی ہی میں مر جاؤں گا۔

خدا تعالیٰ نے آفتاب صداقت کو چمکا کر کذاب اور مفتری کا فیصلہ خود بقول مرزا قادیانی کے کر دیا اور دنیا پر ظاہر کر دیا کہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی ہی مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مر گئے اور پھر کسی ایسی دلیل وبرہان سے فیصلہ نہیں ہوا۔ جس میں کسی طرح گفتگو اور تاویل کی ذرہ برابر بھی گنجائش باقی رہی ہو۔ بلکہ خود مرزا قادیانی ہی کے صاف اور صریح کلام سے یہ فیصلہ خدا نے کر دیا اور جو علامت اور معیار کذاب اور مفتری ہونے کی اس خبر میں مرزا قادیانی نے فرمائی تھی۔ وہ پوری پوری مرزا قادیانی میں پائی گئی اور مولوی ثناء اللہ کو خدا تعالیٰ نے عزت کے

ساتھ اس الزام سے پاک وصاف بری کر کے دنیا کو دکھلا دیا اور ہنوز بفضلہٖ وہ صحیح وسالم موجود ہیں۔ اب مرزائی برادران کو اس فیصلہ کے ماننے میں کیا عذر باقی رہا۔ مہربانی فرما کر جیسا مرزا قادیانی کا یہ قول سچ ہوگیا وہ بھی صفائی سے اس قول کی تصدیق فرمادیویں کہ خود مرزا قادیانی کے فرمانے کے مطابق ان کے سوا کاذب اور مفتری کون ٹھہرا۔ فاعتبروا یا اولوالابصار!

گیارھواں جھوٹ

قولہ...... ''اگر طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸)

راقم...... مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی اپنے خط میں مولوی ثناء اللہ کی نسبت فرمائی تھی اور حفظ ماتقدم کو راہ دے کر اپنے الہام کے جھوٹے ہونے سے خود بھی ڈر کر پنجابی کشتی کی ایک استادانہ پیچ کا اڑنگا آخر لگا ہی دیا کہ یہ پیش گوئی کسی الہام یا وحی کی بناء پر نہیں۔ مگر دروغ گورا حافظہ نہ باشد! استاد جی کہاں بچ کر نکل سکتے ہیں۔ انہیں کے رسالہ البدر (مرقومہ ۲۵؍اپریل ۱۹۰۷ء) میں صاف لکھا ہے کہ: ''ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اس کی بناء ڈالی گئی ہے۔''

فیصلہ...... چونکہ یہ قول آخر ہے۔ اس لئے اسی کا اعتبار کیا جائے گا اور مرزا قادیانی کے پنجابی پیچ کا اڑنگا صاف کٹ گیا اور اس کا یقینی نتیجہ یہی ہوگا کہ مرزا قادیانی کے الہامی قول سے ظاہر ہوگیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھے۔ کیونکہ مولوی ثناء اللہؒ تو اس وقت بفضلہٖ صحیح وسالم موجود ہیں اور مرزا قادیانی ہی کو ہیضہ یا اسہال میں ہمیشہ کے لئے دنیا کو چھوڑنا پڑا اور راہی برزخ ہوگئے۔

بارھواں جھوٹ

قولہ...... ''خدا نے سبقت کر کے قادیان کا نام لے دیا ہے کہ قادیان کو اس کے (طاعون کے) خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

راقم...... مرزا قادیانی کا تخت گاہ بھی طاعون میں مبتلا ہوا اور کیسا کہ سارے قادیان کے لوگ تباہ ہوکر پریشان ہوتے پھرے اور جب تک کہ طاعون نے جھوٹے رسول کے تخت گاہ سے اپنی پوری بھینٹ یا رسد مردوں کی نہ لے لی۔ غضب الٰہی فرو نہ ہوئی۔ اس کی پوری تشریح (الہامات مرزا، مندرجہ احتساب قادیانیت ج۸ ص۱۲۴) میں ہے۔ ملاحظہ فرمالیجئے۔ مختصراً یہ ہے کہ قادیان کی کل آبادی

۲۸۰۰ ہے۔اس میں سے ۱۳۱۳ اموات طاعون مارچ واپریل ۱۹۰۲ء دو مہینے میں معتبر شہادت سے ظاہر ہوئیں۔ہات تیرے جھوٹے کی دم میں نمدا!

یہاں تک جھوٹے اقوال الہامی کی فہرست پوری ایک درجن ناظرین شمار کر لیویں۔ اس کے بعد ایک لطیفہ مذاقیہ ہوگا اور پھر دوسرے درجن جھوٹی پیش گوئیوں کا بنڈل کھولا جائے گا۔ میرا تو ارادہ تھا کہ مرزا قادیانی کے کل جھوٹے اقوال کا ذخیرہ ایک جگہ اسی طور پر جمع کر کے پبلک میں پیش کرتا۔مگر وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ برائے خاص ایک موٹی کتاب براہین احمدیہ سے بھی بڑھ جائے گی۔اس لئے میں نے فضول سمجھ کر صرف درجن بھر پر اکتفاء کیا۔مرزائیوں کے لئے صرف اسی قدر تازیانہ بہت ہے اور ناظرین باتمکین کے اندازہ کرنے کو اس قدر جھوٹ مرزا قادیانی کے کیا کم ہوں گے۔قانون شہادت سرکاری کی رو سے بھی جس گواہ کی جھوٹائی واقعات میں ثابت ہو جائے۔پھر اس کی گواہی مردود ہوتی ہے۔

اب مرزائی برادران ایمان سے خدا کا خوف کر کے دل سے فرمائیں کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے اور مفتری ہونے میں بقول انہیں کے کیا شک اور تردد باقی رہا۔خدائے تعالیٰ نے اپنی کبریائی اور جلال سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا خود ان کی زبان سے دنیا پر ظاہر کر دیا۔اب اہل حق کو کسی طرح مرزا قادیانی کے جھوٹے اور مفتری ہونے میں ذرہ برابر شبہ کرنے کی گنجائش باقی نہ رہی اور نہ مرزائیوں کو کسی اہل حق سے مناظرہ اور مباحثہ کی آئندہ جرأت ہوسکتی ہے۔اب یہ حضرات آیہ شریفہ ”واللہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون“ کی تلاوت فرمائیں۔

لطیفہ..... مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ کے خط کے اخیر میں جو اپنی دعا لکھی ہے۔اس کا بھی ذکر کر دینا خالی از لطف نہ ہوگا اور مجھ کو بہرنوع تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا قادیانی کی یہ الحاح وزاری کی دعا البتہ اللہ تعالیٰ نے ضرور قبول فرمائی۔جیسا کہ مرزا قادیانی نے خود (فصل ۹۰ء ضرورۃ الامام ص۲۶، خزائن ج۱۳ ص۴۹۷) میں لکھا ہے کہ:”میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس[1] ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں۔“

---

[1] چونکہ یہی ایک دعا جونہایت مہتم بالشان ہے اور لاکھوں بندگان خدا کے حق میں مفید ہوئی۔اس لئے مرزا قادیانی نے بصیغہ مبالغہ اسی ایک دعا کو قائم مقام تیس ہزار دعاؤں کا مجموعہ تحریر کیا ہے۔میں بھی حلفاً اس کی قبولیت اور صحت مبالغہ کی تصدیق کر کے عرض کرتا ہوں کہ یہی ایک دعا مرزا قادیانی کی لاکھوں دعاؤں سے زیادہ ہے۔بس اب دوسری دعا کے اثبات میں ہرج اوقات نہ کریں۔

اور مرزا قادیانی ومولوی ثناء اللہ صاحبؒ کے درمیان میں سچا فیصلہ مطابق استدعاً مرزا قادیانی کے اللہ تعالیٰ نے فرما کر مفسد وکذاب کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھالیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی دعا بلفظہ درج ذیل ہے۔

دعا مرزا قادیانی

’’اے میرے بھیجنے والے میں تیری ہی تقدیس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں مفسد وکذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھالے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۹)

راقم...... ہوا تو جناب ایسا ہی۔ اگر اس پر بھی مرزائی نہ سمجھیں تو میرا ان پر کچھ زور نہیں۔

کس بشنود یا نشود من حق خود بگوار دم

یہ دعا بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی بیوہ عورت اپنے کسی حریف زبردست کے حملوں سے عاجز اور تنگ آ کر بڑی اضطراری حالت میں کوسنے لگتی ہے اور غصہ کے جوش میں کبھی حریف کو کبھی اپنے کو بددعا کرتی ہے۔ مرزا قادیانی بھی اسی طرح دعا فرما رہے ہیں۔ چونکہ مضطر کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اس لئے یہ دعا مرزا قادیانی کی تیر ہدف اجابت ہوگئی۔ اگرچہ نتیجہ اس دعا کا ان کے مخالف ہوا۔

اس دعا سے ایک بات اور بھی غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی واقعی ابتلاء میں پھنس گئے۔ جیسا کہ بے رہبر کامل کے سلوک والوں کو پیش آیا کرتا ہے۔ اسی مقام کے لئے ’’الرفیق ثم الطریق‘‘ کی ضرورت ہوتی ہے۔

ضرور چاہئے مستوں میں اک نہ اک ہشیار
وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو

اور شیطانی الہام کے فریب میں آگئے اور اس کو تمیز کرنے سے متعذر رہے۔ ورنہ کوئی شخص جو خدائے عزوجلالہ کو قادر قیوم قہار سمیع وعلیم وبصیر جانتا ہو۔ پھر دعا میں ایسے الفاظ دیدہ ودانستہ نکالنے کی جرأت نہ کرے گا۔ جو اسی پر عائد ہوسکے۔ یہ ہرگز ہو نہیں سکتا۔ میں اس وقت بڑے حسن ظن سے ان کی نسبت لکھ رہا ہوں کہ ان سے جو کچھ سرزد ہوا وہ شیطانی الہام کے دھوکے سے ہوا اور اس کو وہ رحمانی سمجھتے رہے۔

اب دوسرے درجن کی ابتداء مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئیوں اور اقوال کی یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ شمار دانہ رکھتے جایئے کہ سہو نہ ہونے پائے۔

تیرھواں جھوٹ

قولہ...... ''اصلها ثابت فی الارض وفرعها فی السماء''

(آسمانی فیصلہ، خزائن ج۴ص ۳۳۲)

راقم...... میر عباس علی لودھیانہ کے ایک بزرگ مرزا قادیانی کے دام میں پہلے پھنس گئے تھے۔ (جیسا کہ میں بھی پھنسا تھا) ان کی شان میں یہ الہام مرزا قادیانی کو ہوا تھا۔ یہ دہ سالہ مرید اور مخلص خاص تھے۔ بعد کو مرزا قادیانی کی بیجا تعلیوں اور اولوالعزمی کے دعوؤں کی وجہ یہ بیچارے دیندار شخص ہاشمی غیرت اور اتباع شریعت کے سبب سے مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ سے مخالفت شدید کر کے ایک دم منحرف ہوگئے اور تلافی مافات کے لئے اپنی زندگی تک برابر مرزا قادیانی کو بڑے زوروں سے بلاتے اور للکارتے رہے اور اشتہار پر اشتہار دیتے رہے۔ مگر مرزا قادیانی نے سونٹھ کی ناس سونگھ لی اور ان کے مقابلہ میں نہ آئے پر نہ آئے۔ (عصائے موسیٰ ص۳۹)

چودھواں جھوٹ

مرزا قادیانی کا الہام ورویا جو اپنی نسبت تھا۔ یعنی فرزند اوّل ہونے کی نسبت مگر پیدا ہوئی لڑکی۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۲۷) جب منشی الٰہی بخش صاحب نے امرتسر میں ان سے معارضہ کیا کہ آپ نے تو فرزند نرینہ کا حلیہ بھی مجھ سے بیان کیا تھا۔ اس پر انہوں نے فوراً بات بنادی کہ علم تعبیر میں ایسا ہی ہے۔ جب لڑکا دیکھا جائے تو مراد لڑکی ہوتی ہے۔

(عصائے موسیٰ ص۴۰)

راقم...... اگر درحقیقت ایسا ہی تھا تو پہلے مرزا قادیانی نے یہ مراد اور مفہوم کیوں غلط اور الٹا ظاہر کیا۔ کیا اس وقت علم تعبیر رؤیا کا درس حضرت نے نہ لیا تھا؟ پیچھے سے معلم الملکوت نے سمجھایا۔

بس بات بنادی جواب ہوگیا۔ سوائے بجا ارشاد کے حاشیہ نشیان میں جرأت ہی کہاں تھی کہ اصلاح کرتے۔

پندرھواں جھوٹ

مرزا قادیانی کا بہت لمبا چوڑا الہام اپنے دوسرے فرزند کی نسبت جس کو بشیر موعود اور خدا جانے اس مولود کے لئے کیسے کیسے چست فقرات طولانی بشارتیں لکھی تھیں کہ ایسا ہوگا اور ایسا

ہوگا۔ جس کو ظریفانہ لہجے میں مصنف چودھویں صدی کا مسیح نے کچھ اور بڑھا کر لکھا ہے کہ ایسا ہوگا، ویسا ہوگا، ایسے کا تیسا ہوگا، اس کی دم پر دو پیسا ہوگا۔

مرزا قادیانی نے ۸/اپریل ۱۸۸۶ء کو بڑی دھوم دھام سے پیشین گوئی کے ظہور کا اشتہار دیا تھا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۱۶،۱۱۷) (رسالہ چودھویں صدی کا مسیح اس کی تفصیل کے لئے قابل دید ہے) مگر مولود بیچارے کو پیدا ہوئے چند دن گذرے تھے کہ سخت بیمار ہوگیا۔ ہر چند مرزا قادیانی نے مولود کی والدہ سے زور دار الہامی جملے مولود کی صحت عاجل وشفاء کامل کے فرمائے۔ مگر بی بی صاحبہ کی مطلق تشفی نہ ہوئی۔ آخر بیچارہ مولود بغیر پوری کرنے بشارتوں کے ایام طفولیت ہی میں وفات کر گیا اور مرزا قادیانی کی کل الہامی بشارتیں خاک میں مل گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

سولہواں جھوٹ

سید امیر شاہ صاحب رسالہ دار میجر سردار بہادر کے گھر میں فرزند ہونے کی بشارت مرزا قادیانی نے اپنے دستخطی خط مورخہ ۱۵/اگست ۱۸۸۸ء میں دی تھی اور ایک برس کی میعاد مقرر کر کے تحریر فرمایا تھا کہ اس میعاد کے اندر کھلی کھلی بشارت جو مقرون بصدق ہو آپ کی نسبت نہ پائی یا اس بشارت کے موافق نتیجہ ظہور میں نہ آیا تو پھر میری نسبت آپ (یعنی امیر شاہ صاحب موصوف) جس طور کا بداعتقاد چاہیں اختیار کریں اور یقین کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ یہ تاریخ ۱۵/اگست ۱۸۸۸ء کتاب میں لکھ لیں اور یادداشت کر لیں۔ میں نے بھی کتاب میں لکھ لی ہے۔ میرے وعدہ کے منتظر رہیں۔ جس وقت سال کے عرصہ میں میری طرف سے کوئی بشارت ملے تو اس کو فوراً اخبار میں چھپوادیں اور اگر وہ بات جھوٹی نکلے تو پھر مجھ سے مواخذہ کریں اور میرا دامن پکڑیں۔

(عصائے موسیٰ ص۴۲)

راقم...... مرزا قادیانی نے جس قدر وثوق سے تاریخ مقررہ یادداشت میں رسالدار صاحب سے زبردستی لکھوائی اور خود بھی نہ معلوم کس کتاب میں لکھ چھوڑی۔ جس سے پورا یقین بھی ہو جائے اور اس یقین کے ساتھ مرزا قادیانی کی مٹھی بھی گرم ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ سیدھے سید، فوجی، افسران کو مرزا قادیانی کی کتر بیونت کی کیا خبر۔ جھٹ اس بشارت پر پانچ سو کا توڑہ پیشگی نذر کر دیا اور تاریخ بشارت کا سال بھر تک انتظار کرتے رہے۔ جب میعاد ختم ہوگئی اور مدتوں اس بشارت کا ثمرہ ظاہر نہ ہوا تب مرزا قادیانی کی جھوٹی بشارت یا شیطانی الہام تمام پنجاب میں طشت ازبام ہوگیا۔ لیکن مرزا قادیانی نے پیشگی لیا ہوا نذرانہ واپس نہ کیا اور اپنی کتاب جس میں تاریخ

بشارت لکھی تھی جلادی۔ خیریت ہوئی کہ پھر اس دن سے مرزا قادیانی نے اپنی صورت رسالہ دار میجر صاحب کو نہ دکھائی۔ ورنہ کہیں وہ ان کو پکڑ پاتے تو خدا جانے کیسی مناسبانہ خدمت ہوتی اور لینے کے دینے پڑتے اور ہضم کئے ہوئے روپے کو الٹی کر کے نکالنے پڑتے۔

بھائیو! خفا نہ ہو! یہی ہے منہاج نبوت اور طریق مہدویت اور روش مسیحیت کہ آبلہ فریبی سے بندگان خدا کو الٹے استرہ سے مونڈو۔ میں تو صاف کہوں گا کہ ایسے کرتوت والوں سے دنیا کے چور جیب کترے دغاباز پھر بھی اچھے ہیں۔ کیونکہ وہ جاہل ہیں اور حاجت مند!

ناظرین! ضرور اس فیصلہ میں میری تائید کریں گے کہ بزرگان دین کی روش سے مرزا قادیانی کی یہ چال کس قدر دور ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا

سترھواں جھوٹ

مسٹر عبداللہ آتھم والا الہام خود مرزا قادیانی نے اس قدر مشہور کر رکھا ہے کہ پنجاب کے ہندو، آریہ، عیسائی اور مسلمان سب کوئی واقف ہے کہ جو میعاد موت کی آتھم صاحب کی مرزا قادیانی نے اپنے الہام کاذبہ سے فرمائی تھی۔ اس کے ختم ہو جانے کے بعد آتھم کی موت میعاد مقررہ میں نہ ہوئی جو ۶ ستمبر مقرر تھی تو اس روز امرتسر ولدھیانہ کے شہروں میں رسوائی اور ذلت کی موت ہر طرف سے مرزا قادیانی کو پکار پکار کر مخالفوں کی طرح للکارتی تھی اور اس وجہ سے سارے مسلمانوں کو شرمندگی اور خجالت کا سامنا تھا۔ خصوصاً اس منظر کے وقت جب کہ عیسائیوں نے اپنی فتح مندی اور مرزا قادیانی کی ہزیمت پر مضحکانہ سوانگ نکال کر فحش اور نامہذب[۱] نظم کے بندان کی شان میں ہر گلی وکوچوں میں ڈنڈوں کو بجا بجا کر مشہور کیا تھا۔

---

۱ الہامات مرزا مطبوعہ امرتسر ۱۹۰۴ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس نظم کی تفصیل بخوبی لکھی ہے۔ بطور نمونہ کے محض مختصر طور پر یہاں دو ایک شعر لکھے گئے ہیں۔ باقی ملاحظہ کرنا ہو تو رسالہ مذکور کو دیکھئے۔

مسیح ومہدی موعود بن کر — بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصاریٰ میں بآخر — مسیحائی کا یہ انجام مرزا
مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گزرے — ہے آتھم زندہ اے ظلام مرزا
کہاں ہے اب وہ تیری پیش گوئی — جو تھا شیطان کا الہام مرزا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یہ ہے''خسر الدنیا والآخرۃ'' یہ ہے ابدی ذلت کی موت اور لعنت کا کرشمہ۔ جس کو مرزا قادیانی اپنے ساتھ لے گئے۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

(جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۲)

ناظرین اور بھی ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے ایسی پیش گوئیوں کی نسبت بڑے دعوے اور زور سے ذیل کا مضمون تحریر فرمایا ہے کہ:''یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔ کیونکہ احیاء واماتت دونوں خداتعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو۔ خداتعالیٰ اس کی خاطر سے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کرسکتا۔ خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔''

(شہادۃ القرآن ص۷۹، خزائن ج۶ ص۳۷۵)

صاحبو! مرزا قادیانی کے اس قول سے خود نتیجہ نکال لو۔ ان کی نسبت اگرچہ وہ الفاظ واقعی ہیں۔ مگر پھر بھی بار بار جھوٹ اور افتراء کی نسبت کرتے ہوئے دم گھبراتا ہے۔ مرزا قادیانی نے آتھم والے معاملہ میں کس قدر زور دیا تھا کہ:''اگر ایسا نہ ہوتو مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، گلے میں رسا ڈالا جائے، پھانسی دیا جائے۔'' (شہادۃ القرآن ص، خزائن ج۶ ص۲۹۳)

اور پھر بھی آتھم صاحب کی موت کی پیش گوئی ان کے الہام کے مطابق نہ ہوئی اور اس وجہ سے خود ہی ذلیل ہوئے، روسیاہ بھی ہوئے، باقی رہا گلے میں رسا ڈالا جانا اور پھانسی دیا جانا وہ اس دنیا میں اٹھا رکھا گیا۔ عاقبت کی خبر سوائے خدا کے کس کو ہے کہ وہاں وہ کیا بھگت رہے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)

ولہ

غضب تھی تجھ پہ ستمگر چھٹی ستمبر کی — نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی
ذلیل وخوار ندامت چھپا رہی تھی کہ تھا — ترے مریدوں پہ محشر چھٹی ستمبر کی
مسیح ومہدی کاذب نے منہ کی کھائی خوب — یہ کہتی پھرتی ہے گھر گھر چھٹی ستمبر کی

عیسائیوں کی طرف سے رباعی

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے — سارے الہام بھول جائیں گے
خاتمہ ہو گا اب نبوت کا — پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

ناظرین! مرزا قادیانی کی تحریر بالا کے وثوق اور اصرار شدید پر ضرور توجہ فرما کر خیال رکھیں کہ کس زور سے ایسی پیش گوئیوں کو اپنے صدق یا کذب اور نہایت درجہ مقبول خدا اور منجانب اللہ وصادق ہونے کا معیار قرار دیا ہے۔ مگر یہ آتھم والی پیش گوئی کی میعاد ختم ہوگئی اور بات پوری نہ ہوئی تو پھر سوائے بات بنانے کے اور کچھ بھی دیکھا نہ گیا۔ اب آپ لوگ خود فیصلہ مرزا قادیانی کے معیار کا فرماتے جایئے کہ وہ صادق اور منجانب اللہ مقبول بارگاہ ایزدی ٹھہرے یا اس کے برعکس۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی!

اٹھارھواں جھوٹ

(عصائے موسیٰ ص۴۳،۴۴) شیخ مہر علی صاحب رئیس ضلع ہوشیار پور کو ایک اشتہار مرقومہ فروری ۱۸۹۳ء بذریعہ ڈاک رجسٹری شدہ بھیجا گیا۔ جس میں خوف دلانے والے الہامات کی دھمکیاں درج ہیں۔ مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ’’اگر ایک ہفتہ میں معافی طلب خط چھپوانے کے لئے نہ بھیج دیں تو پھر آسمان پر میرا اوران کا مقدمہ دائر ہوگا اور میں اپنی دعاؤں کو جوان کی بحالی عمر عزت وآرام کے لئے کی تھیں، واپس لے لوں گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۷۹)

راقم...... شاباش میرے شیر! فقرہ بھی دیا تو ایسا بودا۔ جس کو محض کم عقل آدمی بھی مضحکہ میں اڑا دے۔ آپ کی دعا کیا ہوئی کہ موم کی ناک ہوگئی۔ جب چاہا اس کو قبول کرا دیا اور جب چاہا اس کو واپس لے لیا۔ حضرت جی! اس سے تو یہ مستنبط ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی قدرت معطل ہوگئی اور آپ ہی قدرت کی جگہ بحال ہوگئے۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ جن کو یہ بودا فقرہ دیا جاتا ہے وہ بھی تو اسی پنجاب کا پانی پیتے ہیں۔ وہیں کی آب وہوا سے ان کے دماغ میں تر وتازگی آئی ہے۔ کیا ایسا موٹا اور بھدا چکمہ وہ سمجھنے سے عاجز رہتے۔ اس واسطے تاریخ تحریر مذکور سے پندرہ برس تک مرزا قادیانی زندہ رہے۔ مگر شیخ صاحب موصوف کا کوئی معافی نامہ شائع نہ ہوا اور اب مرزا قادیانی کو مرے ہوئے بھی پانچ برس ہوئے۔ مگر خدا جانے مرزا قادیانی کے آسمانی مقدمہ کی کس اجلاس میں بصیغہ ملتویات پڑ گئی کہ بیس سال گزر گئے مگر فیصلہ ندارد، اور نہ وہ دعائیں واپس لے لی گئیں۔

لطیفہ...... غالباً مرزا قادیانی نے مسیحانہ شفقت سے اپنے آسمانی مقدمہ کو یک طرفہ راضی نامہ دے کر خارج کرا دیا ہوگا۔ مگر پھر بھی ان پر لازم تھا کہ جس طرح دائری مقدمہ آسمانی کا اشتہار دیا تھا۔ اسی طرح خارجی مقدمہ کا بھی ضرور نوٹس دیتے۔ شاید بھول گئے ہوں گے۔

انیسواں جھوٹ

(عصائے موسیٰ ص۴۴) خان بہادر ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب کی اوّل زوجہ کے بیمار ہونے

پر حسب استدعائے ان کے مرزا قادیانی نے بہت کچھ تحریری بشارتیں اپنے الہام کے بموجب دیں اور سب پر مزید برآں طرفہ یہ ہوا کہ اس بیچاری کے انتقال کے بعد بھی اپنی الہامی بشارت کے موافق بوجہ لاعلمی خبر انتقال کے ڈپٹی صاحب سے خط کے ذریعہ سے صحت کا حال دریافت کرتے ہیں۔ اس پر جو مضحکہ اور رسوائی ان کے انکشاف باطن پر ہوئی ہوگی وہ اندازہ سے باہر ہے۔ جب مرزا قادیانی کو ان کے وفات پانے کی خبر دی گئی تو فرمانے لگے کہ: ”ہم نے بھی ایک بکری سلخ ہوتے دیکھی تھی۔“

راقم...... اگر مرزا قادیانی کا یہ بیان سچ ہے تو پہلی صحت کی بشارت چہ معنی دارد!

اگر درخانہ کس است ہمیں قدر بس است

بیسواں جھوٹ

(عصائے موسیٰ ص ۳۸) منشی محمد رمضان کے نکاح والا الہام اور منشی نبی بخش ملازم ریلوے کے یہاں فرزند نرینہ پیدا ہونے کا الہام دونوں کے دونوں جھوٹ ہوئے۔ نکاح والا تو سرے سے جھوٹ ثابت ہوا اور فرزند نرینہ والے میں بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی۔

گر ہمیں مکتب است وایں ملا

کار طفلاں تمام خواہد شد

لطیفہ...... ہمارے ملک میں پرانے زمانہ کے چند کٹھ ملا گنڈہ تعویذ والوں کی نقل مشہور ہے کہ جب کسی حمل کی نسبت ان جھوٹے ملاؤں سے بطور تفاؤل پوچھا گیا تو انہوں نے جھٹ فال دیکھ کر بنظر ابلہ فریبی ایک تعویذ لکھ دیا اور بڑی تاکید سے کہہ دیا کہ خبردار اس تعویذ کو محفوظ رکھنا چاہئے۔ اسی کے مطابق ولادت ہوگی۔ بعد وضع حمل کے اس تعویذ کو میرے پاس لانا۔ اس تعویذ میں یہ ذومعنی جملہ لکھا جاتا تھا۔ ”بیٹا نہ بیٹی“ اگر لڑکا پیدا ہوا تو کہہ دیا کہ ہم نے تو فال سے لکھ دیا ہے کہ بیٹا، نہ بیٹی۔ اگر لڑکی ہوئی تو کہہ دیا کہ بیٹا نہ، بیٹی۔ ذرا پہلے لفظ کو الگ کر کے اور اگر اسقاط وغیرہ ہوگیا تو پھر بے تکلف کہہ دیا کہ بیٹا نہ بیٹی۔ یعنی کچھ بھی نہیں۔ پھر تو ملاجی کی ہر طرح جیت تھی۔ خوب چکتے رہے۔ مگر کن میں؟ گنواروں میں۔ غرض مرزا قادیانی کے الہام اور بشارتوں کا یہ کرشمہ تھا۔

اکیسواں جھوٹ

(عصائے موسیٰ ص ۴۷،۴۸) ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار مرزا قادیانی نے شائع کیا اور اس کی پیشانی پر لکھا کہ: ”ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں اور مبارک وہ جو خدا کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے دیکھیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص ۵۷)

اوراس اشتہار میں اپنے کو ایک طرف اور مولوی محمد حسین وغیرہ کو دوسری طرف قرار دے کر (قصہ مختصر) ۱۵ردسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵رجنوری ۱۹۰۰ء، ۱۳ماہ کی میعاد الہام سے مقرر کر کے لکھا کہ: ''جو لوگ سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبہ باندھ رہے ہیں۔ خدا ان کو ذلیل کرے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۶۲)

راقم...... مرزاقادیانی کے اس الہامی اشتہار کا اثر اندر زمانہ میعاد کے جو خود مرزاقادیانی پر ہوا ایک جگہ اور جو مولوی صاحب پر ہوا وہ دوسرے کالم میں بتفصیل تمام لکھا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے اور فیصلہ کیجئے کہ کون ذلیل ہوا۔

فریق اوّل مرزاقادیانی کے آثار	فریق دوم مولوی محمد حسین کے آثار
(۱) خونی مہدی کے بارہ میں مرزاقادیانی پر الحاد کا فتویٰ ہوا۔	(۱) چار مربع[1] زمین سرکار انگریزی کی طرف سے نہر چناب پر عطاء ہوئی۔
(۲) مرزاقادیانی پر مقدمہ چلتا رہا۔	(۲) مولوی محمد حسین مقدمہ سے بری ہوکر بطور گواہ ٹھہرے۔
(۳) مرزاقادیانی سے حلفی اقرار (مچلکہ) لیا گیا کہ آئندہ کسی کی توہین نہ کریں اور ذلیل پیش گوئی شائع نہ کریں۔	(۳) مولوی محمد حسین کی نسبت لفظ کافر ودجال وغیرہ مرزاقادیانی کی طرف سے استعمال نہ کیا جائے۔
(۴) مرزاقادیانی کا اشتہار مرہم عیسیٰ حکما بند کیا گیا۔	(۴) مولوی محمد حسین یا ان کے دوست وپیروؤں کو مرزاقادیانی مباہلہ کے لئے ہرگز نہ بلائیں اوراس پر بھی مرزاقادیانی سے (مچلکہ) یعنی حلفی اقرار لیا گیا۔
(۵) مرزاقادیانی کا ایک خاص زردار مرید جو معقول رقم نذرانہ ماہوار بھیجتا تھا مر گیا اور وہ رقم بند ہوگئی۔	

[1] مربع ایک پیمانہ اراضی سرکاری بندوبست میں مقرر ہے۔ جس کو یہاں قریب قریب پچیس بیگھوں سے مناسبت ہے۔

اب خود ناظرین دونوں کالموں کے آثارات کا موازنہ کر کے فیصلہ کرلیں کہ کون فریق ذلیل ہوا اور کون فریق مظفر ومنصور۔ غالباً پبلک کی میجارٹی یہی فیصلہ کرے گی کہ اس معاملہ میں بھی حسب حال معاملہ آتھم صاحب کے مرزا قادیانی ہی کی ذلت اور مولوی محمد حسین فریق دوم کو عزت ہوئی۔

راقم...... باوجود ان واقعات صریحہ کے خدا جانے مرزائیوں کی آنکھوں پر کیسا گھرا گھٹا ٹوپ کا پردہ پڑ گیا ہے کہ ہزار عینک لگائیں۔ کحل الجواہر استعمال کریں۔ مگر بینائی کافور ہوگئی اور بے غیرتی سے اپنی ڈھٹائی پر اڑے ہوئے ہیں اور ہمارے مہربانوں کے دلوں میں ذرا خوف خدا باقی نہیں رہا۔ افسوس صد افسوس۔

حیا وشرم وندامت اگر کہیں بکتیں
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہرباں کے لئے

بائیسواں جھوٹ

(عصائے موسیٰ ص۵۰، فصل ۲۰ رسالہ ضرورت الامام) میں مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کے ڈھارس باندھنے کو اور ان کے قیام کی خاطر جب مذکورہ بالا میعاد مولوی محمد حسین والی پیش گوئی کی ختم ہونے کو آئی اور کچھ ہوا نہیں تو ایک دوسرا اشتہار ۵؍نومبر ۱۸۹۹ء کو جاری فرمایا اور اب تین برس کی میعاد ۱۹۰۲ء تک اور بڑھائی۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۷۸)

راقم...... اس دوسری میعاد کے بعد بھی مرزا قادیانی قریب چھ برس کے زندہ رہے۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب کا بفضلہ تعالیٰ کچھ بال تک بیکا نہ ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی ہی ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو اس جہان سے خفا ہو کر اپنی پیش گوئی پوری کرانے کی تحریک کے لئے اصالتاً آسمانی عدالت کی طرف کوچ کر گئے۔ مگر کچھ خبر نہیں کہ وہاں کیا کر رہے ہیں اور کیسی گزر رہی ہے۔

کہئے یاران عدم کیا گزری
کچھ لب گور سے فرمایئے گا

اب جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار مذکور میں یہ فیصلہ خدا پر چھوڑ کر اپنے صدق یا کذب کا معیار ٹھہرایا تھا اور لکھا تھا کہ: ’’اگر میں جھوٹا، دجال، ظالم ہوں تو فیصلہ شیخ محمد حسین کے حق میں ہوگا۔ اگر محمد حسین ظالم ہے تو فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۹۲تا۲۱۷)

اب ناظرین مرزا قادیانی کے الہامی قول وقرار سے اس معیار کا نتیجہ خود نکال لیویں۔ مجھ کو بار بار صراحت کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ مرزا قادیانی ایسے ٹھہرے، ویسے ٹھہرے۔ مگر ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس مقدمہ میں بھی شیخ محمد حسین ہی سچے رہے اور جو فیصلہ خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے حق میں کیا وہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو دنیا پر ظاہر ہو گیا۔ ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون''

اس جگہ ناظرین کی اطلاع کے لئے اتنا اور بھی ضرور ہم التماس کریں گے کہ مرزا قادیانی کی یہ عادت مثل طبیعت ثانیہ ہوگئی تھی کہ ہر وقت اشاعت الہام کے اشتہار میں تو بڑے بڑے زوردار لفظوں سے مؤکد اقرار باصرار تمام فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جب میعاد الہام گزرتی گئی اور الہام وقوع میں آنے سے محروم القسمۃ رہا تو میعاد گزر جانے پر یا اس کے قریب ختم ہونے کے اپنے عہد و پیان واقرار مؤکد کا کچھ بھی لحاظ نہ کر کے جھٹ ایک دوسری لمبی تاریخ میعاد ثانی کی اپنی طبعی عادت کے موافق اپنے مریدوں کی دل بستگی کی خاطر، الہام تصنیف کر کے مکرر اشتہار دیتے تھے۔ مگر اس پر بھی ان کے الہام کی روسیاہی نہ مٹتی تھی۔

بآب زمزم وکوثر سفید نتواں کرد
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

تئیسواں جھوٹ

(اشتہار مرقومہ ۷ار دسمبر ۱۸۹۹ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر و دجال نہیں ہوسکتا۔ میں اس کا نام بے ایمان نہیں کہتا۔ میں کبھی کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدید لاتے ہیں۔ ماسوا اس کے ملہم ومحدث کیسی ہی اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور مکالمۂ الٰہی سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔''

(تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۰۰،۲۰۱)

ناظرین ذرا توجہ کر کے مرزا قادیانی کے اوپر کے اقوال کو خوب ذہن نشین رکھ کر انہیں کے دوسرے مخالف قولوں کی بھی سیر کریں کہ پہلے تو آبلہ فریبی کر کے اس طرح کا سبز باغ دکھایا اور صاف جتلا دیا کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر، دجال نہیں ہوسکتا۔ جس کا

صریح مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے منکرین کو کافر نہیں سمجھتے ہیں۔ مگر یاد رکھیئے کہ یہی قول مرزا قادیانی کا خواص وعوام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالے ہوئے تھا اور اسی سبب سے ان کی ساری تعلیوں کے دعوے کو علماء وبزرگان قوم نے محض بے اعتنائی سے خیال کر کے ان کی باتوں کو ایک گم گشتہ مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت کی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے۔ مگر جب دنیا کے ۲۳ کروڑ مسلمانوں کو جو مرزا قادیانی کی نبوت کے منکرین ہیں۔ سب کے سب کو کافر ومردار کہا اور جو لوگ معدودے چند مرزا قادیانی کے مرید اور معتقد ہیں۔ بس وہی مسلمان ٹھہرے۔ تب تو سارے علماء کرام اور عامہ اہل اسلام کی آنکھیں کھلیں کہ اب تو مرزا قادیانی نے بڑے دون ہلکہ چوگون کا سر لگایا ہے اور بھیرمی راگ کا الاپ شروع کرنے لگے۔ کہیں کرشن جی کا اوتار لیا۔ کبھی (نعوذ باللہ منہا) محمد ﷺ بنے، اس سے زیادہ عروج کیا تو خدا[1] بلکہ (خاکم بدہن) خدا کے باپ[2] بنے۔ بقول خواجہ وزیر وحدت وجودی روپ بھرا۔

جہاں جو چاہئے ویسے بنے دکھلائی نیرنگی
بصر آنکھوں میں گویائی زباں میں دل میں جاں ہوکر

دیکھئے مرزا قادیانی کی تصانیف کثیف

(رسالہ توضیح المرام، خزائن ج۳، حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ اور ازالۃ الاوہام، خزائن ج۳)

اب آسانی سے فیصلہ کر لیجئے کہ ان دونوں متضاد اقوال میں سے ایک تو ضرور بغیر شک وشبہ کے جھوٹا ہے۔ اب دو حال سے یہ متضاد اقوال مرزا قادیانی کے خالی نہیں ہوسکتے یا تو مرزا قادیانی نے واقعی اپنا مذہب حسب صراحت بالا اس حالت میں زیب قلم فرمایا۔ جب کہ مسیحیت کاذبہ کا بھوت ان پر سوار نہ تھا۔ اس لئے صاف صاف بغیر کسی شرط کے لکھ دیا کہ میرے دعوے کے انکار کرنے سے کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہوسکتا۔ یا جیسی ان کی عادت شریف تھی۔ کسی پیچیدہ پالیسی سے اپنے بعض مریدوں اور معتقدوں کو فریبی جال میں پھنسائے رکھنے کی غرض سے یہ بھی

---

[1] کتاب البریہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ: ’’میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔‘‘ (کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

[2] ’’انت منی وانا منک‘‘ (دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) نعوذ باللہ! یہ مرزا قادیانی کو الہام ہوا۔ یعنی خدا کہتا ہے مرزا قادیانی سے کہ میں تم سے ہوں۔ سوائے پاگلوں کے اور کسی کی زبان سے ایسا کلمہ نہیں نکل سکتا۔

لکھ دیا کہ جب جیسی ضرورت پڑے ویسا عمل کیا جائے۔ غرض ماحصل نتیجہ ان دونوں متضاد قولوں کا یہی نکلے گا کہ ان میں سے ایک ضرور جھوٹ ثابت ہو کر رہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے چھوٹے صاحبزادے جو بالکل ابھی محض بچہ ہیں اور ضرورت زمانہ نے ان کو اس کا محتاج بنا دیا ہے کہ دوسروں کے قلم میں ان کی زبان ہو۔ ایک رسالہ بنام تشحیذ الاذہان نمبروار ماہواری نکالا ہے۔ جو اسی مضمون سے سراپا سیاہ کیا گیا ہے کہ منکرین مرزا قادیانی کافر ہیں اور اپنے ابا جان کے مذکورۃ الصدر مذہب کے بطلان میں خلف رشید بن کر مرزا قادیانی کی تکذیب مذہب میں علانیہ رسالہ شائع کیا گیا ہے۔ جس کا لب لباب مضمون اسی قدر ہے۔

سچ ہے پنجابی مثل ٹھیک ہے: ''مچھلی کے جائے کن تیرائے۔''

چوبیسواں جھوٹ

مولوی محمد حسین صاحب کے والد ضعیف العمر کو بھی مرزا قادیانی کے الہام نے تاکا تھا اور ان کی وفات کی پیش گوئی کی تھی۔ ایک سال کی میعاد ظاہر کی تھی۔ اس کی بھی وہی حالت ہوئی کہ اندر میعاد کیا ایک زمانہ دراز تک بڑے میاں صاحب مرزا قادیانی کی پیش گوئی جھوٹی کرنے کی غرض سے زبردستی زندہ رہ کر سارے پنجاب میں مرزا قادیانی کو رسوا کیا اور ان کی الہامی پیش گوئی پر اسینک ایسڈ (سرکہ کا تیزاب) کا پانی پھیر دیا۔ جس سے خود ملہم مع بقیہ الہام تاریخ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو قبر کے تنگ محبس میں ڈال دیئے گئے۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی۔

قبر از چار طرف تنگ افشرد
زانکہ بسیار مال مردم خورد

راقم...... شاید مرزائی حضرات اس میں بھی عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کی طرح یہی فرمائیں گے کہ ''انابت'' اور استغفار کی وجہ سے بڑے میاں کی عمر بڑھا دی گئی۔ مگر تردید کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ مرزا قادیانی کی عمر (باوجود وعدہ الہامی وتقدس مسیحیت ونبوت کے) تو بڑھائی نہ گئی اور اندر میعاد مقررہ دشمن کے خود کوچ فرما گئے اور ان کے دشمنوں کی عمر انابت اور استغفار سے بڑھائی جائے۔ یہ کون سا نشان صداقت ہے؟ فافہم وتدبر!

ناظرین کی خدمت میں عموماً اور مرزائی برادران کے لئے خصوصاً یہ دو درجن جھوٹ کی فہرست پیش کرتا ہوں اور ہر ہر مد کی کسی قدر صراحت تفصیل بھی کی گئی ہے۔ ملاحظہ فرما کر مختصر نتیجہ نکال لیویں کہ جس شخص کے اس قدر متعدد جھوٹ ثابت ہوں وہ قطع نظر تقدس باطنی اور دعوے

مسیحیت وغیرہ کے دنیادارانہ حیثیت سے ہم چشموں میں کس قدر توقیر اور وزن رکھ سکتا ہے۔ چونکہ حکیم خلیل احمد صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ مونگیر نے اشتہار مذکورہ بالا کی سرخی میں دکھلایا تھا کہ نشان آسمانی بر تکذیب ابو احمد رحمانی۔ مگر نہ تو اشتہار میں مطابق دعوے کے کوئی تکذیب کرنے کی ان کو جرأت ہوئی نہ جواب فیصلہ آسمانی کا اب تک دیا گیا۔ اس لئے راقم نے پبلک کی اطلاع کے لئے ابھی دو درجن جھوٹی پیش گوئیوں اور اقوال کی فہرست شائع کی ہے۔ اس پر بھی اگر مرزائی حضرات کی پوری سیری نہ ہو تو فقرہ ''ھل من مزید'' ان کے لئے آئندہ بھی موجود ہے۔

مرزا قادیانی کے تمام جھوٹ کا ڈبل باوا یا بجائی کا گرو گھنٹال

ناظرین سراپا تمکین! غالباً آپ لوگوں کو اس کے عنوان سے ایک قسم کا مضحک وتعجب ہوگا کہ یہ نیا مضمون جھوٹ کا ڈبل باوا کس بلا کا متعجب الخلقت شخص ہوگا۔ حضرات یہ کوئی شخص نہیں ہے۔ بلکہ شخص کے عالم مثالی کا فوٹو گرافی عکس ہے۔ اس کو خوب غور سے ذرہ بین کا شیشہ لگا کر دیکھئے کہ یہ بارہ روپا کا سا رنگ بدلا کرتا ہے اور ہرگز تھکتا ہی نہیں ۔

گاہ عیسیٰ گاہ موسیٰ گاہ فخر انبیاء
گاہ ابن اللہ گاہے خود خدا خواہد شدن

جناب معلّی القاب مسیح کذاب مہدی پنجاب حکیم مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ماتستحقہ اپنی تصنیف سخیف کتاب (ازالہ اوہام ص۶۷۵، خزائن ج۳ ص۴۶۴) میں حسب ذیل گلریزی فرماتے ہیں جو بلفظہ وبعینہ واسطے آگاہی خاص وعام ان کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کی ڈبل جھوٹائی ظاہر ہو جائے گی۔ وھو ھذا!

''اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیش گوئی موجود ہے۔ قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی ۱۴۰۰ برس تک مدت ٹھہرائی ہے بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کے رو سے اس مدت کو مانتے ہیں اور آیت ''وانا علی ذھاب لقادرون'' جس کے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہیں۔ اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جس میں نئے چاند کے نکلنے کے اشارات چھپے ہوئے ہیں جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائے جاتے ہیں۔''

میرے پیارے ناظرین! اب میری طرف متوجہ ہوکر مرزا قادیانی کی رام کہانی سن لیں۔ مرزا قادیانی نے اوپر کی عبارت میں دو دعوے کئے ہیں۔

۱...... ’’مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیش گوئی موجود ہے۔‘‘
۲...... ’’قرآن شریف نے مسیح کے نکلنے کی ۱۴۰۰برس تک مدت ٹھہرائی ہے۔‘‘ اور آیہ کریمہ کو تحریف کر کے اپنے دعوے کے استدلال میں پیش کیا ہے۔ آیت موصوف میں ’’علی ذھاب به‘‘ ہے۔ اس کو عدد مفروضہ صحیح کرنے کی غرض سے تحریف کر کے ذھاب لکھ دیا۔ اس کی تشریح بھی آئندہ کی جائے گی اور بہ کے لفظ کو اس آیت سے تحریف کر دیا۔

پہلے امر کی نسبت مجھ کو صرف اسی قدر کہنا ضرور ہے کہ وہ کون سی آیت صراحۃً یا کنایۃً حضرت مسیح ابن مریم کی تشریف آوری میں بطور پیش گوئی موجود ہے۔ جس کو آج تک باوجود تیرہ سو برس گزر جانے کے نہ تو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور نہ صحابہ کبار یا اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین یا سلف صالحین نے اس پیش گوئی کو ظاہر نہ فرمایا اور مرزا قادیانی بھی بحوائے ’’المعنی فی بطن الشاعر‘‘ اپنے پیٹ سے نکالنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔ (بقیہ علمی مضمون اس کے متعلق میں نے علمائے کرام کے لئے چھوڑا۔ کیونکہ میرا منصب نہیں ہے) باقی رہا امر دوم کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کی مدت قرآن کریم نے ۱۴۰۰برس ٹھہرائی ہے۔

صاحبو! یہی ہے مرزا قادیانی کے جھوٹ کا ڈبل باوا یا بے حیائی کا گرو گھنٹال۔ اس پر طرہ مرزا قادیانی نے اور بھی لگایا ہے کہ بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ غالباً اولیاء سے مراد انہوں نے اپنی نسبت کی ہو تو تعجب نہیں۔ ’’العجب ثم العجب بین الجمادی والرجب‘‘

اولیائے کرام کے ملفوظات اردو، فارسی میں بھی کثرت سے تمام دنیا میں شائع ہیں۔ مگر جھوٹ کے ڈبل باوا کو کسی اولیاء کا نام بھی یاد نہ پڑا جو حوالہ دیتا۔ یہ ہے جھوٹ کا ڈبل باوا اور ۱۴۰۰برس کا استدلال بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد آیت ’’وانا علی ذھاب به لقادرون‘‘ سے نکالا ہے۔ حالانکہ نہ تو آیت ہی صحیح لکھی ہے اور نہ اعداد صحیح ہیں۔ خدا جانے کس مدرسہ کا یہ جمل ابجدی ہے۔ مرزا قادیانی کی بے حیائی سلامت رہے۔ پھر جھوٹ لکھ دینے میں کیا باک ہے۔ عدد صحیح اس کے ۱۲۶۷ ہوتے ہیں۔

صحیح آیت شریف یوں ہے۔ ’’وانا علی ذهاب به لقادرون‘‘ جس کے صحیح اعداد بحساب جمل ابجدی معروف ۱۲۷۵ ہیں۔ جس کو مرزا قادیانی نے ایک عدد کم کر کے ۱۲۷۴ لکھا ہے اور اپنے نام (غلام احمد قادیانی) کے ساتھ قادیانی کے لفظ کا دم چھلا لگا کر مساوی العدد بنانے کی کوشش تو کی۔ مگر استاد جی سے حساب میں (بقول شخصے دروغگو را حافظہ نباشد) پھر غلطی قائم رہی۔

کیونکہ ان کے مذکورہ نام کے اعداد قادیانی کے دم چھلے سمیت ۱۳۰۰ ہوتے ہیں جو نہ تو تحریفی آیت کے ہم عدد ہیں اور نہ صحیح آیت کے برابر ہیں۔ جیسا کہ اوپر صفائی سے علیحدہ علیحدہ ظاہر کر دیا گیا۔

مرزا قادیانی کی جھوٹائی اور بے حیائی کی کچھ بھی حد ہے۔ انہوں نے سب کو اپنا سا کور چشم خیال کر کے جو جی میں موج آئی انٹ شنٹ کا چونسٹھ لکھ مارا۔ انہوں نے خیال کر لیا ہوگا کہ کس کو اتنی فرصت کہ میرے لکھے ہوئے اعداد کی بھی جانچ و پڑتال کرے گا اور یہ خیال نہ کیا کہ ان کے حریف ان کی جھوٹائی ثابت کرنے کے لئے ان کے ہر قول کو پڑتال کئے بغیر اعتبار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کی جھوٹائی کثرت سے ثابت ہو چکی ہے۔ اس لئے راقم نے اس جملہ متحرفہ آیہ قرآنی کو اور صحیح آیت کو بقاعدہ حساب جمل ابجدی ہر طرح سے میلان اور پڑتال کر کے مرزا قادیانی کا ڈبل جھوٹ دکھلا دیا۔ جس کا حوالہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۵۵) میں دیا ہے۔ میں بڑے زور وشور سے حکیم خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب اور مولوی عبدالماجد بھاگلپوری کو چیلنج دیتا ہوں کہ سات روز کے اندر اس کا جواب دیں یا اپنے مرزا قادیانی کی جھوٹائی کا اعتراف کریں۔ ورنہ بعد انقضائے میعاد کوئی عذر ان کا قابل سماعت نہ ہوگا۔ مگر میں ناظرین کو مطمئن کر دیتا ہوں کہ اگر مرزا قادیانی بھی خود اپنے اعجاز مسیحی سے سہ بارہ زندہ ہو کر اس کا جواب لکھنا چاہیں تو ناممکن ہے کہ اس ڈبل باوا کی صورت مثالیہ کو کر سکیں۔ مرزا قادیانی کو ہر جگہ ٹھوکر پر ٹھوکر در پیش ہوتی رہی۔ مگر نہ سنبھلے۔ آخر گر ہی پڑے۔ اسی صفحہ میں بعد آیت متحرفہ کے دوسری سطر میں لکھتے ہیں۔ بحساب جمل ۱۲۷۴ کوئی ذرا حضرت جی کے خلیفہ صاحب سے یہ تو پوچھے کہ ۱۲۷۴ میں مرزا قادیانی کا وجود بے جود کس لامکان میں روپوش تھا۔ جو اس وقت جس کو آج سے ۶۳۹ برس گزر گئے۔ اس وقت کے چھپے چھپے انیسویں صدی عیسوی میں قادیان میں ظہور فرمایا۔ یہ ہے جھوٹ کا ڈبل باوا اور بے حیائی کا گرو گھنٹال۔

باقی رہا مرزا قادیانی کے نام سے پورے طور پر کون کون آیت قرآنی اور دوسرے جملے متحد الاعداد ہوتے ہیں وہ خاتمہ کتاب میں ملاحظہ فرما کر تفرح خاطر فرما دیں اور مرزا قادیانی کی روح پر فتوح کو اس کا ثواب پہنچا دیں۔ کیونکہ (ازالہ اوہام ص ۶۵۷ حصہ دوم، خزائن ج ۳ ص ۴۵۵) میں اتحاد اعداد سے مرزا قادیانی نے استدلال کیا ہے۔

جھوٹ کے ڈبل باوا کی عکسی تصویر کو تو ناظرین دیکھ چکے۔ اب بے حیائی کے گرو گھنٹال کا بھی درشن کر لیویں۔ ان کی شرح میں فقط ایک حکایت لکھنؤ کے مشہور شخص یعنی مرزا لیموں نچوڑ کی ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ جو مرزا قادیانی کے حالات سے خوب چسپاں ہوتی ہے۔

ایک مرزا قادیانی عمدہ غذاؤں کے حریص تھے جن کا نام ان کی بے حیائی سے آخر مرزا لیموں نچوڑ پڑ گیا۔ وہ ہمیشہ اسی تاک میں رہتے تھے کہ آج کس رئیس کے ہاں کسی معزز شخص کی دعوت ہے۔ پتا لگا کر موقع پر کھڑے رہتے تھے۔ جب مہمان موصوف میزبان کے یہاں پہنچا تو جھٹ مرزا قادیانی بھی ہمزاد کی طرح پیچھے ہو لیئے۔ اپنی چالاکی اور دیدہ دلیری سے مہمان کو یہ باور کرایا کہ میزبان کا کوئی آدمی ہے اور بیچارہ میزبان سمجھتا رہا کہ مہمان کے ساتھ ہے۔ غرض اسی گومگو میں دونوں مروت سے ٹوک نہ سکے اور مرزا قادیانی بے حیائی کی جیب سے لیموں نکال لذیذ کھانوں کو زہر مار کر کے چل دیئے۔ غرض اسی طرح سے دعوتیں کھاتے رہے اور جہاں کچھ تفتیش سے کام لیا گیا وہاں سے ذلیل ہو کر نکالے بھی جاتے رہے۔ مگر بے حیائی سلامت عادت کا چسکا نہ گیا اور خدا جانے کیسی کیسی ذلتیں نصیب مرزا ہوئیں۔

ایک دفعہ کسی بیڈھب صاف مزاج دیندار رئیس کے یہاں ایک مولوی صاحب کی دعوت ہوئی۔ مرزا قادیانی حسب عادت معہودہ قریب مکان میزبان کے سلام فراشی کر کے مولوی صاحب سے دخل در معقولات کرتے ہوئے پیچھے ہو لئے۔ مولوی صاحب نے اپنی فراست علمی سے اس کے بطون پر واقف ہو کر پہنچتے ہی میزبان سے کہہ دیا کہ یہ صاحب میرے ساتھ شامل نہیں ہیں۔ میزبان نے بھی ان سے کہہ دیا کہ آپ کی دعوت نہیں ہے اور بغیر دعوت کے شریک طعام ہونا شرعاً ممنوع ہے۔ مرزا قادیانی نے بڑی ڈھٹائی سے کہا کہ حضرت میں بھی یہ مسئلہ جانتا ہوں۔ یہاں تو مجھ کو مولوی صاحب کی تمنائے زیارت لے آئی ہے۔ یہ کہہ کر کچھ دیر اسی بے شرمی کی امید پر جمے رہے۔ جب دستر خوان بچھا اور ہاتھ دھلوانے کو سلفچی نوکر نے حاضر کی تو میزبان نے مولوی صاحب کی طرف اشارہ کیا اور مولوی صاحب کا ہاتھ دھلا کر نوکر نے مرزا قادیانی کو چھانٹ دیا اور سلفچی رکھ دی۔ مولوی صاحب دستر خوان پر میزبان کے ساتھ آئے۔ مرزا قادیانی کی بے غیرتی سلامت خود ہی اپنے ہاتھ سے ہاتھ دھو کر دستر خوان پر جا دھمکے۔ مہمان تو کچھ بولے نہیں۔ کیونکہ مہمان را با فضولی چہ کار۔ مولوی صاحب تو مرزا قادیانی کی بے غیرتی سے شرمندہ ہو گئے۔ لیکن مرزا قادیانی بقول شخصے چیر وچار بگھار و پانچ جوں کے توں نہایت فراخ دلی سے جمے رہے۔ آخر میزبان تھے رئیس یہ بدتمیزی کیونکر گوارا کر سکتے۔ اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ کوئی ہے؟ مرزا قادیانی کے کان پکڑ کر احاطہ سے باہر کر دو۔ آخر ایسا ہی ہوا تو چلتے وقت مرزا قادیانی لیموں نچوڑ نہایت ادب سے فراشی تسلیم کر کے بڑی متانت سے کہنے لگے کہ اس عاجز کو تو سیکڑوں جگہ اس سے بڑھ کر پاپوش خوری نصیب ہو چکا ہے۔ آپ نے تو پھر رعایت رئیسانہ مرعی رکھی۔ میں اپنی کمبخت عادت

سے مجبور ہوں۔ مگر میرے نفس امارہ کی برابر یہی ہدایت ہوتی ہے کہ میاں؟ ایں ہمہ درعاشقی بالا غمہائے دگر۔ بے حیائی میں تو دولت ازلی انعام ہے۔ اس سے کوئی دنیادار گھبراتا ہے؟

مرزا قادیانی کا بعینہ یہی حال ہے۔ اپنے خیال کے مطابق اپنا الوسیدھا کرنے کے لئے جاہلوں کو پھانسے کے لئے جو جی میں آیا قرآن کریم اور احادیث نبویہ کا جھوٹ حوالہ دے دیا اور دیدہ ودانستہ یہ دروغ بافی کا ہتھکنڈا نکالا۔ یہ سمجھ کر کہ ہماری جھوٹی کہانیوں کی کون تصدیق کرتا اور تطبیق دیتا پھرے گا اور بالفرض اگر کسی نے جھوٹ ظاہر کر کے میری بے حیائی کو پبلک میں مشہور بھی کیا تو مجھ کو اس سے کیا ڈرنا۔ میں تو اس میں کمال درجہ کا ڈپلوما پا چکا ہوں۔ لیکن جس جگہ نری جہالت ہی جہالت ہے۔ وہاں اگر بے حیا کی چل گئی تو پوبارہ، بقول شخصے لگا تو تیر نہیں تو تکا۔

اب اس قصہ کو چاہے جیسا کچھ ہو زبان حال سے مرزا قادیانی کے ساتھ تطبیق دے کر ناظرین فرماویں کہ چسپاں ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ ہے بے حیائی کا گروگھنٹال۔

بے حیاباش آنچہ خواہی کن

یہاں تک یہ رسالہ لکھا گیا تھا کہ ہمارے ایک مکرم ومحترم دوست نے عندالملاقات ایک رسالہ مؤلفہ حکیم خلیل احمد قادیانی مونگیری بنام ”برق آسمانی“ مطبوعہ مطبع مونگیر جس کو حکیم صاحب نے اپنے زعم میں فیصلہ آسمانی کے اشتہاروں کا جواب لکھا ہے دکھایا۔ مگر حکیم صاحب کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس رسالہ کو اپنی طرف سے اور کسی کے پاس نہ سہی میرے پاس تو ضرور بھیج دیتے۔ کیونکہ میں نے بھی ان کی خدمت میں نمک سلیمانی وتنبیہہ قادیانی وغیرہ ہدیۃً مکرمی حاجی ابو المجد محمد عبدالرحمٰن صاحب المتخلص بہ شور عظیم آبادی سے ارسال کرادیا ہے۔ جس کی رسید میرے پاس موجود ہے۔ خیر یہ تو مخلصانہ شکایت تھی۔ جو دوستوں سے اکثر دنیاوی امور میں ہوتی رہتی ہے۔ الغرض میں نے وہ رسالہ دیکھا۔ غالباً مولوی عبدالماجد قادیانی کی شکم زاد تصنیف ہے جو حکیم صاحب کی طرف سے متبنّٰی نامزد ہو کر شائع ہوا ہے۔ مگر مولوی صاحب کا انداز بیان اور بھاگلپوری لب ولہجہ کہیں چھپ سکتا ہے۔ تاڑنے والے تاڑ جاتے ہیں اور پہچاننے والے پہچان لیتے ہیں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش
برائے دجل اسلامی بودنام
من انداز قدت رامے شناسم
کشن پنتھی بھگت رامے شناسم

مولوی صاحب کی زبان پر جو الفاظ چڑھے ہوئے ہیں انہیں لفاظیوں اور فضولیات کا

ذخیرہ اس میں بھی ہے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مقولہ سچ ہے۔

اس رسالہ کا بھی وہی حال ہے کہ ڈھاک کے تین پات۔ مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی یا احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی پیش گوئی جو صریح جھوٹی ہوچکیں۔ ان کا کچھ جواب باصواب ندارد۔ آئیں، بائیں، شائیں، فضولیات اور بیہودہ مُزخرافات سے رسالہ کا منہ کالا کیا ہے۔ خیر اس کا بھی جواب علیحدہ بتفصیل تمام دیا جائے گا اور تا بدر خانہ باید رسانید کا مقولہ سچ ہوجائے گا۔ اس رسالہ میں قطع نظر اور سب فضولیات جاہلانہ کے ایک نئی طباعی اور جدت پسندی اور ذکاوت کا اظہار اپنے زعم باطل میں مصنف نے کیا ہے کہ حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کے نام کا ایک متحد العدد جملہ سقیم بڑی تلاش اور فخر ومباہات سے شاید اپنے اظہار قابلیت کے لئے نکال کر درج رسالہ کیا ہے۔ صد مرحبا! اسی کو جواب فیصلہ آسمانی ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ میں نے قبل میں قادیانی مولوی صاحب کے جواب کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ نفس مطالب سے تو فیصلہ آسمانی کا جواب محالات سے ہے۔ مگر مولوی صاحب زیادہ کام خارجی امورات سے لیں گے ویسا ہی ہوا۔ قبل اس کے کہ مولوی صاحب فیصلہ آسمانی کا جواب شائع کریں یہ رسالہ برق آسمانی حکیم صاحب کی طرف سے مقدمۃ الجیش بنا کر سوانگ نکالا ہے۔ جس سے جواب کی عاجزی ان کی ظاہر ہوتی ہے۔

میں خیرخواہانہ اور مخلصانہ کہتا ہوں کہ ایسی باتیں صاف بتارہی ہیں کہ اصل باتوں کے جواب سے مولوی صاحب عاجز ہوگئے۔ ورنہ متحد الاعداد جملے کی طرف وہ میلان نہ کرتے۔ مگر اس کو خوب یاد رکھیے کہ مجھ کو اس فن تاریخ میں یدطولیٰ حاصل ہے اور صرف مرزا قادیانی کے نام سے پھڑکتے ہوئے متحد الاعداد جملوں کی ایک موٹی کتاب درست کر کے ان کے لئے مفت ہدیہ کر سکتا ہوں۔ جس کو ملاحظہ کر کے مرزائیوں کے حواس درست ہوجائیں گے۔ بطور نمونہ سرسری طور پر پہلے حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کے نام کے متحد الاعداد الفاظ مدحیہ جو واقعی صفات صحیحہ کے مصدق ہیں۔ لکھے جاتے ہیں اور اس کے نیچے کے جدول میں اپنے مسیح قادیانی کے متحد الاعداد الفاظ کی سیر کیجئے اور واہ واہ طباعی دیکھئے کہ یہ کس قدر پھڑکتے ہوئے جملے بے تکلف نکل آئے۔ لیجئے از ماست کہ بر ماست کو خوب یاد رکھ لیجئے۔

نام	عدد	ہم عدد الفاظ
(۱) مولانا ابو احمد	۱۸۰	کوکب اسلام، امام زمان، قدوسی
(۲) ابو احمد	۶۲	حمید، جہد کل، موج جود

(۳)مولانا سید ابواحمد رحمانی	۵۷۳	مرجع کرم، شب زندہ دار، رکن الارکان
(۴)مؤلف فیصلہ آسمانی	۵۳۳	تائید حق، سیادت پناہ، مجمع کتمی

یہ تو حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کے چند الفاظ ہم عدد لکھے گئے۔ ایک پورا صفحہ اس صنعت میں الفاظ نکالے گئے تھے۔ وہ سب محفوظ رکھے گئے ہیں۔

اب اپنے مرزا قادیانی کی خبر لیجئے کہ ان کے نام کے ہم عدد الفاظ مختلف طور سے کیسے بے تکلف نکل آئے۔

نام	عدد	ہم عدد الفاظ
(۱)مرزا غلام احمد	۱۳۷۲	جد المسیلمة الکذاب
(۲)جناب مرزا غلام احمد صاحب	۱۵۳۹	لعنة الله علی الکذبین
(۳)جناب مرزا غلام احمد صاحب بقادیاں	۱۷۰۷	خالیة من نور الرحمن (خود بقول مرزا قادیانی) خلل بدماغ شیطان غالب شد۔
(۴)دعوائے وحی غلام احمد قادیانی	۱۴۱۵	الذی یوسوس فی صدور الناس
(۵)مرزا غلام احمد پاپا مسیح	۱۴۹۶	من شر الوسواس الخناس
(۶)ذوئی مسیح کاذب قادیان	۱۰۳۷	خالدین فی النار
(۷)مرزا صاحب قادیان	۵۱۵	مجسم بشیطان
(۸)مسیح بقادیان	۲۸۶	دیو گمراہ، لومڑی (خود بقول مرزا قادیانی)
(۹)مرزا صاحب	۳۴۹	کافر ازلی، عربدہ ساز، اسیر دام بلا

جناب حکیم خلیفۃ المسیح صاحب کی خدمت میں پہلے معذرت ہے کہ یہ سب طریقہ مناظرہ کا آپ کے مولوی عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ من سن سنة حدیث شریف یاد فرما کر راقم کو معذور سمجھیں۔

نام	عدد	ہم عدد الفاظ
(۱)جناب خلیفۃ المسیح صاحب	۱۴۲۶	قست قلوبکم، کما ھی عادة النوکی
(۲)نورالدین	۳۵۱	ھامان الوزیر، ہورئیس الدجال، مراقی، فریبندہ مقہور
(۳)خلیفہ جی صاحب پنجاب	۸۹۷	جیسی تانی ویسی بھرنی
(۴)مولوی عبدالماجد	۳۳۸	ابوجہل کافر
(۵)عبدالماجد	۱۵۴	ان ابلیس

(۶)عبدالماجد بقاعدہ زبر بنیات	۶۴۸	فتنہ ابلیس، مرکوب شیطان، مرزائی شیطان
(۷)قادیان بقاعدۂ زبر بنیات	۵۵۵	باب مسکن شیطان، مولد بدطینت، مکان حلقۂ کفار، مولد فیلسوف دہر
(۸)جناب ملک عبدالرحمٰن منصور	۹۴۸	خرلنگ دجال
(۹)حکیم خلیل احمد	۸۰۱	خناس جاہلاں
(۱۰)بلند جناب حکیم خلیل احمد صاحب مرزائی مونگیری	۱۶۴۸	یتخبطه الشیطان من المس

نمونہ کے طور پر فی البدیہ تو اس قدر حاضر کرتا ہوں۔ اگر پسند ہوں تو بس ہے۔ ورنہ ایک اچھی کتاب بہت جلد کہہ سکتا ہوں۔ مگر سوائے عوام کی واہ واہ کے اور اس کا حاصل ہی کیا ہے۔

تــــمــــت

خاتمہ کتاب

اسی برق آسمانی میں حکیم صاحب نے ایک جگہ مزخرفانہ تحدی بھی کی ہے۔ اس کے جواب میں صرف اسی قدر لکھتا ہے کہ اگر ان کو مقابلہ کرنے کی جرأت ہو سکے تو اندر پندرہ روز کے اپنے خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب اور مولوی عبدالماجد صاحب کو ایک شامل لاکر کسی غیر مذہب فہمیدہ بی اے بی ایل کو حکم مقرر کریں ادھر سے بھی مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب جانچ پڑتال کے لئے منتخب کئے جائیں گے اور حسب اشتہار سابق فیصلہ آسمانی کا جو جواب لکھا پیش کیجئے۔ ایک ہزار کا توڑہ موجود ہے۔ مگر پہلے بذریعہ اقرار تحریری طرفین سے اس امر کا فیصلہ کر لینا لازم ہوگا کہ جو شخص بتجویز ثالثی مغلوب ہو جائے۔ اس پر از روئے معاہدہ کے قانوناً لازم ہوگا کہ اپنے عقائد سے اسی وقت توبہ کر کے تحریری توبہ نامہ بدستخط ثالث موصوف جلسہ عام میں مرتب ہو کر شائع کیا جائے۔ بس اب زیادہ حجت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر جرأت ہو تو ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہو جائے۔ روز روز کی تو تو میں میں سے کیا حاصل۔ اگر اندر میعاد مذکورہ بالا جناب حکیم خلیفۃ المسیح صاحب کی طرف سے اس کی منظوری رجسٹری ڈاک کے ذریعہ سے نہ آئی تو علی العموم بغیر کسی تاویل کے یہی سمجھا جائے گا کہ ان کو تاب مقابلہ ہرگز نہیں۔ بس دیکھئے یہ آخری فیصلہ ہے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ احقاق حق اور جھوٹی پیش گوئیوں کی قلعی پورے طور سے کھولی جائے گی۔ مرزا قادیانی کی طرح سے مناظرہ سے بھاگنے کی کوشش صحیح نہیں خدا کے واسطے ایسا ہرگز نہ کیجئے۔ ورنہ قادیانی نبوت برباد ہو جائے گی۔ پس دونوں صاحب تشریف

لادیں اور اصالتاً معرکہ میں ڈٹ جائیں۔ کسی اور زید وبکر سے مجھ کو غرض نہیں۔ کیونکہ یہ منصب تو خلیفۃ المسیح کا ہے۔ زیادہ حدادب!

بالله التوفیق وبه نستعین والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ!

راقم: آپ کا سچا خیر خواہ ملک نظیر احسن (سابق مرید مرزا قادیانی)

قطعہ تاریخ طبع رسالہ مسیح کاذب از فکر صائب حاجی محمد عبد الرحمٰن المتخلص بہ شور عظیم آبادی

مولوی نظیر احسن نے — مختصر سی لکھی ہے ایک کتاب
چٹ پٹا اس کا ایسا مضمون ہے — کہ مخالف ہوئے ہیں جل کے کباب
جھوٹے الہام مرزا جی کے — درجنیں دو گنا دیئے بحساب
سارے مرزا کے جھوٹ دکھلائے — آئینہ کی طرح سے باصد آب
سارے ہندوستان میں ہلچل ہے — کیا اڑیسہ بہار کیا پنجاب
کہتی پبلک ہے دیکھ کر اس کو — جھوٹ کا اب تو ہو گا سد باب
مرزائی نہ سر اٹھائیں گے اب — بات کرنے کی پھر نہ ہوگی تاب
شرم سے دشمنوں کے چہروں پر — پڑ گیا ہے فسردگی سے حجاب
زور تحریر سے مصنف کے — کانپ اٹھیں گے رستم وسہراب
کر دیا زور خامہ سے اپنے — قادیاں کا مسیح خانہ خراب
کٹ گئی ناک دشمن دیں کی — خوش مگر سن کے ہو گئے احباب
فکر تاریخ شور نے جب کی — ہاتف غیب کا ہوا یہ خطاب
پڑھ کے سیفی لکھو مسیحی سال — قادیانی مسیح خانہ خراب

۱۹۱۳ء باعد سیفی

دیگر

مخلصم مولوی نظر احسن — خوش نوشت ست لا جواب کتاب
سابقاً کہ مرید مرزا بود — شکر للہ کہ توبہ کرد شتاب
از سر قہر شد سن طبعش — آل کذاب راسزد قبقاب

۱۳۳۱ء، از سر قہر یعنی قاف ص ۱۰۰

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

تائید ربانی ۱۳۳۱ھ

بجواب

ہزیمت قادیانی

حضرت مولانا ملک نظیر احسن بہاری

نظم جو مرزا قادیانی کے جھوٹے کلام ...... مندرجہ تعلیم المہدی ص ۶ پر ہے

اس پر دلچسپ خمسہ!

دل لگا کر تم ذرا آنجام آتھم کو پڑھو مرزا کی گالیوں کو سو سے زائد پھر گنو
قول ہے کچھ فعل ہے کچھ پالسی ان کی سنو گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھا دو انکسار

اپنا روپیہ[1] مانگنے پر جو کرے سب وشتم کچھ نہ بولے غیر کی سختی پہ وہ مارے نہ دم
مرزا صاحب یہ کیسا جھوٹ کرتے ہیں رقم چپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حال زار

ملا[2] نے ہم کیوں لگےاور کیوں کریں گےحال زار مفت کی تہمت نہ دو شرماؤ اپنے دل میں یار
اپنے منہ سے کہتے ہو ایسا سجھ پر تیری مار کون[3] سلطان القلم ایسا لکھے گا دل فگار
شرم کی یہ بات ہے ہم کیا جتائیں بار بار

غیرت حق مرزا جی کے ہوئی جب سدراہ خود بقول مرزا جو تھا شریر دیرنگاہ
مفتری، صادق کے آگے ہو گیا مر کر تباہ مفتری ہوتا ہے آخر اس جہاں میں روسیاہ
جلد تر ہوتا ہے برہم افتراء کا کاربار

مرزا صاحب کے رگ وریشہ سے واقف تھے یہی ڈاکٹر عبدالحکیم اور مولوی امرتسری
تنگ آکر ان کے حملوں سے یہی کہتے نبی تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوا دیں وہ ایسے اشتہار

---

۱ سراج المنیر اور براہین احمدیہ کا روپیہ پیشگی لیا ہوا۔ جب مطابق وعدہ کتاب نہ ملی۔ مانگنے پر مرزا قادیانی نے کوئی خباثت طبیعت اپنی اٹھا نہ رکھی۔ (عصائے موسیٰ، چودھویں صدی کا مسیح)

۲ مفتوح۔

۳ یہ پانچوں مصرعے مصنف کی طرف سے بطور شرح مصرعہ مذکورہ بالا مصنفہ مرزا قادیانی لکھے گئے۔ ذرا ارباب مذاق سلیم مرزا قادیانی کی اس بھونڈی تحریر پر (دم نہ مارو گر وہ ماریں) غور کریں اور اس کے نازک اور شرمناک تیور۔

دیباچہ کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین!

ناظرین! انصاف پسند کی خدمت میں عرض ہے کہ ایک طالب العلم صاحب مسمی بہ ملک عبدالرحمٰن منصور (قادیانی) کی طرف سے ایک رسالہ بنام نصرت یزدانی بجواب فیصلہ آسمانی مطبع کلیمی کلکتہ سے چھپ کر شائع ہوا ہے۔ مصنف نے ٹائٹل پیج پر اپنی طالب العلمی کی سند میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا تعلیم یافتہ ہونا اپنا ظاہر کیا ہے۔ کون اس کا انکار کرسکتا ہے کہ جیسا مدرسہ ہوگا ویسی تعلیم بھی ہوگی۔ مرزا قادیانی کی رام کہانیاں اور جھوٹے افسانے دنیا پر روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکے۔ ان کے دہرانے کی اس رسالہ میں اب ضرورت باقی نہیں رہی۔ پھر جس یونیورسٹی کے پرنسپل (یعنی مرزا قادیانی) ہوں۔ جن کی کذب بیانی خود انہیں کے متضاد واقوال سے ثابت ہوچکی ہو تو ان کے یونیورسٹی قادیان کے تعلیم یافتہ اور ڈپلومہ یافتہ طالب العلم کا کیا پوچھنا ہے کہ کیسے راست باز ہوں گے۔ قادیانی یونیورسٹی کی تو بنا ہی جھوٹ پر ٹھہری ہوئی ہے۔ پھر بیچارہ طالب العلم سچائی کی تعلیم کہاں سے حاصل کرے۔ علاوہ اس کے ان کی طفلانہ کم استعدادی تو خود ان کی کتاب مذکور کے ص۱۲ سطر آخیر کے اوپر والی عبارت سے ظاہر ہوتی ہے کہ بیچارہ کو ابھی تک روزمرہ کے عام لفظوں کی صحت تو معلوم ہی نہیں ہے کہ ”جوق در جوق“ کی جگہ ”جوک در جوک“ لکھ دیا ہے۔ میاں صاحبزادہ سے کوئی اتنا تو پوچھ لیا کہ یہ لغت پنجابی ہے یا جاپانی۔ کیونکہ غالباً آپ حضرات ناظرین کے کان بھی اس نئی لغت سے ناآشنا ہوں گے۔ یہ تو میاں صاحب کی استعداد کا حال اس پر یہ حوصلہ کہ فیصلہ آسمانی کا جواب لکھتا ہے۔ بعینہ وہی مثل ہے کہ مینڈکی کو زکام اور اس پر طرہ یہ ہے کہ مفتی صادق صاحب ایڈیٹر البدر نے اس رسالہ کی ریویو لکھ کر بڑی تعریف کی ہے یا تو بغیر دیکھے بھالے بقول شخصے من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگو۔ اپنے ہم مشرب بھائی کے لئے صدائے آفرین بلند کردی۔ یادیدہ ودانستہ منصب ایڈیٹری کے خلاف اپنے اخبار کا منہ کالا کیا۔ ٹائٹل پیج میں وہ شعر شاید آپ نے کسی اکابر کے نتیجہ فکر سلیم سے لکھا ہے اور کنایتہً مرزا قادیانی کی راستی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ درج ذیل ہے۔ چونکہ مضمون اس کا ناتمام رہ گیا تھا۔ اس لئے راقم نے تیسرا شعر اضافہ کردیا۔ اب ارباب ذوق سلیم انصاف کریں کہ میاں طالب العلم کی کیسی مرمت ہوگئی۔

قولہ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت — اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے گا کروں گا میں یہ ضرور — ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اقول

جب ٹل گئی تو جان خدائی نہیں وہ بات — جھوٹے نبی کی پردہ کشائی یہی تو ہے

فالحمد لله علیٰ ذالك! کہ جس امر کو میں نے مرزا قادیانی کے رد میں ظاہر کرنا چاہا ہے اور فیصلہ آسمانی وغیرہ رسائل میں ظاہر کردیا گیا ہے۔ اس کو میاں طالب العلم نے اپنے متذکرہ صدر دونوں شعر میں قبول کرلیا۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہزیمت قادیانی ہوسکتا ہے۔

میاں صاحب! فیصلہ آسمانی میں تو اسی کا ذکر کیا گیا ہے کہ جو الہام کا دعویٰ مرزا قادیانی نے بڑے زوروں سے کیا اور صاف صاف اقرار کیا کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو میں مفتری اور کذاب اور ہر بد سے بدتر ہوں۔ پھر وہ الہام مرزا قادیانی کا وقوع میں نہ آیا۔ اس لئے مرزا قادیانی مفتری اور کذاب ٹھہرے۔ کیونکہ اگر وہ الہام واقعی منجانب اللہ ہوتا تو آسمان ٹل جاتا۔ مگر وہ خدائی وعدہ نہ ٹلتا۔ جیسا کہ خود مصنف نے اپنے دونوں شعروں میں ظاہر کردیا ہے۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی!

مصنف کی دعا سے (جو دیباچہ میں ہے کسی قدر ترمیم کے ساتھ) مجھ کو بھی اتفاق ہے کہ ایک شخص (جھوٹا مسیح اور نبی بن کر) سادہ لوحوں کی آنکھوں پر اپنے فریب اور ضلالت کی پٹی باندھ کر گمراہی کے قعر تاریک میں دھکیل چکا ہے۔ اے رب ذوالجلال! تیرے فضل سے کچھ دور نہیں کہ ان کو اب بھی اس مہلکہ سے نجات دیوے اور اپنے آسمانی فیصلہ سے ان کی نصرت کرے۔ آمین! یا ارحم الرحمین ۰ وما توفیقی الا باالله العلی العظیم!

مصنف نے ص۲ سے تمہید اٹھا کر انقلابات زمانہ سے ڈرا کر ص۴ کی سطر ۱۳،۱۴ میں لکھا ہے کہ: ”ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں سے اس کو حق اور نیکی ملے، لے لے۔ خواہ ایک عیسائی یا یہودی سے یا بیجان دیوار سے خواہ کہیں بھی ہو۔“

شاید بیچارے طالب العلم کی نظر قرآن مجید کی اس پاک آیت ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا“ پر نہیں پڑی۔ ورنہ یوں

بیباک ہوکر نہ کہتے کہ حق اور نیکی کسی عیسائی یا یہودی یا بے جان دیوار سے بھی ملے تو لے لے[1]۔ اوّل تو اشارہ کے طور پر مرزا قادیانی کی مثال ان تینوں سے دی ہے۔ جو ان کے عقیدہ کے موافق اپنے نبی کو عیسائی اور یہودی اور بے جان دیوار سے تشبیہ دینا مرزا قادیانی کی خلاف شان تھا۔ بہر حال اس کو وہ جانیں اور ان کے نبی۔ اس کی نسبت مجھ کو کچھ زیادہ سوجھانے کا حق نہیں ہے۔ مگر جو بڑی اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ بموجب آیت شریف مرقومہ بالا کے ہمارے اسلام کا اکمال بدرجہ اتم اس ذات مقدس نبویہ مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تیرہ سو برس سے زائد ہوئے کہ ہو چکا۔ اب اس کے سوا اور کسی قسم کا حق یا نیکی طلب کرنے والا کسی عیسائی یا یہودی یا کسی شئے بے جان سے بجز کسی بوالہوس خارج العقل کے کوئی دوسرا فہمیدہ مسلمان صاحب قلب سلیم نہیں ہوسکتا۔ اب اس جملہ کا زیب قلم فرمانا طالب العلم مصنف کا سوائے تقاضائے سن اور ناواقفیت کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ خدا ان کو تمیز اور شعور عطاء کرے اور سچے اسلام کی قابلیت کا مادہ عنایت کرے۔

آگے چل کر میاں صاحبزادہ نے ص ۵ کی سطر ۵ لغایت ۹ میں بچوں کی طرح اپنا بھولا پن ظاہر کر کے تحریر کیا ہے کہ: ”حشر کے دن جب تم سے سوال کیا جائے گا کہ قادیان میں ایک شخص نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اس نے یہ کہا کہ وہ مسیح محمدی اور مہدی جو کہ حضرت سرور کائنات کا بروزی[2] ہوکر آنے کو تھا وہ میں ہوں۔ کیا تم نے اس کی کوئی تحقیق کی۔ میں نے تم کو عقل سلیم عطاء کی تھی۔ اس سے سوچا اگر وہ سچا تھا تو کیا تم نے اس کی بیعت کی یا محض ضد وتعصب کی وجہ سے جان بوجھ کر آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور لوگوں کو گمراہ کرتے رہے تو کیا جواب دو گے۔“

میرے عزیز ملک جی! بڑے غور اور توجہ سے میرا سیدھا سیدھا جواب بھی گوش ہوش سے سن کر نقش کالحجر کرلیں۔ غالباً یہ جواب باصواب انشاء اللہ المستعان ان کو اور سب برادران

---

[1] ایسا تو کسی ناقص الاستعداد طالب العلم کا البتہ تقاضا ہوسکتا ہے کہ امیدوار بن کر ایک بے جان چیز یا عیسائیت ویہودیت کے گندے کھنڈروں میں حق کا متلاشی رہے۔ ورنہ کھنڈروں میں سوائے گندگی، بول وبراز کے اور کیا رکھا ہوا ہے۔

[2] بروزی اور ظلی نبوت ومہدیت کے ثبوت میں کوئی آیت قرآنی یا حدیث صحیح سے سلف صالحین نے استنباط کیا ہو تو حکیم خلیفۃ المسیح صاحب اس کا اعلان کیوں نہیں فرماتے ہیں اور اگر بروز سے مطلب ران کا اوتار لینا جیسا کہ ہندوؤں میں ہے۔ خیال کرتے ہیں تو پھر کشن پنتھی بھگت بن جایئے۔

اسلام گم شدگان بادیہ ضلالت کے لئے (قسم ہے۔اسی ذات واجب الوجود عالم الغیوب مالک یوم الدین کی) بلاشک وشبہ باعث نجات ہو جائے گا اور مرزا قادیانی کے الزام دعویٰ سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔ خدا کے لئے اس کو اپنے دلی ایمان سے یقین کر کے میرے جواب کو سرسری نظر سے بناوٹ نہ سمجھئے۔ میں حلفاً خدا کو حاضر وناظر جان کر اپنے دلی ایمان سے عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ جواب میں لکھا جاتا ہے وہ لفظ بلفظ میں اسی ایمان اور یقین قلبی سے لکھتا ہوں۔ جس طرح مجھ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی مقدس توحید اور حضرت سرورکائنات سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت اور ختم نبوت اور ان کے لائے ہوئے احکام پر ایمان ہے۔

میرے پیارے عزیز! اس سے اور زیادہ کوئی طریقہ آپ لوگوں کے باور کرانے کا اور اپنی صداقت کے اظہار کا نہیں ہوسکتا کہ خدا بزرگ ودانا کو اس وقت اپنے قلب کی صفائی اور صداقت پر گواہ کرتا ہوں۔ ’’وکفی باللہ شھیدا‘‘

پیارے عزیز و خدا تم کو اور سب برادران اسلام کو توفیق راستی عنایت کرے۔

جواب راقم بروز حشر

مصنف کے قول کو مان کر میں التماس کرتا ہوں کہ جب مجھ سے سوال ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ محض بے ترددی سے یہی جواب دوں گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت ومہدویت کو میں نے منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی نمبر(۱) اور مرزا سلطان محمد بیگ کی موت کی پیش گوئی نمبر(۲) اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری والی پیش گوئی نمبر(۳) اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی موت کی پیش گوئی نمبر(۴) میں سچا نہ پایا۔ میں نے اس کے رسالے دیکھے۔ اس کی روش، اس کے افعال واقوال کا موازنہ کیا۔ خود اسے مرزا قادیانی کے قول اور الہام مدعوبہ کے مطابق اس کو جھوٹا پایا۔ لہٰذا ہم نے اس کی بیعت نہ کی۔ اے میرے مالک عالم الغیوب تو میرے جواب کی سچائی سے پورا پورا واقف ہے اور تیرے سامنے ذرہ برابر کسی کے دل کی بات چھپ نہیں سکتی۔ تیرا ہی ارشاد پاک ہے کہ ’’لا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ‘‘ اس لئے بموجب تیرے ارشاد کے ہم نے (اس مرزا غلام احمد قادیانی کو) جھوٹا مسیح اور کذاب ومفتری سمجھا۔

میری سچائی ہے تجھ پر ظاہر نہیں چھپا تجھ سے حال دل کا
تیرا ہوں میں اک کمینہ بندہ اسی قدر ہے جواب میرا

پیارے عزیز! تم نے میرا جواب سن لیا۔ اب میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب تم لوگوں سے اس میدان حشر میں یہ سوال ہوگا کہ ہم نے تو اپنے حبیب کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کو سید

المرسلین وخاتم النبیین بنا کر بھیجا تھا اور اسلام کو کامل کر کے اپنی توحید ان کے ذریعہ سے پھیلائی تھی اور اپنے کلام میں صاف صاف بتا دیا تھا کہ ہمارے حبیب پاک ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر باوجود اس قدر صریح ارشاد کے تم نے ایک جھوٹے مفتری کو دنیا کمانے کی غرض سے کیوں مسیح اور مہدی اور جھوٹا نبی مان کر ہمارے ہزاروں بندوں کو گمراہ کیا۔ تب تم کیا جواب دو گے۔ یہ دنیا کا جواب جو یہاں جھوٹ بک رہے ہو وہاں بکار آید نہ ہوگا۔ کیونکہ وہاں خود تمہارے اعضاء اعضاء تمہارے کرتوت کے گواہ بن کر تمہیں جھٹلائیں گے اور خود احکم الحاکمین جو تمہارے دل کی باتوں سے ذرہ ذرہ واقف ہے تم کو بات بنانے کی مجال نہ ہوگی اور بے حجاب دکھلا دیا جائے گا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور سچے عیسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) یہ ہیں نہ مرزا غلام احمد قادیانی مفتری کذاب۔

یارو مبارک وہ ہیں جو وہاں کے واقعات کو مدنظر رکھ کر ابھی سے ہوشیار ہو جائیں اور جو لغزش اور غلط فہمی سرزد ہوگئی ہے اس سے صدق دل کے ساتھ نادم ہو کر توبہ کرے اور جواب کے لئے تیار ہو جائے۔

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

اس کے بعد اسی ص ۵ کی سطر ۴ الغایت ۱۹ میں شاید مرزا قادیانی کا مقولہ نقل کیا گیا ہے کہ: ’’مجھ کو حقیر سمجھ کر نفرین کی اور ایک گٹھلی سمجھ کر کوئی پرواہ نہ کی۔ مگر دیکھو اس ’’خالق الحب والنوی‘‘ نے اس ذلیل گٹھلی کو کتنا عروج دیا اور اس میں سے کیسے کیسے کرشمے دکھائے۔‘‘

میرے پیارے عزیز! خدا کے لئے ذرا غور کر کے یہ تو بتاؤ کہ مرزا قادیانی کا عروج بڑا تھا یا فرعون کا۔ خیر چونکہ یہ بہت گزرے ہوئے زمانہ کی تاریخ ہے۔ اس کو بھی جانے دو۔ حال ہی کا واقعہ پیش نظر رکھ کر مرزا قادیانی کے عروج اور سوامی دیانند سرستی کے دنیاوی عروج سے مقابلہ کرو اور جانچو کہ آریوں کے عروج کے مقابلہ میں بیچارے مرزا قادیانی کی کساد بازاری کا ذکر کرنا آپ کو سخت دشوار ہوگا۔ اس لئے میں جھوٹے مسیح اور مہدی کو انہیں کے ہم منصب مدعی نبوت کاذبہ یعنی سید محمد جون پوری سے مقابلہ کر کے دکھا دیتا ہوں۔ جس نے نویں صدی میں اپنی مسیحیت کا اعلان اور نبوت کی اشاعت ایسے زور سے کی کہ باوجود امتداد زمان کثیر آج تک ہزاروں در ہزاروں اس کے نام لیوا موجود ہیں اور اس کے زمانہ میں تو اس کی گرم بازاری اس قدر ہوگئی تھی کہ بڑے بڑے رؤسا اور اہل علم اس کے مطیع ہو کر اس کی نبوت کی اشاعت میں سینکڑوں رسالے سیاہ کر دیئے اور لاکھوں کو اس کا مطیع ومنقاد بنا دیا تھا۔ چار سو برس کا زمانہ گزرا کہ اب تک اس کے متبعین اسی ہندوستان کے مختلف مقاموں میں مثل حیدرآباد وسندھ وغیرہ کے اس کے مذہب کے حامی ہیں تو

کیا اس کا عروج اہل حق کے لئے نبوت کی نشانی ہو جائے گا، ہرگز نہیں۔ اگر یہ دعویٰ آپ کا صحیح ہو تو سب سے پہلے مرزا قادیانی ہی پر سید محمد جونپوری کی نبوت اور مہدویت کی بیعت لازم آوے گی۔ ورنہ بقول خود ''اوّل الکافرین'' کا خطاب خود بدولت پر ہی صادق آوے گا اور کرشموں کا ذکر جو کیا گیا ہے اس کا حال تو دنیا پر ان کی دو درجن جھوٹی پیشین گوئیوں سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے۔ جس کو بطور نمونہ کے راقم نے رسالہ مسمّی بہ ''مسیح کاذب'' میں بڑی صفائی سے پبلک میں پیش کیا ہے۔

میرے عزیز مصنف! ذرا متوجہ ہو کر مرزا قادیانی کے صریح جھوٹ کے کرشمے ملاحظہ کریں۔ ناواقف حضرات جن کو مرزا قادیانی کی تصانیف پر مطلق نظر نہیں وہ بیچارے اس حال سے بالکل لاعلم ہیں کہ حضرت جی نے صریح جھوٹ دعویٰ کر کے اپنی برگزیدگی اور تقدس کا اظہار کیا ہے۔ جب ہی تو مصنف نے آگے چل کر لکھا ہے (یہ بھی مرزا قادیانی ہی کا مقولہ اعادہ ہوا ہے)

''تم ہم کو گالیاں دیتے ہو مگر ہم تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔ تم لعنت بھیجتے ہو ہم تمہارے لئے رحمت مانگتے ہیں۔ تم ہم سے نفرت کرتے ہو ہم تم سے پیار کرتے ہیں۔ تم ہماری مذمت کرتے ہو ہم تمہاری تعریف کرتے ہیں۔''

راقم...... جس کسی اجنبی اشخاص کی نظر ان جملوں پر پڑے گی مجرد ان جملوں کی سچائی ذہن نشین کر کے خیال کر لے گا کہ واقعی ایسا لکھنے والا کس قدر عالی ظرف کریم النفس بے کینہ مقدس بزرگ ہے کہ گالی کے بدلے دعا۔ لعنت کے بدلے رحمت اور مذمت کے عوض میں تعریف کرتا ہے۔

لیکن ناظرین ذرا صبر کریں۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں اور فقط کہتا نہیں خود مرزا قادیانی کی چند مغلظ اور فحش گالیوں کی سیر بھی کرا دیتا ہوں۔ اس وقت آپ لوگ فیصلہ کر لیں گے کہ لکھنے والا ان جملوں کا ''اکذب الکذبین'' ہے اور اسی قسم کی ابلہ فریبیوں کا نام اس نے سلطان القلمی رکھا ہے اور میں مرزا قادیانی کی تصنیفات کا حوالہ دے کر لکھتا ہوں کہ ان کی جھوٹائی کی پڑتال کر لیجئے اور میں بڑی جرأت سے مرزائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اگر کوئی مرزائی مفصلہ ذیل مغلظ اور فحش گالیوں کو خود مرزا قادیانی کی تصانیف سے ثابت ہونا انکار کرے اور اپنے انکار کو ثابت کر سکے یعنی راقم کی مندرجہ بالا سطروں کو غلط ثابت کرے تو فی گالی دس دس روپیہ تاوان مجھ سے بلا عذر وصول کر لے۔

لیجئے! اب ناظرین راقم کی طرف مخاطب ہو جائیں اور مرزا قادیانی کی کذب بیانی اور مکاری کا تماشا دیکھیں۔ پہلے رسالہ جات (انجام آتھم، ضمیمہ آتھم، ازالہ اوہام، توضیح المرام، یہ

سب مرزا قادیانی کی تصانیف ہیں) ملاحظہ کر جائیے تو آپ کو خود پتہ چل جائے گا کہ خود بدولت مرزا قادیانی کی طبعزاد ومغلظ شکم زاد فحش گالیوں کی تعداد خدا جھوٹ نہ بلوائے تو شمار میں پانچ سو کے قریب ہیں۔

اگرچہ وہ فحش گالیاں نقل کرنے کے قابل نہیں۔ مگر مرزائیوں کی زبان بند کرنے کے لئے اور مرزا قادیانی کو اس کا ثواب پہنچانے کے لئے بدل ناخواستہ ان میں سے بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں۔

مرزا قادیانی کی شکم زاد مغلظ گالیوں کا نمونہ

اے بدذات فرقہ مولویاں، اندھیرے کے کیڑو، اندھے، نیم دھریہ، ابولہب، پلید دجال، اوّل الکافرین، بے ایمان، اندھے مولویو، بدذات جھوٹا، بدگوہری ظاہر کرنے، باطنی جذام، بدچلن، بددیانت، بے حیا انسان، جنتے ہی مر جانا، یہودیت کا خمیر، خنزیر سے زیادہ پلید، خالی گدھے، سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں پر سوروں اور بندروں کی طرح (کہئے مرزا قادیانی کیسی جھوٹ کی قلعی کھلی) رئیس الدجالین، روسیاہ، راس الغاوین، زندیق، شیخ نجدی، عقیب الکلب (یعنی سگ بچگان کہئے مرزا قادیانی یہ سب سچ ہے نا) غول الاغوی، جھوٹ کا گوہ کھایا (مرزا قادیانی نے چن چن کر گالیاں تصنیف کی ہیں) شریر، مکار، عقاب، قیمت (اب تو مرزا قادیانی نے موت کا مزہ چکھا ہوگا) فرعونی رنگ، کتے، گدھا، غرض ہزاروں جگہ مرزا قادیانی نے ایسی غلیظ غیر منہضم مادہ خبیثہ کا استفراغ کیا ہے جو برائے خود ایک کتاب کی صورت میں بنام چودھویں صدی کے مسیحی ڈکشنری شائع ہوگی۔

(نوٹ: مرزا کی گالیوں پر مشتمل کتاب مغلظات مرزا احتساب قادیانیت میں پہلے شائع ہو چکی ہے۔ وہ ملاحظہ کی جائے)

ناظرین! غور فرمائیں کہ میں نے بہت ہی مختصر طور پر نمونہ مرزا قادیانی کی گالیوں کا باکراہ تمام دکھایا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ جس جھوٹے مفتری کی زبان سے ایسی ایسی گالیاں نکلی ہوں اور خود اسی جھوٹے کی تصانیف ایسے بیہودہ فحش سے بھری ہوں وہی جھوٹا کتنی دریدہ ذہنی سے جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کہ تم ہم کو گالیاں دیتے ہو ہم تمہارے لئے دعا کرتے ہیں تم لعنت بھیجتے ہو۔ ہم رحمت مانگتے ہیں۔

ہات تیرے جھوٹے کی دم میں نمدا۔ ایسی بے پر کی کوئی اڑاتا ہے۔ آپ گوذی ہوش

ہوں سلطان القلمی کے دعوئی دار ہوں۔ مگر در دغگو را حافظہ نباشد صحیح نکلا۔ یہ ہیں مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوے۔

پھر بقول صاحب (عصائے موسیٰ ص ۱۴۷) ان ہی الفاظ پر کفایت و بس نہیں فرماتے۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے عربی عبارات میں عجیب لعنتیں تصنیف کر کے لکھی ہیں۔ مثلاً رئیس الدجالین اوراس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ!

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)

راقم...... ''ذلك خسران الدنیا والآخرة'' کہ مرزا قادیانی کی زبان سے بجائے درود ہزارہ کے ہزاروں لعنتیں نکلی ہیں۔ یعنی مسلمان مؤمنین تو درود ہزارہ پڑھتے ہیں اور مرزا قادیانی کے یہاں ہزار لعنتوں کی پھٹکار برس رہی ہے۔ اپنا اپنا نصیب۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا اور کیا کہیں گے۔

اس کے بعد ص ۶ تا ۹ تک جھوٹی من گھڑت کہانی صوبہ بنگال کے مسلمانوں کی لکھی ہے۔ جس کا (خلاصہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ منہا) قولہ کیا امراء کیا عوام قریباً سب کالی مائی کی پرستش کرتے ہیں اور مسلمان ہونے کا دعوئی کرتے ہیں۔ اس قدر شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ انہوں نے پرستش کے لئے گھر میں کالی کا بت رکھ چھوڑا ہے۔

اقول ناظرین! ذرا مرزائی طالب العلم کے سفید جھوٹ کو ملاحظہ کریں کہ صوبہ بنگال میں کوئی مسلمان نہیں۔ قریباً سب کے سب مشرک ہیں اور کالی کی پوجا کرتے ہیں۔ ''فلعنة الله علی الکاذبین'' ان کو مجسم جھوٹ کہوں یا جھوٹ کی مشین۔ کس بیدردی سے صوبہ بنگال کے مسلمانوں پر شرک کا الزام دے رہا ہے۔ کیوں نہ ہو قادیان کی تعلیم اور خلیفۃ المسیح کی صحبت کا اثر اتنا بھی نہ ہو تو پھر مرزائی کیسے۔ مگر جھوٹے کو اس کا مطلق خیال نہ رہا کہ خود بھی ملک جی صوبہ بنگال ہی کے ایک نہایت ہی کورو قریہ کوسی کے رہنے والے ہیں۔ شاید ان کے یہاں تقریبات میں کالی جی بھی پجتی ہوں تو یہ دوسری بات ہے۔ اسی پر سارے بنگال کے مسلمانوں کو قیاس کرنا بالکل لڑکپن ہے۔ کون نہیں جانتا کہ بنگال کی سرزمین خصوصاً اور سارا ہندوستان عموماً قدوم میمنت لزوم سے حضرت امام المسلمین سید احمد شہیدؒ اور ان کے خلیفہ مولوی کرامت علی صاحب جونپوری کے سارا بنگال بفضلہ تعالیٰ اسلام آباد ہو گیا اور ان بزرگان کے فیضان سے شرک اور بدعت جس قدر خدا

نے چاہی مٹ گئی اور اب تک بھی دوسرے بزرگواروں کے فیضان سے مٹ رہی ہے۔ ذرا جا کر بنگال کے اضلاع جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے۔ سیر کرو اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ پھر اس کے بعد مسلمانوں کی تاریخ اسلام لکھنے کا حوصلہ کرو۔ فقط اپنے خاندان کے کرتوت پر میاں صاحبزادے نے جو شرک عالمگیر قیاس کر لیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیا ضلع پٹنہ اور مونگیر اور گیا کے بعض بعض ملکوں کی بستیوں میں جو مشرکانہ رسم شادی بیاہ میں باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے رائج الوقت ہے۔ اس کا وہ انکار کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں اور سب رسومات بدعتیہ کو تو بالائے طاق رکھو۔ مگر ملک جی یہ تو کہیں کہ داداغوم ان کے کون تھے۔ جس کا روٹ وزنی دہ سیر بڑے شد و مد سے بت پرستانہ گیت کے ساتھ چڑھایا جاتا ہے۔

داداغوم کا ہے روٹ
ساڑھے بیس گز لنگوٹ
بھر کے لایا ہے کٹھوست
داداغوم

راقم...... کہئے ملک جی! کیسے پتے کی سنائی۔ ہوش تو آ گیا ہوگا۔ تم نے تو بنگال پر مشرکانہ الزام تھوپ دیا تھا۔ مگر میں نے تو اس شرک کا خوانچہ آپ ہی کے سامنے پیش کر دیا۔ عطائے خواجہ و بلقائے خواجہ۔ چونکہ میں بھی ملک ہوں مجھ کو اس سے انکار نہیں کہ کسی زمانہ میں بایام جاہلیت یہ رسم میرے یہاں بھی ہوئی ہوگی۔ مگر ایک زمانہ گزرا کہ بندگان دین کے فیضان سے یہ سب رسوم قبیحہ شرفائے ملک زادگان کی ربی سے بحمدہ مفقود ہو گیا ہے اور شریعت و اتباع سنت کی اشاعت پوری طرح سے ہوئی اور ہو رہی ہے۔ ہاں چند کوردہ قریوں میں ابھی تک داداغوم کا روٹ جاری ہے۔ جیسے کوسی، آڑھا، وانگڑ وغیرہ وغیرہ جہاں ملک جی کا وطن مالوف ہے۔

اس کے بعد ص ۷ میں میاں صاحبزادہ نے ایک چشم دید واقعہ بھی تصنیف کیا ہے۔ وہ قابل دید ہے۔ قولہ کہ جس کو ایک غیور مسلمان سن کر ضرور افسوس کرے گا۔

اوّل مرزا قادیانی کے واقعات روز مرہ کو پیش نظر رکھتے تو ملک جی کو ہرگز افسوس کا مقام نہ ہوتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو ایسے ہی کسب حلال پر ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ اب خلیفہ جی کے سر پر وہ دستار خلافت بندھ گئی ہے۔ میاں! ذرا اپنی آنکھ کے شہتیر کو دیکھ لو۔ پھر دوسرے پر من گھڑت کہانی جماؤ۔ کیا تم نے رسالہ دار میجر سید امیر شاہ صاحب کا واقعہ بالکل اپنے دل سے بھلا دیا کہ مرزا قادیانی نے بیٹا دینے کی بشارت دی اور ایک سال کی میعاد مقرر کی اور پانچ سو روپیہ کا توڑہ

پیشگی وصول کر لیا۔ مگر جھوٹے اور مکاروں کا خدا ناس کرے کہ ۱۵راگست ۱۸۸۸ء جس تاریخ کو زبردستی مرزا نے یادداشت میں لکھوائی تھی۔ اس کو آج ۲۴ سال گزر گئے کہ جھوٹا روسیاہ رہا مگر توڑہ ہضم ہو گیا۔

اسی طرح کے ایک دو نہیں بہت سے ہتھکنڈے مرزا قادیانی کے مشہور ہیں۔ اگر اس کی تفصیل دیکھنا چاہتے ہو تو رسالہ ''مسیح کاذب'' اور ''چودھویں صدی کا مسیح'' اور ''عصائے موسیٰ'' اور ''الذکر الحکیم'' وغیرہ منگا کر دیکھ لو۔ تب تمہاری آنکھ کی شہتیر کا پتہ چل جائے گا۔

لالچ اور زر طلبی کا ذکر مصنف کی زبان سے نکلتے ہوئے اگر شرم ہوتی تو مرزا قادیانی کے کارناموں کو یاد کر کے سراج المنیر اور براہین احمدیہ کا پیشگی چندہ فریب سے لے کر مرزا قادیانی کا زر کثیر ہضم کر جانا اور وعدہ کے مطابق کتابوں کو چھاپ کر شائع نہ کرنا بھول نہ جاتا اور اپنے گریبان میں منہ چھپا لیتا۔

میرے عزیز! خفا نہ ہونا۔ یہ اظہار حق ہے۔ بھلا تم نے مرزا قادیانی کے خسر کا قصیدہ بھی قادیان میں ہنگام طالب العلمی بلدۂ قنوج سنا ہے؟ یار چھپاتا نہیں۔ مجھ کو بھی دو چار شعر اس کے یاد ہیں۔ لو اگر تم کو یاد نہ ہو تو میں یاد دلاتا ہوں۔ (اشاعۃ السنۃ نمبر۱۲ ج۱۴ ص۳۱۷) میں چھپ کر مرزا قادیانی کے ملاحظہ سے گزر چکا ہے اور اس پر گویا ان کی منظوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ اس کا کچھ جواب نہ دیا گیا۔

مال جو دے وہ مرید خاص ہے ۔۔۔ اس کے دل میں بالخصوص اخلاص ہے
جو نہ دے کچھ مال وہ کیسا مرید ۔۔۔ شمر اس کو جان لو یا ہے یزید
ہر گھڑی ہے مالداروں کی تلاش ۔۔۔ تا کہ حاصل ہو کہیں وجہ معاش
ہو یتیموں ہی کا یا رانڈوں کا ہو ۔۔۔ رنڈیوں کا مال یا بھانڈوں کا ہو
آج دنیا مکر سے لبریز ہے ۔۔۔ اب دغابازی پہ ہر اک تیز ہے
بدمعاش اب نیک از حد بن گئے ۔۔۔ بو مسیلم آج احمد بن گئے

قولہ…… حدیثوں میں بالکل ٹھیک آیا کہ وہ وقت آنے والا ہے جب کہ مسلمان یہودی اور نصرانی ہو جائیں گے۔

اقول…… یہ تو آپ نے ٹھیک لکھا۔ آپ ہی کے ایک بھائی ملک جی کوسی والے یہودی تو کیوں ہوتے اس لئے کہ کچھ اس میں فائدہ ہی کیا ہوتا۔ مگر ہاں عیسائی ضرور ہو گئے اور بپتسمالے کر

معہ بی بی کے کرشنان ہوگئے۔ کہو یار کیسی سچی حدیث ہوئی۔ غیرت ہو تو شرماؤ۔ ورنہ بے حیا باش آنچہ خواہی کن! پر عمل کرو۔

قولہ...... کہاں تک اس بات کو روؤں۔

اقول...... اب رونے سے کیا ہوتا ہے چڑیا چگ گئی کھیت! توحید کا تو خدا کے لئے نام لے کر بندگان خدا اور مسلمانوں کو دھوکہ میں نہ ڈالو۔ میاں صاحب! توحید کی دھجیاں تو خود مرزا قادیانی نے اپنے جھوٹے الہاموں سے ایسی اڑائی ہیں کہ ہرگز قابل رفو نہیں۔ کیا تم مرزا قادیانی کے الہام سے واقف نہیں ہو کہ مرزا قادیانی خود خدا، خدا کے باپ، خدا کے بیٹا (معاذ اللہ) سبھی کچھ بن گئے ہیں۔ دیکھو ان کا الہام مندرجہ ذیل۔

۱...... کتاب البریہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔'' (کتاب البریہ ص۸۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

۲...... ''انت منی وانا منک'' (دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷)

یعنی خدا کہتا ہے کہ مرزا قادیانی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

۳...... ''انت منی بمنزلة اولادی'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

یعنی تو مجھ سے میری اولاد کے برابر ہے۔

ناظرین آپ ملاحظہ فرماویں کہ میاں منصور صاحب نے جو توحید کا ذکر اپنے منہ سے نکالا ہے۔ کہاں تک اس پر قائم ہیں۔ جب کہ ان کے گرو جی نے توحید حقیقی کا اس طرح خون کر کے اپنے جاہل مریدوں کو تباہ اور گمراہ کر ڈالا ہو۔

قولہ...... ص۱۳ میں ملک منصور صاحب یوں گلریز ادا ہیں کہ ایک ایسا فتنہ کا زمانہ آنے والا ہے۔ جب کہ صرف وہی شخص ایماندار رہ سکے گا جو ایک بکری لے کر جنگل میں چلا جاوے۔ اس کو چراوے اور اس کے دودھ سے گزارا کرے۔

اقول...... کیا مرزا قادیانی میں یہ بات تم نے دیکھی تھی یا اس طرح کے روش مرزا قادیانی میں تم نے کبھی پائی تھی کہ فقر اور تذلل اور مسکینیت وانکساری کی طرف مرزا قادیانی کبھی مائل بھی ہوئے یا تم نے محض زبانی جمع خرچ لگا دیا۔ اب ہم سے سنو کہ مرزا قادیانی کیسے تھے۔ افسوس تو یہی ہے کہ اس بیچارے کو ایسی پاک اور مخلصانہ زندگی کی ہوا ہی نہیں لگی تھی۔ مزاج میں فرعونیت، ظاہرداری میں رئیسانہ امارت، پرائے مال سے رغبت، درویشی اور انکساری سے کراہت، البتہ ان کو تھی۔ کسی نے ان کی شان میں یہ سب صفات سچ لکھے ہیں۔ جناب معلے القاب آکل البلاؤ والکباب، شائق

الزعفران الاصفر، عاشق المشک والعنبر۔ حضرت مسیح زمان عیسیٰ دوران حکیم مولوی مرزا غلام احمد قادیانی، مجدد، محدث، مہدی، نبی، رسول ومعاذ اللہ! بلکہ خود خدا، خدا کے باپ، خدا کے بیٹے، گرمیوں میں بغیر خشخانہ کے زندگی دشوار، بادہ ہائے شربت برف سے مست وسرشار۔

لو اب تمہیں اپنے ایمان سے حضرت سرور کائنات ﷺ کے ارشاد کا موازنہ کرو کہ مرزا قادیانی کا طرز عمل ویسا تھا۔ جیسا تم نے ص ۱۲ میں لکھا ہے؟ ہرگز نہیں، واللہ ہرگز نہیں۔ انہیں سب اسباب سے تو میں اور سب ارباب طبع سلیم مرزا قادیانی کا انکار بہزار اصرار کر کے ان کی مخالفت کرنے لگے اور بحمدہ متحقق ہوگیا کہ وہ بڑے پکے دوکاندار تھے اور لطف کہ یہ سب بھید مرزا قادیانی کا کسی غیر احمدی نے نہیں کھولا۔ انہی وہی مخلص احمدی بیس بیس برس کے رفیق خاص اور مریدان با اخلاص جنہوں نے اپنا مال مرزا قادیانی کی دوکانداری کے پیچھے ہزاروں در ہزار لٹا دیا اور ذرہ بھی جبین پر شکن نہ لائے۔ ہاں جب حد سے زیادہ مرزا قادیانی بڑھنے لگے اور اپنی نبوت اور مسیحیت بگھارنے لگے تو انہیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق، رفیق بخشی کہ مرزا قادیانی کے سب راز نہانی اور الہامات شیطانی اور چرب زبانی کا پورا فوٹو کھینچ کر عالم میں دکھا دیا۔ لو مجھ سے ان حضرات بابرکات کے نام بھی سنو۔ جناب منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ لاہور، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ، میر عباس علی صاحب لدھیانہ، فتح خاں صاحب، منشی غلام قادر صاحب، حکیم مظہر حسن صاحب، حافظ حامد علی صاحب وغیرہ وغیرہ۔

دیکھو (عصائے موسیٰ ص۹۷) جو مرزا قادیانی کے بست سالہ مرید تھے اور مخلصین تھے اور ان کے سوا ہزاروں ایسے ہیں کہ قبل میں خوش اعتقادی کے ساتھ مرزا قادیانی کے طرفدار تھے۔ جب ان کا حال پر ضلال کھلا تو سب کے سب ان سے بیزار ہوگئے۔ راقم بھی ایک ان کے با اختصاص مریدوں میں تھا اور حین اقامت ضلع فتح پوران کے ساتھ راسخ الاعتقادی کا دم مارتا تھا۔ مگر ہزار ہزار شکر اس پاک بے نیاز خدائے ذوالجلال کا جس نے اس خاکسار کو اپنے فضل وکرم سے مرزا قادیانی کی کارستانیوں پر جلد مطلع وآگاہ کر دیا اور ان کی نبوت باطلہ کو دور ہی سے سلام کر کے مراد آباد جا کر حضرت مولانا ومرشدنا شاہ فضل الرحمٰن قدس اللہ سرہ العزیز کے ہاتھ پر اپنے سابق اعتقادات باطلہ سے توبہ کر کے داخل سلسلہ رحمانیہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سابق اعمال باطلہ کو بخشے اور جو لوگ ابھی تک بادیہ ضلالت میں گم گشتہ تھے ان کو بھی سیدھی راہ دکھاوے۔

پیارے عزیز! آپ نے حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی مدظلہ العالی کی طرف اشارہ کر کے

لکھا ہے کہ: ''ہمارے علماء اور آئمہ کا یہ حال ہے کہ اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے راست اور حق کو جھوٹ دکھانا چاہتے ہیں تو عوام کا پھر اللہ حافظ''

میں بھی قسم ہے خدا کی آپ کے قول سے بالکل موافق ہوں کہ آپ کے علماء اور آئمہ کا بالکل یہی حال ہے کہ راست اور حق کو جھوٹ دکھاتے ہیں یا جھوٹ پر ملمع سازی کر کے سچا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غرض نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ اس کا ثبوت ہم سے لیجئے اور اپنے گریبان میں منہ ڈالئے۔

(کشتی نوح) سے مرزا قادیانی کے چار سفید جھوٹ بڑے زور سے ظاہر کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں: ''یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں[1] ٹل جائیں۔'' (کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص۵)

(حاشیہ) میں لکھتے ہی۔ مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی کتابوں میں موجود ہے۔'' (زکریا باب ۱۴ آیت ۱۲، انجیل متی)

پہلا جھوٹ مرزا قادیانی کا

قرآن شریف میں کسی جگہ نہیں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا۔ میں بڑے زور سے مرزائیوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر مرزائی سچے ہیں تو اپنے خلیفۃ المسیح سے ہفتہ کے اندر قرآن شریف سے ثبوت اس کا شائع کریں۔ ورنہ جہالت اور کور باطنی کا علاج کریں اور پھر کبھی مرزا قادیانی کی مسیحیت نہ بگھاریں۔

دوسرا جھوٹ مرزا کا

(کتاب زکریا نبی باب ۱۴، آیت ۱۲) میں یہ ہرگز نہیں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا۔ بلکہ اس میں تو اس قوم پر مری پڑنے کا ذکر ہے۔ جو یروشلم پر چڑھ آویں گے۔

---

[1] یہاں آکر خود بخود مرزا قادیانی کی زبان سے بمصداق ''الحق یجری علی اللسان'' آخر نکل ہی گیا کہ پیش گوئی انبیاء علیہم السلام کی ممکن نہیں کہ ٹل جائیں۔ پھر بقول مرزا قادیانی ان کی پیشین گوئیاں جو ٹل گئیں۔ اس میں جھوٹ موٹ حضرت یونس علیہ السلام کے بے سروپا قصہ کو جاہلوں کے ڈھارس باندھنے کے لئے کیوں پیش کرتے ہیں۔ کہاں حضرت یونس نے قوم کی ہلاکت فرمائی تھی۔

راقم...... واہ مرزا قادیانی! کیا بے پر کی اڑائی ہے کہ ہر صحیح الحواس اس جھوٹ کی عفونت سے پریشان ہے۔ مگر مرزائی ہیں کہ ان کو تخلخہ کا کام دے رہا ہے۔

تیسرا ڈبل جھوٹ مرزا قادیانی کا

(انجیل متی باب ۲۴ آیت ۸) میں یہ نہیں لکھا ہے کہ: ''مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔'' بلکہ اس کے برعکس اس میں لکھا ہے کہ: ''جب جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی آویں گے۔ تب مری پڑے گی اور بھونچال آویں گے۔'' (انجیل متی باب ۲۴ آیت ۸) اور جھوٹے لکھنے والے پر اور تو کیا خود بدولت ہی کی تصنیف کردہ ہزار لعنت کا ورد کرو۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی کہ ہر طرف سے مرزا قادیانی کے جھوٹ کی ٹونڈی کسی گئی کہ کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔

چوتھا جھوٹ مرزا قادیانی کا

(مکاشفات یوحنا باب ۲۲ آیت ۸) میں یہ ہرگز نہیں لکھا ہے کہ: ''مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا۔'' میرے پیارے عزیز ملک منصور صاحب اپنے امام یعنی مرزا قادیانی کے صریح جھوٹ کو دیکھنا واقعی بھائی تم نے سچ لکھا کہ جب ہمارے علماء اور ائمہ کا یہ حال ہے کہ اپنا الوسیدھا کرنے کے لئے سچ کو جھوٹ دکھانا چاہتے ہیں۔

اب خدا کے لئے ذرا ایمان سے کہہ دو کہ مرزا قادیانی نے کیسا ڈبل جھوٹ لکھا اور اپنے مریدوں کو کیسا اندھا بنا چھوڑا۔ کسی نے بھی تو جرأت نہ کی کہ مرزا قادیانی کو ذرا تو روکتے کہ حضرت جی یہ کیا غضب ڈھا رہے ہو۔ مخالف آپ کی دھجیاں اڑا دیں گے۔ نعوذ باللہ! اس قدر موٹا اور سفید جھوٹ کہ ریلوے اسٹیشن کے سگنل پوسٹ کی طرح دور ہی سے دکھائی دیوے۔ کیا آپ کے مخالف بھی آپ کے مریدوں کی طرح نشیب وفراز پر نظر نہ ڈالیں گے اور حضرت جی کے جھوٹی ہانک پر سب بجا اور درست کا نعرہ لگا کر لقمہ چرب کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے۔ افسوس بلکہ ڈبل افسوس ہے ایسے شخص کی دلیری پر جو دیدہ دانستہ لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے جھوٹ کے کاغذی گھوڑے خانہ ساز مطبع سے دوڑایا کرے اور خدا اور اس کے رسولوں پر تہمت دھرے۔ فلعنة اللہ علی الکٰذبین!

میرے عزیز! تم توریت کے حوالہ دینے سے شاید بہت خفا ہوگئے۔ کیونکہ توریت کے احکام کے مطابق مرزا قادیانی کے ایسے جھوٹے ملہم اور کاذب نبی کی سزا قتل مقرر ہے۔ تم تو اس کے ورقوں میں توریت وانجیل اور قرآن شریف کے متعلق مرزا قادیانی کے چار صریح جھوٹ دیکھ چکے۔ پھر حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی پر اپنے جلے پھپھولے یوں توڑتے ہو، کہ مؤلف

موصوف کا دامن صدق واصف آج تک تحریف وابلہ فریبی ومکر ودروغگوئی سے بحمدہ تعالیٰ بالکل پاک وصاف ہے۔

بھائی صاحب! اگر آپ کے نزدیک چند اخبار کے ایڈیٹروں کے ریمارک اور بقول آپ کے بودے اعتراضات آریہ کا جواب دینا ہی مرزا قادیانی کے لئے نشان مسیحیت اور تصدیق نبوت کافی ہے تو پھر صائب کا کلام اس کے رد میں پیش گوئی کا کام دے گا۔

عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

کیا کہئے کور باطنوں کو اتنا بھی تو معلوم نہیں کہ عیسائیوں کا جواب دندان شکن (جو مرزا قادیانی کے کبھی خیال میں بھی نہیں گزرا ہوگا) کب سے دیا جاتا ہے اور دیا جاچکا ہے۔

میاں! پادری فنڈر اور پادری عمادالدین اور منشی صفدر علی عیسائی کا جواب سچ کہنا مرزا قادیانی نے بھی کبھی دیا ہے۔ اس وقت ان کی سلطان القلمی اور مسیحیت اور من گھڑت الہامی تاربرقی کس حجلہ عروسی میں زیر نقاب تھیں کہ میدان میں اپنے حریف کے مقابل آنے اور منہ دکھانے سے شرماتی تھیں۔ اگر کوئی کتاب ان کے جواب میں لکھی ہو تو بتاؤ۔ وہ کون سے مطبع میں چھپ کر چھپ گئیں۔ لو مجھے سنو بیچارہ مرزا قادیانی کو کہاں ایسا مادہ تھا کہ ان جیسے پادریوں کے سامنے لن ترانیاں بگھارتے۔ پادری فنڈر صاحب کو مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ نے آگرہ میں مناظرہ کر کے سخت عاجز اور ایسا ساکت کیا کہ اسی وقت ہندوستان سے ولایت چلایا۔ جہاں سے مناظرہ کے لئے تیاری کر کے آئے تھے۔ وہیں بھاگ گئے۔ آپ لوگوں کو یہ واقعہ نہ معلوم ہو یہ دوسری بات ہے۔ ورنہ ہندوستان کے ہر ذی علم ارباب اس کو خوب جانتے ہیں۔ اس مناظرہ کی کیفیت مولانا موصوف نے رسالہ ''اظہار الحق'' میں لکھ کر شائع کی ہے۔ جس کو بڑی قبولیت ہوئی۔ حتیٰ کہ متعدد یورپ کی زبانوں میں ترجمہ ہوکر ازگنگ تاسنگ پھیل گیا اور کچھ جواب کسی عیسائی سے ولایت کے بھی نہ بن سکا۔ پادری عمادالدین اور منشی صفدر عیسائیوں کا جواب حضرت مصنف فیصلہ آسمانی ہی کے فیضان اور تقریر کا نتیجہ ہے۔ جس کا جواب آج تک ان لوگ سے یا کسی دوسرے عیسائی سے نہ دیا گیا۔ حالانکہ ایک مدت دراز ہوگئی۔ (دیکھو ترانہ حجازی، پیغام محمدی[1]، دفع الھلیات، آئینہ اسلام) وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب بڑے زور کی تحریریں قوی استدلات سے لکھی گئی

---

[1] کہیں کوئی مرزائی اس کتاب کے نام سے گھبرا نہ جائیں کہ پھر منکوحہ آسمانی والی محمدی کی طرف تو کنایہ نہیں۔ حاشاوکلا! یہ تو اس زمانہ کی کتاب ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے نکاح کا پیغام بھی نہ کیا تھا۔

ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مصنف مدظلہ العالی پوری خدمت اسلام کی بجالائے۔ جس سے ہزاروں متردد ین مذہب کی تشفی ہوگئی اور عیسائیت کے دام تزویر سے مخلصی پائی۔

تو پھر کیا آپ لوگوں کے عقائد کے موافق ایسے جواب دندان شکن اور مسکت کے دینے سے مسیحیت اور مہدویت لازم ہوجاتی ہے۔ نعوذ باللہ منہا! ایسے ڈھلمل یقین نہ ہوتے تو مرزا قادیانی کو مسیح ہی کیوں مانتے۔

جاہل عیسائیوں اور چند نا تجربہ کار آریوں کے جواب میں باتیں بنالینی اور جھوٹی پیش گوئی آتھم کی موت کی سنانی اور میعاد ختم ہونے پر ۶ ستمبر کی پشیمانی مرزا قادیانی کو مبارک ہے۔

سن تو سہی جہان میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

میاں صاحب! آپ کو اتنا بھی تو معلوم نہیں کہ اوپر کے سب رسالے حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کے پرزور قلم کا نتیجہ ہیں۔ جب ہی تو آپ نے لکھا کہ جس وقت عیسائیوں کا مناظرہ ہوا اس وقت حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کہاں چھپے ہوئے تھے۔ کیوں نہیں جواب دیا۔ ذرا مہربانی کر کے اپنے حکیم خلیفۃ المسیح سے پوچھئے اور ان کو ضرور معلوم ہوگا۔ کیونکہ ان کو بھی ہر چند عیسائیوں کے مناظرہ سے کچھ دلچسپی تو ضرور تھی مگر وہ بھی ان پادریوں کے جواب میں سوائے سکوت کے حمایت اسلام کی طرف کسی وجہ سے جرأت نہ کر سکے۔

تو پھر کیا عیسائیوں اور آریوں کا جواب شافی دینا آپ کے نزدیک ملہمانہ شان اور لازمہ مہدویت ومسیحیت ہے؟ استغفر اللہ من ھذا لا باطیل ! میاں صاحبزادہ توبہ کیجئے اور مرزا قادیانی کو مسیح بنا کر مہدی مان کر ان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا نہ لگائیے۔

اور سنو لالہ اندرمن کے اعتراضات واہیہ کا جواب مرزا قادیانی نے دیا یا کسی دوسرے نے ''خاعت الہنود'' مصنفہ مولانا سید حسن شاہ صاحب کشمیری جس نے اندرمن کے دانت کھٹے کر دیئے۔ بڑی وضاحت اور خوبی سے دلائل قاطعہ سے لکھ کر شائع ہوئی ہے۔ جی چاہے تو دیکھ لو اور ساتھ ہی اس کے مولانا مولوی محمد علی صاحب بچھراؤں کی تصنیف بھی ''صوت اللہ الجہاد'' کو بھی دیکھ سکو تو دیکھ جاؤ۔ یا حکیم صاحب سے پڑھ جاؤ اور غور سے موازنہ اور مقابلہ فرما کر انصاف کرو کہ اس طرح کا شافی اور مسکت جواب مرزا قادیانی نے کوئی بھی لکھا ہے یا ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہم کہیں گے کہ گالیاں دینے میں نئی نئی فحش بدزبانی تصنیف کرنے میں جھوٹی شیخی بگھارنے میں۔ ان کو البتہ ید طولیٰ تھا۔ یہ اور بات ہے اور مرد میدان بن کر حریف کو شائستگی سے جواب دینا اور بات

ہے۔آپ لوگ دل میں تو ضرور اعتراف کریں گے کہ واقعی بڑی غلطی میں پڑے ہوئے ہیں کہ مرزا قادیانی کو سلطان القلم وغیرہ وغیرہ کہا جائے۔اگرچہ زبان سے کسی شرم ولحاظ اور بیجا مروت سے اس کا اقرار نہ کریں۔مگر یاد رکھیے کہ آج دنیا کے چندروزہ شرم ولحاظ کی خاطر اپنا دین خود اپنے ہاتھوں آپ لوگ تباہ کر رہے ہیں۔جس وقت اس خدائے قدوس مالک یوم الدین کے سامنے آپ کے ہاتھوں میں یہ فرد قرارداد جرم۔

کہ از بہر دنیا دہد دین بہ باد

دیا جائے گا تو مرزا قادیانی یا خلیفۃ المسیح کوئی کام نہ آویں گے۔خدا کے واسطے ذرا تو تخلیہ میں دو منٹ ان امور کو سوچئے۔اب تک وقت باقی ہے۔میرا آپ پر کچھ زور نہیں ہے۔ صرف وہی اخوت اسلامی یا انسانی ہمدردی رہ رہ کر دل میں ابھارتی ہے کہ اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو سختی سے نرمی سے جس طرح ہوسکے بلاؤں وہ جامع المتفرقین اگر چاہے گا تو ملا ہی دے گا۔ وما علینا الا البلاغ!

ص ۱۷ میں میرے دوست نے لکھا ہے کہ وفات مسیح کے مسئلہ کے انکار کی وجہ سے لاکھوں مسلمان عیسائی ہوئے۔

یہ نئی تک بندی آپ کی آج سننے میں آئی۔شاید اس کی رپورٹ آپ کے مسیحی دربار میں بذریعہ ٹیلی گرافک الہامی مسیح کے قادیان کی گورنمنٹ میں پہنچی ہو۔جو ابھی تک بصیغہ راز کسی پولیٹکل مصالح سے اخبار البدر یا الحکم کے دفتر میں بھی اس کی خبر نہ دی گئی۔جو ہندوستان کی عام پبلک کے گوش زد ہوتا۔ورنہ لاکھوں مسلمان عیسائی ہو جائیں اور کسی عیسائی مشن ڈیپارٹمنٹ کو خبر نہ ہو۔مگر ایک قادیانی طالب العلم کو اس کی پوری پوری آگاہی ہو۔کیوں نہ ہو۔اے سبحان اللہ! میاں صاحبزادے کی دور بلا۔معلوم ہوتا ہے کہ مرض کابوس میں کچھ بڑبڑا رہے ہیں۔جلد اپنا علاج کیجئے۔ یہ مہلک عارضہ ہے۔ایک مختصر علاج تو میں ہمدردانہ ہدیہ کرتا ہوں کہ اپنے جھوٹے مسیح کا پورا نام سیج کے پتے پر لکھ کر ببول کی لکڑی میں جلا کر اپنی ناک میں دھونی لیجئے۔ایک ہی دفعہ یہ عمل کرنے سے پھر کبھی بدخوابی اور اول فول بکنے کا اثر باقی نہ رہے گا۔مجرب نسخہ ہے ہر کہ شک آرد (خدا جانے کیا) گردد!

خیر یہ تحقیقی جواب تھا جو لکھا گیا۔اب الزامی جواب اس جملہ کا آپ کے یہ ہے کہ شاید مفہوم آپ کا اس جملہ سے کہ لاکھوں مسلمان عیسائی ہوگئے۔یہ ہو کہ آپ لوگ جو بہت سے مسلمان اب حیات مسیح کا انکار کر کے مرزائی مسیحی مذہب ہوگئے۔اسی کو آپ نے اس جملہ

میں عیسائی سے تعبیر کیا ہے۔ تو البتہ یہ ٹھیک ہے اور بہت درست ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی مسیحیت اور مہدویت کسی کرسٹان یا آریہ ہندو کو، مسلمان بنانے سے تو واقعی عاجز اور مجبور رہی۔ مگر البتہ لاکھوں مسلمانوں کو خلاف ارشاد قرآن کریم واحادیث نبویہ کے ممات مسیح کا مسئلہ وہ بھی سرسید مرحوم کے اوگالدان سے چرا کر تحفہ وتبرک پیش کر کے اچھے خاصے مسلمانوں کو مسیحائی بنا کر رموز حقائق اور معارف قرآنی کے گلے پر کند چھری پھیر کر حلال وخستہ حال کر دیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

اصلی حضرت مہدی موعود امام آخرالزمان علیہ الف الف تحیۃ والسلام (روحنا فداہ) کی تشریف آوری سے تو دنیا میں خیر وبرکت اور ہدایت اس قدر پھیل جائے گی کہ کسی کو بھی مجاز انکار باقی نہ رہے گا اور ہر طرف اسلام ہی اسلام دکھائی دے گا۔ مسلمانوں میں خیر کثیر اور دولت کی استغنائی اس قدر ہوگی کہ کوئی بھیک لینے والا نہ رہے گا۔ مگر مرزا قادیانی کے مہدویت اور مسیحیت کا عجیب الثااثر ہوگیا کہ ہدایت کے بدلے ضلالت میں مسلمان مبتلا ہوگئے کہ لاکھوں قدیم الاسلام ان کی وجہ کر کے جدید مسیحائی بن گئے اور تمول کی جگہ مفلس قلندر ہوگئے۔ عاقبت ندارد، وباء، ہیضہ، بلا، طاعون، لال بخار، بھونچال اس قدر کثرت سے ہے کہ اللہ کی پناہ۔

قدم نامبارک ومسعود
گر بہ دریا رود بر آرد دود

ص۱۹ میں میرے نوآموز مصنف نے لکھا ہے کہ: ”کتنے افسوس کی بات ہے کہ جن کتابوں کا آپ حوالہ دے رہے ہیں۔ ان کے مؤرخ (یہ مؤلف کی خرابی ہے) تو بولے نہیں اور آپ نے اپنی ہانپ دی۔“

میرے عزیز منصور ملک صاحب! زیادہ بات نہ بنایئے۔ مجھ کو سب حقیقت مرزا قادیانی کی معلوم ہے اور اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی جس کا نام قصیدۂ اعجازیہ رکھا گیا ہے اور جس شخص سے پورے پانچ سو روپیہ دے کر لکھوائے گئے ہیں۔ مجھ پر پورے طور سے ظاہر ہے۔ میں بھی مرزا قادیانی کے رازداروں میں پہلے بہت دن تک رہ چکا ہوں۔ گھر کا بھیدیا ہوں۔ حکیم خلیفۃ المسیح صاحب سے اگر چاہو حلفاً پوچھ دیکھو۔ لو مجھ سے اس کی حقیقت سن لو۔ بھوپال میں جناب نواب صدیق حسن جان صاحب مرحوم کے یہاں جو ایک عرب کا شاعر شیخ سعید بن محمد طرابلسی وارد تھا اور واقعی نظم ونثر میں عربی کے اگرچہ ہندوستان کے اعتبار سے تو البتہ ممتاز شخص تھے۔ مگر عرب میں شعراء اہل فن کے خوشہ چین تھے۔ شیخ عبدالقادر طرابلسی مہاجر مدینہ طیبہ جو قطع نظر اور

علوم دینیہ کے خاص علم ادب اور شاعری میں مرجع خاص وعام ہیں۔ ان کے سامنے ایک بلندی سے زیادہ وقعت ان کی نہ تھی۔ بضرورت دنیا عرب سے ہند میں آئے اور مرزا قادیانی سے بھی قادیان میں ملے۔ ضرورت تو ان کو دامنگیر تھی ہی۔ مرزا قادیانی نے اپنے تعلیمانہ مضامین کو ٹوٹی پھوٹی عربی نثر میں ادا کر کے ان سے قصیدہ کی فرمائش کی اور آخر تھے اہل زبان۔ فی البدیہہ سراسری طور پر یہ دو قصیدہ اس نے لکھ دیئے اور رسالدار میجر سید امیر علی شاہ صاحب والی (پانچ سو کی رقم) (جو مرزا قادیانی نے جھوٹ فرزند ہونے کے الہام بشارت دے کر اینٹھا تھا) ان کے قصیدہ کے محنتانہ میں نذر ہوئی۔

مال حرام بود بہ سوئے حرام رفت

کا مضمون بھی ٹھیک ہو گیا۔ یہ انہیں عرب کی اکال ہے۔ جس کو مرزا قادیانی اپنے سلطان القلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ میاں صاحبزادہ! آپ سمجھئے یہ ہیں مرزا قادیانی کے اعجاز جس کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ رسالہ الہامات مرزا کے ص ۸۷ تو بت ۹۶ بڑی وضاحت سے ہر ہر شعر کی نحوی وصرفی وعروضی غلطیاں نکال کر طبع اوّل پر (پانچ سو روپیہ کا انعام) اور طبع ثانی پر (پورے ہزار کا) اور طبع ثالث ۱۹۰۴ء میں ڈبل انعام دو ہزار روپیہ کا مشتہر کیا اور پانچ برس تک اس کے بعد مرزا قادیانی جیتے رہے۔ مگر انعام پانے کی جرأت نہ کر سکے اور نہ کچھ جواب ہی دے سکے۔ آپ بیچارے عربی سے نابلد اس کو آپ کیا جان سکتے ہیں اور کیونکر پہچان سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی اور دوسری عبارتیں جو ایک سطری دو سطری خاص ان کی شکم زاد تصنیف ہیں۔ ان سے ان دونوں کتابوں کا مقابلہ وموازنہ کوئی اہل فن ادیب کرے تو بے تردد صاف طور پر مرزا قادیانی کا کرشمہ کھل جاتا ہے اور فسانہ عجائب کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے۔ خیر یہ تو اہل علم کے سمجھنے کی بات ہے۔ آپ بیچارے اس کو نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کو تو ابھی اتنا جغرافیہ جو معمولی مدرسوں میں رائج ہے بھی معلوم نہیں جو صحیح صحیح ملکوں کا نام بھی املاء کر سکیں۔ صحیح عبارت لکھنا تو زیادہ قابلیت کا کام ہے۔ جیسا کہ آپ نے اسی ص ۱۹ سطر ۹ میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی اعجاز المسیح کتاب ملک عرب وشام ہم مصر وطوران سب جگہ گئی۔

راقم...... بھیا گھبراؤ نہیں۔ ذرا جغرافیہ کے نقشہ میں دیکھ کر بتلاؤ تو کہ طوران کہاں ہے۔ کہیں کوہ طور کے نزدیک تو نہیں؟ کیونکہ تم نے طوران کو شاید اسی کا مشتق سمجھا ہے۔ جبھی تو طاء مہملہ[1] سے املا

---

[1] میاں تم کو مؤمن جان کا مصرعہ بھی یاد نہ رہا۔ جو لفظ کو صحیح کرتے: ''ایرانیوں میں یار ہے تورانیوں میں ہم'' اسی پر اہل تصنیف بننے کا نزلہ اپنے اوپر نازل کر لیا۔ اخرالدیہاتی یعنی کوسی کے رہنے والے۔

کیا ہے؟ خیر اس کو بھی درگزر کرو۔ وہاں کا دارالسلطنت کون شہر ہے اور وہاں کی زبان کیا ہے؟ چنگیزی یا جاپانی یا منگولی۔ میرے یار ذرا صاف بتادو تم نے تازہ جغرافیہ پڑھا ہے اور پڑھا بھی کہاں کی یونیورسٹی قادیان میں اور ذرا مہربانی کر کے یہ بھی بتا دینا کہ ملک شاہم کس سرزمین میں واقع ہے۔ کیا دشت قبچاق کے قریب کوئی ملک کا نام تو نہیں ہے۔ یار تم نے شاید میر تقی خیال کے بوستان خیال سے یہ سب شہروں کا نام معلوم کیا ہے۔ شرم، شرم، ہزار شرم۔ چھوٹا منہ اور بڑا نوالہ۔ گلدم اور نگلین گولر۔ ذرا اپنے بساط کو دیکھئے اور فیصلہ آسمانی کے جواب لکھنے کو حکیم خلیفۃ المسیح تو باوجود ہمہ قرآن دانی اور معارف اور حقائق شناسی کے بیچارے فیصلہ آسمانی کے جواب لکھنے سے دم بخود ساکت ہوں اور بیچارہ طالب العلم ہے کہ غصہ میں جامہ سے باہر ہی ہوا جاتا ہے۔

ص ۲۰ میں ہمارے عزیز ملک منصور صاحب نے نمبر۲ میں حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کی تردید اور اپنے مرزا قادیانی کی تائید میں اپنے زعم باطل سے آیہ کریمہ ”عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الیٰ واحصیٰ کل شیٔ عددا (الجن)“ کو استدلالاً پیش کیا ہے اور لکھ مارا ہے کہ: ”حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی نے صرف مرزا قادیانی کو نہیں بلکہ ان تمام کے تمام نبیوں اور مرسلوں کو نعوذ باللہ رمال بنادیا۔“ خدا جانے واقعی مرزائیوں کی عقل سلیم سلب ہوگئی ہے یا دیدہ ودانستہ احمقانہ اعتراض یا چرتقریری کرنے کو اپنی چالاکی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مؤلف موصوف نے یہ بخوبی ثابت کر دکھایا کہ پیش گوئیاں معیار مرسلین نہیں۔ پھر ہمارے ملک جی کا یہ بودا اعتراض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ ہاں جنہوں نے اپنی صداقت معیار پیش گوئیوں کو ٹھہرا لیا ہو اور وہ پیش گوئیاں روز روشن کی طرح جھوٹی ہوچکی ہوں۔ پھر ان کے کذب کو ظاہر کر دینا اور ان کے مقابلہ میں رمالین وغیرہ کا ذکر کرنا بالکل مناسب ہے اور مرزا قادیانی اس خطاب کے بالکل مستحق ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

اور جس آیت شریف مرقومہ بالا کو استدلالاً پیش کیا ہے اس کو اہل علم بخوبی معلوم کرنے کے کہ مجیب کے دعوے سے اس کو کیا ربط ہوسکتا ہے۔ کسی جاہل کے کہنے سے خواہ مخواہ بھی قرآن مجید کی آیت نقل کرنا کوئی دلیل نہیں ہوسکتی۔ اسی وجہ سے نہ تو اس کا ترجمہ، نہ غیب کی معنی نہ اور کوئی تفسیر اس آیت کریمہ کی لکھی۔ میاں صاحب زادے بھلا یہ تو بتاؤ کہ علیٰ غیبہ میں خداتعالیٰ نے غیب کی نسبت اپنی طرف کیوں کی؟ غیب کا معنی اس آیت میں تمہاری سمجھ سے باہر ہے۔ لہٰذا ہم نے بھی جاہل کو جاہل رہنے دیا اور ظاہر نہ کیا۔ اس احمقانہ طور پر آیت کو نقل کر دینے سے سوائے جاہل مرزائیوں کے اور کون صدائے تحسین بلند کرے گا۔ بھائی صاحب اگر عربی تفسیر دیکھنے کی لیاقت نہ

تھی تو کوئی اردو ہی کی تفسیر دیکھ لیتے کہ آپ کے دعوے سے کہاں تک اس آیت شریف کو ربط ہوسکتا ہے۔ جانچ لیتے یا کسی سے پوچھ لیتے۔ میاں صاحبزادے خود مرزا قادیانی نے بھی اس کو قبول کیا ہے کہ مجرد پیش گوئی معیار صداقت مرسلین نہیں ہوسکتی۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۴۱۷، خزائن ج ۳ ص ۳۱۷ ملخص) اور یہ بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ واقعات روزمرہ اس کے شاہد ہیں میاں صاحب ذرا کسوف وخسوف وزلزلہ وطوفان ورویت ہلال وغیرہ کی خبروں پر دھیان کرو کہ برس چھ مہینے پہلے بقاعدہ نجوم وفلکیات آئندہ کی خبریں مشہور کردی جاتی ہیں اور اکثر اس قاعدہ کے موافق پیش گوئی اتر جاتی ہے۔ جہاز میں معلمون کا ایک آلہ دیکھو جس کو برامیٹر کہتے ہیں۔ اس سے پوری کیفیت طوفان اور جس سمت سے طوفان کی آمد ہوگی اور جس طرف کو اس کا رخ رہے گا سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ جو مرزا قادیانی کے ناقص رملدانی کی پیش گوئی سے بدرجہا بڑھ کر ہے تو اب جہاز ران معلمون کو بھی مرزائی صاحبان نبوت میں مرزا قادیانی کے شریک کرلیں تو عین انصاف ہے۔ ورنہ محض لاف وگزاف...... ص ۲۱ میں مرزا قادیانی نے ایک نہیں بلکہ سینکڑوں پیش گوئیاں کیں اور سب کی سب پوری ہوئیں۔ صرف ایک مشتبہ تھی۔

راقم...... مرزا قادیانی کی دو در جن جھوٹی پیش گوئیاں رسالہ مسیح کاذب میں بخوبی گنائی گئی ہیں۔ منگا کر ملاحظہ فرمایئے تو حواس درست ہو جائیں گے اور ناظرین اس کو غور سے ملاحظہ کریں کہ خود ملک منصور صاحب نے بھی قبول کرلیا کہ ایک تو ضرور مشتبہ ہے۔ فہو المراد جس شخص کا ایک جھوٹ بھی ثابت ہو جائے اس کی شہادت قانوناً اور عرفاً وشرعاً مردود ہو جاتی ہے۔ پھر مرزا قادیانی خود بقول مقبولہ ملک جی کے کیونکر مقبول ہوسکتے ہیں۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ بھی ظاہر کردوں گا کہ جو کچھ آپ نے اس پیش گوئی کی نسبت لکھا محض غلط اور عظیم الشان پیش گوئی عظیم الشان طور پر پوری ہوئی۔

بھائی صاحب! یہ لکھنا آپ کا نرالا جھوٹ ہے۔ جب کہ اپنی حیات میں مرزا قادیانی آپ کے گروجی اس کا جواب نہ دے سکے تو آپ بیچارے کے آمدی کے پیر شدی کیا ظاہر کریں گے۔

مرتے دم تک یہی حسرت تو مرزا قادیانی اپنے ساتھ گور میں لے گئے کہ جس ماہ لقاء کا آسمان پر مرزا قادیانی کے خدا نے نکاح پڑھا دیا تھا۔ اس کی صورت زیبا تک دیکھنی نصیب نہ ہوئی اور سلطان محمد بیگ ان کا خصم یا رقیب ۱۵، ۱۶ برس تک مرزا قادیانی کے کلیجہ پر مونگ دلتا رہا اور باوجود تقدیر مبرم ہونے کے مرزا قادیانی کا الہام اس کے نسبت نہ پورا ہوا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

نکاح آسمانی ہو مگر بیوی نہ ہاتھ آئے
رہے گی حسرت دیدار تا روز جزا باقی

ص۲۴ میں اللہ تعالیٰ کا ہر ایک نشان اور ہر ایک رسول کی ہر ایک پیش گوئی عظیم الشان ہے اور ان میں سے بہت ٹل گئیں۔

راقم...... دروغ گورا حافظہ نباشد! اسی رسالہ میں ملک جی نے خود ٹائٹل پیج پر بطور عنوان رسالہ کے یہ شعر لکھا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ خدائی بات نہیں ٹلتی اور یہ بہت ٹھیک ہے کہ خدا کا وعدہ ہرگز ہرگز نہیں ٹلتا۔ پھر اس کے خلاف یہ لکھتے ہیں کہ بہت سی ٹل گئیں۔

قولہ......

جس بات کو کہے گا کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اقول......

جب ٹل گئی تو جان خدائی نہیں یہ بات
جھوٹے نبی کی پردہ کشائی یہی تو ہے

ملک جی کے حواس بجا نہیں ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ: ''شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی ایک تصنیف میں فرماتے ہیں: ''یوعد ولا یوفی'' یعنی خدا وعدہ کرتا ہے اور پورا نہیں کرتا ہے۔''

راقم...... ناظرین ذرا اس حماقت کو میاں صاحبزادے طالب العلم کے ملاحظہ کریں کہ حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی نے تو محمد بن تومرت مہدی کاذب کا ذکر بقید حوالہ کتاب تاریخ کامل ابن اثیر و ابن خلکان وغیرہ پوری وضاحت سے متعین جلد دہم مطبوعہ مصر ص۲۰۵، ۳۳۱ بہ تفصیل حوالہ کتاب افادۃ الافہام مصنفہ مولانا انوار اللہ صاحب حیدر آبادی ص۴۱ سطر۷ ابذیل حاشیہ ایسی وضاحت سے لکھ دیا ہے کہ ہر مبتدی بھی باوجود تاریکی باطن کے ظاہر طور پر اس مضمون پر نظر ڈال سکتا ہے۔ جس کو مصنف کم شعور نے طفلانہ مزاجی سے اپنے رسالہ کے ص۳۳ میں یوں جھوٹ لکھ کر اپنے رسالہ کا منہ کالا کیا کہ لکھ تو دیا مگر حوالہ نامعلوم یہ مختصر تاریخ ہند سے انہوں نے لیا ہے۔ یالیتھ برج سے۔

ناظرین! ذرا اس لڑکے کے جھوٹ کو اسی جگہ پڑتال کر لیں کہ ماشاء اللہ میاں ملک منصور نے اپنے مسیح کاذب کے قدم پر قدم رکھ کر طابق النعل بالنعل کی پوری مطابقت کر دی۔

کیوں نہ ہو تعلیم کس یونیورسٹی کی ہے؟ جہاں رات دن اسی جھوٹ کی شاگردی ہوتی رہتی ہے۔

کتاب فیصلہ آسمانی کثرت سے شائع ہو چکی ہے۔ ذرا ناظرین ایک نظر ص ۱۴۰ کو دیکھ جائیں اور اس عقل کے اندھے کو بھی دکھا کر روشنی کی سلائی کور باطنوں کی آنکھوں میں پھیر دیں تو البتہ بیچارے لڑکے کو سوجھائی دے گا۔

اس قدر واضح طور سے حوالہ دینے پر تو جھوٹ لکھ دیا کہ حوالہ نامعلوم اور خود ملک جی بڑے بے باکی سے لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی ایک تصنیف میں فرماتے ہیں۔ ''یوعد ولا یوفی''

اب کوئی میاں لڑکے سے یہ تو پوچھے کہ حضرت شیخ غوث الاعظمؒ کی تو سینکڑوں تصانیف ہیں۔ تم نے کیوں حوالہ نہ دیا۔

میں نے جانا بیچارے طالب العلم کی آنکھوں پر جہالت کا ایسا گھٹا ٹوپ پردہ پڑا ہوا ہے کہ وہ حوالہ دینے سے عاجز ہے۔ اسی لئے اس قدر پر بس کر دیا کہ: ''اپنی ایک تصنیف میں فرماتے ہیں۔''

میں مجھ سے سنو تمہیں کیا معلوم کہ کون سی تصنیف میں ہے تم تو بیچارے عربی، فارسی اور اردو سے بھی محض نابلد معلوم ہوتے ہو۔ جبھی تو جوق در جوق ص ۱۲ میں اپنے رسالہ کے جوک در جوک لکھا ہے۔ اردو کا بھی املاء درست لکھنا تم کو پہاڑ ہے تو پھر کیوں تصنیف کا بار عظیم اپنے سر پر دھر لیا۔ جس تصنیف کا حوالہ تم دینے سے عاجز رہ گئے میں تم کو بتائے دیتا ہوں۔ وہ شریف تصنیف حضرت غوث الاعظمؒ کی فتوح الغیب ہے۔ یہ گلریزی تمہارے گرو گھنٹال حکیم جی کی ہے۔ جس کو میں بڑے زور و شور سے پبلک میں رد کر کے نہایت جرأت سے کہتا ہوں کہ جو جملہ ''یوعد ولا یوفی'' کا حوالہ دیا ہے اور عامہ مسلمین کو فریب دیا ہے کہ یہ مقولہ حضرت موصوفؒ کا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ اگر اس جملہ مذکورہ کو بغیر تحریف لفظی بعینہ وبلفظہ کوئی مرزائی یا حکیم حضرت سیدنا غوث الاعظمؒ کی تصنیف موصوف میں دکھا دیں تو میں دو سوان کو انعام دیتا ہوں اور میعاد بھی بہت طویل دیتا ہوں۔ جو آج سے ۶ ماہ کی ہے اور اگر یہ جملہ ''یوعد[1] ولا یوفی'' بعینہ وبلفظہ ثابت نہ کر سکے تو پھر ان پر سوائے ہزارہ لعنت تصنیف کردہ مرزا قادیانی کے اور کیا پہنچ سکتا ہے۔

---

[1] لطف یہ ہے کہ من چیزے دیگرمی سرایم وطنبورہ من چیزے دیگر۔ یعنی حکیم تو فرماتے ہیں ''یعد ولا یوفی'' اور ان کی خوب مرمت کر کے میاں طنبورہ یعنی منصور کہتے ہیں کہ ''یوعد ولا یوفی'' حالانکہ دونوں ہی غلط، خود غلط، املا غلط، انشا غلط۔

لطیفہ

یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رحمانیوں کا خدا وہ ذات واجب الوجود وحدہ لاشریک ہے جس کی شان یہ ہے۔ ''ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد '' جیسا کہ عزیز منصور سلمہ نے اپنے رسالہ کے ٹائٹل پر شعر لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ ہاں شیطانیوں کا خدا اس کا وہم متخیلہ ہے اور ذریات شیاطین کا باپ وہی جھوٹے الہام اپنے مریدوں کے دل میں ہر وقت ٹھونستا رہتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں سورۂ ناس کی آیت شریفہ ''الذی یوسوس فی صدور الناس '' میں اشارہ ہے اور جو کچھ ایسے وسواس باطلہ سے کوئی شیطانی وعدوں کے مرید مذکور کو بے بصیرتی اور حماقت سے کچھ امید اس کی بندھ جاتی ہے۔ اس واسطے اس کو الہام تو مشہور کر دیتا ہے۔ مگر جھوٹ ہو کر ٹل جایا کرتا ہے۔ جس کو قرآن کریم نے اس مضمون کا ارشاد فرمایا ہے۔ غور سے سنو! ''یعدھم ویمنّیھم وما یعدھم الشیطن الا غروراً '' یعنی شیطان ان کو (یعنی مرزا قادیانی جیسے کو) وعدہ دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے۔ حالانکہ شیطان ان سے جو کچھ بھی وعدہ کرتا ہے وہ نرا دھوکا ہی دھوکا ہے۔

اس صفائی سے قرآن کریم کا ارشاد ہو رہا ہے اور مرزائی حضرات اس پر توجہ نہیں فرماتے ہیں۔ یہ کیسا غضب خدائے قدوس کے ارشاد پاک کے خلاف ڈھا رہے ہیں اور اپنے ڈھاک کے ۳ پتوں پر ضد سے اڑے ہوئے ہیں۔ خدا کے واسطے ایک لحہ ان امور پر غور صحیح وفکر سلیم کریں۔ آپ سمجھے یہ گر ہے کہ مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئیاں کثرت سے ہوتی گئیں۔ کچھ دو چار شکلیں رمل کی اور ان کے منسوبات کو یاد کر کے زائچہ لکھ سکتے تھے اور باقی عقل معاش کے پورے، دھن کے پکے قیافہ وواقعات شناسی میں بھی اپنے کو یکتائے روزگار جانتے تھے۔ اس لئے طبیون کے قاعدہ کے مواقف کچھ موسم کچھ ملک کچھ غلط کا لحاظ کر کے پیش گوئیوں کے گول مول جملے تصنیف فرمایا کرتے تھے۔ اس پر بھی سینکڑوں ہی جھوٹ ان کے تمام ہندوستان میں مشہور ہو چکے۔ یہاں تک کہ خود ان کے موافقین جو صاحب عقل سلیم ہیں جب ان کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا تذکرہ آیا بے ساختہ ان لوگوں نے ایمان کی بات کہی کہ مرزا قادیانی میں بھی تو عیب تھا کہ جو کچھ ان کے دل میں آیا اس کو ''کالوحی منزل من السماء '' سمجھ لیتے تھے اور اپنی بات کی ناحق ضد میں

ٹھوکریں کھاتے تھے۔ کاش یہ عیب نہ ہوتا تو آدمی معقول تھے۔ میاں صاحبزادے! یہ ہے معقولیت کی تحقیق اور منصفانہ رائے اور آزاد خیال۔

اب آپ مخالفین کا ثبوت دیجئے۔ جن کا ذکر آپ نے اپنے منہ سے نکالا ہے کہ مرزا قادیانی کو بڑا عالم فاضل سلطان القلم سمجھتے تھے۔ جب آپ مخالفین کی فہرست اور ثبوت ظاہر کیجئے گا تو میں بھی بذریعہ اخبارات آپ کے موافقین کی دستخطی تحریریں شائع کروں گا۔ بلکہ اس کو رجسٹری کرا کے اگر آپ توبہ کی شرط کریں تو حاضر ہوں۔

مرزائیوں کی عادت ہوگئی ہے کہ جب کسی نے مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی کو ظاہر کیا تو اپنے جاہل بھائیوں کے اطمینان اور ڈھارس باندھنے کے لئے جھٹ حضرت یونس کا قصہ شروع کر دیا۔ چاہے مرزا قادیانی کے حالات پر چسپاں ہو یا نہ ہو۔ عوام میں تو یہی مشہور کر رکھا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی پیش گوئی بھی (نعوذ باللہ منہا) ٹل گئی ہے تو مرزا قادیانی کی پیش گوئی کیوں نہ ٹلے۔

سنو سنو بھاگو نہیں! اے عقل کے دشمنو! کور باطنو! جب تمہیں کچھ قرآن کا علم نہیں تو کیوں قرآن دانی کا دعویٰ بے فائدہ کرتے ہو اور بیچارے جاہلوں کو جہنم کا راستہ دکھاتے ہو۔

میاں! کسی آیت یا کسی حدیث نے سلف سے آج تک یہ ہرگز ثابت نہیں ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہاں عذاب بھیجنے کا وعدہ تھا اور عذاب آیا اور وعدہ خداوندی سچا ہوگیا۔ جب قوم نے گرویدگی اختیار کی اور ایمان لائے تو عذاب ہٹا دیا گیا۔ بس قرآن مجید اور حدیث شریف سے اسی قدر ثابت ہے۔ بھلا مرزا قادیانی کے آسمانی نکاح والی پیش گوئی سے اس کو کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ: ''وعدہ نہیں تھا وعید تھا۔''

ملک جی! بلی کے گوہ کی طرح مرزا قادیانی کے الہامی جھوٹ کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس کی عفونت اور سڑائند بدبو کہیں چھپ سکتی ہے؟ مرزائی ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے ہیں اور اپنے جھوٹے کردار سے باز نہیں آتے۔ کبھی وعدہ کو وعید بتاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وعید کہہ دینے سے مرزا قادیانی پر جھوٹ کا مقدمہ ڈسمس ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ یہ وعدہ ہو یا وعید۔ مرزا قادیانی نے تو اس پیش گوئی کی نسبت یہ قید لگائی تھی کہ یاد رکھو اگر یہ پیش گوئی

پوری نہ ہوئی اور میں مر گیا تو ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔

پھر اب خود بقول ان کے مرزا قادیانی کو بدترین مخلوق کہنے میں آپ کو کیا عذر ہے۔ کیونکہ زمانہ ہوا کہ مرزا قادیانی مر بھی گئے اور ان کا خصم وڈبل رقیب سلطان محمد بیگ بفضلہ تعالیٰ صحیح وسالم موجود ہے۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ غیرت ہو تو توبہ کر کے اب بھی مسلمان ہو جاؤ۔ ورنہ تم جانو اور تمہارے اعمال۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ محمدی بیگم سے نکاح ہونا مرزا قادیانی کا اور اس سے بشیر الدولہ، عالم کباب، عمانوئیل کا پیدا ہونا۔ جس کی تعریف میں مرزا قادیانی نے مجذوبوں کا سا بڑ لگایا ہے۔ ”کان اللّٰہ نزل من السماء“ بھی الہامی جملہ زیب رقم فرمایا ہے۔ یہ وعدہ تھا یا وعید۔ سچ کہنا۔ کیونکہ ابھی تک مرزا قادیانی کو اس کی حسرت باقی ہے۔

نکاح آسمانی ہو مگر بیوی نہ ہاتھ آئے
رہے گی حسرت دیدار تا روز جزا باقی

مسٹر آتھم وڈاکٹر عبدالحکیم ومولوی ثناء اللہ امرتسری کے مقابلہ میں جو کچھ پیش گوئیاں مرزا قادیانی کی روز روشن کی طرح تمام دنیا پر جھوٹ ثابت ہو چکی ہیں ان سب کی شرح اور پوری کیفیت رسالہ ”مسیح کاذب“ میں راقم نے پبلک پر ظاہر کر دیا ہے۔ (جس صاحب کو تفصیل درکار ہو وہ رسالہ ملاحظہ کر لیں) ص۲۶ میں ہمارے عزیز لکھتے ہیں کہ فیصلہ آسمانی میں حضرت مؤلف مدظلہ العالی نے لکھا ہے کہ: ”مرزا قادیانی نے آئینہ کمالات میں بدتہذیبی سے کام لیا۔“ کس قدر کورانہ جھوٹ اور جاہلانہ افتراء ہے۔ میں پبلک کو مخاطب کر کے التماس کرتا ہوں کہ رسالہ فیصلہ آسمانی تمام شائع ہو چکی ہے اور قریباً یہ رسالہ ہر شہروں میں مشہور ہو چکا ہے۔ بھلا مہربانی فرما کر ذرا ملاحظہ کر کے آپ لوگ اس جاہل طالب العلم کے جہل کو جانچ لیویں کہ اس رسالہ میں حضرت مؤلف نے کسی جگہ آئینہ کمالات کا نام بھی لکھا ہے یا نہیں۔ شاید ان پر بھی مرزا قادیانی کی طرح جھوٹے الہام کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ بقول شخصے مچھلی کے جائے کن تیرائے۔ یہ پنجابی مثل ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مچھلی کے بچے انڈوں سے نکلتے ہی تیرنے کا الہام ساتھ لئے آتے ہیں۔ اسی طرح سے مرزا قادیانی کے روحانی صاحبزادگان بھی ہیں۔

ابھی فتنہ ہے کوئی دن میں قیامت ہوگا

اگرچہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے۔ مطلق جھوٹ یا افتراء نہیں ہے۔ اب میں اس کو پوری

تصریح سے پبلک میں پیش کرتا ہوں اور ملک منصور صاحب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی جھوٹی تقریر نے مجھ کو اس کی صراحت پر مجبور کیا۔ ورنہ کاہے کو اس کا ذکر ان کے مقابلہ میں کیا جاتا۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

ایک آئینہ کمالات پر کیا منحصر ہے۔ مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تصانیف ہیں۔ جن میں قریباً پانچ سو غیر مکرر گالیاں اور فحش کلمات اور نو تصنیف لعنتیں درج ہیں۔ جو شان میں علماء کرام اور مشائخان ذوی العظام میں مرزا قادیانی نے اپنی خباثت نفسانی تحریر کی ہیں اور اس کے علاوہ جو شان نبوت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم وعلیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے فحش شدید ان کی امہات مومنات کے لئے درج رسالہ کیا ہے۔ اس کو دیکھ جایئے تو پتہ چل جائے گا کہ کوئی لکھنؤ کے شہدے پاجی بھی ایسی گالیاں نبی خدا کی شان اور ان کی امہات کی شان میں ہرگز ہرگز استعمال نہیں کر سکتے۔ جس کو مرزا قادیانی نے نہایت بے باکی سے اور دریدہ دہنی سے لکھا ہے۔ چونکہ میرے نزدیک ان کا اعادہ بھی گناہ ہے۔ اس لئے میرے قلم کو جرأت نہیں ہو سکتی کہ اس کو ظاہر کر اسکوں۔

(آئینہ کمالات، خزائن ج۵، توضیح المرام، ازالۃ الاوہام، انجام آتھم، ضمیمہ انجام آتھم)

جیسا کہ راقم نے چند نمونے مرزا قادیانی کے فحش کلام کا بدل ناخواستہ پبلک پر ظاہر کر دیا ہے اس کو جانچنے کے بعد پبلک خود فیصلہ کر لے کہ جس شخص کی زبان پر ایسے پاجیانہ لغات چڑھے ہوں اور ان کا مصداق حضرت عیسیٰ جیسے اولوالعزم نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے امہات مؤمنات کو (معاذ اللہ) ٹھہراوے۔ کیا وہ شخص کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کو دنیادار، شرفاء اور مہذب قوم میں بھی شمار کر سکیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ نبوت اور مہدویت تو درکنار معمولی دیندارانہ حیثیت کا آدمی بھی یہ ذلیل چال وچلن اور رذیل طریق کو اپنے لئے ہرگز باعث افتخار نہیں سمجھ سکتا ہے۔ اپنے منہ میاں مٹھو مفتخر بن جائیں۔ یہ دوسری بات ہے۔

بے حیا باش آنچہ خواہی کن

مثل مشہور ہے۔ ''لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا'' میرے پیارے عزیز! اب تو ضرور مان لینا چاہئے۔ کیونکہ آپ کا اوتش آپ ہی کے سامنے رد کر دیا گیا ہے۔

بات کو مانو اس میں کد نہ کرو
تے نہ کرو میرا کہنا رد نہ کرو

قولہ...... یہ خدائی سلسلہ ہے اور وہی اس کی مدد کرتا ہے۔ اگر انسان کا بنایا ہوا ہوتا تو مدتوں درہم برہم ہو جاتا۔

اقول...... میاں! یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ مرزائی سلسلہ ہے جو خود[1] خدا، خدا کا باپ[2]، خدا کا بیٹا[3] ہونے کا دعویدار ہے۔ جس کی تفصیل پچھلے صفحہ میں بخوبی کر دی گئی ہے۔ ''نعوذ باللہ من شرور انفسھم ومن سیات اعمالھم''

لو مجھ سے سنو! یہ تینوں الہام تو مرزا قادیانی پر ہوئے تھے۔ مگر تفسیر اس کی اس وقت ان کے ذہن میں نہ آئی تھی۔ اب مجھ کو اس موفق حقیقی نے اس مرزائیہ تثلیث کی حقیقت کھولنے کی توفیق بخشی ہے۔ مگر یار خفا نہ ہونا۔ ہر چند بات کڑوی ہے۔ مگر علاج بالخاصہ ہے۔ یہ تو ان تینوں جملوں کی تفسیر ہوئی۔ مگر حقیقت میں مرزا قادیانی کی یہ انوکھی تثلیث ہے۔ عیسائی معروف تثلیث میں باپ اور بیٹا اور روح القدس مل کر تثلیث پوری ہوتی ہے اور مرزا قادیانی کی نئی تثلیث میں باپ اور بیٹا اور ان کے خدا کا باپ بھی شریک تثلیث ہے۔

میاں صاحبزادے! اب سمجھئے یہ ہے سلسلہ مرزائیہ کی تثلیث اور اس کا درہم[4] و برہم ہونا۔ اگر آپ لوگوں کو معلوم نہ ہو تو کور باطنی کا علاج کیجئے۔ مرزا قادیانی کی حیات ہی سے ان کا کارخانہ فیل کر گیا۔ دوکانداری ٹھنڈی پڑ گئی۔ پبلک پر ان کا فریب کھل گیا۔ خود ہزاروں مرید خاص

---

[1] خود خدا جیسا مرزا قادیانی کو کشف میں ظاہر ہوا تھا۔ (تفسیر) یعنی مرزا کرشن چندر ہو گئے اور اس میں روپ دھارن کیا۔

[2] خدا کا باپ (یعنی ہندوؤں کے موافق) مرزا قادیانی نے براہ روپ میں بھی جلوہ گری فرمائی۔

[3] خدا کا بیٹا (تفسیر) انہیں ہندوؤں کی رامائن کے رو سے آخر زمانہ میں کلنکی اوتار لے کر آئے۔ جس کو وہ مہدی یا مسیح خیال کرتے ہیں۔

[4] ؎

غیرت حق، مرزا قادیانی کے ہوئی جب سدراہ
خود بقول مرزا جو تھا شریر و پر گناہ
مفتری صادق کے آگے مر گیا ہو کر تباہ
مفتری ہوتا ہے آخر اس جہان میں روسیاہ
جلد تر ہوتا ہے برہم افتراء کا کاروبار

یہ مرزا قادیانی کا شعر ہے۔ اس پر مصرعہ لگایا گیا ہے، کیا چٹخارا ہوا مضمون ہے اور کیسا چسپاں ہے۔

ان کے عقیدے سے پھر گئے۔ ان پر بڑے گرما گرمی سے رو پر ور ہونے لگے۔ تمام دنیا میں ان کے دجال ہونے کا اور کفر کا فتویٰ شائع ہو گیا۔ اس پر بھی آپ لوگوں کو احساس نہ ہو تو میرا کیا اجارہ ہے۔ عقل سلیم آپ لوگ سے صلب کر لی گئی ہے اور بعینہ فونوگرام بن گئے۔ جو کچھ قادیانی ترانہ آپ کے دلوں کے رکارڈ میں بھر دیا گیا ہے وہی آواز نکلتی ہے۔

اب بھی چیلو! توبہ کا دروازہ اب تک کھلا ہوا ہے۔ موت کی گرم بازاری انواع اقسام سے مرزا قادیانی کے قدم نحس کی بدولت تمام دنیا میں ''ان بطش ربك لشديد '' کی منادی ہو چکی ہے۔ مبارک وہ لوگ ہیں جو اس منادی پر کان دھریں اور اپنے سچے نبی خاتم الرسلین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی دل سے پیروی کر کے شیطانی عقائد باطلہ سے اپنے کو بچاویں اور اس کو غور سے تخلیہ میں تجویز کریں کہ اس تیرہ سو برس میں آج تک کتنے جھوٹے مہدی اور مسیح پیدا ہوتے گئے۔ مگر اسلام کا کیا بگڑا۔ سوائے اس کے کہ معدودہ چند لوگ اسلام کی فہرست سے خارج ہو گئے اور ان کی جگہ درک اسفل مقرر ہو گئی اور مشیت الٰہی نے اپنی حکمت بالغہ سے ان کو حقیقی اسلام اور اتباع رسالت مصطفوی سے محروم رکھا۔

میرے پیارے عزیز ملک منصور! بقول ارشاد مرزا قادیانی کے (کہ کسی قدر مرارت بھی لازمۂ حق گوئی ہے) جا بجا ہم نے محض نیک نیتی سے واسطے افادہ عوام وخواص کے براہ بہی خواہی مرزائیان کے واقعہ صحیحہ کا اعادہ کیا ہے اور مرزا قادیانی کی منہاج نبوت ومہدویت کا اظہار کیا ہے۔ خدا کے لئے خفا نہ ہونا۔ بلکہ تخلیہ میں خدا کو حاضر وناظر جان کر اس رسالہ کو سامنے رکھ کر ذرا غور کیجئے اور ان واقعات کو پیش نظر رکھ کر خود ہی دل میں فیصلہ کر لیجئے کہ جس شخص کے افعال واقوال باہم ایسے متضاد ہوں (مسیحیت اور مہدویت تو درکنار) بھلا کبھی وہ ہم چشموں میں اپنی سوسائٹی کے قابل اعتبار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ واللہ! ہرگز نہیں۔ ثم باللہ ہرگز نہیں۔ ضرور آپ بھی دل میں بلا تکلف اعتراف کیجئے گا اور آپ کا دل گواہی دے گا کہ فیصلہ آسمانی واقعی آسمانی فیصلہ ہے۔ اس سے انکار کرنے کی ہرگز جرأت نہیں ہو سکتی۔ لیکن پھر بھی آپ کو یہاں شیطانی وسواس یا دوسرے لفظوں میں دنیاوی حجاب کا روڑا صراط مستقیم سے روک رہا ہے۔ بڑے بہادر اور دانشمند وہ ہیں کہ اس مقام پر خدا کی سچی توحید اور رسالت مصطفوی کی مضبوط ڈوری کو پکڑ لیں اور شیطانی وسواس اور بے جا حجاب کی مزاحمت کر کے صدق دل سے توبہ کر کے اس قدوس ذوالجلال کے آگے سر عجز ونیاز کو جھکا دیں کہ ایسی سرافگندگی اس کے حضور میں باعث قبولیت ہو جاتی ہے۔

”اللھم اھدنا الصراط المستقیم ۔ ایاك نعبد وایاك نستعین ۔ آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین ربنا وتقبل منا انك انت السمیع العلیم“

لطیفہ

خاتمہ کتاب میں مرزا قادیانی آنجہانی کے چندوہ الہامات جس کے سچے ہونے میں مرزا قادیانی کے کسی مخالف کو بھی کچھ عذر نہیں ہوگا۔ بنظر مزید دلچسپی ناظرین ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ مگر حضرات ناظرین سے دست بستہ التماس ہے کہ مرزا قادیانی کے ان الہامات پر خدا کے واسطے مضحکہ نہ اڑائیے گا۔ کیونکہ یہ حضرت مسیح قادیان کے (جیسا کچھ بھی ہو) الہام تو ہیں۔

۱...... مرزا قادیانی کو الہام ہوا ہے کہ کبھی معدے کے خلل سے ورم بھی ہو جاتی ہے۔

(ریویو، اپریل)

سبحان اللہ! کیا لطیف الہام ہے جو آج تک کسی طبیب یونانی یا ڈاکٹران انگریزی کو بھی معلوم نہ ہوا تھا۔ معلوم تھا تو مرزا قادیانی کو۔ اس کی اطلاع ان اطباء نے کیوں نہ دی۔ ناظرین یہ البتہ مرزا قادیانی کے الہام ہیں۔

۲...... مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ: ”رعایا میں سے ایک شخص کی موت۔“ (ریویو، اپریل)

کون بے ایمان ہے جو اس الہام کو سچ نہ مانے گا۔ واہ کیا کہنے ہیں الہام تو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ دشمن بھی مان جائے۔

۳...... الہام ہوا: ”فتح“ (ریویو، اپریل)

کس کی؟ یہ مت پوچھو۔ جس کی ہوگی وقت آنے پر کہہ دیں گے۔

صاحبو! مرزا قادیانی کے ایسے ویسے جیسے تیسے سو نہیں بلکہ ہزاروں مزخرف الہامات خود ان کے تصنیفات میں بھرے پڑے ہیں۔ جس کو اہل طبع سلیم دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھے گا کہ بے شک مرزا قادیانی کے الہامات مندرجہ ذیل شعر کے مصداق ہیں۔

ایں کرامت ولی ماچہ عجب
گربہ شاشید گفت باران شد

مرزائی حضرات بس ان تینوں کو دیکھ کر دل میں شرمائیں اور پھر کبھی الہام کا فقرہ اپنی زبان سے نہ نکالیں۔ زیادہ ”والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ“

الراقم: ملک نظیر احسن بہاری، سابقہ مرید مرزا قادیانی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

چودھویں صدی

کے

مجددین

جناب عبدالستار انصاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین کرام! چند ماہ قبل مقامی گورنمنٹ ہسپتال میں زیر علاج ایک مریض کے ذریعہ جیبی سائز کا ایک پمفلٹ ''چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟'' کے عنوان سے جو حافظ آباد کے مرزائی کارکنوں نے ہسپتال میں خفیہ طور پر تقسیم کیا تھا۔ ملا۔ اسے محمد اعظم اکسیر نے تحریر کیا اور یہ احمد اکیڈمی ربوہ (چناب نگر) کی جانب سے ناشر جمال الدین انجم کے زیر اہتمام محمد محسن لاہور آرٹ پریس لاہور سے شائع ہوا ہے۔ جس میں:

اوّل...... مرزائی مصنف نے (ابوداؤد ج۲ ص۲۴۱، مشکوٰۃ ص۳۶) کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ: ''خدا! اس امت میں ہر صدی کے سر پر مجددین بھیجتا رہے گا۔''

دوم...... ۱۲۹۱ھ میں شائع ہونے والی ایک غیر معروف اور گمنام مصنف کی کتاب ''حجج الکرامہ'' میں مذکورہ حدیث کے تحت آنے والے تیرہ صدیوں کے مجددین کی تفصیل پیش کی ہے۔

سوم...... تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست لکھ کر ۱۴ویں صدی کے مجدد کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ کہاں ہے؟

چہارم...... ''مجدد عصر کا اعلان'' کے تحت لکھتے ہیں: فرمودۂ رسالت مآب ﷺ کے مطابق عین وقت پر مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ نے اعلان کیا۔

''جب تیرھویں صدی کا خیر ہوا اور چودھری صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعے سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔

(کتاب البریہ ص۱۸۳، حاشیہ خزائن ج۱۳ ص۲۰۱)

آخر پر خدارا سوچئے! کے تحت لکھتے ہیں کہ: ''۸ نومبر ۱۹۸۰ء کو چودھویں صدی ختم ہو چکی ہے۔ سوچئے اور سوچ کر بتائیے کہ فرمودہ رسول ﷺ کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد و مسیح و مہدی کہاں ہے؟''

مرزائی مصنف نے اس مختصر تحریر میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ حالانکہ جہاں یہ کوشش اور جسارت ملت اسلامیہ کے اجتماعی عقیدہ کی توہین ہے۔ وہاں ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے پاس کردہ ترمیمی قانون کی کھلی توہین اور باغیانہ جرأت بھی ہے۔

مصنف کے تحریر کردہ الہام سے بقول مرزا قادیانی اللہ کی طرف سے صرف مجدد ہونے کی خبر نہ دی گئی تو مرزا غلام احمد نے ''کھڑے ہونے کی جگہ مل جائے تو بیٹھنے کی جگہ خود بنالوں گا۔'' کے مصداق مجدد کے ساتھ نبوت کا کافرانہ دعویٰ کر دیا۔

بات مجدد تک رہتی تو شاید امت مسلمہ میں اتنے جوش و خروش کا مظاہرہ دیکھنے میں نہ آتا۔ لیکن قادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے قرآن پاک اور ارشادات نبوی ﷺ اور اجماع امت کا انکار کر کے صریح کفر کو اختیار کر لیا تو پھر جب مسلمان ہی نہ رہا تو مجدد، محدث اور ولی کیسا؟ اور دعویٰ نبوت جو تقریباً ۱۹۰۰ء کے بعد کیا گیا۔ اس سے پہلے خود مرزا غلام احمد آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر اور مسیلمہ کذاب کا بھائی لکھتا رہا۔ جبکہ بقول قادیانی کذاب کے وحی کا آغاز ۱۸۷۶ء میں سیالکوٹ ملازمت کے دوران شروع ہو چکا تھا۔ وحی والہام جو بقول مرزا کے اللہ کی طرف سے ہوا تو ۱۹۰۰ء تک ہوئی ۲۴ سال موسلا دھار بارش کی طرح وحی کرنے والے نے بھی مرزا قادیانی کو آگاہ نہ کیا کہ آگے چل کر تو خود اپنے تحریر کردہ احکام کے جال میں پھنس جائے گا۔ واقعتاً ''دروغ گورا حافظہ نہ باشد'' کے مصداق ۱۹۰۲ء تک جسے یہ خود ساختہ حامل وحی اور الہام کا دعویدار کفر سمجھتا رہا اسے اسلام سمجھنے لگ گیا۔ طے شدہ بات ہے کفر بہر حال کفر ہی رہتا ہے۔ کسی کے سمجھنے سے اسلام نہیں بنتا۔ فرعون و نمرود کو کچھ بدنصیب اگر الٰہ سمجھ بیٹھیں تو وہ الٰہ نہیں بنیں گے۔ صرف سمجھنے والے کافر ہوئے۔ زہر زہر ہے اس کو تریاق کہہ دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدلتی۔ ازاں بعد دعویٰ نبوت و رسالت میں بھی کیا آیات قرآنی کو اپنے متعلق چسپاں کرنے کی کوشش کی گئی۔ نہ ماننے والوں کو کافر وغیرہ لکھا گیا۔

غیر احمدیوں کے بچوں تک کے جنازے پڑھنے حرام قرار دیئے گئے بلکہ خود مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ نہ پڑھا۔ اس لئے کہ اس عکرمہؓ جیسے خوش نصیب نے ابو جہل جیسے باپ کو نہیں مانا تھا۔ اور مشہور بات ہے۔ کہ ظفر اللہ نے باوجود پاکستان کے وزیر خارجہ ہونے کے بانی پاکستان قائداعظمؒ کے جنازے میں شرکت نہیں کی بلکہ علیحدہ کھڑا رہا۔ اور پوچھنے پر صاف صاف کہہ دیا کہ مسلمان حکومت کا کافر وزیر مجھے سمجھ لو یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر مجھے سمجھ لو۔

میں نے ایک پمفلٹ ۱۹۷۴ء میں حافظ آباد کے ایک منتخب ممبر قومی اسمبلی کے لئے لکھا تھا۔ تا کہ اسمبلی میں اسلامیان علاقہ حافظ آباد کی نمائندگی کرتے ہوئے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت کرے۔ اس مختصر پمفلٹ میں تصویر کے دونوں رخ دکھائے گئے۔ مرزا پہلے کیا کہتا رہا اور بعد میں ہندو اور انگریز کی شہہ پر کیا کچھ کر گزرا۔

مفادِ عامہ کے پیش نظر اسے بھی شائع کر رہا ہوں۔ کہ عوام الناس خود مطالعہ کریں۔ اور سمجھیں کہ چودھویں صدی کا قادیانی دجال کذاب یا صیاد کس بری طرح اپنے تیار کردہ دام میں الجھ کر پھڑ پھڑا رہا ہے۔

بعثت مجدد کی خبر

حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں۔ فرمایا: ''ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا'' (مشکوٰۃ شریف، ابی داؤد ج ۲ ص ۱۳۲، باب مایذکر فی قدر المائۃ) بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے ختم پر ایسا شخص بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا۔

حدیث تجدید کی شرح اور مجددیت کی حقیقت

حاشیہ از مفتی غلام سرور صاحب قادری رضوی ایم اے اسلامک لاء یونیورسٹی بہاولپور

یعنی جب علم و سنت میں کمی اور جہل و بدعت میں زیادتی ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ اس صدی کے ختم یا شروع پر ایسا شخص پیدا کرے گا جو سنت و بدعت میں امتیازی شان پیدا کرے گا۔ علم کو زیادہ اور اہل علم کی عزت کرے گا۔ بدعت کا قلع قمع کرے گا۔ اور اہل بدعت کی شوکت توڑ دے گا۔ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا۔ سربکف ہو کر دین محمدی ﷺ کے جھنڈے گاڑے گا۔

شیخ ابوزہرہ مصری نے اپنی کتاب (اسلامی مذاہب) میں قادیانی عنوان کے تحت لکھا ہے کہ: ''رہا مرزا قادیانی کا مجدد والی حدیث سے تمسک! تو اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ مجدد دین سابقین نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ معجزات کا پھر مرزا ایک مستثنیٰ شخصیت کیونکر ہو سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی تعلیمات کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔'' (اسلامی مذاہب ص ۳۸۸)

شان مجدد

اللہ تعالیٰ نے جہاں امت محمد ﷺ پر اپنی ہر نعمت تمام کر دی اور دین حنیف کو مکمل فرما دیا۔ وہاں نبوت کا سلسلۂ عالیہ بھی سرور کائنات حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم کر دیا۔

آنحضور ﷺ کے بعد اصلاح خلق اور نفاذ و اجرائے احکام شرعیہ کا مقدس فرض علماء و صلحائے امت بجا لاتے رہے۔

ہر دور میں کاملین کی ایک جماعت سرگرم عمل رہی ہے۔ جو صداقت عزم عشق دین اور پاکیزگی قلب کے اعتبار سے عامۃ الناس میں ممتاز رہی ہے۔ ایسے افراد کا ظہور حالات کی نزاکت

اور ضروریات زمانہ کے مطابق ہوتا ہے۔ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کے لاتعداد احسانوں میں سے ایک بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے دین کے احیاء واجراء کی خاطر دنیا کو کسی دور میں بھی اپنے "عبادی الشکور" سے خالی نہیں رہنے دیا۔ تطہیر و تعمیر فکر، اصلاح احوال، تجدید دین، تہذیب و تنظیم، دعوت وارشاد، تفقہ واجتہاد، تذکر و تزکیہ، تنقید و تنقیح، حفظ وراثت ونبوت، جہاد بالسیف واللسان والقلم، قیام حق وہدایت فی الارض والامت کے لحاظ سے ان کے کارنامے جو انہوں نے اپنے عہد میں سرانجام دیئے۔ ناقابل فراموش ہیں۔

ایسے ہی کاملین میں بطور خاص قابل ذکر شخصیت "مجدد" کی ہے۔ مجدد اپنے فکر صحیح کے ساتھ اسلامی اخلاق کا کامل نمونہ ہوتا ہے۔ وہ ایک بے باک مبصر، مجسمۂ ایثار اور آئینہ اسلام ہوتا ہے۔ اور حق و باطل میں ذرہ بھر آمیزش اور کسی قسم کی مصالحت روا نہیں رکھتا۔ فوز وفلاح کے جتنے کچھ انعامات امت کو حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے وسیلہ سے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ خود شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا ہے۔

مجدد آں است کہ ہر چہ درآں مدت از فیوض برائے امت
رسد بہ توسط او رسد اگر چہ اقطاب واوتاد دراں وقت باشند

مجددیت کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر جو گوناگوں احسانات فرمائے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کی ہدایت کے لئے اور اپنے قرب و رضا اور جنت کا ان کو مستحق بنانے کے لئے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک یہ سلسلہ ہزاروں سال جاری رہا۔ اور انسانوں کی روحانی استعداد فطری طور پر بھی اور انبیاء علیہم السلام کی مسلسل تعلیم و تربیت کے ذریعہ بھی برابر ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اب سے کوئی چودہ سو سال پہلے جب انسانیت روحانی استعداد کے لحاظ سے گویا بالغ ہوگئی۔ تو حکمت الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرما دیا جائے۔ جو سب قوموں کے حسب حال ہو اور جس میں آئندہ کبھی کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہ ہو اور ایک ایسے نبی و رسول کے ذریعہ اس ہدایت اور اس دین کو بھیجا جائے جو سب ملکوں اور سب قوموں کا نبی ہو اور پھر اسی پر نبوت کے اس سلسلہ کو ختم کر دیا جائے۔ حکمت خداوندی نے اس فیصلہ کے مطابق حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعے بھیجے ہوئے مقدس صحیفۂ قرآن مجید میں ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعلان بھی فرما دیا۔

حضورﷺ کی تشریف آوری سے قبل پوری انسانیت کو اکٹھے کرنے کے لئے صرف اور صرف توحید باری تعالیٰ مرکزی نقطہ اور نعرہ تھا کیونکہ نبوت کسی نبی کی بھی عالمگیر نہیں تھی۔ ہر نبی ایک مخصوص علاقہ یا گروہ، قبیلہ کے لئے ہادی بنائے گئے تھے۔ اور ان سب میں ایک قدرے مشترک اور مرکزیت ہے تو وہ توحید باری تعالیٰ "لا الـــــــہ الا اللہ" کے کلمہ پر ہے اور سید کائناتﷺ کا سارے جہانوں کے لئے رسول وہادی بن کر تشریف لانا تمام عالمین کے لئے رحمت بن کر آنا۔ سب کو ڈر سنانے والا اور مبشر بن کے سب کی طرف تشریف لانا۔ گویا اب ساری کائنات کے اتحاد کے لئے رسول کریمﷺ کو عالمگیر شانوں کے ساتھ رسول اور نبی ماننا بلکہ خاتم النبیین ماننا از حد ضروری ہے۔ آپ تاریخ عالم کا مطالعہ کریں۔ آنحضرتﷺ کی بعثت سے قبل جتنے کذاب ہوئے سب نے اللہ۔ رب ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ دعویٰ نبوت سے اہل اسلام کی مرکزیت متاثر ہوتی ہے اور دشمن کا ہدف ہمیشہ مرکز ومحور ہوتا ہے۔ تبھی تو آنحضرتﷺ کے زمانہ مبارک سے شروع ہو کر یعنی مسلیمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی تک جس کذاب نے بھی کافرانہ دعویٰ کیا الوہیت کے بجائے دعویٰ نبوت کیا۔ دشمن ہمیشہ مرکز شکن ضرب لگانے کی کوشش میں معروف رہے ہیں۔ میرے نزدیک نمرود، شداد، فرعون جیسے کافروں کا دعوائے الوہیت جتنا سنگین مرکز توڑ اور کافرانہ ہے۔ اسی طرح مسلیمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک یا اس کے بعد جتنے کذاب دعویٰ نبوت کریں۔ ان کا دعویٰ نبوت بھی فرعون وشداد سے کم کافرانہ کسی صورت بھی نہیں۔

حفاظت دین کا فطری اور قدرتی انتظام

چونکہ یہ دین قیامت تک کے لئے اور دنیا کی ساری قوموں کے لئے آیا اور مختلف انقلابات سے اس کو گزرنا اور دنیا کی ساری قوموں اور ملتوں کی تہذیبوں سے اس کا واسطہ پڑنا تھا۔ اور ہر مزاج وقماش کے لوگوں کو اس میں آنا تھا۔ اس لئے قدرتی طور پر ناگزیر تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی آسمانی تعلیم وہدایت میں طرح طرح کی تحریفیں اور آمیزش ہوئیں۔ اور عقائد واعمال کی بدعتوں نے ان میں جگہ پائی۔ اسی طرح خدا کی نازل کی ہوئی۔ اس آخری ہدایت وتعلیم میں بھی تحریف وتبدیل کی کوششیں کی جائیں۔ اور فاسد مزاج عناصر اس کو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لئے حقائق دینیہ کی غلط تاویلیں کریں۔ اور سادہ لوح عوام ان کے دجل وتلبیس کا شکار ہوں۔ اور اس طرح یہ امت بھی عقائد واعمال کی بھول بھلیوں میں بھٹک جائے۔ اس لئے سلسلۂ نبوت ختم ہو جانے کے ساتھ ہی اس دین کی

حفاظت کے لئے ایک خاص انتظام کردیا گیا۔

کہ اللہ عزوجل نے خود قرآن پاک میں اعلان فرمایا کہ: ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون '' کے مطابق اس کامل واکمل دین کی حفاظت کا ذمہ لے لیا اور اس باطنی نظام کے ساتھ ظاہری نظام کا بھی اہتمام فرمایا کہ ہر دور میں کچھ ایسے بندگان پیدا ہوتے رہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی خاص فہم وبصیرت عطا ہو جس کی وجہ سے اسلام اور غیر اسلام سنت وبدعت کے درمیان امتیازی لکیر کھینچ سکیں اور اس کے ساتھ دین کی حفاظت کا خاص داعیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں میں ڈالا جائے۔ اور اس راہ میں ایسی عزیمت بھی ان کو عطا فرمائی جائے کہ ناموافق سے ناموافق حالات میں بھی وہ اس قسم کے ہر فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوجائیں۔ اور دین حق کے چشمہ صافی میں الحاد وگمراہی کی کوئی آمیزش نہ ہونے دیں۔ اور امت کے عقائد واعمال میں جب کوئی فساد پیدا ہو یا غفلت اور بے دینی کا غلبہ ہو تو خاتم النبیین ﷺ کے ایک وفادار جانثار لشکری کی طرح وہ اس کی بیخ کنی کے لئے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جدوجہد کریں۔ اور کوئی لالچ نہ کوئی خوف ان کے قدم روک سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے اس ضرورت کا بھی اہتمام فرمایا اور اس کے آخری رسول ﷺ نے مختلف موقعوں پر حکمت الٰہی کے اس فیصلہ کا اعلان فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ میری امت میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو دین کی امانت کے حامل وامین اور محافظ ہوں گے۔ وہ اہل افراط وتفریط کی تحریفات سے دین کو محفوظ رکھیں گے۔ اور اس آخری دین کو بالکل اصلی شکل میں امت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔ اور اس میں نئی روح پھونکتے رہیں گے۔ اس کام کا اصلاحی عنوان تجدید دین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے یہ کام لے وہی مجددین ہیں۔''

چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کی شریعت کے قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات بھی قدرت کاملہ کی طرف سے پیش از پیش کئے گئے اور امت کو ان انتظامات سے بطور پیش گوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کردیا گیا۔ بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیث صحیحہ میں۔ چنانچہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا بھی انہیں انتظامات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ایک صدی میں ایک مجدد ہوتا ہے۔ مگر یہ بات صحیح نہیں۔ مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کو اپنے مجدد ہونے کا علم ہو۔

اللہ تعالیٰ بعض وقت اپنے کسی بندہ کو مصلحت عامہ کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ مجدد کی سب سے بڑی پہچان اس کے کارنامے ہیں۔ حمایت دین اور اقامت سنت اور ازالہ بدعت اس کی خاص شان ہوتی ہے۔ غیر معمولی کوشش اس سے ظہور میں آتی ہے۔ اور اس کی کوشش کا غیر معمولی نتیجہ یعنی توقع سے بہت زائد نکلتا ہے۔

تعمیم تجدید

محققین کا کہنا ہے کہ امر تجدید علماء، فقہاء اور مجتہدین سے ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ بادشاہان اسلام۔ قرأء، محدثین، زاہد، عابد، واعظ نحو وصرف، تاریخ وسیرت کے علماء، سخی اور دولت مند بھی اس میں شامل ہیں۔ جو مال ودولت لٹا کر علماء کرام، مجتہدین عظام سے دین کے تجدید طلب امور کو تازہ کراتے ہیں۔ اور یہ امر کسی ایک فرقہ سے بھی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ حنفی مذہب ہو یا مالکی، شافعی ہو یا حنبلی، ہر مذہب میں مجدد پیدا ہوتے چلے آئے ہیں۔ ہاں کچھ اکابر ایسے ہیں جنہوں نے صرف اپنے ہی ہم مسلک مجددین کی فہرست معرض تحریر میں رکھی ہے۔ جس سے دوسروں کی نفی مقصود نہیں۔

حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ایک سو سال کے بعد دوسری صدی شروع ہو جاتی ہے۔ جس میں پہلی صدی کا کوئی شخص زندہ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اس امت میں سو سال سے زائد عمر شاذ ونادر ہی ہوتی ہے۔ البتہ دین وشریعت مطہرہ نے ہمیشہ رہنا ہے۔ اس کے احکام کو گردش گردوں اور تغیرات زمانہ متاثر نہیں کر سکتے۔ وہ جیسے تھے ویسے ہی رہتے ہیں۔ ہاں ان کی افہام وتفہیم اور جان پہچان والی شخصیتیں راہی عدم ہو جاتی ہیں اور دین کی دھوم مچانے والے حضرات موت العالم موت العالم کے مطابق دنیا کو سونا اور بے رونق کر کے ملک بقاء کو رخصت ہو جاتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے افکار شریعت کے احکام سے ناواقف اور ان کے اذہان اس کی حکمتوں سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ یہی چیز دین سے ان کی لاابالی اور شریعت پاک سے بے رغبتی کا باعث ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مسائل اور ضروریات ایسے مجبور ہو کر رہ جاتے ہیں جیسے ایک پرانی چیز کو ناقابل استعمال گردان کر اس سے نظر التفات ہٹالی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ ایسی شخصیتیں جن کا ظاہر شریعت کے احکام اور باطن طریقت کے اسرار سے آراستہ ہوتا ہے۔ بھیج کر "وانا لہ لحفظون" (الحجر:۹) کہ ہم اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں) کا کرشمہ ظہور میں لاتے ہیں۔ اور ان سے خدمت دین لیتا ہے۔ اور ان میں جذبۂ احیاء سنت ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے کہ وہ گمراہی کے بڑے بڑے طوفانوں سے ٹکر لینے سے گریز نہیں کرتے اور ہر طرح کے کیل کانٹے عبور کر کے

خدمت دین کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

یہ بات زبان زدعام ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد مبعوث ہوتا ہے۔ مگر بہ نظر تحقیق جو مترشح ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بیک وقت کئی ایک مجدد ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہوتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ عنقریب قارئین کرام کچھ مجددین حضرات سے شرف تعارف بھی حاصل فرمائیں گے۔

سبحان اللہ...... اللہ والوں کی مبارک زندگی باشندگان جہاں کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ جن کے وسیلہ جلیلہ سے مصیبتیں ٹلتی اور مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور ان کے وجود باجود کی برکتوں سے وہ عقدے ایک چٹکی سے حل ہوجاتے ہیں۔ جنہیں نہ کسی کا ناخن تدبیر کھول، نہ ترازوئے عقل تول سکے۔ وہ پاک شخصیتیں اپنی صورت وسیرت، رفتار، گفتار، روش اور ادا میں رسول اللہ ﷺ کی تصویر اور صفات قدسیہ کی مظہر ہوتی ہیں۔ وہ جہاں اسرار شریعت کی حامل ہوتی ہیں۔ وہاں رموز طریقت کی امین بھی۔

قدرت خداوندی نے ہر قرن میں ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ جن کا کام ہر خطرہ سے نڈر ہوکر راہ حق کے ان نشانات کو بے غبار کر دکھاتا ہے۔ جو اہل زمانہ کے افراط وتفریط کی تیز اور تند لہروں سے پامال ہوجاتے ہیں۔

بلکہ ہر صدی کا ختم یا آغاز ایسے بے باک حق کے داعیوں کی نوید بعثت کا ضرور حامل ہوتا ہے۔ اور یہ مردان خدا ہی ہوتے ہیں۔ جن کی علمی اور عملی جدوجہد اور نگاہ کرم سے عالم کی بہار برقرار ہے۔ اگر ان کا وجود باجود نہ ہو تو سب کچھ برباد ہوکر رہ جائے۔

مجددین کے متعلق اہم معلومات

سطور بالا جو کہ سلف صالحین کے بیانات کی روشنی میں تحریر ہو چکی ہیں۔ ان سے جو معلومات مجددین عظام کے متعلق واضح ہوتی ہیں۔ مختصراً پیش خدمت ہیں۔

۱...... آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق کہ اصلاح حال اور دین حقہ میں تازگی پیدا کرنے کے لئے ہر صدی میں مجدد پیدا ہوتے رہیں گے۔

۲...... مجددین ہر صدی کے کسی نہ کسی حصہ میں تجدید کے لئے ضرور ظاہر ہوکر سعی وکوشش فرمائیں گے۔

۳...... مجددین ہر صدی میں ایک سے زیادہ ہوتے رہے ہیں۔ اور مختلف علاقوں میں بھی ہو سکتے اور ہوتے رہیں گے۔ بلکہ ہوتے رہے ہیں۔

۴...... مجددین مختلف فقہیہ طبقات یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی گویا ہر طبقہ سے ہوتے رہے

ہیں۔اور آئندہ بھی یقیناً ایسا ہی ہوگا۔

۵...... جن مجددین پاک کے متعلق آج تک تاریخ نے معلومات فراہم کئے ہیں۔ان سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا ہے۔کہ آج تک کسی مجدد نے اپنے مجدد ہونے۔اپنے متعلق حامل وحی، صاحب معجزات، اور صاحب رسالت ونبوت ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز چودھویں صدی کا مجدد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قادیانی کذاب نے دعوائے نبوت کر کے واضح طور پر اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے خارج کرلیا ہے۔ کسی بزرگ نے فرمایا کہ ہندسہ ایک کے ساتھ جوں جوں صفر زیادہ لگاتے جائیں رقم بڑھتی جائے گی۔ لیکن ایک کا ہندسہ مٹا دینے سے چاہے کتنے بھی صفر ہوں۔سب بے وقعت ہو جائیں گے۔ بالکل اسی طرح ایمان کا ایکانہ ہو تو پھر کوئی عمل بھی حقیقت میں بالکل عمل ہی نہیں۔ کفر ایسی خباثت ہے۔ جو ہر عمل کو برباد کردیتی ہے۔ کفر کسی بھی مقام ومرتبہ کے حصول میں بدترین رکاوٹ ہے۔ تو پھر کذاب قادیانی کا دعویٰ مجددیت۔ چہ معنیٰ!

پہلی صدی سے چودھویں صدی تک کے کچھ مجددین کے مبارک نام

پہلی صدی کے مجدد

پہلی صدی کے مجدد عمر بن عبدالعزیزؒ جن کا وصال ۱۰۱ھ میں ہوا۔ پہلی صدی کے دوسرے مجدد امام محمد بن سیرینؒ ہیں جن کا وصال ۱۱۰ھ میں ہوا۔

دوسری صدی کے مجدد

حضرت امام حسن بصریؒ متوفی ۱۱۰ھ

امام اعظم ابوحنیفہؒ متوفی ۱۵۰ھ

امام محمد بن حسن شیبانیؒ جن کا وصال ۱۸۵ھ میں ہوا

امام مالک بن انسؒ متوفی ۱۷۹ھ

امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ

امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظمؒ متوفی ۲۰۳ھ

تیسری صدی کے مجدد

امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی صاحب سننؒ متوفی ۳۰۶ھ

امام احمد بن حنبلؒ متوفی ۲۴۱ھ

چوتھی صدی کے مجدد

امام طحاویؒ متوفی ۳۲۱ھ اور امام اسماعیل بن حماد جوہری بغویؒ متوفی ۳۹۳ھ و امام ابو جعفر بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ و امام ابو حاتم رازیؒ متوفی ۳۲۷ھ

پانچویں صدی کے مجدد

امام ابو نعیم اصفہانیؒ متوفی ۴۳۰ھ، امام ابو الحسین احمد بن محمد بن ابو بکر القدوریؒ متوفی ۴۲۸ھ

امام علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانیؒ متوفی ۵۰۲ھ و امام محمد بن محمد غزالیؒ متوفی ۵۰۵ھ

چھٹی صدی کے مجدد

امام فخر الدین ابو الفضل عمر رازیؒ وصال ۶۰۶ھ و علامہ امام عمر نسفی صاحب العقائدؒ وصال ۵۳۷ء و امام قاضی فخر الدین حسین منصورؒ وصال ۵۹۲ھ صاحب فتاویٰ قاضی خان اور حضرت امام ابو محمد حسین بن مسعود فراءؒ متوفی ۵۱۶ھ

ساتویں صدی کے مجدد

علامہ امام ابو الفضل جمال الدین محمد بن افریقی مصریؒ صاحب لسان العرب وصال ۷۱۱ھ اور شیخ المشائخ خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ وصال ۶۳۲ھ، حضرت خواجہ خواجگان سلطان المشائخ معین الدین چشتی اجمیریؒ وصال ۶۳۳ھ، امام ابو الحسن عز الدین علی بن محمد معروف ابن اثیر وصال ۶۳۰ھ اور امام اولیاء شیخ اکبر محی الدین محمد معروف ابن عربیؒ وصال ۶۳۸ھ

آٹھویں صدی کے مجدد

امام عارف باللہ تاج الدین بن عطاء اللہ سکندریؒ وصال ۷۰۷ھ اور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ وصال ۷۲۵ھ، علامہ امام عمر بن مسعود تفتازانیؒ وصال ۷۹۲ھ

نویں صدی کے مجدد

امام حافظ جلال الدین ابو بکر عبد الرحمٰن سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ، امام نور الدین علی بن احمد مصری سمہودی صاحب وفا الوفاء متوفی ۹۱۱ھ، امام محمد بن یوسف کرمانی شارح بخاری متوفی ۸۸۶ھ، امام شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمٰن سخاویؒ متوفی ۹۰۲ھ، علامہ امام سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ

دسویں صدی کے مجدد

حضرت امام شہاب الدین ابو بکر احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح بخاری متوفی ۹۱۳ھ وعارف باللہ امام محمد شربینیؒ صاحب تفسیر سراج منیر متوفی ۹۱۹ھ وعلامہ شیخ محمد طاہر محدث پٹنیؒ متوفی ۹۸۶ھ

گیارھویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ امام علی بن سلطان قاریؒ وصال ۱۰۱۱ھ وحضرت امام ربانی عارف باللہ جناب شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانیؒ متوفی ۱۰۳۴ھ اور حضرت سلطان العارفین محمد باہوؒ ۱۱۰۲ھ

بارہویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ مولانا امام ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ، حضرت علامہ عارف باللہ امام عبدالغنی نابلسیؒ متوفی ۱۱۴۳ھ، حضرت علامہ شیخ احمد ملاجیون متوفی ۱۱۲۵ھ

تیرھویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ امام بحرالعلوم عبدالعلی لکھنویؒ متوفی ۱۲۲۶ھ، علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ، علامہ عارف باللہ احمد بن اسماعیل طحطاویؒ ۱۲۳۱ھ، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ متوفی ۱۲۳۹ھ

چودھویں صدی کے مجدد

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری صاحب فاضل بریلویؒ، آپ کی ولادت باسعادت بھارت کے صوبہ یوپی کے شہر بریلی میں ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ بوقت ظہر اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خانؒ کے گھر میں ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خانؒ نے علم دین وشریعت کو حضرت مولانا غلام قادر صاحب اور اپنے فاضل مکرم والد صاحب حضرت مولانا نقی علی خانؒ سے حاصل فرمایا۔ اور تیرہ برس دس ماہ کی عمر میں حفظ قرآن پاک سے شروع کر کے صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، اصول معانی وبیان، تاریخ، جغرافیہ، حساب، منطق فلسفہ، ہیئت وغیرہ وجمیع علوم دینیہ عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو سند فراغت حاصل اور دستار فضیلت زیب سر فرمائی۔

امام اہل سنت نے سلوک وطریقت کے علوم امام اولیاء سیدنا ومرشدنا شاہ آل رسول

ماہرویؒ سے حاصل کیے۔ اور ان کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ انہوں نے آپ کو تمام سلاسل میں اجازت وخلافت بخشی۔ نیز آپ نے حضرت امام اولیاء ابوالحسن نوری ماہرویؒ سے بھی روحانی اور باطنی علوم کا اکتساب کیا۔

فاضل بریلویؒ نے تمام عمر دین مصطفیٰ ﷺ کی اشاعت وتبلیغ میں صرف کردی اور ہزاروں خوش نصیب وسعید دل علم طریقت وشریعت سے منور فرمائے۔

چودھویں صدی کے عظیم مجدد شاہ احمد رضا خانؒ نے ترجمہ قرآن پاک سے شروع کر کے کم وبیش تین ہزار کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جن میں ترجمہ قرآن شریف المعروف کنزالایمان، فتویٰ رضویہ ہزار ہزار صفحہ کی ۱۲ جلدوں میں مرتب فرمایا۔ الدولۃ المکیہ بزبان عربی ساڑھے ۸ گھنٹہ دوران سفر سعید مکہ مکرمہ میں علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر لکھ کر عرب وعجم کے ہزاروں علماء جن میں موافق ومخالف بھی تھے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

مولانا احمد رضا خانؒ نے اپنی ہزاروں تصنیفات کے ذریعہ ہر مسئلہ خواہ شرعی ہو یا تصوف وروحانیت کا مذہبی ہو یا سیاسی، خورد ونوش کا ہو یا زہد وعبادت سے متعلقہ قرآن وحدیث سے اتنے زبردست دلائل سے روشنی ڈالی ہے۔ کہ دین حقہ کا ہر گوشہ چمک اٹھا۔ مسلک حق کے چہرہ پر اہل ہوس کی ڈالی ہوئی گرد کچھ اس طرح جھاڑ دی کہ گرد وغبار کے ساتھ ہی اہل ہوس بھی بے نشان ہو گئے۔

مولانا شاہ احمد رضا خانؒ اسلام کے رجل عظیم، صاحب زبان صاحب قلم، صاحب کردار جنہیں عرب وعجم کے علماء عظام نے مجدد مائۃ حاضرہ تسلیم کیا ہے۔ (دیکھیں انوار رضا۔ اعلیٰ حضرت علماء حرمین کی نظر میں) جن کے وصال پر اہل ہند کے اپنے تو اپنے مخالفین کے اکابرین نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان الفاظ سے افسوس کیا کہ آج دنیا میں علم کا چراغ بجھ گیا اور تحقیق کا آفتاب غروب ہو گیا۔

جن کے متعلق شاعر مشرق مفکر اسلام حضرت علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا:

ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔

مولانا جو رائے ایک دفعہ قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور وفکر کے بعد کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں

کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی۔ اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خان گویا اپنے دور کے امام ابوحنیفہ ہوتے۔

حضرت مولانا احمد رضا خانؒ جو عاشق رسول ﷺ آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت اور چودھویں صدی کے مجدد ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء نماز جمعہ کے وقت بریلی شریف سے لقاء حق کے لئے اس دنیا فانی کو چھوڑ کر چل دیئے۔

چودھویں صدی کے دوسرے مجددؒ

عزت مآب عالی مرتبت سیدنا و مرشدنا اعلیٰ حضرت قبلہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ۔

اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز یکم رمضان ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۸۵۹ء بروز پیر وار کو گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم کا نسبی تعلق والدین شریفین کی طرف سے آل رسول ﷺ یا فرزندان رسول ﷺ طیب و طاہر سلاسل حسنی اور حسینی سے وابستہ ہے۔

حضرت والا نے دینی تعلیم گھر کے پاکیزہ ماحول میں اپنے والد مکرم اور دیگر خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی۔ ازاں بعد تکمیل تعلیم کے لئے حضرت مولانا غلام محی الدین ہزاروی کو مقرر کیا گیا۔ جن سے آپ نے کافیہ تک تعلیم پائی۔ اس کے بعد آپ ایک طالب علم کی شان سے گولڑا شریف سے چل کر موضع بھوئی علاقہ حسن ابدالی، ضلع کیمبل پور (اٹک) کے فاضل اجل حضرت علامہ مولانا محمد شفیع قریشیؒ سے اڑھائی سال میں رسائل منطق قطبی تک اور نحو و اصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔ پھر گولڑا شریف سے تقریباً ایک سو میل دور موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور (سرگودھا) کے حضرت مولانا سلطان محمودؒ سے حصول علم کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔

لیکن حصول علم کی تشنگی اس مرد درویش کو پنجاب سے دور تقریباً اندرون ہند تک لے گئی اور آپ حضرت مولانا احمد حسن محدث کانپوریؒ کے پاس پہنچ گئے۔ چونکہ مولانا کانپوری ہفتہ بعد حج پر جانے کے لئے تیاری فرما رہے تھے۔ تو قبلہ عالم وہاں سے لوٹ کر محدث کانپوریؒ کے استاد محترم استاد الکل حضرت مولانا لطف اللہ نور اللہ مرقدہ علی گڑھی کے درس میں داخل ہوگئے۔

علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ کی ذات گرامی شہرۂ آفاق تھی۔ آپ مفتی عنایت احمد کے شاگرد رشید تھے۔ جو مولانا بزرگ علی علی گڑھی متوفی ۱۲۶۲ھ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی

متوفی ۱۲۶۲ھ کے شاگرد تھے اور شاہ محمد اسحٰق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے نواسے اور جانشین تھے۔

علی گڑھ میں حضرت قبلہ عالمؒ نے قریباً اڑھائی سال تعلیم حاصل کی اور اپنی قابلیت بلند اخلاق اور مثالی کردار کے باعث حضرت استاذ المکرم و دیگر اساتذہ کرام و ہم مکتبوں میں بے حد مقبولیت اور توقیر حاصل فرمائی۔

قبلۂ عالم علی گڑھ سے فارغ ہو کر مزید حصول علم اور سند حدیث حاصل کرنے کے لئے سہارنپور میں مولانا احمد علی محدثؒ کے درس میں جا کر داخل ہو گئے۔ سہارنپور میں مولانا احمد علیؒ محدث فن حدیث کے امام تصور کئے جاتے تھے۔ بخاری شریف پر آپ کے حواشی آپ کی علمیت اور کاملیت پر بیّن ثبوت ہیں۔ آپ مولانا عبدالحیٔ بحر العلوم لکھنویؒ اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ ۱۲۶۱ھ مکہ شریف جا کر خاندان ولی اللٰہی کے مشہور چشم و چراغ شاہ محمد اسحاق سے سند حدیث حاصل کی اور شیخ الحدیث مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سلسلہ صابریہ کے مشہور بزرگ حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی کے استاد تھے۔

قبلہ عالم کی تحقیق علمی اور شرافت، بلندی کردار زہد ریاضت سے واقف ہو کر شیخ الحدیث سہارنپوریؒ نے محسوس کر لیا کہ یہ طالب علم ایک محققانہ بصیرت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عشق الٰہی کے بھی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے علوم ظاہری و باطنی رسمیہ و وہبیہ کے ساتھ ساتھ شریعت و طریقت کی خدمت بھی لینے والا ہے۔ اس لئے اسے زیادہ دیر تک روکنا دین کی خدمت کے منافی ہے۔ چنانچہ ایک روز اچانک اپنے دولت کدہ پر حضرت کی دعوت کی اور پھر سند حدیث سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وطن تشریف لے جائیں اور دین کی خدمت کیجئے۔

حضرت نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلیم لی تھی۔ سند مل گئی۔ جس پر ۱۲۹۵ھ تاریخ مرقوم ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علوم رسمیہ کی تکمیل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی تھی۔ اس کے دو سال بعد یعنی ۱۲۹۷ھ میں شیخ الحدیث مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کا انتقال ہو گیا۔

بیعت

قبلہ عالمؒ نے تعلیم سے فارغ ہو کر تلاش مرشد میں اپنے استاد محترم کے ساتھ شیخ العصر

شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرمائی۔ شمس العارفین غوث زماں حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ، اپنے شیخ کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ علم طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے۔ سلسلہ عالیہ قادری کا فیض اپنے آباء اجداد سے مل چکا تھا۔

نیز دوران سفر سعید مکہ معظمہ میں حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ العزیز شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ سے ملے اور استفادہ کرتے رہے ہیں۔ بالآخر حاجی صاحب قبلہ نے سلسلہ چشتیہ۔ صابریہ کا شجرہ عطا فرما کر اجازت وخلافت سے نوازا۔ حاجی صاحبؒ نے ۱۳۱۷ھ ۱۹۰۰۔۱۸۹۹ء کو مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی اور جنت المعلّٰی میں دفن ہوئے۔

حضرت گولڑویؒ فرماتے تھے۔ کہ عرب شریف کے قیام کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ مجھے اسی جگہ رہائش اختیار کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا۔ جس کا سد باب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے۔ تو بھی علماء عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے۔ اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ جیسے کہ آپ کی تصنیفات وملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ پر بعد میں انکشاف ہوا کہ اس فتنہ سے مراد قادیانیت تھی۔

عالی نسب سید حضرت گولڑویؒ نے جب اپنے آپ کو علوم ظاہری وباطنی سے آراستہ کر لیا۔ کئی علماء حق اور مشائخ عظام کی دعاؤں سے دامن طلب بھر چکے۔ زیارت حرمین شریفین سے تمنا وصل پوری کر چکے۔ نور مصطفیٰ علیہ السلام کی نورانیت سے دل ونگاہ کی دنیا کو منور فرما چکے تو توکل علی اللہ، جہاد فی سبیل اللہ کے لئے میدان عمل میں نکل آئے۔ خدا عزوجل کے دین برحق اسلام کی حمایت میں شب وروز ایک کر دیئے۔ مسلک حق اہل سنت کیخلاف اٹھنے والی ہر آواز کے سامنے سینہ تان کر ڈٹ گئے۔

چودھوی صدی کی شہرہ آفاق اور نامور شخصیت کی زندگی کو جاننے والا کون نہیں جانتا کہ حضرت گولڑویؒ نے حمایت حق میں جس ثابت قدمی سے جلالت چشتیہ کا مظاہرہ فرمایا کہ شیطان لعین کے پروردہ راہ مستقیم سے بھٹکے ہوئے منظم گروہ عبرت ناک تباہی سے دوچار ہوئے۔ اہل اسلام میں انتشار وافتراق کو فروغ دینے کے لئے جو غلط طبقے وجود میں آئے۔ خواہ نیچری ہوں یا چکڑالوی۔ رافضی ہوں یا خارجی، بلکہ کانگریس کی ہندوانہ اور کافرانہ سیاست کیخلاف اس قدر زبردست مجاہدانہ اور مجددانہ کارنمایاں انجام دیئے کہ دلائل کے آہنی پنجے میں بے بسی کے عالم میں دم توڑتے نظر آئے۔

جاننے والوں سے یہ بات کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ مرزا قادیانی کے کافرانہ دعوے مجددیت، مہدویت، مسیحیت اور نبوت پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ آج تک مرزائیت حضرت کے نام سے لرزاں ہے۔ حضرت کی کتاب ''شمس الہدایت'' اور ''سیف چشتیائی'' مرزائیت کی رد میں بے مثال تصانیف ہیں۔

۲۵ راگست ۱۹۰۰ء کی تاریخ مقرر ہوئی کہ حضرت گولڑوی اور مرزا قادیانی کے درمیان مناظرہ بمقام لاہور ہوگا۔ ۲۴ راگست کو حضرتؒ لاہور پہنچ گئے۔ تمام سنی، شیعہ، دیوبندی، اہلحدیث طبقوں نے حضرت گولڑویؒ کو مرزا کے مقابلہ میں اپنا متفقہ نمائندہ مقرر کیا۔ یہ حضرت کی مرکزی اور مجددانہ شان ہے۔ حضرت شاہ صاحب لاہور پہنچ کر برکت علی ہال میں مقیم ہوئے۔ اور مرزا نے لاہور آنے سے انکار کردیا۔ قادیانی جماعت کے بعض بااثر لاہوری مرزائیوں نے مرزا کو لاہور لانے کی بے حد تگ ودو کی مگر ناکام رہے۔

جب قادیانی جماعت کا آخری وفد قادیان سے ناکام لوٹا تو اس جماعت میں انتہائی مایوسی اور انتشار پیدا ہوگیا اور بے شمار لوگوں نے اسی وقت تائب ہونے کا اعلان کردیا۔

مختصراً یہ کہ تحریک خلافت کا دور آیا۔ یا ہجرت۔ تحریک آزادی کا زمانہ تھا۔ یا کانگرس کا پر فریب نعرہ وطنیت کا شوروغل۔ اعلیٰ حضرت گولڑویؒ نے ہمہ وقت ملت اسلامیہ کی رہنمائی ہمیشہ صحیح سمت کی طرف کی۔ حضرت والا شان کی مجاہدانہ، مجددانہ، فقیرانہ زندگی کو جاننے کے لئے مہر منیر کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

سیدی شاہ بغدادؒ کی عظمت اور غریب نواز اجمیریؒ کی جلالت کا وارث لاکھوں دلوں کو علوم شریعت وطریقت سے منور کر کے جانثاران مصطفی ﷺ کا قافلہ سالار لاکھوں کروڑں آنکھوں کو آبدیدہ چھوڑ کر ۲۹ رصفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ رمئی ۱۹۳۷ء بروز سہ شنبہ لقاء حق کے لئے اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ اگلے دن شام تک زیارت کے بعد آنحضورؒ کو دفن فرما دیا گیا۔ تو یہ رشد وہدایت کا آفتاب اہل ظاہر کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے غائب ہوگیا۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون''

میں نے قادیانی پمفلٹ کا فوری جواب لکھنے کے لئے صرف چودھویں صدی کے دو گرامی قدر مجددینؒ کا ذکر خیر کیا۔ ورنہ برصغیر پاک وہند کے خواجگان چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ رحمہم اللہ اجمعین نے گذشتہ صدی میں اپنے اپنے مقام اور علاقہ میں تجدید دین اور احیاء سنت کا قابل قدر کام سرانجام دیا ہے۔ اللہ سب کو جزائے خیر عطا کرے۔

اللہ عزوجل علیم وخبیر ہے، اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے

قرآن عظیم شاہد ہے: ''الرحمن۔ علم القرآن۔ خلق الانسان۔ علمه البیان '' (الرحمٰن ۱تا۴)

رحمٰن نے (اپنے محبوب کو قرآن سکھایا) پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان۔

اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین آنحضرت ﷺ پر دین کو کامل و اکمل فرمادیا۔ اور ساتھ ہی آنجناب ﷺ پر اتمام نعمت فرمادیا۔ حضور ﷺ پر اللہ عزوجل نے اپنے فضل عظیم سے جہاں اور بے شمار احسان فرمائے۔ اور لاتعداد معجزات عطا فرمائے۔ وہاں اللہ علیم کبیر نے بذریعہ قرآن شریف اور دیگر ذرائع مخصوصہ سے اپنے محبوب ﷺ کو علم عطا فرمایا۔ اس احسان کا اعلان و بیان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب لاریب میں بیشتر مقامات پر کیا ہے۔

چند آیات پیش خدمت ہیں: ''الرحمن علم القرآن۔ خلق الانسان۔ علمه البیان '' (الرحمٰن ۱تا۴)

رحمٰن نے (اپنے محبوب کو) کو قرآن سکھایا۔ پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان۔ ''لا تحرک به لسانک لتعجل به۔ ان علینا جمعه وقرآنه۔ فاذا قرآنه فاتبع قرآنه۔ ثم ان علینا بیانه۔ '' (القیامہ ۱۶تا۱۹) تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور ترجمہ (اے حبیب) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ آپ یاد کرلیں۔ ہمارے ذمہ ہے اس کو (سینہ مبارکہ) میں جمع کرنا) اور اس کو پڑھانا۔ پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں اس پڑھنے کا پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کردینا۔

مذکورہ بالا دونوں آیات بینات سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو آنحضور ﷺ کے سینہ مبارکہ میں جمع بھی فرمایا اور اس میں تمام باریکیوں پر آپ کو مطلع فرمایا۔

''وما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی۔ '' (النجم ۳،۴) حضور ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ مگر جو وحی کی جاتی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''میں نے رب عزوجل کو احسن صورت میں دیکھا۔ رب پاک نے فرمایا'' (اے محبوب) ملائکہ مقربین کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں؟'' میں نے عرض کی کہ مولا تو ہی خوب جانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا۔ پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا۔ جو کہ آسمان اور زمینوں میں تھیں۔" (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ: "حضور ﷺ نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔" (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمرو بن اخطب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہر اس چیز کی خبر دے دی جو ہو چکی۔ اور جو (قیامت تک) ہونے والی تھی۔ ہم میں زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا۔" (مسلم شریف)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: "حضور ﷺ نے ہم میں قیام فرما کر کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ (بلکہ) قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا۔ وہ سب بیان کر دیا۔ جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔" (مسلم شریف)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: "نہیں چھوڑا حضور ﷺ نے کسی فتنہ چلانے والے کو دنیا کے ختم ہونے تک کہ جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تک پہنچے گی۔ مگر ہمیں اس کا نام اور اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بھی بتا دیا۔" (مشکوٰۃ شریف)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے رکھا دنیا کو۔ میں دنیا کی طرف اور اس میں قیامت تک ہونے والے حوادث کی طرف یوں دیکھتا تھا۔ جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔" (طبرانی مواهب لدنیه)

"حضرت ابو زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا: یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ اور آپ نے ہم کو جو کچھ واقع ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ سب کی خبر دی۔ ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ وہی زیادہ عالم ہے۔" (صحیح مسلم شریف)

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے۔ اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ

دونوں کتابیں کیسی ہیں۔ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں بتا دیں۔ جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی۔ اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العلمین کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں بہشتیوں کے نام اوران کے آباؤ قبائل کے نام ہیں۔ پھر آخر میں ان کا مجموعہ دیا گیا ہے۔ ان میں نہ کبھی زیادتی ہوگی۔ اور نہ کمی ہوگی۔ پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العلمین کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں۔ پھر آخر میں مجموعہ دیا گیا ہے۔ ان میں نہ کبھی زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ (پوری حدیث)''

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان باب الایمان بالقدر)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: ''حضور ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں فریبی جھوٹے ایسے پیدا ہوں گے کہ وہ احادیث تمہیں سنائیں گے جو تم نے نہ سنی ہوں نہ تمہارے باپ دادا نے۔ بچنا ان سے بچانا اس کو اپنے سے۔ کہیں تم کو گمراہ کر کے فتنہ میں ڈال دیں۔

میں نے چند آیات قرآنی اور چند احادیث نبوی ﷺ پیش کی ہیں کہ اہل ایمان جان جائیں کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے روز اول سے روز آخر تک جو ہوا ہے اور جو ہوگا تمام کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے اپنے خداداد علم سے اپنی امت کو آنے والے تمام خطرات سے آگاہ فرمایا۔ تا کہ آنے والے زمانہ میں لوگ نیک و بدکی تمیز کر پائیں۔ اس لئے کہ حضور ﷺ اللہ عزوجل کے عطائے علم غیب کو بیان کرنے میں بخیل نہیں ہیں۔

آنے والے خطرات وواقعات کا انکشاف

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عنقریب ایسے فتنے اٹھیں گے کہ ان میں بیٹھ جانے والا کھڑے رہنے والے سے فائدہ میں رہے گا۔ اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے فائدہ میں رہے گا اور جو انہیں دیکھنے کے لئے بڑھے گا وہ فتنے اسے انہیں طرف کھینچ لیں گے۔ پس جس کو سامنے پناہ گاہ ملے وہ فوراً اس میں پناہ گزیں ہو جائے۔

موجودہ دور کے محدثین کرام فرماتے ہیں کہ آج سے چودہ صدی قبل مخبر صادق ﷺ نے موجودہ دور کے جنگ میں بچاؤ اور دفاع کی تدابیر بیان فرمائی ہیں۔

حضور ﷺ نے قیامت سے پہلے کے آثار قیامت بیان فرمائے جو کچھ ظاہر ہو چکے ہیں جو باقی ہیں ضرور ظاہر ہوں گے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا بیان خداوند کریم کے عطائی علم کے عین مطابق ہے۔

۱...... تین خسف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے۔ ایک مشرق دوسرا مغرب

میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں۔

۲...... علم اٹھ جائے گا یعنی علماء اٹھا لئے جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ علماء تو باقی رہیں اور ان کے دلوں سے علم محو کر دیا جائے۔

۳...... جہل کی کثرت ہوگی۔

۴...... زنا کی زیادتی ہوگی۔

۵...... مرد کم ہوں گے۔ عورتیں زیادہ

۶...... علاوہ اس بڑے دجال کے اور تیس دجال ہوں گے۔ وہ سب دعوائے نبوت کریں گے۔ حالانکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ جن میں بعض گزر چکے۔ جیسے مسیلمہ کذاب، طلیحہ بن خویلد، اسود عنسی، سجاح عورت۔ غلام احمد قادیانی وغیرہ۔ شاید کچھ کذاب آئندہ بھی ہوں۔

۷...... مال کی کثرت ہوگی۔ نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔

۸...... ملک عرب میں کھیتی اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔

۹...... دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا۔ یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔

۱۰...... وقت میں برکت نہیں ہوگی۔ بہت جلد جلد گزرے گا۔

۱۱...... زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے۔

۱۲...... علم دین پڑھیں گے۔ مگر دین کے لئے نہیں۔

۱۳...... مرد اپنی عورت کا مطیع ہوگا۔

۱۴...... ماں باپ کی نافرمانی عام ہوگی۔

۱۵...... احباب سے میل جول اور لیکن باپ سے جدائی۔

۱۶...... مساجد میں لوگ چلائیں گے۔

۱۷...... گانے بجانے کی کثرت ہوگی۔

۱۸...... اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے اور ان کو برا کہیں گے۔

۱۹...... درندے جانور آدمی سے کلام کریں گے۔

۲۰...... ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں۔ بڑے بڑے محلوں پر فخر کریں گے۔

۲۱...... دجال کا ظاہر ہونا جو چالیس دن میں حرمین طیبین کے سواء تمام روئے زمین پر گشت کرے گا۔حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا۔تو ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے۔البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے۔کہ جو منافقین وہاں ہوں گے خوف سے شہر سے نکل کر دجال کے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔دجال کے ساتھ یہودی لشکر ہوگا۔دجال کی پیشانی پر ''ک اف ر'' لکھا ہوگا۔جس کو ہر مسلمان پڑھے گا۔اور کافروں کو نظر نہیں آئیں گے۔جب دجال دنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا۔اس وقت مسیح علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے۔جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے۔حضرت امام مہدی علیہ السلام مسجد میں موجود ہوں گے۔

فضائل عہدی، مہدی کون؟

کچھ تفصیل پڑھ لیں۔اہل سنت و جماعت کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام اولاد سیدہ فاطمہ زہرہؓ سے ہوں گے۔بعض اولاد سیدنا حسینؓ سے بیان کرتے ہیں۔لیکن ابوداؤد شریف کی روایت کے مطابق سیدنا امام حسنؓ کی اولاد پاک میں سے ہوں گے۔

احمد اور ماوردی کی روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ لوگوں کے اختلاف اور لغزش کی حالت میں آئے گا اور زمین کو عدالت سے پر کر دے گا جس طرح کہ پہلے ظلم سے پر تھی۔اس سے آسمان و زمین کی ساکنین راضی ہو جائیں گے۔''

ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ''مہدی میرا ہم نام ہوگا۔اور اس کے باپ میرے باپ کے ہم نام ہوں گے۔یعنی محمد بن عبداللہ۔مال کی تقسیم برابر کریگا۔لوگوں کے دلوں کو غناء سے بھر دے گا۔''

''حاکم کی روایت میں ہے کہ آخری زمانے میں ایک سخت مصیبت آئے گی۔اس سے سخت مصیبت پہلے نہ سنی ہوگی۔لوگوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔اللہ تعالیٰ میری اولاد سے ایک شخص کو اٹھائے گا۔اور وہ زمین کو عدالت سے بھر دے گا۔جس طرح پہلے ظلم سے بھرپور تھی۔ اس کو آسمان و زمین میں بسنے والے دوست رکھیں گے۔آسمان سے بہت بارشیں ہوگی۔زمین خوب پیداوار دے گی۔اس وقت کوئی فتور نہیں ہوگا۔سات سال یا آٹھ سال یا نو سال اس طرح زمین میں رہیں گے۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۹)

طبرانی اور بزار بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔طبرانی کی روایت میں بیس سال ان کا رہنا آیا ہے۔

''ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔حق تعالیٰ میری عترت سے

ایک سرد کو لائے گا۔ جس کے دانت پیوستہ اور پیشانی کشادہ ہوگی۔"

سنن ابوداؤد شریف میں ہے کہ: "مہدی کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا...... ......الخ۔" (ج ۲ ص ۵۸۸)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے: "مہدی کا چہرہ ستارے کی طرح روشن ہوگا۔ رنگ عام عربی جوانوں کی طرح ہوگا۔ اور آنکھیں بنواسحاق اسرائیلیوں کی طرح ہوں گی۔"

ایک روایت میں ہے: "عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اور ان کی خلافت کے وقت ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور فلسطینی علاقہ میں دجال کے قتل میں تعاون فرمائیں گے۔" واللہ اعلم! صحیح بخاری و مسلم ابوداؤد اور ترمذی میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال کو قتل کریں گے۔

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ، نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر زمانے میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی بھیجے گا کہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسا کہ پہلے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

(ابوداؤد)

"ابواسحاق نے کہا ہے کہ امیر المومنین علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا نام سید رکھا ہے۔ اس کی نسل سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا۔ اس کے اخلاق رسول اللہ ﷺ جیسے ہوں گے۔ اور صورت ان جیسی نہ ہوگی۔ پھر قصہ بیان فرمایا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔" (ابوداؤد)

حضرت علیؓ نے فرمایا۔ یقیناً میری اولاد میں سے قیامت کے قریب جبکہ مؤمنوں کے دل مر جائیں گے۔ جیسا کہ جسم مر جاتے ہیں۔ جبکہ ان کو تکلیف اور شدت اور بھوک اور قتل اور متواتر فتنوں اور بڑی بڑی جنگوں کی ایذاء پہنچے گی۔ ایک آدمی پیدا ہوگا۔ اس دور میں سنتیں مر جائیں گی بدعات زندہ کی جائیں گی بھلائی کا حکم دنیا سے متروک ہو جائے گا اور برائی سے روکنا ختم ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ مہدی محمد بن عبداللہ کے ذریعہ ان سنتوں کو زندہ کرے گا جو مر چکی ہوں گی۔ اور اس کے عدل اور اس کی برکت سے مؤمنوں کے دل خوش ہوں گے۔

اس کے ساتھ عجم کی ایک جماعت اور عرب کے قبائل شامل ہو جائیں گے۔ وہ کچھ سال تک اسی طرح حکومت کرے گا۔ جو زیادہ نہیں ہوں گے دس سال سے کم ہوں گے پھر وہ فوت ہو جائے گا۔ (کنز العمال)

سیدنا علیؓ نے فرمایا۔ مہدی کی جائے پیدائش مدینہ طیبہ ہوگی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے

اہل بیت سے ہوگا۔اس کا نام ہمارے نبی کا نام ہوگا۔اس کی ہجرت گاہ بیت المقدس ہوگی۔اس کی داڑھی بھاری ہوگی۔آنکھیں سرگیں ہوں گی۔دانت چمکیلے ہوں گے۔اس کا چہرہ پر خال ہوگا۔اس کے کندھوں کے درمیان نبی کریم ﷺ جیسی علامت ہوگی۔وہ نبی ﷺ کا جھنڈا لے کر نکلے گا۔جو کہ سیاہ رنگ کی دھاری وار چار خانیہ چادر سے بنایا گیا تھا۔اس جھنڈے کو نبی کریم ﷺ کے بعد نہیں کھولا اور مہدیؓ کے نکلنے پر کھولا جائے گا۔اللہ تعالیٰ اس کو تین ہزار فرشتوں سے مدد دے گا۔جو ان کے مخالفوں کو مونہوں اور پیٹھوں پر ماریں گے۔جب وہ مبعوث ہوں گے تو ان کی عمر اس وقت تیس اور چالیس سال کے درمیان ہوگی۔ (ابونعیم کنزالعمال)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب سفیانی مہدی کی طرف لڑائی کے لئے لشکر بھیجے گا تو وہ لشکر بیداء کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا اور یہ بات شام والوں کو پہنچے گی تو ان کا طلایہ گردستہ کہے گا کہ مہدی کا ظہور ہوگیا۔اس کی بیعت کر اور اس کی اطاعت میں داخل ہو۔ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔چنانچہ وہ مہدی کی طرف بیعت کا پیغام بھیجے گا اور مہدی چلتے چلتے بیت المقدس پہنچے گا۔اس کی طرف خزانے منتقل ہوں گے اور عرب وعجم اور اہل حرب اور رومی اور ان کے علاوہ دوسرے بھی بغیر جنگ کے اس کی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے۔یہاں تک کہ قسطنطنیہ اور اس سے آگے مسجدیں تعمیر کی جائیں گی۔

اور اس سے پہلے اس کے اہل بیت سے مشرق میں ایک آدمی نکلے گا۔وہ آٹھ ماہ تک اپنے کندھے پر تلوار اٹھائے رکھے گا۔وہ قتل کرے گا اور مثلہ کرے گا۔اور بیت المقدس کی طرف رخ کرے گا۔اور وہاں تک پہنچنے سے پہلے پہلے فوت ہو جائے گا۔ (کنزالعمال)

"جناب ہلال بن عمرو نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ماوراء النہر کے علاقہ سے ایک آدمی نکلے گا۔اسے حارث حراث کہا جائے گا۔اس کے مقدمہ پر ایک آدمی ہوگا جسے منصور کہا جائے گا۔وہ آل محمد کے لئے اس طرح میدان ہموار کرے گا۔جیسا کہ حضور ﷺ کے لئے قریش نے میدان ہموار کیا تھا ہر مومن پر فرض ہے کہ اس کی مدد کرے۔ (ابوداؤد)

سیدنا ابوجعفر محمد بن علی علیہما السلام نے کہا کہ ہمارے مہدی کی دو علامتیں ہیں جو زمین وآسمان کی پیدائش سے لے کر کبھی ظاہر نہیں ہوئیں۔رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا اور نصف رمضان میں سورج کو گرہن لگے گا۔اور اس طرح کا گرہن جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوا۔ (دارقطنی)

سنن ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دنیا فنا نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ حاکم ہو زمین عرب کا ایک شخص میرے اہل بیت سے جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کردے گا۔ یہاں تک کہ میرا فرمان پورا ہو۔ میرے اہل بیت کا ایک شخص اللہ تعالیٰ اٹھائے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ یعنی محمد بن عبداللہ۔ والدہ کا نام آمنہ اور جائے پیدائش مدینہ طیبہ یا قریب آبادی وہ تمام زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا۔ جس طرح اس سے پہلے ظلم وستم سے پر ہوگی۔ اور ان کی شکل وصورت آنحضرت ﷺ کی صورت سے مشابہ ہوگی بات کرتے ہوئے اڑ کر بولے گا اور ران پر ہاتھ مارے گا۔

ظہور مہدی علیہ السلام

سنن ابوداؤد میں ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ نے روایت فرمائی کہ فرمایا پیغمبر ﷺ نے ایک بادشاہ اسلام کی وفات کے وقت لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ اس وقت مدینہ کا ایک شخص (یعنی امام مہدی) مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی طرف بھاگے گا۔ پھر مکہ کے کچھ لوگ آکر ان سے خلافت قبول کرنے کی درخواست کرکے ان کو باہر نکالیں گے۔ اور آپ بادشاہی سے نفرت اور کراہت کرتے ہوں گے۔ پس وہ لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کریں گے اور غیب سے آواز آئے گی جو حاضرین سنیں گے۔

”ھذا خلیفة اللہ المھدی فاسمعوا له واطیعوا“ یہی خلیفۃ اللہ مہدی ہیں اسے پہچانو اس کی سنو اور اطاعت کرو۔ پس پھر اصحاب کہف اور حاضرین اولیاء اور شامی ابدال آپ کی بیعت میں شامل ہوجائیں گے۔

صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت سیدہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جبکہ ایک فراخ میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب اول اور آخر زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا حضرت سارے کے سارے کیونکر دھنسائے جائیں گے۔ حالانکہ بعض ان میں بازاری ہوں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تو سارے کے سارے دھنسا دیئے جائیں گے۔ پھر ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ یہ لشکر جو زمین میں غرق ہوگا۔ وہ مقام بیداء میں مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ واقعہ دیکھیں اور سنیں گے تو ان کے پاس شام

کے ابدال اور عراق کے لوگ جماعتیں جماعتیں ہوکر آئیں گے۔ اور ان سے بیعت کریں گے۔ پھر قریش کا ایک شخص ظاہر ہوگا یعنی سفیانی جس کے ماموں قبیلہ بنوکلب سے ہوں گے۔ تو امام مہدی کی طرف لشکر بھیجے گا۔ تو امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہی ان پر غالب آجاویں گے۔ اور یہ لشکر بنوکلب کا ہوگا اور امام مہدی لوگوں کو سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمل کرائیں گے۔ اور اسلام زمین میں اطمینان کے ساتھ قرار پکڑے گا اور امام مہدی اس حالت میں سات سال تک رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے۔ اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

جب مدینہ طیبہ تک یہ خبر پہنچے گی تو مدینہ شریف کے لوگ مکہ مکرمہ میں خلیفۃ اللہ مہدی کی بیعت میں شامل ہوں گے۔ جب مہدی کعبہ سے نکلیں گے تو پہلے کعبہ کے دروازہ کے سامنے جو خزانہ مدفون ہے اس کو نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں گے۔

ترمذی کی حدیث جو حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خبر دی کہ کوئی آدمی امام مہدی کے پاس آکر کہے گا اے مہدی مجھے کچھ دیجئے۔ کچھ عنایت کیجئے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ امام مہدی اس کے کپڑے میں اتنا مال وزر ڈال دیں گے کہ وہ اٹھا نہ سکے گا۔ امام مہدی اتنی سخاوت فرمائیں گے کہ بغیر حساب وگنتی کے تقسیم کریں گے۔ بلکہ لپیں بھر بھر کر دونوں ہاتھوں سے دیں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام مکہ مکرمہ سے رخصت ہوکر مدینہ طیبہ زیارت رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوکر بمعہ لشکر راستہ میں کفار سے جہاد فرماتے ہوئے دمشق پہنچ جائیں گے۔

دجال کا ظاہر ہونا

ادھر دجال پھر پھرا کر شام اور عراق کے درمیان ایک راستے پر آنکلے گا۔ دجال کی ایک آنکھ ہوگی۔ دوسری آنکھ اور ابرو بالکل نہیں ہوگا۔ قد آور گدھے پر سوار ہوگا۔ پیشانی پر ک ا ف ر کافر لکھا ہوگا۔ جسے ہر مسلمان پڑھا اور ان پڑھ سب دیکھ لیں گے۔ دجال قوم یہودی سے ہوگا۔ لقب مسیح گنجے سر والا اور قد بھی لمبا دعویٰ نبوت کرے گا۔ ہزاروں یہودی اس کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔ تو پھر خدائی دعویٰ کرے گا۔ دجال ایک بڑے لشکر کے ساتھ دمشق کی طرف بڑھے گا۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ناگاہ جب لوگ غنیمت تقسیم کررہے ہوں گے۔ تو اس حال میں کوئی فریاد کرے گا۔ دجال لعین تمہارے اہل عیال میں آپڑا ہے۔ تو جو کچھ مال غنیمت ان کے ہاتھوں میں ہوگا سب ڈال دیں گے۔ اور سب اپنے گھروں کو دوڑ پڑیں

گے۔ امام مہدی علیہ السلام جاسوسی اور تلاش دجال کے لئے دس سوار روانہ فرما دیں گے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں ان سواروں کے نام اور ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبائل کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ اور سوار روئے زمین کے اچھے سواروں میں سے ہوں گے۔

بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث نبویؐ

قبل اس کے دجال دمشق پہنچے۔ امام مہدی علیہ السلام وہاں پہنچ کر جنگ کی تیاری کر چکے ہوں گے۔ اسی اثناء میں اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کو آسمان سے بھیجے گا۔

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر آسمان سے اتریں گے۔ زرد رنگ کا زعفرانی چوغہ پہنے ہوں گے۔

فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اتریں گے۔ سر کو نیچا کریں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے اور جب اونچا کریں گے تو موتیوں کے دانوں کی طرح پسینہ کے قطرے گریں گے۔ تو کافر ان کے سانس کی بو پا کر مر جائیں گے۔ اور ان کا سانس وہاں تک پہنچتا ہے۔ جہاں تک ان کی نگاہ پہنچتی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام تم میں نزول فرمائیں گے۔ اس شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔ اور انصاف کریں گے۔ چنانچہ صلیب کو توڑیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے۔ اور مال کو بہا دیں گے۔ حتیٰ کہ قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

مسلم شریف کی دوسری روایت میں جو ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جس میں سابق حدیث سے اتنا زیادہ ہے کہ لوگ جوان اونٹوں کو چھوڑ دیں گے تو پھر ان سے کوئی بار برداری کا کام نہ لے گا۔ اور لوگوں کے دلوں سے بغض، عداوت اور حسد ختم ہو جائے گا۔ اور مال دینے کے لئے بلائیں گے تو کوئی مال قبول نہ کریں گے۔

جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا۔ اور وہ قیامت تک غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اور اس گروہ کا امام (مہدی علیہ السلام) کہے گا۔ آیئے نماز پڑھایئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے اعزاز اور بزرگی جو اسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ فرمادیں گے۔نہیں تم ہی میں سے بعض بعض پر حاکم اور امیر ہوں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ سے نزول فرمائیں گے۔نماز کے لئے اقامت ہو چکی ہوگی۔عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔پھر لشکر اسلام، لشکر دجال پر حملہ کرے گا۔گھمسان کا معرکہ ہوگا۔اس وقت دم عیسیٰ علیہ السلام کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہاں تک آپ کا سانس بھی پہنچے گا۔اور جس کافر تک وہ پہنچے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور دجال بھاگ جائے گا۔مگر مسیح علیہ السلام اس کو بیت المقدس کے قریب موضع لد کے دروازے میں جالیں گے۔اور نیزہ سے اس کا کام تمام کردیں گے۔لشکر اسلام، لشکر دجال کے قتل وغارت میں مشغول ہو جائے گا۔لشکر دجال میں جو یہودی ہوں گے۔ان کو کوئی چیز پناہ نہ دے گی۔یہاں تک کہ رات کے وقت اگر کوئی یہودی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو وہ پتھر یا درخت خود بول اٹھے گا کہ یہودی یہاں ہے اس کو قتل کردو۔دجال کے فتنہ کے رفع ہونے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اصلاحات میں مشغول ہوں گے۔صلیب کو توڑیں گے۔خنزیر کو قتل کردیں گے اور کفار سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا۔سوائے قبول اسلام اور قتل کے دوسرا حکم نہ ہوگا۔سب کافر مسلمان ہو جائیں گے۔امام مہدی علیہ الرضوان کی خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال ہوگی۔اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس سال کی عمر میں آسمان سے اتریں گے۔نکاح کریں گے۔اولاد ہوگی۔وصال فرمائیں گے۔تو پھر عیسیٰ علیہ السلام روضۂ رسول ﷺ میں دفن ہوں گے۔

امام جعفر صادقؓ اپنے باپ حضرت محمد باقرؓ سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے باپ علی زین العابدینؓ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔خوش ہو جاؤ۔میری امت کی مثال بارش کی مثال ہے۔نہیں معلوم کہ اس کا اخیر بہتر ہے یا شروع۔یا اس باغ کی طرح ہے جس سے ایک سال ایک فوج نے کھایا۔پھر دوسرے سال ایک اور فوج نے کھایا۔شاید اس کی آخری فوج عرض میں زیادہ عریض ہو۔اور عمق میں زیادہ عمیق ہو۔اور حسن میں زیادہ اچھی ہو۔وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں، میں اور درمیان میں مہدی اور آخر عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔لیکن اس کے درمیان ٹیڑھے ایلچی ہوں گے۔نہ ان کا مجھ سے تعلق اور نہ میرا ان سے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔ وخاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین"

عقیدہ ختم نبوت پر چند دلائل

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۴: "والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاٰخرۃ ھم یوقنون" ﴿اور وہ جو ایمان لائے ہیں اس پر (اے حبیب) جو اتارا گیا ہے آپ پر اور اتارا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔﴾

اس آیت پاک میں حضورﷺ کی ختم نبوت کی بین دلیل ہے کیونکہ وحی جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ یا تو حضورﷺ پر نازل ہوئی یا آنحضرتﷺ سے پہلے۔ اگر سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو حضورﷺ کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور پھر اس پر ایمان لانے کا حکم بھی ہوتا۔

سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰۔ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبﷺ کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے کہ محمدﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب مولا کریم جو "بکل شئی علیم" ہے نے فرمایا کہ محمد مصطفیٰﷺ نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور کے بعد جس نے کسی کو نبی مانا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اہل ایمان کا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور سرور دو عالم سیدنا محمد رسول اللہﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ آنحضورﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بدبخت اس کے دعوے کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اس سزا کا مستحق ہے جو اس نے مرتد کے لئے مقرر فرمائی ہے۔

حدیث پاک سے ختم نبوت کا ثبوت

بخاری شریف ج۱ ص۵۰۱ بخاری شریف کتاب المناقب باب خاتم النبیین:

ترجمہ: حضورﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی

جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ تو وہ اینٹ میں ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔

نمبر۲ مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی۔

۱...... مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔

۲...... رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی۔

۳...... میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔

۴...... میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنادیا گیا۔ اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔

۵...... مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا۔

۶...... میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ:

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔" (ترمذی جلد ۲ ص ۵۳)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا۔ جس نے امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔ یعنی حضور ﷺ آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت۔"

(ابن ماجہ ص ۲۹۷)

امام ترمذی نے جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹ کتاب مناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ: "اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمرؓ بن خطاب نبی ہوتے۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے فضائل صحابہؓ کے عنوان کے تحت یہ ارشاد نبوی نقل کیا:

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۸، بخاری ج ۱ ص ۵۲۶)

ابوداؤد کتاب الفتن میں حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ: "رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ترمذی جلد ۲ ص ۴۵)

فائدہ..... حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن وسنت نے کی ہے۔ جس پر امت کا اجماع ہے پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا وہ کذاب ہے دجال ہے وہ گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

اگر چہ بدقسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا۔ اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

چنانچہ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اس کو مرتد قرار دے دیا گیا۔ صحیح اسلامی سیاسی قوت نے اور نہ دینی عقل ودانش نے کبھی بھی نبوت کے کذاب دعویداروں سے کسی مصلحت کے تحت کوئی سمجھوتہ کیا۔ بلکہ ہر لحاظ سے ان کے خلاف جہاد روا رکھا۔ بلکہ فرض سمجھا۔ حدیث وتاریخ سے ثابت ہے کہ مسیلمہ کذاب خود دعویٰ نبوت کے باوجود حضور ﷺ کو بھی اللہ کا رسول سمجھتا تھا۔

بلکہ طبری کی روایت کے مطابق اپنی اذان میں ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' بھی کہتا تھا۔ اس کے باوجود سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس کو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اور اس کو واصل جہنم کر کے دم لیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں تابعین حفاظ اور جلیل القدر صحابہؓ شہید ہوئے تھے۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا اور کمال یہ ہے کہ دور صدیقی کے تمام صحابہ کرامؓ وتابعینؒ اس عظیم فتنے کو ختم کرنے پر متفق ہیں۔

تصویر کا پہلا رخ

اور مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری والا معاملہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی دعوائے نبوت سے قبل تقریباً ۱۹۰۱ء تک اسی عقیدہ ختم نبوت میں امت اسلامیہ کا ہم نوا ہے۔ چند حوالہ جات کو پڑھیے۔ جو مرزا قادیانی کے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی خود تحریر کردہ ہیں:

۱..... ''کیا ایسا مفتری بدبخت جو خود رسالت ونبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے

بعد نبی اور رسول ہوں۔" (انجام آتھم ص۲۷، خزائن ج۱۱ص ایضاً حاشیہ)

۲...... "میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب الحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمان ہوں۔"

(حمامۃ البشریٰ ص۱۳۱، خزائن ج۷ص۲۹۷)

۳...... "میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات کا اور نہ ملائکہ اور لیلۃ القدر سے منکر اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔" (اشتہار مورخہ ۲راکتوبر۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات جلد۱ص۲۳۰، ۲۳۱)

۴...... "مجھے کب جائز ہے کہ میں دعوائے نبوت کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور کافروں سے مل جاؤں۔" (حمامۃ البشریٰ ص۱۳۱، خزائن ج۷ص۲۹۷)

۵...... "میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سلف کا عقیدہ ہے۔۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا الیقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ میری تحریر پر ہر شخص گواہ ہے۔"

(اشتہاری اعلان ۲راکتوبر۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۳۰۔۲۳۱)

۶...... "میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا۔ اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد ﷺ کے نہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں۔ جن پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں۔ اور ان کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث' جو چشمہ حق ومعرفت ہے کی پیروی کرتا ہوں۔ اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں۔ جو کہ اس خیر القرون میں یا اجماع صحابہؓ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرنا نہ کمی۔ اور اس اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا۔ اور اسی پر خاتمہ اور انجام ہوگا۔ اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے۔ یا کسی اجماعی عقیدے کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔" (انجام آتھم ص۱۴۴، ۱۴۳، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۷...... "ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ وحی نبوت کے ہم قائل نہیں ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد۲ص۲۹۷)

۸...... ''آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا بھائی...... کافر خبیث ہے۔''

(انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ص ۲۸)

۹...... ''میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

(فیصلہ آسمانی ص۳، خزائن ج۴ص ۳۱۳)

۱۰...... ''کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم وصاحب فضل نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا ہے۔ اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول ''لا نبی بعدی '' میں واضح طور پر فرمادی ہے۔ اب اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دے دیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے۔ اور ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے۔ درآں حال یہ کہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کردیا۔''

(حمامۃ البشریٰ ص۳۴، خزائن جلد۷ص ۲۰۰)

تصویر کا دوسرا رخ، مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

۱...... مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ: ''خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا ہے۔''

(اربعین نمبر۳ص ۳۶، خزائن ج۱۷ص ۴۲۶)

۲...... ''وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ص ۲۰۷)

۳...... ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت، انجیل اور قرآن پر۔''

(اربعین نمبر۴، خزائن ج۱۷ص ۴۵۴)

۴...... ''خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزوں سے کم نہیں ہوگا۔''

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ص ۴۰۷)

۵......

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۶، خزائن ج۱۵ص ۱۳۴)

۶...... ''میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ میرے نام رکھے ہیں۔ تو میں کیوں کر رد کردوں۔ یا کیوں کر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ص ۲۱۰)

۷...... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۸...... ''خدا نے ہزارہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے جن کی یہ تائید کی گئی۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۷)

۹...... ''خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

۱۰...... ''یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

۱۱...... ''اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹ گئی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

قادیانیوں کے لغویات اپنے مخالفین کے متعلق

۱...... ''ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

۲...... ''اے مرزا جو تیری پیروی نہ کرے گا۔ اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

۳...... ''جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۸)

۴...... ''کل مسلمانوں نے میری دعوت قبول کی مگر کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی مجھے نہیں مانتے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

نوٹ:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا لڑکا فضل احمد مرزا قادیانی کا منکر تھا اور مرزا قادیانی کو نہیں مانتا تھا۔ اس لئے اس کا جنازہ مرزائیوں نے نہیں پڑھا۔

۵...... ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں یہ میرے عقائد ہیں۔'' (آئینہ صداقت مرزا محمود ص ۳۵)

۶...... ”حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں۔آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارے اختلافات صرف وفات مسیح یا چند اور مسائل پر ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ہر ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔“

(مرزا محمود احمد الفضل ۳رجولائی ۱۹۳۱ء)

۷...... ”غیر احمدیوں کا کفر بیّنات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔“ (روشن علی محمد سرور قادیان الفضل ۷رفروری ۱۹۲۱ء)

۸...... ”وہ مرزا غلام احمد کو ایسا ہی نبی مانتا ہے۔جیسا کہ حضرت محمدﷺ نبی تھے۔اس لئے جو شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے۔وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔اس کے لئے دعائے استغفار جائز نہیں۔“ (اخبار الفضل قادیان ۱۷را کتوبر ۱۹۲۱ء)

۹...... ”جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔“

(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان الفضل مورخہ ۲۳را کتوبر ۱۹۲۲ء)

۱۰...... ”میں اپنے مخالفوں کو فتح مکہ کا واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہاری حکومت مجھے پکڑ سکتی ہے مار سکتی ہے۔مگر میرے عقائد کو دبا نہیں سکتی۔لیکن میرا عقیدہ فتح پانے والا اور بالکل وہی ہے۔جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ابوجہل کے حامیوں نے رسول اللہﷺ اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے کہا کہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ مجرموں کی حیثیت میں ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔“ (روزنامہ آفاق ۳۰رد سمبر ۱۹۵۱ء)

فرنگی......سکھ ہندو اور مرزائیت

۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کی ناکامی کے بعد سرزمین ہند پر انگریزوں کا تسلط تو ہوگیا۔ لیکن وہ مسلمانوں سے خائف رہے اور انہوں نے اپنے راج کے استحکام کا راز اس امر میں مضمر سمجھا کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے مفلوج اور بے دست وپا کر دیا جائے۔انگریزوں کے نزدیک سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں میں جہاد کا دینی جذبہ تھا۔یہ جذبہ جب بیدار ہوتا ہے تو مسلمان موت سے کھیلنے لگتا ہے۔طویل سوچ بچار کے بعد فرنگی اصول کے مطابق (divide and rule) پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔یعنی ملت اسلامیہ کی وحدت میں شگاف ڈالا جائے تجویز ہوا کہ کسی

شخص سے محمد کا حواری نبی ہونے کا دعویٰ کرایا جائے۔ حکومت اس کی سرپرستی کرے۔ فیصلے کے تحت ایک بزرگ خواجہ احمد صاحب کو لدھیانہ میں مہاراجہ پٹیالہ جے سنگھ نے انگریزوں کی طرف سے پیش کش کی تھی۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں ایمان نہیں بیچ سکتا۔ اس امر کا تذکرہ مرزا غلام احمد کی موجودگی میں ہوا۔ مرزا قادیانی نے مہاراجہ سے مل کر ایمان کا سودا کر لیا۔ شاید مہاراجہ پٹیالہ کے احسان کا شکریہ کچھ اس طرح ادا کیا کہ مرزا نے اپنا الہامی نام امین الملک جے سنگھ بہادر بتایا۔ کیونکہ اس سکھ دلال کے ذریعہ مرزا خداوندی فرنگی تک پہنچا۔ پس بیعت بھی لدھیانہ سے شروع ہوئی۔ اور مسیح ہونے کا اعلان بھی لدھیانہ سے ہوا تھا۔ مہاراجہ پٹیالہ نے انگریزوں کو نبی فراہم کیا تو مہاراجہ کشمیر نے اس کذاب کا معاون اور جعل سازی کو چلانے والا دماغ حکیم نورالدین انگریزوں کو بخشا۔ جو مہاراجہ کشمیر کا معالج خصوصی تھا۔

اس لئے تو مرزا قادیانی کو اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کی طباعت کے لئے ابتداء میں رقم ریاست پٹیالہ سے ملی تھی۔ جس کا اعتراف مرزا قادیانی نے خود اپنی تصنیف (حقیقت الوحیٰ ص۳۳۷، خزائن ج۲۲ ص۳۵۰) پر یوں کیا ہے کہ:

''جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل درپیش آئی کہ اس کی چھپوائی کے لئے روپیہ نہ تھا اور میں ایک گمنام آدمی تھا۔ مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی تو یہ الہام ہوا کہ کھجور کے تنا کو ہلا تیرے پر تازہ بہ تازہ کھجوریں گریں گی۔ چنانچہ میں نے اس کے حکم پر عمل کیا۔ اور خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا۔ پس خدا نے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا ان کو میری طرف مائل کر دیا اور انہوں نے بلا توقف ڈھائی سو روپیہ بھیج دیا اور پھر دوسری دفعہ ڈھائی سو روپیہ دیا۔''

قادیانیوں سے ہندوؤں کی توقعات

اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں کو ایک ہی امید کی جو شمع دکھائی دیتی ہے وہ احمدی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کر لیں گے اور آخر میں محبّ ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شنکر داس اخبار بندے ماترم ۲۲ راپریل ۱۹۳۲ء)



انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

موضع پیکوان تھانہ کلانور کے جلسہ

مابین اہل اسلام و مرزائیان

کا

لب لباب

عالی جناب حضرت مولانا اللہ دتہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صفت باری تعالیٰ

تصنیف: مولوی اللہ دتہ گورداسپور

تو شہنشاہ شہاںدا والی عالی تے متعالی
میں عاجز مسکین تیرے در خالی دست سوالی

تو کہن تھیں عدم موجود کریندا بے پرواہ نوازا
باجھ تیرے معبود نہ کوئی تے مسجود نیازا

حق عبادت مالی بدنی تے قولی افعالی
تیرے باجھ خداوند عالی غیراں حق نہ والی

ایہا عہد میثاق دھاڑے سارے لوک پکارے
الست بربکم رب الایا سب حاضر دربارے

قالو بلیٰ کل روح الائی من کے حکم جنابوں
جو تیرے باجھ وہاب نہ ہرگز جس امید ثوابوں

ہے احسان اسان پر تیرا حد تھیں پاک خدایا
بعد پیدائش جن انساناں رازق سب دا آیا

واہ اللہ تو خالق ہر دا تدبن ہور نہ کوئی
باغ زراعت اندر ہر جا قدرت ثابت ہوئی

باغاں دے وچ رنگ برنگی بوٹے ثمر لیاون
سے پھلیاں دنب جو پھلیاں قدرت رب دکھاون

عجب عجائب بوٹے اوہ قدرت نال اوپائے
کئی کھٹے کئی مٹے کوڑے ثمر جو ترش لیائے

انب انار تے کھٹے مٹھے نخل کھجور عناباں
گلگل نبودا کھان نا کھان بیہان سیب جناباں

سدا گلاب گلاب بہاری موتیا کھٹا تلسی
مہندی دہنیاں گندم چھولے سورج کھیا لسی

گلخیرہ گل نرگس سوسن پھل کمیاں کچناراں
گورکھ پان شاہ ترائی اٹ سٹ وچ مخلوق شماراں

ماہاں موٹھاں سینجی منیا مولی لسن کپاسوں
کی کی چیزاں آکھ سناواں سب اس اللہ پاسوں

باغاں دے وچ کوئل کوکے ساون ماہ بہاراں
نال پھلاں دے چہچہ کردی بلبل لکھ ہزاراں

مورچ چکور بتوری الو مینا طوطے زاغاں
سرخ چھوٹے بجڑے تتر حمد کرن وچ باغاں

باز بٹیرے شکرے قمری گھگی شارک ڈاراں
یوز پلنگاں ہرنا پاہڑے داس کرن وچ جازاں

جو کجھ رب دو جگ اوپایا خاطر نبی پیارے
اوپاک محمد ساڈا ہادی عالم دو جن تارے

ایسے خالق نوں سب پوجدیاں صفتاں عالی
جوڑیاں انساناں پو جن جھوٹے سب رزالی

تے جھوٹے معبوداں تھیں ہے سانوں بہت بیزاری
باجھ تیرے معبود نہ کوئی ایہہ گل دلی وچارے

لکھ کروڑاں ہون زباناں اللہ دتہ پیارے
صفت خدادی تم نہ ہووے کہہ گئے نبی سوہارے

چند اشعار در بارہ موضع بکھوان جو مولوی صاحب اللہ دتہ نے بعد نماز فجر پڑھے

حمد بے حد حمید مجید جو خالق کون مکاناں — بعد درود رسول اللہ نو جو خورشید جہاناں
حرماں تے اصحاباں تائیں لکھ سلام صلواتاں — آل نبی ازواج تماماں ہتکیاں برکاتاں
اس تیں پچھے عرض گزاراں خدمت وچ تماماں — حال حقیقت آکھ سناواں خاصاں نے ہور عاماں
اکثر پنڈاں اندر جاواں وعظ کرن نو یارا — وعظ نی کرنی بحث میرا کم غیراں سنگ ابرارا
اہر اک بکھوان موضع ایسا نظری آیا — کی میں عرضاں آکھ سناواں جو کجھ حال دسایا
دینداری دا زور زیادہ ہویا فضل رحمانو — بہت نمازی نظری آئی شک نہ اس وچ جانو
نال نمازیاں مسجد بھردی واہ واہ فضل الٰہی — اندر باہر نمازی ہوون ہوئی خوشی سوائی
خلق انہاں دا عاجز بندہ کیونکر آکھ سناوے — اک تھیں اک خلیق زیادہ عاجز نظری آوے
نمبردار جو خلق کریندے نال کمیناں یارا — جٹ کمینا اندر بھایو فرق تھیں آشکارا
بغض نہ کینہ حد عداوت لوکاں وچ دسایا — واہ واہ حب محبت لوکاں رب دا فضل سوایا
خاطر خدمت کرن مہماناں دل دے نال پیاروں — اللہ دتیا فضل خدا دا جاپن سب ابراروں

ضروری التماس

چونکہ جلسہ کی خبر پہلے ہم لوگوں کو تو ہرگز نہیں دی گئی۔ صرف تین روز پہلے اطلاع ہوئی کہ جلسہ پر مرزائی مولوی آویں گے۔ اس لئے ہم پورا پورا کوئی بندوبست نہیں کر سکے۔ آدمی بھیج کر حافظ نور محمد صاحب سکنہ موضع دیڑگوار اور مولوی عنایت اللہ صاحب سکنہ بھیکو چک کو بلوایا گیا۔ لیکن یہ دونوں صاحب مرزا قادیانی کے عقائد سے بلکل ناواقف تھے اور بحث کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے ہم سب معاونین جلسہ گھبرا گئے۔ لیکن چونکہ اللہ جل وعز اسمہ اپنے دین کے حافظ ہیں۔ ہماری بہتری کے لئے جناب مولانا وادِلا نا مولوی صاحب اللہ دتہ قوم خیانحہ سکنہ موضع سوہل کو بھیج دیا اور بغیر بلائے حاضر ہو گئے تو انہوں نے آ کر بحث کا بیڑا اٹھایا۔ کیونکہ مولانا صاحب مرزا قادیانی کے عقائد کلی سے پورے واقف تھے۔ اگر مولانا صاحب اس جلسہ پر قدم رنجہ نہ فرماتے تو ہمارے گرد اگرد کے چند گاؤں ضرور ہی مرزائی ہو جاتے۔ مگر کیوں ہوتے؟ جب کہ باری تعالیٰ کو دین اسلام پیارا مذہب تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ ”ان الدین عند اللہ الاسلام“ مولانا صاحب نے بحث میں وہ لطف دکھایا کہ آج تک کسی بحث میں کسی کو نہ ملا ہوگا۔ مرزائیوں کا ایسا ناطقہ بند ہوا کہ دو روز بعد ختم ہونے بحث مرزائی رہے مگر باہر نکل کر نہیں دیکھا۔ مولانا صاحب نے میدان میں دو وعظ بھی کئے۔ مگر مرزائی تو اندر ایسے داخل ہوئے رہے کہ گویا قالب

میں روح نہیں یا یوں کہو کہ پکھوان میں ہیں ہی نہیں۔ آخر میدان چھوڑ کر موضع برہلہ میں چلے گئے۔ اس لئے معاونین جلسہ نے مولانا صاحب کو فتح یابی کے انعام میں ایک تھان ململ سفید پر روپیہ رکھ کر سروپا دیا۔ معاونین جلسہ نے اتفاق سے مشاورت کر کے اس جلسہ کی کاروائی کو بعینہ الفاظ سے مشتہر کر دیا۔ تا کہ کل لوگوں پر واضح ہو جائے کہ مرزائیوں کے پاس ممات مسیح و مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیح میں کوئی سند قوی نہیں۔ معاونین جلسہ کے نام ذیل میں درج ہیں۔ ہو ہذا!

من جملہ معاونین میں سے رائے نتیجہ جلسہ کے لئے یہ صاحب جو کہ مادہ علمی رکھتے تھے مقرر رہے۔ قاضی محمد مہر الدین، عبداللہ درزی، علی محمد زرگر، رحیم بخش نمبردار، مولوی عبداللہ، کریم بخش، سدو جٹ، حسیا جٹ، مولا بخش جٹ، قاضی وحکیم عمر بخش، بھاگ جٹ، فضلا، فضل الدین نمبردار، جیون، رحیم بخش نمبردار، قطب الدین، میراں بخش، قائم الدین، محمد اسماعیل، گوہر خان، نظام الدین، منشی نبی بخش، منشی فیروز الدین، فضل الدین، قاضی محمد مہر الدین، سلطان بخش، بڈھا، چوہدری فضل الدین، حسن الدین، ماکھی خان، بوٹے خان نمبردار، مرزا امام بیگ، مرزا حیات بیگ، جھنڈو، نور الدین، چوہدری جہانگیر، جان محمد، دتہ جمور، زوڈا جٹ، حاکو جٹ، فقیر نوان، اسمٰعیل حجام، غلام الدین، جان محمد، حافظ شمس الدین، علی محمد زرگر، بھانا کشمیری، فضلا جٹ، نور محمد، جوتی برہمن، متراشاہ کلانور، بھانا برہمن، درگا داس اربہ، گوراندنا شاہ، ہیرا لال خاکروب، چوہدری حاکم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً!

لائق حمد وہی خالق کون ومکان ہے کہ جس کے کنہ صفات کے دریافت میں عقل تمام عقلاً زبان کی حیران وسرگردان ہے اور قابل نعت وہی سرور عالم محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جن کی شریعت غرہ میں ہزارہا مسائل مالاینحل سہل اور حل ہوتے ہیں اور صدہا مشکلات آسان اور سہل۔

تمہید: ناظرین وسامعین کی خدمت میں معروض ہے کہ جلسہ کی بحث تمام کو واضح کر کے دادخواہاں ہیں کہ بنظر انصاف ملاحظہ فرما دیں کہ حق بجانب کس کے ہے۔ چونکہ یہ کاروائی جلسہ مشتہر کر کے تقسیم کیا جاتا ہے۔ جس صاحب کو پہنچے اور دوستوں کو بھی دکھلا دے۔ سوال وجواب ذیل میں ہیں:

من جانب معاونین جلسہ ہذا

محباں میاں جمال الدین و فتح الدین السلام علیکم! واضح ہو کہ اس طرف کل دوستوں کی متفق رائے یہ قائم ہوئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں گفتگو ہونی چاہئے۔ کیونکہ حاصل سب مسائل مختلفہ فیہ کا اس پر ہے کہ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول حق ہے یا نہیں۔ اگر حق ہے تو آیا وہی مسیح جو رسول الیٰ بنی اسرائیل تھے نازل ہوں گے یا کوئی اور، سند فریقین کی قرآن مجید و حدیث صحیح سے ہونی چاہئے۔ فقط راقم الحراف عاجز اللہ دتہ!

ناظرین وسامعین مولانا صاحب کا انصاف دیکھیں۔ مولانا صاحب نے فضول بحث کو ترک فرما کر اسی مدعا کو مدنظر کر دیا کہ بحث حیات و ممات میں سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مگر مرزائی صاحبوں نے یہ پرچہ دیکھ کر انکار کیا۔ گویا یہ بحث ان کو موت کا فرشتہ نظر آیا کہ خدایا یہ کیسا پہاڑ ہم پر نا گہانی گر پڑا۔ جواب آیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً!

آشنا بھائی! اللہ دتہ صاحب وعلیکم السلام! پس واضح ہو کہ خط آپ کا آیا حال معلوم ہوا کہ پہلے مسئلہ حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام کی بحث شروع کرنی چاہئے۔ جب حیات ممات میں فیصلہ ہو جائے تو ہم نزول مسیح کے جواب دینے کو تیار ہیں۔ اگر حیات مسیح ثابت ہو جاوے تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ اگر ممات ثابت ہو گئی تو پھر دیکھا جائے گا کہ کون مسیح نازل ہوگا۔ بہر حال حیات و ممات میں بحث ہونی چاہئے۔

فقط جمال الدین (قادیانی) سیکھواں کلانور ضلع گورداس پور!

ناظرین وسامعین انصاف سے داد دیں کہ مرزائی صاحبوں نے مسئلہ نزول مسیح میں بحث کرنے سے کیا صاف لفظوں میں انکار کیا۔ کیا ضرورت تھی حیات و ممات کے مسئلہ میں بحث کرتے؟ آخر رجوع تو اسی طرف ہونا تھا جیسا کہ آگے مرزائیوں سے ظہور میں آئے گا۔ من جانب معاونین جلسہ ہذا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً!

میرے پیارے دوست میاں جمال الدین صاحب وعلیکم السلام! پرچہ آپ کا مطالعہ میں آیا۔ حال معلوم ہوا۔ چونکہ بحث مسئلہ حیات و ممات کو عرصہ دراز گزر چکا ہے۔ جس سے کوئی

نتیجہ آج تک ظہور میں نہیں آیا۔ دیگر التماس یہ ہے کہ مسئلہ حیات و ممات کو صاف کر کے پھر بھی رجوع اسی مسئلہ کی طرف ہوگا۔ (یعنی نزول مسیح علیہ السلام کی طرف) اس لئے میں بڑی عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ جس مسئلہ کی بحث تو ضیع اوقات کر کے پھر شروع کرنی پڑے گی۔ کیوں اس مسئلہ میں فیصلہ لکھا جائے تا کہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی نازل ہوں گے یا کوئی اور اگر آپ کا منشاء تو ضیع اوقات اور اوراق سیاہی کا ہے تو آپ لوگوں کو آواز بلند فرماویں کہ سب لوگ اپنے گھروں کو چلے جاویں فیصلہ کچھ نہ ہوگا۔ وبس فقط مسکین اللہ دتہ خیاط ساکنہ سوہل حال وارد نکیوان مورخہ ۳۱ر جنوری ۱۹۰۲ء

اس کا جواب مرزائی صاحبوں نے تحریری کچھ نہ دیا۔ کھڑے ہو کر پرچہ سابقہ جو اوپر درج ہے سنایا اور کہا کہ اگر آپ حیات و ممات میں بحث کرنا نہیں چاہتے تو حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات مان لیں۔ ہم نزول کے مسئلے کو شروع کرتے ہیں۔ ورنہ بحث حیات و ممات ہم کریں گے۔ جمال الدین!

مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ میں تھوڑی دیر کے لئے وفات حضرت مسیح علیہ السلام کی مان لیتا ہوں۔ آپ نزول مسیح میں بحث کریں۔

ناظرین و سامعین مولوی صاحب کے انصاف کی طرف توجہ فرماویں۔ مرزائیوں کو کیسا رول رول کر مارا اور باوجود ماننے وفات مسیح بھی مرزائیوں کی جرأت نہ ہوئی کہ مرزا قادیانی کو مثیل مسیح ثابت کریں۔

معاونین جلسہ

(جمال الدین) ہم تھوڑی دیر نہیں مانتے۔ آپ نے اگر بحث کرنی ہو تو حیات و ممات میں کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے پاس سند حیات مسیح کی نہیں۔

مولوی صاحب اللہ دتہ

میں نے نزول مسیح کے بحث کو اس واسطے شروع کرنا چاہا تھا کہ فیصلہ جلد ہوگا اور اکثر لوگ زمیندار ہیں۔ علمی بحث کو کم سمجھیں گے۔ حیات و ممات میں توفی کا جھگڑا ہوگا۔ میں توفی کے معنی بند اور پورا واقع قبض ثابت کروں گا۔ آپ صرف موت ثابت کریں گے۔ اس لئے زمیندار لوگ حیران ہو کر چلے جاویں گے۔ ہم تم دونوں بحث کر کے گھر چلے جاویں گے۔ وبس حاضرین جلسہ کو فائدہ نہ ہوگا۔ خیر اب میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ وفات حضرت مسیح کی

قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سے ثابت کر کے دکھادیں۔ اب تو میں آپ کو چھوڑوں کا ہے کو بحث شروع کریں۔

ناظرین وسامعین! خیال فرماویں مولانا صاحب چونکہ گھر کے بھیدی ہیں۔ ہر پہلو سے زک دینے کو تیار ہو گئے اور بحث شروع ہوئی۔ دو گھڑیاں رکھی گئیں۔ بیس منٹ ایک صاحب تقریر کرے پھر بیس منٹ میں اس کا جواب ہو۔علیٰ ہذا القیاس! پہلی تقریر فتح الدین (قادیانی) کی طرف سے شروع ہوئی۔ معاونین جلسہ!

فتح الدین...... ''یا عیسیٰ انی متوفیک'' آخر تک اور فلما توفیتنی پیش کیا اور اپنی تقریر بیس منٹ میں ختم کی اور کہا کہ ان آیات سے حضرت مسیح کی وفات ثابت ہے۔

مولوی اللہ دتہ...... میں افسوس سے عرض کرتا ہوں۔ اوّل تو وعدہ پورا نہ ہوا۔ شرط یہ تھی کہ قرآن اور حدیث سے سند ہو اور قول صحابی کا بھی ہونا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کو کیسے بیان فرمایا۔ خیر اب میں عرض کر دیتا ہوں کہ متوفیک اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ باری تعالیٰ نے حضرت مسیح کے اٹھانے کا وعدہ کیا کہ تجھ کو پورا بلا موت اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ چنانچہ اس آیت کی تصدیق کے لئے فرمایا۔''وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ ۰ وکان اللہ عزیزاً حکیما'' یعنی حضرت مسیح کو کسی نے قتل نہیں کیا۔ یہی یقینی بات ہے بلکہ اٹھالیا۔ اس کو اپنی طرف کیا صاف معنی ہیں۔ کچھ بھی تاویل کی ضرورت نہیں۔ دیگر متوفیک پر ایک حدیث حضرت کی موجود ہے۔ دھوہذا!!

''قال ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶)'' یعنی آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور تحقیق وہ پھر آویں گے تمہاری طرف پہلے دن قیامت کے اور بہت سے دلائل ہیں جو اپنے اپنے وقت پر بیان کروں گا۔ انشاء اللہ! فقط

فتح الدین...... متوفیک کے معنی سوائے موت کے اس جگہ نہیں ہیں۔ جو حدیث مولانا صاحب نے بیان فرمائی ہے وہ مرسل ہے۔ اس لئے قابل حجت نہیں اور (۲۵) جگہ قرآن شریف میں توفی کا لفظ آیا ہے۔ وفات کے معنوں میں جب کہ کل رسول فوت ہو گئے۔ کیوں حضرت مسیح زندہ چھوڑے گئے۔ حضرت مسیح میں کیا فوقیت تھی ہم عیسائیوں کو حضرت مسیح کو مار کر جھوٹا کرتے ہیں اور مولوی صاحب ان کو سچا کرتے ہیں۔ تاکہ عیسائی دلیری سے خدا مان لیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت میں فرمایا کہ انی متوفیک ممیتک اور دلائل بہت ہیں جو پھر بیان کروں گا۔

مولوی اللہ دتہ...... معلوم نہیں کہ مولوی صاحب نے کیوں فرمایا کہ اس جگہ توفی کے معنی موت نہیں اور کوئی دلیل پیش نہیں کی اور مرسل حدیث کیوں قابل حجت نہیں۔ متوفی ایسا لفظ عربی کا ہے جس کے معنی لازمی ہرگز ہرگز موت ثابت نہیں۔ بلکہ توفی کے معنی موت بھی ہیں۔ مگر قرینہ سے بنتے ہیں۔ جیسے ارشاد ہوا۔"ھو الذی یتوفون منکم ویذرون "آخر تک چونکہ اس جگہ یذرون قرینہ ہے اور توفی معنی نیند بھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:"ھو الذی یتوفکم باالیل " معنی پہلی آیت کے یہی ہیں۔ وہ لوگ جو فوت ہو جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں اپنی۔ معنی دوسری آیت کے یہ ہیں۔ وہ ہے ذات اللہ کی جو سلاتا ہے تم کو رات میں آخر تک اور توفی کے معنی رفع کے بھی ہیں۔ جیسا"یتوفاھن الموت "یعنی اٹھالے جاوے ان کو موت۔ موت کا لفظ قرینہ ہے۔ پھر فرمایا پورے دیں گے ہم ان کو اجران کے۔ غرض جہاں حضرت مسیح کے بارہ میں توفی کا لفظ آیا۔ وہاں موت قرینہ ہرگز نہیں۔ (۲۵) جگہ تو بے شک توفا کا لفظ آیا کہ موت ہے ساتھ قرینہ کے مگر بلا معنی موت (۲۸) جگہ قرآن میں۔ توفی کا لفظ موجود ہے۔ چنانچہ فہرست اس کی یہ ہے۔

نمبر شمار	سورت	پارہ	رکوع	نمبر شمار	سوزت	پارہ	رکوع
۱	بقر	۱	۵	۲	بقر	۳	۳۷
۳	بقر	۳	۳۸	۴	آل عمران	۳	۳
۵	آل عمران	۳	۶	۶	آل عمران	۴	۱۷
۷	آل عمران	۴	۱۹	۸	نساء	۴	۳
۹	نساء	۶	۲۳	۱۰	انعام	۷	۷
۱۱	انفال	۱۰	۷	۱۲	توبہ	۱۱	۴۱
۱۳	ھود	۱۲	۴	۱۴	ھود	۱۲	۹
۱۵	ھود	۱۲	۱۰	۱۶	یوسف	۱۳	۸
۱۷	رعد	۱۳	۳	۱۸	نحل	۱۴	۱۳
۱۹	نحل	۱۴	۱۵	۲۰	بنی اسرائیل	۱۵	۴
۲۱	مسیح	۱۷	۴	۲۲	نور	۱۸	۵

۲۳	نور	۱۸	۵	۲۴	فاطر	۲۲	۴
۲۵	زمر	۲۳	۴	۲۶	زمر	۲۴	۵
۲۷	زمر	۲۴	۷	۲۸	احقاف	۲۶	۳

اس فہرست سے ثابت ہوا کہ توفی کے معنی لازمی نہ تو موت ہیں اور نہ پورا نہ بند۔ غرضیکہ یہ لفظ بہت معنوں میں مشترکہ ہے۔ سب معنی چھوڑ دیں۔ فقط مرزا قادیانی کے معنی کئے ہوئے جو ہیں ان پر فیصلہ ہو۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ''یعنی اے عیسیٰ میں پورا لوں گا تجھ کو اور اجر دوں گا تجھ کو۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۲۰ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ ص۶۲۰)

دیگر نورالدین حکیم اپنی کتاب تصدیق براہین میں کہتا ہے: ''یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ''یعنی اے عیسیٰ میں پورا لوں گا تجھ کو اور بلند کروں گا تجھ کو۔ جب کہ مرزا قادیانی اور نورالدین متوفیک کے معنی پورا کے کرتے ہیں تو مولوی فتح الدین فرماویں کیا ان دونوں صاحبوں نے قرآن اور بخاری کو کبھی دیکھا تھا یا نہیں اور مرسل حدیث اس وقت قابل حجت نہیں جب اس کی ضد میں صحیح حدیث ہو۔ اگر آنحضرتﷺ نے اس پر کوئی صحیح حدیث فرمائی ہو کہ انی متوفیک سے مراد وفات مسیح ہے تو پیش کرو۔ ورنہ مرسل حدیث قابل حجت و دلیل محکم ہے۔ یہ حدیث مؤید ہے۔ احادیث صحیحہ کے اس لئے حکم مرفوع کا رکھتی ہے۔ یہ جو فرمایا کہ عیسائی مسیح علیہ السلام کو خدا مان لیں گے۔ یہ خوب کہی۔ یعنی جب تک موت ثابت نہ ہو۔ آپ عیسائیوں کو جواب نہیں دے سکتے۔ یہ نہایت غلط ہے۔ ہم انشاءاللہ! عیسائیوں کو باوجود ماننے زندہ حضرت مسیح علیہ السلام جواب دے سکتے ہیں۔ قرآن شریف کے منکر ہو کر اور دین کو بگاڑ کر ہم جواب دینا نہیں چاہتے۔ یہ عقیدہ آپ کو مبارک رہے۔ ہم نے کب عیسائیوں کو دلیر کیا۔ اہل اسلام کی کس کتاب سے عیسائی صاحبوں نے تمسک کر کے مسیح کی خدائی کا ثبوت پیش کیا اور یہ جو فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں کون سی فوقیت ہے کہ زندہ چھوڑے گئے۔ جناب من! اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تمام جہاں سے علیحدہ برتاؤ کیا۔ سب نبیوں کو ماں باپ سے پیدا کیا۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کو بلا باپ۔ اسی لئے آنحضرتﷺ کی امت کے دعا کے لئے حضرت مسیح کو زندہ رکھا۔ قبل قیامت فوت ہوں گے اور مؤمن اس پر جنازہ پڑھیں گے و بس پھر مولوی صاحب فتح الدین نے بہت مغالطہ دیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ ''انی متوفیك وممیتك '' یہ الفاظ بخاری میں ہرگز نہیں۔ کیونکہ انی کا لفظ اس آیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جس آیت میں حضرت

کا بیان ہے۔ حالانکہ اس جگہ بخاری میں حضرت مسیح کا کوئی بھی ذکر نہیں۔ فافہم!

غرضیکہ شام تک اسی طرح سے بحث ہوتی رہی۔ مگر مرزائیوں نے ایک بھی سند قوی حضرت مسیح کی وفات میں ثابت کر کے نہ دکھائی۔ آخر فتح الدین نے اپنے رسالہ سے ایک آیت اثبات دعویٰ وفات مسیح میں پڑھی۔ مولوی صاحب نے فوراً پکڑا کہ اگر یہ آیت تمام قرآن سے انہی لفظوں میں جو کہ آپ نے صفحہ ۱۹ سے ۲۰ تک پڑھی ہے۔ دکھائیں تو میں ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ جب قرآن شریف کھولا گیا تو ان لفظوں سے آیت ثابت نہ کر سکے اور ایسے نادم ہوئے کہ رات بھر آپس میں لڑائی ہوتی رہی۔ بلکہ فتح الدین کو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ بہتر ہے کہ تم اس کتاب کو بند کر دو۔ اس نے کہا دو صد روپے کی کتابیں میں کس طرح سے جلا دوں۔ پر فتح الدین مرزائی وفات مسیح کا ثبوت دینے سے عاری ہو گئے اور دلائل ختم ہو گئے تو خود بحث سے خروج کر کے ایک آیت سورہ نور کی پڑھ کر مرزا قادیانی کا مسیح ہونا ثابت کرنا شروع کر دیا تو مولانا صاحب اللہ دتہ نے اپنے وقت میں اور اپنی تقریر میں مرزائیوں کو وہ زک دی کہ خدایا پناہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ مولانا صاحب موصوف نے فرمایا ہمارے پاس تو ابھی دلائل حیات مسیح کے اتنے ہیں کہ دو روز اور بھی ہم بیان کریں تو خاتمہ نہ ہوگا۔ آپ نے بحث حیات و ممات کو چھوڑ کر کیوں نزول کا مسئلہ شروع کر دیا۔ حالانکہ آپ نے اپنے گریز کو قبول نہیں کیا یا اپنی ہار قبول کرو ورنہ بحث کرو۔ اسی لئے تو مولانا صاحب نے پہلے ہی سے فرمایا تھا کہ بحث نزول میں ہو۔ اس وقت آپ نے قبول نہ کیا۔ اب خود ہی اپنا وار دسکہ چلا کر نزول کی طرف شروع ہو گئے۔ مرزائی سن کر حیران ہوئے اور چہروں پر زردی کے آثار نمودار ہوئے۔ آخر یہ صلاح قرار پائی کہ صبح کو آپ لوگ جلسہ کے معاون پرچہ تحریری دیں اور ہم مرزا قادیانی کے مثیل مسیح ہونے کا ثبوت پیش کریں گے۔ چنانچہ وہ پرچہ جو جواب مولانا صاحب کا ہے آگے درج ہے۔ صبح کو پرچہ جمال الدین (قادیانی) کو دیا گیا۔ جمال الدین نے علیحدگی میں بیٹھ کر پرچہ کا جواب شروع کیا۔ ادھر مولوی اللہ دتہ اور فتح الدین (قادیانی) تقریر میں شاغل رہے۔ مولانا صاحب نے مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کی وہ قلعی کھولی جو مولوی صاحب کا حق تھا۔ لوگوں کو پورے طور سے معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی کے عقائد قرآن شریف اور حدیث صحیح اور اقوال صحابہ سے بالکل خلاف ہیں۔ غرضیکہ لوگوں پر مخفی نہ رہا کہ مرزا قادیانی بھی قرآن شریف کے اوپر عمل کرنے والے ہیں۔ آخر کار پرچے ہر دو عالم مجلس میں سنائے گئے جو سوال مرزائیوں کے پیش ہوئے۔ وہ ہر دو سوال ذیل میں درج ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً!

بخدمت شریف جناب مولوی صاحب فتح الدین وجمال الدین

دوسوال آپ کی خدمت میں حسب ذیل درج ہیں۔

۱...... مرزا قادیانی کے کامل مسلم ہونے کا ثبوت۔

۲...... مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ثبوت۔

نوٹ: ہر دو سوال کا جواب قرآن شریف وصحیح حدیث واقوال صحابہ کے سوا نہ ہم پوچھتے ہیں اور نہ ہماری تسلی ہے۔ راقمان قاضی محمد دمحمد مہر الدین، علی محمد، عبداللہ ورحیم بخش نمبردار ساکنان ہکیوان۔ اس کا جواب جمال الدین قادیانی کی طرف سے جو آیا بعینہ لفظوں میں درج کیا جاتا ہے۔ ھو ھذا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم!

واضح ہو کہ اس وقت از جانب قاضی محمد مہر الدین وعلی محمد زرگر وعبداللہ درزی ورحیم بخش نمبردار ساکنان ہکیوان کی طرف سے دوسوال پیش ہوئے۔

۱...... مرزا قادیانی کے کامل مسلم ہونے کا ثبوت۔

۲...... مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ثبوت۔

جواب سوال اوّل، ہم جناب مرزا قادیانی کے اقوال سے دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

زعشاق فرقان وپیغمبریم بدیں آمدم وبدیں بگذریم۔ ہمارے مذہب کا لب لباب یہ ہے کہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیاوی زندگی میں رکھتے ہیں۔ جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے۔ یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین وختم المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا ہے اور نعمت عزیمہ اتمام پہنچ چکی۔ جس کے ذریعے سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ ان کی شرائع اور درود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام من جانب اللہ نہیں ہو سکتا کہ جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی

ایک حکم کی تبدیل یا تغییر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۳۷ تا ۱۳۹ حصہ اوّل، خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

جواب سوال دوئم، مرزا قادیانی کا دعویٰ مثل مسیح ہے نہ کوئی اور تو ہم اس قسم کی مماثلت کو قرآن سے غور کرتے ہیں کہ قرآن شریف ایسی مماثلت کی اجازت دیتا ہے یا نہیں تو ثابت ہوتا ہے۔ خصوصاً اور عموماً اجازت دیتا ہے۔ خصوصاً ''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسول (مزمل:۱۵)'' یعنی ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا۔ شاید جیسا کہ فرعون کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تو یہاں محمد رسول اللہ ﷺ مثل موسیٰ علیہ السلام ثابت ہوئے۔ اگر ان کو (حضور ﷺ) موسیٰ علیہ السلام کہا جاتا تو کچھ حرج کی بات نہیں۔ عموماً یہ ہے کہ ''ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرات نوح وامرات لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئاً وقیل ادخلا النار مع الدخلین وضرب اللہ مثلاً للذین اٰمنوا امرات فرعون اذ قالت رب ابن لی عندك بیتا فی الجنة ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظّٰلمین ومریم ابنت عمران التی حصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمت ربھا وکتبہ وکانت من القانتین (تحریم:۱۱،۱۲)'' یعنی یہاں کی مثال اللہ نے واسطے کفار نوح اور لوط کی بیوی کی وہ دو عورتیں ہیں ہمارے دو بندوں صالحوں کے نیچے۔ پس دونوں نے خیانت کی اور نہ فائدہ پہنچا ان دونوں کو اللہ سے کچھ کہا گیا۔ داخل ہو جاؤ۔ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ اور بیان کی مثال اللہ نے واسطے مومن کے عورت فرعون کی جس وقت کہا کہ اے رب بنا واسطے میرے نزدیک اپنے گھر جنت میں اور نجات مجھ کو فرعون سے اور اس کے عمل سے اور نجات دے قوم ظالموں سے اور مریم بیٹی عمران کی جس نے محافظت کی شرم گاہ اپنی کی پس پھونکا ہم نے اس میں روح اپنی کو اور مانتی تھی اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور تابعدار تھی اور ان آیات شریف سے ثابت ہوا کہ مماثلت جائز اور عادت اللہ ہے۔

مامور اور مؤمن اور کفار کے ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں پر کافر اور مؤمن کے مقابلہ پر عورتوں کی مثال رکھی ہے۔ اس میں اشارہ یہ ہے کہ عورتوں میں قوت انفعالیہ ہوتی ہے جو مرد کی قوت فاعلہ سے اثر لیتی ہے۔ ایسا ہی مرد کے لئے وہ قوادئے گئے ہیں قبول کرنے کے جیسا

خداتعالیٰ فرماتا ہے۔"انا ھدینہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً"یعنی ہم نے ہدایت کی راہ کھول دی جو قبول کرے ہدایت کو یا قبول کرے کفر کو۔غرضیکہ مماثلت یہیں تک ثابت کی ہے کہ اگر کوئی اپنے آپ کو نیک اور متقی بنادے اور خدا کی امانت کو نگاہ رکھے۔وہ ابن مریم ہو جاتا ہے۔ اگر ابن مریم بن گیا تو کیا قصور ہے۔پھر قرآن میں یہ بھی ثابت کر دیا ہے خلفاء کے مثل بھی ہوتے ہیں۔"وعداللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم "یعنی اللہ وعدہ کرتا ہے مومنوں سے کہ جو تم سے نیک ہوں وہ خلیفہ ہوں گے۔زمین میں جیسے خلیفے ان سے پہلے بنائے گئے۔خدا کا وعدہ ہے کہ امت محمدیہ کے ساتھ تم میں ایسے خلیفے ہوں گے۔جیسے بنی اسرائیل کے لئے اب سوچنا چاہئے کہ بنی اسرائیل میں کیسے خلیفے ہوئے ہیں۔وہ خلفائے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جاری رہے ہیں۔جو قریباً چودہ سو برس تک رہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے آخری خلیفے تھے۔اسی طرح اس امت میں بھی بموجب وعدہ اللہ یہ چودھواں خلیفہ ہے۔صدی چہاردہم پر ہے جس کی تعداد باہم ملتی جلتی ہے۔غور سے مل جاتے ہیں۔ورنہ اس صدی پر یعنی حالت زور جو صدہا حملے اسلام اور بانی اسلام اور قرآن پر کئے گئے ہیں۔جو مخالفین کی کتابیں دیکھنی چاہئیں۔کون خلیفہ ہے واقعہ سابقہ متواترہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک صدی پر خلیفہ ہوتا چلا آیا ہے اور یہ صدی چہاردہم جس کے انیس سال گذر چکے ہیں۔اب تک کوئی نہیں ہے۔اس کی کیا وجہ ہے اور آیت شریفہ کی تفسیریں رسول اللہ فرماتے ہیں کہ:"کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء وفیکثرون قالوا فماتامرنا یا رسول اللہ قال فوابیعۃ الاوّل فالاوّل اعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عمّا استرعاھم (بخاری شریف ج۱ ص۴۹۱) "یعنی تھے بنی اسرائیل میں سیاست والے انبیا جب ہلاک ہوگا نبی تو اس کے پیچھے نبی ہوگا اور اب بات یہ ہے کہ میرے پیچھے کوئی نبی نہیں ہوگا۔شتاب ہوگا خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے پورا کروان کی بیعت اوّل کو اور دوان خلیفوں کو حق ان کا تحقیق ان کا حق اللہ تعالیٰ پوچھنے والا ہے۔اسے جیسا کہ قرآن میں تین آیت زمانہ کی خبر دیتی ہیں۔ایک گروہ آخر زمانہ میں ہوگا۔

سورت الجمعہ میں ہے۔"ھو الذی بعث فی الامیین رسول منھم یتلوا علیھم وآیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا لفی ضلال مبین

وآخرین منهم لما یلحقوبھم وھو العزیز الحکیم (الجمعہ:۲،۳)'' ﴿وہی خدا ہے جس نے بھیجا ان پڑھو میں رسول ان میں سے جو پڑھتا ہے۔ ان پر آیات اس کے اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت۔ اگرچہ تھے گمراہی میں اس سے پہلے اور اٹھایا اس رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہیں میں سے جو ابھی تک نہیں ملے ان میں وہی زبردست حکمت والا ہے۔﴾

اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ نے اصحابوں کے سوال کرنے سے کہ وہ کون ہوں گے تو آپ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں سے ہوں گے۔ مسلمان اہل فارس تھا اور مرزا قادیانی بھی اہل فارس ہیں اور آیت کے بطن میں بحساب ابجد ۱۲۷۵ تعداد میں جو مرزا قادیانی کے سن بلوغت کا زمانہ ہے۔ جو حکمت سے خالی نہیں اور چوتھی آیت ''ھو الذی ارسل رسولہ ''یعنی وہی خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے لئے بھیجا اور ساتھ دین حق کے تاکہ تمام دینوں پر غالب ہو۔ اگرچہ مشرکین کو برا معلوم ہوا۔ اس آیت کی تفسیر میں بہت مفسر قائل ہیں کہ مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ اس وقت یہ غلبہ ہوگا اور رسول اللہ ﷺ دو کام کے لئے آئے ہیں۔ ایک تکمیل ہدایت دوسری تکمیل اشاعت اور امر اوّل رسول اللہ ﷺ نے پورا کیا اور امر دوئم یہ زمانہ آخیر کے ساتھ مشتق ہے۔ جو مسیح موعود کے ہاتھ پر پورا ہوگا تاکہ قرآن شریف کی تمام قوموں پر حجت پوری ہو جائے۔ جب حجت پوری نہ ہوئی تو قیامت کا آنا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: ''حتی نبعث رسولا ''ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے۔ جب تک رسول حجت پوری نہیں کرتے اور اس طرح قانون جاتا ہے۔ اب ہی وہ زمانہ ہے جو ایسے آدمی کی ضرورت ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے جوش میں ہے۔ آریوں کی اشاعت عیسائیوں کی اشاعت اور برہمو اور سناتن یہود وغیرہ جوش میں آرہے ہیں۔ ایسے وقت میں آکر اپنے مذہب کی سچائیاں بیان نہ کرے تو کون سا وقت ہے کیونکہ اکھاڑہ تیار ہے اور ڈھول بج رہے ہیں۔ لوگوں کا اجتماع ہے۔ ایسے وقت میں پہلوان نکل کر مالی نہ لے تو کون سا اور وقت ہے اور مسلمانوں میں اندرونی فساد وہابی، حنفی، خارجی، شیعہ وغیرہ کے اس قدر تنازعات ہیں جو حد وحساب نہیں۔ اگر اس وقت نہ آتا تو کس وقت آتا۔ زمانہ دھائی دے رہا ہے کہ مصلح کے ضرورت ہے اور آیت شریفہ بالا میں ارشاد ہے اور ''علے الدین کلہ ''کا جملہ دلالت دے رہا ہے مسیح اس وقت آئے گا بہت دینوں کا زور ہوگا۔ اس آیت شریفہ کے موجب اور وقت کے لحاظ عیسیٰ ہونے کا دعویدار نیک ہے اور علاوہ اس کے رسول اکرم ﷺ نے

بھی ایسا ہی فیصلہ کیا ہے جو اس وقت کے مطابق سمجھا گیا ہے۔ حدیث ’’کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم ‘‘(بخاری شریف ج۱ص۴۹۰) میں ’’کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامّکم منکم بکتاب رب تبارك وتعالیٰ وسنت نبیکم ﷺ‘‘ (مسلم شریف ج۱ص۸۷) یعنی کس طرح حال ہوگا تمہارا جب تم میں نازل ہوگا۔ پس وہ امام تمہارا تم سے ہوگا۔ حدیث میں دوڑ ہے وہ تفسیر یہ ہے۔ دوسری میں ف جو خاص تفسیر کے لئے آیا کرتی ہے۔ میں اس کی مثال سورہ نمل ’’تلك آیات القرآن وکتاب مبین ‘‘ حدیث دوم ’’والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتّٰی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابوھریرہ واقرؤا ان شئتم تاآخر (بخاری ج۱ ص۴۹۰، مسلم ج۱ ص۸۷) ‘‘قسم ہے! اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ البتہ تحقیق عنقریب ابن مریم نازل ہوگا۔ حاکم اور عادل ہوکر حکم کا معنی قرآن میں دو جھگڑے کا فیصلہ کنندہ۔ قران میں ’’حکماً من اھلہ وحکما من اھلھا ‘‘اور عادل کے معنی برابر کرنے کے ہیں۔ یعنی دین کے اوائد نکال کر اعتدال پر لاوے اور صلیب کو توڑے گا اور اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔

نوٹ: مخالفین کے مقابلہ کے لئے آج کل مرزا قادیانی سے بڑھ کر مولوی صاحب ثناء اللہ امرتسری موجود ہیں۔ دیکھو آپ کی تصانیف اگر قسمت میں ہو کہ اس وقت صلیب کا غلبہ ہوگا۔ دانشمند اس وقت سمجھ سکتا ہے کیا صلیب کا غلبہ نہیں اور صلیب کے توڑنے سے مراد یہ نہیں کہ جو گرجا پر ہوتا ہے اس کو توڑا جائے۔ اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں اور اس کی تفسیر علماء نے کر چھوڑی ہے۔ ’’یبطل الدین نصرانیہ باالحجج وابراھین ‘‘سو اس کے توڑنے کے لئے مرزا قادیانی نے حد کر چھوڑی ہے۔ بے شک اس سے پہلے علماء بھی اس کے ساتھ مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر جوان شیر نے جوان پر تیر چلائے ہیں۔ جیسا کہ مسیح کا فوت ہوجانا اور اس کی قبر کا دکھانا دانشمند سمجھ سکتا ہے۔ اس کے سوا صلیب کبھی نہیں ٹوٹنے کی۔ یہی معنی ہے کہ اس کے دلوں سے صلیب کی عظمت ٹوٹ جائے۔ (سبحان اللہ! کیا صلیب مرزا قادیانی نے توڑ کر دکھائی۔ چنانچہ بحث عبداللہ آتھم دلیل اظہر من الشمس ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کو انعام ملا تھا۔ فافہم معاونین جلسہ) اس واسطے کوئی مقابلہ پر نہیں آسکتا۔ لاٹ پادری لاہور کے فتح مسیح فتح گرھی

عبداللہ آتھم امریکہ میں ڈوئی صاحب وغیرہ سب شکست کھا گئے۔ چھوٹا گھاس کے تار میں پھنس گیا۔ اپنی مادہ کو کہنے لگا۔ اس تنکے کو توڑ دو۔ ورنہ میں ذرہ سی حرکت کروں گا۔ تو جہاں درہم برہم ہو جائے گا۔ ایک چھوٹے سے جانور نے کہا تھا۔

من پہلوانا تہمتن تنم۔ کہ از نعرہ کوہ جزز بر کنم۔ یعنی میں پہلوان رستم جیسا ہوں ایک نعرہ کروں تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دوں گا۔ (جمال الدین قادیانی نے مرزا قادیانی کو ہر دو مثال کا مصداق کر دکھایا۔ معاونین جلسہ) ہوا اور قرآنی ہدایت کے بموجب ''یهلك من هلك عن بيته ويحيى من حيى عن بيته '' کو کرے گا۔ یعنی خامور کو اگر حیوان سور قتل مراد ہے تو قرآن خلاف کہتا ہے۔ ''خلق السموات والارض وما بينهما لا عبين ''یعنی آسمان زمین میں اور جو کچھ اس میں ہے بیہودہ نہیں اور سور کب بیہودہ ہے اور اس حقیقی مالک نے کسی حکمت پر پیدا کئے ہیں۔ اس سے انسان ہی مراد ہے (واہ کیا خوب تاویل کی جمال الدین کے خیال میں سور کی پیدائش بیہودہ نہیں۔ مگر انسان کی پیدائش بیہودہ چیز معاونین) جسے خدا فرماتا ہے۔ ''وجعل منهم القردة والخنازير '' کے نیچے چلنا چاہئے۔ سو ایسا انہوں نے قتل کیا ہے۔ ''اظهر من الشمس '' ہے اور لڑائی کو اٹھائے گا یا جزیہ کو جزیہ کے معنی یہ کرتے ہیں۔ مسیح جزیہ قبول نہیں کرے گا۔ سب کو تہہ تیغ کر کے مسلمان کرے گا۔ یہ قرآن شریف کے خلاف ہے۔ سورہ توبہ ہے۔ ''حتى يعطوا جزية عن يدوهم صاغرون (توبه:۲۹) ''یعنی جب کافر جزیہ دیویں اس کو رہائی دے دو اور مسیح کا جزیہ قبول نہ کرنا۔ خدا کے اس حکم کو منسوخ کرے گا۔ (جیسا کہ آپ نے کیا باری تعالیٰ فرماتے ہیں۔ نماز اپنے وقتوں پر ادا کی جائے۔ مگر آپ مرزائیوں کے جتنے دن پکیوان میں رہے جمعہ کو عصر بھی اکٹھی کر کے اور مغرب عشاء کو جمع کر کے پڑھتے رہے اور اگر اب ہے تو آپ نے قرآنی حکم کو منسوخ کیا۔ معاونین) نعوذ باللہ! یہ کہا جاتا ہے کہ شریعت کی کمی نہیں کرے گا۔ پھر حکم خدائی منسوخ ہوتا ہے۔ اس لئے بجائے یضع الجزیہ کے یضع الحرب بروایت بخاری کہ وہ لڑائی نہیں کرے گا۔ نیز یہ کہ تمام لوگوں کو تہ تیغ کر کے مسلمان کرے گا۔ خواہ ہندو ہوں یا عیسائی یا یہود یہ قرآن کے خلاف ہے۔ ''جاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الىٰ يوم القيمة (آل عمران:۵۵) واغرينا بينهما العدوات والبغضاء الىٰ يوم القيامة (مائده:۱٤) ''یعنی منکر و مسلمان اور یہود اور عیسائی قیامت تک رہیں گے۔ واہ کیا دلیل جس سے کہا جاتا ہے کہ تمام لوگ مسلمان کئے جاویں گے اور مال بڑھائے گا۔ یہاں تک کہ قبول نہ کرے گا اگر اس کے معنی ظاہری مال مراد لیا جاوے تو قرآن خلاف ہے۔

فرماتا ہے''انما اموالکم واولادکم فتنة '' کیا فتنہ کو تقسیم کرے گا۔ جناب من نہیں جو مسیح ہوگا فتح کو گھر میں داخل کرے گا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی دعویٰ مسیح ۱۵ ہزار ایک سال میں اندر لے گئے۔ پھر لوگوں سے فساد کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ روپیہ مذکورہ لوگوں سے لے کر محمد حسین سے مقدمہ شروع کر دیا۔ فافهم معاونین جلسه هذا!

دوسری جگہ''ولو بسط الله الرزق علی من عباده لبغوا فی الارض (شوریٰ:۲۷) '' اگر خدا بندوں پر رزق کشادہ کرے تو لوگ سرکش ہو جاتے ہیں۔

بقلم خود جمال الدین مرزائی از بکھوان، مورخہ یکم رفروری ۱۹۰۲ء

ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ ہم سائلوں نے سوال کیا کیا تھا اور مرزائی نے جواب کیا دیا۔ سوال صرف یہ تھا کہ مرزا قادیانی کے کامل مسلم ہونے کا ثبوت پیش کریں۔ جس کا جواب مرزائی نے کچھ نہ دیا۔ مرزا قادیانی کا ایمان ثابت کیا نہ اسلام اور مسیح کا جواب وہ دیا جو کوئی بھی صاحب علم اس پرچہ کو پڑھ کر یہ نہ کہے گا کہ ان دلائل مندرجہ پرچہ سے مرزا قادیانی مسیح ہیں جو طول بلاطائل سے اوراق سیاہ کئے اور مرزا قادیانی کا مسیح ہونا ہرگز ہرگز ثابت نہ ہوا۔ جلسہ ناظرین نے پکار کر کہہ دیا کہ یہ تقریر سچائی کے میدان سے بعید ہے۔

ناظرین! ذرہ آگے جناب مولانا صاحب اللہ دتہ کا پرچہ بھی خدا کے لئے ملاحظہ فرماویں۔ تاکہ اس ملمع کی قلعی کھل جائے۔ فقط معاونین جلسہ ہذا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلاً!

سب حاضرین جلسہ ہذا کی خدمت میں عموماً اور مؤمنین بکھوان کی خدمت شریف میں خصوصاً یہ عاجز انکسار اللہ دتہ بڑی عاجزی سے ملتمس ہے کہ من جانب محبان قاضی محمد مہر الدین وعلی محمد وغیرہ وغیرہ بخدمت بھائی جمال الدین قادیانی وفتح الدین صاحبان دو سوال مندرجہ ذیل پیش ہوئے۔

۱...... مرزا قادیانی کا کامل مسلمان ہونا ثابت کرو۔

۲...... مرزا قادیانی کا مسیح موعود مہدی مسعود ہونا ثابت کرو۔

دلائل از روئے قرآن وحدیث واقوال صحابہ سے ہو نمبر اوّل کا جواب جمال الدین نے یہ دیا''لا اله الا الله محمد رسول الله '' اس کا جواب من جانب خاکسار یہ ہے۔ میں

افسوس سے کہتا ہوں کہ سائلوں کا سوال کیا تھا اور جواب کیا۔ سائلوں نے مرزا قادیانی کے کامل مسلمان ہونے کا سوال کیا تھا۔ نہ ایمان کا۔ ایمان اور اسلام میں بڑا فرق ہے۔ چنانچہ قرآن شریف ’’احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنّاوھم لا یفتنون (عنکبوت:۱)‘‘ ﴿ کیا گمان کیا ہے لوگوں نے یہ کہ چھوڑے جاویں گے اتنے ہی پر کہ ایمان لائے ہم اور وہ ازمائے نہ جائیں۔﴾

اے میرے پیارے دوستو! اس آیت شریف کی طرف غور فرماؤ اور انصاف سے سوچو کہ فرمانا پروردگار کا یہ کہ گمان کرلیا۔ لوگوں نے اسی پر کہ ہم آمنا کہنے سے فلاح پاجاویں گے۔ یعنی ’’لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ‘‘ کہنے سے، حالانکہ وہ آزمائے نہ جاویں کہ کلمہ تو پڑھا آگے عمل بھی کیا یا نہیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ چنانچہ: ’’قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللّٰہ ورسولہ (حجرات:۱۴)‘‘ ﴿ کہا گواروں نے کہ ایمان لائے ہم، کہہ یارسول اللہ نہ ایمان لاؤ تم ولکن کہو مسلمان ہوئے ہم اور ابھی نہیں داخل ہوا ایمان بیچ دلوں تمہارے کے، اور اگر فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اس کے کی۔﴾

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام میں بڑا فرق ہے۔ ایمان کہتے ہیں۔ صرف قرآن اور رسول کے مان لینے کو، اور اسلام کے معنی ہیں فرمانبرداری کے بھی اپنا جان ومال اللہ کے راہ میں فدا کرنا۔ پھر قرآن شریف میں ارشاد ہوا واتقوا اللہ آخر تک۔

ترجمہ یہ ہے: ڈرو اللہ سے حق ڈرنے اس کے کا اور نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔

غرضیکہ اسلام اور ایمان میں بڑا بھاری فرق ہے۔ جیسا کہ یہاں ہوا ایک حدیث میں آیا ہے۔ ’’عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمد عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان متفق علیہ ومشکوٰۃ‘‘ ﴿ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ، قائم کرنا نماز کا، اور دینا زکوٰۃ کا، اور حج کرنا، اور روزہ رکھنا رمضان کا۔﴾

اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ جو شخص باوجود قدرت ہونے کے کسی ایک بنا کو بھی

ترک کرے تو اس پر کامل مسلم کا لفظ عائد نہیں ہوسکتا اور مثلاً ایمان میں داخل ہو چکا۔ اگر نماز نہیں پڑھتا تو وہ مسلم کامل نہیں۔ بلکہ اسلام میں نقص ہے۔ اگر صاحب نصاب ہے پھر زکوٰۃ نہیں دیتا، اور راستہ کے خرچ اور سواری کی قدرت رکھتا ہو۔ مگر حج نہیں کرتا اور رمضان میں تندرست اور حاضر اپنے گھر میں ہے تو روزہ نہیں رکھتا۔ ان صورتوں میں جو شخص باوجود قدرت ہونے کے ان بنائے خمس سے کسی ایک کو بھی ترک کرے گا۔ اس پر کامل مسلم کا لفظ عائد کرنا ایسا محال ہے جیسا کہ اونٹ کا سوئی کے سوراخ سے گذرنا محال ہے۔ وبنا علیہ مرزا قادیانی نے چونکہ باوجود قدرت ہونے کے حج نہیں کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ص۳۱۲) میں فرماتے ہیں۔ ''اس سال میں مجھے ۱۵ ہزار روپیہ وصول ہوا۔ جس کو شک ہو ڈاک خانہ کی رسیدیں دیکھ لیوے۔'' (کیوں نہیں جی) اب جاننا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے کیوں حج نہیں کیا۔

علاوہ اپنے اور کئی شخصوں کو حج کرا سکتے تھے۔ نہایت غضب کی بات ہے۔ مسلم کامل تو ثابت نہ ہوا۔ مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے قائم ہو گئے۔ یہ جو کلمہ کی قید لگا کر مرزا قادیانی کو کامل مسلم ثابت کیا ہے بالکل غلط ہے۔ دیکھو صحیح بخاری ''الیس لا اله الا الله مفتاح الجنة قال بلیٰ ولکن لیس مفتاح الا له اسنان فتح لك والالم یفتح'' بخاری کتاب الجنائز۔ ﴿وہب بن منبہ سے کسی نے کہا ''لا اله الا الله'' جنت کی تالی نہیں ہے۔ اس نے کہا کیوں نہیں لیکن کوئی ایسی تالی نہیں جس کے دندان نہ ہوا گر تو ایسی تالی لائے گا جس کے دندانے ہوں گے۔ تو تیرے لئے دروازہ جنت کا کھولا جائے گا۔ ورنہ تیرے لئے نہیں کھولا جائے گا۔﴾

اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کے پاس چابی تو ہے مگر دندان نہیں۔ دندان تو حج ہی تھا۔ جس کے ادا کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے۔ افسوس گھنٹہ گھر کے بنانے کے لئے تو دس ہزار خرچ کرنے کو تیار اور حج کے لئے دو تین سو بھی نہیں خرچ کر سکتے۔ اب میں وہ حدیثیں پیش کرتا ہوں جن سے حج نہ کرنے والے کے لئے مسلم کا لقب ہرگز ہرگز موزوں نہیں ہوسکتا۔ وهو هذا!!

ابن ماجہ میں ہے کہ جلدی تیاری کرو حج کے لئے چنانچہ الفاظ حدیث سے ثابت ہے۔ ''عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من اراد الحج فلتستعجل فانه قدیمرض المریض وتقتل القتالت وتحرض الحاجت'' ﴿ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فضل بن عباسؓ اپنے بڑے بھائی سے روایت کی یا ان دونوں میں سے ایک نے

دوسرے سے کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص حج کرنے کا قصد رکھتا ہو وہ جلدی کرے۔ یہ نہ کرے کہ سامان ہوئے پھر بھی ہر سال دوسرے سال پر ڈالتا رہے۔ کیونکہ کبھی آدمی علیل ہو جاتا ہے۔ کبھی کوئی چیز گم ہو جاتی ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ حج کے لئے جو روپیہ جمع کیا ہو وہ گم ہو جاوے۔ کبھی کوئی ضرورت درپیش ہو جائے اور انسان حج کو نہیں جا سکتا۔ تو احتمال ہے کہ دیر کرنے میں یہ واقعات درپیش ہوں اور حج نہ کرے اور مر جاوے تو ایک فرض کا تارک ہو کر مرے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی نکالا اور امام احمد نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً نکالا۔ جلدی کرو حج میں کوئی تم میں سے نہیں جانتا اس کو کیا پیش آئے گا، اور احمد اور ابو یعلی اور سعید بن منصور اور بیہقی نے ابو امام سے مرفوعاً نکالا۔ جس کو کوئی بیماری یا ضرورت یا مشقت یا ظالم حاکم حج سے نہ روکے اور وہ بغیر حج کے مر جاوے تو یہودی یا نصرانی ہو کر مرے، اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے نکالا مرفوعاً جو شخص زاد و راحلہ کا مالک ہو اور اس قدر کہ بیت اللہ تک اس کو پہنچا دیوے۔ پھر وہ حج نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں اگر وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”وللّٰه علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا“ یعنی لوگوں پر حج واجب ہے۔ اللہ کے لئے حج کرنا خانہ کعبہ کا جس کو طاقت ہو وہاں تک راہ طے کرنے کی۔ (ترمذی باب الحج)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ اس کو ابن عدی نے نکالا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حسن بصریؒ سے نکالا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے قصد کیا کہ لوگوں کو بھیجوں ان شہروں کی طرف اور وہ دیکھیں جو مالدار ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اس پر جزیہ مقرر کریں۔ وہ مسلمان نہیں ہے اور بیہقی نے بھی ایسا ہی نکالا۔ اہل حدیث اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ استطاعت ہوتے حج فوراً واجب ہے اور حجۃ اللہ میں ہے کہ تارک حج کو یہودی اور نصرانی سے تشبیہ دی۔ کیونکہ عرب کے مشرک حج کرتے ہیں اور یہود نصاریٰ نہیں کرتے۔

ابو داؤد نے نکالا مرفوعاً جو شخص باوجود استطاعت کے حج نہ کرے وہ پورا مسلمان نہیں وہ یہودی یا نصرانی ہے۔ نسائی نے نکالا جو شخص باوجود قدرت کے حج نہ کرے وہ کافر ہے۔ بخاری نے نکالا مرفوعاً جو شخص طاقت ہوتے حج نہ کرے وہ مشرک ہے۔ صحیح مسلم نے نکالا ابن عباسؓ سے جو شخص مالدار ہو اور حج نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ سفر سعادت میں شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں۔ جو شخص مالدار ہو اور حج نہ کرے وہ کافر ہے۔ مشکوٰۃ میں ہے جو شخص حج نہ کرے وہ یہودی ہے۔ ان روایات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ حج نہ کرنے والا باوجود استطاعت کے کافر مشرک وغیرہ وغیرہ!

اب ناظرین وسامعین جلسہ سوچ لیں اور خیال کریں کہ مرزا قادیانی کامل مسلم ہیں یا نہیں۔ اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ راستہ بند ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ اس لئے ان روایات کے تحت میں نہیں آسکتے۔ جواب یہ ہے کہ ہجری ۱۳۱۷ھ سے لے کر ہجری ۱۳۱۹ھ تک راستہ حج کا کھلا رہا۔ پھر مرزا قادیانی نے کیوں بیت اللہ کا قصد نہ کیا۔ جناب مولانا مولوی عبدالاوّل خلف مولانا عبداللہ غزنوی بھی اسی سال میں حج کو تشریف لے گئے۔ نیز عبدالواحد داماد مولوی حکیم نورالدین ومولوی عبدالرحیم غزنوی پچھلے سال حج کر کے آئے۔ کیا مرزا قادیانی کے لئے ہی راستہ بند ہے۔ لہٰذا یہ سوال کرنا بیہودہ ثابت ہوا۔

دوسرے یہ سوال ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے لوگ عرب مخالف ہیں۔ ممکن ہے کہ قتل کر دیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ص ایضاً) میں لکھا ہے: ’’انت فیهم بمنزلة موسیٰ‘‘ یہ الہام ہے یعنی الہام ہوا کہ اے مرزا تو لوگوں میں بمنزل موسیٰ ہیں اور لوگ سب فرعونی۔ جب مرزا قادیانی موسیٰ کی گدی کے مالک ہیں تو موسیٰ علیہ السلام کی طرح خوف نہ کرتے۔ جب اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسول کیا تو صرف حضرت ہارون علیہ السلام آپ کے مددگار تھے اور فرعون اپنے وقت میں خدائی کا دم مارتا تھا اور فوج فرعون کی کثرت سے تھی۔ ولیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی فوج کا ہرگز خوف نہ کیا۔ بلکہ فرعون کے سامنے جاکر اپنے من جانب اللہ رسول ہونے کو بیان کیا اور اللہ کی مدد سے فوق پایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون کو غرق کیا۔ علیٰ ہذا القیاس! اگر مرزا قادیانی کا الہام مذکورہ بالا من جانب اللہ ہے تو پھر عرب کے لوگوں کا خوف کیا۔

منبر حضرت موسیٰ والا مرزے ملیا یارا
تے طرف عرب دے حج کرن نو جائے نہ ڈردا مارا
جے کر منبر موسیٰ والا مرزے ملیا بھائی
پھر وانگ موسیٰ دے خوف نہ کردا کردا حج روانی

پھر (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ص ایضاً) میں ہے۔ ’’انی ناصرك انی حافظك‘‘ یعنی الہام ہوا کہ میں تیرا مددگار ہوں اور نگہبان ہوں۔ جاننا چاہئے کہ جس کا ناصر اور حافظ خدا ہو پھر اس کو خوف کاہے کا رہا۔ جب کہ مرزا قادیانی ہی کا اپنے الہام پر ایمان نہیں تو غیروں کو کس طرح سے تسلی ہو۔

جد مرزے دا اپنے ہی الہام اوپر شک رہیا
پھر کیونکر غیراں ہو تسلی ملہم شکی رہیا

غرضیکہ مرزا قادیانی کسی طرح سے کامل مسلم نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ فافہم!

پھر جمال الدین نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی خاتم النبیین کا قائل ہے۔ وغیرہ وغیرہ! یہ بالکل غلط ہے یا یوں کہ سراسر دھوکا بلکہ معاملہ ہی برعکس ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی تالیف سے چند حوالے پیش کرتا ہوں کہ ناظرین وسامعین کو معلوم ہو جائے وہ یہ ہیں۔

''اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے (یعنی مرزائیوں کے لئے نہ امت محمدیہ کے لئے) محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسول اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور اس سے انکار کرنے والا مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔''

(توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

''اگر یہ عذر ہو کہ نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہے۔ نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔''

(توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

''اس لئے خداوند تعالیٰ نے اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔'' (ازالہ اوہام ص۵۳۳، خزائن ج۳ ص۳۸۶) ''انی مرسلك الیٰ قوم المفسدین'' (انجام آتھم ص۷۹، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) خدا نے مجھے آدم صفی اللہ کہا، مثل نوح کہا، مثل یوسف کہا، مثل داؤد کہا، مثل ابراہیم کہا، مثل موسیٰ کہا۔'' (ازالہ اوہام ص۲۵۳، خزائن ج۳ ص۲۲۷)

(اگرچہ مسلم کامل نہیں تو کیا ہوا) ان حوالہ جات سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی نبی اللہ ہیں۔ اسی لئے تو فرماتے ہیں جو مجھ سے انکار کرے مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ ایلو مسلم بنتا بنتا نبی رسول بن گیا۔ رسول کیا بلکہ خدا، نعوذ باللہ! یہ کیسا اعتقاد ہے۔ لکھتے ہیں۔ ''تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ وہ حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا کہ خدا آسمان سے اترا۔''

(انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

سامعین جلسہ ہذا کی خدمت میں عرض ہے کہ دیکھو جمال الدین قادیانی نے آپ لوگوں کو کیسا دھوکا دیا کہ مرزا قادیانی ختم نبوت کا قائل ہے۔ ہائے توبہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور اور کھانے کے اور۔

مرزا قادیانی ختم نبوت کا قائل نہیں بلکہ نبوت کا دم مارتا ہے۔ کیوں نہ ہو ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی پیشین گوئی تو پوری ہوتی تھی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ”عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ لا تقوم الساعة حتى يبعث كذابون دجالون قريباً من ثلثين كلهم يزعم انه رسول الله (ترمذی ج۲ ص۴۵)“ روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک نہ اٹھیں کذابوں دجالوں قریب تیس شخصوں کے ہر ایک ان میں سے دعویٰ کرتا ہوگا کہ میں رسول اللہ ہوں۔ اس باب میں جابر بن سمرہ اور ابن عمر سے بھی مروی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ صحیح ہے۔ راقم لکھتا ہے۔ ان میں سے اسود عنسی مسیلمہ کذاب صاحب یمامہ کہ آنحضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں دو کنگن ہیں۔ سونے کے پھر پھیرنے لگے آپ کو پھر حکم ہوا کہ پھونک دو اس کو پھر پھونک دیا آپ نے اور وہ اڑ گئے سو تاویل کی آپ ﷺ نے کہ یہ دونوں کنگنوں سے مراد کاذبان مذکور ہیں۔ بس اسود عنسی ایک مرد شعبدہ باز تھا اور دو شیطان اس کے مسخر تھے کہ احوال مردم سے خبر دیتے تھے۔ ایک شفیق دوسرا اسحٰق نامی اور ایک خر معلم اس کے ساتھ تھا کہ جب اسے کہتے کہ اپنے رب کو سجدہ کر اسے سجدہ کرتا تھا۔ اس لئے اسے ذوالحمار کہتے تھے۔ اہل نجران مرتد ہو کر اس کے مطیع ہوئے اور وہ اس میں سے چھ سو آدمی لے کر صنعاء میں اترا اور فیروز کے ہاتھ سے مارا گیا۔ نام اس کا عینیہ بن کعب تھا۔ دوسرا مسیلمہ کذاب کہ قاتل حمزہؓ کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور جہنم میں پہنچا اور وہ ملعون سجع ہائے ناموزوں کرتا تھا اور مقابلہ قرآن کا قصد کرتا تھا۔ چنانچہ یہ عبادت کفر اشاعت اسی کی ہے۔ الفيل ما الفيل له خرطوم طويل ان ذنبك من خلق ربنا الجليل!

چنانچہ مرزا قادیانی بھی فرماتے ہیں۔ ”ان انزلناه قريباً من القاديان“

(ازالہ اوہام ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

۳...... ان میں ابن صیاد ہے۔ مگر اسے دجال کبیر نہ کہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ترجیح بھی اس کو دی ہے کہ وہ دجال کبیر نہیں۔ چنانچہ روایت تمیم داریؓ کی بھی اسی پر دال ہے۔

۴...... طلیحہ بن خویلد اسدی جو بنی اسد میں ظاہر ہوا کہ نواحی خیبر میں اور غطفانی نے اس کی

مدکی اور بعد دعوئی نبوت کے تائب ہوا اور رجوع کیا اسلام کی طرف زمانہ ابوبکرؓ میں۔

۵...... سجاح بنت سوید عورت نے دعوئی نبوت کیا۔ تمام قبیلہ بنوتمیم اس کی نصرت پر مجتمع ہوگیا۔ وہ مسیلمہ کذاب کے نکاح میں آئی اور اپنی نبوت باطلہ اپنے خصم کو بخش دی اور اپنی مہر میں نماز عصر اپنی امت ملعونہ پر سے معاف کردی۔ رشاطی نے کہا کہ بنوتمیم اب تک نماز عصر نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ یہ مہر ہماری کریمہ کا اس کو ہم اپنے ہاتھ سے نہ دیں گے۔ پھر سجاح زمان معاویہؓ میں مشرف بااسلام ہوئی۔

۶...... مختار ثقفی ابن زبیرؓ کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ اس کا دعوئی تھا کہ مجھ پر وحی آتی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کا مختار ہوں۔ چنانچہ اسماء سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ نکلیں گے ثقیف سے تین شخص کذاب وزیال ومبیر۔ روایت کیا اس کو ابونعیم بن صماوی نے، اور ایک روایت میں ہے کہ نکلے گا ثقیف سے کذاب ومبیر کہا ہے۔ مراد کذاب سے مختار بن عبد ثقفی ہے اور مراد مبیر سے حجاج بن یوسف۔

۷...... متنبی شاعر مشہور بعد دعوئی نبوت تائب ہوا۔

۸...... بہبود کہ معتمد باللہ کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ اس کا دعوئی تھا کہ مجھے خلق کی طرف بھیجا ہے۔ مگر رسالت کورد کیا اور دعوئی کرتا تھا کہ مجھے مغیبات پر اطلاع حاصل ہے۔

۹...... یحییٰ رکذویہ قرمطی کے مکتفی باللہ کی خلافت میں ظاہر ہوا۔

۱۰...... بعد اس کے بھائی اس کا ظاہر ہوا۔ حسین اس کے بعد ابن عم اس کا عیسیٰ بن مہرویہ کے اس نے گمان کیا کہ آیت ”یا ایھا المدثر“ بلفظ مدثر خطاب اس کو ہے۔ (چنانچہ مرزا قادیانی بھی فرماتے۔ ”مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد“ آیت سورہ صف میرے حق میں ہے) اور غلام منطوق کو اپنے نوکر کے ساتھ مسمّٰی کر کے ملک شام پر غالب ہوا اور بہت تباہی اور خرابی کی اور لوگوں نے اس کے لئے منابر پر بددعا کی وہ مارا گیا۔ لعنة الله علیه! زمانہ مقتدر میں۔

۱۲...... ابوطاہر قرمطی ظاہر ہوا کہ حجر اسود کو کعبہ سے کھود کر لے گیا زمانہ راضی باللہ میں۔

۱۳...... محمد بن علی شلسانی ظاہر ہوا۔ اسے ابن ابی العراق کہتے تھے اور اس نے مشہور کیا کہ مدعی الوہیت اور زندہ کرتا ہے مردہ کو۔ پس ایک جماعت میں مقتول ومصلوب ہوا خلافت مطیع باللہ میں۔

۱۴...... ایک قوم ظاہر ہوئی۔ قائل تناسخ اور ان میں ایک جوان تھا کہ گمان کرتا تھا کہ روح حضرت علیؓ کی نے اس میں انتقال کی ہے اور اس کی بیوی حضرت فاطمہؓ کے انتقال روح کی مدعی تھی اپنی میں اور اس نے یہ بھی گمان کیا تھا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر بعد زدوکوب کے اس نے اپنے کو سیدوں میں منسوب کیا اور بحکم معزالدولہ رہا ہوا۔

۱۵...... اور خلافت منظہر میں ایک شخص ظاہر ہوا۔ نواحی لو میں اور دعویٰ نبوت کیا اور ایک جماعت اس کے ساتھ ہوگئی۔ پھر وہ بعد گرفتاری مقتول ہوا اور ایک جماعت نے مردوں عورتوں کی مغرب میں ظہور کیا۔

۱۶...... ان میں ایک مرد تھا۔ موسوم بہ ''لا'' اور مدعی تھا کہ حدیث میں ''لا'' وارد ہوا ہے۔ لا نبی بعدی اس ''لا'' سے میں مراد ہوں۔ یعنی مسمےٰ باسم لا نبی ہے۔

۱۷...... اور انہی میں ہے غازاری سافر کہ ابوجعفر کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔

۱۸...... انہیں میں ایک عورت ہے کہ مدعیہ نبوت تھی۔ جب اسے کہتے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے۔ ''لا نبی بعدی'' وہ کہتے حضرت نے نفی کی ہے۔ نبی کی، نہ نبیہ کی اور میں نبیہ ہوں۔

۱۹...... بیت المقدس میں ایک یہودی نے دعویٰ کیا کہ مسیح ابن مریم علیہما السلام میں ہوں۔ (جیسا کہ زمانہ حال میں مرزا قادیانی موجود ہیں) وہ مرد خوش بیان شریں زبان تھا۔ جب اسے گرفتار کرنا چاہا بھاگ گیا۔ بعد گرفتاری مسلمان ہوا۔

۲۰...... اور ایک مرد نے دعویٰ مہدی ہونے کا کیا ہندوستان میں۔

۲۱...... اکبر بادشاہ ظاہر ہوا اور دعویٰ نبوت بلکہ خدائی کا کیا۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا۔

خدا پناہ دہد از جلیس بد مذہب
خراب کردہ ابو الفضل شاہ اکبر را

۲۲...... رتن ہندی میں ہے۔ اس نے دعویٰ صحابیت کیا۔ حالانکہ ظہور اس کا قرن سادس میں ہوا اور بہت سے خرافات لوگوں نے اس کے باب میں لکھے ہیں اور وہ ایک جھوٹا خبیث تھا۔ مدعی نبوت تھا۔

۲۳...... اسحق اخرس آخر میں خلافت سفاح کے ظاہر ہوا اور دعویٰ نبوت کیا اور خلق کثیر اس کی تابع ہوئی اور بصرہ وغیرہ میں غالب ہوا۔ آخر مقتول ہوا۔

۲۴...... اور فارس بن یحییٰ سباطی خلافت معز میں بلاد تینس میں مدعی نبوت ہوا اور بذریعہ شعبدہ احیاء اموات ابرص وغیرہ کو اپنا معجزہ قرار دیا۔

۲۵...... ایک مرد رائی نے ایک عصا بنایا اور مسلک موسیٰ اختیار کیا اور عصا نظرِ خلائق میں اژدھا ہو جاتا تھا اور نظارگی مسحور ہو جاتی تھی۔

۲۶...... اور مامون کے زمانہ میں عبداللہ بن میمون نے دعویٰ نبوت کیا۔ مامون نے اس کو قید کیا۔ یہاں تک کہ قید میں دارالبوار کو داخل ہوا۔

۲۷...... دجال، بالاتفاق علماء زمانہ عصر نے لکھا ہے غلام احمد قادیانی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں نکلا۔ نعوذ باللہ! اس نے نبوت اور مرسل ومہدی ومثل موسیٰ ومثل ابراہیم، احمد، یوسف، نوح، آدم سب کا مثل جیسے یہ مرسل علیہم السلام من جانب اللہ تھے۔ ویسے ہی اسکا دعویٰ کہ میں من جانب اللہ ہوں اور نبوت کوئی ختم نہیں ہوئی۔ جیسا کہ پیچھے ثابت کیا گیا۔ کہتا ہے کہ جو احادیث نزول ابن مریم کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ ابن مریم یہ عاجز ہے نہ حضرت عیسیٰ کیونکہ وہ فوت ہوگیا اور اس کا یہی دعویٰ کہ آنحضرت ﷺ کو اس جسم کے ساتھ معراج نہیں ہوا۔ اس کا یہ دعویٰ کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کو بعض آیات کی تفسیر سے جبرائیل علیہ السلام نے اچھی طرح مطلع نہیں کیا۔ لیکن خدا نے مجھ پر مطلع کر دیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳ ملخص)

اور اس کا یہ دعویٰ کہ قبر میں کوئی عذاب نہیں اور یہ بھی لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر تمام عمر میں جبرائیل علیہ السلام نازل نہیں ہوئے اور اس بات کا بھی مدعی ہے کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں غلط نکلتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس!

اب حاضرین جلسہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جمال الدین (قادیانی) کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی قائل ختم نبوت ہے۔ کیسا راستی سے بعید ہے۔ اسی طرح سے عام لوگوں کو دھوکا دے کر مجبور کرتے ہیں کہ ہم قرآن پر عمل کرتے۔ یہ بالکل دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اسی طرح سے دجال جو اوپر مذکور ہوئے ہیں مدعی تھے اور اسی طرح سے ایک یہودی نے بھی دعویٰ ابن مریم کا کیا۔ جیسا کہ فہرست دجالوں میں اوپر گذر چکا۔ غرض کہ مرزا قادیانی کسی طرح سے ختم نبوت کا قائل نہیں ہو سکتا۔

جواب نمبر...... میں جمال الدین قادیانی نے مرزا قادیانی کو مسیح موعود ثابت کرنا چاہا اور لکھا کہ مرزا قادیانی مثل مسیح ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ مثل موسیٰ ہیں۔ یہ آیت سند لایا۔ ''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا (مزمل:۱۵)'' یعنی تحقیق بھیجا ہم نے طرف تمہارے رسول شاہد جیسا کہ بھیجا ہم نے طرف فرعون

کے رسول یعنی موسیٰ اس آیت سے مماثلت آنحضرت ﷺ کی ہرگز ہرگز ثابت نہیں اور نہ آنحضرت ﷺ موسیٰ علیہ السلام کے مثل ہیں۔ بلکہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے ویسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ صاحب شریعت بلکہ اشرف الانبیاء جیسا کہ قرآن شریف ”تلك الرسل فضلنا بعضهم علیٰ بعض من هم من كلم الله ورفع بعضهم درجات“ یہ رسول فضیلت دی ہم نے بعض ان کے کو اوپر بعض کے بعض ان میں سے وہ ہیں جو کلام کی اللہ نے (جیسے موسیٰ) اور بعض وہ ہیں کہ بلند کئے ان کے اللہ نے درجے (جیسے آنحضرت ﷺ) اس آیت شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول، رسول کا مثیل نہیں ہوتا اور خاص کر آنحضرت ﷺ تو کسی رسول کے مثیل ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ایک ایک زمانہ میں کئی کئی رسول اور نبی ہوتے رہے ہیں۔ مگر جناب محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ ﷺ تو سارے جہاں کے لئے رسول ہو کر آئے۔ تو یہ رتبہ نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلکہ معاملہ برعکس چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ ”ولو كان موسیٰ حياً ماوسعه الا اتباعي (رواه احمد وبيهقي في شعب الايمان مشكوٰة ص۲۲،۲۴)“ ﴿اور اگر ہوتا موسیٰ علیہ السلام زندہ تو نہ چارہ تھا اس کو سوا اس کے کہ میری پیروی کرتا۔﴾

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل نہ تھے۔ ایسا ہی شیخ ابن تیمیہ کتاب اولیاء الرحمٰن ص۸۴ میں فرماتے ہیں۔ ”محمد لم يماثله وفيها احد لا ابراهيم ولا موسیٰ فضلاً حق ان يماثله فيها“ آخر تک محمد رسول اللہ ﷺ کی ولائت تو اس قدر عالی شان ہے کہ کوئی بھی اس میں آپ کا مماثل نہیں نہ ابراہیم خلیل اللہ اور نہ موسیٰ کلیم اللہ علیہم السلام اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ علیہ السلام نہ تھے۔ پھر جمال الدین نے دو عورتوں کا قصہ بیان کیا۔ جس کا کوئی محل موقع اور نہ سائلوں کا جواب اس سے پایا جاتا ہے۔ اس لئے وہ ناظرین وسامعین پر چھوڑتا ہوں۔ میں اپنا تضیع اوقات اور اوراق سیاہ کرنا نہیں چاہتا۔ پھر جمال الدین نے مرزا قادیانی کے مثیل مسیح ہونے میں یہ آیت پیش کی۔ ”وعدالله الذين آمنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنّهم في الارض“ یعنی اللہ وعدہ کرتا ہے مؤمنوں سے کہ جو تم سے نیک ہوں البتہ خلیفہ کروں گا ان کو بیچ زمین کے آخر آیت تک۔

جواب…… اس آیت کی تفسیر میں ابی بن کعبؓ کہتے ہیں۔ پورا کیا اللہ نے وعدہ اپنا اور غالب کیا

مسلمانوں کو عرب کے جزیرہ پر انہوں نے فتح کی دور سے دور مشرق اور مغرب کے شہر اور انہوں نے توڑ دی سلطنت اکاسرہ کی اور مالک ہوئے اس کے خزانوں کے اور مستوی ہوئے دنیا پر اور ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ اس آیت میں بڑی روشن دلیل ہے۔ ابوبکر صدیقؓ کی اور باقی خلفاء راشدین کی خلافت کی صحت پر آنحضرت ﷺ کے بعد کیونکہ مسلمانوں میں سے جو حاکم ایمان لائے۔ انہوں نے نیک کام کئے وہ یہی تھے۔ انہیں کے زمانہ میں فتوحات عظیمہ ہاتھ آئیں اور انہیں کے زمانے میں کسریٰ اور قیصر کے خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آئے اور انہیں کے عہد میں حاصل ہوا۔ امن اور تمکین اور دین کا ظہور سفینہؓ کہتے ہیں۔ میں نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے۔ خلافت میرے بعد تیس سال تک رہے گی۔

راوی کہتا ہے۔ پھر سفینہؓ نے ابوبکرؓ کی خلافت کو دو سال بتایا اور عمرؓ کی خلافت کو دس سال اور عثمانؓ کی خلافت کو بارہ سال اور علیؓ کی خلافت کو چھ سال آخیر ابوداؤد و ترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۵۵

ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ ''وعن سفینة قال سمعت نبی ﷺ یقول الخلافة ثلثون سنة ثم تکون ملك ''حضرت سفینہؓ سے مروی ہے کہ کہا سنا میں نے نبی ﷺ سے فرماتے تھے۔ خلافت رہے گی تیس سال پھر بادشاہ ہوں گے آخر حدیث تک۔

اب حاضرین جلسہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے کہ جمال الدین قادیانی نے آیۃ کریمہ زیر بحث میں مرزا قادیانی کے خلیفہ ہونے میں کون سی دلیل پیش کی۔ اب صرف داد کی ضرورت ہے۔ پھر جمال الدین نے حدیث بخاری کی نقل کی اور ایک جگہ قرآن شریف سے سورہ جمعہ سے تین آیتیں لکھیں۔ لیکن ان سب کا جواب اوپر گذرا جو ہم نے بڑی تفصیل سے ادا کیا۔ جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں۔ اللہ دتہ!

پھر جمال الدین قادیانی نے ان تین آیات سے مرزا قادیانی کو اہل فارس ثابت کیا اور ایک حدیث کی سند پیش کی۔ جیسا کہ اس کے جواب میں نیچے مرقوم ہے۔ جواب! ثریا ان چند ستاروں کا نام ہے جو نہایت متصل ہیں۔ جیسے گلدستہ اس حدیث میں فارسیوں کی باریک بینی اور استعداد ایمانی بیان فرمائی۔ سو حقیقت میں ملک فارس میں بڑے بڑے کمال والے امام محدث پیدا ہوئے۔ جیسے امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ اور مسلمؒ وغیرہ۔ جنہوں نے اپنے کمال اور باریک پن سے صحیح حدیثوں کو چھانٹا اور دین میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اس کے سبب سے تمام دنیا میں پیش داد اور مقتداء سمجھے گئے۔ کہا قرطبی نے کہ جیسے حضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ اسی طرح ظاہر واقع ہوا۔ اس

واسطے ان میں ایسے لوگ پائے گئے جو مشہور ہوا ذکران کا حدیث کے حافظوں اور ناقدوں سے، اور یہ ایسا کمال ہوا کہ ان کے سوا بہت ان کے اسمیں شریک نہیں اور اختلاف ہے اہل نسبت کا فارس کی اصل میں، بعضے کہتے ہیں ان کی نسبت کیومرت تک پہنچتی ہے اور وہ آدم ہے اور بعضے کہتے ہیں۔ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں لاوی بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ فارس بن یا سور بن سام کی اولاد سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بدرام بن ارفحش بن سام کی اولاد سے ہیں۔

اس کے دس اور چند بیٹے تھے۔ سب سوار بہادر تھے تو نام رکھا گیا ان کا فارس واسطے سواری کرنے کے، فتح الباری۔ تفسیر سورت الجمعہ اس دلیل سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی ہرگز ہرگز اہل فارس ثابت نہیں ہوسکتے۔ وہ کون سی بہادری مرزا قادیانی نے کی اور کب سواروں میں مرزا قادیانی گئے اور اہل فارس میں کس طرح داخل ہوسکتے ہیں۔ آریہ کے مقدمہ قتل لیکھرام میں پولیس کی مدد مانگتے رہے۔ اگرچہ عرض قبول نہ ہوئی۔ دہلی گئے تو پولیس کی مدد کی ضرورت پڑی۔ افسوس ہے جمال الدین قادیانی کے دلائل پیش کرنے پر جس نے ناحق مرزا قادیانی کو اہل فارس میں شمار کیا۔ پھر جمال الدین قادیانی نے لکھا ہے کہ بحساب ابجد مرزا قادیانی تیرھویں صدی کے مسیح ہیں۔ جواب اوّل تو مرزا قادیانی کے خلاف لکھا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۹۰) میں لکھا ہے کہ بحساب ابجد میرے ۱۳۰۰ عدد ہیں۔ جمال الدین قادیانی ۱۲۷۵ لکھتا ہے۔ حقیقت میں ۱۳۰۰ ہی ہیں۔ لیکن یہاں پر مرزا قادیانی کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کے نام کے تیرہ سو عدد پورے ہوتے ہیں۔ اس واسطے مرزا قادیانی ابجد اور مسیح موعود ہے تو کیا اگر کسی اور کے نام کے بھی تیرہ سو عدد پورے نکل آدیں تو وہ بھی تیرھویں صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوگا؟ اگر یہی بات ہے تو لیجئے سنئے۔ ان کے نام کے بھی تیرہ سو عدد ہیں۔

۱......	مہدی کاذب محمد احمد برم سوڈانی۔	۱۳۰۰
۲......	سید احمد پیر لشکر نیچر علی گڑھی۔	۱۳۰۰
۳......	مرزا امام الدین ابو داتالال بگیاں کادیانی۔	۱۳۰۰
۴......	مولوی حکیم نور الدین متہام بھیردی۔	۱۳۰۰
۵......	مولوی کامل سید نذیر حسین دہلوی۔	۱۳۰۰
۶......	مولوی محمد حسین ہوشیار بٹالوی۔	۱۳۰۰

علی ہذا القیاس! جس قدر چاہوں اور ناموں کے عدد پورے تیرہ سو کرتا چلا جاؤں۔ لیکن کیا اس سے ثابت ہو جائے گا کہ فلاں کس مجدد یا مسیح یا مسیح موعود یا مہدی مسعود ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں!

پھر آگے چل کر جمال الدین نے حضرت مسیح کے نزول کو بیان کیا۔ قرآن اور حدیث اور اقوال صحابہؓ سے ثابت کرتا ہوں۔ وہی مسیح نازل ہوگا جو آسمان پر زندہ اب تک موجود ہے۔ وهو هذا!

قرآن شریف میں ہے: ''وانه لعلم اللساعة '' اور تحقیق وہ یعنی حضرت عیسیٰ نشانی ہے قیامت کی۔ پس نہ شک کرو بیچ اس کے اس رکوع میں سب ابن مریم کا ذکر ہے اور ہُ کی ضمیر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے اصحابوںؓ سے ثابت ہے۔

''اخرجه الفريابى وسعيد بن منصور ومسدود وعبد بن حميد وابى بن حاتم وطبرانى من طرق عن ابن عباسؓ قوله وانه لعلم للساعة قال خروج عيسىٰ قبل يوم القيامة واخرج عبد بن حميد عن ابى هريرةؓ وانه لعلم للساعة قال خروج عيسىٰ يمكث فى الارض اربعين سنة تكون تلك الاربعون اربع سنين يحج ويعمر واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن مجاهدؒ وانه لعلم للساعة قال آياته وللساعة خروج عيسىٰ بن مريم قبل يوم القيامة واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن الحسنؒ وانه لعلم للساعة قال نزول عيسىٰ واخرج ابن جرير من طرق عن ابن عباسؓ وانه لعلم للساعة قال نزول عيسىٰ (تفسير درمنثور) '' حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور مجاہد اور حسنؒ سے بطرق متعددہ مروی ہے کہ ضمیر انہ جو آیت وانہ لعلم للساعۃ میں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف پھرتی ہے۔ ان روایات سے ثابت ہوا کہ از روئے قرآن شریف واقوال صحابہؓ حضرت مسیح بن مریم ہی نازل ہوں گے۔ نہ مرزا اور احادیث اس بارہ میں بہت ہیں۔ جو آگے بیان ہوتا ہے۔

چنانچہ بخاری میں ہے: ''عن ابى هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ والذى نفسى بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب

ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احدا حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیرمن الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرةؓ واقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته (بخاری ص۴۹۰)'' ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ عنقریب ابن مریم حاکم عادل اتریں گے صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کریں گے اور دیں گے مال یہاں تک کہ قبول نہ کرے گا کوئی۔ یہاں تک کہ سجدہ ایک بہتر ہوگا۔ دنیا سے اور جو کچھ بیچ اس کے ہے پھر کہا ابوہریرہؓ نے اگر چاہو تم تصدیق نزول ابن مریم کی تو یہ آیت دلیل ہے۔﴾

دوسری حدیث: ''عن هریرةؓ ان النبی ﷺ قال لیس بینی وبینه نبی یعنی عیسیٰ وانه نازل فاذا رایتموه انه رجل مربوع الیٰ الحمرة والبیاض بین ممصرتین کان رأسه یقطرو ان لم یصبه بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویهلك الله فی زمانه الملل کلها الاالاسلام ویهلك المسیح الدجال یمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی فیصلّی علیه المسلمون (ابوداؤد ص۲۳۸)'' ﴿ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے (یعنی آسمان سے) جب تم ان کو دیکھو تو اس طرح پہچان لو۔ وہ ایک شخص ہیں متوسط قدو قامت کہ رنگ ان کا سرخی اور سفیدی کے درمیان ہے اور وہ زرد کپڑے ہلکے رنگ کے پہنے ہوں گے اور اس کے بالوں میں سے پانی ٹپکتا معلوم ہوگا۔ اگرچہ وہ تر بھی نہ ہوں۔ وہ لوگوں سے جہاد کریں گے اسلام قبول کرنے کے لئے اور توڑ ڈالیں گے صلیب اور قتل کریں گے خنزیر کو اور موقوف کردیں گے جزیہ کو کافروں سے یا اسلام لاویں یا قتل ہوں اور تباہ کردے گا اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سب ادیان کو سوا اسلام کے، ہلاک کریں گے دجال کو پھر دنیا میں رہیں گے چالیس برس بعد اس کے ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔﴾

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہی مسیح جو بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے۔ یعنی مسیح انجیلی، اب حاضرین جلسہ کی خدمت میں التماس ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے شرح کر دی کہ میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا اور وہی نازل ہوگا تو پھر مرزا قادیانی جو کہ قادیان

میں اب پیدا ہوا۔ کس طرح مثیل مسیح ہوسکتا ہے۔ حالانکہ کوئی حدیث اس بارہ میں حضرت نے نہیں فرمائی کہ مسیح نہیں نازل ہوگا۔ بلکہ اس کا مثیل نازل ہوگا۔ جب کہ ایسی کوئی حدیث نہیں تو ہم مرزا قادیانی کو کس دلیل سے مثیل مسیح مان لیں اور لطف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح کی قبر بھی بیان فرمادی۔ جیسا کہ: ''اخرجه البخاری فی تاریخه وطبرانی عن عبدالله بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول الله ﷺ وصاحبیه فیکون قبره رابعاً'' اخراج کیا بخاری نے بیچ تاریخ اپنی کے اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے فرمایا عبداللہ بن سلام نے دفن کئے جاویں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے ساتھ محمد ﷺ کے اور شیخین کے پس ہوگی قبروں کی ان ''اخرجه ترمذی حسنه عن محمد بن یوسف بن عبدالله بن سلام عن ابیه عن جده قال مکتوب فی التوراة صفت محمد وعیسیٰ بن مریم یدفن معه (درمنثور ج۲ ص۲٤٥)'' اور اخراج کیا ترمذی نے ساتھ تحسین کے فرمایا عبداللہ بن سلام نے کہ صفت محمد ﷺ کی تورات میں موجود ہے کہ یہ بھی تورات میں ہے کہ عیسیٰ بن مریم آنحضرت خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔

''عن عائشة قالت قلت یا رسول الله انی اریٰ انی اعیش بعدك فتأذن لی ان ادفن الیٰ جنبك فقال انّٰی لی بذالك الموضع مافیه موضع قبری قبرابی بکرؓ وعمرؓ وعیسیٰ بن مریم'' فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں عرض کی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے پاس مدفون ہوں۔ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ میرے پاس تو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے سوا اور جگہ نہیں ہے۔

''عن حنظلة الاسلمی قال سمعت اباهریرة یحدث النبی ﷺ قال والذی نفسی بیده لیهلّن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا اویثنینهما (مسلم ج۱ ص٤٠٨)'' حنظلہ جو قبیلہ بنو اسلم سے ہیں۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ البتہ بلا شبہ اور بے شک عیسیٰ ابن مریم روحا کی گھاٹی میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ لبیک پکاریں گے۔ حج کا یا عمرہ کا یا قران کا یا دونوں کی لبیک پکاریں گے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے بیچ باب حج کے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح کی قبر مدینہ میں ہوگی اور حضرت مسیح حج کریں گے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورہ بالا کا مصداق مرزا قادیانی کبھی نہیں ہوسکتا۔ حج کا بیان اوپر بہت ہو چکا۔ اب قبر کی طرف خیال کرنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مسیح علیہ السلام کی قبر مدینہ میں ہوگی۔ جیسا کہ بیان ہوا اور مرزا قادیانی مسیح کی قبر تین جگہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ''ہاں مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔''

(ازالہ اوہام ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳)

''مسیح کی قبر بلاد شام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔''

(ست بچن حاشیہ در حاشیہ ص۱۶۴، خزائن ج۱۰ ص۳۰۹)

''اب تحقیق سے معلوم ہوا کہ مسیح کی قبر ملک کشمیر موضع سرینگر میں ہے۔''

(راز حقیقت ص۲۰، خزائن ج۱۴ ص۱۷۲)

اب غور کا مقام ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ جو شخص اللہ اور رسول اور صحابہ کا خلاف کرے وہ بھی کامل مسلم ہوسکتا ہے ہرگز نہیں۔ جب کامل مسلم نہیں تو چہ جائیکہ ہم مثیل مسیح مان لیں۔ اب حاضرین جلسہ کی خدمت مبارک میں فیصلہ چھوڑتا ہوں۔

فقط: اللہ دتہ سکنہ سوہل حال پکیوان، یکم رفروری ۱۹۰۲ء

اب ناظرین وسامعین داد دیں کہ آیا مرزائیوں کا ثبوت کیا نکما اور خام ثابت ہوا۔ مولوی صاحب نے ایسی قلعی کھولی جس سے مرزا قادیانی کا مسیح ہونا تو در کنار دجال ثابت کر دکھایا۔ اس لئے میدان مولانا کے حق میں سمجھا گیا۔ جب جلسہ ختم ہو چکا تو حافظ نور محمد سکنہ دھرم کوٹ گوار نے ایک نظم تصنیف کی جو عینہ ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ ہو ھذا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً!

نظم حافظ نور محمد سکنہ دھرم گوار متصل کلانور تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

ہر دم شکر اللہ دا کریئے دن تے رات کل صباحیں ارحم کل رحیما اکرم بعض تیرے کوئی ناہیں
توہیں زمین آسمان بنایا تھماں باجھ ٹکایا عرش معلیٰ خاص تساڈا وچ قرآن دسایا

نال قرآنی ثابت ہو یا خاص مکان ربیدا
جو کوئی اس تھیں منکر ہووے دوزخ دے وچ سڑدا

بعد درود رسول محمد ہر دم باجھ شماراں
آل اصحاب اماماں ولیاں رحمت ابر بہاراں

میں بدھ دہاڑے گھر اپنے وچ نال خوشی دے آیا
وچ اہل اطفالاں بٹھا ہویا غم اندوہ گوایا

اس جگہ دا دل میرے وچ خاص ارادہ آیا
اسجا خاص ضروری جانا شوق دلیوچ دھایا

اجہراں نوں دو یار برادر آگئے پاس اسائیں
نام انہاں نے دسے اپنے عاجز بندے تائیں

خدمت اتے تواضع کیتی پاس بٹھایا سائی
حال حقیقت دسی انہاں جاں میں پچھا بھائی

نال تساں ہے جانا ساڈے اساں ضرورت آئی
مرزا یاندا آون ہے آج پنڈ اساڈے بھائی

بحث ہوسی اس جاگہ اندر عالم بھائی آون
ایسے خاطر تساں بلایا لوکیں بہتے چاون

اس کارن میں وچ پکھوین آیا تر کر بھائی
جان میں آ کر دیکھیا اوتھے عالم ناہی کائی

دل دے اندر فکر پیا ہن بحث ضروری ہوسی
بھائی مددگار نہ کوئی مدد کھڑا دیسی

پھر میں مدد خاص اللہ دی دل اپنے وچ چاہی
حافظ ناصر توہیں میرا تجھ بن ہور نہ کمائی

سب بھایاں نوں نال دلیری عاجز آکھ سنایا
ہے رب مالک ساڈا بھائیو کیوں دل فکر میں لایا

تکر دن خبر ہوئی پھر مینوں ہے اک عالم آیا
خوشی ہوئی دل وچ زیادہ اللہ فضل کمایا

پھر اس عالم تو پچھیا اس نے آکھ سنایا بھائی
بحث کرندی مرزائیاں سنگ میں وچ طاقت ناہی

اس عاجز نے آکھ سنایا ساریاں بھایاں تائیں
بے شک بندہ بحث کرے گا خطرہ کرنا ناہیں

فجرے ویلے احمدیاں ہویاں سی میں نہ اٹھایا
اللہ مالک کر تو مدد تجھ بن ہور نہ ایا

اجہراں نوں پھر عالم فاضل اکمل کامل آیا
اللہ دتا نام انہاں دا سوہل سکونت آیا

مرزا یاندے دلدے اندر ڈھاڈا خوف پیا سی
دشمن ساڈا حاضر ہویا سانوں مار گواسی

ایہ گھر ساڈیدا پورا واقف سارا پتہ لگاوے
انگلیاں تھکلیاں سب کلامان واضح کر سمجھاوے

کل کتاباں ساڈیاں والی خبر انہاں نوں آئی
صفحہ نشان تے سطراں گن گن ہن ایہہ دس سی بھائی

اجہراں نوں پھرا اللہ صاحب مدد غیب پہنچائی
کل کتاب صحاح ستہ دی حاضر ہوئی بھائی

نام فیروز الدین انہاندا سب کتاب بسایا
وچ حویلی فاضل والی آکر ڈھیر لگایا

مسلماناں نوں خوشی ہوئی سی حدوں باجھ شماراں
چار چوفیروں خلقت رب دی آئی وانگوں ڈاراں

بخشاندی تجویزاں کردیاں ساریاں نند پکایا
موت حیات مسیح دا مسئلہ چھڈ وسہاں الایا

مسئلہ پھر نزول مسیح دا شوق سبھاں دل آیا — مرزائیاں ول پرچہ بھیجا صاف انکار سنایا
اس مسئلے تیں سب مرزائی صاف انکار لیائے — حیات ممات دے مسئلے دے ول جھلے کر کر آئے
پرچہ پھر دوبارہ بھیجا مرزائیاں دے تائیں — بحث نزول مسیح دی ہووے ہور راہ تائیں
ایہہ گل مول نہ منی انہاں ظاہر آکھ سنایا — بحث حیات ممات ہووے مرزائیاں فرمایا
اس کارن انکار کریندے سی مرزائی بھائی — ایسے وچ گنجائش انہاں پلے ہووے نہ رائی
تاں پھر مولوی اللہ دتے منی بحث ایہہ بھائی — شروع ہوئی پھر مرزائیاں تو کڈ کڈ سند دکھائی
اوّل خاص کتاب اللہ دی مولوی پکڑی سباہی — پاسپارہ سورت دسیا ہور رکوع بھائی
اٹھائی جاگہ وچ قرآنی کڈ کڈ پتے دکھائے — مرزائیاں دل خوف سدھایا حیرانی وچ آئے
یعنی وچ قرآن اٹھائی جاگہ رب فرمایا — توفی معنی پندرہ پوراتے ہور پکڑن آیا
ہور کتاب بخاری وچوں ثابت کیتا بھائی — حضرت عیسیٰ بے شک زندہ ثابت شک نہ رائی
مسلم ابوداؤد بخاری ابن ماجہ تیں یارا — حیات مسیح دی ثابت کیتی مجلس وچ آشکارا
تے مرزا دی تصنیفوں کیتے لفظ توفی معنی — موت توفی معنی ناہیں سن اے مرد یگانے
متوفی دے معنی کیتے مرزے پورا بھائی — مولوی ثابت کر دکھلایا شک نہ اس وچ رائی
غرض قرآن حدیثوں تے ہور مرزا دی تصنیفوں — حیات مسیح دی ثابت کیتی تصنیفوں تالیفوں
بحث کریندیاں فتح دین نے ایسا ہتھ دکھایا — جھگڑا چھڈ حیات مماتی طرف خلافت آیا
یعنی دار وسکہ جو کجھ پاس انہاں دے آیا — دن سارے وچ مرہٹ انہاں اوہو سان چلایا
جیونکر ہٹی وچوں سکے سودا پاس کیدے — در در تیرے کردا پھردا سودے کتوں نہ ملدے
یعنی سند وفات مسیحوں عاری ہویا بھائی — پکڑ کتاباں مڑ مڑ دیکھے سند نہ لبھدی کائی
آخر رجوع خلافت دیول فتح الدین نے کیتا — چھڈ کے بحث حیات مماتی اتوں آیا پیتا
تاں پھر مولوی اللہ دتے مجلس دے وچ کیہا — فتح اسانو اللہ دتی ہن کجھ شک نہ ریہا
آپے بحث حیات مماتی کیتی تساں پیارے — تے آپے ختم تساں نے کیتی کی ایہہ راز نیارے
اس تھیں فتح اسانو ہوئی سمجھیں دل وچ یارا — فتح الدین منہ زردی جھلی شک نہیں دلدارا
جمال الدین امام الدین نے فتح الدین نو کیہا — ہویا گریزا ساڈا اس جا مشکل دیلا ایہا
خیر الدین نے فتح الدین نو مجلس وچ فرمایا — ذکر خلافت کرنا ناسی ایہہ تو ظلم کمایا

رات پئی پھر ستے سارے گھریں آرام کیتا سی || مرزائیاں دی دلدے اندر ایہو فکر رہیا سی
فجر ہوئی تاں پیش گوئیاں دا سارا ذکر سنایا || مرزے دی تصنیفاں وچوں صفحہ نشاں دکھایا
پیش گوئی کوئی مرزے والی پوری مول نہ ہوئی || سب مرزائی جھوٹے ہوئے سچا رہیا نہ کوئی
سب شرمندے لازم ہوئے انگل منہ وچہ پاون || آکھن نج پکھوین آئے رودن تے پچھتاون
پاس اساڈے کجھ نہ رہیا کی دکھلائی بھائیاں || ہر ہر مسئلے اندر سانو ڈاہڈیاں ہاراں آیان
چھوڑ تمامی بحث زبانی طرف تحریراں آئے || لے کر پرچہ وچ حویلی ڈیرے جدا لگائے
جو کجھ پرچے اندر لکھیا اوبھی حال سناواں || دو سوال انہاں نو کیتے واضح کر سمجھاواں
اوّل مرزا کامل مسلم ثابت کیتا جاوے || قرآن حدیثوں اس مسئلے دے سند اساموں آوے
دوجا مسئلہ مرزا صاحب کو بن مسیح سدھاوے || ایہہ بھی سند قرآن حدیثوں طلب اسانو بھاوے
سائل علی محمد نے عبداللہ درزی یارا || قاضی محمد مہرالدین رحیم بخش دلدارا
سوال جواب دوھاندا جاکے پیچھے دیکھیں یارا || مرزائیاں نے جو کچھ لکھیا حال سمھو آشکارا
سائلاں اوہ جوابی پرچہ مولوی نور دکھلایا || دیو جواب شتابی سانو عاجزی نال الایا
اوبھی درج پچھاڑی کیتا پڑھ کے دیکھ پیارے || جس تھیں زک مرزائیاں آیا چھپے فضل بہوہائے
فتح ہوئی اسلامی بھائیو مرزائیاں رسوائی || آریہ ہندو سکھ تمامیاں اچی گل مچائی
مرزائی سب ہار کھلوتے گلاں کرن تمامی || خوشی ہوئی وچ مسلماناں دے مرزائیاں حیرانی
فضل الدین جو نمبردار پکھویں اندر آیا || فرمایا ہن فتح اساڈی مرزائیاں نوں جھلایا
کجھ توفیق نہ آئی مینو شعر کہن دی بھائی || سب بھائیاں دی خاطر عاجز ایہہ تصنیف بنائی
انی ماہ شوال مہینا ایہہ تاریخ پچھانو || تیران سوتی انی ہجری اسوچ شک نہ جانو
اٹھارہ ماگھ مہینہ ہندی اکتی عیسوی یارا || انی سو سن دو پچھانو جلسہ ہویا بھارا
عاجز مفتی نور محمد کردا عرض پیارے || موضع دہیڑ سکونت میری جس ایہہ سچ نتارے
گورداسپورا ہے صدر اساڈا تی تحصیل بٹالہ || عاجز نام ہے نور محمد حق ہولا دل والہ
جو کچھ اصلی بحث ہوئی ہے اوہو عرض الایا || اپنی طرفوں وداہا گھٹایا ہرگز مول نہ پایا
یارب مسلماناں دے تائیں سدھے راہ چلائیں || مرزا تے مرزائیاں کولوں مدد نال بچائیں

۱۹؍شوال ۱۳۱۹ھ، مطابق ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمال الدین وغیرہ کے اشتہار کا جواب

جو کہ انہوں نے دربارہ مباحثہ بکیوان کے نکالا ہے، بھائیونان گوشت بڑی شے ہے۔

چونکہ مجھ کو موضع بکیوان میں دوبارہ جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھ کو معاونین جلسہ نے مضمون مباحثہ کے چھپوانے پر مجبور کیا اور کہا کہ ہم میں سے کوئی اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا میں نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔ جب میں موضع مذکور سے واپس آیا تو مجھ کو مرزائیوں کا اشتہار دستیاب ہوا تو میں نے مناسب سمجھ کر اس کا جواب بھی مختصر ساتھ ہی مشتہر کر دیا تا کہ دوبارہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ اب اس کا جواب قولہ اقول کے ساتھ دیتا ہوں۔

قولہ...... بکیوان والوں کی طرف سے میاں اللہ دتہ قوم چینہ اور حافظ نور محمد اور مولوی عنایت اللہ اور منشی فیروز الدین اور منشی نبی بخش مباحث مقرر ہوئے۔

اقول...... بنیاد ہی جھوٹ پر قائم کی۔ الٰہی توبہ! حافظ نور محمد نے کوئی تقریر کوئی تحریر مقابلہ میں نہیں کی۔ مولوی عنایت اللہ صاحب نے بھی کوئی تقریر تحریر نہیں کی۔ اس لئے ہم وہ آیت جو خداوند تعالیٰ نے جھوٹوں کے لئے فرمائی ہے۔ اسی پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ اظہار آیت کی ضرورت نہیں یہ جو منشی فیروز الدین و نبی بخش کو لکھا۔ یہ صاحب بعد نماز جمعہ جلسہ میں حاضر ہوئے۔ حالانکہ قبل نماز جمعہ میری طرف سے دو پرچے تحریری اور ایک تقریر ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ بھی دروغ بے فروغ ہے۔ اب انصاف پسند اتنے ہی جھوٹ سے سمجھ سکتے ہیں کہ جس عمارت کی بنیاد ریت کی ہوگی اس کو کب تک قیام ہوگا۔ ناوان کشمیری خدا کے خوف سے نہیں ڈرتے۔

قولہ...... اگر حضرت مسیح ''ماالمسیح ابن مریم الارسول قدخلت من قبله الرسل'' میں مستثنیٰ ہوئے تو آنحضرت ﷺ بھی ''ما محمد الارسول قدخلت من قبله الرسل'' میں کیوں مستثنیٰ نہ ٹھہرے۔

اقول...... دونوں آیتیں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئیں اور پہلی آیت میں آنحضرت ﷺ کو بحکم عام سمجھایا گیا کہ تمام رسول گذرے۔ دوسری آیت میں حضرت مسیح کو باری تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا۔ اگر حضرت مسیح کی حیات اس آیت سے نہ لی جائے تو وفات مسیح پر آیت اوّل کی دلیل پیش کرنی

باطل سمجھی جائے گی۔ کیونکہ آیت نمبر دو صاف بتلا رہی ہے کہ جب تک آنحضرت ﷺ زندہ رہے اور بوقت نزول قرآن مسیح نہیں گذرے۔ ہاں اگر بعد نزول قرآن اور بعد انتقال سرور عالم، مسیح فوت ہو گئے ہوں تو یہ جدی بات ہے۔ اگر آیت نمبر دو میں مسیح کو مستثنیٰ نہ کیا جاتا تو جاہلوں کو کچھ چارہ جوئی کی شاید گنجائش مل جاتی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ کیونکہ باری تعالیٰ چونکہ عالم الغیب ہیں جانتے تھے کہ کسی زمانہ میں ایسے عقل فروش پیدا ہوں گے جو خلت کے لفظ سے وفات مسیح سمجھ لیں گے تو فرمادیا ”ما المسیح عیسیٰ ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل“

قولہ...... مسیح بن مریم کی ہلاکت کا ارادہ کیا یعنی جب ہم نے مسیح کے مارنے کا ارادہ کیا۔

اقول...... معنی ہی غلط کئے آیت اس طرح ہے کہ ”ان اراد ان یهلك المسیح ابن مریم“ یعنی اگر چاہے (اللہ) یہ کہ ہلاک کرے مسیح بن مریم کو۔ تھوڑی علم والے مترجم قرآن شریف دیکھ سکتے ہیں کہ مرزائیوں کے معنی درست ہیں۔ یا جو میں نے کئے تو مطلب آیت زیر بحث کا یہ ہوا کہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہی نہیں تو آیت ”ما المسیح عیسیٰ ابن مریم“ اور ”ان اراد ان یهلك المسیح ابن مریم“ دونوں آیات سے حضرت مسیح کی حیات ثابت ہو گئی۔ حق پسند کو پورا اطمینان ہو سکتا ہے۔ متعصب کو دفتر بھی کافی نہیں۔ کیونکہ دونوں آیتیں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئیں۔ جس سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے کہ بوقت نزول قرآن حضرت مسیح زندہ تھے۔ بلکہ آپ کے مارنے کا اللہ نے ارادہ بھی نہیں کیا۔

قولہ...... جو فعل توفی اور اللہ تعالیٰ اس کا فاعل اور ذوالروح اس کا مفعول ہو تو اس کے معنی بجز قبض روح کے کوئی اور خواہ قرآن شریف یا صحاح ستہ یا کسی اور کتاب احادیث یا لغت سے ثابت کر دکھاویں تو ہم پچیس روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔

اقول...... مرزائیو! بہت خوب لیجئے سنئے دلیل اوّل اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ”هو الذی یتوفکم باللیل“ اس جگہ اللہ تعالیٰ فاعل اور بندگان خدا مفعول ہیں اور معنی نیند ثابت ہوئی۔ توفی وزن ہے تفعل کا اور توفی مخرج ہے ۲ فی کا۔ دلیل دوئم ”یا عیسیٰ انی متوفیك“ خدا فاعل اور حضرت مسیح مفعول اور معنی پورا پایا پوری نعمت دوں گا یا پورا اجر دوں گا۔

(دیکھو براہین احمدیہ تصنیف مرزا قادیانی ص ۵۲۰، خزائن ج۱ ص ۶۲۰)

دلیل سوئم ”فلما توفیتنی“ خدا فاعل اور حضرت مسیح مفعول معنی رفعتنی تفسیر ابن

عباس اور نظائر بہت ہیں۔ جیسے ''توفیتہ مالی '' پکڑا معنی اس سے مال تفسیر جامع البیان توفیہا فلان وراہمی تفسیر کبیر ص ۶۹ علی ہذا القیاس!

اگر کہیں کہ متوفیک اور توفیتنی دلیل ہے وفات مسیح کی تو جواب اس کا یہ ہے کہ کوئی دعویٰ بلاثبوت قابل سماعت نہیں ہوتا۔ اگر تو آپ نص قطعی سے وفات ثابت کر دیں گے تو ہم آپ کو پچاس روپیہ انعام دیں گے۔ اگر اعتبار نہ ہو تو ہم کسی معتبر آدمی کے پاس جمع کر دیتے ہیں۔ مگر پہلے آپ پچیس روپیہ دے دو۔ ورنہ سمجھ لو کہ تمہارے پاس وفات مسیح میں کوئی دلیل نہیں۔ فافہم!

قولہ...... اس طرف سے کہا گیا کہ ایسا نہیں ہے بلاقرینہ موت کے معنی ہیں۔ ''یتوفون منکم ویذرون ازواجھم''

اقول...... خدا پناہ دے ایسے جہل مرکب سے اہل علم پر مخفی نہ ہوگا کہ یذرون قرینہ ہے مرزائیوں کو اگر شرم ہو تو آئندہ کبھی علیت کا دم نہ ماریں۔ اگر تمہارے مسلک کے مطابق اس آیت میں قرینہ نہیں تو چلو اسی پر فیصلہ کر لو بس۔

قولہ...... ''من استطاع الیہ سبیلا'' یعنی حج اس کے لئے فرض ہے۔ جس کے لئے راستہ کا امن ہو۔

اقول...... ہائے توبہ مرزائی خدا کو بھی دھوکہ دینے سے عذر نہیں کرتے۔

ناظرین خیال فرماویں گے راستہ کا امن کس لفظ کے معنی ہیں۔ معنی یہ ہیں جو کوئی قدرت رکھتا ہو طرف بیت اللہ کے جانے کی آنحضرتﷺ کے اصحاب متعدد سے مروی ہے کہ جس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکے۔ اس پر حج فرض ہے۔ اس آیت میں نہ تو راستہ کے امن کا ذکر ہے اور نہ آنحضرتﷺ سے کوئی حدیث پائی گئی ہے کہ اس آیت سے راستہ کا امن مراد ہے نہ حضرتﷺ کے کسی اصحاب سے ثابت ہے۔ یوں ہی گھر کا قانون ایجاد کر مارا کہ راستہ کا امن ضروری ہے اور آیت بے تعلق لکھ دی۔

قولہ...... نادان یہ نہیں سمجھتے کہ رسول اکرمﷺ کو بھی باوجود الہام یعصمک من الناس اپنے گرد حفاظت رکھتے تھے۔

اقول...... ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ مرزائی رسول مقبولﷺ پر کیا صریح جھوٹ بولتے ہیں اور عذر نہیں کرتے۔ ان طمع کے پرندوں کو مرزا قادیانی کے نان گوشت نے اندھا کر چھوڑا بغیر سوچے

سمجھے مرزا کی تائید کے لئے جو چاہتے ہیں لکھ مارتے ہیں۔ اب میں اس آیت کریمہ کا مطلب بیان کرتا ہوں۔ جب یہ آیت شریف یعصمک من الناس آپ پر الہام ہوئی تو آپ نے اپنے خیمہ سے نکل کر فرمایا کہ میں اپنی حفاظت کے لئے پہرہ رکھتا تھا۔ اب اللہ عزوجل نے میری حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس لئے مجھ کو کسی پہرہ کی ضرورت نہ رہی۔ نادان کشمیری بچوں نے دھوکہ دے کر خلق اللہ کو گمراہ کرنا چاہا۔ مگر یاد رکھیں منکروں کے مقابلہ پر خداوند تعالیٰ نے وہ پہلوان بھی پیدا کر رکھے ہیں جو میدان میں نکلتے ہی فوراً دبوچ لیتے ہیں۔

قولہ..... پکیوان کے لوگ بیجا حرکت کرنے کو تیار تھے۔ اتنے میں چوہدری لاہب سہکنہ اور لالہ درگا داس اور موضع بر بلا والوں نے کہا کہ اگر آپ کرو گے تو اس طرف سے بھی اچھا نہ دیکھو گے۔ وغیرہ وغیرہ!

اقول..... لعنت الله علی الکاذبین ! اگر سچے ہو تو لکھو۔ اجی جھوٹ کے پتلو! کیوں جھوٹ پر کمر بستہ ہو۔ پکیوان کے باشندوں کی توصیف میں کیا بیان کروں وہ لوگ تو ایسے خلیق ہیں جن کی نظیر ضلع گورداسپور میں مل نہیں سکتی۔ کیا سکھ، کیا آریہ اور کیا مسلمان۔ ایسے شریف اور بھلے مانس جن کی شرافت کی حد نہیں۔ نادانو! اگر مجھ سے دریافت کرنا چاہو تو شہاب الدین جو ہمارے اعتقاد کا مخالف ہے وہ بھی ان شریفوں کی صحبت سے شریف بن گیا تم نے ناحق ان بیچاروں اور کم زبانوں پر جھوٹ باندھا۔ خدا تم کو اس کی جزا دے اور ہم زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ارے بھلے مانس جب تم نے بروز ہفتہ صبح کو گندی گالیاں حرام زادہ بدمعاش بے شرم وغیرہ وغیرہ الفاظ منہ سے نکالے۔ اگرچہ تم اپنے آپ کو ہی سمجھتے ہوں گے۔ اگر حرکت بیجا کا ان شریفوں کے دل میں خیال ہوتا تو وہ وقت تھا۔ حالانکہ نمبردار صاحب مذکور اور بر بلا والے ہرگز موجود نہ تھے اور کب نمبردار صاحب اور لالہ درگاہ صاحب اور بر بلا والوں نے یہ کہا کہ اس طرف سے بھی اچھا نہ ہوگا۔ آخر تو مرنا ہے ایسے جھوٹ سے تم کو کیا حاصل ہوا۔ جلد توبہ کرو۔

قولہ..... بر بلا والے مرزا کی جماعت میں داخل ہو گئے اور قاضی محمد مہر الدین بھی مرزا قادیانی کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ وغیرہ!

نوٹ: مرزائیوں نے قاضی صاحب محمد مہر الدین کا نام ناحق لکھ مارا۔ اس لئے ہم نے کارڈ بھیجا جس کا جواب آیا۔ ”مولوی صاحب اللہ دتہ آپ کا کارڈ آیا۔ برخوردار مہر الدین نے اپنا

نام بزمرہ مرزائیاں درج نہیں کرایا ہے۔ یہ انہوں نے جھوٹ رقم کیا ہے۔ بلکہ بربلا خورد میں سے بھی کوئی شخص مرزا قادیانی کا پیرو نہیں ہوا۔ یہ جو اشتہار میں لکھا ہے کہ بربلا کے دوسو آدمی مرزا قادیانی کے معتقد ہوگئے ہیں۔ حالانکہ بربلا میں دوسو کی تعداد ہی نہیں ہے۔ یہ ایک ظاہر جھوٹ ہے۔ جس قدر اشتہار میں نام درج تھے سب جھوٹ ہے۔ بلکہ آپ کے کارڈ کے پہنچنے کے پہلے برخوردار مہرالدین نے قادیان خط بدین مضمون خط لکھا ہے کہ میرا نام اشتہار میں کیوں لکھا ہے۔ اس کا جواب دو ورنہ جھوٹ کے بارہ میں سلوک ہوگا۔

راقم: قاضی عمر بخش ولد مہرالدین سکنہ بلکیوان''

اقول..... یہ بھی دروغ بے فروغ ہے۔ بربلا والے ہرگز مرزا قادیانی کی جماعت میں داخل نہیں ہوئے۔ شہادت سے ثابت کرتا ہوں۔ جب میں دوبارہ بلکیوان کو گیا تو جاتا ہوا میں موضع اغوان متصل بربلا ٹھہرا اور چودھری حاکم نے میری صبح کی ضیافت کی۔ میرے ساتھ دو شاگرد تھے۔ میں نے بعد کھانا کھانے کے عرض کی کہ چوہدری صاحب اب میں بلکیوان کو جاتا ہوں تو چوہدری نے مجھ کو جانے نہ دیا اور رات کو وعظ سننے کے لئے فرمایا۔ میں بموجب ارشاد چوہدری صاحب بلکیوان جانے کی صلاح کو ملتوی رکھا۔ جب شام کو مغرب کی نماز کے لئے مسجد پہنچے تو بلکیوان کے چند آدمی قاضی محمد مہرالدین لے کر آ گیا۔ نماز کی تیاری تھی تو اسی اثناء میں مرزا کرامت بیگ موضع بربلا کورد مو چند آدمی کلانور سے آئے اور داخل جماعت ہو کر نماز ادا کی۔ تب میں نے بعد نماز مرزا کرامت بیگ سے دریافت کیا کہ فرماویں آپ نے مرزا قادیانی کی بیعت کر لی اور آپ لوگ مرزا کی جماعت میں داخل ہوگئے۔ تو انہوں نے کہا مولوی جی یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہم مرزا قادیانی کی جماعت میں داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ مرزائیوں نے ہماری طرف شہاب الدین کو بھیجا تھا کہ اپنے نام لکھ دیں تو ہم لوگوں نے اپنے نام لکھ دینے سے انکار کیا۔ ہاں روٹی ان کو ضرور کھلائی گئی۔ میں نے پھر کہا کہ آپ نے ان کو بلایا تھا۔ کرامت بیگ صاحب نے فرمایا۔ ہم نے ان کو ہرگز نہیں بلایا۔ ایک ہندو موضع قادیان میں ہمارے گاؤں کا بیاہا ہوا ہے۔ اس کے ملنے کو آئے ہم نے ان کی ضیافت بے شک کی ہے کیونکہ ہم مہمان نواز ہیں۔ اس شہادت سے ثابت ہوا کہ مرزائیوں نے شہاب الدین مرزائی بلکیوان سے نام ان صاحبوں کو لکھا کر اشتہار میں لکھ مارے۔ اگر اتنا پکھنڈ ہی نہ کرتے تو مرزا قادیانی کو قادیان جا کر کیا منہ دکھاتے اور مرزا قادیانی کے لنگر سے نان گوشت کیسے مل سکتا تھا۔ اگر جمال الدین بوجہ قصور حافظہ یہ کہہ دے کہ ہم مرزا قادیانی کے لنگر سے نان گوشت

نہیں کھاتے تو ان کی یاددھانی کے لئے بتادیتا ہوں کہ ۱۸رجون ۱۸۹۱ء کو میں سری گوبند پور کو جاتا ہوا قادیان ٹھہرا اور ان دنوں میں ایک عیسائی کسی جگہ سے قادیان آیا ہوا تھا اور حکیم نورالدین سے ساتواں پارہ ترجمہ سے پڑھتا تھا۔ اتنے میں مرزاقادیانی نے ایک آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے۔ اس لئے سب مرزائی موجود تیار ہوئے۔

جمال الدین میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو بھی ساتھ لے چلا۔ جب ایک گلی کے اندر داخل ہوئے تو مرزاقادیانی ایک برآمدے میں دسترخوان بچھائے ہوئے نان رکھ دیئے ہوئے گوشت پیالوں میں بھروائے ہوئے مریدوں کے منتظر تھے اور درمیان ایک بادیاہ دودھ کا رکھا ہوا اور ایک ڈبل روٹی اور ایک پیالی میں چینی یعنی کھنڈ تھی۔ عیسائی تو ڈبل روٹی پر بیٹھ گئے۔ باقی مرید بھی کھانے کو تیار تھے تو مرزاقادیانی اور میاں نورالدین حکیم اور جمال الدین نے مجھ کو کہا کہ آپ بھی کھاویں۔ میں نے مرزاقادیانی کو مخاطب کر کے کہا۔ جی میں آپ کا کھانا نہیں کھاسکتا۔ کیونکہ مجھ کو کراہت آتی ہے۔ مرزاقادیانی تو برا بھلا کہنے کو تیار تھے۔ مگر نورالدین چونکہ وہ متحمل مزاج ہیں۔ بولے اچھا آپ کی مرضی القصہ جب مرید کھانا کھا چکے تو جمال الدین نے درخواست کی یا حضرت میں جانے کو تیار ہوں۔ مجھ کو روٹی دی جائے۔ تب مرزاقادیانی نے ایک بڑا بادیا گوشت کا بھروادیا اور (۲۳،۲۲) نان مرحمت فرمائے تو کشمیری بچہ لے کر رفو چکر ہوگیا۔ اس سے میرے عنوان کی تصدیق ہوئی کہ بھائیو! نان گوشت بڑی شئے ہے۔ غرضیکہ بربلاوالوں کے نام لکھ کر مرزاقادیانی کی تسلی نہ کرتے تو پھر آپ ہر ایک طرح سے محروم رہتے تھے۔ اسی لئے تو مرزاقادیانی کو مسیح موعود مان بیٹھے ہیں۔ یہ عقیدہ مرزائیوں کو مبارک ہو۔ اس اشتہار کا جواب کچھ طوالت سے ادا کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ پرچہ مباحثہ میں مفصل حال چھپ چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو۔

فقط والسلام خیر الانام!

العبداللہ دتہ سکنہ موضع سوہل پرگنہ گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ عبدالرحمن سکنہ بوہڑ متصل قادیان کے اشتہار کا جواب

مورخہ ۱۳رجنوری ۱۹۰۲ء کو شیخ مذکور نے ایک اشتہار شائع کیا ہے اور اس کے ص۲ میں لکھتے ہیں کہ میں نے بذریعہ خواب مرزاقادیانی کو مسیح موعود مان لیا ہے اور آگے چل کر بڑے زور وشور سے دعویٰ کیا ہے کہ اگر کوئی صاحب میرے اس خواب کو افتراء خیال کرے گا تو اس کا لڑکا

ضرور فوت ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے یکم رفروری سنہ حالی کو بذریعہ خط شیخ صاحب کی خدمت شریف میں عرض کر دی کہ میں آپ کی خواب کا منکر ہوں اور میرے خیال میں آپ کی خواب منہاج شیطان کے ہے۔ کیونکہ خواب تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک رحمانی دوسری شیطانی۔ تیسری خیالی۔ یہ مسئلہ اتفاقی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی ازالہ خود میں لکھ چکے ہیں۔ خواب رحمانی وہ ہوتی ہے جو قرآن شریف اور حدیث مرفوع کے مطابق ہو اور شیطانی جو اس کے خلاف ہو اور خیالی وہ جو دن کو کرتا یا بنتا رہے۔ وہی رات کو دیکھے۔ غرضیکہ آپ کی خواب یا تو شیطانی ہے ورنہ خیالی ہونے میں تو ہرگز شک نہیں۔ شیطانی تو اس واسطے معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ مجھ کو آسمان دکھایا گیا اور آسمان سے تکیہ آنحضرت لگائے ہوئے اور مرزا قادیانی پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیطان کو عرش اور لوح محفوظ کی صورت بن جانے کی قدرت ہے۔ جس کے مشاہدہ سے آپ جیسا ملہم یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے عرش اور لوح محفوظ سے علم حاصل کیا ہے اور واقعہ میں وہ منہاج شیطان کے ہوتا ہے۔ اگر آپ کو خواب میں جتلایا جائے کہ شراب اور خنزیر اور باقی محرمات اشیاء تم پر حلال اور جائز ہوگئیں تو کیا خلق خدا آپ کی خواب پر ایمان لے آویں اور وہ قرآن شریف اور حدیث نبوی کو بالائے طاق رکھ دیں۔ نہیں صاحب یہ ہرگز نہیں ہونے کا اور خیالی اس واسطے کہ آپ کی نشست و برخاست ہمیشہ مرزا قادیانی سے ہے اور آپ یہ سنتے رہے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں اور اکثر اشتہاروں کے گھوڑے مرزا قادیانی کے مرید اڑاتے ہی رہتے ہیں اور آپ پڑھتے رہتے ہیں۔ شاید وہی خیال آپ کے دماغ میں سما گیا۔ رات کو دیکھا دن کو فوراً قادیان جا کر اشتہار چھپوایا کہ مجھ کو الہام ہوا مرزا قادیانی مسیح ہیں۔

لو جی! پنجابی مثل کا واقعہ ہونا بچشم خود دیکھنے میں آ گیا۔ (ٹڈیاں نوں لگ گئے) اب الہاموں کا بازار گرم ہے۔ جس کا جی چاہے ملہم بن جائے۔ مگر یاد رکھیں کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا اب تو زمانہ جہاندیدہ ہے۔ ایسے ملہموں کی شہادت کون دانا مان سکتا ہے۔ جس کی نظیر صحابہ سے ہرگز نہیں ملتی۔ میں نے مولوی نور احمد سکنہ لودنیت گل علاقہ تھانہ فتح گڑھ اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹی حال قادیان اور حکیم نور الدین بھیروی حال قادیان اور جمال الدین کشمیری سکنہ سیکھوان وغیرہ وغیرہ سے بذریعہ خطوط استفسار کیا کہ اس طرح کے الہاموں کا وجود اگر صحابہ سے ثابت ہے تو جواب دو، ورنہ اپنے مریدوں کو متنبہ کر دو کہ آئندہ کے لئے اوراق سیاہ نہ کریں۔ مگر آج تک ان

صاحبوں میں سے کسی ایک نے بھی مجھ کو جواب نہیں دیا۔ حالانکہ عرصہ دراز گذر چکا ہے۔ خیر آمدم برسر مطلب کہ آپ کی خواب کسی طرح سے خواب رحمانی نہیں ہوسکتی۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہوگئے۔ یہ بھی حدیث مرفوع کے خلاف ہے۔

”عن الحسن فی قوله تعالیٰ انی متوفیك قال للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶)“ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو فرمایا کہ بے شک حضرت عیسیٰ نہیں مرے اور تحقیق وہ پھر آویں گے تمہاری طرف پہلے دن قیامت کے۔ یہ حدیث مؤید ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے۔ پھر آپ نے جو لکھا کہ جو منکر ہوگا میری خواب کا اس کا لڑکا فوت ہو جائے گا۔ سو میں نے آپ کو یکم رفروری کو اطلاع دی تھی کہ میں دس یوم کی میعاد دیتا ہوں۔ چونکہ خداوند کریم قادر ہیں۔ اگر آپ کی خواب سچی ہوتو میرا لڑکا مسمی عبدالعزیز جو۳ سال کی عمر کا ہے۔ حالانکہ یہ میرا لڑکا ایک ہی ہے فوت ہو جائے۔ اگر تاریخ مقررہ تک نہ فوت ہوا تو آپ کو چاہئے کہ مرزا قادیانی سے توبہ کر کے مسلمانوں میں آئیں! اب میں آپ کو بذریعہ اس اشتہار مطلع کرتا ہوں کہ میعاد گذر چکی جو دس فروری تک تھی۔ آج ۱۸رفروری ہے اور میرا لڑکا صحیح سلامت تندرست موجود ہے۔ آپ پر میری طرف سے حجت قاطع پوری ہوئی۔ اگر آپ مرزا قادیانی سے اب بھی دست بردار نہ ہوں گے تو میرا اور آپ کا فیصلہ خداوند تعالیٰ کے سپرد ہے۔ وما علینا الا البلاغ!

اب میں ہر خاص وعام کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہوں کہ مرزائیوں کے اشتہاروں اور قسموں پر ہرگز اعتماد نہ کریں۔ کیونکہ یہ صاحب لوگوں کو قسمیں کھا کر مجبور کرتے ہیں کہ ہماری خوابوں اور الہاموں پر ایمان لادیں۔ ورنہ اس کا بیٹا مرجائے گا۔ یا تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ ورنہ بیٹا ضرور مرے گا۔ دیکھو یہ کیسی سخت قید لگاتے ہیں اور جبر سے جھوٹ تسلیم کراتے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جھوٹ پر ایمان لانا کفر ہے۔ اب کم علم بیچارے کیا کریں۔ ایک طرف بیٹے کی ہمدردی اور دوسری طرف آنحضرت ﷺ وعید فرماتے ہیں۔ مگر جن کو اللہ پر تقویٰ ہے وہ میری طرح فوراً کہہ دیتے ہیں کہ قرآن شریف کو تو ہم سچا جانتے اور مانتے ہیں اور تمہارا دعویٰ غلط۔ فقط!

والسلام علی من اتبع الهدیٰ!

المشتہر: علی محمد قوم خیا ساکن موضع سوہل پرگنہ گورداسپور

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

معیار المسیح علیہ السلام

خواجہ خواجگان خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہ ولم یجعل لہ عوجا قیما لینذر بأسا شدیدا من لدنہ ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحت ان لہم اجرا حسنا ماکثین فیہ ابدا وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا۔ ونصلی علیٰ رسولہ الذی ارسل اللہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علیٰ الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ اما بعد!

فقیر محمد ضیاء الدین سیالوی بجواب رسالہ سردار خان بلوچ ترقیم کرتا ہے۔ اگرچہ وہ رسالہ اس قابل نہیں کہ اس کے جواب میں تضیع اوقات کی جائے۔ بنابر قول شخصے:

جواب جاہلاں باشد خاموشی

اس لئے کہ نہ تو اس رسالہ کی کوئی تردید وقت طلب امر ہے کیونکہ وہ خود بخود اپنے آپ کو رد کر رہا ہے، نہ ان کا کوئی امر بحث طلب، نہ مؤلف کا مذہبی ثبوت اس سے ہو سکتا ہے۔ غرض کسی طرح اس کو وقعت کی نظر سے دیکھا نہیں جا سکتا۔ نہ لفظاً، نہ معناً مگر چونکہ خان موصوف نے اس کے جواب نہ دینے والے کو جاہل اور جاہدون فی سبیل اللہ سے اعراض کرنے والا مقرر کیا ہے۔ لہٰذا مؤلف کے چند مقامات کو جو لب لباب اور موضوع[1] رسالہ کا ہیں مشتے نمونہ از خروارے مدنظر رکھ کر کچھ لکھا جاتا ہے۔

بعون تعالیٰ اگر مرزائی اس پر اعتراض اور کج بحثی کریں اور تاویل اور تحریف سے کام لیں تو اپنے فرمان من حرامی جتاں ڈھیر کے آپ ہی اس کے مصداق ٹھہریں گے۔ میں تو ایسے الفاظ کو ہرگز استعمال نہ کرتا مگر بہ خورے عطائے تو بہ لقائے تو یہ آپ کا مہذبانہ قول آپ ہی کو واپس کیا جاتا ہے۔ سو پہلے اب یہ جاننا چاہئے کہ حضرت رسول کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور اس پر قرآن مجید شاہد ہے:

---

[1] اس سے یہ مراد ہے کہ لفظی تردید نہیں کی جاتی صرف مضمون اور مذہب کی تردید کی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہی کافی ہوگی۔ اگر خان مذکور نے اس پر اکتفاء نہ کیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ لفظ بلفظ اور حرف بحرف رد کیا جائے گا۔

مثلاً ''ما کان محمدا ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین وکان اللّٰہ بکل شیء علیما (احزاب:۴۰) ''اوراسی طرح احادیث متواترہ جیسے ''لا نبی بعدی ولا مرسل وانا خاتم النبیین ''اوراس پراجماع امت کاہےاورصدق لانااجماع امت پرحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کافرمان ہے۔''لا تجتمع امتی علی الضلالۃ ''اورمرزاقادیانی کابھی یہی قول ہے۔دیکھوخاتم النبیین صفحہ اول''واشھد ان محمداً خاتم النبیین لا نبی بعدہ ''اب اس پرپوراایمان لاناپڑےگااورجب حضرت کےخاتم النبیین ہونے پراقرارکیاجائےتوپھرمرزاقادیانی کاپیغمبرہونالغوہے۔گوعیسیٰ بن مریم اتریں گےمگرکوئی نئی شریعت اورنئی کتاب کوان کےضرورت نہ ہوگی اورآخرالزمان پیغمبرکہلانے کےبھی مستحق نہ ہوں گےاوران کےنزول کابموجب فرمان حضرتﷺکےوہ وقت ہوگاجب ایک دجال شخص (جس کی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام) نےخبردی ہےاوراس کاحلیہ اوراس کےحالات مفصل بتلائےہیں۔) آوےگااورجس کی تفصیل ان احادیث میں ہے:''عن عبداللّٰہ قال قال رسول اللّٰہﷺ ان اللّٰہ لا یخفی علیکم ان اللّٰہ لیس باعور وان المسیح الدجال اعور عین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافئۃ (بخاری ج۲ ص۱۱۰۱) ''﴿روایت ہےعبداللّٰہ سےکہ فرمایاپیغمبرخداﷺنےتحقیق اللّٰہ تعالیٰ نہیں پوشیدہ تم پرتحقیق اللّٰہ تعالیٰ نہیں کانااورتحقیق مسیح دجال کاناہوگا۔دائیں آنکھ کاگویاکہ آنکھ اس کی دانہ انگورکاہےپھولاہوا(متفق علیہ،یعنی روایت کیااس کوبخاری اورمسلم نے۔﴾

اس حدیث سےصاف معلوم ہواکہ وہ خدائی کادعویٰ کرےگااوراس کی دائیں آنکھ کانی ہوگی اورحضرتﷺکاتشبیہ دینااس کی آنکھ کودانہ انگورکےساتھ وہ ایسی تشبیہ ہےجوبالکل ظاہراورجس میں تاویل کی حاجت نہیں۔''عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ الا اخبرکم عن الدجال حدیثاً ما حدثہ نبی قومہ انہ اعور وانہ یجئی معہ مثل الجنۃ والنار فالتی یقول انھا الجنۃ ھی النار وانی انذرتکم بہ کما انذر بہ نوح قومہ (مسلم ج۲ ص۴۰۰) ''﴿روایت ہےابوہریرہ سےکہافرمایارسول خداﷺنےکہ آگاہ ہوخبردوں میں تم کوخبردجال کی سےخبر،کہ نہیں خبردی ساتھ اس کےکسی نبی نےاپنی قوم کوکہ تحقیق دجال کاناہےاورتحقیق دجال لاوےگاساتھ اپنےمانندجنت اوردوزخ کےجس کوکہےگا۔

یہ جنت ہے وہ ہوگی آگ اور تحقیق ڈراتا ہوں تم کو جیسے ڈرایا ساتھ اس کے نوح نے قوم اپنی کو۔﴾
اس سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو ایسی صاف خبر نہیں دی۔ لیکن آپ اس میں پھر شک لا کر تاویلات کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ کم از کم ہر پیغمبر نے یہ تو کہا ہوگا کہ اس کا دین ٹھیک نہ ہوگا۔ مگر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خبر کو بطور تفصیل دوسروں پر اس لئے ترجیح دی ہے کہ پھر کسی تاویل کی حاجت نہ رہے۔

''عن نواس ابن سمعان قال ذكر رسول اللهﷺ ذكر الدجال فقال يخرج وانا فيكم فانا حجيجه دونكم وان يخرج ولست فيكم فامرء حجيج نفسه والله خليفتي علىٰ كل مسلم انه شاب تطط عينه طافئة كاني اشبهه بعبد العزى بن قطن فمن ادرك منكم فليقره عليه فواتح سورة الكهف وفى رواية يليقره بفتواح سورة الكهف فانها جواركم من فتنته انه خارج خلة بين الشام والعراق فعاث يميناً وعاث شمالا يا عباد الله فاثبتوا قلنا يا رسول الله وما لبثة فى الارض قال اربعون يوماً يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة وسائر ايامه كايامكم قلنا يارسول الله فذالك اليوم الذى كسنة اتكفينا فيه صلوٰة يوم قال لا اقدرواله قدره قلنا يا رسول الله وما اسراعه فى الارض قال كالغيث استدبرته الريح فيأتى على القوم فيدعوهم فيؤمنون به ويستجيبون له فيامر السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح عليهم سارحتهم اطول ما كانت ذرى واسبغه ضروعاً وامده خواصر ثم يأتى القوم فيدعوهم فيردون عليه قوله فينصرف عنهم فيصبحون ممحلين ليس بايديهم شىءٍ من اموالهم ويمر بالخربة فيقول لها اخرجى كنوزك فتتبعه كنوزها كيعاسيب النحل ثم يدعو رجلا ممتلئا شبابا فيضربه بالسيف فيقطعه جزلتين رمية الغرض ثم يدعوه فيقبل ويتهلل وجهه ويضحك فبينما هو كذالك اذ بعث الله المسيح ابن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقى دمشق بين مهروذتين واضعاكفيه علىٰ اجنحة ملكين اذا طاطاء راسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان كا للؤلؤ فلا يحل لكافر يجد

ريح نفسه الامات ونفسه ينتهى حيث ينتهى طرفه فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله ثم يأتى عيسىٰ قوم قد عصمهم الله منه فيمسح عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم فى الجنة فبينما هو كذالك اذا اوحى الله الى عيسىٰ انى قد اخرجت عبادالى لا يدان لاحد بقتالهم فحرز عبادى الى الطور ويبعث الله ياجوج ماجوج وهم من كل حدب ينسلون فيمّر اوائلهم على بحيرة طبرية فيشربون ما فيها ويمر اخرهم فيقولون لقد كان بهذه مرة ماء ثم يسيرون حتىٰ يتهتوا الى جبل الحمر وهو جبل بيت المقدس فيقولون لقد قتلنا من فى الارض ملهم فلنقتل من فى السماء فيرمون بنشابهم الى السماء فيرد الله عليهم نشبهم مخضوبة ويحصر نبى الله عيسىٰ واصحابه حتى يكون راس الثور لا حدهم خيرا من مائة دينار لا حدكم اليوم فيرغب نبى الله عيسىٰ واصحابه فيرسل عليهم النغف فى رقابهم فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة ثم يهبط نبى الله عيسىٰ واصحابه الى الارض فلا يجدون فى الارض موضع شبر الاملاه زهمهم ونتنهم فيرغب نبى الله عيسىٰ واصحابه الى الله فيرسل الله طيرا كاعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حيث شاء الله وفى رواية تطرحهم بالمهبل ويستوقد المسلمون من قيهم ونشابهم وجعابهم سبع سنين ثم يرسل الله مطرا لايكن منه بيت مدر ولاوبر فيغسل الارض حتى يتركها كالزلفة ثم يقال للارض انبتى ثمرتك وردى بركتك فيومئذ تاكل العصابة من الرمانة ويستظلون بقحفها ويبارك فى الرسل حتى ان اللقحة من الابل لتكفى الفئام من الناس واللقحة من البقر لتكفى القبيلة من الناس واللقحة من الغنم لتكفى الفحذ من الناس فبينماهم كذالك اذ بعث الله ريحا طيبة فتاخذهم تحت اباطهم فتقبض روح كل مؤمن وكل مسلم ويبقىٰ شرار الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر فعليهم تقوم الساعة (رواه مسلم ج٢ ص٤٠٠) الا الراوية الثانية وهى قوله تطرحهم بالمهبل الىٰ قوله سبع سنين (رواه الترمذى ج٢ ص٤٩)"

ترجمہ: اور روایت ہے نواس بن سمعانؓ سے کہا اس نے، ذکر کیا رسول اللہ ﷺ نے دجال کا پس فرمایا اگر نکلے دجال اور میں ہوں موجود تم میں پس میں جھگڑوں گا اس سے سامنے تمہارے۔ اگر نکلا اور نہ ہوا میں تم میں، پس ہر شخص حجت کرنے والا ذات اپنی کا ہوگا اور اللہ تعالیٰ خلیفہ میرا ہے۔ اوپر ہر مسلمان کے۔ تحقیق دجال جوان ہوگا بہت مڑے ہوئے بالوں کا آنکھ اس کی پھولی ہوگی گویا کہ میں تشبیہ دیتا ہوں اس کو ساتھ عبدالعزیٰ بیٹے قطن کے۔ پس جو شخص پائے اس کو تم میں سے پس چاہے کہ پڑھے سامنے اس کے آیتیں سورۃ کہف کی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پس چاہیے کہ پڑھے اوّل کی آیتیں سورہ کہف کی پس تحقیق وہ سبب امان تمہاری کی ہیں فتنہ دجال کے۔ ہے تحقیق دجال نکلنے والا ہے ایک راہ سے کہ واقع ہے درمیان شام اور عراق کے۔ پس فساد کرے گا دائیں اور فساد کرے گا بائیں۔ اے اللہ کے بندو! پس ثابت رہنا۔ کہا ہم نے یا رسول اللہ اور کتنا ہوگا ٹھہرنا اس کا زمین میں؟ فرمایا چالیس دن ایک دن مقدار برس روز کے ہوگا اور ایک دن مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن مقدار ہفتہ کے اور باقی روز اس کے مانند دنوں تمہارے کے۔

عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ ﷺ پس وہ دن کے ہوگا مقدار برس کے کیا کفایت کرے گی ہم کو اس میں نماز ایک دن کی؟ فرمایا نہیں بلکہ اندازہ کرنا ادائے نماز کے لئے مقدار دن کے۔ کہا ہم نے یا رسول اللہ ﷺ کس قدر ہوگا جلد چلنا اس کا زمین میں؟ فرمایا مانند مینہ کے جس وقت کے آتی ہے پیچھے اس کے۔ ہوا پس گزرے گا ایک قوم پر اور بلائے گا ان کو پس ایمان لائیں گے وہ اس پر پس حکم کرے گا ابر کو پس برسا دے گا ابر مینہ کو اور حکم کرے گا زمین کو پس اگائے گی پس شام کو آئیں گے ان پر مویشی ان کی دراز ترین اس کے کہ تھے از روئے کوہانوں کے اور خوب پوری اس کی کہ تھے از روئے تھنوں کے خوب کھچے ہوئے از روئے کوکھوں پھر آئے گا دجال ایک اور قوم کے پاس پس بلائے گا ان کو پس رد کریں گے۔ اس پر قول اس کا۔ پس پھرے گا ان سے پس ہوں گے قحط زدہ درحال یہ کہ نہ ہوگا ان کے ساتھ میں کچھ مالوں ان کے سے اور گزرے گا دجال ویرانہ پر پس کہے گا۔ ویرانہ کو نکال اپنے خزانوں کو پس پیچھے چلیں گے۔

دجال کے خزانے اس ویرانہ کی مانند امیروں شہد کی مکھیوں کے پھر بلا دے گا۔ دجال ایک شخص کو کہ بھرا ہوگا جوانی میں۔ پس مارے گا اس کو تلوار کے پس کاٹے گا اس کو دو ٹکڑے مانند

پھینکنے تیر کے نشانے پر پھر بلائے گا دجال اس جوان کو پس زندہ ہوگا۔ منہ اس کا ہنستا ہوا پس دجال ایسے کاموں میں ہوگا کہ ناگہاں بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ مسیح مریم کے بیٹے علیہما السلام کو پس اتریں گے وہ نزدیک منارہ سفید کے جانب مشرقی دمشق کے درحال یہ کہ ہوں گے عیسیٰ درمیان دو کپڑوں زرد رنگ کے رکھنے والے ہوں گے۔ مسیح دونوں ہتھیلیاں اپنی اوپر بازو دو فرشتوں کے جس وقت جھکا دیں گے سر اپنا ٹپکے گا پسینہ ان کا اور جب اٹھائیں گے سر اتریں گے ان کے بالوں سے قطرے مانند دانوں چاندی کے کہ مانند موتیوں کے ہوں۔

پس نہ ہوگا کوئی کافر کہ پائے ہوا دم عیسیٰ کی سے مگر کہ مر جائے گا اور دم ان کا پہنچے گا جہاں تک پہنچے گی نگاہ ان کی پس ڈھونڈیں گے عیسیٰ دجال کو یہاں تک کہ پائیں گے اس کو دروازہ لد پر پس قتل کریں گے۔ اس کو پھر آئیں گے پاس ایک قوم کے بچایا ہوگا۔ ان کو اللہ نے دجال کے شر سے پس پونچھیں گے ان کے مونہوں سے گرد وغبار اور خبر دیں گے ان کو مراتب ان کے سے پائیں گے بہشت میں۔ در ہنگامہ کے عیسیٰ اسی طرح سے ہوں گے ناگہاں وحی بھیجے گا اللہ تعالیٰ طرف عیسیٰ کے تحقیق میں نکالے ہیں کتنے ایک بندے اپنے۔ نہیں طاقت کسی کو ان سے لڑنے کی پس جمع کر میرے بندوں کو طرف کوہ طور کے اور بھیجے گا اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو اور وہ ہر زمین بلند سے دوڑیں گے۔

پس گزریں گے پہلے ان کے اوپر تالاب طبریہ کے پس پی جائیں گے جو کچھ اس میں ہوگا پانی اور گزرے گی جماعت ان کے پیچھے آئے گی ان سے پس کہیں گے کہ تحقیق تھا اس میں کبھی پانی۔ پھر چلیں گی یہاں تک کہ پہنچیں گے طرف جبل خمر کے اور وہ پہاڑ ہے بیت المقدس میں پس کہیں گے یاجوج ماجوج کی تحقیق قتل کیا ہم نے ان شخصوں کو کہ زمین میں تھے آؤ پس چاہئے کہ قتل کریں ہم ان شخصوں کو کہ آسمان میں ہیں پس پھینکیں گے تیر اپنے طرف آسمان کے۔ پس پھیرے گا اللہ تعالیٰ ان پر تیر ان کے رنگ خون میں اور روکے جائیں گے نبی اللہ کے اور یاران کے یہاں تک کہ ہوگا سر بیل کا واسطے ایک ان کی کے بہتر سو دیناروں سے واسطے ایک تمہارے کی آج کے دن پس دعا کریں گے نبی اللہ عیسیٰ اور یاران کے پاس بھیجے گا اللہ تعالیٰ ان پر کیڑے ان کی گردنوں میں پس ہو جائیں گے مردہ مانند مرنے ایک جان کے پھر اتریں گے پیغمبر خدا عیسیٰ اور اتریں گے یاران کے طرف زمین کے پس نہیں پائیں گے زمین میں جگہ ایک بالشت مگر بھر دیا

جائے گا اس کو چربی اور بدبوان کی نے پس دعا کریں گے نبی خدا کے عیسیٰ اور یاران کے طرف اللہ کے پس بھیجے گا اللہ جانور پرند کہ گردنیں ان کی مانند گردنوں اونٹ بختی کے ہوں گے پس اٹھائیں گے۔ وہ جانوران کو اور پھینک دیں گے ان کو جہاں چاہا ہے اللہ نے

اور ایک روایت میں ہے کہ ڈال دیں گے۔ جانوران کو نہبل میں اور جلاتے رہیں گے۔ مسلمان کمانوں ان کی سے اور تیروں ان کی سے اور ترکشوں ان کی سے سات برس پھر بھیجے گا اللہ ایک بڑا مینہ کہ نہیں چھپادے گا کسی چیز کو اس مینہ سے گھر مٹی اور نہ گھر صوف کا، پس دھوڈالے گا وہ مینہ زمین کو یہاں تک کہ کر دے گا اس کو مانندہ آئینہ کے صاف پھر کہا جائے گا زمین کو نکال تو میوے اپنے اور پھیر لا برکت اپنی پس اس دن کھاوے گا ایک گروہ ایک انار سے اور سایہ پکڑیں گے اس کے چھلکے میں اور برکت دی جائے گی دودھ میں۔

یہاں تک کہ اونٹنی دودھ کی البتہ کفایت کرے گی جماعت کثیر کو آدمیوں میں سے اور گائے دودھ کی البتہ کفایت کرے گی قبیلہ کو آدمیوں میں سے اور بکری دودھ کی البتہ کفایت کرے گی تھوڑی سی جماعت کو آدمیوں میں سے پس ایسے چین و وسعت میں ہوں گے ناگہاں بھیجے گا اللہ تعالیٰ ایک ہوا خوشبو کی پس پکڑے گی وہ ان کو نیچے بغلوں ان کی کے۔ پس قبض کرے گی وہ روح ہر مومن کی اور ہر مسلمان کی اور باقی رہیں گے شریر لوگ مختلف ہوں گے زمین میں مانند اختلاط گدھوں کے آپس میں پس ان پر قائم ہوگی قیامت۔ روایت کی یہ مسلم نے مگر روایت دوسری کہ وہ قول حضرت کا ہے۔" تطرحهم بالمهبل الیٰ قوله سبع سنين (روایت کی یہ ترمذی ج ۲ ص ۴۹ نے)"

پس حضرت ﷺ نے بہت سے مسائل جو اس حدیث میں بیان کئے ہیں بالکل صاف ہیں مثلاً ایک تو یہ کہ دجال حضرت ﷺ کے زمانہ میں نہیں آیا۔ آپ کے مفروضہ دجال تو اس زمانہ میں بھی موجود تھے مگر کہیں حضرت ﷺ نے دجال کے لفظ سے ان کو خطاب نہیں فرمایا تھا۔ دوسرا یہ کہ جس دجال کی حضرت ﷺ خبر دے رہے ہیں۔ اس کے شر سے امان میں رہنے کا سبب سورہ کہف کی اول آیتیں قرار دی ہیں اگر ان نصاریٰ کے آگے سب کی سب سورۃ پڑھی جائے تو ان کی سزا جرم سے امان نہیں مل سکتی اور تیسرا دجال کا مخرج درمیان شام اور عراق کے ہے اور چوتھا یہ کہ رہنا اس کا روئے زمین پر چالیس دن ہے۔ پہلا دن سال کا ہوگا اور دوسرا دن مہینہ کا ہوگا اور تیسرا

دن ہفتہ کا ہوگا اور باقی دن ہمارے دنوں کے برابر ہوں گے اور اس کی کوئی تاویل اس لئے نہیں ہوسکتی کہ اصحابیوں نے پوچھا حضرت ﷺ سے کہ جو دن سال کا ہوگا کیا پانچ نمازیں ہماری کافی ہوں گی۔ حضرت ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ اندازہ کر کے تمام روز کی نمازیں پڑھتے رہنا یہ بات بالکل مسلمہ ہے کہ سب روز حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق ہوں گے اور یہ نصاریٰ اس صورت میں دجال نہیں بن سکتے۔ کیونکہ یہ حضرت ﷺ سے پہلے کے ہیں اگر آپ فرمائیں کہ اس زمانہ میں ان کا یہ دعویٰ نہ تھا یعنی عیسیٰ ابن اللہ کہنا تو میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ عیسیٰ کے زمانہ میں بھی ان کا یہی دعویٰ تھا اور اب تک ان کا یہی دعویٰ ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے۔ ''واذ قال اللہ یٰعیسٰی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ'' دوسرا حضرت ﷺ کے زمانے میں بھی ان کا یہی اعتقاد تھا۔ ''وقالت الیہود عزیز ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ'' پانچواں جو شخص دجال پر ایمان لائے گا اس کو خدا جانے گا وہ قحط زدہ ہوگا۔ اس طرح کا کہ اس کے ہاتھ میں کوئی چیز نہ ہوگی اور آج کل دیکھا جاتا ہے کہ جو ان انگریزوں کو اپنا خدا نہیں جانتے وہ بڑے مرفہ الحال کروڑوں کے مالک اور حکمران ہیں۔ مثلاً امیر کابل، شاہ ایران، شہنشاہ روم وغیرہ وغیرہ باہر نہ جایئے یہی اہل ہنود کہ ان کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ مگر کروڑوں کے مالک ہیں مگر سب سے بڑھ کر یہ امر قابل یقین ہے کہ کسی کو یہ اپنے دین پر مجبور نہیں کرتے اور یہ کہیں نہیں آیا کہ دجال عیسیٰ پر حکمرانی کرے گا اور جدھر جائے گا ادھر بلائے گا بلکہ ازالہ حیثیت عرفی میں فرد جرم لگائے گا۔ الغرض قوم کا نام دجال نہیں صرف ایک شخص ہی ہوگا۔ جس طرح حضرت ﷺ فرما چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ریل گاڑی کو دجال کا گدھا قرار دیتے ہیں گویا دجال اور گدھا لازم وملزوم ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی ریل ہے، وہی دجال ہے ریل تو شاہ روم اور اور کمپنیوں کی بھی ہے۔ پھر تو دجال ایک قوم بھی نہ رہا بلکہ بہت سے گروہ اور قوموں میں منقسم ہوگیا۔ صاحب ذرا ہوش میں آیئے اور خیال فرمایئے کہ یہ نصاریٰ دجال نہیں بن سکتے اور ریل گدھا نہیں بن سکتی اور علاوہ ازیں حدیث سے یہ بھی تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم مشرق دمشق میں اتریں گے۔ یعنی جامع دمشق میں دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور ان کے دم سے کافر مر جائیں گے۔ دم ان کا جہاں تک ان کی نظر پڑے گی پہنچے گا۔ مگر آپ کے مرزا قادیانی کی آسمانی

منکوحہ یعنی محمدی بیگم کو اس کا خاوند پہلو میں بٹھا کر آج تک عیش اڑا رہا ہے اور زندہ ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی بڑے زور سے نکلی تھی کہ یہ تین سال کے اندر مر جائیں گے مگر دعا برعکس پیشین گوئی غلط پڑی اور اسی افسوس میں مرزا قادیانی اس سے پہلے ہی مر گئے اور اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عیسیٰ دجال کو لد کے پہاڑ میں قتل کر دیں گے اور لد ایک پہاڑ کا نام ہے ملک شام میں حالانکہ آپ کا عیسیٰ پہلے مر گیا اور یہ دجال بقول آپ کے ابھی تک موجود ہیں امید ہے کہ آپ کے خلیفۃ المسیح کو بھی مار کر مریں گے اور نیز اسی حدیث میں ہے کہ یاجوج اور ماجوج ایک اور قوم ہوں گے۔ جو بعد قتل ہونے دجال کے عیسیٰ کو خبر ان کی پہنچیں گی اور حق تعالیٰ سے امر ہوگا کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر امان دے فرمایئے وہ طور آپ کے مسیح کا کونسا ہے اور آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یاجوج ماجوج آسمان پر تیر پھینکیں گے اور خون آلود ہو کر آئیں گے۔ جس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں اور تاویلاً کہتے ہیں کہ انگریز لوگ پچکاری سے نطفہ لے کر رحم میں ڈالتے ہیں اور یہ مطلب ہے آسمان پر تیر پھینکنے کا۔

صاحب آپ کو خوب معلوم ہوگا کہ ہمارے دیسی تاجران اسپ انگریزوں کے آنے سے پہلے ہی یہ کیا کرتے تھے اور اب تک کر رہے ہیں۔ بلکہ انگریزوں سے بھی کئی درجہ اچھا جیسا کہ رنگ وغیرہ نطفہ میں ملا کر اسی رنگ کا بچہ پیدا کر لیتے ہیں۔ بلکہ انگریزوں نے بھی یہ عمل ان لوگوں سے سیکھا ہے۔ دس بارہ سال قبل اس کے اسی عمل سے انگریز لوگ منکر تھے۔ اس کے ثبوت پر ایک رسالہ انگریزی میں چھپا ہوا میرے پاس موجود ہے پس آپ کی تاویل کا الزامی جواب یہ ہے کہ گویا ان دجالوں کے آنے سے پہلے بھی یاجوج ماجوج ہماری اپنی قوم کے ہمارے ملک میں موجود تھے۔ اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ نہ یہ دجال ہیں اور نہ یاجوج ماجوج اور نہ غلام احمد قادیانی عیسیٰ بن مریم ہے اگر عیسیٰ تسلیم کیا جائے تو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر (نعوذ باللہ) سراسر غلط اور لغو اور دھوکہ دینے والی تصور کی جائے اور عیسیٰ ابن مریم کے نزول میں احادیث آئی ہیں وہ اب تحریر کرتا ہوں:

”وعن ابی هريرة قال قال رسول اللهﷺ والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عادلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتیٰ لا يقبله احد حتیٰ تكون السجدة الواحدة

خیر من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابوھریرة فاقرء وا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (بخاری ج۱ ص۴۹۰، مسلم ج۱ ص۸۷)‘‘

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری زندگی ہے۔ تحقیق اتریں گے عیسیٰ بن مریم آسمان سے درآں حال یہ کہ حاکم عادل ہوں گے۔ پس توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے سور کو اور رکھ دیں گے جزیہ ؂۱ اور بہت مال یہاں تک کہ نہیں قبول کرے گا کوئی یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر دنیا سے اور ہر چیز سے جو دنیا میں ہے پھر کہتے تھے ابوہریرہ پس اگر شک وتردد رکھتے ہو اس خبر میں تو پڑھو اگر چاہو اس آیت کو کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے مگر کہ ایمان لائے گا عیسیٰ ابن مریم پر پہلے مرنے ان کے سے پس پڑھو ساری آیت اس حدیث میں حضرت نے عیسیٰ ابن مریم کہا ہے نہ کہ مثیل اس کا، اور اترنے کے معنی بلندی سے اترنا ہے، نہ کہ زمین میں سے پیدا ہونا اور جو کہ فرمایا ہے اس کی تعریف میں حاکم عادل ہوگا۔ آپ فرمائیے کہ مرزا قادیانی نے کونسا حکم اور کونسا عدل کیا ہے۔ وہ تو ساری عمر انگریزوں کے محکوم رہا اب ان کے عدل کا حال سنیے۔

ہم وہ خطوط ؂۲ نقل کرتے ہیں جو انہوں نے لکھ کر اپنے رشتہ داروں کے پاس بھیجے تھے۔ ان کے دیکھنے سے مرزا قادیانی کا عدل پورا روشن ہو جائے گا۔ چنانچہ مرزا جی کا پہلا خط یہ ہے۔

؂۱ اگر صرف بیان عدم فرضیت جہاد کا فرض منصبی ہے تو عدم فرضیت کے بیان کنندہ کو واضع الجہاد نہیں کہا جاتا۔ چنانچہ فرضیت کے بیان کنندہ کو مجاہد نہیں کہا جاسکتا الغرض قادیانی صاحب کو یضع الجزیۃ کا مصداق خیال کرنا سراسر غلطی ہے۔ جزیہ کا موقوف کرنا اس سے متصور ہوسکتا ہے۔ جس کی قدرت میں جزیہ لینا ممکن ہو وہ تو خود رعایا میں تھا۔ رعایا بادشاہ سے جزیہ نہیں لے سکتی۔

؂۲ اس جگہ پر مرزا قادیانی کے خاص دستخطی خطوں کو جو مجھے ایک دوست شیخ نظام الدین صاحب پنشنر راہوں کے معرفت مرزا علی شیر صاحب سمدھی مرزا قادیانی سے ملے ہیں درج کرتا ہوں۔ جس سے مرزا صاحب کی مسیح موعودی اور نبوت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ ان خطوں کے ملاحظہ سے ناظرین معلوم کرلیں گے کہ مرزا قادیانی کیا ہیں، کوئی ادنیٰ اور جاہل مسلمان بھی ایسا نہیں کرے گا اور نہ کرسکتا ہے۔

نقل اصل خطوط جو مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی!

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج وغم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا فرمائے اور عزیزی مرزا احمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہیں۔

آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل کلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر وبرکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدائے تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔

اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا دیا ہے کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں۔

یادداشت: مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تایا چچازاد ہمشیرہ ہے۔ مرزا علی شیر صاحب کی لڑکی عزت بی بی فضل احمد پسر مرزا غلام احمد کی زوجہ تھی اب مرزا محمد حسین صاحب ساکن راہوں کے خط سے معلوم ہوا کہ باجود بہت دھمکانے کے بھی فضل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی اس لئے فضل احمد کو بھی مرزا قادیانی نے الگ کر دیا۔

کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشین گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشین گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پر ایمان لایا ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے معاون بنیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ہو چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرما وے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائیم لفظ ہو تو معاف فرما دیں۔ والسلام

خاکسار احقر عباد اللہ۔ غلام احمد عفی عنہ

۱۷/جولائی ۱۹۸۰ء بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی!

مشفقی مرزا علی شیر بیگ سلمہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک

غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں، آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ، رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے۔ روسیا کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوڑھا یا چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیاہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو، خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا، مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھ تک پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میری عزت ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں

ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپکی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپکی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کروں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرادو گے۔ تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں۔

اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے اور اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپکی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔

ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتہ ناطے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم

راقم خاکسار غلام احمد

از لودھیانہ اقبال گنج ۴رمئی ۱۸۹۱ء

نقل اصل خط مرزا قادیانی جو بنام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی!

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کہ یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔

اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا

ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔

سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آئے۔ تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے۔ عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔

سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو۔ تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا۔ اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج ۴رمئی ۱۸۹۱ء

از طرف عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا قادیانی کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر۔ جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

(جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے۔ اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو۔ تا کہ اس کو لے جائے۔

پس خان صاحب آپ کو بخوبی عدل مرزا قادیانی کا ان خطوط سے معلوم ہو گیا

ہوگا۔ پس میں بھی کچھ جتا دیتا ہوں اگرچہ ہندی کے چندے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ مگر مکتوب علیہ میرا چنداں لئیق نہیں۔ سنئے صاحب اگر کچھ قصور تھا تو مرزا احمد بیگ کا تھا۔ اس کی بہن کا کچھ بھی قصور نہ تھا۔

اچھا بالفرض مانا کہ اس نے بھائی کو نہ سمجھایا اس کی بیٹی کا کیا قصور کہ وہ بے چاری مطلقہ ہوکر اپنے حصہ زوج سے شرعاً محروم کی جائے اور فضل احمد بے چارے پر یہ سزا کہ اس بے گناہ کو اگر طلاق نہ دے تو اس کو عاق کیا جائے اور ایک دانہ اور ایک پیسہ بھی مرزا قادیانی کی وراثت سے اس کو نہ ملے۔ (یہی تو دجال کی نشانیوں میں لکھا جاچکا ہے کہ جو اس کی نہ مانے گا تو اس کے ہاتھ میں ایک فلوس تک نہ رہے گا)

ایسا شہوت پرست نہ کہیں دیکھا، نہ سنا۔ خصوصاً نبی آخرالزماں کہلانے والا ایں صفت موصوف نہیں ہوسکتا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اور دیکھئے صاحب رشتہ ناطہ توڑنے والا کو قرآن شریف اور احادیث میں کن لفظوں سے پکارا گیا ہے اور کن گروہ میں شامل کیا گیا ہے اور کیا سزا اس پر ہے۔ ”فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فى الارض وتقطعوا ارحامكم ○ اولٰئك الذين لعنهم الله فاصمهم واعمىٰ ابصارهم○ افلا يتدبرون القرآن ام علىٰ قلوب اقفالها ○ ان الذين ارتدوا علىٰ ادبارهم بعد ما تبين لهم الهدىٰ الشيطان سول لهم واملىٰ لهم○“

﴿پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے کہ اگر والی ہو تم حکم کے یہ کہ فساد کرو بیچ زمین کے اور توڑو قرابتیں اپنی۔ یہ لوگ ہیں جنہیں لعنت کی ہے۔ ان کو اللہ نے پس بہرا کر دیا۔ ان کو اور اندھا کر دیا آنکھوں ان کی کو کیا پس نہیں فکر کرتے بیچ قرآن کے کیا۔ اوپر دلوں کے قفل ہیں۔ ان کے تحقیق جو لوگ پھر گئے اوپر پیٹھوں اپنی کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوا واسطے ان کے ہدایت شیطان نے زینت ولائی ہے۔ واسطے ان کے۔ اور ڈھیل ولائی ہے واسطے ان کے﴾

اس آیت سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے بڑی لعنت کی ہے۔ ایسے کام کرنے والوں کو اور مفسد قرار دیا ہے۔ یہ آیت جو نقل کی گئی ہے۔ سپارہ ۲۶ سورۃ محمد کے تیسرے رکوع میں ہے اور دوسری ایک اور آیت ”ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذى القربىٰ وينهىٰ عن الفحشاء والمنكر والبغى يعظكم لعلكم تذكرون“

تحقیق اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ عدل کے اور احسان کے اور دینی قرابت والوں کے اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول سے اور سرکشی سے نصیحت کرتا ہے تم کو تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ یہ خدا کا فرمان صاف صاف ہے کہ عدل کرو اور احسان کرو اور صلہ رحمی کرو اور برے کاموں سے بچو۔ جب قطع رحمی کی بناء ایک شہوت پرستی پر مبنی ہو تو کیسی فضیحت ہے اگر آپ فرمادیں کہ مرزا قادیانی کی درخواست شہوت رانی کے لئے نہیں تھی۔ وہ خدا کا حکم تھا اور خدا نے ان کا نکاح آسمان پر کیا تھا اس لئے مرزا قادیانی تبلیغ احکام الٰہی کرتے تھے۔ تو اس حکم خدا کے پورے نہ ہونے سے سب باتیں درہم برہم ہو گئیں۔

اور اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کو الہام ربانی نہیں ہوا۔ بلکہ شیطانی ہوا اور الہام شیطانی کے بارے میں خدا نے خود قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ چنانچہ یہ آیت ”ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین o تنزل علیٰ کل افاك اثیم o یلقون السمع واکثرھم کاذبون“ ﴿کیا بتلاؤں میں تم کو اوپر کس کے اترے ہیں شیطان اترتے ہیں اور ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے رکھتے شیطان کان اپنے اور اکثر ان کے جھوٹے ہیں۔﴾

اس سے معلوم ہوا کہ جو الہام مرزا قادیانی کو ہوا تھا۔ جھوٹا نکلا ایسی اور بہت سی آیات ہیں کہ صلہ رحمی کو محمود اور قطع رحمی کو مردود قرار دیتی ہیں اور کئی حدیثیں بھی لکھتا ہوں۔ ”قال رسول اللہ ﷺ ما من ذنب اجدو ان یجعل اللہ لصاحبه العقوبة فی الدنیا مع مایدخرہ له فی الآخرة مثل البغی وقطیعة الرحم (الترمذی، ابوداؤد ج۲ ص۱۹۱، کتاب الادب باب النھی عن البغی)“ ﴿فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نہیں کوئی گناہ لائق تر اس بات کے کہ جلدی کرے اللہ تعالیٰ صاحب گناہ کو عذاب دنیا میں باوجود ذخیرہ کرنے اس کے بیچ آخرت کے نکل جانے سے اطاعت امام سے اور کاٹنے ناطے کے سے۔﴾

”وعن عبداللہ بن ابی اوفیٰ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا تنزل الرحمة علیٰ قوم فیھم قاطع رحم (شرح السنة ج۶ ص۴۴۱، حدیث نمبر۳۳۳۴)“ ﴿اور روایت ہے عبداللہ بن ابی اوفی سے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے۔ نہیں اترتی رحمت اس قوم پر کہ اس میں کاٹنے والا ہوتا ہے ناطے کا۔﴾

ایسی اور بہت سی احادیث ہیں جن کے معنی یہی ہیں اور آپ کو اس تحریر سے عدل

مرزا کا بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا۔ ایسا عدل جو قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اس کو ظلم کہا جاتا ہے نہ کہ عدل۔ پھر اسی حدیث ابوہریرۃؓ میں جو نزول عیسیٰ میں لکھی گئی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے۔ یعنی سوائے ایمان کے اور کوئی وجہ سبب امان کا نہ ہوگا۔

پس فرمایئے کہ آپ کے مرزا نے کتنے عیسائی مسلمان کئے اور کتنے غیر مذہب والوں کو اسلام پر لائے۔ دوسری حدیث نزول عیسیٰ میں یہ ہے۔ ’’عن عبدالله بن عمرؓ قال قال رسول اللهﷺ ينزل عيسىٰ ابن مريم الىٰ ارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمس واربعين سنة ثم يموت فيدفن معى فى قبرى فاقوم انا وعيسىٰ ابن مريم من قبر واحد بين ابى بكر وعمر (رواه ابن جوزى فى كتاب الوفاء، مشكوٰة ص ٤٨٠، باب نزول عيسىٰ عليه السلام)‘‘ ﴿روایت ہے عبداللہ بیٹے عمر کے سے کہ کہا فرمایا رسول اللہﷺ نے اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے طرف زمین کی پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جائے گی اولاد ان کے لئے اور ٹھہریں گے۔ زمین میں پینتالیس ۴۵ برس پھر وصال فرمائیں گے عیسیٰ، پس دفن کئے جائیں گے نزدیک میرے (علیہ السلام) پس اٹھوں گا اور عیسیٰ ابن مریم ایک مقبرہ میں درمیان حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے۔﴾

پس اس حدیث کے رو سے بھی سندھی بیگ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نہیں بن سکتا۔ حضرت نے اس حدیث میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کہا ہے۔ جو آسمان سے زمین پر اتریں گے اور پینتالیس برس زمین پر رہیں گے۔ اگر ان مرزا قادیانی کا جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں۔ زمانہ نزول تصور کیا جائے۔ تو اڑسٹھ انہتر برس کے مابین ہوگا اور اگر ان کے دعوے میعاد مقرر کیا جائے۔ تو پینتالیس (۴۵) سال سے بہت کم یہ دونوں صورتیں مخالف پڑیں اور آنحضرتﷺ نے اسی حدیث میں فرمایا ہے کہ جب وہ اتریں گے تو نکاح کریں گے۔ فرمایئے کہ آپ کے عیسیٰ بعد دعوئ نبوت کتنے نکاح کرنے پر آمادہ ہوئے مگر کامیاب نہ ہوئے اور اسی حدیث میں ہے کہ وہ مرکر میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے اور اس کے رفع شک کے لئے فرمایا کہ ہم اٹھیں گے بھی ایک مقبرہ سے مزید برآں یہ فرمایا: حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان سے۔ حالانکہ مرزا قادیانی قادیان میں مدفون ہیں۔

اگران سب احادیث اور آیات کے تاویلاً کچھ اور معنے لئے جائیں جو اصل کے مخالف ہوں۔تو خلاف جمیع امت مرحومہ کا آتا ہے۔کیونکہ نہ کسی اصحاب نے یہ معنی تاویلی ملحوظ رکھے ہیں اور نہ اجماع[1] امت کا اس پر ہے۔

آج حضرت ﷺ کے بعد تیرہ سو ۱۳۰۰ سال گزر چکے ہیں۔کسی مجتہد الوقت اور مجدد اور اولیاء امت نبوی نے یہ نہیں لکھا کہ عیسیٰ ابن مریم نہ آئیں گے۔بلکہ ان کا مثیل مرزا قادیانی ہوگا۔ اگر آپ کے تاویلی معنی ملحوظ رکھے جائیں تو پھر حضرت کا کلام جو موصوف بفصل الخطاب تھے۔ ایک امر مبہم پہیلی ٹھہرا اور اپنی امت کو تفرقہ میں ڈالا۔نعوذ باللہ من ذالک۔کیا آپ خواب کی تعبیر دے رہے ہیں۔یا امت کو تفرقہ میں ڈالا۔یہ امت کو ایک بڑے حادثہ سے بچانے کی کوشش کررہے تھے۔

حالانکہ حضرت ﷺ کو حق تعالیٰ سے بالمومنین رؤف رحیم کا خطاب ملا ہے اور یہ دونوں خداوند تعالیٰ کے اپنے توصیفی نام ہیں۔ایسے انسان کامل سے ہرگز لعنت کی امید نہیں ہوسکی۔خصوصاً ''وما ینطق عن الھویٰ ان ھوا الا وحی یوحیٰ ''کا بھی مصداق ہو۔یہ پیشین گوئیوں کا غلط نکلنا۔آپ کے عیسیٰ جعلی کا حصہ ہے۔ہم اپنے حضرت سید المرسلین وخاتم النبیین کو ایسے الزاموں سے بالکل بری جانتے ہیں اور تاویلوں کے درپے نہیں ہوتے مگر وہ کہ جن کو خدا اور رسول پر پورا ایمان نہ ہو۔جیسا کہ''فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا اللہ ''﴿پس وہ لوگ جو بیچ دلوں ان کی کے کجی ہے۔پس پیروی کرتے ہیں۔اس چیز کی جو شبہ والی ہے۔اس میں سے واسطے چاہئے گمراہی کے اور واسطے چاہئے تاویل اس کے اور نہیں جانتا تاویل اس کی کو مگر اللہ۔﴾ اور یہ ان لوگوں کی تردید میں ہے جو متشابہات کی تاویلوں میں لگے رہتے ہیں اور جو

---

[1] مرزا قادیانی اس آیت کی رو سے جہنمی قرار دیئے جاتے ہیں:''ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولیٰ ونصله جھنم وساءت مصیرا ''﴿اور جو کوئی برخلاف کرے۔رسول کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئے۔واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کے مخالف راہ مسلمانوں کے متوجہ کریں گے۔ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا اور داخل کریں گے۔ہم اس کو دوزخ میں اور بری ہے جگہ پھر جانے کی۔﴾

آیات محکمات ہیں ان کی تاویل تو بطریق اولیٰ ممنوع اور نا جائز ٹھہری۔ پس صاحب اپنی من بھاتی تاویلوں سے توبہ کریں اور قرآن اور حدیث کو پہیلی اور چیستان نہ قرار دیں۔ خصوصاً ان آیات کو جن پر ایمان کی بنا ہے اور خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ ”ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر “ ﴿اور البتہ تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن واسطے نصیحت کے پس کیا ہوا ہے۔ کوئی نصیحت پکڑنے والا۔﴾

یہ آیت چار دفعہ حق تعالیٰ نے سورۂ قمر میں فرمائی ہے۔ مناسب ہے کہ آپ اس سے نصیحت پکڑیں اور کاذب مسیح سے پرہیز کریں۔ کہ ان کی طرح اور بھی پہلے نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں اور کئی بعد میں کرتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت سرور دو عالم ﷺ نے پہلے ہی خبر فرمادی ہے۔ مثلاً ابن صیاد اور مسیلمہ کذاب وغیرہ وغیرہ۔

”عن ابی هریرة قال قال رسول اللهﷺ لا تقوم الساعة حتیٰ یبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله (ترمذی ج۲ ص٤٥)“ ﴿روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ اٹھائے جائیں گے جھوٹے مکار تقریباً تیس تک۔ ہر ایک گمان کرے گا کہ رسول، اللہ کا ہے۔ یعنی ہر ایک دعویٰ نبوت کا کرے گا اور بہت سے ہو گزرے ہیں۔ ان میں سے شہروں میں اور ناکامیاب وہلاک کیا ہے اللہ نے ان کو اور اسی طرح کرے گا۔ باقی مدعیوں کے ساتھ اور دجال خارج ہے۔ اس گنتی سے کہ وہ دعویٰ الوہیت کا کرے گا۔﴾

”وعن ثوبان قال قال رسول اللهﷺ لا تقوم الساعة تلحق القبائل من امتی بالمشرکین وحتی یعبدوا الاوثان وانه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (هذا حدیث صحیح، ترمذی ج۲ ص٤٥)“ ﴿روایت ہے ثوبان سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ مل جائیں گے قبیلے میری امت سے مشرکوں کے ساتھ اور یہاں تک کہ پوجیں گے بتوں کو اور تحقیق قریب ہے کہ ہوں گے میری امت سے تیس جھوٹے۔ ہر ایک گمان کریں گے کہ وہ نبی ہے اور میں (خود رسول اللہ ﷺ) خاتم النبیین ہوں، نہیں کوئی نبی میرے بعد۔﴾

اب میں اپنی دلائل کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے من گھڑت سوال جو ہماری طرف منسوب کیئے ہیں اور ان کے جواب جو آپ نے دیئے ہیں۔ تردید کرتا ہوں۔ شاید ضمناً کچھ دلائل بھی ہوں۔

اولاً گذارش ہے کہ جو تفسیر سورۃ والشمس میں آپ نے درفشانی کی ہے۔ اس کے رسم خطی اور عبارت دیکھ کر اطفال مکتب بھی کھلی مچاتے ہیں۔ آپ کی قابلیت اس سے سمجھ آتی ہے جو آپ شک بہ "ق" لکھتے ہو خیر ان باتوں سے کیا کام۔ مطلب یہ ہے کہ جو آپ نے کلام ربانی کے ظاہر معانی چھوڑ کر کل الفاظ کی تاویلات ضعیفہ کر کر اپنے مطلب کو ثابت کیا ہے۔ یہ اقوال صحابہ کرام وتفاسیر مفسرین متقدمین کے برخلاف ہے۔

حالانکہ بہ مصداق حدیث "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم فثم " ﴿یعنی آپ نے فرمایا سب زمانوں سے میرا زمانہ اچھا ہے۔ پھر وہ جو ان کو دیکھنے والے ہیں یعنی تابعین۔ پھر وہ جو ان کو دیکھنے والے ہیں یعنی تبع تابعین پھر پس۔﴾ یعنی جو لوگ حضرت ﷺ کے زمانہ کے قریب ہیں۔ وہ بعیدوں سے دین کے مسائل میں اچھے پہنچنے والے ہیں۔ دیکھئے تفسیر عباسی جو تفسیر عبداللہ بن عباسؓ کہ جو ثقہ صحابہ سے ہیں اور تفسیر القرآن بخاری شریف وباقی تفاسیر جو تیرہ سو (۱۳۰۰) سال کی بنائی ہوئی ہیں۔

کیا کسی صحابہ نے یہ تاویلیں کی ہیں۔ یا آپ ہی کی من بھانی باتیں ہیں۔ "عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ فی النار وفی روایۃ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ فی النار (رواہ ترمذی ج ۲ ص ۱۲۳) " ﴿جو شخص کہ قرآن میں اپنی رائے سے کہے۔ پس چاہئے کہ تیار کرے جگہ اپنی بیچ آگ کے اور ایک روایت میں ہے۔ جو کہے قرآن میں بغیر علم کے پس چاہئے کہ بنائے اپنی جگہ آگ میں۔﴾

اور ابن عمرؓ سے مروی ہے: "اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (مشکوۃ ص ۳۰) " ﴿حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے تابعداری کرو۔ جماعت بڑی کی اس لئے کہ جو شخص اکیلا ہوا ڈالا جائے گا آگ میں۔﴾

پس جو شخص سواد اعظم کی اتباع چھوڑ کر سوا علم کے اپنی رائے سے قرآن کے الفاظ

میں تاویلیں کرے۔ وہ ایسی حدیثوں کا مصداق ہوگا۔ اگر برخلاف اجماع امت مرحومہ کے جو آپ نے قمر سے مراد لی ہے۔ وہ مانی بھی جائے تو بھی کیا وجہ ہے۔ کہ اس سے خاص مرزا قادیانی ہی مراد لے جائیں اور عموماً خلفاء راشدین اور اولیاء المکرمین کیوں نہ لئے جائیں اور یہ جو آپ نے بیان کیا ہے کہ قمر شمس کے تابع ہوتا ہے اور شمس سے نور حاصل کرے اور ان کو مستفید کرتا ہے۔ کیا یہ وصف ان خلفاء عظام و اولیاء کرام میں جن کے الہامات و کرامات اظہر من الشمس ہیں موجود نہ تھے۔

خیال کیجئے۔ کہ گروہ کے گروہ مشرکین و یہود و نصاریٰ ان کے ہاتھ سے اسلام لائے ہیں اور ظاہری و باطنی فیوض سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ آپ بتلائیں کہ مرزا قادیانی کی دعوت سے کتنے مشرک یا نصاریٰ یہود اسلام لائے اور دینی فیض پایا؟ پھر بڑا تعجب ہے کہ ایک چودھویں صدی کا آدمی قمر بنا۔ حضرت قمر تو ہمیشہ شمس کے تابع ہوتا ہے۔ نہ کہ تیرہ سو ۱۳۰۰ سال کے بعد۔ قمر تو قیامت تک شمس کا تابع رہے گا۔

آپ کا بنایا ہوا قمر تو خاک میں مل گیا ہے۔ ایسی کچی تاویلوں سے کام ہرگز نہیں نکلتا۔ یہ تو صرف خبط اور پگلہ پن ہے۔ آپ کی یہ تفسیر سراپا مخالف اجماع جم غفیر ہے۔ اس عقیدہ سے آپ کو باز آنا لازم ہے۔ ”**والله یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔ اللّٰهم اهدنا الصراط المستقیم آمین۔ ثم آمین**“

آپ کے سوالات و جوابات جن کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ ”مخالفان جماعت احمدیہ کا تسلی قلب قلع قمع“ قلع قمع کے معنی تو آپ کو نہ آتے ہوں گے مگر طوطی وار کہہ دیا ہے۔

قولہ سوال ”یہ صاحب کہا کرتے ہیں کہ کہاں عیسیٰ مسیح یا امام آخرالزمان آئے ابھی کوئی نہیں آئے۔ ہم کو کوئی ابھی گمان بھی نہیں۔“ الجواب تو آپ سوال بھی متفرق طور پر کرتے ہو۔ اگر خواندہ ہو یا ناخواندہ مگر خواندہ یا خواندہ سے سیکھ کر کہتا ہے۔ یہ سوال ہمارے ملک میں تسلی بخش ہو رہا ہے۔ ہم کو اس کا جواب دینا فرض ہوا۔ لیکن بھائی تم اپنے دل میں سوچ لو کہ یہ سوال کیسا گندہ اور کچا اور بودہ ہے۔ کیونکہ کوئی دلائل قرآن اور حدیث سے نہیں صرف تمہارا زبانی جمع خرچ ہے۔ (الخ تا ص۲۴)

صاحبا چونکہ سوال کی عبارت آرائی آپ جیسے منشی کریں تو پھر گندہ و بودہ کیوں نہ ہو۔

سبحان اللہ الجواب کے بعد پھر بھی سوال ہی کی تقریر شروع ہو رہی ہے۔ صاحبا سائل کا منشا تو یہ تھا کہ جس شخص کو تم عیسیٰ موعود و مہدی و معبود بناتے ہو۔ اس میں تو ہمارے گمان میں عیسائیت ومہدویت کے حسب فرمان مخبر صادق ﷺ کے ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔

مثل مشہور ہے کہ کاٹھ کا بلا تو میاؤں کون کرے؟ پھر آپ نے جواب کا خلاصہ یہ لکھا ہے۔ ’’بھائی صاحبان تم نے قادیاں جا کر مرزا قادیانی کی باتیں نہیں سنیں اور ان کی کتابوں کی تحقیقات نہیں کی۔ کیونکہ یہ نبی آخر الزماں ہے۔ اس پر گنتی رسولوں کی ختم ہوگئی۔ جس طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’واذا الرسل اقتت ‘‘اور جب رسولوں کی گنتی پوری ہو جائے گی۔ پس ابتداء وانتہا خدا تعالیٰ کے کاموں کا ہم مثل ہوتا ہے اور اس کے کام اس طرح سے سرانجام ہوتے ہیں۔

اور دوسرا تم نے سجدہ شکریہ ادا نہیں کیا۔ دونوں کام جو کئے برعکس کئے اور یہ کام شیطان کے تھے۔ جو تم نے کر لئے۔‘‘ دیکھو یہ کلام کیسا لغو بکواس ہے اور مخالف نص اور حدیث کے ہے۔ صاحبا تم تو ماہر قرآن ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ اب آیت ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ‘‘وحدیث ’’لا نبی بعدی ‘‘کو پس پشت ڈال کر ’’کمثل الحمار یحمل اسفارا ‘‘بن گئے۔ اسی کو کہتے ہیں۔ ’’من حرامی حجتاں ڈھیر‘‘۔ آپ نے ہمارے ذمہ دو شیطانی کام لگائے ہیں۔ ایک قادیان نہ جانا، دوسرا سجدہ شکریہ بجا نہ لانا۔

صاحب اس دعوے کی آپ کے پاس کون سی آیت یا حدیث دلیل ہے؟ یا صرف من گھڑت بات ہے۔ آپ کا عقیدہ جو مخالف آیت وحدیث مرقومہ ہے۔ آپ کو خود شیطان بنا رہا ہے۔ مثل ہے کہ جو جان بوجھ کر اندھا ہو اس کا دارو کیا۔ آپ کو اس گندہ عقیدہ سے باز آنا لازم ہے۔ ورنہ بہت پچھتاؤ گے: ’’من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ ‘‘

قولہ سوال ’’مسیح اور مہدی کا ابھی کوئی نشان نہیں آیا۔ اگر آئے تو اور رنگ ہو جائے گا۔ وہ بادشاہی دنیا کی ہمراہ لائے گا۔ ملک فتح کرے گا۔ کفار کو تہ تیغ کر کے اسلام پر لے آئے گا اور دجال آئے گا۔ تو ایک گدھے پر چڑھ کر آئے گا اور کہے گا کہ ہم خدا ہیں۔ ہماری خدائی کو مانو بہت خلقت اس کے ساتھ ہو جائے گی۔ جو اس کو نہ مانے گا تو بارش بند کر دے گا اور گدھا اس کا ستر باع کا ہوگا اور سو کوس پر لید کرے گا۔ اس کے آگے دخان کا پہاڑ چلے گا۔ وغیرہ وغیرہ اور یاجوج ماجوج آئیں گے۔ تو پانی سب دریاؤں کا پی جائیں گے۔ کچھ نہ چھوڑیں گے۔ بلند مکان پر کھڑے ہو کر تیر آسمان پر چلائیں گے اور وہ خون آلودہ آئیں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ جس طرح ہماری کتابوں میں

لکھا ہے۔ اگر اس طرح نہ آئیں تو ہم نہیں مانیں گے۔'' بھائی صاحب میں تم کو ایک جواب مختصر دوں گا۔ (الخ تا ص ۳۵)

اس سوال میں آپ نے بعض فقرے ایسے درج کئے ہیں۔ جن کی کوئی اصل نہیں اور صرف جہلاء کے دھوکہ دینے کو یوں ہی لکھ مارے ہیں۔ وہ یہ کہ سوکوس پر لید کرے گا۔ اس کے آگے دخان کا پہاڑ چلے گا۔ یہ مرزائی جماعت کے گھر کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ تاکہ ریل کو گدھا بنانے میں کام آئیں۔ دخان تو قریب قیامت کے ایک علیحدہ علامت ہے۔ جیسا کہ دابۃ الارض قال اللہ تعالیٰ ''فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین ۰ یغشی الناس ھذا عذاب الیم '' وہ ایک ایسا دھواں ہوگا۔ جو مشرق ومغرب تک زمین کو آسمان تک پھیر لے گا اور چالیس دن رہے گا اور خلقت کو بہت تنگ کرے گا۔ جیسا کہ لفظ ''عذاب الیم '' اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اس کی پوری تفصیل تفسیروں اور حدیثوں میں ہے۔

آپ کا اس کو ریل کا دھواں بنانا کیسا خلاف آیت اور حدیث ہے۔ آیت اس کے ''عذاب الیم '' ہونے کی گواہی دے رہی ہے اور حدیث سب زمین وآسمان پر کر لینے اور چالیس دن رہنے کی کیا آپ کے مقرر شدہ دھواں میں بھی یہ وصف ہیں۔ ہرگز نہیں آیت وحدیث کے منکر کا حکم آپ بخوبی جانتے ہیں اور یہ جو لکھا ہے کہ گدھا اس کا ستر باع کا قد آور ہوگا۔ یہ بھی برخلاف حدیث ہے۔ ''عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ قال یخرج الدجال علی حمار اقمر مابین اذنیہ سبعون باعا (تاریخ کبیر بخاری ج۱ ص۱۹۹ حدیث نمبر۶۱۳) ''

﴿نکلے گا دجال اوپر گدھے سفید کے جو میان ہر دو کانوں اس کے ستر باع کا فاصلہ ہوگا۔﴾

اس حدیث سے یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ دجال کے گدھے کا سفید رنگ ہوگا۔ کیونکہ اقمر سخت سفید کو کہتے ہیں۔ پس یہ حدیث بھی ریل کے گدھا بنانے کی مانع ہوئی۔ کہ وہ سیاہ رنگ ہوتی ہے[1]۔ مگر اندھوں کے آگے سیاہ وسفید برابر ہے۔ پھر اس سوال کا جواب جو لکھا ہے۔ وہ بعینہ مصداق سوال گندم جواب چنا کا ہے۔ وہ بھی ریت میں ڈالا ہوا۔ آپ کی درہم برہم عبارت کے سوال کا پہلا فقرہ یہ ہے۔

---

[1] شاید آپ کہیں کہ ریل میں فرسٹ کلاس کی گاڑی سفید ہوتی ہے۔ مگر اس میں بھی دو نقص لازم آتے ہیں۔ ایک تو گدھے ہزار ہا ٹھہرے اور دوسرا مرزا قادیانی سواری فرسٹ کلاس کے کرنے سے خود دجال بن گئے۔

مسیح اور مہدی کا ابھی کوئی نشان نہیں آیا۔ جواب یہ نکلا کہ قوم نصاریٰ جو دجالی ہیں یہی مسیح اور مہدی کے آنے کے نشان ہیں اور ان کے دجال ہونے کی یہ دلیل گزاری ہے کہ زمین آسمان وغیرہ سب ان کے تابع ہیں۔ جیسے آپ کی عبارت ”پانی آگ پہاڑ دریا برق آسمان زمین باد اشجار پنچھی حیوان جن انسان، نباتات وغیرہ زیر حکم ہیں۔“ سو گزارش ہے کہ پانی وغیرہ سب کا تابع ہونا دجال کے کسی آیت وحدیث سے ثابت نہیں۔

البتہ زمین کی تابعداری بعض باتوں میں ثابت ہے۔ اگر بالفرض مانا بھی جائے تو پھر نصاریٰ میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ پانی یا آگ یا پہاڑ کو نصاریٰ اپنی طرف بلائیں۔ تو چلے آئیں۔ مینہ برسانا یا انگوری جمانا۔ ان کے اختیار میں ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر یہ ان کے زیر حکم ہوتی تو جابجا نہریں بڑی تکلیف اٹھا کر لے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ کبھی ایسی سخت بارش آتی ہے۔ کہ ان کی سڑکیں ونہریں بالکل خراب کردیتی ہے۔ آپ کی ایسی بودی باتوں کو تو طفلان مکتب بھی تسلیم نہیں کرسکتے۔

خدارا از راہ انصاف ذرا ان حدیثوں کی طرف تو غور کیجئے۔ جو رسالہ کے اول دجال کے بارے میں نقل کی گئی ہیں۔ کیا ان سے دجال ایک شخص واحد ثابت ہوتا ہے۔ یا نہیں؟ حدیث میں آتا ہے کہ: ”ھو رجل “نہ کہ”ھو قوم “اگر آپ کو حدیث کی سمجھ نہیں آتی تو یہاں آکر سمجھ جائیں کہ دین کے لئے شرم اچھی نہیں۔ پھر تعجب یہ ہے کہ آپ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲ کی سطر ۶ پر ان کو دجال بنا کر پھر اسی صفحہ کی سطر ۱۱ پر نصاریٰ کو یاجوج ماجوج بناتے ہیں۔ لکھتے ہو ”لیکن یاجوج اور ماجوج کی قوم تو یہی ہے۔

اچھا دجال کہاں گیا دجال تو معلوم ہے۔ پادری صاحبان اور آریہ ہیں اور کل اقوام ان کی قوم کے تابع ہے۔ سچ ہے کہ جھوٹے گواہ کی زبان سے کبھی کچھ نکلتا ہے کبھی کچھ۔ آپ کا یہ صرف زبانی دعویٰ ہے۔ یا کوئی آیت حدیث بھی ہے۔ ہرگز نہیں (نعوذ باللہ من ذالك اللغویات) پھر فقرہ اگر آئے گا تو اور رنگ ہو جائے گا۔ اس کا جواب جو آپ نے لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ دیکھو ہے اور آگ اور کئی کارخانہ کی مشینیں قسما قسم چلا رہے ہیں اور یعنی تار برقی دیکھو کہ ملک کی جاسوسی کر رہی ہے اور دوائی کا کام بھی دیتی ہے اور پادری صاحبان کو دیکھو کیسے علم نکالے ہیں۔

انجمنیں بنا کر وعظ شروع کئے اور فاحشہ عورتوں کو جو کنواری ہوں اور شکیلہ ہمراہ لے کر خلق اللہ کو وعظ کرنا اور عمدہ عمدہ راگ سنانا وغیرہ وغیرہ واہ رے آپ کی لیاقت وحماقت مسیح موعود کے زمانہ کی عجب شان دکھائی ہے۔ کیوں نہ ہو چونکہ آپ کے مسیح مرزا قادیانی ٹھہرے تو رنگ بھی ایسا ہی چاہئے۔

آپ نے اس فقرہ کا مطلب ہرگز نہیں سمجھا۔ سائل کا مقصود تو یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ دینداری کی رونق واسلام کا روپ زیادہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ سب مال دنیا سے بہتر ہوگا اور طرح طرح کی برکت دیکھو۔ حدیث طویلہ کی بعض عبارت کا ترجمہ جو پہلے گزر چکی ہے۔ ’’پس اس دن کھائے گا ایک گروہ ایک انار سے اور سایہ پکڑیں گے۔‘‘

اس کی چھال میں اور برکت دی جائے گی۔ دودھ میں یہاں تک کہ ایک اونٹنی دودھ کی البتہ کفایت کرے گی۔ جماعت کثیر کو آدمیوں میں اور گائے دودھ کی کفایت کرے گی۔ قبیلہ کو آدمیوں میں سے اور ایک بکری دودھ کی البتہ کفایت کرے گی۔ تھوڑی سی جماعت کو آدمیوں میں سے نیز احادیث صحیحہ میں ’’وتکون الملل کلها ملة الاسلام وترتع الاسد مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان مع الحيات (مسند احمد ج۲ ص۴۳۷)‘‘ ﴿سب دین ایک دین اسلام کا ہو جائے گا اور چریں گے شیر ساتھ اونٹوں کے اور چیتے ساتھ گائیں کے اور بھیڑیئے ساتھ بکریوں کے اور کھیلیں گے لڑکے ساتھ سانپوں کے۔ چونکہ زمانہ حال میں یہ رنگ موجود نہیں۔ آپ کے مرزا مسیح موعود نہیں بن سکتے۔﴾

فقرہ۳...... وہ بادشاہی دنیا کی ہمراہ لائے گا۔ ملک فتح کرے گا۔ کفار کو تہ تیغ کرے گا۔ پھر اس کے متعلق آپ آخری ورق پر لکھتے ہیں کہ ’’بادشاہی دو قسم ہے ایک روحانی جیسے حضرت رسول اللہ ﷺ اور سب اولیاء اللہ ہیں۔

دوسری دنیاوی جسمانی اور مسیح موعود کے جسمانی بادشاہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں صرف روحانی بادشاہ ہوں گے۔ جیسے مرزا قادیانی تھے۔‘‘ افسوس صد افسوس کہ آپ حضرت ﷺ کو بھی ظاہری بادشاہ قرار نہیں دیتے۔ کیا آپ کو آیات قتال وجہاد سب بھول گئیں۔ جنگ احد وجنگ حنین وغیرہ جن کا شاہد قرآن کریم ہے۔ یہ بھی یاد نہ رہے کیا جنگ کرنا ظاہر بادشاہوں کا کام نہیں۔ یہ بیت بھی یاد نہیں کہ۔

خراج آورش حاکم روم وری
خراجش فرستاد کسریٰ وکی

شاید آپ کے خیال میں ہوگا کہ آنحضرت ﷺ بھی مرزا قادیانی کی طرح کسی نصاریٰ کے باج گزار ہوں گے۔ ویسا ہی عیسیٰ علیہ السلام بھی ظاہری باطنی بادشاہ ہوں گے۔ دیکھو الفاظ احادیث صحیحہ ''یکون حکماً عادلاً ویکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة (بخاری ج۱ ص۴۹۰، مسلم ج۱ ص۸۷)'' حاکم عادل ہونا ظاہری بادشاہی کا لقب ہے یا نہیں؟ صلیب کا توڑنا اور جزیہ کا لینا یا معاف کرنا ظاہری بادشاہی کے متعلق ہے یا نہیں؟ بالفرض اگر ظاہری بادشاہ نہ ہوں تو وہ علامات جو آگے مذکور ہو چکی ہیں۔ ان کا ظہور تو ان کے زمانہ میں ضرور ہے۔ کیا مرزا قادیانی کے زمانہ میں ان سے ایک علامت بھی تھی ہرگز نہیں۔ پھر کیسے مرزا مسیح موعود بنے۔

فقرہ۴..... دجال آئے گا گدھے پر چڑھ کر آئے گا اور کہے گا۔ کہ ہم خدا ہیں ہماری خدائی مانو۔ بہت خلقت اس کے ساتھ ہو جائے گی۔ جو اس کو نہ مانے گا تو بارش بند کر دے گا۔

دجال کا آنا و گدھے پر چڑھنا اور ربوبیت کا مدعی ہونا اور اکثر یہود کا اس کے تابع ہو جانا اور اس کے حکم سے بارش کا برسنا اور انگوروں کا اگنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جیسا پہلی حدیثوں میں دیکھ چکے ہو۔

پس جن کو آپ دجال بنا رہے ہو۔ چونکہ ان میں یہ باتیں موجود نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ دجال نہیں یہ آپ کا صرف خیالی پلاؤ ہے۔ پھر حدیث صحیح کے منکر کا حکم آپ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ بیان کی حاجت نہیں۔

فقرہ۵..... ''یاجوج ماجوج آئیں گے تو پانی سب دریاؤں کا پی جائیں گے۔ کچھ نہ چھوڑیں گے۔ بلند مکان پر کھڑے ہو کر تیر آسمان پر چلائیں گے اور وہ خون آلود ہو کر آئیں گے وغیرہ وغیرہ۔'' یاجوج ماجوج آپ نے نصاریٰ کو مقرر کیا ہے اور آسمان پر تیر مارنے کے بارے میں یہ لکھا ہے۔ کہ مرغی کے انڈوں میں چوبیس گھنٹہ تک حیوان پیدا کرنا اور پچکاری کے ذریعہ سے عورتوں کے رحم میں منی ڈال کر حاملہ کرنا۔ ایسے کام تیر مارنے تقدیر الٰہی میں ہیں۔

یہ آسمان کو تیر مارنے نہیں تو کیا ہے؟ آپ کے اس سوال کے جواب پر یہ مقولہ خوب صادق آتا ہے۔ ''ککر تو ڈھٹیا داندتے کھوتے دا بھج گیا سنگ'' یہ خیال آپ کا کیسا مخالف قرآن وحدیث کے ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''قالوا یا ذا القرنین ان یاجوج وماجوج

مفسدون فی الارض فھل نجعل لك خرجا علی ان تجعل بیننا وبینھم سداً ''
ذرا اس آیت کی تفسیر دیکھیں اور ان کا حلیہ[1] وفساد مفصل مطالعہ فرمائیں۔

یاجوج ماجوج کا بلند مکانوں پر پھرنا اور پانی کا پی جانا اور زمین والوں کو قتل کرنا پھر آسمان کی طرف تیروں کا پھینکنا اور خون آلودہ واپس آنا۔ یہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ حدیث طویلہ مروی ہے۔ ''عن نواس بن سمعان '' جو پہلے لکھی ہے۔ ذرا غور سے دیکھیں اور جو آپ نے آسمان پر تیر پھینکنے کی تاویل پچکاری سے لی ہے۔ یہ تو کوئی اجہل بھی نہیں مانتا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اور جو لکھا ہے۔ ''کہ ایسے کام تیر مارنے تقدیر الٰہی ہیں۔'' کیا انسان تقدیر کو بدل سکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ پہاڑ اپنے مکان سے دور ہو سکتا ہے۔ مگر تقدیر ہرگز نہیں بدلتی۔ آپ منکر بالقدر ٹھہرے حالانکہ ایمان بالقدر فرض ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالك الاعتقاد)

سوال...... ''بعضے کہتے ہیں کہ نشان مہدی تو اکثر آگئے ہیں۔ اب مہدی آجائے گا یہ اہل رائے کے نزدیک کیسا پوچ سوال ہے۔ صرف بلا مغز کیونکہ نشان اور گواہ حاضر ہو گئے۔ مدعی نے ابھی کوئی نہیں دعویٰ کیا...... الخ۔''

افسوس آپ کی حالت پر کہ یہ بھی نہیں سمجھا کہ علامت وشرط چیز سے پہلے ہوتی ہے۔ کیا علامات قیامت جو قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ وہ قیامت سے پہلے آئیں گی۔ یا قیامت کے وقت؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اقتربت الساعة وانشق القمر '' ﴿انشاق قمر کو کتنی مدت گزر چکی ہے؟﴾ شاید آپ نے بادل بھی کبھی نہیں دیکھے جو بارش کا نشان ہے۔ کیا وہ آتے ہی بارش شروع ہو جاتی ہے؟ پھر جو آپ نے طاعون کو دابۃ الارض کہا ہے۔ کون سی آیت اور کون سی حدیث آپ کی سند ہے۔ یا صرف من بھاتی گپ ہے؟

---

[1] مختصراً کچھ حلیہ بیان کیا جاتا ہے۔ علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ ان میں سے بعض کے قد کی مقدار ایک بالشت کی ہیں اور بعض بہت بلند، چنانچہ حدیث میں ہے۔ ایک قسم کا ان میں سے قد مثل درخت درز کے ہے۔ جو ولایت شام میں ہوتا ہے اور اس کا طول ۱۲۰ گز ہے اور بعض کا طول وعرض برابر ہے اور بعض کے کان ایسے لمبے ہوتے ہیں کہ ایک سے فرش اور دوسرے سے لحاف بناتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: ”واذا وقع القول علیهم اخرجنا لهم دابة من الارض تکلمهم ان الناس کانو یاتنا لا یوقنون“ ﴿جب واقعہ ہوگا قول آدمیوں پر ہم نکالیں گے۔ واسطے ان کے ایک جانور زمین سے جو بات کرے گا ساتھ ان کے یہ کہ انسان ہماری آیات قدرت کے ساتھ یقین نہیں لاتے۔﴾

تفسیروں میں آیا ہے کہ وہ ایک جانور ہے۔ طول اس کا ساٹھ (۶۰) گز ہوگا۔ چار پاؤں بال زرد باریک جیسا کہ پنکھی کے بچے ہوتے ہیں۔ دو پر بڑے ہوں گے۔ کوئی اس سے بھاگ نہ سکے گا۔ نہایت روشن ہوگا۔ ابن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ سر اس کا گائے کی مانند ہوگا۔ عین المعانی میں ہے کہ آنکھ اس کی خوک کی مانند۔ کان مانند فیل۔ سینگ گائے پہاڑی، رنگ مانند پلنگ۔ گردن مانند شتر مرغ۔ سینہ مانند شیر۔ پہلو مانند یوز۔ پاؤں مانند شتر۔ دم مانند دنبہ۔

حدیث میں آتا ہے کہ وہ مسجد حرام سے نکلے گا۔ آدمی دیکھتے ہوں گے۔ تین روز کے بعد اس کا ثلث باہر نکلے گا۔ عصائے موسیٰ وخاتم سلیمان اس کے ہاتھ میں ہوں گے۔ جس کو عصا لگائے گا۔ اس کا منہ سفید ہو جائے گا اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان خاتم سلیمان لگائے گا۔ ان کے منہ سیاہ ہو جائیں گے۔ پس تمام دنیا میں کوئی آدمی نہ رہے گا۔ مگر سیاہ یا سفید منہ والا کسی کو نام سے نہ بلائے گا۔

سفید منہ کو بہشتی کر کے بلائیں گے اور سیاہ منہ کو دوزخی۔ (تفسیر حسینی وغیرہ)۔ فرمایئے آپ کے دابۃ الارض میں یہ وصفیں موجود ہیں؟ ہرگز نہیں۔ صرف دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ”وعن عبداللہ ابن عمرؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان اول الآیات خروجا طلوع الشمس من مغربها خروج الدابة علی الناس ایهما ما کانت قبل صاحبتها فالا خری علیٰ اثرها قریبا (رواہ مسلم ج۲ ص۴۰۴)“ ﴿جس کا حاصل یہ ہے کہ طلوع الشمس وخروج دابۃ قریب قریب ہوگا۔ یعنی جب ایک ہوگا۔ دوسرا اس کے پیچھے جلدی ہوگا کچھ دیر نہ ہوگی۔﴾

پس آپ کا دابۃ تو نکلا مگر طلوع شمس مغرب سے نہ ہوا۔ شاید آپ کے شہر میں ہوا ہوگا۔ اگر آپ یہ دعویٰ کرو کہ طلوع شمس من المغرب ہو چکا ہے۔ پھر پس چونکہ بعد طلوع بموجب غلق باب التوبہ دروازہ توبہ کا بند ہو گیا۔ تو پھر آپ کا ایمان لانا مرزا کے ساتھ بے سود ہوگا۔ العیاذ باللہ

من ہذہ المفوات والواہیات۔

سوال...... ''مہدی اور مسیح آخرالزمان آیا تو وہ بادشاہی لائے گا اور کفار کو بزور تلوار تہ تیغ کر کے مسلمان کرے گا اور مہدی اور ہے اور عیسیٰ اور۔''

پہلے دو فقرہ کی نسبت آگے لکھا گیا ہے۔ اخیری فقرہ کے جواب میں آپ نے لکھا ہے۔

''حدیث لا مھدی الا عیسی ۔سب قضیہ جات کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ جب حدیثوں کی تطبیق نہ ہو یہ جاہلی ہے۔''

آفریں آپ کی عقل اور آپ کے انصاف پر۔ کئی احادیث صحیحہ کو چھوڑ کر ایک حدیث ضعیف پر جو قابل تاویل بھی ہو عمل کرنا اسی کا نام تطبیق ہے۔ زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ سب قرآن واحادیث مشہورہ کی تاویل کر لیتے ہو۔ اس حدیث میں تاویل کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ سچ ہے کہ صاحب الغرض مجنون۔

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تو آگے حدیثیں لکھ چکے ہیں۔ اب امام مہدی کے بارے میں بھی چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

''عن عبدالله بن مسعودؓ قال قال رسول اللهﷺ لا تذھب الدنیا حتی یملك العرب رجلا من اھل بیتی یواطی اسمه اسمی (رواہ الترمذی ج۲ ص٤٧)''

''وفی روایة له لولم یبق من الدنیا الا یوم لطول الله ذالك الیوم حتی یبعث فیه رجل من اھل بیتی یو اطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی یملاہ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱)''

''وعن ام سلمة قالت سمعت رسول اللهﷺ یقول المھدی من عترتی من ولد فاطمة (رواہ ابو داؤد ج۲ ص۱۳۱)''

''وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللهﷺ المھدی منی اجلی الجبھة اقنی الانف یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجورا یملك سبع سنین (رواہ ابو داؤد ج۲ ص۱۳۱)''

پس ان احادیث سے صاف معلوم ہوا ہے کہ امام مہدی سید ہوگا اور اس کا نام محمد ہوگا

اوراس کے والد کا نام عبداللہ۔ پس اس سے بخوبی واضح ہوا کہ امام مہدی نہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم ہیں۔ نہ غلام احمد قادیانی بلکہ ایک شخص علیحدہ ہے باقی رہی حدیث لا مہدی الا عیسیٰ علیہ السلام جس پر آپ کا بڑا زور ہے۔

اول تو یہ حدیث ضعیف ہے۔ نقادان حدیث مثل محمد ابن جزری وغیرہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ پس آیات واحادیث صحیحہ کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو؟ شیخ محمد اکرم صابری نے اس حدیث کو اپنی کتاب اقتباس الانوار میں کلام محذوف پر عمل فرمایا ہے۔ یعنی لا مہدی بعد المہدی المشہور الذی ہو من اولاد محمد وعلی علیہم السلام الا عیسیٰ ۔ بلکہ مرزا قادیانی کے ایک شعر سے بھی ان کا دو ہونا ثابت ہے۔ وہ یہ ہے۔

مہدیٔ وقت وعیسیٰ دوراں
ہر دورا شہسوار می بینم

شاید آپ پھر اس عقیدہ سے پھر گئے ہوں۔ جیسا کہ پہلے عیسائیوں کو دجال اور ریل دابۃ الارض بنا کر آخر عیسائیوں کو یاجوج ماجوج طاعون کو دابۃ الارض قرار دیا ہے۔ افسوس ایسے نامعقول اعتقاد پر اور جو لکھا ہے۔ ”جب حدیثوں کی تطبیق نہ ہو۔ یہ جاہلی ہے۔“

صاحب آپ تطبیق کے معنی جانتے ہو۔ لفظ کی کتابت تو اصل رسالہ میں تطبیق بہ حرف تا لکھتے ہو۔ معنی بھی ویسے ہی جانتے ہوں گے۔ سنئے اصولیین کا قاعدہ ہے کہ جب دو حدیثیں آپس میں متعارض ہوں تو پہلے ان کی تاریخ معلوم کی جاتی ہے۔ اگر یقیناً معلوم ہو جائے کہ یہ اول فرمائی ہے تو اول کو منسوخ، ثانی کو ناسخ مقرر کیا جاتا ہے اور عمل آخر پر ہوتا ہے۔ مگر اس جگہ یہ بات محقق نہیں۔

اگر تاریخ معلوم نہ ہو تو ان کی قوت وضعف کی طرف خیال کیا جاتا ہے۔ قوی پر عمل ہوتا ہے اور ضعیف کو چھوڑا جاتا ہے۔ جیسا کہ ما نحن فیہ۔ اگر قوت ضعف میں دونوں برابر ہوں تو پھر بموجب کلیہ اذا تعارضا تساقطا دونوں کو چھوڑ کر قول صحابہ واجماع کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

پس یہ کلیہ ہمارا مددگار آپ کو جھٹلا رہا ہے۔ بالفرض لا مہدی الا عیسیٰ کو اگر صحیح بھی مانا جائے تو پھر بھی مرزا قادیانی کو مفید نہیں۔ کیونکہ جب ارادہ مثیل کا ابن مریم سے بشہادت

آیات قرانیہ ممتنع ہوا تو پھر وہی عیسیٰ بن مریم جو نبی وقت تھا مہدی بنا، مرزا قادیانی کو کیا فائدہ!! احادیث نزول عیسیٰ اور ظہور دجال متواترۃ المعنی ہیں۔ مسلمانوں کو ایمان ان کے ساتھ ضروری ہے۔ ہرگز ہرگز کسی کے دھوکے میں نہ آنا چاہئے۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔

اور دیکھئے مرزا قادیانی کا دھوکہ چونکہ شیخ محمد اکرم صابری صاحب اقتباس الانوار کو مرزا قادیانی اپنی تالیف (ایام الصلح ص ۱۴۸، خزائن ج۱۴ ص ۳۸۳) پر اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے بایں صفت موصوف کرتے ہیں۔ ''شیخ محمد اکرم صابری کہ از اکابر صوفیاء متاخرین بودہ اند'' صرف اسی قدر نقل کرتے ہیں کہ: ''وبعضی بر آنند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند ونزول عبارت از ہمیں بروز است مطابق ایں حدیث ''لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم'' بعد اس کے شیخ محمد اکرم صابریؒ کا قول ہذا ''وایں مقدمہ بغایت ضعیف است'' حذف کر دیتے ہیں۔ تاکہ ہمارے دعویٰ کی تردید محمد اکرم صاحب کے ہی قول سے نہ ہو جاوے۔

شیخ محمد اکرم صاحب کا قول ہم بعینہ نقل کرتے ہیں۔ شیخ محمد اکرم صابریؒ اقتباس الانوار کے صفحہ ۵۲ پر بروزی نزول کی تضعیف فرماتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ''وبعضی بر آنند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند ونزول عبارت ازیں بروز است مطابق ایں حدیث ''لا مھدی الا عیسی ابن مریم'' وایں مقدمہ بغایت ضعیف است۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں۔

''یک فرقہ برآں رفتہ اند کہ مہدی آخر الزماں عیسیٰ بن مریم است وایں روایت بغایت ضعیف است زیرا کہ اکثر احادیث صحیح ومتواتر از حضرت رسالت پناہ ﷺ ورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود وعیسیٰ بن مریم باو اقتدار کردہ نماز خواہد گزارد وجمیع عارفان صاحب تمکین برایں متفق اند۔ چنانچہ شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ در فتوحات مکی مفصل نوشتہ است کہ مہدی آخر الزماں از آل رسول ﷺ من اولاد فاطمہ زہرہؓ ظاہر شود۔''

یہی تو سراسر دھوکہ ہے۔ اپنے مطلب کی عبارت اس میں سے لے لی اور اپنے دعویٰ کی تردید کی عبارت چھوڑ دی۔ وہ سوال جو اپنی تفسیر میں لکھا ہے اور جواب کے منتظر ہو۔

سوال یہ ہے کہ ''سورت ام الکتاب کہ وہ کل مجموعہ ہی قرآن کریم کے کل مقاصد کا اور عظمت الٰہی وامر ونواہی اور بندہ کے لئے دعاؤں کا اور حاجات کا مکمل فوٹو ہے اور نمازوں میں کم از

کم چالیس مرتبہ بقدر تعداد رکعات دن میں دعا مانگتے ہو۔ اس میں جو ’’اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور انعمت علیھم سے مراد کل تفاسیر سے مراد نبی اور رسول مراد لیتے آئے ہیں اور تم بھی لیتے ہو اور رسول کریم ﷺ بھی مراد لی ہے اور عقل بھی یہی ادراک کرتا ہے۔

کیا اس میں جو انعام وحی اور الہام کا مستقیم راستہ والوں پر اور انعمت علیھم گروہ کے لوگوں پر نازل ہوا اور یہی سرچشم ہدایت اور انعمت مقصود اصل اس گروہ کا ہے۔ کیا تم اس امر کو اپنی حاجات اور مقصود سے خارج کر کے دعا مانگتے ہو۔ فھو منتظر مکیں۔‘‘

سوال کی عبارت کیسی بھی اور بے ڈھنگی ہے کہ بچے بھی دیکھ کر ہنستے ہیں۔ یہ سوال مرزا قادیانی کی جانب سے اور اس کا جواب پیر صاحب (پیر مہر علی شاہ) کی جانب سے سیف چشتیائی میں موجود ہے۔ وہ بعینہ نقل ہوتا ہے۔

سوال..... اگر بروزی معنوں کے روح سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہوسکتا تو پھر اس کے کیا معنی کہ ’’اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم‘‘

اقول..... اس کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ! بتا ہم کو ان لوگوں کا سیدھا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ یعنی ہم بھی ان کی مانند کتاب آسمانی کی ہدایت کے مطابق تیری عبادت والے سیدھے راستے پر چلنے سے تیری حب وانس ورضاولقاء کو پالے دیں۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ ہم بھی انبیاء ورسل گزشتہ کا مقام نبوت ورسالت حاصل کر لیویں یا بہ سبب کمال اتباع کے ان کے لقب مخصوص کے مستحق بن جائیں۔ کیونکہ نبوت ورسالت مع لوازم اپنے کے القاب ہوں یا احکام خاصہ ’’ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (مائدہ:۵۴)‘‘ سے تعلق رکھتے ہیں۔

یعنی موہوبی ہیں نہ کسی اور بسبب اتباع کے اگر القاب خاصہ اور احکام خاصہ مل سکتے تو خلفاء اربعہ اور حسنین اور اولیاء سلف رضوان اللہ علیہم بڑا استحقاق رکھتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ باوجود شان انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کے فرماتے ہیں۔ ’’الا وانی لست بنبی ولا یوحیٰ الیّ‘‘ حضرت علیؓ اور ایسا ہی حضرت عمرؓ کے مکاشفات واخبارات حقہ جن پر تاریخ اور کتب سیر شاہد ہیں۔ وحی نہیں کہا گیا اور نہ ان کے سبب سے ان کو نبی کہلوانے پر جرأت ہوئی۔

بلکہ جب دیکھا کہ ہمارے مکاشفات واخبارات اور بیان حقائق ومعارف قرآنیہ کے باعث سے لوگ ہم کو نبی اور موحیٰ الیہ سمجھیں گے۔ تو جھٹ ان کے غیر واقعی خیال کا ازالہ فرمایا اور ساتھ ہی کلمہ الا کے ساتھ کہا کہ ’’الا وانی لست بنبی ولا یوحیٰ الیّ‘‘۔ خیال فرمائیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ وحضرت عمرؓ وحضرت ابوبکر صدیقؓ وحضرت عثمانؓ باوجود مکاشفات والہامات واخبارات حقہ نبوت کے مدعی نہ ہوئے تو پھر مرزا قادیانی باوجود الہامات باطلہ جن کے بطلان کی خود ان کی پیشین گوئی کاذبہ صدہا شاہد ہیں۔ کیسے مدعی نبوت بن سکتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک دو پیشین گوئی بطور استشہاد لکھی جاتی ہیں۔

پیشین گوئی متعلقہ ڈپٹی آتھم

یہ پیشین گوئی مرزا قادیانی نے ۵؍جون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں کے مباحثہ پر اپنے حریف مقابل مسٹر آتھم کی نسبت کی تھی، جس کے اصل الفاظ یہ ہیں: ’’آج رات کو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے کو خدا مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشین گوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سوجاکھے کئے جاویں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۸۸، خزائن ج۶ ص۲۹۱،۲۹۲) پھر فرماتے ہیں۔

’’میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔

مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔" (جنگ مقدس ص ۱۸۹، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲، ۲۹۳، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۴۳۳ تا ۴۳۵)

اس پیشین گوئی کا مضمون بالکل صاف ہے۔ یعنی ڈپٹی آتھم جس نے مسیح کو خدا بنایا ہوا ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی طرح موحد و مسلم نہ ہوا تو عرصہ پندرہ ماہ میں مر جائے گا اور ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ اگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ اسلام اگرچہ اپنی حقیقت میں ایسے مکاشفات کا محتاج نہیں۔ تاہم مرزا قادیانی نے مخالفین سے اسلام پر دھبہ لگوایا ہے۔ اس پیشین گوئی کے متعلق مرزا قادیانی نے جو حیرت انگیز چالاکیاں کی ہیں۔ ان کی تردید اس پیشین گوئی کے الفاظ ہی سے ظاہر ہے۔

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ نے اپنے رسالہ ''الہامات مرزا'' میں وہ تردید لکھی ہے کہ جس سے بڑھ کر متصور نہیں اور یہ پیشین گوئی مع نظائر اسی رسالہ سے نقل کی گئی ہے۔

اس چٹھی کا جو خان صاحب محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ نے آتھم والی پیشین گوئی کے خاتمہ پر بھیجی تھی۔ اس جگہ پر نقل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ مسلمانوں پر صداقت پیشین گوئیوں مرزا قادیانی کی بخوبی ظاہر ہو جاوے اور مرزا قادیانی کے بیت اللہ میں حلف اٹھانے کا دھوکہ نہ کھائیں۔

چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مولانا مکرم: سلمکم اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم! آج ۷ رستمبر ہے اور پیشین گوئی کی میعاد مقررہ ۵ رستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔ گو پیشین گوئی کے الفاظ کچھ ہی ہوں۔ لیکن آپ نے جو الہام کی تشریح کی تھی۔ وہ یہ ہے۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ ۱۵ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دی جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جاویں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اب کیا

آپ کی پیشین گوئی آپ کی تشریح کے موافق پوری ہوگئی۔نہیں۔ ہرگز نہیں۔عبداللہ آتھم اب تک صحیح وسالم موجود ہے اور اس کو بسزائے موت ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔ اگر یہ سمجھو کہ پیشین گوئی الہام کے الفاظ کے بموجب پوری ہوگئی۔جیسا کہ مرزا خدا بخش قادیانی نے لکھا ہے اور ظاہری معنی جو سمجھے گئے تھے۔وہ ٹھیک نہ تھے۔

اوّل تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کا اثر عبداللہ آتھم صاحب پر پڑا ہو۔ دوسری پیشین گوئی کے الفاظ یہ ہیں۔اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک ماہ لیکر یعنی ۱۵ر ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔

اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے۔اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشین گوئی ظہور میں آوے گی۔بعض اندھے سوجاکھے کیئے جاویں گے۔بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔بعض بہرے سننے لگیں گے۔

پس اس پیشین گوئی میں ہاویہ کے معنی اگر آپ کی تشریح کے بموجب نہ لئے جاویں اور صرف ذلت اور رسوائی لی جائے تو بے شک ہماری جماعت ذلت اور رسوائی کے ہاویہ میں گر گئی۔ عیسائی مذہب اسی حالت میں سچا سمجھا جاوے۔اگر یہ پیشین گوئی سچی سمجھی جائے۔ جو خوشی اس وقت عیسائیوں کو ہے وہ مسلمانوں کو کہاں؟ (مسلمانوں کو تو نہیں مرزائیوں کو۔مؤلف) شرمندگی اور بڑی شرمندگی ہوئی۔

پس اگر پیشین گوئی کو سچا سمجھا جاوے تو عیسائیت ٹھیک ہے۔ کیونکہ جھوٹے فریق کو رسوائی اور سچے کو عزت ہوگئی۔اب رسوائی مسلمانوں کو ہوئی۔ میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔دوسرے اگر کوئی تاویل ہوسکتی ہے تو یہ بڑی مشکل کی بات ہے کہ ہر پیشین گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔

لڑکے کی پیشین گوئی میں تفاول کے طور سے ایک لڑکے کا نام بشیر رکھا۔وہ مرگیا تو اس وقت بھی غلطی ہوئی۔اب اس معرکہ کی پیشین گوئی کے اصلی مفہوم کے نہ سمجھنے نے تو غضب ڈھا دیا۔اگر یہ کہا جاوے کہ احد میں فتح کی بشارت دی گئی تھی۔آخر شکست ہوئی تو اس میں ایسے زور

سے اور قسموں سے معرکہ کی پیشین گوئی نہ تھی اور اس میں لوگوں سے غلطی ہوگئی تھی اور آخر جب مجتمع ہوگئے تو فتح ہوئی۔

کیا کوئی ایسی نظیر ہے کہ اہل حق کو بالمقابل کفار کے ایسے صریح وعدے ہوکر اور معیار حق و باطل ٹھہرا کر ایسی شکست ہوئی ہو مجھ کو تو اب اسلام پر شبہ پڑنے شروع ہوگئے۔ لیکن الحمدللہ! کہ اب تک جہاں تک غور کرتا ہوں۔ اسلام بالمقابل دوسرے ادیان کے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ کے دعاوی کے متعلق تو بہت ہی شبہ ہوگیا۔

پس میں نہایت بھرے دل سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اگر فی الواقعہ سچے ہیں۔ تو خدا کرے میں آپ سے علیحدہ نہ ہوں اور اس زخم کے لئے کوئی مرہم عنایت فرمائیں جس سے تشفی کلی ہو باقی جیسے کہ لوگوں نے پہلے ہی مشہور کیا تھا کہ اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو آپ یہی کہہ دیں گے کہ ہاویہ سے مراد موت نہ تھی۔

الہام کے مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی برائے مہربانی بدلائل تحریر فرمائیں۔ ورنہ آپ نے مجھ کو ہلاک کر دیا۔ ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے۔ (لوگوں کی پرواہ نہ کرو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ مؤلف) میں برائے استفادہ نہایت دلی رنج سے یہ تحریر کررہا ہوں۔ (راقم محمد علی خان)

پس اسلام کا خدا خود حافظ ہے اور خود ہی اس کی حقیقت مخالفین کو ہر زمانے میں لاجواب کر رہی ہے اور کرے گی۔ مرزا قادیانی نے، جو بصورت دوست مگر بمعنی اسلام کے دشمن تھے۔ جہالت کی وجہ سے اسلام کی بیخ کنی کر دی تھی۔ مگر الحمدللہ کہ علمائے اسلام نے اس کا تدارک کرلیا۔ سعدیؒ نے سچ کہا ہے:

ترا اژدھا گر بود یار غار
ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار

اور مخالفین سے آنحضرت ﷺ کے شان میں وہ کفریات بکوائے کہ خدا نہ سنائے۔ بلکہ جریدہ عالم پر ان کی بوجہ تحریری ہونے ان کے ثبت کرا دیا۔ الحمدللہ والمنۃ کہ اللہ جل شانہ بحسب وعدہ ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ○ (حجر:۹)'' کے ہمیشہ اس کو پیش گوئیوں میں ناکامیابی دیتا رہا۔ تاکہ عوام کالانعام اس کو بوجہ صداقت پیشین گوئی کے کتاب وسنت کے بیان میں سچا نہ سمجھ لیں۔

بلکہ یہ جان لیں کہ یہ شخص قرآن وسنت کا محرف ہے۔ مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد مرزا سلطان احمد کے آسمانی منکوحہ کے پیشن گوئی کی نسبت ناکامیاب ہونا خود مشہور ہے۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ سب خلقت مجھے قبول کرے گی۔ یہ مراد بھی پوری نہ ہوئی۔ اگر عیسیٰ موعود ہوتا تو یہ الہامات کیونکر جھوٹے پڑتے؟ اہل انصاف کو تو یہی دلائل اس کے مسیح کاذب ہونے پر کافی ہیں۔ آگے سردار خان تیرا ایمان مان نہ مان۔

پھر جو آپ نے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے: ”اب صوفیان زمانہ کا یہ حال ہوا کہ خود بھی اور مریدوں کو نادعلی اور چہل کاف، گنج العرش، دلائل الخیرات، تسبیح وتحلیل درود بلا معنی پڑھا کرو اور نمازوں کو جلد چٹ کر دیا کرو۔ وظیفہ کا وقت نہ گزرے۔ اگر کوئی غیر قوم دلائل مانگے تو خاموش رہو۔“

سبحان اللہ اب وہ زمانہ بھی آگیا کہ لوگ تسبیح وتہلیل و درود شریف پڑھنے سے مانع ہورہے ہیں اور ان کے پڑھنے والوں کو برا مانتے ہیں۔ سچ ہے کہ: ”خیالات نادان خلوة نشین میهم میکند عاقبت کفر دین“

شاید یہ لوگ فضائل درود شریف وتسبیح وتہلیل سے بے علم ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ”ان اللہ وملائکته یصلون علی النبی یاایها الذین آمنو صلو علیه وسلمو تسلیماo“ ﴿تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ حضرت ﷺ پر اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو۔ حضرت پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔﴾

”وقال النبی ﷺ من صلی علیّ مرة صلی الله علیه عشر مرة (الترغیب والترهیب ج۲ ص۴۹۵، حدیث نمبر۲٤۷۳)“ ﴿فرمایا رسول ﷺ نے جو شخص درود بھیجے مجھ پر ایک بار۔ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار۔﴾

احادیث میں فضائل درود کے بے شمار ہیں۔ پس درود ایک ایسا عمل ہے۔ جو سب اعمال سے افضل ہے اور ذات حق خود بخود اس عمل کو کر رہی ہے اور اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں اور مومنوں کو بصیغہ امر حکم فرمایا ہے جو وجوب کے لئے ہوتا ہے اور دلائل الخیرات شاید آپ نے کبھی نہ دیکھی ہوگی وہ اول سے آخر تک قسم قسم کے درود شریف ہیں اور دعا گنج العرش سب کی سب تہلیل ہے۔

کوئی وظیفہ ایسا نہیں جو تہلیل و تسبیح درود شریف سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی تعریف میں فرماتا ہے۔ وسبحوا بحمد ربھم یعنی وہ لوگ تسبیح پڑھتے ہیں۔ ساتھ حمد رب اپنے کے اور تسبیح کا امر فرمایا ہے۔

فسبح بحمد ربك تہلیل کے معنی شاید آپ نہ جانتے ہوں گے۔ جو افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ ”قال النبی ﷺ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة (الترغیب والترھیب ج۲ ص۴۰۳، حدیث نمبر۲۲۸۲) وقال النبی ﷺ کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم (الترغیب والترھیب ج۲ ص۴۰۱، حدیث نمبر۲۲۷۹)“

پس وظیفہ درود تسبیح و تحلیل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ ان کی اہانت کرنے والا کافر ہے۔ پٹ او نئے دا قدر کی جانے پٹ او نا جت کا تا۔ قدر گل بلبل بداند قدر زر زرازگری۔ قدر سرگیں جعل داند قدر روبہ دبگری۔

پھر جو لکھا ہے۔ ”اگر کوئی غیر قوم دلائل مانگے تو چپ رہو۔“ افسوس آپ کے انصاف پر اگر صوفی نہ ہوتے تو آپ کے غیر قوم کے دلائل کون رد کرتا اور مرزا قادیانی کو کون ہار دیتا۔ کیا صوفی پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کا مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تردید کے لئے تشریف لانا اور مرزا کا سات دن گھر سے نہ نکلنا۔

آپ بھول گئے ہو یا صمٌ بکمٌ عمیٌ ہو رہے ہو۔ پھر اس صوفی نے اس قوم کے دعاوی کی بیخ کنی کے لئے کتاب چشتیائی ایسی بنائی کہ سب کے ناک کان کاٹ ڈالے اور ستیاناس کر دیا کہ آج تک اس کے جواب کے بارے میں بہت ہاتھ پاؤں مارے اور سرگردانی کی مگر خاک ہاتھ آئی۔ آخر ایسی حسرت میں مرزا قادیانی خاک میں مل گئے۔ کیا یہی چپ رہنے کے معنی ہیں؟ منصف آپ جیسے ہی چاہئیں۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں زند

پھر آپ نے صفحہ۳۴ پر لکھا ہے کہ: ”جب تم ہم کو اپنے دل میں حقیر ذلیل شمار کرتے ہو تو ہمارا وہم والہامات قرآن مجید کی طرف دوڑتا ہے۔ تو اس بحر عظیم میں ہم کو غوطہ لگانا پڑتا ہے۔ آخر

وہاں سے لعل موتی ہاتھ آئے..................الخ"

چونکہ آپ نے قرآن دانی اور اس سے لعل موتی نکالنے کا دعویٰ کیا ہے اور صوفیوں کے بارے میں صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے۔ کہ "قرآن کو پڑھنے کے وقت جنتر منتر تنتر کر کے ترت ٹھپ دیا کرتے ہیں۔" اب وہی صوفی کئی سوال متعلقہ معانی قرآن پیش کرتے ہیں۔ ایک نہیں بلکہ سب جماعت مرزائیہ جمع ہو کر ان کا جواب دو اور الہام سے لعل موتی نکال کر پیش کرو:

پہلا سوال......قال اللہ تعالیٰ والقمر قدرناہ منازل اس کے متعلق منازل اور علیٰ ہذا القیاس آیت کریمہ۔ هو الله الخالق البارى المصور له الاسماء الحسنیٰ مع بیان ہر ایک منزل کے ساتھ ہر ایک اس کے اسماء الٰہیہ میں سے تعیین ہر اسم و ہر ایک سورۃ متناسبہ بمنازل بمعہ حروف اوائل جن کی سورتیں بلحاظ تکرار ۲۷ بحسب تعداد الایمان بضع وسبعون شعبة ہیں۔

اور انتقالات قمر بالمنزلۃ بحسب تثلیث و تربیع و تسدیس مع احکامہا لکھیں اور نیز ۲۸ منازل کی وجہ تخصیص عند المحققین کیا ہے اور عند الجمہور کیا؟ اور نیز ہر برج کے لئے ۲ منازل اور ثلث منزل ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اگر ہر برج کے لئے منازل میں سے عدد صحیح ہوتا یا مکسور تو عالم تکوین میں بقانون ذلك تقدير العزيز العليم کیا قباحت اور نقصان تھا؟

پھر منازل صحیحہ اور ملفقہ من الکسور مختلفۃ المزاج بالتفصیل بیان فرمائیں۔ مثلاً ثریا کے لئے مزاج خاص ہے اور (برج) حمل نے اس سے ثلث لیا ہے۔ جب ثور کے لئے دو منزلیں اور ثلث چاہئے تھا تو ایک منزلۃ دبران صحیحہ اور دو ثلث ثریا کے جن کے ساتھ ہقعہ کا ثلث اضافہ کرنے سے دو منزلیں تمام ہوئیں۔ پھر ہقعہ سے باقیماندہ ثلث لیا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس۔

جب تک یہ مذکور مع منزل احدی المزاج اور مختلفۃ المزاج مع احکامہا المختصیہ کے نہ جانیں۔ جس کے بغیر بروج کا مثلثۃ الوجوہ ہونا نہیں معلوم ہو سکتا۔ تو آپ والسماء ذات البروج اور والقمر قدرناه منازل اور ذالك تقدير العزيز العليم کو کیا سمجھیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

وان يوماً عند ربك كالف سنة مما تعدون کو کواکب مذکورہ یعنی سبع سیارہ میں سے چھوٹے روز والاقمر ہی و مقداره يسير الثوابت ستة وثلاثون الف سنة

معاتعدون۔یوم ذی المعارج باصطلاح قرآن کریم مقدار اس کا پچاس ہزار سال اور یوم اسم رب کا مقدار ایک ہزار سال۔

پس ضرب کیا جائے حاصل ضرب ایام کواکب ثابتہ کا پنج ایام دراری سبع کے پنج مجموعہ کے جو حاصل ہے۔ بروج اور حاصل ضرب ۳۶۰ فی نفسہ سے مثلاً عدد اس مجموع کا ۲۷۶۰۰ ہے۔جس میں عدد ایام کواکب مذکورہ کے ضرب کرنے سے معنی تقدیر الکواکب معلوم ہوسکتا ہے۔بغیر اس کے آپ معنی ذالك تقدير العزيز العليم ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ صرف ترجمہ دانی اور چیز ہے۔

دوسرا سوال..... قولہ تعالیٰ ''فاردت ان اعيبها اور فاردنا ان يبدلهما ربهما'' افراد اور جمعیت ضمیر کی وجہ تخصص کیا ہے؟ اور نیز قولہ تعالیٰ ''فاردنا ان يبدلهما ربهما سے فاراد ربك ان يبدلهما یا فاراد ربهما ان يبدلهما'' بادی نظر میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔اس قول باری تعالیٰ کو فاراد ربك ان يبلغا اشدهما وایضا قوله تعالىٰ انما امره اذا اراد شيئاً ان يقول له كن فيكون میں بدر کی تعقیب وجہ بیان کریں۔ مع ان المحقق انيه لا افتتاح القول كما لا افتتاح لمعلوم لعلمه تعالىٰ فى حدث الا ظهور المكون لعالم الشهادة بعد ان كان غيبا فى علمه تعالىٰ ۔جواب دہی میں آپ کی قرآن دانی ظاہر ہو جائے گی۔

تیسرا سوال..... ''قال تعالىٰ وكل شى ء احصيناه في امام مبين۔ قال الشيخ بن عربى الطائى قدس سره فانه الحق المبين والصادق الذى لا يمين وبمثل هذا الخاطر يحكم الزاجر ولهذا يصيب ولا يخطى ويمضى ما يقول ولا يبطى اذا استبطاء لا زاجر عند السوال فما هو من اولئك الرجال حال السوال ما يحكم به المسئول ان وقع منه الثوانى الىٰ الزمن الثانى فسد حاله ولم يصدق مقاله خذلك امر التفق.......... لا يكون له مكث مخلوله انتقاله وورودہ زواله ومن ذلك نزول الملك على الملك ليس الملك الا من خدمه الملك الملك لا ينزل معلما وانما ينزل حلما فان الرحمن علم القرآن انظر الى هذه التكملة المحمدية تنبه لهذه المنزلة العلية فاسلك فيها سواء السبيل ولم

تجنم الى تاويل فعرس فی احسن مقيل فی خفض عيش وظلّ ظليل الى ان قال هو ابن الا ما المبين لا بل ابوه كائن بائن راجل قاطن استوطن الخيال وافترش الكتاب واستوطاء اللسان بل هو قرآن مجيد فی لوح محفوظ فهد الامام المبين يموی امهات العلوم يبلغ عدد مائة الف نوع من العلوم تسعة وعشرين الف نوع وقسمائتة نوح قال لوط لو ان لی بكم قوة او أوی الی ركن شديد فكان عنده الركن الشديد ولم يكن يعرفه فان النبی قال يرحم الله اخی لوطا لقد كان يلوی الی ركن شديد ولم يعرفه وعرفته عائشة وحفصة فلو عرفت ايها المخاطب علم ما كانتا عليه المعرفة معنی هذه الآية"

آیت مذکورہ کے متعلق حضرت شیخ صاحب کی تفسیر کا مطلب ونیز دوسری آیت وحدیث کے تحت میں جو لکھا گیا ہے۔ اس کا ماحصل بیان فرمائیں؟ نیز آیت پہلی سے انیس موارد بمعہ نظائران کے جو بمقابلہ ہر ایک کے ایک صفت ممکنات کے ہے اور نظائر من القرآن اور نظائر فی التاثیر اور نظائر من النار اور ایک لاکھ انیس ہزار چھ سو علم کا صرف نام ہی بتائیں۔

مگر خیال رہے کہ آپ جیسوں کا تاویلی ڈھکوسلہ نہیں یہ علم الرحمٰن ہے۔ جو بغیر انبیاء واکمل اولیاء صلوات اللہ والسلام علیہم ومحققین ان کے دوسرے کا حصہ نہیں: ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء أخر دعونا ان الحمدلله رب العلمين اللّٰهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم والضالين۔ آمین!

آخر جو لکھا ہے۔ ''اے صاحبان اب نور دین کو بھی جانے دو۔'' نور دین تو مذبذبین بین ذٰلک کا مصداق ہے۔ اس کی سوانح عمری پر خیال کرنے سے خوب روشن ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمی کا اقتدار بے فائدہ ہے۔

دوسرے چونکہ آپ کا شمس من مغرب طلوع ہو کر غروب بھی ہو گیا ہے۔ تو پھر آپ کا نور دین پر ایمان لانا مردود اور دوسروں کو ترغیب دینا بے سود۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ بر رسولاں بلاغ باشد بس۔

خادم العلماء والفقراء فقیر محمد ضیاء الدین اوصلہ الی مراتب الیقین سیالوی

بتاریخ ۱۲؍ ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ اختتام یافت

اعتراف

ہماری طرف سے حقائق معارف پناہ فضائل وکمالات دستگاہ جناب حضرت پیر صاحب مہر علی شاہ مسند آرا گولڑہ کافی وشافی جواب ترقیم فرما چکے ہیں اوران کا بھی اب تک کوئی جواب نہیں۔ فقیر نے جو کچھ لکھا ہے۔ ازراہ ہمدردی لکھا ہے اور جہاں کہیں کوئی فقرہ پیر صاحب کی کتاب سے لکھا ہے وہاں نام درج کیا ہے۔

خلاصہ علامات ظہور مسیح موعود ومہدی معہود ثبتہ باحادیث صحیحہ متواترۃ بالمعنی

ضمیمہ

’’قال اللّٰہ تعالیٰ ما اتاکم الرسول فخذوہ وقال النبی ﷺ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذشذفی النار (مشکوٰۃ ص۳۰)‘‘

خصوصیات زمانہ مسیح

۱...... ان کے زمانہ میں جزیہ نہ لیا جائے گا۔ کیونکہ مال کی مسلمانوں کو کچھ ضرورت نہ ہوگی۔ مگر یہ چودھویں صدی کے مسیح خود ہی چندہ کے محتاج ہیں۔ کبھی بحیلہ منارہ سازی اور کبھی بہ بہانہ تصنیف اور کبھی بہ جہت مسافرنوازی۔

۲...... مسلمان اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا تو زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ملے گا۔ بہت متمول اور تونگر ہوں گے۔ آج دنیا کی تمام اقوام میں سے زیادہ مفلس اور غریب مسلمان ہیں۔ زکوٰۃ دہندگان نہایت ہی قلیل ہیں۔

۳...... باہم بغض اور عداوت جاتی رہے گی۔ سب میں اتحاد اور محبت کا رشتہ مستحکم ہوجائے گا۔

۴...... زہریلے جانوروں کی زہر جاتی رہے گی۔ وحوش میں سے درندگی نکل جائے گی۔ آدمی کے بچے سانپ اور بچھو سے کھیلیں گے۔ ان کو کچھ ضرر نہ ہوگا۔ بھیڑیا بکری کے ساتھ چرے گا۔

۵...... زمین صلح سے بھر جائے گی۔

۶...... زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھل پیدا کر اور اپنی برکت لٹادے اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھائے گا اور انار کے چھلکے کو بنگلہ سا بنا کر اس کے سایہ میں بیٹھیں گے۔ دودھ میں برکت ہوگی۔ یہاں تک کہ دودھار اونٹنی آدمیوں کے بڑے گروہ کو اور دودھار گائے ایک برادری کے لوگوں کو اور دودھار بکری ایک کنبہ کے شخصوں کو کفایت کرے گی۔

۷...... گھوڑے سستے بکیں گے۔ کیونکہ لڑائی نہ رہے گی۔ بیل گراں قیمت ہو جائیں گے کیونکہ تمام زمین کاشت کی جائے گی۔

۸...... خداوند تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام دینوں کو محو کر دے گا۔ صرف دین اسلام باقی رہے گا اور اسلام کی ایسی رونق ہوگی کہ تمام دنیا اور دنیا بھر کے مال متاع سے ایک سجدہ کرنا اچھا معلوم ہوگا۔

سیرت مسیح

۱...... عیسیٰ علیہ السلام جامع دمشق میں مسلمانوں کے ساتھ نماز عصر پڑھیں گے۔ پھر اہل دمشق کو ساتھ لے کر طلب دجال میں نہایت سکینہ سے چلیں گے۔ زمین ان کے لئے سمٹ جائے گی۔ ان کی نظر قلعوں کے اندر اور گاؤں کے اندر تک اثر کر جائے گی۔

۲...... جس کافر کو ان کی سانس کا اثر پہنچے گا وہ فوراً مر جائے گا۔

۳...... یہ بیت المقدس کو بند پائیں گے۔ دجال نے اس کا محاصرہ کر لیا ہوگا۔ اس وقت نماز صبح کا وقت ہوگا۔

۴...... ان کے وقت میں یاجوج ماجوج خروج کریں گے۔ تمام خشکی وتری پر پھیل جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے۔

۵...... وہ دین اسلام کے لئے لوگوں سے جنگ وقتل کریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔

۶...... دجال کو باب لُد پر قتل کریں گے۔ اس کا خون اپنے نیزہ پر لوگوں کو دکھلائیں گے۔

۷...... اگر وہ پتھریلی زمین کو کہہ دیں کہ تو شہد ہو کر روانہ ہو تو اسی وقت شہد بن جائے گی۔

۸...... زمین پر چالیس پینتالیس سال قیام فرمائیں گے۔

۹...... روضہ مقدس حضرت ﷺ میں مدفون ہوں گے۔

حلیہ عیسیٰ علیہ السلام

۱...... قد درمیانہ، رنگ سرخ وسفید، لباس زردی مائل، ان کے سر سے باوجود تر نہ کرنے کے پانی کے قطرے موتیوں کے دانہ کے مثل ٹپکتے ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے میں شب معراج میں ابراہیم وموسیٰ علیہم السلام سے ملا۔ قیامت کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ فیصلہ اس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد ہوا۔ انہوں نے کہا مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس کا تصفیہ رکھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ قیامت کے آنے کی خبر تو خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ ہاں خداوند تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا۔ میرے ہاتھ میں شمشیر برندہ ہوگی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو پگھلنے لگے گا۔ جیسے رانگ پگھل جاتا ہے۔ (یہ حدیث مسند احمد ج۱ ص۳۷۵ میں ہے)

اب مرزائی جماعت سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا شب معراج میں اس معاہدہ کے بیان کرنے والے مرزا قادیانی ہی تھے اور اگر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے نزول بروزی بصورت قادیانی سے خبر دی تو آنحضرت ﷺ نے اپنے نزول بروزی بصورت قادیانی سے خبر نہیں دی۔ چنانچہ آپ کا مزعوم ہی کیوں نہ خبر دے۔ ناظرین ذرا غور وانصاف فرمائیں کہ انصاف خیر الاوصاف ہے۔ لیکن

کسے بدیدۂ انکار گر نگاہ کند
نشان صورت یوسف وہد بنا خوبی
اگر بچشم ارادت نظر کند در دیو
فرشتہ اش نماید بچشم محبوبی

علامات ظہور مہدی

۱...... دار قطنی میں محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی معہود کے ظہور کے لئے دو ایسی علامتیں ہیں جو ابتداء پیدائش آسمان وزمین سے کبھی واقع نہیں ہوئیں۔ یہ وہ ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور نصف رمضان میں کسوف آفتاب ہوگا۔

”ان لمھدینا آیتان لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض تنکسف القمر لاوّل لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی نصف منه“ (دار قطنی ج۲ ص۶۵) اور جو ۱۳۱۱ھ میں رمضان شریف میں چاند گرہن وسورج گرہن ہوا تھا وہ ان تاریخوں کے موافق نہ ہوئے تھے۔ جیسا کہ ان سن کی جنتریوں میں موجود ہے۔ اس لئے وہ قادیانی کے مہدی ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

۲...... قریب ظہور امام مہدی کے دریائے فرات کھل جائے گا اور اس میں سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔

۳...... آسمان سے ندا ہوگی: ''الا ان الحق فی ال محمد'' اے لوگو حق آل محمد میں ہے۔

شناخت مہدی کی علامات

۱...... آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کرتہ اور تلوار اور علم ہوں گے۔ یہ نشان بعد آنحضرت ﷺ کے کبھی نہ نکلا ہوگا۔ اس پر لکھا ہوگا البیعة للہ بیعت اللہ کے واسطے ہے۔

۲...... امام مہدی کے سر پر ایک بادل سایہ کرے گا اور اس میں سے ایک پکارنے والا پکارے گا: ھذا المھدی خلیفة اللہ یعنی یہ مہدی خلیفہ خدا ہے۔ اس کی اتباع کرو۔

۳...... ایک سوکھی شاخ زمین میں لگائیں گے تو ہری ہو جائے گی اور اسی وقت برگ و بار لائے گی۔

۴...... کعبہ کے خزانہ کو نکال کر تقسیم کر دیں گے۔

۵...... دریا ان کے لئے یوں پھٹ جائے گا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے پھٹ گیا تھا۔

۶...... ان کے پاس تابوت سکینہ ہوگا۔ جسے دیکھ کر یہود ایمان لائیں گے۔

۷...... امام مہدی اہل بیت نبوی سے ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: المھدی من عترتی من ولد فاطمة اور اس کا نام محمد اور اس کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث ابوداؤد میں ہے۔ قادیانی نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے کہ مہدی موعود کے فاطمی ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ صاحب ضرورت تو اس لئے ہوئی کہ مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے۔ آپ فرمایئے مغل بچہ ہونے کی کیا ضرورت تھی؟

۸...... ان کا مولد مدینہ طیبہ ہے۔ (رواہ ابونعیم عن علی کرم اللہ وجہہ)

۹...... مہاجر یعنی ان کے ہجرت کی جگہ بیت المقدس ہوگی۔

۱۰...... حلیہ ان کا گندم گوں رنگ، کم گوشت، میانہ قد، کشادہ پیشانی، بلند بینی، کمان ابرو، دونوں ابروئیں فرق، سیاہ چشم سرگیں، دانت سفید روشن اور جدا جدا، داہنے رخسار پر خال سیاہ، چہرہ نورانی ایسا روشن جیسا کوکب دری، ریش پر انبوہ کشادہ، ران عربی وضع، اسرائیلی بدن، زبان میں لکنت جب بات کرنے میں دیر ہوگی تو ران چپ پر ہاتھ ماریں گے۔ کف دست میں نبی ﷺ کی نشانی ہوگی۔ یہ سب احادیث صحیحہ سے لئے گئے ہیں۔

ناظرین! کو معلوم ہو کہ یہ پیشین گوئی اور ایسی ہی مسیح موعود والی اور دجال شخصی کی ان

سب میں جو آنحضرت ﷺ نے مفصل طور پر حلیہ بیان فرمایا ہے، جس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو۔ گویا یہ پیشین گوئی در پیشین گوئی ہے۔ یعنی غلام احمد قادیانی یا امثال اس کے مسیح موعود یا مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کریں گے اور بالخصوص غلام احمد قادیانی دجال شخص کا منکر ہوگا۔ گویا آپ نے پہلے ہی مفصل حلیہ بیان فرمانے سے ان کی تکذیب پر علامات بیان فرما دیئے ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر ایسے ایسے خلل اندازوں کا آنحضرت ﷺ کو علم اور اندیشہ نہ ہوتا تو بیان میں اتنے اہتمام کی کیا ضرورت تھی؟

ضرورت کی وجہ تو یہی ہے کہ یہ مدعیان امت مرحومہ کو دھوکہ نہ دے سکیں۔ فسبحان الله من جعله ﷺ حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم۔ اپنی کمال خیر خواہی سے یہ بیان تفصیل فرمایا ہے۔ هذا هو الحق فما ذا بعد الحق الا الضلال والهادی هو الله المتعال۔ پس چونکہ علامات مذکورہ بالا جو احادیث صحیحہ متواترہ بالمعنی سے ثابت ہیں۔ اب تک ظہور میں نہیں آئیں۔ تو بنا بریں قادیانی کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا باطل صریح اور افتراء محض ہے۔ اہل اسلام کو آیت کریمہ ما آتاکم الرسول کو مدنظر رکھ کر اس کے دھوکہ سے بچنا ضروری ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ”ومن يشاقق الرسول من بعد من تبين له الهدىٰ ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولىٰ ونصله جهنم وسائت مصيرا“ ﴿جو شخص رسول کی مخالفت کرے۔ اس سے پیچھے کہ ظاہر ہوا۔ اس کے لئے راستہ سیدھا اور پیروی کرے مومنین کے مخالف راستہ کو اعتقاد اور عمل میں چھوڑیں گے۔ ہم اس کو اس امر میں جو وہ اس کو دوست رکھتا ہے۔ یعنی دائرہ کفر وارتداد میں داخل کریں گے اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بری جگہ رہنے کی ہے۔﴾

پس اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص دیدہ دانستہ احادیث صحیحہ نبویہ واجماع امت مرحومہ کے عمل واعتقاد میں مخالفت کرے تو اس کے لئے حکم ارتداد وکفر ہے۔ نعوذ بالله منها۔ اگر کسی شخص کو زیادہ تر تحقیق کی خواہش ہو تو کتاب سیف چشتیائی مصنفہ راس المحققین ورئیس المدققین پیر صاحب گولڑوی مطالعہ کریں تا کہ قادیانی کی دھوکہ بازی اور مکر سازی پر پوری پوری اطلاع پائیں۔ وما علينا الا البلاغ والله يهدی من يشاء الیٰ صراط مستقيم!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

اتمام البرہان علیٰ مخالفی
الحدیث والقرآن
لاثبات الحق الصریح فی
حیات المسیح

جناب شیخ احمد حسین میرٹھی اورسیئر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام!

الحمد للہ رب العلمین حسن العاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی سیدنا المرسلین وآله المکرمین واصحابه الراشدین اجمعین ۰ اما بعد!

طالب نجات ذرہ بے مقدار ہیچمدان شیخ حاجی احمد حسین عفا اللہ عنہ حنفی المذہب چشتی المشرب کے یکے از کمینہ خادم خادمان حاجی الحرمین الشریفین جناب حاجی امداد اللہ صاحب (مہاجر است) طاب اللہ ثراہ وجعل الجنة مثواہ سب اور سیر ابن شیخ حاجی مدار اللہ صاحب عرف بہ شیخ حاجی مدار بخش صاحب مرحوم غفر اللہ لہ ولوالدیہ اہل اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ احقر نے بعد حصول پنشن جب اپنے وطن میں مراجعت کی یہاں آ کر اکثر نو ایجاد من گھڑت طریقہ مرزا غلام احمد قادیانی کے چرچے اور تذکرے گوش زد ہوئے بلکہ بعقائد عیسائیاں آسمانی باپ کے لے پالک جو اپنے لئے بحوالہ الہام ربانی ''انت منی بمنزلة ولدی'' (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ص ۸۹) اپنی خودستائی کرتا ہے۔

بہت سے خام طبیعت غیر مستقل الایمان متزلزل الاعتقاد سادہ لوحوں کو راہ راست سے گمراہ کر دیا پس بعض جلیس تقدیس نہاد نے اس فقیر حقیر سے ان باطلہ عقائد کی تردید اور جواب نگاری بعض مسائل مسلمہ ومروجہ مرزا کی تحریک کی چونکہ احقر میں قدیم سے باطل پرست گروہوں کے دندان شکنی کا قدرتاً جوش ہے لہٰذا باوجود بے مائیگی علم وکم مہارتی متوکلاً علی اللہ اس رسالہ کی تکمیل پر کمر ہمت چست کی اب خدائے نیاز کی بارگاہ میں عاجزانہ دست بدعا ہوں کہ وہ ہمدردی اسلام کے صلہ میں اس عاجز کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے اور رسالہ کو شرف قبول سے مسلمانوں کے دلوں میں وقعت عطا فرمائے۔

عالی شان بلند سواد والا منظران دقیقہ شناس سے اول یہ التماس ہے کہ بقضائے بشریت اور لاعلمی خاکسار سے معناً یا لفظاً حقیقتاً یا مجازاً اگر کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہو تو براہ کرم بمصداق تخلقو باخلاق اللہ اور ستاری کو کام میں لائیں اور چشم پوشی فرما کر آماج گاہ سہام ملام نہ بنائیں بلکہ اصلاح فرمائیں۔

دوئم آنکہ ہمارے مخالفین کی تمام تحریریں اکثر نا ملایم الفاظ وغیر مہذبانہ خطاب سے

مملو ہیں تا آنکہ ہمارے بزرگوں اوران مسلم پیشواؤں اور بعض اولوالعزم انبیاء واکابر کی جنہیں ہم برگزیدہ اور مقدس بارگاہ احدیت سمجھتے ہیں۔ صریح توہین کی ہے۔ مگر حوالہ بخدا کر کے ہم نے حتی الوسع بیہودہ تحریر سے گریز کی ہے۔ بداں تا کریزند طفلان راہ۔ چوزنگی چرا گشتہ باید سیاہ۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بے تہذیبی سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ وسلمنا ذالک مگر کوئی لفظ نہ ملائم کسی موقع پر ناگوار خاطر قلم سے نکلا بھی ہوتو نصوص قرآنی کے ترجمہ سے اخذ کیا گیا ہوگا یا نادیلا معرض تحریر میں آیا ہوگا۔ نکہ نفسانیت اور ضد سے تاہم میں خواستگار معافی ہوں گو بمصداق کلوخ اندازر پاداش سنگ است چنداں غیر مستحسن نہیں فقط۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عنوان اوّل: سبحان اللہ! کیا زمانہ انقلاب ہے۔ سابق زمانوں میں بھی طرح طرح کے ذریات شیاطین نے وہ رنگ ظہور پکڑا کہ کسی نے دعویٰ خدائی کیا اور کسی نے دعویٰ نبوت۔ غرض کہ طرح طرح کے فساد ایجاد ہونے سے دین اسلام کا تو کچھ نہیں بگڑا۔ مگر بفضل الٰہی وہ سب خود فنا فی السقر ہو گئے۔ وہی بزرگان دین حق جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ غالب ہوئے۔

قولہ تعالیٰ: ”من یتول اللہ ورسولہ والذین آمنو فان حزب اللہ هم الغالبون (المائدہ:۵٦)“ ﴿اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو وہ جو کہ ایمان لائے ہیں پس گروہ اللہ کے وہی ہیں غالب۔﴾

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ موصوف اس آیت کے وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے مدعیان مذکورہ بالا کو مغلوب کر کے دین کا بول بالا حسب ایمائی خداوندی کر دیا۔ اب غور فرمانا چاہئے کہ کیسے کیسے عظیم الشان فتنے برپا ہوئے۔ مگر بعد ایزدی اہل حق نے سب کو دفع کیا اور دین اللہ کا مستحکم اور قائم ہو گیا اور وہی بزرگان دین متولی رب البیت ہوئے اور کیوں نہ ہوتے وہی تو محبوب ومتقی بندگان، اللہ پاک کے ہیں۔

بقولہ تعالیٰ: ”ومالهم الا یعذبهم اللہ وهم یصدون عن المسجد الحرام وما کانو اولیاہ ان اولیاء ہ الاالمتقون ولکن اکثرهم لا یعلمون (الانفال:۳۴)“ ﴿اور کیا ہے نہیں کہ نہ عذاب کرے نہیں اللہ اور وہ روکیں مسجد حرام سے اور نہیں وہ متولی مسجد کے نہیں متولی اس کے مگر متقی۔ لیکن اکثر کفار نہیں جانتے﴾

دیکھو یہ وعدہ اللہ کا کہ مکہ معظمہ ہمیشہ مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے گا۔ کیا پورا ہوا کہ آج تک اہل اسلام ہی اس پر قابض اور متولی ہیں۔ کوئی اور نہیں۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہ پیشین گوئی فرمائی ہے۔ وہ یہی لوگ قابضان اور متولیان اہل اسلام متقین ہیں۔ اے صاحبان اس فقرہ آخر کے اکثر کفار نہیں جانتے کیوں مصداق ہوتے ہو ذرا چشم حیا کو اٹھا کر دیکھو کہ آج تک وہی اسلام دین آربعہ آئمہ رب البیت پر قابض ہیں۔ اگر یہ صاف حسب فرمودہ خداوندی متقی نہ ہوتے تو اسلام میں جس قدر فریق جدید ہو گئے ہیں۔ کوئی تو قابض رب البیت ہوتا مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے ضرور ہے کہ تمام فرقہائے سے جدید باطل پر مبنی ہیں۔ پس وہی اسلام دین حق پر ہے۔

عنوان دوم

اسلام دین میں سوائے تحقیقات بزرگان دین واربعہ آئمہ کے کہ اسلامیان کی تحقیقات میں وائر ہے اور اس پر اتفاق اجماع بھی ہے۔ کسی اور کے اقوال پر چلنا اور یقین کرنا محض ضلالت وگمراہی ہے اور جب کہ ان اکابر کی ہی شرح وقول جن کا زمانہ قرب رسول اللہ ﷺ تھا قابل نہ رہیں تو اس زمانہ بعید از بعید میں کسی کا قول وفعل قابل قبول ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خلاف اجماع ہے۔

قولہ تعالیٰ: ''ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولیٰ ونصله جهنم وساءت مصیرا (النساء:۱۱۵)'' ﴿اور جو کوئی ممانعت کرے رسول سے جب کھل چکی اس پر راہ کی بات اور چلے سب مسلمانوں کی غیر راہ سے پس ہم اس کو حوالہ کریں وہی طرف جو اس نے پکڑی اور ڈالیں دوزخ میں اور بہت بری جگہ ہے۔﴾

اور نیز اسی طرح حدیث میں آیا ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ کا ہاتھ ہے۔ مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ پکڑی وہی جا پڑا دوزخ میں۔ پس جس بات پر امت کا اجماع ہو۔ وہی اللہ کی مرضی ہے اور جو منکر ہو وہی دوزخی ہے۔ موضح القرآن۔

پس اس حدیث وآیت سے صاف ثابت ہو گیا کہ جس نے برخلاف اجماع ان بزرگان بالا کے جدی راہ نکالی اور اس آیت کا منکر ہے اور منکر کلام الٰہی کا قطعی کافر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کو دوزخی فرمایا۔

عنوان سوم

وہ بات جو سب کے نزدیک مسلم ہے یہ ہے جو فرمودۂ رسول اللہ ﷺ متفق علیہ ہر جمعہ کے خطبہ میں ہر شخص سنتا ہے اور یہ گم گشتہ راہ کور باطن بھی ہمیشہ سنتے رہتے ہیں۔ مگر بقول:

تہید ستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ لب آرد سکندر را

وہ حدیث یہ ہے: ''خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم (بخاری ج ۱ ص ۵۱۵)'' ہر جمعہ میں پڑھا جاتا ہے۔ یعنی میرا زمانہ خیر کا ہے۔ بعد اس کے صحابہ اور بعد ازیں تابعین کا اور دوسری حدیث میں تبع تابعین بھی آیا ہے۔ بعد اس کے جھوٹ فریب کا زمانہ شامل ہو جاوے گا۔ لہٰذا اسی زمانہ محدود کی تحقیقات کا اعتبار ہے کہ قریب زمانہ رسول اللہ تھا۔ رہا یہ کہ بعض بعض مسائل فروعیہ میں جو اربع ائمہ کے باہم اختلاف ہے وہ اختلاف صحابہ ہے۔ وہ بھی بخیر ہے۔ یعنی اس میں بھی ایک ثواب ہے۔ ان کی نسبت بھی یوں فرمایا ہے۔ اختلاف امتی رحمتہ۔ مگر اختلاف امت سے مراد اصلی اسی زمانہ کے لوگ ہیں جو خیر القرون مذکور میں داخل ہیں وہی زمانہ اجتہاد واستحکام اسلام دین کا تھا بعد اس کے زمانہ کذب شامل ہو گیا اور فی زمانہ تو زیادہ تر بدتر ہے۔ جس کی بابت قرآن وحدیث سے سب کو خبر ہے بغرض اختصار ان کے درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ عاقل خود سمجھ جائیں گے۔ غرض یہ تمام معروضہ بالا اہل فہم کے نزدیک قابل تسلیم ہیں۔ البتہ نادان کور چشم جو اس کی درگاہ سے مرفوع القلم ہیں جو چاہیں کہیں۔

پس جس قدر طریقے وفرقے برخلاف اسلام ودین ایجاد ہو گئے ہیں۔ عاقلوں کے نزدیک باطل ہیں۔ ورنہ کوئی بتائے تو سہی کہ منجملہ فرقہائے موجودہ وغیرہ کے کوئی بھی متولی بیت اللہ ہوا جو راستی فرقہ پر بمصداق آیت بالا دلالت کرے۔ سو اب طریق اسلام دین کا حق سمجھنا حسب معروضہ بالا آسان ہو گیا۔ کیونکہ برخلاف اربعہ ائمہ واجماع مومنین خیر والقرون کے جو دین میں ایجاد ہے۔ خلاف ہے اور بعدہ محدثین ومفسرین ومجتہدین وفقہا وغیرہ ونیز اہل سیر وتواریخ۔ زمانہ سابق وغیرہ جس کا بیان کھینچ کھانچ کر بھی موافق قرآن وحدیث آ جائے تو فبہا قابل قبول۔ ورنہ مردود اور جبکہ سابق ایجاد طریق خلاف اسلام قابل قبول نہ ہوئے تو اس زمانہ بدتر میں جو کوئی شخص قرآن وحدیث میں رائے زنی کرے اور جدید طریق ایجاد کرے تو وہ البتہ وسوسہ شیطانی ہے اور نفی مذکورہ بالا کا منکر ہے۔ پس جو شخص اپنے آپ کو مثل عیسیٰ یا مثل نبی یا امام مہدی قرار دے تو اول

ان آیات متذکرہ بالا کا مصداق ہو کر دعویٰ کرے تو کچھ قابل خیال بھی ہو ورنہ مجسم شیطان لعین مثل مسلیمہ کذاب معہ اپنی ذریات کے ہے۔ خداوند کریم ایسے گمراہ لوگوں کی ہوا سے بچائے اور اپنی رحمت سے ان کو بھی راہ راست دکھائے۔ کیوں صاحبو! اب کچھ سمجھ میں آیا یا نہیں یا وہی مرغی کی ایک ٹانگ۔ بقول نادان:

کوئے جانان سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ جدا بنائیں گے

یارو! خدا سے ڈرو اور اس آیت کے مصداق نہ ہو۔

قولہ تعالیٰ: ”ان الذین فرقو اوینهم وكانو شيعاً لست منهم فی شی ء انما امرهم الى الله ثم ينبئهم بما كانو يفعلون (انعام:۱۵۹)“ ﴿جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے فرقے تجھ کو ان سے کچھ کام نہیں۔ ان کا کام اللہ کے حوالے ہے۔ یہ وہی جتاوے گا ان کو جیسا کرتے تھے۔﴾

چنانچہ حدیث میں بھی آیا ہے: ”عن عائشة ومن احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهورد“ (بخاری ج۱ص۳۷۱) میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص نئی بات نکالے ہمارے اس کام میں۔ یعنی ہمارے دین اور شریعت میں جو اس میں نہیں۔ سو وہ نئی بات یا اس کا نکالنے والا مردود ہے۔ یعنی دین میں وہ نئی چیز نکالے جس کی شرع میں کچھ اصل نہیں نہ کھلی نہ چھپی سو وہ نہایت گمراہی ہے اور اسی کا نام بدعت ہے۔

دین میں چار چیزیں اصل ہیں۔ ایک تو قرآن۔ دوسرے حدیث۔ تیسرے اجماع اور اتفاق امت۔ چوتھے قیاس شرعی جس کی بحث اصول فقہ میں ہے۔ پس جو بات ان چاروں اصول میں نہیں وہی بدعت ہے۔ جتنی بدعتیں لوگوں نے خلاف شرع نکالیں۔ اس حدیث سے سب رد ہو گئیں۔ تفصیل کی کچھ حاجت نہیں۔ پس توبہ کرنا اور راہ راست حقہ متین اختیار کرنا امر ضروری ہے۔ ورنہ ایسوں کا ٹھکانا وہی جہنم ہے۔ بھائیو میں بوجہ ہمدردی بقول شیخ سعدیؒ:

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند۔

عرض کرتا ہوں۔ قولہ تعالیٰ: ”ولكن رسول الله وخاتم النبيين (احزاب:۴۰)“ آیا ہے تو جب آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہوئے تو پھر آئندہ نبی یا مثل نبی کی

امید کیونکر۔ جبکہ اصل نبوت کا ہی خاتمہ ہو چکا تو مثل نبی کس غرض اور کس ڈربے سے برآمد ہوا ہے۔ کیا خاتم نبی سے کام انجام نہیں ہوا جو ایسا دعویٰ ہے کوئی ثبوت قرآنی ہے یا کوئی ان کی گھڑی ہوئی کہانی ہے۔ قرآن میں تو کہیں اس کا پتہ ونشان نہیں۔

عنوان چہارم

اور جن کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا کہ سلسلہ اسلام دینی ان سے مستحکم ہو جائے۔ ان کی خبر قرآن میں صاف دے دی۔

قولہ تعالیٰ: ’’**وعد الله الذين آمنو منكم وعملو الصلحت ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم و ليبدلنهم من بعد خوفهم امناً يعبدونني لا يشركون بى شيئاً ومن كفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون** (نور:۵۵)‘‘ یعنی وعدہ کیا اللہ نے بعضے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے اچھے عمل کئے اس بات کا کہ ان کو زمین کا خلیفہ اور بادشاہ بنا دے گا جیسا ان سے پہلوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کے لئے چھانٹ رکھا ہے اور پسند کر رکھا ہے۔

خوب جما وے گا اور ان کو بعد اس کے کہ اندیشہ وخوف رہا کرتا تھا۔ امن دے گا کہ وہ پھر میری عبادت ہی کیا کریں گے اور کسی کو ذرہ برابر عبادت میں میرا شریک نہ کریں گے اور جو لوگ بعد اس نعمت کے کفران نعمت کریں اور ناشکری کریں۔ وہی ہیں اصلی فاسق طاعت سے نکلے ہوئے۔ اس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ جو کلام اللہ کو سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں جو نہیں سمجھتے وہ ترجمہ سے مطابق کر کے سمجھیں آج کل سینکڑوں ترجمے کے کلام اللہ ملتے ہیں۔ کچھ کمی نہیں۔ اب سنئے۔ میں نے اس لئے بہت صاف کر کے لکھا ہے کہ آپ صاحب اس نیم ملاں خلل ایمان کے دھوکہ اور سمجھانے میں نہ آجائیں۔ خود بھی بغور سمجھنا چاہئے۔ یہ وعدہ ہر کسی سے نہیں۔ اسی زمانہ کے مومنین سے ہوا یعنی صحابہ سے۔ کیونکہ الذین کے بعد منکم بھی بڑھایا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ یہ انہیں سے وعدہ ہے کہ تمہارے زمانہ کے پچھلے مومنین کو اس لفظ کے ذکر کرنے سے اس وعدہ سے علیحدہ کر دیا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے جو دین چھانٹ رکھا تھا اور پسند کر رکھا تھا اس کو اس پر خوب جما دیا جو آج تک برابر چلا جاتا ہے۔ اب کوئی شخص نبی یا مثل نبی بن کر خلاف ان کے ایک جدی راہ نکالی تو تم ہی کہو کہ وہ مردود ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ اس آیت کا منکر ہے۔ گویا اس کے نزدیک ابھی

تک وہ دین ہی نہیں جمایا گیا۔ یہ کسی عاقل کی سمجھ میں آسکتا ہے۔ ہر گز نہیں۔ طفل مکتب بھی سمجھ جائے گا کہ یہ شخص برہم زن دین۔ مردود اور کذاب ناشکرا اور طاعت سے نکلا ہوا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے مومنین سے دین اسلام کی پختگی کا وعدہ کیا اور یہ کہیں نہیں فرمایا کہ نبی یا مثل نبی یا موعود مسیح اس برگزیدہ اور پسندیدہ دین کو جماوے گا۔ اے صاحبو ذرا بغور کلام الٰہی کو سوچو سمجھو اور اس آیت کے مصداق نہ ہو:

''ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون (یونس:۱۰۰)'' ﴿وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو نہیں سمجھتے۔﴾

اور سنئے کہ بعد نزول سورہ نصر جس کی شرح وترجمہ کی ضرورت نہیں طفل مکتب بھی جانتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی جس سے ہر نعمت اور ہر امر کا خاتمہ ہوگیا:

''الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشو هم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (مائدہ:۳)'' ﴿آج مایوس ہوگئے کافر تمہارے دین سے پس نہ ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے آج کامل کردیا میں نے واسطے تمہارے دین۔﴾

اب مقام غور ہے کہ اس کے مخاطب رسول ﷺ وتمام صحابہؓ ومومنین ہیں۔ مگر رسول ﷺ برائے چندے کیونکہ آپ کی اب ضرورت نہیں رہی وصال قریب کی خبر اس سے سابق دے دی گئی تو اصل مخاطب صحابہ ومومنین ہی ہیں اور کیا صاف فرمایا کہ اب وہ رسول ﷺ دنیا میں نہ رہیں گے۔ مگر وہ دین جو تم نے اختیار کیا ہے۔ اس سے سب کفار مایوس ہوگئے۔ اب تم ان سے مت ڈرو صرف مجھ سے ڈرنا کامل کردیا تمہارے لئے دین تمہارا اور اپنی نعمتیں پوری کردیں۔ یعنی قبل اس کے لیستخلفنهم میں جس کا ذکر ہو چکا ہے کہ ہم تم میں سے بعض کو زمین کا خلیفہ کریں گے اور اس پسندیدہ دین اسلام کو جس کی خبر حکم آخر میں ہے کہ جو تمہارے لئے چھانٹ رکھا ہے قائم کردیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور واقع بھی اس بات کی پوری شہادت دیتا ہے۔ تو کچھ ان کے زمانہ میں ایجاد بھی ہوا۔ وہ سب پسندیدہ حق اور حسب فرمودہ خداوند تعالیٰ ہے اور یہی لوگ اصلی اولی الامر ہیں۔ ان کی پیروی خدا اور رسول کی پیروی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قولہ تعالیٰ: ''والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین

﴿سابقین جواولین "اتبعو هم باحسان رضی اللہ عنہم ورضو عنہ (توبہ:۱۰۰)" ﴾یعنی
ومہاجرین وانصار سے ہیں اور جن لوگوں نے سابقین پیروی کی ومتابعت کی نیکی سے۔
ایمان اور طاعت سے خدا ان سے راضی ہوا اور وہ لوگ خدا سے راضی ہوئے پھر آگے ان کے لئے
"واعدلھم جنت تجری......الخ" فرمایا یعنی وعدہ جنت جس میں نہریں بہتی ہیں۔ ابدالآباد
کا فرمایا۔ اس وجہ سے رسول متبول علیہ نے خیر القرون قرنی فرمادیا کہ زمانہ قریب رسول اللہ علیہ
کے وہی لوگ ہیں۔ ان پر اتفاق ہے انہیں کے وقت اسلام دین بسیط وکامل ہوگیا۔ اسلام دین
اربعہ ائمہ پیروی صحابہؓ ہے اور پیروی صحابہؓ پیروی رسول علیہ اور پیروی اللہ تعالیٰ کی ہے۔

پس جو ان کے خلاف نیا طریق ہے۔ وہ مردود ہے کہ خلاف قرآن وحدیث ہے اور
جب کہ از روئے اسلام یہ بات صحیح ہے کہ واقعی مخالف کلام اللہ نہ کسی محدث کا قول معتبر ہے نہ کسی
مفسر کا بلکہ خود حدیث مخالف کلام اللہ ہو تو موضوع سمجھی جاوے گی۔ مگر تخالف وتوافق کا سمجھنا ایسے
لوگوں کا کام نہیں۔ اس کے لئے بقول مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم ومغفور تین علموں کی ضرورت
ہے۔ ایک تو علم یقینی معنی قرآن دوسرے علم یقینی معنی قول مخالف تیسرے علم یقینی اختلاف جس کو یہ
منصب خدا عطا کرے اس کے بڑے نصیب ہیں اس کے مصداق وہ ہی لوگ ہیں۔ جن سے آج
تک اسلام دین قائم ہے اور آئندہ قائم رہے گا اور یوں جاہل نیم ملاں اس بات میں ٹانگ اڑانے
لگیں تو ان کا یہ دخل بے بجا ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ کسی طبیب حاذق یا علماء متقدمین کی بات میں
نادان یا کسی نیم حکیم یا نیم ملاں خلل ایمان کا دخل بے جا ہے۔

کیونکہ مخالف اکابر کا سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں اور بعد اطلاع مخالفت جب اکابر کے
اقوال قابل قبول نہ ہوئے تو ہمارے تمہارے یا کسی لال گرو کے بھائی مسیح موعود وغیرہ جیسے کے
اقوال اگر مخالف کلام اللہ یا حدیث ہوں گے۔ تو بدرجہ اولیٰ مقبول نہ ہوں گے۔ اے صاحبو اب ذرا
اس جاہل رانجھے مشہور کی نصیحت پر غور فرمائیے۔ وہ اپنی جرو اسے ایسے موقع پر کیا کہتا ہے۔

کہا رانجھے نے سن میری پیاری ہیر
یہ علمی بحث کی بہت ٹیڑھی ہے کھیر

اب رہے ایرے غیرے و نیم ملاں خلل ایمان علمی بحث میں مقابلہ علماء ٹانگ اڑانے
لگیں تو بے جا ہے۔ ان کی حقیقت معلوم اور ان کی استعداد کی کیفیت معلوم ہو تو وہ ان کے پیرو
مرشد لال گرو کے بھائی مسیح اپنے مسیح موعود یا مثیل نبی ہونے کا ثبوت جو اعتراض علماء کا ہے۔

ازروئے نص قرآنی وباتفاق سابقین دین اورمثل روافض خوارج تاویلات باطلہ سے احتراز کریں اوراتباع سابقین اختیار کریں۔ ورنہ خاموش ہو رہیں۔

مباحثہ علمی میں ناحق پاؤں اڑایا اور چوٹ کھائی زبان کو اپنے منہ میں لئے بیٹھے رہتے تو اچھا تھا:

غنچہ لب بستہ سے باد صبا کو ضد نہ تھی
منہ کھلا گل کا تو دامن بھی ہوا پھر چاک چاک

اور یہ جو کچھ در پردہ کیا ہے انہوں نے ہی کیا ہوگا۔ موافق شعر:۔

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں
ہے کوئی اور ہی اس پردہ رنگ گاری میں

کون نہیں جانتا گروجی کے بھائی مسیح ہی ملاں جی کے سر بول رہے ہیں۔ بقول شخصے۔ جادووہ جو سرچڑھ کر بولے مگر کہنے کو تو خاکا ملاں جی کا ہی اوڑھے گا مہملات مندرجہ اشتہار گم نام کے بدلے ادھر سے بے نقط ملاجی ہی سنیں گے۔ سنئے اگر کچھ دم درود ہے تو مقابل آیئے۔ نام بتایئے مگر آپ ایسے نہیں ہیں۔ آپ اپنی لیاقت کے موافق سمجھ کر اپنوں پر آگئے اور کوز معکوس کی طرح منہ پر جو آیا بکنے لگے۔ ملاں صاحب یہ تو آپ کی بے سمجھی کا سمجھنا ہے اور ایسی الٹی سمجھے بھی تھے تو پیٹ میں رکھنا تھا اور فرض کیا ہضم دشوار تھا تو کیا منہ کی راہ اگلنا تھا۔ وہ بھی ہمارے سامنے جس کے یہ معنے کہ پیشوایان دین پر آوازہ کستے ہیں تو ہمیں کو ستاتے ہیں کہ وہ سب سابقین گویا گمراہ اور کاذب تھے اب یہ تحقیق طریق جدید صحیح ہے۔

ہماری سنئے۔ اس کے جواب میں تم کو کچھ کہئے تو تم کس کھیت کے باتھو ہو اور موافق مثل مشہور: ''کیا پدی کیا پدی کا شوربا'' تمہاری حقیقت ہی کیا ہے جو تم کو کہہ کر دل کے ارمان نکلیں اور تمہارے بڑوں کو سنائیں تو ان بچاروں کا کیا قصور اور کچھ نہ کہئے تو موافق مصرعہ مشہور:

ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

غرض کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تسلی ہے تو اس مثل پر ہی کہ کھانا گو رائیگاں گیا پر بلی کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ ان باتوں سے آپ کی لیاقت کھل گئی۔ مردان والا اور معرکہ جنگ میں دشنام زبان پر نہیں لاتے اور دانشوران علم پرور مناظر میں خلاف تہذیب کسی کو نہیں سناتے البتہ زنانے ہیجڑے و نامردی کمینے ضرب پاپوش کے بدلے گالیاں دیا کرتے ہیں اور جاہل نادان کودن بے ہنر

جواب کے بدلے دشنام سے کام لیا کرتے ہیں اور دور کی گیدڑ بھکی عدالت کی دکھلاتے ہیں۔

اب بجز اس کے کیا کہیے مرحبا آفرین ہزار آفرین ایں کار از تو آید مردان چنیں کنند دیگر افسوس یہ ہے کہ منجملہ گم گشتہ ایک شاگرد رشید کو راہ ہدایت کا کچھ شائبہ سا نظر پڑا۔ خواب غفلت سے چونک اٹھا کہ یہ کیسا مثیل نبی ہے۔ جس میں یہ صفت شعراء نہیں فوراً نفرو ہو کر چھاؤنی سے شہر میں جا کر دم لیا۔ کسی نامی گرامی کا مرید ہوا چند یوم نہ گزرنے پائے تھے کہ منجملہ حواریان نیم ملاں مسیح موعود نے سنا فوراً مثل کرگس (یعنی گدھ) جو مردار پر آسمان سے جھپٹا مارتا ہے۔ اس نے آدبایا اور اپنے پنجوں سے نکلنے نہ دیا۔

مقام افسوس و مجبوری بقول مولانا شیخ نظامیؒ:

زحکیے که ان درازل رانده
بگرد و قلم رانچه گرد انده

اور بقول شیخ صاحب:

تربیت نااہل راچون گردگان برگنبد است

غرض ناظرین اوراق حقیقت شناساں کو یہ راہ یابی کا طریقہ واضح طور پر عرض کیا گیا ہے۔ تاکہ بفضل عنایت ایزدی کامیاب ہوں۔

اب ہم اس اشتہار کی جو کسی گم نام نے بحوالہ المشتہر خادمان مسیح موعود بلا تاریخ و سنہ مطبع صادق المطابع میرٹھ میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔ اس کے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں مگر اول یہ عرض ہے کہ ناظرین صاحب نے اشتہار ضرور ملاحظہ کیا ہوگا۔ کیسے کیسے الفاظ ناملائم خلاف تہذیب کسی عالم کی شان میں کہنا ایسے لوگوں کا کام ہے جن کی نسبت کچھ کم و بیش عبارت مذکور بالا میں تحریر کر چکے ہیں۔ اگر آپ کو مناظرہ کرنا ہے تو اہل فہم کی طرح کیجیے اور ان بدزبانیوں کو جانے دیجیے۔ ورنہ ہم کو بھی کیا کچھ نہیں آتا:

لاکھوں سنائیں گے جو کہو گے کبھی بھی ایک
ہر چند اہل ضبط ہیں پر بے زبان نہیں

اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا آئندہ ہم عرض کئے دیتے ہیں۔

ہم نکالیں گے سن اے موج ہوا بل تیرا
اس کی زلفوں پر اب لازم یہ ہے کہ مشتہران اشتہار کی قلعی کھولئے۔ ناظرین اوراق

دل لگا کر سنیں۔ یعنی اس اشتہار خلاف تہذیب میں جو کچھ ہے وہ تو ہے اس میں غلطیاں بھی بہت جا بجا ہیں۔ جن کو بعد چھپ جانے کے قلم سے درست کیا ہے۔ جو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ فلاں ملا جولڑ کے پڑھاتے ہیں۔ ان کے قلم سے درست ہوا ہے۔ تاہم غلطیاں موجود ہیں شاید یہ بھی بانی مبانی۔ درپردہ فساد عقائد ہیں مگر ان کی ذات شان سے یہ بعید ہے کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ زمانہ رسول ﷺ میں بھی منافق رہتے تھے۔ غرض کوئی شخص کیوں نہ ہو ہم کو اس کے جواب دینے سے غرض ہے۔ مگر ضروری امر کا اثبات جو دار و مدار اصول ایجاد طریق کا دعویٰ ہے۔ کسی سے نہ خود خادمان مسیح سے ہوا اور نیز اشتہار میں اس کا ذکر قطعاً اڑا دیا اور مولوی صاحب مندرجہ اشتہار سے حیات و ممات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت سائل ہوئے۔ غرض نوبت یہاں تک ہوئی کہ بوجہ عدم لیاقت تاب مقابلہ کی نہ لا سکے اور ایسے بدحواس ہوئے کہ معہ اپنی ذریات کے یہ جادہ جا پتہ نہ لگا پس بباعث ندامت و سوختگی دل بعد چلے جانے مولانائے مناظر کے اشتہار میں جو چاہا دھر گھسیٹا جس کے کذب ہونے کی خبر منصفان موجود موقع بحث رحمن بازار وغیرہ نے بذریعہ اشتہار دیکر سب کو اطلاع دے دی وہ بھی نظر سے گزرا۔

پہلے ہم مرزا کے چند فقرے جو انہوں نے اپنی نبوت کے اثبات و عقائد کی نسبت تحریر کئے ہیں۔ ذیل میں درج کرتے ہیں:

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت قرآن کریم کے الہامی ہونے کے اثبات پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ الہام کو مرادف وحی قرار دے کر اپنے آپ کو الہام کی ان متعدد صورتوں کے ساتھ مورد وحی ہونا قرار دیا ہے اور آیات قرآنی کو اپنی نسبت منسوب کیا ہے۔ منجملہ ان کے بعض آیات بطور نمونہ از خروارے ناظرین کے لئے ذکر کرتے ہیں۔ مگر قبل اس کے ہم ان جملہ ہفوات قادیانی کا جواب دیں جو انہوں نے الہام کی حقیقت کے متعلق لکھا ہے ہم اولاً عارف شعرانیؒ کی میزان کبریٰ سے کشف والہام کی صداقت اور من جانب اللہ یا من جانب شیاطین ہونے کا ایک معیار پر پیش کریں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسی ارشاد کے مطابق کہ: ''ان الشیاطین لیوحون الی اولیاء ھم (انعام:۱۲۱)''یعنی شیطان بالضرور اپنے دوستوں کو القاوایحا کرتے ہیں لازم ہوا کہ الہام شیطانی اور وحی ربانی کی تفریق کے لئے کوئی میزان معین ہو۔

پس اس میزان کے متعلق عارف شعرانی کتاب میزان کبریٰ کے ص۱۰ میں لکھتے ہیں

کہ غیر معصوم کا کشف سوائے حضرت ابو بکر صدیقؓ کبھی قطعی نہیں ہوتا کیونکہ صاحب کشف کے کشف میں تلبیس ابلیس کا دخل بھی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو یہ قوت دی ہے۔ جیسے امام غزالیؒ وغیرہ نے کہا کہ کبھی صاحب کشف کی رو برو ان مقامات کی صورت کھڑی کر دیتا ہے جس سے وہ علوم اخذ کرتا ہے۔ آسمان ہو یا عرش یا کرسی یا قلم یا لوح۔

پس کبھی کشف والوں کو اس سے گمان ہو جاتا ہے کہ وہ علم اللہ کی طرف سے ہے اور اس وجہ سے اس کو اخذ کر لیتا ہے اور خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ چنانچہ بایں وجہ اہل کشف پر واجب کیا گیا ہے کہ وہ اپنے کشفی علم کو قبل از عمل کتاب وسنت کے سامنے مطابق کرے۔ اگر موافق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ہو تو عمل کے قابل ہے۔ ورنہ اس پر عمل کرنا حرام ہے پس یہ امر ضروری ہے کہ کشف صحیح کبھی شریعت منقولہ سے باہر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ شریعت کے موافق ہوتا ہے۔ جیسے کہ علماء امت کے نزدیک معہود ہے۔

حضرت صدیقؓ کے کشف کے سوا کسی کا کشف قطعی نہیں۔ چنانچہ اس کے ہم وزن بلکہ پر لطف قول امام ربانی مجدد الف ثانیؒ جو جلد اوّل کے مکتوب ۴۹ میں یوں فرماتے ہیں کہ:

نظر علماء از صوفیه بلند آمده وموافق معارف باطن باعلوم شرعیه ظاهر۔ تمام وکمال بحدیکه درحقیر وفقیر مجال مخالفت نماند در مقام صدیقیت است که بالا تر مقام ولایت است چون مقام صدیقیت مقام نبوت است علومیکه بر نبی علیه الصلوٰة والسلام هر طریق وحی آمده است صدیق مخالف راچه مجال باشدو درمادون مقام صدیقیت هر مقامے که باشد نحوے از سکر متحقق است۔ صحو تام در مقام صدیقیت است وبس۔ وفرق این دو علوم آنست که دروحی قطع است ودر الهام ظن زیرا که وحی بتوسط ملك است وملائکه معصوم انداحتمال خطا درایشان نیست والهام اگرچه محل عالی داردکه آن قلب است که آن از عالم امراست اما قلب رابا عقل ونفس نحوی از تعلق متحقق است ونفس هر چند به تزکیه مطمئنه گشته است امّا:

هر چند که مطمئنه گردد
هرگز زصفات خود نه گردد

پس خطار ادران موطن مجال پیدا شد۔

پس امام شعرانیؒ کے قول سے ظاہر ہے کہ غیر معصوم کا کشف اور الہام کبھی قطع اور یقین کا افادہ نہیں دے سکتا اور نہ کامل روشنی حاصل کر سکتا ہے۔ جب تک کہ شریعت منقولہ کے معیار سے اس کا کھرا کھوٹا معلوم نہ ہو اور میزان کتاب وسنت کے کسی پلہ پر نہ رکھا جائے یہ ضروری امر ہے کہ صحیح کشف وصحیح الہام کبھی شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتا اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے قول سے صریح ظاہر ہے کہ علماء شریعت کا پلہ صوفیہ کے پلہ سے ہمیشہ غالب رہا اور ان کی نظر صوفیہ کی نظر سے ہمیشہ بلند رہی ہے۔

کیونکہ علوم الہامی کا علوم ظاہری شریعت سے اس طرح پر موافق رہنا کہ کسی چھوٹے اور ادنیٰ امر میں بھی مخالف نہ ہو۔ یہ فقط انہیں افراد کے علوم میں ہے جو کہ بعد نبی لسان ﷺ کے مقام صدیقیت سے مبشر ہوئے اور صدیقیت کے مقام سے ہر مقام تحتانی میں ایک قسم کا سکر متحقق ہے۔ جن مین خطا کا آنا بالکل بجا ہے اور جب تک کہ شریعت منقولہ کے مطابق نہ ہو۔

غیر صدیق کا الہام کبھی مقطوع الافادہ نہیں ہو سکتا اور اسی وجہ سے چاروں مذہبوں کے اماموں نے باجود یہ کہ کشف میں درجہ اوّل رکھتے تھے لیکن بقول عارف شعرانی انہوں نے اپنے اپنے مذاہب کی تائید قواعد شریعت اور حقیقت ہر دو پہر چلنے سے کی باوجود ان کو قدرت تھی کہ ہر ایک امام ان کے اپنے مذہب کے ادلہ کے علاوہ دوسرے آئمہ مذاہب کے ادلہ بھی امر حق کے وزن کرنے کے لئے مرتب کرتے تاکہ بعد ازاں کوئی بھی کسی دوسرے امام کے قول کا محتاج نہ رہے۔ لیکن چونکہ وہ اہل انصاف اور اہل کشف ہونے کے سبب سے جانتے تھے کہ یہ امر اللہ تعالیٰ کے علم میں چند مخصوص مذاہب میں جداگانہ طور سے مرتب ومکمل ہونا قرار پاچکا ہے۔ پس ہر ایک نے اپنے اپنے کشف کی مقتضا پر مذاہب کے مسائل بھی مرتب کئے اور یہی مراد اللہ کی تھی۔ پس انہوں نے اپنے اپنے مذاہب کی تائید قواعد حقیقت کے ساتھ قواعد شریعت پر چلنے سے اس لئے ان کے مقلدوں کو معلوم ہو کہ ان کے ائمہ دونوں طریقوں کے علماء تھے اور ان ائمہ مجتہدین کا قول تمام اہل کشف کے نزدیک کبھی جادہ شریعت سے باہر ہونا صحیح نہیں اور جب کہ وہ اپنے اقوال کے مواد سے کتاب وسنت اور اقوال صحابہ سے موافق ہیں اور باوجود ان کو روحانی معیت نبی ﷺ کی روح مبارک کے ساتھ ہوتی رہی اور وہ ہر امر متوفق علیہ میں آنحضرت ﷺ سے بالمشافہ اور بیداری کی حالت میں پوچھتے رہے کہ یا رسول اللہ کیا یہ آپ کا قول ہے یا نہیں۔

پھر ایسی تحقیق کے ساتھ فرمایا ہوا ان کا کیوں کر شریعت سے باہر ہو سکتا ہے اور یہی ائمہ درحقیقت علم احوال اور علم اقوال ہر دور میں رسول اللہ کے وارث تھے اور بعض بناوٹی صوفیوں نے جو کہا ہے کہ حضرات مجتہدین فقط علم قال کے وارث ہیں سو یہ قول اسی صوفی کا ہے جو ان ائمہ مذاہب کے احوال سے جاہل ہے۔ جو کہ زمین کے اوتاد اور دین کے قواعد اور بنیاد ہیں اور جس کا دل اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہے۔ وہ پالیتا ہے مجتہدین اور ان کے تابعین کے مذاہب سب کے سب رسول اللہ ﷺ تک بسند ظاہر اور متصل بھی ضرور پہنچتے ہیں اور نیز بطریق سلسلہ روحانی اور قلبی بھی پہنچتے ہیں۔

اور اسی میزان کے ص ۲۵ میں امام شعرانیؒ خود اپنا مکاشفہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عین الشریعت کی آگاہی کا اکرام فرمایا تو میں نے دیکھا کہ کل مذہب ان ائمہ ہی سے عین الشریعت کے ساتھ پیوستہ ہیں اور میں نے چاروں مذہبوں کی نہریں جاری دیکھیں اور یہ بھی دیکھا کہ وہ تمام مذہب جو پرانے اور بوسیدہ ہو گئے ہیں پتھر بن گئے ہیں اور سب سے لمبی نہر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی دیکھی اور اس سے چھوٹی نہر امام مالکؒ کی اور اس سے چھوٹی امام شافعیؒ کی اور اس سے چھوٹی امام احمد حنبلؒ کی اور سب سے چھوٹی امام داؤدؒ کی جو پانچویں قرن میں ختم ہو گیا۔

پس ان کی تاویل میں نے یہ کی کہ طول نہر سے مراد ان کے مذاہب پر عمل کی طوالت ہے جو ایام طویل تک ہوگا اور قصر سے مراد قصر عمل ہے جو ایک زمانہ قلیل تک رہے گا۔ پس جس طرح امام ابوحنیفہؒ کا مذہب باعتبار تدوین کے سب سے اول ہے۔ اسی طرح باعتبار انقراض کے سب سے اخیر ہے اور یہی قول جملہ اہل کشف کا ہے۔ انتہی اور امام شعرانیؒ کے اس قول کی تصدیق کہ آخر مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہوگا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے قول سے بھی ہوتی ہے جو مکتوب ۲۸۲ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ نیز معلوم شد کہ کمالات ولایت را موافقت بہ فقہ شافعی است وکمالات نبوت را مناسبت بفقہ حنفی۔ اگر فرضاً درایں امت پیغمبرے مبعوث می شد موافق فقہ حنفی عمل می کردد دریں وقت حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ در فصول ستہ نقل کردہ اند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول بمذاہب امام ابوحنیفہ عمل خواہد کرد غرض اس تمام معروضہ بالا کی تشریح مفصل صفحہ ۷۵ میں بہت کچھ ہے۔ بوجہ طول اس پر اکتفا کیا گیا کہ ناظرین کو اب بخوبی

یقین ہوگیا ہوگا کہ جس قدر طریق خلاف ائمہ مجتہدین مندرجہ بالا کے ایجاد ہوئے ہیں۔ سب مردود ہیں۔ کیونکہ ان کی پیروی ازروئے نص واجماع ثابت ہے اب قادیانی اوران کے چیلوں کو لازم ہے کہ ازروئے نص واجماع اپنے نص واجماع اپنے طریق کے ایجاد کا ثبوت دیں اور نیز اپنی وحی اور الہام وغیرہ کا کوئی ثبوت ہوتو پیش کریں۔ جو حسب معیار مذکورہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہ ہو ورنہ خواہ مخواہ کو قلم نہ گھسائیں بلکہ ازروئے انصاف ایمان لائیں۔ کیونکہ اثبات معروضہ بالا قادیانی کے الہام ووحی کے بنیاد ہی اکھڑ گئی اور حسب شرط بالا وہ معصوم نہیں دوم ان کے جملہ اوہام باطلہ خلاف کتاب وسنت رسول اللہ ہیں۔ غرض جب ان کے الہام وحی خلاف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ہوئی تو جس قدر آیات قرآنی اپنی نسبت منسوب کی ہیں۔ محض غلط وباطل ثابت ہیں۔ بلکہ مصداق اس آیت کے ہیں:

آیت ''وكذالك جعلنا لكل نبی عدوا شياطين الانس والجن يوحی بعضهم الى بعض زخرف القول غروراً (انعام:۱۱۲)'' ﴿اور اسی طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع باتیں فریب کی۔ پس اس سے ثابت ہوا اور واضح ہوگیا کہ یہ الہام القادیانی وحی وغیرہ جو خلاف اسلام ہیں شیطانی ہیں۔﴾

چنانچہ مشت نمونہ خروارے بعض آیت منجملہ آیات جو مرزا قادیانی نے اپنی جانب منسوب کی ہیں۔ درج ذیل ہیں:

قول آیت اول: ''هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودين الحق ليظهره (الفتح:۲۸)'' ''اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے بھیجا ہے اپنے رسول (قادیانی) کو ہدایت ودین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کو۔ (ازالہ اوہام ص۶۷۵، خزائن ج۳ ص۴۶۴)

اقول: قادیانی کے اس دعوے میں چند خیال ہیں۔

خیال اول

اگر قادیانی کا یہ خیال ہے کہ منجملہ آیات قرآنی کے فلاں فلاں آیت کا میں ہی صرف مصداق ہوں کیونکہ بذریعہ وحی یا الہام اس کی اطلاع سے مشرف ہوا ہوں۔

خیال دوم

اگر خیال قادیانی کی یہ مراد ہے کہ یہ آیتیں بطور وحی والہام مجھ پر اتری ہیں۔

خیال سوم

اگرچہ یہ آیتیں محمد رسول اللہ ﷺ پر اتری ہیں مگر اس کا مصداق میں ہوں۔

خیال چہارم

گو یہ آیتیں منزل من اللہ ہیں مگر ان آیتوں کے مصداق ہر دو صاحب ہیں۔ (یعنی میں اور محمد ﷺ)

جواب خیال اول

فی الجملہ اس قدر کہنا کہ میں ان آیات کا مصداق ہوں کس قدر وقعت رکھتا ہو مگر باقی ماندہ قرآن کا کس کو مصداق ٹھہرایا۔ بلکہ تمہارے خیال سے بڑھ کر تو اوروں کا خیال ہے کہ تمام قرآن کے ہم مصداق ہیں۔ ہمارے ہی لئے یہ ہدایت قرآن معرفت رسول اللہ ﷺ کی منزل من اللہ ہوئی ہے۔ مگر اس مصداقیت کو مستقل اصل سمجھنا محض نادانی ہے اور کوئی شخص مثل رسول اپنے آپ کو قرار دیوے اور وحی والہام خلاف شرع اپنی نسبت اطلاع کرے۔ تو ازروئے قرآن محض غلط ہے جس کی تردید سابق گزری اور آئندہ اور بالتفصیل نظر سے گزرے گی۔

اللہ تعالیٰ نے جابجا ''اطیعو اللہ واطیعو الرسول '' یعنی محمد ﷺ فرمایا ہے کہ یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ''اطیعو اللہ واطیعو مثیل عیسی ہاں اولی الامر منکم '' بھی آیا ہے۔ یعنی جو تم میں اختیار والے ہیں یہ ارشاد بھی اسی زمانہ کے لوگوں سے خاص تعلق رکھتا ہے۔ جن کا ہم عنوان بالا میں ذکر کر چکے ہیں۔ کہ وہ بانی مبانی استحکام قواعد وضوابط اسلام دین ہیں اور نیز جو ان کے مطیع ہوں اور آئندہ ان لوگوں کی نسبت نہیں ہے۔ جو ان کے خلاف ہوں کہ پانچ چار کتابیں عربی کی پڑھ کر اپنے آپ کو عالم وفاضل (لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل) سمجھ کر مثل نبی تو ہو گئے مگر مثل خدا ہونے میں صرف دو ہاتھ کی کسر رہ گئی۔

اس کا بھی عنقریب ظہور ہوگا کیونکہ جب مثل عیسیٰ ہوئے تو ازروئے قواعد فریق مقر تثلیث درجہ خدائی ہونا ضروری اور لازم ہے عاقل خود سمجھ جاویں اظہار کی ضرورت نہیں اور اصل اولوالامر ہونا تو درکنار مجازاً ہونے کو بھی بڑی لیاقت درکار ہے اور اس درجہ پر بھی یہ قید لگادی گئی کیونکہ انسان مرکب خطاونسیان سے ہیں کہیں قدم کم وبیش نہ ہو جائے۔

یوں فرمادیا: ''فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول (النساء:۵۹) '' ﴿پھر آگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کی اور رسول کی اگر

یقین رکھتے ہو۔ یہ اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرتا ہے مگر قادیانی اس کے برخلاف ہے۔ گو بظاہر اسلامی لباس رکھتے ہیں اور اسلامیت کا دم بھرتے ہیں۔ مگر قرآن وحدیث واجماع کے برعکس ہیں اور جمہوری اتفاق سے علیحدہ اپنے خودرائی ظاہر کی اور قرآن وحدیث میں تاویلا کچھ کچھ بیان کر کے مثیل نبی بن بیٹھے اور بیچارہ سادہ لوحوں کو سیدھی راہ تجین کی دکھادی۔ علاوہ اس کے فرمودہ جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ومغفور کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کلام اللہ کا کوئی کلمہ خلاف واقع نہیں مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ اس کبریٰ کلیہ کے لئے کوئی صغرا جزئیہ بوسیلہ عقل دریافت کر لیتا۔

ہم سے ہیچمدان یا ایسے نیم ملان متبع قادیانیوں کا تو کیا حوصلہ وہ ان کے بڑے گرو کے بھائی قادیانی کا بھی کام نہیں۔ یعنی بوسیلہ عقل یوں نہیں کہہ سکتے کہ ہذا حقیقت واقع اور کہیں تو تاوقتیکہ کلام اللہ کے معنی متبادر مطابقی کے مطابق ہے تو بصر وچشم ورنہ کالائے زبون بریش خاوند۔ مگر یہ یاد رہے کہ معنی مطابقی سے زیادہ لینے کی اجازت نہیں۔ ہاں کوئی اور دلیل عقلی یا نقلی سے ایسی ثابت ہو جائے جو معنی مطابقی کے مخالف نہیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ غرض جانے زید سے زید کا فقط آنا ثابت ہوگا۔ سوار ہونے یا پیادہ آنے سے سروکار نہیں رہا۔ مخالف وموافق واختلاف آیت کا سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں۔ جس کی بحث ہم اوپر کر چکے ہیں مکرر بیان کی ضرورت نہیں یہ ان ہی صاحبان کا حصہ تھا جن کو عنوان مذکورہ بالا میں ہم ثابت کر چکے ہیں۔ ہاں ان کے مطیع ہو کر بیان کرنا جو مخالف نہ ہو مضائقہ نہیں۔ مگر قادیانی مخالف کیا۔ بلکہ خود ہی بحیلہ مستقل ایک مثیل نبی بن بیٹھے جو جمہوری یعنی سب کے برخلاف ہے۔

جواب خیال دوم

اگر یہ مان لیا جائے کہ قادیانی پر یہ آیتیں اب اتری ہیں تو ظاہر انکار آیات بینات قرآنی ثابت ہوتا ہے جو صریح کفر ہے اور نیز قادیانی کا سرقہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ ان کا خدا بھی خود مرتکب اس سرقہ کا ثابت ہوتا ہے۔ کیا اس معنی کے اور الفاظ یاد نہ تھے۔ جو کتاب رسول اللہ ﷺ سے سرقہ کرنا پڑا اور ملزم مسروقہ الفاظ وعبارت فرقان مجید کے ثابت ہوئے کیا کوئی اور زبان نہیں آتی تھی۔ تم پر تو زبان پنجاب میں ضرور ہی اتارنا تھا کہ کچھ قرین قیاس بھی ہوتا کیونکہ سابق انبیاء بھی اپنے ملک اور اسی قوم کی زبان میں مشرف بہ ارشادات ہوئے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ”وما ارسلنا من رسول الابلسان قومه

(ابراھیم:۴) ''قادیانی کا خدا اس جگہ چوک گیا ورنہ ایسی فاش غلطی نہ ہوتی اور وحی والہام کی تشریح اوراق بالا میں مفصل تحریر ہو چکی کہ اس قسم کی وحی والہام جو خلاف اسلام ہے۔ وسوسہ شیطانی ہے۔ قبل خیال استدلال نہیں کیونکہ جب قرآن میں لفظ خاتم النبیین آچکا تو اس سے خاتمہ وحی بھی ثابت ہو چکا۔

رہا الہام یقینی وہ بھی حجت قطعی حق صدیقیت ومعصوم ہے پس کوئی شخص سوائے انبیاء کے معصوم نہیں ہے اور حجت قطعی الہام یقینی کے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی مصداق ٹھہرے۔ پس رہا اب الہام ظنی ممکن ہے جو بعض بعض بزرگان دین کو ہوا یا اگر موافق شرع اسلام دین ہے مقبول ومنظور ہے، ورنہ وسوسہ شیطانی ہے۔ جس کا ثبوت ازروئے نص معروضہ بالا بخوبی ثابت ہو چکا ہے۔ ضرورت مکرر تحریر کی نہیں اوراق سابق میں ملاحظہ فرمالیجئے۔

جواب خیال سوم

اگر ان آیات کے مصداق قادیانی تھے تو جناب محمد ﷺ پر ان آیات کے اترنے کی کیا ضرورت تھی۔ آیت مذکور الصدر ''الیوم اکملت لکم دینکم...... الخ (مائدہ:۳)'' کی تکذیب ہوتی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ آج کامل کر دیا میں نے واسطے تمہارے اسلام کو دین۔ پس خیال قادیانی سے ظاہر ہے کہ ہنوز اسلام دین کامل نہیں بلکہ ناقص ہے۔ شاید قادیانی کے زمانہ میں ملک پنجاب کا دین اب کامل ہوگا۔ تو اس آیت اور نیز آیہ لیستخلفنّھم جس کی تشریح سابق اوراق مین ملاحظہ سے گزر چکی ہوگی اور سورہ نصر کی مخالفت اور نیز انکا انکار صراحتاً پایا جاتا ہے۔ اب ہم کیا عرض کریں۔ وہ خود ہی بھول اٹھیں گے کہ واقعی صریح کفر ہے اور کیوں نہ ہو کہ قرآن مجید کی ہر ایک آیت۔ بشہادت خداوندی۔ زبان عرب وزمین عرب وقوم قریش عرب پر منزل من اللہ ہوئیں ہیں اور یہ نہیں فرمایا کہ مثیل نبی تیرویں وچودھویں صدی میں فلاں شخص قوم پنجاب سے زمین پنجاب میں جو پیدا ہوگا فلاں فلاں آیت کا مصداق بنے گا۔ ہاں موافق آیت ''وکذالك جعلنا لکل نبی عدواً لشیاطین الانس والجن یوحی...... الخ (انعام:۱۱۲)''

مندرجہ بالا کا مصداق ضرور ہوتا ہے کہیں ہو کیونکہ شیاطین بصورت انسان اکثر ہیں۔ ان کا اغواء خرابی دین کے لئے سب جگہ چلتا ہے۔ بطمع افتخار دنیا خود تو گمراہ ہوئے ہی۔ مگر بے چارے سادہ لوحوں کو بھی گمراہ کرتے اور چکمہ دیتے ہیں کہ پیر کھچڑی کی کڑھائی والوں کا سا حال ہو جاتا ہے۔ یعنی سوائے ان کے کسی کام کے نہیں رہتے۔

ذرا غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کیا صاف فرماتا ہے۔قولہ تعالیٰ:''ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم (الجمعہ:۲)'' ﴿وہی ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں میں سے ایک رسول انہیں میں کا۔﴾ یعنی زمین عرب وقوم عرب قریش ان پڑھوں میں سے رسول ہوگا یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ایک مثیل رسول یا نبی بھی یوم پنجاب وقوم پنجاب سے کوپڑھ یا فلاں زمین میں پیدا ہوگا اور نیز قولہ تعالیٰ:''قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ...... الخ (کہف:۱۱۰)'' ﴿کہہ دے اے رسول سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہارے۔﴾ وحی کی جاتی ہے طرف میری کہ معبود تمہارا معبود پاک ہے۔مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہدے اے محمد ﷺ کہ میں بھی مثل تمہارے ایک بشر ہوں۔فرق یہ ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔تم پر نہیں آتی۔لہٰذا بعض صاحبوں کو بخیال اس آیت کے یہ خلل دماغ میں پیدا ہوا کہ مدعی ثبوت یا مثل نبی ہوئے۔

بزمانہ نزول آیت ہذا تمام صحابہؓ موجود تھے۔جن کی نسبت آیت ''لیستخلفنھم'' وارد ہے اور نیز خلافت پر بھی مستفیض ہوئے۔انہوں نے نہ ائمہ نہ غوث وقطب وغیرہ ہم نے دعویٰ کیا اپنے آپ کو مورد وحی فرمایا پھر آج ایسا کون بشر ہے۔جو خلاف اسلام مورد وحی ہو۔بلکہ یہی مثال بشرٌ مثلکم بھی مجازاً ہے۔نہ حقیقتاً کیونکہ عام بشر اور انبیاء علیہم السلام میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔جن کے قطعی معصوم ہونے کی شہادت قرآن سے ثابت ہوچکی اور کسی کی نسبت ثابت نہیں ہوئی۔تو فرق بشریت بھی ضرور ہے۔رہا محفوظ ومعصوم ہونا یہ بھی انبیاء ہی کے لئے قرآن سے صادق ہے۔جس کا ثبوت ہم ''تنویر العینین والجنان فی الاثبات خلافت الشیخین من القرآن ''میں دے چکے ہیں۔جس کا جی چاہے منگا کر دیکھ لے۔غرض یہ کہ انبیاء عظام واولیاء کرام کی حالت کو موافق اپنے حالات کے مثل یا حیات وممات ونشست وبرخاست کے مثل سمجھنا سخت جہالت اور لاعلمی ہے۔چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہمسری با انبیاء برداشتند	اولیاء راہمچو خود پنداشتند
گفتہ ایں کہ ما بشر ایشاں بشر	ماؤ ایشاں بستہ خوابیم وخور
این ندانستند ایشان از عمےٰ	ہست فرقے درمیان بے انتہا
ظالم آن قومیکہ چشمان دوختند	زین سخنہائے عالمے را سوختند

ہر دو گو آ ہوگیا خوردند وآب — زان یکے سرگین شدہ زاں مشکناب
کار پا کانراقیاس از خود مگیر — گرچہ یکساں در نوشتن شیر و شیر

والله اعلم بالصواب

جواب خیال چہارم

یہ خیال بھی مثل خیال مسیلمہ کذاب ہے جس نے استدعا شرکت ودعوی نبوت کیا۔ جس کا انجام سب کو معلوم ہے کیا ہوا، یعنی عہد خلافت خلیفۂ اول حضرت ابوبکرؓ میں وہ تہ تیغ وفی النار ہوا لہٰذا خیال شرکت جو شرک فی النبوت کا مظہر ہے۔ معدوم جب کہ اللہ تعالیٰ نے اختتام نبوت اور تمام نعمتوں کا خاتمہ فرمادیا تو یہ مثل نبی کا ہونا بھی منجملہ اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے یا نہیں۔ اے قادیانی ومعتقدان قادیانی ذرا کان پھٹ پھٹا کر (یعنی کان کھول کر) سنئے اور بول اٹھئے اور یہی کہوگے کہ یہ بھی اسی کی نعمت ہے۔ کیونکہ بغیر یہ کہے بن بھی نہیں پڑتی تو خاتمہ نعمت کا کیا جواب ہوگا جس سے انکار آیت ''اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (مائدہ:۳)'' کا صاف ظاہر ہے اور خدا کا یہ فرمانا اختتام نعمت کا غلط ثابت ہوتا ہے۔ مثیل نبی کی ضرورت تو بعد وفات رسول ہی تھی۔ اتنے عرصہ بعد آنا محض بے سود جس کی کہیں کچھ خبر نہیں ہے۔ بلکہ ان کی خبر وہی ہے جو اس کے لائق تھے۔

قولہ تعالیٰ:''محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار...... الخ (الفتح:۲۹)'' جس کا حاصل یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی اور ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔ غرض جن سے استحکام دین کا ہونا اور جاری رہنا اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں مرکوز تھا ان کی تعریف فرمادی اور بعد رسول ﷺ کے حسب وعدہ آیہ لیستخلفنّھم کے پورا ظہور کرادیا اور قادیانی کے ظہور کا کوئی نشان نہیں بیان فرمایا۔ ہاں اگر قادیانی یہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس آیت کا مصداق ہوں۔ کیونکہ میں بھی اس وقت خود موجود تھا۔

اب مکرر بطور آواگون کے ملک پنجاب میں پیدا ہوا ہوں۔ اس لئے کچھ پابند اسلام بھی ہوں۔ صحابہؓ نے جو اس وقت زندہ رہے مثل نبی کچھ کام انجام دیا۔ مگر غلط بلکہ الٹا دین کو برباد کیا۔ اس لئے بہ ضرورت میں نے مثل نبی ہوکر قوم پنجاب میں جنم لیا ہے۔ تاکہ تجدید دین کی مکمل ہوجائے تو شاید قوم ہنود تو ضرور کچھ کچھ جاتے مگر اہل اسلام تو۔'' ان لعنت الله علیه ان کان

من الکذبین" کی مد میں شمار کرتے جیسا کہ اب بھی سمجھتے ہیں پس جس قدر دعویٰ قادیانی کے ہیں۔ سب دروغ پر دال ہیں۔ اگر اس پر اطمینان نہ ہوا ہو تو اور سنئے:

قولہ تعالیٰ:"تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیراً (الفرقان:۱)" ﴿بہت برکت والا ہے۔ جس نے اتارا قرآن اوپر بندہ اپنے کے کہ ہو عالم والوں کا ڈرانے والا۔﴾ یعنی تمام قرآن پاک من اوّلہ الی آخرہ جناب محمد رسول ﷺ پر اترا تا کہ جملہ مخلوقات کو تا قیامت ہدایت ہو۔

اے بھائیو جب کہ بشہادت خداوندی بوحی رسول اللہ ﷺ پر تمام قرآن کا اترنا ثابت ہوگیا۔ پھر منجملہ اس کے چند آیتوں کو کوئی شخص بوحی والہام اپنی نسبت بیان کرے۔ بھلا وہ مخبطی مجنون راندہ درگاہ الٰہی ہے یا نہیں اور سنئے۔ قولہ تعالیٰ:"وکذالك انزلنه حکما عربیاً (الرعد:۳۷)" ﴿اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں۔﴾ کیونکہ رسول عربی اور قوم بھی عربی تاکہ بخوبی سمجھ جاویں اور یہ بھی فرمایا۔

قولہ تعالیٰ:"انا جعلنه قرانا عربیاً لعلکم تعقلون (الزخرف:۳)" ﴿تحقیق کیا ہم نے اس کو قرآن عربی تاکہ تم سمجھو۔﴾ اللہ تعالیٰ بتاکید فرماتا ہے کہ تمہاری زبان ومحاورہ میں قرآن اتارا تاکہ تم جیسا سمجھنے کا حق ہے سمجھ جاؤ۔

دوسری قوم...... اس کی تہ حقیقت کو نہیں پہنچ سکتی ہے۔ چنانچہ وہی بزرگان دین جن کا اول ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس زمانہ قریب زمانہ رسول اللہ ﷺ کے لوگ ہیں جنہوں نے بہ ہزار کوشش وسعی اسلام دین کو حسب منشاء خداوندی شرح وبسط کر دیا۔ برخلاف ان کے کوئی غیر ولایت کا شخص کیسا ہی کیوں نہ ہو اہل فہم کے نزدیک قابل توجہ نہیں ہے۔ زبان داناں سخن سنج اس بات کو خوب سمجھ سکتے ہیں کہ فی زمانہ کے لوگ جو اپنے آپ کو عالم وفاضل سمجھتے ہیں ان بزرگان دین کی خاک پا کے برابر نہیں ہیں۔

دیکھو اللہ تعالیٰ مضامین آیات بالا کی کیسی تصدیق فرماتا ہے۔

قولہ تعالیٰ:"وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین (ابراهیم:۴)" ﴿اور کوئی رسول نہیں بھیجا ہم نے مگر بولی بولتا اپنے قوم کی کہ ان کے آگے کھولے۔﴾ اے ناظرین حق پسند ذرا غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کیا صاف فرماتا ہے کہ ہم نے تمام قرآن محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارا اور رسول بھی اسی قوم کا اور حکم بھی اسی زبان قوم عرب میں بھیجا۔ اسی طرح

ہم نے اور نبی بھیجے کوئی قوم کے خلاف غیر نہیں بھیجا۔ پس جب اصل رسول و نبی کی یہ کیفیت ہے تو قادیانی نبی یا مثل نبی قوم پنجاب میں مصداق وحی والہام کلام عرب کے کیوں کر ہو سکتے ہیں۔

ملک عرب میں جا کر اپنا رنگ جمایا ہوتا تو کچھ حقیقت بھی معلوم ہو جاتی۔ غرض جملہ دعوی قادیانی مخالفت آیات ہیں جو محض کفر پر دال ہیں۔ ہاں اگر زبان پنجاب میں وحی کا آنا بیان کرتے تو اس آیہ کے منافی نہ ہوتا گو آیات دیگر مذکورہ بالا سے اس قسم کا دعویٰ بھی مردود ہوتا مگر ان کے چیلے جہل مرکب کے تو کچھ آنسو بچ جاتے۔ لو صاحب یہ تو تمہارے دعویٰ وحی و مثیل نبی وغیرہ چیں پٹاخ کا جواب تھا۔

اب ہماری سنئے۔ یہ آیت متدعوئی قادیانی مذکور الصدر کے وہ معنی و مطالب لیجئے کہ پھر جائے دم زدن نہ رہے۔ پس مناسب ہے کہ اول ربط آیت معلوم کرے اور ماقبل و مابعد کی آیت کے معنی و مطالب کو ذہن نشین کر کے بحصول مراد معنی آیت میں غور کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحیح معنی و مطالب پر کامیابی ہوگی۔

ربط آیت اس طرح پر ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے قبل آیت میں اپنے رسول و مومنین پر تسکین اتاری اور اطمینان عنایت فرمایا پھر یہ تصدیق فرمائی کہ اللہ نے سچ دکھایا اپنے رسول کو خواب تحقیق تم داخل ہو رہو گے۔ مسجد حرام میں جو اللہ نے چاہا چین سے بال منڈاتے اپنے سروں کے اور کترتے بے خطرہ پس جانا جو تم نہیں جانتے پھر ٹھہرا دی۔ اس سے ورے ایک فتح نزدیک یعنی فتح مکہ۔ دیکھو اس آیت کی تسکین و فتح وغیرہ میں رسول ﷺ و مومنین اس وقت کے شریک و مصداق خوش خبری کے ہیں۔ وہی صاحب فتح یاب مکہ معظمہ ہو کر داخل رب البیت ہوئے۔ بعد اس کے مومنین کے حق الیقین ہو جانے کو یوں فرمایا: ”ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله وکفیٰ باللّٰه شھیدا (الفتح:۲۸)“ ﴿وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول یعنی محمد ﷺ راہ پر اور سچے دین پر کہ اوپر رکھے اس کو ہر دین پر اور بس ہے اللہ حق ثابت کرنے والا۔﴾ اب آگے اس کے۔ ارسل رسوله کون ہیں؟ فرماتے ہیں۔ ”محمد رسول اللّٰه والذین معه اشداء علی الکفار...... الخ (الفتح:۲۹)“ ﴿محمد رسول اللہ ﷺ اور جو اس کے ساتھ ہیں سخت یعنی زور آور ہیں کافروں پر اور نرم دل ہیں۔ آپس میں﴾

سبحان اللہ یہ ہی ہیں سچے مومنین جن کی خداوند عالم صاف خبر دے کر کیسی تعریف فرماتا

ہے۔ واقعہ بھی جس کی پوری پوری شہادت دیتا ہے کہ ان کی سعی اور کوشش سے بعد وایزدی اسلام ایک مدت تک سب پر غالب رہا۔ مکہ مدینہ سے روم شام وغیرہ سب فتح ہوا اور قبضہ میں آ گیا اور ہنوز قبضہ میں ہے۔ غرض اسلام دین ایسا جم گیا کہ ظاہراً تمام دینوں پر غالب ہوا اور دلیلاً تا قیامت سب پر غالب رہے گا۔ نہ معلوم قادیانی نے کس دلیل سے اس آیت کو اپنی طرف منسوب کیا اور کس چیز پر غالب ہوئے۔

ملک پنجاب یا قصبہ قادیان پر اور صرف یہ کہنا کہ از روئے دلیل سب مذاہب پر غالب ہوئے محض غلط ہے۔ ہر مذہب والا بھی کہتا ہے کہ ہماری دلیل سب پر غالب ہے۔ پس اس لنڈوری دلیل سے کام نہیں چلتا۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ نے کیسے کیسے دلائل کے ساتھ غلبہ کیا۔ مگر کارگر نہ ہوا انجام حکم جہاد ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اور نیز خلفاء مومنین وغیرہ نے کیسا ظاہر غلبہ اسلام ثابت کر دکھایا کہ ہنوز ظاہراً اور دلیلاً غلبہ دونوں طرح ثابت ہے۔ مگر قادیانی کا نہ معلوم کس دلیل سے یہ دعویٰ ہے کیا اپنے بیان کو اپنے نزدیک غالب سمجھا ہے۔ جیسے بہت سے فرقے جواب موجود ہیں۔ سب اپنے اپنے زعم میں دلیل خود کو غالب جانتے ہیں۔ جو من جمیع الوجوہ باطل ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی نسبت ''کل حزب بمالدیھم فرحون (الروم:۳۲)'' فرمادیا ہے۔ سو ایسے پوچ دعوے سے کام نہیں چلتا ہے۔ کیونکہ دعویٰ مثیل نبی و دعویٰ وحی والہام وغیرہ قادیانی تو از روئے نص قرآن باطل ثابت ہو چکا ہے اور نیز نص حدیث سے بھی باطل ثابت ہے۔

چنانچہ منجملہ احادیث کے (اوّل) یہ حدیث مسلم میں مذکور ہے: ''عن انس قال قال ابو بکر بعمر بعد وفاة رسول اللہ ﷺ انطلق بنا الیٰ ام ایمن نزورها کما کا رسول اللہ ﷺ یزورها فلما انتهانا الیها بکت فقالا لها ما یبکیك اما تعلمین ان ما عهد اللہ تعالیٰ خیر الرسول اللہ ﷺ فقالت انی لا اعلم ان ما عند اللہ تعالیٰ خیر الرسول اللہ ﷺ ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء بهیجتهما علی بکاء فجعلا یبکیان معها بلفظ '' ﴿حضرت انس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے بعد وفات نبی صلعم کے کہ ام ایمن پاس چلو تا کہ ان کی زیارت کریں۔ جیسا کہ نبی ﷺ ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ پس جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ پس ان اصحاب نے کہا کہ کس چیز نے تم کو رلایا۔ تم جانتے نہیں ہو کہ جو چیز نزدیک اللہ کے ہے۔ وہ بہتر ہے نبی ﷺ کے حق میں پس انہوں نے جواب دیا

کہ میں نہیں روتی ہوں اس سبب سے کہ مجھے علم نہیں ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اچھی ہے۔ (یعنی اس بات کو میں جانتی ہوں) لیکن میں روتی ہوں اس بات پر کہ وحی آسمان سے منقطع ہوگئی۔ پس حضرت ام ایمن نے دونوں اصحاب کو رونے پر آمادہ کیا اور وہ رونے لگے ان کے ہی ساتھ۔﴾

(دوم)...... حدیث۔ ''انا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی (ترمذی ج۲ ص ۱۱۱)'' ﴿فرمایا نبی ﷺ نے کہ میں پیچھے رہنے والا ہوں اور پیچھے رہنے والا وہ ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾ اور احادیث میں جابجا بھی الفاظ موجود ہیں۔ ''ختم بی النبیون وختم الرسل ''جس کا ترجمہ یہ ہے۔ میرے ساتھ نبی ختم کئے گئے اور میرے ساتھ رسول ختم کئے گئے اور نیز ترمذی کی یہ حدیث مختصراً لکھی جاتی ہے۔

''وانه سیکون فی امتی کذابون ثلثون وکلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷، ترمذی ج۲ ص۴۵)'' ﴿تحقیق قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے ہونگے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾

پس حدیث سے بھی وحی کا اترنا منقطع ثابت ہوا اور ۲۔۳ حدیث سے اصل نبی یا مثل نبی یعنی مصنوعی وغیرہ سب کے نزدیک تردید کامل ہوگئی اور جھوٹے دعوے داران نبوت وغیرہ کی خبر دی گئی کہ جب اصل ہی نہ رہی تو اس کی نسل ومثل اور شاخ وغیرہ کہاں سے ہوں گی۔

علاوہ ازیں ہر ایک نبی اپنے بعد کے نبی کی خبر دیتا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کی خبر دی جس کا قرآن شریف شاہد ہے۔

قولہ تعالیٰ: ''یاتی من بعدی اسمه احمد (الصف:٦)'' ﴿فرمایا: حضرت عیسیٰ نے کہ میرے بعد ایک نبی آوے گا جس کا نام احمد ہوگا۔﴾

پس محمد ﷺ صلعم نے مثل عیسیٰ ابن مریم کو یہ ان کے مثیل ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ بایں الفاظ یہ پیشین گوئی کیوں نہ فرمائی: ''یاتی من بعدی اسمه غلام احمد قادیانی ابن پنجاب '' ﴿یعنی میرے بعد ایک نبی آوے گا جس کا نام غلام احمد قادیانی ہے۔ بیٹا پنجاب کا۔﴾

اس سے البتہ اصل ومثیل عیسیٰ کا اثبات ضرور ہوتا۔ مگر چونکہ یہ برخلاف حکم قرآن

وانبیاء کے تھا اس لئے ایسی پیشین گوئی آپ کیوں فرماتے۔ بلکہ یہ پیشین گوئی تیس جھوٹوں کی جو اپنے آپ کو نبی گمان کرے گا۔ صاف بیان فرما دی۔ چنانچہ منجملہ فرمودہ پیشین گوئی کے چند جھوٹے نبی جو سابق گزر چکے ہیں۔ من جملہ ان کے ایک یہ بھی ملک پنجاب میں برآمد ہوئے بلکہ دو ایک اور بھی منجانب یورپ وافریقہ سنے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس پر اور بھی یہ طرہ یوں ظاہر ہوا ہے۔ جو براہین احمدیہ کے ص ۵۶۱، خزائن ج اول ص ۶۶۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴ میں تحریر فرمایا ہے کہ: ''اعمل ماشئت فانی قد غفرت لك ''یعنی اے قادیانی جو تو چاہے سو کر بیشک ہم نے تجھے بخش دیا۔

ناظرین ذرا غور فرمائیں! کیوں نہ سادہ لوح اس طرح راغب ہوں مفت اور بے مشقت کی دولت بٹ رہی ہے۔ بقول بن مانگے موتی ملے نہ بھیک۔ تمام انبیاء وصدیقین وصالحین وغوث وقطب وغیرہ۔ طلب بخشش کے متمنی ہیں اور ترقی اسلام دین میں اپنے اپنے وقت میں کیسی کیسی محنت ومشقت اٹھائیں اور اسی بخشش کے لئے تمام دنیا کے لوگ خواہش مند ہیں کسی کو ایسا صلہ دنیا میں آج تک نہ عطا ہوا اصل نبیوں کا اور دیگر معزز صاحبان کا تو یہ حال ہوا۔ مگر مثل نبی قادیانی کو نہ معلوم کس کارگزاری کا یہ انعام عطا ہوا۔ دنیا میں ہی سب قیدیں اٹھ گئیں۔ عبادت وغیرہ کی تکلیف اٹھانے سے فارغ البال ہوگئے اور تمام جہاں کی عیش وعشرت مباح کیا حلال ہوگئی۔ بقول:

کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند
جو گناہ کیجئے ثواب ہے آج

پس شراب خوری وحرام کاری وخنزیر خوری وغیرہ کی کچھ روک ٹوک نہ رہی جو چاہیں کریں اور گویا مثل بیان نصاریٰ کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام صلیب پا کر تمام مخلوق کے گناہوں کا کفارہ ہوئے اس لئے ان کو آزادی حاصل ہوگئی۔ ایسے ہی گویا معتقدان مثیل عیسیٰ قادیانی کے گھر تو عید ہوگئی۔ اور بخش دیئے گئے اور جو چاہیں کریں تو معتقدان کو بھی مثل نصاریٰ آزاد ہونا ضرور لازم ہے۔ اس لئے بہت سے عالی فہم جوق درجوق ان کی طریقت میں داخل ہوگئے۔

اب کیا غم ہے خوب گل چھرے اڑائیں تمام انبیاء کو تو تاکید پر تاکید عبادت مگر مثیل عیسیٰ کو یہ آزادی جو اصل نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نصیب نہ ہوئی تھی اور ختم المرسلین پر تو مزید برآں زیادہ تر ان کی خاص ذات پر عبادت کی قید اور زیادہ بڑھائی گئی مگر دوسرے کریں تو ثواب

ہے ورنہ ان پر فرض نہیں ہے۔ چنانچہ سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے حبیب کو فرماتا ہے۔ مگر باوجود اس اعزاز کے وہ آزادی نہ حاصل ہوئی۔

قولہ تعالیٰ: ”یاایها المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا• او زد علیه ورتل القرآن ترتیلا…… الخ (المزمل:۱تا۳)“ ﴿اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کم آدھی رات یا اس سے کم تھوڑا سا یا زیادہ کر اس پر اور کھول کھول پڑھ قرآن کو صاف ہم آگے ڈالیں گے تجھ پر ایک بھاری بات…… الخ﴾

غرض ایسے اولوالعزم انبیاء کی تو یہ کیفیت اور میاں قادیانی کی یہ وسعت آزادی کا بیان جو ہرگز کسی اہل فہم کی سمجھ میں نہ آوے گا۔

عقلاً ونقلاً کسی طرح پر ہو کیوں کر قابل توجہ ہے کہ یہ ”الیوم اکملت لکم …… الخ (مائدہ:۳)“ وغیرہ کے مخالف ہے کہ اس آیہ سے تو دین محمدی کا کامل ہو جانا ثابت ہے۔

قادیانی کے دعوؤں اور ”آیه اعمل ما شئت و آیه هوالذی ارسل رسوله بالهدی…… الخ“ سے دین محمدی کا غیر مکمل و ناقص رہنا نکلتا ہے۔ اب تو ناظرین کو یقین واضح ہوگیا ہوگا کہ قادیانی کے ثبوت وغیرہ تو اب قلابازیاں کھانے لگیں۔ اب بازی لے جانا ذرا کام رکھتا ہے۔

مخالفت قرآن وحدیث وانکار ثابت ہے۔ جو واقعی کفر ہے۔ اب رہی دیگر آیت ”قل انما انا بشر مثلکم یوحی…… الخ“ (صفحہ۵۱۱ براہین احمدیہ، تذکرہ۸۹، اربعین نمبر۲ ص۸، خزائن ج۱۷ ص۳۵۴) اور نیز آیہ ”وما ارسلناك الا رحمة العالمین (انبیاء:۱۰۷)“ (تذکرہ۸۱) میں اپنی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ رحمۃ للعالمین نبی ﷺ کا وصف خاص ہے۔ غرض اسی طرح اور بھی آیتیں ہیں۔ ہم کو بوجہ طول ان کے تحریری جواب مفصل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف وہی ایک آیت کا جواب مذکورہ بالا ان سب آیتوں بارے میں عاقل کے سمجھنے کو کافی ہے۔ پس زیادہ طول دینا فضول ہے۔

کیوں اے قادیانیو! اب بھی کچھ سمجھ میں آیا یا نہیں۔ یا اگر تعصب وغیرہ کو دور کر کے غور کرو گے۔ تو انشاءاللہ ضرور صراط مستقیم قدیم پر کامیاب ہوگئے اور اگر ”ختم الله علی قلوبهم…… الخ“ کی مصداق ہوگئے۔ تو البتہ عالم مجبوری ہے۔ خدا رحم فرمائے۔ آمین!

اے انصاف پسند یارو اگر اس اثبات واضح معروضہ متذکرہ بالا میں پھر کوئی وسوسہ

شیطان ڈالے تو اس کے مزید اطمینان کے لئے اتنی اور گزارش ہے۔ کان کا سیل نکلوا کر غور سے سنئے اللہ تعالیٰ جابجا اپنے رسول کوں یوں خطاب فرماتا ہے۔ یعنی کہیں صاف نام سے محمد رسول اللہﷺ اور کہیں ''الذین یتبعون الرسول النبی الامی...... الخ (اعراف:۱۵۷)'' ﴿جو پیروی کرتے ہیں رسول نبی امی کی...... الخ﴾ اور کہیں یوں فرمایا ''قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً...... الخ (اعراف:۱۵۸)'' ﴿کہہ دیجئے اے لوگو میں فرستادہ اللہ کا ہوں طرف تم سب کے...... الخ﴾ اور کہیں اس طرح فرمایا ''لا الہ الا ھو یحیی ویمیت فآمنو باللہ ورسولہ النبی الامی...... الخ (اعراف:۱۵۸)'' ﴿نہیں کوئی معبود مگر وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور رسول پر اس کے جو نبی امی ہے۔﴾

اللہ تعالیٰ نے جابجا صاف خاص نام اور کہیں لقب امی وغیرہ سے خطاب فرمایا کہ ان کے سوائے کسی کی پیروی نہ کرنا۔ مگر کنایتاً واشارتاً یہ کہیں نہ فرمایا کہ ایک مثیل قادیانی پنجابی جو فلاں صدی میں ہوگا۔ اس کی پیروی ضرور کرنا۔ بلکہ یوں فرمایا ہے۔ اگرچہ آیت کی شان نزول کسی خاص جانب کیوں نہ ہو۔ مگر عام امت کے لئے نمونہ ہدایت ہے۔

قولہ تعالیٰ: ''وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ (انعام:۱۱۶) عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین (انعام:۱۱۷)'' ﴿اور اگر اطاعت کرے تو اکثر کی زمین والوں سے بہکا دیں گے تجھے راہ سے اللہ کی نہیں پیروی کرتے﴾ مگر گمان کی اور نہیں وہ مگر اٹکل کرتے۔ بے شک رب تیرا وہی داناتر ہے۔ اس کا کہ بہکا راہ سے اس کی اور وہ خوب جانتا ہے۔ راہ پانے والوں کو چونکہ اسرار الوہیت اور علوم نبوت نہایت دقیق اور لطیف ہیں۔ ہر عقل اس کے قابل نہ ہر دل اس کا محل۔

ارشاد ہوا۔ اس کی جستجو میں کمال احتیاط شرط ہے۔ تم (یعنی اے آدمیو) زمین کے رہنے والوں میں سے اکثروں کی پیروی کروگے۔ تو تمہیں بہکا دیں گے اس لئے کہ وہ خود بے علم ہیں۔ مجرد گمان اور اٹکل پر حکم کرتے ہیں۔ تیرا رب راہ سے بہکے ہوؤں اور راہ پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔ ظن وقیاس بھی دو ہیں۔ پہلا محض بے اصل یا مجرد رائے پر جیسے اہل بدعت اور اہل ضلال کے اصول یا رسم پرستوں کا معمول یہ عقلاً ونقلاً مردود ہے۔ دوم جو علمی مقدمات سے مستنبط اور کتاب وسنت کی شہادت سے مستفاد ہو وہ واجب العمل ہے۔

صاحبو! اب تو خواب غفلت سے جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ اس آیت کے مصداق کیوں

ہوتے ہوایسی کجروی رائے مجرد سے جو محض بے اصل ہے۔ دور بھاگو اور راہ مستقیم قدیم جس کا ثبوت مذکورہ بالا عبارت سے تم کو بخوبی واضح ہو چکا۔ اختیار کرو کیونکہ دھوکہ بازوں کی نسبت اللہ تعالیٰ یوں صاف فرماتا ہے۔

قولہ تعالیٰ:''ان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم وان اطعتموھم انکم لمشرکون (انعام:۱۲۱)'' ﴿اور بیشک شیطان وحی کرتے یعنی ڈالتے ہیں طرف اپنے دوستوں کی کہ جھگڑیں تم سے اور اگر اطاعت کی تم نے ان کی تو بیشک تم شرک کرنے والے ہو جاؤ گے۔﴾

لو یارو! اب تو ایمان لاؤ اور بشہادت خداوند تم کو ضرور حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگا کہ دعویٰ وحی والہام جس کا مشرح بیان گزرا وسوسہ شیطانی ہے۔ اب ایسے شخص کے پاس ہرگز نہ پھٹکنا۔ ورنہ مشرک محض ہو جاؤ گے۔

آیت سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان کی طرف سے بھی وحی ہوتی ہے۔ تو جب وحی کا آنا بند ہو گیا۔ جس کا اثبات اوپر گزر چکا تو یہ ضرور شیطان کی طرف سے ہے۔ جس کی خبر خداوند عالم نے پہلے ہی قرآن میں دے دی ہے۔ اے ناظرین ذرا انصاف سے نظر کرو گے۔ تو ضرور حق ظاہر ہو جائے گا۔ اے انصاف پسندو یہ عرض ہے کہ پہچان طریقہ حقہ ہر فریق سے اور نیز دعاوی مدعی کاذب یعنی مثیل نبی ووحی والہام وغیرہ کی تردید واثبات حق بطریق اسلام قدیم کے تو اس عاجز نے فراغت پائی۔ اب نسبت فساد وعقائد مرزا قادیانی اور ان کے پیروؤں کی جو معجزا انبیاء علیہم السلام کے بابت ان کی تحقیقات میں تحریر ہیں۔ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ وہ ان کے دعوے بطلان کے لئے عمدہ شواہد کافی وافی ہیں اور ناظرین خود تمیز کر لیں گے کہ واقعی درست ہے۔

معجزات انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم

بیان قادیانی...... انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں:

ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر ہمارے نبی ﷺ کا معجزہ تھا اور خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راست باز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے دکھایا تھا۔

دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعے سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جو الہام الٰہی سے ملتے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۳۰۱، خزائن ج۳ ص۲۵۴،۲۵۳)

نوٹ

یہ تفصیل خلاف جمہور قادیانی کہ جو امور آسمان پر واقع ہوں اور دنیاوی انسان کو نظر بھی آجاویں تو وہ گویا معجزہ نبی کا ہے کہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے انبیاء کی اظہار عظمت کے لئے دکھایا اور جو زیر آسمان یعنی ہوا یا ن زمین پر یا پانی پر یا پانی کے اندر یا زیر زمین ہو وہ معجزہ نہیں۔ وہ معجزہ خرق عادت عقلی ارضی ہے جو گویا ہر مخلوق انسان غیر انسان کافر مشرک وغیرہ سب میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جملہ انبیاء کے معجزات کا باعث انکار ہے۔ قادیانی کی جدید علم وانی نے معجزہ وخرق عادت کے عجب معنی گھڑے ہیں۔ مگر تعجب یہ ہے کہ ساوی امور میں تو خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت کی طرف منسوب کر کے معجزہ انبیاء قرار دیا جائے اور ارضی امور کو عقلی معجزہ جو اس خارق عقل کے ذریعہ سے ظاہر ہوں۔ خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرت سے خارج کر دیا۔ گویا ان کا بانی کوئی اور ہوگا اور برائے نام الہام الٰہی سے ملتی ہے۔ کی شق جس کی گویا کچھ حقیقت نہیں ہے۔ لگادی جو دفعات آئندہ سے واضح ہو جاوے گی۔ مگر بسا تعجب یہ ہے کہ معراج رسول اللہ سے کیوں انکار ہے۔ جس کا بیان آگے آتا ہے۔ وہ بھی تو ایک ساوی معجزہ ہے۔ شاید بوجہ آنکھ سے نہ دکھائی دینے کے اس کا انکار ہے۔ حالانکہ اسی بناء پر بہت سے لوگوں کا معجزہ شق القمر سے بھی انکار ہے۔ مگر اسی خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے جسے چاہا معراج کو اس آنکھ سے کیا بلکہ دل کی آنکھ سے بھی دکھا دیا۔ مگر ہاں جو اس کی درگاہ پاک سے مرفوع القلم ہیں ان کو البتہ محروم رکھا۔ وہ اسی قابل اور یہ اس قابل ہیں۔ مولانا روم نے سچ فرمایا ہے:

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل اورا دردلش انداختن

کیونکہ جنت ودوزخ ان دونوں کے بھرت کا خیال بھی امر ضروری تھا۔ پس قادیانی کے اس پیرائیہ بیان سے صرف معجزہ شق القمر کا اقرار ہے۔ باقی تمام معجزات انبیاء سے انکار اور خارق عادات عقلی الہامی میں شمار جو ہر مخلوق خدا یعنی جن وانس وحیوان جانور وغیرہ کو بھی حاصل ہے۔ مثل شیر بلی چوہا گیدڑ کتا سور وغیرہ کو بھی ہوتا ہے۔ گویا یہ وقعت اور تعریف معجزات انبیاء کی قادیانی کے نزدیک بیان ہوئی۔ جیسے انسان نے خارق نے عادات الہامی کے ذریعہ سے صدہا عجوبات مثل جہاز وریل وتار وغیرہ ظاہر کئے۔ جیسے جانوران وغیرہ اپنے اپنے دشمن کو بوقت شکار

فوراً معلوم کر لیتے ہیں اور جیسے سور کے سامنے ٹکڑا گوشت کا اور چرکین رکھا جاوے۔ تو وہ چرکین ہی کھانے کو دوڑتا ہے۔ اس کو خارق عادت الہامی سے اطلاع ہوئی کہ تیری غذا چرکین ہے اور اسی طرف اس کا میلان ہے۔ واقعی قادیانی کی یہ خود تراشیدہ تشریح بہت قابل وقعت ہے۔ شاید یہی دلیل میلان الہامی مثیل انبیاء کا ہونا مراد ہے۔ تو ایسے الہام تو ہر ایک میں ثابت ہوگئے۔ اگر قادیانی کو بھی اس قسم کا الہام خارق عادت ہے۔ تو ہم کو بھی کچھ بحث نہیں وہ خود ہی اپنے الہام کی تعریف کے مکذب ہوئے۔ غرض اسی بناء پر اپنی مجرد رائے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی وہ چھتاڑ فرمائی ہے کہ ان کو کسی کام کا ہی نہیں رکھا جو درج ذیل ہیں۔

بیہودہ چھتاڑ معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام از جانب قادیانی

دفعہ۱...... ''پس کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی گئی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے سے پرندوں کی طرح پرواز کرتا ہو یا پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔'' (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴)

دفعہ۲...... ''ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ مسیح کے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔''

(ازالہ اوہام ۳۰۵، خزائن ج۳ ص۲۵۵)

دفعہ۳...... ''حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مردے جو زندہ ہوئے تھے۔ یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے۔ وہ بلاتوقف چند منٹ میں مر جاتے تھے اور حضرت مسیح اس عمل میں کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے اور یہ جو میں نے مسمریزمی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے۔ یہ الہامی نام ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا۔''

(ازالہ اوہام ص۳۱۱، ۳۱۲، خزائن ج۳ ص۲۵۹، ۲۵۸)

نوٹ

شاید یہ وہی الہام ہے جس کی ابھی اوپر تعریف بیان کی ہے۔ جس کو خود ہی خارق عادت قرار دیا ہے۔ افسوس کہ قادیانی نے قریب الموت کو مردہ سمجھ کر بے جا اعتراض کیا۔

دفعہ۴...... (براہین احمدیہ تمہید پنجم) یہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے اندھوں لنگڑوں کوشفا حاصل ہوئی ہے۔تو بالیقین یہ نسخہ مسیح نے اسی حوض سے اڑایا ہوگا۔ (خزائن ج ۱ص ۵۳۱، ۵۳۰) جو عبرانی میں بیت خدا کہلاتا ہے۔ (خزائن ج ۱ص ۵۲۱) ''اور جس کا پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اس میں اترتا کیسی ہی بیماری کیوں نہ ہو اس سے چنگا ہو جاتا تھا۔'' (خزائن ج ۱ص ۵۲۳) اور جس پر حضرت مسیح اکثر جایا بھی کرتے تھے۔ (خزائن ج ۱ص ۵۳۳) ''اور جس کی مٹی میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ ایک کھیل تھا اور مٹی مٹی ہی رہتی تھی جیسا سامری کا گوسالہ۔'' (ازالہ ص ۳۲۲، خزائن ج ۳ص ۲۶۳)

دفعہ۵...... ''اگر یہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے یہ عاجز کم نہ تھا۔'' (ازالہ ص ۳۰۹، خزائن ج ۳ص ۲۵۸)

دفعہ۶...... ''یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔'' (ازالہ ص ۳۲۲، خزائن ج ۳ص ۲۶۳)

دفعہ۷...... (تمہید پنجم براہین احمدیہ) پس مسیح کے معجزات سب کے سب محجوب الحقیقت ہیں کیونکہ وہ بظاہر صورت مکر ان سے مشابہ تھی۔ (خزائن ج ۱ص ۵۵۷، ملخص)

''ہمارے نبی ﷺ کا سیر معراج آسمانوں پر اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا۔ (کیونکہ کسی بشر کا آسمانوں پر جانا خلاف عادت اللہ یعنی خلاف قانون قدرت ہے۔) اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔ بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقات اس کو ثابت کر چکی ہیں۔ پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کسی قدر لغو خیال ہے۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے۔'' (ازالہ ص ۴۷، خزائن ج ۳ص ۱۲۶)

نوٹ

مگر قادیانی نے معجزہ شق القمر کے اقرار کے وقت پرانے وجدید فلسفہ کے مسئلہ کو ملحوظ نہ رکھا کہ یہ شق القمر خلاف قانون کیسے ہوگیا؟۔ اور اب یہ بھی واضح ہوگیا کہ یہ جو ظاہری طریق پر اہل اسلام کا ڈھچر بنا رکھا ہے۔ یہ بے چارے سادہ لوحوں کو پھانسنے کا جال پھیلایا ہوا ہے۔ کیونکہ ان کے حسب بیان۔

دفعہ۸..... مندرجہ بالا کے مطیع فلسفہ پرانے اور جدید کے پائے جاتے ہیں۔ جو خلاف نص ہے اور جس نے اتباع رسول اللہ ﷺ نہ کی وہ اسلام دین سے باہر ہو گیا۔

قولہ تعالیٰ:''ومن یتبغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ (آل عمران:۸۵)'' ﴿اور جو کوئی چاہے سواء اسلام کے دین۔ پس وہ ہرگز قبول نہ ہوگا۔﴾ پس یقیناً اتباع طریق فلسفہ نے قادیانی کو باعث انکار معراج ثابت کر دیا اور نیز اس آیت کا بھی انکار ثابت۔ آیت''ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر (آل عمران:۱۶۵)'' ﴿بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔﴾ اور بخیال قادیانی وہ قادر مطلق نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے قانون قدرت میں محدود و مقید ہے۔ تو وہ قائل خدائی نہ رہا تو ضرور ان کو ایک قادر مطلق ماننا پڑے گا۔ جب یہ تسلیم ہوگا تو ان کا وہ بیان بالا غلط ہو جائے گا اور حسب بیان ان کے خداتعالیٰ کی یہ صفت تعجب خیز ہے۔ جس کی غیر محدود قدرت کی تعریف قسم معجزہ اول میں بیان فرمائی ہے۔ وہ اب محدود مقید ثابت ہوتی ہے۔ سبحان اللہ! ایسے عالی اور باریک فہم کے لوگ دنیا میں کہاں پیدا ہوتے ہیں اور معراج رسول اللہ ﷺ کو جو معراج کشفی ہے۔ جس کا قادیانی کو خود تجربہ ہے۔ بیان کیا ہے تو گویا قادیانی کو معراج بھی مثل رسول اللہ ﷺ ہو گئی۔ سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال۔ کجا قادیانی کجا رسول مگر یہ تو فرمایئے آیا یہ معراجی تجربہ از قسم تشریح دوم مذکورہ بالا یعنی الہامی فرق عادت یا وحی سے یا کسی اور قسم سے ہے۔ مگر کوئی اور قسم تیسری تو بیان ہی نہیں فرمائی۔ لامحالہ وہی قسم دوم قائم رہے گی تو اس کی کیفیت فضائل رحمانی یا شیطانی ہونے کا ثبوت بسط کے ساتھ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ پردہ چشم حیا کو اٹھا کر خوب سمجھ لیجئے اور پھر انصاف سے فرمایئے کہ کون ٹھکانے کی کہتا ہے اور سنئے۔

براہین احمدیہ۔ تمہید (۶) میں مسیح کی پیشین گوئیاں سے بھی انکار ہے۔ (قال) مسیح کی پیشین گوئیاں اس لئے محجوب الحقیقت ہیں کہ وہ بظاہر صورت نجومیوں اور کاہنوں اور مؤرخوں کے طریقہ بیان سے مشابہ ہیں۔ (خزائن ج۱ ص۵۵۸ ملخص)

اقول

اس اعتراض کی تردید ص ۲۵ میں گزری اس جگہ مکرر بیان کی ضرورت نہیں۔ صفحہ ہذا کو ملاحظہ کر لیا جاوے۔ ورنہ جواب داثبات تفصیلی معجزات انبیاء علیہ السلام جو آئندہ آئے گا نظر سے گزرے گا۔

اثبات معجزات وپیشین گوئیاں انبیاء علیہم الصلوات والسلام ازنص قرآن

(اصل مسودہ سے صفحہ......۳۴......اور......۳۵......غائب ہیں)

کہا اللہ کی پناہ جبریل نے فرمایا کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ کلمۃ اللہ تم سے پیدا ہوں گے جو دنیا میں کثرت معجزات اور نزول قرب قیامت اور قتل مسیح دجال وکسر صلیب ومنکشف انصار سے عزت والے ہوں گے اور قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ انہیں مراتب اعلیٰ عطا فرمائے گا اور مقام قرب میں جگہ ملے گی۔ (خلاصۃ التفاسیر ج۱ ص۲۵۴)

اور یہ بھی فرمایا:''ویکلم الناس فی المهد وكهلا ومن الصلحين (آل عمران:٤٦)'' ﴿اور کلام کرے گا آدمیوں سے پالنے میں اور کہولت میں اور نیکوں سے ہے۔﴾

اے ناظرین وخادمان مرزا قادیانی ومیرٹھی وغیرہ تم کو قسم ہے اپنے جد امجد کی انصافاً اس تعریف فرمودہ خداوند تعالیٰ سے اور قادیانی کے بیان توہین بالا سے مقابلہ کرتے جانا کیونکہ آخر حق پر ایمان لانا ضروری ہے اور بعد اس کے اللہ تعالیٰ حضرت مریم کا بیان یوں فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:''قالت رب انی یکون لی ولد ولم يمسسنی بشر قال كذالك الله يخلق ما يشاء اذا قضىٰ امراً فانما يقول له كن فيكون (آل عمران:٤٧)'' ﴿کہا اے رب کہاں سے ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہ چھوا مجھے کسی آدمی نے کہا ایسا ہی اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ جب حکم کرے کسی کام کا یہ کہتا ہے واسطے اس کے ہو جا پس ہو جاتا ہے۔﴾

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بشارت سن کر مریم متعجب بولیں میرے لڑکا کس طرح ہوگا۔ مجھے تو کسی مرد نے چھوا بھی نہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ جسے چاہتا ہے یوں ہی پیدا کرتا ہے۔ جب کوئی کام کرنا منظور ہوا فرمایا (کن) ہو جا پس وہ شیء موجود ہوگئی۔ اسے اسباب وآلات کی حاجت نہیں یہ لڑکا بھی یوں ہی پیدا ہوگا اور مرزا قادیانی کے نزدیک ان کے قانون قدرت کے یہ آیت مخالف ہے اور فرمایا''ويعلمه الكتب والحكمة والتوراة والانجيل ورسولاً الى بنی اسرائيل (آل عمران:٤٨،٤٩)'' ﴿اور سکھائے گا اسے کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل اور پیغمبر ہے طرف بنی اسرائیل کے۔﴾

کیوں صاحبو! یہ آیات قرآنی جو کلام الٰہی ہیں۔ آپ کے ملاحظہ سے گزریں۔ اب بھی

یقین کلی ہوا یا نہ۔ ذرا غور فرماؤ۔ اللہ تعالیٰ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ذی وجاہت دنیا اور آخرت اور مقربوں سے فرمائے اور قادیانی نے ان کو سامری بازی گر نجومی لہولعبی سے تشبیہیں دیں۔ جس سے عیسیٰ علیہ السلام خود سامری بازی گر ہوئے۔

خدائے تعالیٰ تو فرمادے کہ وہ پالنے اور کہولت میں باتیں کرے گا۔ یہ بھی معجزہ ہے اور قادیانی انکار کرے اور اللہ تعالیٰ تو حضرت مریم کی اطمینان فرمائے کہ اللہ جو کرنا چاہے کہتا ہے کہ ہو۔ پس وہ ہو جاتا ہے۔ بے باپ لڑکا ہونے میں تعجب نہ کر اور ہم سکھائیں گے۔ عیسیٰ کو کتاب وحکمت اور پیغمبری طرف بنی اسرائیل کے اور قادیانی ان کو سامری بازی گر نجومی لہولعبی وغیرہ بتائے۔

کیوں صاحبو! یوسف نجار کو عیسیٰ مسیح کا باپ قادیانی کا بتانا اور قانون قدرت فلسفہ جس کی وجہ سے معجزہ ومعراج روحی وجسمی سے انکار ہے۔ صحیح ہے یا قانون قرآن خداوندی صحیح ہے۔ یقین ہے کہو گے کہ قرآن صحیح ہے۔ پھر اگر کوئی ایسے بزرگ نبی کی نسبت اپنی کور باطنی وسیاہ قلبی سے بازی گر وسامری ونجومی وغیرہ کی تشبیہ دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثل نصاریٰ باپ بھی قرار دے اور قرآن جو قانون خدا ہے۔ چھوڑ کر قانون قدرت فلسفی پر یقین کرے۔ تو آپ ہی ارز وئے انصاف فرمائیں کہ وہ شخص بصورت انسان حقیقت مجسم شیطان ہے یا نہیں۔ چنانچہ مولانا روم بھی ارشاد فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نشاید داد دست

پس ایسے شخص سے دور بھاگنا اور پناہ مانگنا چاہئے۔ موافق فرمودہ خداوند عالم ''الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس (الناس:۵،۶)'' ﴿وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے بیچ سینہ لوگوں کے جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے﴾ پس ایسے شخص کے نام پر فوراً لاحول پڑھ لیا کرو تا کہ اس کے اثر سے محفوظ رہو اور سنئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ تو یہ ارشاد کیا جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں یوں فرماتا ہے:

قولہ تعالیٰ: ''انی قد جئتکم بایة من ربکم ان اخلق لکم من الطین کهئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن الله وابرئ الاکمه والا برص واحی

الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لایة لکم ان کنتم مومنین (آل عمران:۴۹)'' ﴿میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانی رب سے تمہارے۔ میں پیدا کرتا ہوں واسطے تمہارے مٹی سے ایک صورت بصورت چڑیا کے پس پھونکتا ہوں میں اس میں پس ہو جاتی ہے چڑیا حکم سے اللہ کے اور اچھا کر دیتا ہوں اندھوں کو اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہوں میں مردے کو حکم اس کے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھاتے ہو اور جو جمع کرتے ہوئے گھروں میں اپنے بے شک اس میں نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے۔﴾ اب خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ کیسے کیسے معجزات و واضح نشانیاں اللہ کی طرف سے لائے جن کی اللہ تعالیٰ شہادت فرماتا ہے اور مرزا قادیانی حسب دفعات نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۶، ۷۔ مذکور بالا برخلاف ومنکر آیہ ہذا صریح ثابت ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قولہ تعالیٰ:'' وجئتکم بایة من ربکم '' ﴿اور لایا میں تمہارے پاس نشانی رب سے تمہارے۔﴾ (یعنی معجزے) بھلا اب بھی تعین ہوا کہ جو شخص ان آیات کو جھٹلائے گا وہ مخالف خدا اور رسول ہے یا نہیں۔ خداوند کریم ان منکروں پر رحم فرمائے اور لیجئے۔

قولہ تعالیٰ:'' وآتینا عیسیٰ ابن مریم البینت وایدنٰہ بروح القدس '' ﴿اور دیں ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو نشانیاں صریح (یعنی معجزے) اور مدد کی ہم نے روح قدس سے۔﴾

اے ناظرین حق پسند غور تو فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے پاس سے معجزے و نشانیاں صریح دینا فرمائے اور نیز اپنی روح پاک سے مدد و عطا کرنا فرماتا ہے اور قادیانی برخلاف آیت ہذا کے اپنی دفعات مذکورہ بالا میں معجزات انبیاء کا انکار اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے معجزے جن کی شہادت قرآن دیتا ہے ظہور پذیر ہوئے۔ اس قادیانی کے نزدیک (دفعہ ۵) میں عمل الترب و مکروہ ہیں اور حسب دیگر دفعات مذکورہ بالا کی مصداق ہیں اور لیجئے۔

قولہ تعالیٰ:''اذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیك وعلی والدتك اذایدتك بروح القدس تکلم الناس فی المهد وکهلا واذ علمتك الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل واذ تخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیرا باذنی وتبری الاکمه والابرص باذنی واذ تخرج الموتیٰ

بـاذنـی واذ کـفـفـت بنی اسرائیل عنك اذ جئتهم بالبینت فقال الذین کفروا منهم ان هذا الاسحر مبین (مائدہ:۱۱۰)‘‘ ﴿جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ بیٹے مریم کے یاد کر نعمت میری تجھ پر اور والدہ تیری پر جب کہ مدد دی ہم نے تجھے روح قدس سے باتیں کیں تو نے آدمیوں سے لڑکپن اور جوانی میں اور جب سکھا دی ہم نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل اور جب بناتا تھا تو مٹی سے مثل صورت چڑیا کی حکم سے میرے پھر پھونکتا تھا تو اس میں پھر ہو جاتی تھی چڑیا حکم سے میرے اور اچھا کر دیتا تھا اندھے کو اور کوڑھی کو حکم سے میرے، اور نکالتا تھا (یعنی زندہ کرتا تھا) مردے کو حکم سے میرے اور جب روک دیا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب لایا تو ان کے پاس کھلی نشانیاں (یعنی معجزے) تو کہا انہوں نے جو کافر ہوئے ان میں سے نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا ہوا ہے۔﴾ یعنی یاد کرو تم وہ قصہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب فرمایا کہ اے عیسیٰ بن مریم ہمارے انعام جو تم اور تمہاری ماں پر کئے ہیں یاد کرو (نمبر۲) تم کو روح پاک یا جبرائیل علیہ السلام وانجیل سے مدد دی اور لڑکپن میں تم سے باتیں کرادیں اور جب بڑے ہوئے۔تب بھی ہدایت کی۔ (نمبر۳) سکھادیا تم کو لکھنا اور علوم نبوت اور توریت وانجیل۔ (نمبر۴) تم کو یہ قوت عطا کی کہ مٹی سے چڑیا کی صورت بنا کر اس میں دم کر دیتے وہ زندہ چڑیا ہو جاتی۔ (نمبر۵) مادرزاد اندھوں (نمبر۶) اور کوڑھی کو اچھا کر دیتے۔ (نمبر۷) اور جب تم بنی اسرائیل کے پاس ہماری کھلی نشانیاں (یعنی معجزے) لائے تو وہ جھٹلانے لگے اور جادوگر بتانے لگے اور قصد کیا دست درازی کریں۔مگر ہم نے ان کے ہاتھ روک دیئے اور قتل اور قید سے بچا کر آپ کو آسمان پر بلالیا۔

اس کی تفسیر انشاء اللہ آئندہ بحث حیات حضرت عیسیٰ میں آئے گی اور ہر جگہ باذنی کی قید بڑھا دی کہ یہ نہ سمجھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستقل قادر تھے۔خلاصۃ التفاسیر ص۵۹۱ اور نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی جس کی اللہ تعالیٰ شہادت فرمائے۔

قولہ تعالیٰ:’’یاتی من بعدی اسمه احمد (صف:۶)‘‘ ﴿یعنی میرے بعد ایک نبی آوے گا جس کا نام احمد ہوگا۔﴾ کیسی پوری ہوئی۔

اب یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ ارشاد معجزات وپیشین گوئیاں حسب مذکور د آیات سابق گزشتہ کی مکرر تصدیق فرمادی۔اب اگر کوئی شخص انکار

کرے تو ظاہری آنکھیں تو پھوٹی ہیں۔ مگر ہے کی بھی پھوٹ گئیں۔ تو فی زمانہ کے ایسے اشخاص بھی انہیں میں سے ہیں۔ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام جب تو لے گیا ان کے پاس کھلی نشانیاں (یعنی معجزے) تو کہا انہوں نے ان میں سے جو کافر ہوئے نہیں یہ مگر جادو کھلا ہوا۔ پس جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو اب جادوگری مسمریزی بازی گری۔ لہولعب وکروہ وغیرہ۔ حسب دفعات مرزا قادیانی کی سمجھے تو تمہیں قسم ہے۔ اپنے پیر مغان گرو کی سچ کہنا وہ کیوں کر کافر نہ ہوگا۔ ضرور کافر ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قولہ تعالیٰ: ''ولقد انزلنا الیک اٰیٰتٍ بینٰتٍ ج وما یکفر بھا الاالفاسقون (بقرہ:۹۹)'' ﴿اور البتہ تحقیق اوتاری ہم نے طرف تیری نشانیاں ظاہر (یعنی معجزے) اور نہیں کفر کرتے ساتھ اس کے مگر بدکار۔﴾

اے یارو ایسی واضح آیتوں سے چشم پوشی کرکے کیوں فاسق اور کافر ہوئے جاتے ہو۔ اگر اب بھی غلبہ ابلیس کی پیروی سے مفر نہ ہو تو اور سنئے۔ جب کہ حسب ارشاد استدعا سے قوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی: ''ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء (مائدہ:۱۱۴)'' ﴿تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے خوان اتارے۔﴾ اور قبل اس کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی من وسلویٰ کے خوان آسمان سے اترے۔ ان کا پورا قصہ قرآن میں موجود ہے۔ کسی حافظ سے معلوم کر کے کسی عالم سے سمجھ لو۔ کسی ابلیس کے بہکانے سے اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو اور یہ معجزہ مرزا قادیانی کے مجوزہ قانون تشہیری معجزات نمبر ۱ و نمبر ۲ میں سے کون سے قسم کا ہے۔ آیا سماوی یا خارق عادت یا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جملہ معجزات سے انکار ہے۔ یہ بھی اس مد میں داخل ہے اور دفعہ (۴) میں جو قادیانی نے وہ خیال جس کو صحیح وقریب قیاس بیان کیا ہے کہ یہ نسخہ حضرت مسیح نے حوض بیت خدا سے اڑایا ہے اور جس کی مٹی میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی ہے۔ جو ایک کھیل ہے۔ جیسے سامریؑ کا گوسالہ درست ہے۔ یا خداوند عالم کا یہ فرمانا کہ ہم نے روح القدس سے مدد دی اور ایسے ایسے معجزے عطا کئے جو آیات متذکرہ بالا سے ثابت ہوا صحیح ہے۔ ذرا چشم حیا کو اٹھا کر سر سے کھیلو اور منہ سے بولو تو سہی یہ کیسی سینہ زوری ہے کہ ایسی کھلی ہوئی شہادت خداوندی سے انکار ہو تو صریح کفر ہے یا نہیں۔ ابھی کچھ نہیں گیا ہے سچے دل سے توبہ کر کے ایمان لائیے ورنہ سوائے جہنم کے کوئی ٹھکانا نہیں ہے اور جو اس آیت کا مصداق ہو تو

عالم مجبوری ہے۔ آیت۔ ”ان الذین لا یومنون بآیات اللہ لا یھدیھم اللہ ولھم عذاب الیم (حجر:۱۰۴)“ ﴿بے شک جو نہیں ایمان لاتے۔ آیتوں پر اللہ کی نہیں راہ دکھاتا انہیں اللہ اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔﴾

اے ناظرین عالی فہم اب تو ضرور یقین کامل ہوا ہوگا کہ قادیانی کی مجوزہ تشریح اقسام معجزات نمبرا اور نمبر۲ جس کی بناء پر انبیاء علیہ السلام کے معجزات سے انحراف تھا۔ محض باطل ہے۔ اب رہے معجزات رسول اللہ ﷺ تو منجملہ ان کے صرف ایک معجزہ شق القمر کا اقرار کیا ہے۔ جو وہ بھی از روے اتباع فلسفہ کہنہ وجدید کے بمنزلہ انکار کے ہے۔ کیونکہ موافق دفعہ(۸) معراج رسول اللہ ﷺ سے انکار ہے کہ اس جسم کثیف کے ساتھ آسمانوں پر جانا خلاف عادت اللہ یعنی خلاف قانون قدرت اور پرانے فلسفہ وجدید فلسفہ کی رو سے وہاں پہنچنا لغو خیال ہے۔ بلکہ اس معراج کو ایک اعلیٰ درجہ کا کشف قرار دیا ہے اور اس قسم کے کشفوں میں اپنے آپ کو خود تجربہ کار بیان کیا ہے۔

گویا مثل رسول اللہ ﷺ قادیانی کو بھی معراج ہوتی ہے۔ تو مثیل رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء بھی ہو ہی گئے۔ اب صرف درجہ خدائی باقی رہا وہ بھی در پردہ بحوالہ حیلہ بناوٹی صوفیہ حال کے حاصل ہونا دیگر مقام پر بیان کر دیا ہے۔ جس کو انشاء اللہ ہم آئندہ حصہ دیگر میں مفصل عرض کریں گے۔ مگر اس وقت تک اتنا کہنا ضرور ہے کہ از روئے اسلام مثیل خاتم الانبیاء نہ سہی مگر آپ حسب پیشین گوئی مخبر صادق ﷺ کے کہ میرے بعد بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوں گے اور ایک حدیث میں ۳۰ دجالوں کی تعداد بتائی ہے اور نیز تواریخ سے ثابت ہوا کہ چند اشخاص نے عیسیٰ ومثیل انبیاء کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ واصل جہنم ہوئے۔ ان کے مثیل خاتم تو ضرور ہوئے۔ قطع نظر تواریخ گزشتہ کے خود ہمارے زمانے میں مہدی پیدا ہوئے اور اب بھی یورپ وافریقہ میں موجود ہیں۔ جن کو علم تواریخ ہے وہ خود سمجھ جائیں گے۔ اب اس وقت ہم کو اس قدرت قانون کا معلوم کرنا ہے جس پر قادیانی کا مدار ایمان ہے۔ اگر عادت اللہ اور پرانا فلسفہ اور جدید فلسفہ یہی ہے تو بوقت اقرار معجزہ شق القمر پرانے وجدید فلسفہ کے مسئلہ کو ملحوظ نہ کیا کہ یہ شق القمر خلاف قانون کیسے ہوگیا؟ انکار معراج رسول اللہ ﷺ میں نوبت اعتراض کی نہ آتی۔ یا کہ اس کا قانون قدرت قرآن شریف ہے۔ جس سے وہ قادر مطلق اور فاعل

مختار ثابت ہے۔نہ کہ حسب خیال قادیانی قادر مقید۔ کیونکہ وہ اپنے قانون قدرت قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے۔

قولہ تعالیٰ:’’یخلق ما یشاء واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر (مائدہ:۱۷)‘‘ ﴿پیدا کرتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔﴾ البتہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے اور ہر بات کے لئے جو قوانین مقرر اور نازل فرمائے ہیں۔ وہ کبھی اور کسی صورت میں بدل نہیں سکتے اور قادر مطلق وحکیم برحق کی مقرر کی ہوئی تقدیر (قانون قدرت) ہرگز نہیں بدل سکتی۔ یعنی کلام ربانی کے موافق اللہ تعالیٰ کی سنن اور مقادیر کبھی اور کسی صورت میں بدل نہیں سکتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا ولن تجد لسنت اللہ تحویلا (فاطر:۴۳)‘‘ ﴿سو تو نہ پاوے گا اللہ کا دستور بدلنا اور نہ پاوے گا اللہ کا دستور (قانون) ٹلنا۔﴾ غرض قوانین قدرت الٰہی میں ردوبدل نہیں...... الخ۔ مگر قانون قدرت الٰہی کے سمجھنے کو بڑی لیاقت درکار ہے۔

اکثر اشخاص بوجہ کم علمی۔ فلسفہ انسانی کے متبع ہوکر فلسفہ حقہ جس پر تمام انبیاء کا مذہب قائم ہے۔ ان واقعات تعجب خیز پر جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے وقوع میں آئے اور معجزات انبیاء سرزد ہوئے۔ تو وہ بے علم منکر ہوئے اور یہ سمجھے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا قانون ہرگز نہیں بدلتا۔ بلکہ ایک دوسرا قانون مقابل سمت سے عمل کرتا ہے۔ جس طرح پر یہ ایک قانون قدرت ہے کہ ہر شے جو بے سہارے چھوڑ دی جاتی ہے۔ زمین پر گر پڑتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص گرتی ہوئی چیز کو راستہ ہی میں ہاتھ پر لے لے تو زمین پر نہیں گرنے پاتی۔ اسی طرح کسی موقع پر خداوند تعالیٰ کا فعلی قانون عمل کر رہا ہو یا اس موقع پر سخت مصیبت اور حادثہ واقعہ ہو جائے۔ تو اس کا دفعیہ شرائط کے ساتھ بواسطہ انبیاء واولیاء اور دعا کرنے یا باظہار عظمت خود قادر مطلق کے ہوسکتا ہے۔ جیسا واقعات سے ثابت ہے۔ مگر یہاں کوئی قانون قدرت نہیں بدلا نہ خلاف عادت بلکہ مقابل سے ایک اور قانون نے تقدیر الٰہی کے موافق عمل کیا۔ انبیاء واولیاء کی دعائیں واسطے میں جو ایسا پرزور اثر ہے کہ بسا اوقات دنیا کو تہہ وبالا کر دیتی ہے۔ کچھ کا کچھ کر دکھاتی ہیں۔ مخالفین الٰہی کو چکنا چور اور موافقین کو مظفر اور منصور کر دیتی ہیں۔ یہ سب قانون الٰہی کے مقابل دوسرے قانون کا عمل کرنا ہے۔ یہ بھی تقدیرات الٰہی میں داخل ہے۔ جس میں کسی صورت سے کوئی قانون الٰہی نہیں بدلا۔ اللہ تعالیٰ جو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔’’لکل اجلٍ کتاب یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت

وعندہ ام الکتاب (رعد:۳۹،۳۸)'' ﴿ہرایک وعدہ کے لئے ایک کتاب (قانون مقرر ہے) پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے محو ومنسوخ کردیتا ہے اور جو چاہتا ہے۔ ثابت وقائم رکھتا ہے۔﴾ اور علوم حقہ کی کتاب (یعنی تقدیرات الٰہی کی کتاب) اسی کے پاس ہے۔ جس کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔ دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے۔ بعضے اسباب ظاہر ہیں۔ بعضے چھپے ہیں۔ اس بات کی تاثیر کا اندازہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے اس کی تاثیر اندازہ سے کم یا زیادہ کردے جب چاہے ویسے رکھے۔ آدمی کبھی کنکر سے مرتا ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ اندازہ کو تقدیر کہتے ہیں۔

دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے۔ ایک نہیں بدلتی۔ جب آیت: ''وما کان لرسولٍ ان یاتی بایۃٍ الا باذن اللہ'' نازل ہوئی۔ تو کفار نے کہا کہ اے محمد ﷺ! تجھ کو کچھ اختیار نہیں اور اللہ تعالیٰ بھی جو کچھ لکھ دیتا ہے وہی ہوگا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ اس پر یہ آیت بالا: ''یمحو اللہ ما یشاء...... الخ'' اتری یعنی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے جب چاہے اور جو کچھ چاہے کر ڈالے اور سب چیز پر قادر ہے۔ پس مرزا قادیانی کا فلسفہ تو رفو چکر ہوگیا۔ مگر اب ان کے چیلے جو ندامت اتارنے کو ایک کتاب عسل مصفیٰ مرزا قادیانی کے دعویٰ طرز فلسفہ کو چھوڑ کر جو بطور طرز روافضانہ قانون قرآن سے بتاویلات باطلہ اپنے پیر صاحب کی کمر تھامی ہے۔ وہ بھی اس واضح اثبات آیت بالا سے ہرگز قابل خیال وتوجہ نہیں ہے۔ پس جملہ معجزات کے ہونے اور خداوند تعالیٰ سے وہ امور وقوع میں آنے جو اس سے سابق ظہور نہیں ہوئے باتباع قانون فلسفہ انسانی جو خیالی وظنی تختہ مشق انسانی ہے۔ بمقابلہ شہادت قرآنی آیات ہذا سے منکر ہونا البتہ کفر ہے۔

اگر ناظرین انصاف پسند۔ دلائل مذکورہ الصدر کو ملحوظ رکھیں تو وہ اثبات ماقبل ومابعد جو آئندہ نظر سے گزرے گا۔ تو صاف ظاہر ہوجائے گا کہ واقعی یہ درست ہے۔ علاوہ ازیں حسب آیات مذکورہ بالا ص۳۲ حضرت مریم نے فرمایا کہ کیونکر خلاف ہوسکتا ہے کہ نہیں چھوا مجھ کو کسی آدمی نے اور لڑکا ہو جائے۔ جواب ہوا''قال کذالک اللہ یخلق ما یشاء...... الخ'' ﴿یعنی ایسا ہی اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے یہی کہتا ہے واسطے اس کے ہو جا پس ہو جاتا ہے۔﴾

غرض جب اس نے جسمی معراج کا ہونا چاہا اور کسی کو پھر زندہ کرنا چاہا وہ کیونکر ناممکن ہوگا۔ مرزا قادیانی کا اعتقاد برخلاف قانون قرآنی آیات مندرجہ ہذا ظاہر ہے۔ اب اے ناظرین

تمہیں انصاف فرماؤ کہ قانون قدرت قرآن مجید فرمودہ خدا صحیح ہے یا مجوزہ قانون قادیانی وفلسفی صحیح ہے۔ یقین ہے انصافاً یہ ضرور بول اٹھو گے کہ ”لعنت اللّٰہ علی الکاذبین “ ﴿البتہ قرآن شریف ہی اس کا قانون ہے۔ خلاف اس کے ایجاد قانون وسوسہ شیطانی ہے۔﴾

اب اے معتقدان قادیانی ذرا غور کرو اور سمجھو سینکڑوں کلام اللہ مترجم وتفاسیر موجود ہیں پڑھو اور سمجھو۔ کسی ایسے کے اظہار معنی پر کہ خلاف معنی سمجھا کر بہکا دے گا۔ ہرگز توجہ نہ کرنا۔ بلکہ اللہ پر بھروسہ کر کے خود ہی غور کرنا۔ انشاء اللہ راہ راست پر مستفیض ہو جاؤ گے۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی کو آیات ذیل سے قطعی انکار پایا جاتا ہے۔ وہ قادر اپنے کلام میں قادر مطلق ہونے کو خود واضح طور پر فرماتا ہے۔ جس سے صاف مردوں کے زندہ کرنے کا بطور احسن اثبات ہے۔

قولہ تعالیٰ: ”اتخذو من دونه اولیاء فالله هو الولی وهو یحیی الموتیٰ وهو علی کل شیء قدیر “ ﴿کیا بنائے سوائے اللہ کے حمایتی۔ پس اللہ وہی ہے حمایتی اور وہ زندہ کرتا ہے مردے کو اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔﴾ اور سنئے۔

قولہ تعالیٰ: ”اولم یروا ان الله الذی خلق السموت والارض ولم یعی بخلقهن بقدرٍ علی ان یحیی الموتیٰ بلی انه علیٰ کل شیء قدیر “ ﴿کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور نہ تھکا ان کے بنانے میں قادر ہے اس بات پر کہ جلاوے مردے بے شک وہ ہر شے پر قادر ہے۔﴾

کیوں صاحبان! اب تو یقین کامل ہوا ہوگا کہ مرزا قادیانی کا قانون فلسفہ محض غلط ہے اور قانون قرآنی فلسفہ صحیح ہے اور ان آیات کا منکر البتہ کافر ہے۔ اب رہی تحقیق کیفیت معراج جس کو قادیانی نے کشف سے تعبیر کیا ہے۔ مگر جو ان کے خیال میں تفصیلی کشف ہے۔ بیان نہیں فرمائی کہ کس قسم کا کشف اور کیا کیفیت ہے۔ جس کی وہ کلیہ مہارت کا اپنے دعوے میں بیان کرتے ہیں۔

آیا جاگتے میں کچھ دکھائی دیتا ہے۔ جو اوروں کو نہیں دکھائی دیتا۔ یا کچھ سماوی ادراک سے انکشاف ہوتا ہے۔ یا بطور خوراک کے روحی سیر کرائی جاتی ہے۔ غرض کچھ ہی خیال قادیانی ہو۔ بمقابلہ معراج قول اللہ ورسول کریم۔ یہ اقوال قادیانی سب مردود ہیں۔

شرح عقائد: ”ومعراج فی الیقظة بشخصه الی السماء ثم الی ما شاء

اللہ تعالیٰ ''﴿یعنی معراج آنحضرت ﷺ کو بیداری کی حالت میں ہوئی۔ اسی جسم کے ساتھ آسمانوں کی طرف۔ پھر وہاں سے جہاں خدا نے چاہا ہو۔﴾ چنانچہ مسجد الحرام سے بیت المقدس تک جانا۔ آیت: ''سبحان الذی اسریٰ (بنی اسرائیل:۱) '' سے اور سروہ نجم سے بھی نہایت نزدیک درجہ تک پہنچ جانا معلوم ہوتا ہے اور معراج حالت بیداری میں جسم کے ساتھ واقع ہونا مشہور حدیثوں میں مذکور ہے اور تفصیل اس سیر وسفر کی بھی حدیث سے بخوبی ہوتی ہے اور قرون ثلثہ میں سے کسی کو اس بات میں شک وتردد نہیں ہوا۔

لیکن جب فلسفی علوم شائع ہوتے گئے اور اوہام ووساوسِ شیطانی بڑھتے گئے۔ ایسے مسائل میں بھی خدشے پیدا ہوئے اور اس وجہ سے علماء دین کو بھی ایسے مسائل میں اہتمام کی ضرورت پیش آئی۔

چنانچہ یہاں مسئلہ اسی واسطے عقائد کے ساتھ مذکور ہوتا ہے اور مسئلہ خاص میں دو ہی امر تعجب خیز معلوم ہوتے ہیں۔ ایک جسم کے ساتھ ایسی مسافت ایک آن میں قطع کرنا۔ دوسرے آسمان کا پھٹ کر مل جانا اور درحقیقت دونوں ہی محال ہیں۔ اس واسطے کہ بالفرض اگر طویل مسافت سرعت کے ساتھ طے کرنا محال ہوتا تو کرہ زمین خود آسمان (جس کی ثقل وگرانی کو انسان کی ثقل وگرانی کے ساتھ نسبت نہیں۔)

شبانہ روز دنیا کی مسافت کیونکر قطع کرنے اور آسمان کا پھٹنا اسی صورت میں محال ہوتا۔ جب فلسفیوں کے زعم کے موافق اجسام کی اصل اتصال ٹھیرتی حالانکہ ایسا نہیں۔ اس واسطے کہ بموجب تحقیق متکلمین کے اصل اجسام کی منفصل معلوم ہوتی ہے اور اس صورت میں افلاک کا بھی پھٹ کر مل جانا ناممکن نہیں معلوم ہوتا۔

ہاں! اگر یہ کہئے گو اگ ایسے امور ناممکن نہ سہی۔ لیکن خلاف عادت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جابجا یہ معلوم ہو چکا کہ قادر مطلق کبھی کبھی اپنے اظہار قدرت کے واسطے خلاف عادت وامور بھی ظہور میں لاتا ہے اور ایسے وقائع بھی انہیں میں سے ہیں اور علاوہ اس کے حکماء بھی عقول وارواح کی قوت واستعداد تسلیم کرتے ہیں اور ایسے وقائع کا خواب میں واقع ہونا بعید نہیں جانتے۔

پس اسی طرح اگر عقول وارواح کی کیفیت جسم میں آجائے یا بیداری میں خواب کی

حالت پیدا ہو جائے۔ تو قدرت الٰہی سے کچھ محال نہیں۔ اس واسطے کے بموجب مقدمات گزشتہ کے ہر قسم کی قوت واستعداد انسان میں ضرور موجود ہے اور بالخصوص جس انسان کو کل افراد میں اکمل واعلیٰ ٹھہرایا ہے۔ اس میں یہ یہ قوتیں کیونکر جمع نہ ہوں گی۔

پس اس صورت میں لامحالہ کسی وقت میں اس کا ظاہر ہونا بھی چاہئے اور بعض فلسفی مذہب جو آیات اور حدیث میں تاءمل کر کے واقعہ معراج کو روحانی یا بر سبیل خواب کہتے ہیں۔ تو اس میں بہت بڑی قباحت یہ ہے کہ اگر بالفرض ایسا ہوتا تو ایسے وقائع کو (جن کا وقوع عام لوگوں سے بعید نہیں۔) اس عظیم الشان کے ساتھ بیان فرمانا اور بے ضرورت صاف صاف معاملہ کو الہام کی وضع میں لانا ہرگز شان الٰہی کے لائق نہیں۔

''وما هذا الا بهتان عظيم ''لوصاحبو یہ خلاصہ متذکرہ بالاعقائد منقول اہل فہم وطالب حق کے لئے تو کافی ہے اور ایسے کم فہموں سے توقع کسی بدفہم ہی کو ہو تو وہ مگر ہاں یوں سمجھ کر دہلی اور میرٹھ وغیرہ کے پرانے تعلیم یافتوں میں سے شاید کسی کی نظر پڑ جائے تھوڑا بہت تفصیل وار بھی عرض کئے دیتا ہوں۔

خلاصۃ التفاسیر

قولہ تعالیٰ:''سبحن الذی اسری بعبده ليلاً من المسجد الحرام الى المسجد الاقصىٰ الذى بٰركنا حوله لنريه من اٰيتنا انه هو السميع البصير (بنی اسرائیل:۱) ''﴿پاک ہے وہ ذات کہ لے گئی بندہ کو اپنے راتوں رات مسجد کعبہ سے طرف مسجد بیت المقدس کے ایسے کہ مبارک کر دیا ہم نے گرداگرد اس کا کہ دکھائیں ہم اسے نشانیاں اپنی بے شک وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔﴾

سبحان

اسم علم ہے تسبیح کا یعنی پاک وتقدس تنزیہ اور سبح بمعنی نماز ونورانیت بھی آتا ہے۔

اسرا

بشب راہ رفتن۔

احمدی

لیل کو اس لئے ذکر کیا کہ اشارہ ہو مدت قلیل وسفر طویل کی طرف۔ فائدہ: اس لئے کہ لیل ظرف ہے ضرور ہے کہ تمام سیر ایک ہی رات کے اندر اور اس کے کسی حصہ میں ہو اور تعدیہ

اس کا تعلیم کرتا ہے کہ نیاز وطلب وشوق وخلوص وامید جو عبودیت کے آثار سے ہیں۔ تمہاری جانب سے ہوں۔ باقی رہا مراتب قرب پر علو اور محض انس میں حضور یہ محض بفضل الٰہی۔

عبد

اس کے رموز آئندہ آتی ہیں۔ مگر باتفاق واجماع مراد اس سے حضور اقدس سرور عالم سید بنی آدم ہیں۔ فائدہ: چونکہ مطلق فرد کامل کی طرف متصرف ہوتا ہے اور بندگی میں فرد کامل ہمارے اور تمام عالم کے سردار سید مختار ہیں۔ لہٰذا حضور ہی مراد ہیں۔

لیلا

نکرہ ہے ایک رات اور ظرف یعنی حصہ شب مگر آیت ظاہر ہے۔ معراج قصہ میں اور نص ہے۔ کمال قدرت الٰہی میں کہ وہ ایسے عجیب امور کرتا ہے۔ جو فہم سے باہر قوت سے زائد ہیں اور اشارۃً ظاہر ہے کہ آپ صاحب معجزات دشوار ہیں۔ اس لئے کہ اسراء ایک معجزہ ہے۔ جو آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کرایا اور اسرار ذات خزائن علوم اس میں منکشف ہوئے۔

احمدی

اس کے یقین میں بہت اختلاف ہے کہا گیا کہ ماہ ربیع الاول یا ربیع الثانی یا رمضان یا شوال تھا۔ مگر صحیح ومشہور معتمد ستائیسویں رات رجب کی ہے۔ نبوت کے بارہ برس بعد مسجد حرام۔ (مکہ معظمہ)

احمدی

عام ہے کہ عین مسجد ہو یا اس کا حرم الٰی کہا صاحب تفسیر کبیر نے مسجد اقصیٰ تک جانا ثابت بہ نص قرآنی ہے اور داخل ہونے سے اس آیت میں بحث نہیں۔ فائدہ: شاید امام نے نظر باختلاف مسئلہ الٰی ایسا تجویز کیا ورنہ قرائن قویہ شہادت دے رہے ہیں کہ مراد یہ یہاں دخول مسجد اقصیٰ ہے۔ ورنہ مشاہدہ آیات ناقص رہتا اور نص کے دخول پر جناب مولانا ابوالحسنات نے حاشیہ عمدۃ الرعایہ ہیں۔

مسجد اقصیٰ

بیت المقدس۔ چونکہ اس وقت تک کوئی مسجد اس سے اور اس کے اس طرف نہ تھی۔ لہٰذا اسے اقصیٰ کہا بارکنا اپنی طرف نسبت برکت کی کی۔ تا کہ عظمت زائد اور برکت معتمد علیہ سمجھی جائے اور مراد اس سے برکت اثمار واشجار وتازگی وبہار وبرکت وجود انبیاء مقابر رسل ہے اور وہ فضائل جو مروی اور منقول ہیں۔ اپنے مقام پر۔

حولہ

گرد بیت المقدس اور وہ سرزمین شام ہے۔ مَن خواہ ابتدائیہ ہے۔ خواہ بیانیہ ہے اور تبعیفیہ سمجھا جائے۔ جیسا کہ ظاہر ومتبادر ہے۔ تو دلیل ہے۔ اس کی جمیع آیات الٰہی کا احاطہ ومعائنہ کسی مخلوق کے اختیار میں نہیں۔ نکتہ اس بعضیت سے منظور یہ ہے کہ آتش عشق بھڑکے۔ اب وصال معشوق روغن کی طرح سوزش دل کو بڑھائے۔ یعنی اے حبیب کریم ہمارے جمال جہان آرا وحسن جان بخش کی صرف شعاع تھی۔ جو جلوہ گر ہوئی۔ طلب میں قصور حاضر پر کفایت سزاوار نہیں۔ شعر:

اے برادر بے نہایت درگہیست
انچہ بروئے میرسی بروے مائیست

آیات

جمع آیت۔ آثار ونشانی۔ حضرت خلیل کے لئے فرمایا کہ ملکوت سموات دکھائے اور آپ کے لئے کہا۔ ہماری ذات کی نشانیاں دیکھو اور ظاہر ہے۔ فرق درمیان ملکوت آسمانی وملکوت حضرت سبحانی کے سمیع یعنی سنتے ہیں۔ خفی وجلی کو آپ کی نظرہائے اندرونی ومعروضات پنہانی جو ہماری طلب وحضور کے لئے تمام سننے والوں سے مخفی تھی یا سنتے ہیں۔ ملاء اعلیٰ کی ہائے وہو وطلب وجستجو جو محبوب کریم کی زیارت کے لئے ہیں اور ان جلی ہوئی بے تاب جانوں کی صدائے سوزش جن کو نہ زباں عطا ہوئی نہ نطق۔

علیم

یعنی جانتے ہیں تمام مصالح تمام اور تمام کان وما یکون پس بلا لیا۔ آپ کو اس مقام پر جس کے سزاوار تھے۔ یا جس کی تمنا پاک دلوں اور نورانی جانوں میں تھی۔

احمدی

کہا اہل سنت نے کہ آپ کا بیت المقدس تک تشریف لے جانا۔ قطعی ہے منکر اس کا کافر ہے اور وہاں سے آسمانوں پر جانا اخبار مشہور تک تشریف لے جانا۔ قطعی ہے۔ منکر اس کا کافر ہے اور وہاں سے آسمانوں پر جانا اخبار مشہور میں مذکور اور سورہ نجم سے مستفاد۔ پس منکر اس کا مبتدع، اہل ضلال وعناد ہے اور بہشت ودوزخ کی سیر اور دوسرے عجائبات کا معائنہ اخبار احاد میں آیا ہے۔

منکر اسکا فاسق شرح عقائد کہا گیا آپ جنت تک گئے اور کہا گیا۔ عرش تک اور کہا گیا فوق العرش گئے اور ثابت ہے کہ یہ سیر عالم بیداری میں ہوئی اور جسم شریف سے آپ گئے۔ گو اس میں کچھ کلام ہوئے ہیں۔ مگر قول متفق علیہ و روایت مقبول یہی ہے۔ اس کا خلاف خلاف پر ہے۔

فائدہ: ہم ان دلائل سے جو اس مقام پر ہیں۔ قطع کر کے ایک بات کہتے ہیں۔ جو غالباً مان ہی لی جائے:

نمبر ۱...... منطوق آیت میں اگر کوئی تاویل و تکلف (جس کی ضرورت ہی نہیں) نہ کرو یہ سیر جسم بیداری سے متعلق سمجھی جائے گی۔ نہ خواب و کشف۔

نمبر ۲...... اگر خواب میں ایسا ہوتا تو کوئی فخر و تعجب کی بات نہ تھی۔ اس قدر نہ سہی۔ قریب قریب اس کے اولیائے امت کو بھی نظر آیا کرتا ہے اور اگر جسم شریف نہ جاتا تو بھی کوئی عجیب اور بڑی مدح کا امر نہ تھا۔

قصہ معراج

صحیح بخاری کی حدیث پوری اور تفسیر ابن کثیر کی متعدد حدیثوں کا خلاصہ یکجا کر کے ایک مسلسل بیان مختصراً لکھا جاتا ہے۔

بخاری

آپ نے فرمایا میں حطیم میں تھا اور بسا اوقات کہا کہ سنگ اسود کے پاس لیٹا تھا۔ آنے والا آیا (یعنی حضرت جبرائیل) اور میرا سینہ چاک کیا اور سونے کے طشت میں جو ایمان سے بھرا تھا۔ دھو کر پھر ویسا ہی کر دیا اور براق پر جو حمار سے اونچا اور بغل سے چھوٹا تھا۔ سوار کرا کے لے گیا۔

ابن کثیر

یہ براق سفید رنگ نورانی تھا بوقت سواری دم ہلانے لگا۔ جبرائیل نے کہا اے براق! بس بس واللہ ایسا شہسوار تجھ پر نہیں سوار ہوا ہے۔ اس براق کا قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل نے میکائیل سے کہا کہ طشت آب زمزم سے لا کر دل و سینہ مبارک دھوؤ۔ پھر تین بار غسل دیا اور سینہ علم و حلم و ایمان و یقین و اسلام سے بھر دیا اور آپ کے دونوں شانوں میں مہر نبوت کر دی۔

جب چلے تو راہ میں ایک پیر زال ملی اور ایک شے میری طرف مائل مجھے پکارتی

تھی۔ اور ایک مخلوق نے مجھ پر سلام کیا۔ جبرائیل نے کہا ان کا جواب دیجئے۔ پھر دوسرا گروہ ملا۔ پھر تیسرا اور ان کے سلام کی بھی اجازت ملی۔ پھر پانی اور دودھ اور شراب الگ الگ ظرف میں پیش کی گئی۔ میں نے دودھ پی لیا۔ تو جبرائیل نے کہا آپ نے فطرت یعنی اسلام کو پالیا۔ اگر پانی پیتے تو آپ بھی ڈوبتے اور آپ کی امت بھی اور شراب پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

پھر کہا وہ پیر زال دنیا تھی۔ یعنی عمر اس کی اسی قدر باقی ہے اور یہ مائل بلانے والا شیطان لعین تھا اور مجھے راہ میں تین جگہ نماز پڑھوائی۔ نمبر ا...... مدینہ میں اور کہا یہ مدینہ آپ کی ہجرت کی جگہ ہے۔ نمبر ۲...... طور سینا پر اور کہا یہ مقام کلام موسیٰ علیہ السلام ہے۔ نمبر ۳...... بیت اللحم میں اور کہا یہ مولد عیسیٰ بن مریم ہے۔ پھر بیت المقدس میں میرا براق اس پتھر سے باندھا جہاں انبیاء کی سواریاں بندھا کرتی تھیں اور اذان کہی گئی۔ جبرائیل نے مجھے امام کیا۔ سب نے نماز میرے پیچھے پڑھی اور کہا جبرائیل نے آپ کے مقتدی انبیاء علیہم السلام تھے۔ جامی:

دران مسجد امام انبیاء شد
صف پیشیناں را پیشوا شد

بخاری

پھر آسمان اوّل پر گئے اور دروازہ کھلوایا۔ داروغہ آسمان نے پوچھا۔ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا میں۔ اس نے کہا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل نے کہا محمد ﷺ۔ فرشتے نے کہا کیا تم ان کے طرف بھیجے گئے تھے۔ جبرائیل نے کہا ہاں!۔ تب دروازہ کھولا اور کہا مرحبا کیا اچھا آنا۔ آیئے اسی طرح ہر آسمان پر سوال و جواب ہوا۔

لطیفہ

اس سے اشارہ ہے کہ ترقی مدارس باطنی و طے مقامات معرفت کے لئے ہر جگہ روک ٹوک اور رہبر لازم ہے۔

بخاری

آسمان اول پر حضرت آدم علیہ السلام سے اور دوم پر عیسیٰ و یحییٰ علیہم السلام سے۔ آسمان سوم پر یوسف علیہ السلام سے۔ چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے اور پانچویں پر ہارون علیہ السلام سے۔ چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام سے۔ ساتویں پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

علیہم السلام آپ نے سلام کیا ادھر بعظیم ومحبت جواب پایا۔ جب آپ حضرت موسیٰ کے پاس سے چلے تو دیکھا کہ آپ روتے ہیں کہا گیا کہ اے موسیٰ تم کو کس نے رولایا۔ بولے میرے بعد ایک لڑکا پیغمبر ہوگا۔ جس کی امت میری امت سے زیادہ داخل جنت ہوگی۔

ابن کثیر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ لوگ جانتے ہیں کہ میں اللہ کے پاس اکرم الناس ہوں۔ حالانکہ آپ مجھ سے زیادہ اللہ کے حضور میں کریم ہیں اور حضرت ابراہیم کو دیکھا کہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ میں بیت المعمور میں گیا اور سفید پوش آدمی میرے ساتھ تھے۔ میں نے نماز پڑھی اور باہر آیا۔ ۷۰ ہزار فرشتے روز بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔ جن کی پھر کبھی باری نہ آئے گی۔

بخاری

یہاں ایک جام شراب دوسرا قدح شیر تیسرا پیالہ شہد لایا گیا۔ میں نے دودھ پیا۔ جبرائیل نے کہا آپ نے فطرت یعنی اسلام اختیار کیا۔ پھر مجھ پر پچاس وقت کی نماز روزانہ فرض ہوئی۔ جب میں واپس آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ میں نے بنی اسرائیل کو جو قوی اور توانا تھے۔ آزمایا ان سے نہ ہوسکا۔ آپ تخفیف کی درخواست کریں۔ حضور نے رجوع فرمائی۔ دس وقت کم ہوگئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کہا۔ بار بار آپ رجوع فرماتے اور دس دس کی تخفیف ہوتی۔ پانچ وقت کی رہ گئی تب آپ نے کہا مجھے شرم آتی ہے۔ اپنے پروردگار سے کہ بار بار عذر کروں۔ میں مطیع وراضی ہوں۔ پھر ندا آئی۔ میں نے اپنا فرض ثابت کردیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کی اور آپ نے سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا۔ جس کے ورق مثل گوش فیل اور پھل مثل خم تھے اور نور چھایا تھا۔ یہاں چار نہریں تھیں۔ دو باطنی جو جنت میں گئی ہیں اور دو ظاہری جو دنیا میں ہیں۔ یعنی نیل وفرات۔

ابن کثیر

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ صبح کو آپ نے یہ قصہ بیان کیا۔ کفار ہنسنے لگے اور ابوبکرؓ سے آکر کہا کہ تمہارے دوست یعنی حضرت محمد ﷺ یہ کہتے ہیں۔ صدیق نے کہا اگر آپ نے یہ فرمایا ہے تو سچ ہے۔ جب ابوجہل نے سنا کہنے لگا آپ قوم کے سامنے بھی ایسا کہہ سکتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں وہ پکارا اور لوگ جمع ہوئے۔ آپ نے تمام ماجرا بیان کیا۔ لوگ متحیر تھے اور انکار کرتے

تھے۔ پھر کہا اگر سچ ہے تو آپ بیت المقدس کے مقامات بیان فرمایئے۔ آپ کو بیان میں کچھ شبہ ہوا تھا کہ جبرائیل نے بیت المقدس سامنے اور نزدیک کر دیا۔ آپ نے ذرا ذرا بیان فرمایا کہا۔ ابن کثیر نے کہ ابوسفیان نے (قبل اسلام) کے ہرقل شاہ روم سے قصہ معراج اس غرض سے بیان کیا تھا کہ وہ آپ کو دروغ گو جانے ایلیا کا سردار قیصر روم کے پاس تھا۔ بولا میں اس رات کو جانتا تھا۔ قیصر نے کہا کیا۔ کیا اس رات میں نے مسجد کے دروازہ بند کر لئے تھے۔ صرف ایک در کھلا تھا۔ میں نے معہ اپنے ملازموں کے بہت سعی کی کہ بند کروں۔

وہ دروازہ بند نہ ہو سکا۔ پھر نجاروں کو بلوایا اور بولے کچھ ہو۔ یہ نہ ہلے گا۔ بجبوری وہ دروازہ کھلا چھوڑا۔ صبح کو آ کر دیکھا تو پتھر جس میں سواریاں انبیاء کی باندھی جاتی تھیں۔ سوراخ دار ہے اور کسی جانور باندھنے کا نشان موجود ہے۔ میں نے کہا کوئی پیغمبر رات کو یہاں آیا اور نماز پڑھی۔ فائدہ: ہم نے نہایت مختصر بیان کیا اور بہت کچھ ترک کر دیا اور اکثر حالات مافوق السماء اور بعض احکام متعلقہ روایت وغیرہ اس لئے چھوڑ دیئے کہ وہ بااہتمام سورہ نجم میں مذکور ہیں۔

کیا اے صاحبو! اب بھی یقین معراج میں کوئی وسوسہ باقی ہے؟ دیکھئے اس وقت بھی جب کیفیت معراج رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ کچھ لوگ منکر اور مشکوک ہوئے اور کہا کہ یہ بہک گئے اور بے راہ ہوئے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے کیفیت معراج اور بیان رسول اللہ ﷺ کی تصدیق اپنے کلام میں یوں فرمائی۔ پس ایمان والوں کا فوراً یقین کامل ہو گیا۔ جس سے مجوزہ کشف مرزا قادیانی کی ساری بنیاد ہی اکھڑ گئی۔ وہ سورہ النجم ہے:

قولہ تعالیٰ: ”والنجم اذا ھویٰ ما ضل صاحبکم وما غویٰ وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ علمه شدید القوی ذومرہ۔ فاستویٰ وھو بالافق الاعلیٰ ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الیٰ عبدہ مآ اوحیٰ ما کذب الفوأدما رائی۔ افتمرونه علی ما یریٰ ولقد راہ نزلة اخریٰ عند سدرة المنتھیٰ عندھا جنتة الماویٰ اذ یغشیٰ السدرة ما یغشیٰ ما زاغ البصر وما طغیٰ لقدرای من آیات ربه الکبریٰ (نجم:۱تا۱۸)“

﴿قسم ہے تارے کی جب گرے۔ بہکا نہیں تمہارا رفیق اور بے راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے۔ جو ہوتا ہے اس کو سکھایا سخت قوت والے۔ زورآور نے پھر سیدھا

بیٹھا اور تھا وہ اونچے کنارے آسمان کے پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا۔ پھر رہ گیا فرق دو کمان میانہ یا اس سے بھی تھوڑا۔ پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندہ پر جو بھیجا جھوٹ نہ دیکھا۔ اس نے جو دیکھا۔ اب تم کیا اس سے جھگڑتے ہو۔ اس پر جو اس نے دیکھا اور اس کو اس نے دیکھا ہے ایک دوسرے اتار میں پرے حد کی بیرے پاس اس پاس ہے۔ بہشت رہنے کی جب چھا رہا تھا۔ اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑی۔ بے شک دیکھے اپنے رب کے بڑے نمونے۔﴾

اے ناظرین حق پسند اس ارشاد خداوندی کے ہر ہر لفظ پر غور فرمایئے کہ کیسے کیسے نکات دقیق و مقامات تحقیق پائے جاتے ہیں کہ کیفیت معراج جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔ کشفی یا خوابی وغیرہ سے ہے۔ یا اصل معراج روحی معہ جسم ہے۔ کیفیت کشفی وخوابی سے تو اس زمانہ کے لوگ واقف تھے۔ پھر ایسے واقعہ سے شکوک و تعجب ہونا کیونکر ہو سکتا ہے اور زمانہ مابعد میں غوث قطب اوتاد و اولیاؤں کو بھی کشف ہوتا ہے۔ تو اس میں اور اس میں فوقیت ہی کیا نکلی۔

جس کی اللہ تعالیٰ بتفصیل ایسی عظمت اور اپنی شہادت فرماتا ہے کہ تمہارا رفیق (یعنی محمد ﷺ) نہ بہکا نہ بھولا نہ راہ سے بے راہ ہوا۔ نہ پھرا یعنی ہماری دکھائی ہوئی راہ پر کمال احتیاط واستقامت سے رفتار کی کہ قدم ادھر ادھر نہ پڑا۔ سیدھا براہ راست منزل مقصود پر پہنچا۔ عجب امر ہے کہ پیغمبر تمہاری جنس سے ہوا اور عصمت کا کلام تک وحی قرار پائے اور تم جہل وانکار میں رہو اور یہ کہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بیان کرتا ہے۔ بلکہ وحی جو سکھایا۔

سخت قوت والے زور آور نے وہی بیان کرتا ہے۔ (اس سے ہم کلامی ثابت ہے) جو ہم کلامی حضرت کلیم سے بالائے فوق ہے اور یہ فرمانا۔ سیدھا بیٹھا اور تھا اونچے کنارہ آسمان کے۔ سبحان اللہ کیا صاف قیام کی جگہ بھی بتائی۔

کیوں صاحبو یہ حالت کشفی ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ وہ زمین پر بیٹھا تھا۔ یا خواب راحت میں تھا۔ وہیں یہ کیفیت منکشف کرائی اور پھر کیا خوب فرمایا ہے کہ نزدیک ہوا اور لٹک آیا اور رہ گیا فرق دو کمان میانہ یا اس سے بھی تھوڑا۔

ابن کثیر

سبب ہے دنو کا یعنی لٹک آئے تو نزدیک ہو گئے اور کہا گیا نزدیک ہوا۔ اللہ تو پیغمبر مقام عبودیت و سجود میں جھک گئے۔ اے یارو اب تو سچ بول اٹھو یہ کیفیت معراج جسمی ہے۔ یا کشف وخوابی۔ ذرا چشم حیا کو اٹھا کر فرماؤ تو سہی یہ کیا ہے؟

کیا وہی مرغی کی ایک ٹانگ فلسفی کشفی خوابی ہے۔ اے یارو ذرا غور سے سمجھو تو سہی اس قرب واتصال رب الجلال کے امور یزدانی میں کیسے کیسے اسرار مخفی ہیں کہ خیالات انسان بشری سے باہر وکوسوں دور۔

معالم

دوم اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن سکھایا۔ عرش پر جلوہ گر نبی کریم سے متصل ہوا اور آپ مقام عبودیت پر سربسجود ہوئے۔ اس قرب اتصال حقیقی سے دو کمانیں حدوث وقدم کی مل گئیں اور باوجود کمال بعد عبودیت والوہیت وتشبیہ وتنزیہہ واطلاق وتقید خطوط عنایت وکشش محبت نے بے انتہا مقامات وصال واتصال کے پیدا کر دیئے۔ جن کا منتہا نقاط پر تھا اور وہ نقاط حقیقتاً جسم ومکاں سے فارغ بعد وقرب سے منزہ تشبیہ وتمثیل سے مبرا تفسیر وتصویر معانی او ادنےٰ ہے۔

شہیدی

ادھر اللہ سے واصل اُدھر مخلوق سے شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہی حرف مشدد کا

پس پھر وحی کی اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو چاہا نہ جھٹلائے۔ دل نے محمد کے وہ اسرار انوار کہ دیکھے کیا تم اسے قریش انکار واختلاف کرتے ہو دیکھتے ہوئے۔ میں حالانکہ تحقیق دیکھا۔ اسے دوسری مرتبہ اور اللہ سے کلام ہوا۔ جس کی عظمت وماہیت کو اس کا رسول ہی جانتا ہے۔ دوسرے کی طاقت ادراک سے باہر ہے۔

جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا۔ سبحان اللہ۔ آنکھ ودل یعنی روح۔ دونوں کی تصدیق فرمائی اور نیز دوسری مرتبہ دیکھنے کی۔ جس سے وہ اختلاف جو بعضے ناعاقبت اندیش اب تک بحوالہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ اس شہادت خداوندی سے صاف اٹھ گیا۔ چونکہ یہاں آپس کا اختلاف تھا۔ جمہور علماء نے حسب ایمائے خداوندی فیصلہ کر دیا کہ جسمی وروحی معرج ہوئی اور نیز آپ نے دو مرتبہ دیکھا۔ یہ نہیں کہ نظر کہیں ہے اور دل کہیں ہے۔

اگرچہ دیکھنا عالم اسباب ظاہری میں تعلق بچشم سر دجسم ہے اور نیز دل بھی تعلق بجسم پس جو قوت وکیفیت بصارت چشم ودل میں ہے۔ وہی قوت وکیفیت بہ قدرت قادر مطلق جسم میں آجائے تو کیا۔ اس کی شان سے بعید اور محال ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی کا نام معجزہ ہے کہ انسان کی عقل کو عاجز کر دے۔ پس ظاہر بیداری نظارۂ آنکھ وباطنی بینائی دل معہ جسم دونوں سے دیکھا۔ جو کچھ دیکھا۔

در منثور

ابن مردویہ نے ابن عباس سے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت نے بچشم سر دیکھا بہرکیف ان کے کمال اور استقبال وفطانت ویقین کا مذکور ہے۔ حضرت کلیم کو ابتدائی رویت میں کیا کیا شبہے ہوئے۔ آگ سمجھے اور ڈرے ہمارے حضور کو وہم غیر بھی نہ ہوا اور سبب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ کی استعداد اوائل تجلیات میں بڑھائی جاتی تھی۔ وقوع شبہات شان تلمذ و استفادہ سے تھا اور حضور نے اپنے علو واستغراق سے قدرے نزول فرمادیا تھا۔

تو دیکھے ہوئے کو نہ پہچاننا کیونکر نہ ہوگا اور ابو العالیہ نے روایت کی کہ حضور نے بجواب سوال فرمایا۔ ”رایت نہرا ورایت وراء النہر حجابا نوراً لم ارغیر ذالک “﴿میں نے نہر دیکھی اور نہر کے اس طرف حجاب اور حجاب کے پیچھے سے نور اس کے سوا اور کچھ نہ دیکھا۔﴾

صاف ظاہر ہے کہ حجاب بھی تھا اور انکشاف بھی ظہور میں خفا اور خفا میں ظہور۔ نور میں حجاب اور حجاب میں نور۔ اے لوگو ایسے صاف مشاہدہ پر تم کیوں جھگڑتے ہو۔ جو کچھ اس نے بیان کیا۔ واقعی صحیح دیکھا ہے اور ایک دوسرے اتار میں پر بے حد کے جہاں کسی کا گزر نہیں۔

ایک درخت بیری کے پاس۔ غرض ایسا صاف پتاؤ نشان کا فرمانا اسی کی نسبت ہوتا ہے۔ جو خود وہاں گزرا ہو۔ اگر صرف کشفی سیر ہوتی۔ جیسا کہ قادیانی صاحب کا خیال ہے۔ تو صرف لفظ کشف یا خواب فرمانا کافی تھا کہ ایسا تعجب و جھگڑا نہ ہوتا۔ جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔

اور فرمایا کہ اس درخت بیر کے پاس جنت رہنے کی ہے اور اس درخت پر چھا رہا تھا جو کچھ چھا رہا تھا۔ (یعنی اس جمال ربانی وجلال یزدانی کا اسرار وجلوہ جو کچھ ہو چھا رہا تھا) بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی۔ دیکھے اپنے رب کے بڑے نمونے۔ یعنی نہ آپ کی نظر میں کجی تھی کہ تماشائے جمال میں قصور وفتور واقع ہو یا چکاچوند لگے۔

کچھ کا کچھ دیکھے۔ بلکہ حق دیکھا اور خوب دیکھا نگاہ ادھر ادھر نہیں ہوئی۔ ٹھیک دیکھا نہ کم نہ زیادہ جو بڑے بڑے اسرار وبھید کے نمونہ اللہ کے تھے۔ یہ کمال استعداد ہے۔ نہ کہ مثل کلیم جو اسرار انوار کو دیکھ کر آگ سمجھے اور بوقت تجلی کوہ طور بے ہوش ہو کر گر گئے۔

پس اب ہم اپنے بھائی عالی فہم تمبع فلسفی سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ کشفی یا خوابی سیر ہے۔ یا اصلی معراج ہے۔ جس پر تمام جمہور کا اتفاق ہے کہ معراج روحی وجسمی دونوں ہوئی ہیں۔

اب اس سے زیادہ اگر کسی صاحب کو سورہ نجم کی پوری تشریح دیکھنی منظور ہو تو خلاصۃ التفاسیر میں یا اور تفسیروں میں دیکھ لے۔

بوجہ طوالت ان کا تحریر کرنا ترک کیا گیا کہ عاقلوں کو اتنا بھی بس ہے اور روضۃ الاصفیاء میں بھی ذکر معراج یوں ہے کہ مسلمانوں کو اعتقاد کرنا اس بات کا لازم ہے کہ معراج رسول اللہ کا بیداری میں ہوا ہے اور علم ریاضی وفلسفہ والے جو آسمان کے پھٹنے اور ملنے کے قائل نہیں۔ معراج جسمی سے منکر ہیں اور حقیقت میں منکر معراج کا کافر ہے۔ معراج کا منکر قرآن مجید کا منکر ہے اور خواب وغیرہ میں معراج کا کہنا غلط ہے۔ اگر خواب مراد ہوتا تو کافر انکار نہ کرتے۔ غرض حسب اثبات بالا اور زیادہ ثبوت کی ضرورت نہیں۔

باقی ہفوات مرزا قادیانی قابل توجہ نہیں ہیں۔ جب کہ اس طریقہ ایجاد کی بیخ وبنیاد ہی اڑ گئی تو اب باقی ہی کیا رہا۔ مگر ہاں چند نصائح جو انہوں نے بطور وصیت نامہ اپنے خادمان کے لئے اپنی تصنیفات میں درج کئے ہیں۔ مشت نمونہ خروارے۔ بملاحظہ ناظرین درج کئے جاتے ہیں۔ جو بدرجہ اولیٰ قابل غور ہیں:

وصیت نمبر ۱

خزائن ج ۳ ص ۶۴ مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یعنی ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔

اقول

اے خادمان قادیانی! یہ تو بڑی دور کی بجھائی نہ بخیلہ استعارہ کیوں بیان کیا۔ گو سمجھنے والوں کے نزدیک تو مطلب وہی ہے۔ جو مقصود ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی بطور استعارہ گدھے کو گھوڑا کہے۔ تو چشم بینا اسے گدھا کہے گی۔ ہرگز گدھا و گھوڑا کو کسی قسم کی مشابہت رکھتا ہو۔ برابر نہیں ہو سکتا ہے۔ ہاں ان کے خادمان مثل نصاریٰ و یہود وغیرہ ابن اللہ کہیں تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ بھی اصل بیٹا نہیں کہتے۔ بطور استعارہ ہی ان کا بھی گمان ہے۔ غرض اصلی ہو یا بطور استعارہ قرآن مجید میں اس کی مذمت موجود ہے۔

قولہ تعالیٰ: ''قالت الیھود عزیر ابن اللّٰہ وقالت النصریٰ المسیح ابن اللّٰہ ذالک قولھم بافواھھم یضاھئون قولی الذین کفرو من قبل قاتلھم اللّٰہ انی یؤفکون (توبہ:۳۰)'' ﴿یہود نے کہا عزیر بیٹا اللہ کا اور نصاریٰ نے کہا مسیح بیٹا اللہ کا یہ باتیں

کہتے ہیں۔ اپنے منہ سے ایسی کرنے لگے اگلے منکروں کی بات سی۔ مارے ان کو اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔﴾ دیگر آیت ”وجعلوالله شرکاء الجن وخلقھم وخرقوالہ بنین وبنٰت بغیر علم (انعام:۱۰۰)“ ﴿اور ٹھہراتے ہیں شریک اللہ کے جن اور اس نے ان کو بنایا اور تراشتے ہیں۔ اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بن سمجھے۔﴾

اے قادیانی! کیا تمام قرآن سے بھی بے بہرہ ہو جو انکار ہے۔ ذرا غور کرو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو صاف کافر ومشرک اور قاتلہم اللہ کے مصداق فرماتا ہے۔ اب ایسے شخص کے پاس ہر گز نہ پھٹکنا۔

مرزا قادیانی کا روح انسان کی اصلیت کا بیان

وصیت نمبر۲

فتح اسلام جلسہ مذاہب لاہور ۲۷،۲۹ر دسمبر ۱۸۹۶ء میں فرمایا۔ روح انسان ایک لطیف نور ہے۔ جو اس جسم کے اندر ہی پیدا ہوتا ہے۔ جو رحم میں پرورش پاتا ہے۔ یہ جتلانا خدا کا منشاء نہیں کہ روح الگ طور سے یا آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ یا فضاء زمین پر آتی ہے۔ بلکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں۔ اگر ایسا خیال کریں تو قانون قدرت ہمیں باطل ٹھہراتا ہے۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے زخموں میں ہزارہا کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ سو یہی صحیح بات ہے کہ روح جسم سے نکلتی ہے اور اس دلیل سے اس کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کا اپنی حقیقت اصلی کا بیان

وصیت نمبر۳

ازالہ ص۷۲،۳ خزائن ج۳ ص۲۹۴ میں اپنی اصلیت ایک (کرم) کے مانند جتلائی جو مختلف اطوار اور ادوار کے بعد قادیانی بن گیا۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

کرم کے بودم مرا کردی بشر
من عجب تراز مسیح بے پدر

اس شعر میں اپنی اصلی حقیقت حضرت مسیح بے پدر سے عجب تر ہونی بتلائی۔ لو خادمان قادیانی۔ آپ کے پیر صاحب تو در پردہ اس بیان استعارہ سے بے پدر کے پیدا ہوئے۔ واقعی اب مثیل عیسیٰ کی تشبیہ ٹھیک ہوگئی۔ اس کا ٹھیک جواب ان کے پدر بزرگوار یا اس محلہ کے لوگ دے

سکتے ہیں۔ ہمارا عرض کرنا داخل بے ادبی ہوگا۔ مگر ہاں اتنا تو ضرور عرض کرنا ہے کہ جب یہ صورت ہے تو ان کے باپ دادا وغیرہ اور نیز بزعم ان کے تمام مخلوق کی یہ ہی اصلیت ہوگی۔ پھر قادیانی صاحب کے اس بیان سے ان کی فوقیت ہی کیا نکلی۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دراصل باپ نہ تھا اور ان کا باپ تو مشہور کیا اپنی اصلیت کیڑا بیان کرنے سے ان کے باپ کا مفقود ہو جانا لازم آئے گا۔ ہرگز نہیں۔

مگر ہاں اصلیت کیڑا بیان کرنے سے البتہ یہ گمان بے جا نہ ہوگا کہ کہیں منجملہ اولاد اسی کیڑوں میں سے تو نہیں ہے جس کی سعی کوشش کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام جنت سے باہر ہوئے اور مثل آواگون بعقائد ہنود کے بصورت انسانی جون میں آدم کے اور باعث خرابی اولاد آدم ہوئے۔

خداوند کریم ایسے کی ہوا سے بھی ہر مسلمان کو بچائے۔ اب اے ناظرین روح کی اصلیت پر ذرا غور کرو کہ مادہ اس روح لطیف کا یہی جسم کثیف قرار دیا ہے۔ سبحان اللہ۔ ایسے عالی فہم تمام دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈو تو نہ ملیں گے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کی اصلیت بیان نہ ہوئی اور یہ حکم ہوا جس کے قادیانی منکر پائے جاتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: ''ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (بنی اسرائیل:۸۵)'' ﴿اور پوچھتے ہیں آپ سے روح کو کہہ دیجئے روح امر سے ہے۔ میرے رب کی نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر کم تر﴾

پس جبکہ حسب آیہ علم قلیل عطا ہوا ہے۔ جس سے نفی عدم فہمیدگی کی ظاہر ہے۔ تو قانون قدرت فلسفہ قادیانی کی تردید ہم سابق تحریر کر چکے ہیں۔ ملاحظہ سے گزری ہوگی اور جب کہ خداوند تعالیٰ کی قدرت قانون قرآن میں ہی اس کی اصلیت سوائے امر ربی اور کچھ نہ معلوم ہوئی۔ تو اب کوئی کیسا ہی کیوں نہ بیان کرے۔ اس پر یقین لانا واقعی گمراہی ہے اور نیز آیت بالا کا منکر۔

البتہ وہ شخص قطعی کافر ہے اور روح پاک کا کہیں اور سے نہ آنا اور اسی جسم سے نکلنا اور قرار دینا بھی صریح خلاف امر ربی ہے۔

قولہ تعالیٰ: ''ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماءٍ مسنون ط والجان خلقنٰه من قبل من نار السموم ط واذ قال ربك للملٰئكة انی خالق

بشراً من صلصالٍ من حماءٍ مسنون فاذا سويته ونفخت فيه من روحي فقعوا له سجدين (حجر:۲۶تا۲۹)'' ﴿اور تحقیق بنایا ہم نے آدمی لیسدار گارے کی کھنکھناتی مٹی سے اور جن بنایا ہم نے اسے پہلے سے آتش گرم سے اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کا گوندھے گاری کی کھنکھناتی مٹی سے پھر جب برابر کیا ہم نے (یعنی تیار کیا) اور پھونکی ہم نے اس میں روح اپنی۔ گرے واسطے اس کے سجدہ کرنے والے﴾

یعنی جب تکمیل خلق آدم ہوگئی اور اللہ نے اپنی روح اس میں پھونک کے زندہ کر دیا اور بحکم فرشتے سجدہ میں گرے۔ تو پس جب کہ بناء پیدائش انسان اور روح کا علیحدہ ہونا جسم سے صاف فرمایا۔

اور پھر یہ سوال حقیقت روح بھی یہ فرمایا کہ تم ہماری پھونکی ہوئی روح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے۔ تم کو علم قلیل دیا گیا ہے۔ صرف اتنا سمجھ لو کہ یہ ایک امر ربی ہے۔ پھر اس میں کوئی چون وچرا کرے جیسا مرزا قادیانی نے کیا۔ علاوہ منکر آیات مذکور الصدر ہے یا نہیں۔ پھر سلسلہ پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے آگے چلا۔ جس کی تشریح بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قانون میں دوسری آیت میں فرمادی۔

قولہ تعالیٰ:''الذی احسن کل شیءٍ خلقه وبد اخلق الانسان من طين ج ثم جعل نسله من سللة من ماء مهين، ثم سويته ونفخ فيه من روحه وجعل لكم السمع والابصار والافئده قليلاً ما تشكرون (سجدة:۷تا۹)'' ﴿ایسا جس نے اچھی کی ہر شے کی خلقت اس کی اور شروع کی خلقت انسان کی مٹی سے پھر بنائی اولاد اس کی نکلے ہوئے پانی، ذلیل سے پھر برابر کیا، اسے اور پھونکی اس میں روح اپنی اور بنائی تمہارے لئے سماعت اور بینائیاں اور دل تھوڑا شکر کرتے ہو۔﴾

کیوں صاحبو! اب بھی حقیقت روح و پیدائش معلوم ہوئی یا نہ۔ مگر ہاں پیدائش قادیانی صاحب کیڑے سے ہونے میں البتہ یہ خلجان پیدا ہے کہ ابلیس کو ہی یہ وسعت دی گئی تھی۔ مگر یہ نہ معلوم تھا کہ اس کے حامی ومددگار کو بھی یہ وسعت دی گئی ہے۔

اگر یہ ان کے نزدیک صحیح ہے گو برخلاف قانون قرآن ہے۔ تو ہم کو بھی چون وچرا کی ضرورت نہیں۔ ان کی پیدائش اور ان کی ذریات ان کو مبارک۔

وصیت نمبر ۴

ازالہ اوہام کے متعدد مقامات وصفحات میں قادیانی صاحب کا فرمانا:

نمبر ۱...... خدائے تعالیٰ اپنے قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہیں کرتا۔

نمبر ۲...... پس اس دنیا میں مردوں کو زندہ کرنا۔

نمبر ۳...... یا ایک انسان کو آسمان پر زندہ مع الجسم اٹھا لے جانا یا ایک زمانہ دراز تک بلا حاجت اکل وشراب زندہ رکھنا اور پھر اس کو خواہشات زمانہ سے محفوظ رکھنا۔ یہ سب خدا کے قانون قدرت سے باہر ہیں اور عادت اللہ کے برخلاف۔

نمبر ۴...... لیکن وہ مرزا قادیانی کو مسیح کی صورت مثالی کے بنانے پر قادر ہے اور یہ اس کے قانون قدرت سے باہر نہیں۔ جیسا کہ انسان کو بندر وسور بنانا۔ اس کو قانون قدرت سے باہر نہیں۔

جواب نمبر ۱...... جو خدا قانون قدرت فلسفہ کی رو سے باہر کوئی کام نہیں کرتا تو تعجب یہ ہے کہ نمبر ۴ میں مثالی صورت مسیح وسور وبندر بنانے میں کیوں کر قادر سمجھا گیا۔ نمبر ان دیگر حتذ کرہ پر تو خدا قانون قدرت کا مقید اور یہاں قانون قدرت پر قادر۔ ایسے لوگ تو بہت ہیں کہ کسی اور کی بات نہ سمجھیں۔ مگر ایسے نہیں دیکھے کہ ماشاء اللہ اپنی کہی ہوئی بات کو بھی نہ سمجھیں۔ یہ منصب ہمارے قادیانیوں کو ہی نصیب ہوا ہے۔ یعنی صورت مثالی وسور وبندر بنانا اگرچہ قانون قدرت سے باہر ہے۔ لیکن ان کے بنانے پر خدا قادر ہے۔

لیکن ان کے بنانے پر خدا قادر ہے تو لفظ لیکن اور قادر ایسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ قانون قدرت سے ضرور باہر ہے۔ ورنہ اس کے بیان کی ضرورت ہی کیا تھی۔ پس وہ خدا کونسی دلیل فلسفیانہ سے قادر ہوا ہے۔ صورت سور اور بندر پر کوئی شہادت ہے۔ یا دنیا میں کوئی ایسا شخص ہے۔ جس نے انسان کو اصلی سور وبندر بنا ہوا دیکھا ہو۔ ہرگز نہیں اگر کسی نے بیان کیا ہے تو کیوں نہیں تحریر میں لائے؟

کہیں ہوتا تو لاتے۔ یہ تو اندھوں اور بہروں کے سمجھانے کی باتیں ہیں۔ پھر قادیانی کو اس تعجب خیز امر پر اس کے قادر ہونے کا یقین بھی ہوا ہے۔ تو باقی امور بالا پر کیوں یقین نہیں ہوتا۔ کیا ان پر خدا قادر نہیں ہے؟ اور اگر قانون قدرت کلام الٰہی کو مانا ہے جس کے بھروسے پر مثال

صورت سوراور بندروں کی بیان فرمائی ہے۔تو باقی امور نمبر۲ سے نمبر۳ تک پر خدا کا قادر ہونا قرآن ہی سے ثابت ہے۔

چنانچہ بعض کا ثبوت بحث معجزات انبیاء ومعراج رسول ﷺ میں واضح طور پر سابق گزر چکا۔ان پر ایمان لانے سے کیوں انحراف ہے۔مگر ہاں اب ہم بھی سمجھ گئے کہ یہ آپ کے اس بیان کی تائید ہے کہ قادیانی ایک کیڑا تھا۔اس جون میں صورت انسان ہو کر مسیح کی صورت مثالی بن گیا۔

اس لئے بندروسور کی صورت ہو جانا قانون قدرت فلسفہ میں داخل ہے۔باہر نہیں۔ ’’بقول کل شی ء یرجع الی اصله ‘‘پر دال ہے اور دیگر یہ ظاہر وعیاں ہے کہ بعض انسان اگرچہ بظاہر صورت انسان ہیں۔مگر باطناً مجسم شیطان ہیں اور صورت سور وبندر سے بھی بدترین ہے۔بقول مولانا:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

لوصاحب یہ تو آپ کی خوش فہمی کا جواب تھا۔اب ہماری سنئے کہ اگر قرآن قانون قدرت خداوندی پر ایمان ہے تو ہر بات کا جواب ذیل سے ملاحظہ فرمائیے۔

جواب نمبر۱...... قانون قدرت خداوند عالم قرآن مجید ہے جو اس نے اپنے حبیب رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔جس سے وہ ہر شے پر قادر ہے۔جو چاہے کرے۔’’هو الله علی کل شی ء قدیر ‘‘وہ قادر مقید نہیں۔جس کا اثبات سابق گزر چکا۔پس برعکس قانون قرآن ازروئے قانون فلسفہ وریاضی وغیرہ کے ذریعے سے طبع آزمائی وسینہ زوری معاملہ دین میں کرنا خلاف اسلام ہے جو کفر ہے۔

جواب نمبر۲...... اس دنیا میں مردوں کا زندہ کرنا خلاف قانون وعادت اللہ ہے۔اس کا یقین اسی کو ہوگا جو قانون کلام الٰہی سے بالکل بے بہرہ ہے۔ایسے ہی تیرہ دروں وطبع کی نسبت یہ سوال فرمودۂ رب العالمین ہے۔’’الیس ذالك بقدر علیٰ ان یحیی الموتیٰ (قیامه:۴۰) ‘‘﴿کیا نہیں ہے یہ قادر اس پر کہ جلائے مردے۔﴾

یعنی کیا نہیں پروردگار اس امر پر قادر کہ مردے جلائے۔جبکہ معدوم سے موجود کرنا اس

بر گراں نہیں تو مردے کو جلانا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ اس اظہار قدرت کے لئے بطور خود و بطور اعجاز انبیاء سے امور ظہور پذیر ہوئے۔ جن کا ثبوت معجزات انبیاء میں سابق گزرا اور نیز مزید براں اور بھی درج ذیل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے:"اذ قتلتم نفساً فادار تم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون فقلنا اضربوہ ببعضھا کذالک یحیی اللہ الموتیٰ ویریکم اٰیتہ لعلکم تعقلون (بقرہ:۷۲،۷۳)" ﴿اور جب تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو نکالنا ہے جو تم چھپاتے ہو پھر ہم نے کہا مارو مردے کو اس گائے کا ایک ٹکڑا اس طرح جلاوے گا اللہ مردے اور دکھاتا ہے۔ تم کو اپنے نمونے شاید تم سوجھو۔﴾

بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا۔ اس کا قاتل معلوم نہ تھا۔ اس کے وارث ہر کسی پر دعویٰ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح اس مردے کو جلایا۔ اس نے بتایا کہ ان وارثوں نے ہی مارا تھا۔ موضح القرآن اور سنئے۔ ان سب لوگوں کو جو ہمراہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بجلی سے مر گئے۔ سب کو زندہ کھڑا کر دیا۔

قولہ تعالیٰ:"ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون (بقرہ:۵۶)" ﴿پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے۔ شاید تم احسان مانو اس پر بھی طمینان نہ ہو اور کوئی شیطان وسوسہ ڈالے۔﴾ تو اور لیجئے۔

قولہ تعالیٰ:"کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون (بقرہ:۲۸)" ﴿تم کس طرح منکر ہو اللہ سے اور تھے تم مردے پھر اس نے تم کو جلایا پھر تم کو مارتا ہے۔ پھر جلاوے گا۔﴾

تو اور سنئے کہ جائے گفتن ہی باقی نہ رہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف میں موجود ہے۔

قولہ تعالیٰ:"اوکالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا ج فاماتہ اللہ مائۃ عام فانظر الی العظام کیف ننشرھا ثم نکسوھا لحما ط فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر (بقرہ:۲۵۹)" ﴿یا مثل اس کی کہ گزرا ایک گاؤں پر اور وہ الٹا پڑا تھا۔ اپنی چھتوں پر کہا کہ کیوں

کر زندہ کرے گا۔ اسے اللہ اس کی خرابی (یعنی موت) کے بعد تو مار ڈالا اسے اللہ نے سو برس تک پھر زندہ کیا اسے کہا کہ کس قدر ٹھہرا کہا ایک دن یا کوئی جز دن کا کہا بلکہ ٹھہرا تو سو ۱۰۰ برس پس دیکھ اپنے کھانے کی طرف اور شربت کی طرف نہیں سڑا ہے اور دیکھ طرف اپنے گدھے کی اور تا کہ بنائیں ہم تجھے نشانی واسطے آدمیوں کے اور دیکھ ہڈیوں کی طرف کیونکہ چڑھاتے ہیں ہم اسے پھر پہناتے ہیں۔ ہم اسے گوشت پھر جب کھل گیا اس پر کہا یقین رکھتا ہوں میں بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔﴾

اے یارو! اب تو اٹھو کہ واقعی وہ قادر ہے۔ اگر اس کی تفسیر کما حقہ دیکھنا منظور ہو تو کتاب خلاصۃ التفاسیر ج ۱ ص ۲۰۴ دیکھ لو اور نیز حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ کہ ان کے تمام اہل و جانوران وغیرہ کو عرصہ بعد زندہ کر دیا اور اصحاب کہف کا قصہ یہ سب قرآن شریف میں موجود ہے۔

اگر پڑھا ہے۔ دیکھ لو۔ پس اگر اس پر بھی کسی کو انکار ہے تو اس کے کفر میں کیا کلام ہے اور سنئے۔ واقعی جب کہ انبیاء کو مردے کے زندہ ہونے میں کچھ خیال ہوا اور اس کے بچشم خود دیکھنے کا ارادہ پیدا ہوا۔ واقعی یہ مسئلہ اہم تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے قادر مطلق کی صفت کو پورا کر دکھایا۔ چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ ابھی گزر چکا ہے۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنئے اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں یوں فرماتا ہے:

”واذ قال ابراهیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ ط قال اولم تو من ط قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطیر فصرهن الیك ثم اجعل علیٰ کل احبل منهن جزءً ثم ادعهن یا تینك سعیا ط واعلم ان الله عزیز حکیم (بقرہ: ۲۶۰)“ ﴿اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب دکھا مجھے کیونکر تو زندہ کرتا ہے۔ مردے کو کہا۔ کیا تو نہیں ایمان لایا کہا ایمان کیوں نہیں لایا مگر مطمئن ہو جائے دل میرا۔ فرمایا لے چار چڑیاں پھر پہچان رکھ۔ پھر رکھ ہر پہاڑ پر ان سے ایک ایک ٹکڑا پھر بلا انہیں آئیں گی تیرے پاس دوڑتی اور جان لے اللہ غالب حکیم ہے۔﴾

معالم

مفسرین کہتے ہیں کہ جب نمرود مردود نے خلیل جلیل سے بحث کی تھی تو یہ بھی کہا تھا کہ تم

نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیونکر مردے جلاتا ہے۔ آپ یہ نہ کہہ سکے کہ میں نے دیکھا ہے اور دوسری دلیل سے اسے معقول کر دیا۔ پھر پروردگار سے عرض کی کہ مجھے آنکھ سے دکھادے اور بعض نے کہا کہ آپ ایک مردہ جانور پر گزرے جو دریا کے کنارے پر پڑا تھا۔ دریا کی مچھلیاں اور جنگلی جانور اور چڑیاں اسے کھاتی تھیں۔ آپ کو تعجب ہوا کہ یہ منتشر اجزاء جمع ہوں اور روح اس میں آجائے۔ یہ تماشا تو قابل دید ہے۔

تب یہ سوال کیا اور بعض نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلعت خلت سے سرفراز فرمایا تو حضرت ملک الموت نے درخواست کی کہ یہ خوشخبری تیرے خلیل کو جا کر میں سنادوں اور ان کی زیارت بھی کروں۔ منظور ہوئی۔ غرض ملک الموت۔ حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ کو بشارت دینے آیا ہوں کہ آپ کو آپ کے پروردگار لیل ونہار نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا۔

حضرت یہ سن کر حمد وثناء میں مشغول ہوئے۔ پھر ملک الموت نے کہا آپ کی دعا بھی مقبول ہوگی۔ اس وقت آپ نے عرض کی کہ اے رب مجھے مردے جلانے کا تماشا دکھادے۔ ارشاد ہوا کیا تجھے کچھ شک ہے۔ عرض کی کہ نہیں۔ اے میرے پروردگار ہاں چاہتا ہوں کہ آنکھ سے دیکھوں اور مرتبہ عین الیقین حاصل کروں۔ ودل مطمئن الحاصل اس درخواست کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اے ابراہیم چار چڑیاں لو۔

معالم

طاؤس، مرغ، کبوتر، کوا اور بعضوں نے دوسرے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ بہر حال ارشاد ہوا کہ انہیں خوب پہچان رکھو۔ تاکہ پھر کچھ وہم نہ ہو اور ذبح کرو پھر وہ خون اور گوشت آپس میں ملا کر خلط کر ڈالو اور پہاڑوں پر ڈال دو۔ ابن عباس وقتادہ نے کہا کہ ہر چڑیا کے چار جز کر کے ایک ایک جز ایک ایک پہاڑ پر رکھ دیا کہا۔ ابن جریج نے۔ سات پہاڑوں پر سات ٹکڑے کر کے رکھے اور سر اپنے پاس رکھے۔ پھر آواز دی کہ آؤ اللہ کے حکم سے۔ ہر قطرہ خون اڑتا اور اپنے دوسرے قطرے سے مل مل کر جسم بن گئے اور ہر جسم اڑتا اور سعی کرتا ہوا اپنے سر سے مل گیا اور چڑیاں جی گئیں۔

اب افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو ایسی ایسی واضح نشانیوں اللہ کی سے منکر ہیں۔ ایسوں ہی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قولہ تعالیٰ: ”والذین کفرو وکذبو بایتنا اولئك اصحب النار هم فیها

خالدون (بقرہ:۳۹) ''اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائی ہماری نشانیاں وہ ہیں دوزخ کے لوگ۔ وہ اس میں رہ پڑیں۔'' اے بھائیو کیوں اس آیت کے مصداق ہوتے ہو۔ خدا کا کچھ تو خوف کرو اور اسلام دین اختیار کرو۔

جواب ۳...... میں جو کسی انسان کو زندہ مع الجسم اٹھا لے جانا آسمان پر قانون قدرت فلسفہ کی رو سے خلاف عادت اللہ ہے تو اس پر ایک بیان سے مقصود یہی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت عیسیٰ کا جانا اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی جسمی معراج کا ہونا خلاف ہے۔ معراج کا ثبوت تو سابق ہو چکا۔ ملاحظہ سے گزرا ہوگا اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے اپنے محل پر آئندہ ثبوت آتا ہے۔ مگر ہم مجمل یہاں بھی عرض کئے دیتے ہیں۔ شاید کسی اہل فہم طالب حق کی سمجھ میں آجاوے۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے درمیان طائف مکہ معظمہ پیدا کر کے جنت میں رہنے کی اجازت فرمائی اور ان کو ایک مدت دراز معینہ تک مع رفع حاجت، اکل وشرب کے زندہ رکھا اور حوادث زمانہ سے بھی محفوظ رکھا اور پھر وہاں سے اسی زمین پر واپس آنا سب کے نزدیک مسلم ہے اور قادیانیوں کو بھی شاید اس سے انحراف نہ ہوگا۔

تو جب یہ بات یقیناً ظاہر ہو چکی اور ادھر قرآن قانون خداوندی کی شہادت پھر اس کے یقین ہونے میں کس کو کلام ہے۔ قول تعالیٰ: ''وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجك الجنت وکلا منها رغداً حیث شئتما (بقرہ:۳۵)'' ﴿اور کہا ہم نے اے آدم رہ تو اور بی بی تیری جنت میں اور کھاؤ اس سے بافراغت جس طرح چاہو۔﴾

پس اللہ تعالیٰ کہ عالم الغیب ہے اور سنئے۔ ''ان اللہ علی کل شیء قدیر'' کی صفت کو ظاہر کر کے آئندہ آنے والے کور چشموں کے خیال باطل کی تکذیب اول ہی سے فرمادی۔ یعنی آدم علیہ السلام کا جنت میں جانا اور آنا وآسمان وکرہ زمہریر اور آفتاب وماہتاب وغیرہ کا طے کرنا سب ہی کچھ ہو گیا۔

اور دشمنان آدم علیہ السلام بھی ان گھروں سے گزر کر اس زمین پر آدھمکے تو اولاد آدم علیہ السلام جو تمام جہان سے افضل ہیں۔ ان کا وہاں گزرنا کیونکر غیر ممکن ہوگا۔ سوائے اس شخص کے جس کو اس کے قادر مطلق ہونے سے شک ہے۔ وہ ہی منکر ہوگا۔

لوصاحبو! حضرت ادریس علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معہ جسم رفع ہونا اور رسول اللہ ﷺ کی معراج کا معہ جسم ہونا۔ ہر عاقل کے نزدیک مثل آفتاب روز روشن کے اثبات معروضہ بالا سے کامل ہوگیا۔ اب آگے اور یہ فرماتے ہیں کہ بلا اکل وشرب کوئی زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ جس کی نظیریں دنیا میں اور تواریخوں میں بہت موجود ہیں۔ تاہم وہ پیش نظر کرتے ہیں کہ مخالف کو جائے کلام باقی نہ رہے۔

حضرت اصحاب کہف وحضرت خضر وحضرت الیاس علیہ السلام قصہ قرآن وحدیث وتواریخ سابقہ میں موجود ہے کہ ہنوز زندہ ہیں اور جب تک اللہ چاہے زندہ رہیں گے اور نیز ان فرشتوں کا قصہ کہ جو بوجہ طعن حضرت ادریس مبتلائے معصیت ہوئے۔ یعنی عزا وعزایا وعزائیل۔ ہر سہ فرشتے لوازمات وصفات انسانی دے کر دنیا میں بھیجے گئے۔

دن میں یہاں مشغول رہتے اور شب کو آسمان پر چلے جاتے تھے اور جب زمین پر آتے وہی صفت بشریت کی مل جاتی تھی۔ مگر ان ہر سہ میں سے ایک ایک نے بخیال فتنہ وفساد دنیا سے واپسی کی التجا کی۔ مقبول ہوئی وہ واپس گیا اور دونوں جو ملقب بہ ہاروت وماروت ہیں۔ اس دنیا میں رہے اور وجہ تسمیہ دنیا میں آنے کی یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام بہ منقبت مضمون ”ورفعناہ مکاناً علیا (مریم:۵۷)“ کے فائز ہوئے اور بیچ عالم بالا کے مصائب ملائکہ ہوئے۔ ملائکہ نے بنظر تحقیر طعن کی۔

اللہ کو ناپسند ہوئے امتحاناً بھیجے گئے مگر پورے نہ اترے۔ انجام وہ غار جبل بابل میں زندہ لٹکائے گئے اور اپنے کردار اعمال کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اگرچہ ان کی روایت مختلف طور سے اور بھی آئی ہیں۔ مگر وہ فروعات میں اختلاف ہے۔ غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اصل مراد حصول مقصود میں سب کا اتفاق ہے۔

اور ہمارا مقصود بوجہ احسن ثابت ہے۔ غرض ہمارے اس مختصر بیان بالا میں کسی کو شک ہوا اور اس سے زیادہ مفصل حال معلوم کرنا ہو۔ کیونکہ ہم نے بوجہ طوالت نہیں درج کیا۔ تو تفسیر مدارک وخلاصۃ التفاسیر وروضۃ الصفاء ودرج الدررو اور وضۃ الاحباب وروضۃ الاصفیاء وغیرہ میں جو موافق قرآن وحدیث ہو مطابق کرکے دیکھ لیں۔ تاکہ شبہ رفع ہو جائے۔

اور سنئے! اللہ کی مخلوق میں سے فرشتے بھی زندہ ہیں اور جنات جن کی پیدائش آدم سے

بھی اول ہے۔ بعض کا زندہ رہنا مخبر صادق سے ہنوز ثابت ہے۔ تو خادمان و نیم ملا و مرزا قادیانی وغیرہ نے جو بوقت اثبات شرکت حیات حضرت ادریس علیہ السلام حــی لا یموت صفت باری میں اشتہار شائع کیا۔

ان صاحبان مذکور الصدور کو ملحوظ نہ رکھا گیا۔ کیا بھول گئے؟ جس سے ان کے شیخ چلی کا سا گھر بنا بنایا بگڑ گیا اور ان سب کو صفت باری تعالیٰ میں شریک سمجھنا پڑا۔ یہ تو گویا الٹی ازار گلے میں آگئی اور بقول خود تیرھویں صدی کے منکر ملا مشرک خلاف قرآن و ایمان ضرور ہی بن گئے اور واقعی یہی درست ہے۔

ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں۔ کہ ایسے لوگ تو بہت ہیں جو کسی اور کو نہ سمجھیں مگر ایسے نہیں دیکھے جو خود اپنی بات نہ سمجھیں۔ یہ منصب انہیں کو نصیب ہوا ہے اور سنئے کہ اصحاب کہف اور حضرت خضر و نیز ہاروت و ماروت کے قصہ کو پہلو میں آیہ "منہا خلقناکم وفیھا نعیدکم (طہ:۵۵)" کو رکھ کر جس کے سبب خود رائی تفسیر سے حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفن ہونے پر طعن کیا ہے۔

سمجھ لیجئے اور جیسے بسبب نظر سے غائب ہونے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مدفن کا مقام سری نگر اپنی نارسائی ذہن سے بیان کیا ہے۔ ایسے ہی ان کی بابت بھی کچھ گھڑ لینا تا کہ پوری پوری فضیلت مخالفت قرآن حمید کے ہاتھ سے نہ جائے اور خادمان سادہ لوحوں کی دل جمعی ہو جائے۔

اور نیز آیہ "کل نفسٍ ذائقۃ الموت" کے جو بوجہ خلل دماغ سمع خراشی فرمائی ہے۔ کے بعد ذائقۃ الموت کے پھر زندہ نہیں ہوتا ہے۔ نہ عرصہ دراز تک کوئی زندہ رہ سکتا ہے۔ تو ان صاحبان کا مکرر زندہ ہونا اور جن کا ہنوز لاحق موت نہ ہونے کا ثبوت مذکورہ بالا دیا گیا ہے۔ کیا کوئی عاقل قادیانی صاحب کے خیال باطلہ کے بیان کو باور کر سکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں اور تمام دنیا میں مختلف واقعات کا ہونا سب پر ظاہر ہے کہ کچھ لوگ بعد موت کے دفن زمین ہوتے ہیں اور بہت لوگ آگ میں جلائے جاتے ہیں اور بہت پانی میں بہائے اور ڈوب جاتے ہیں اور بہتوں کو جانور کھا جاتے ہیں اور بہتیرے لڑائی وغیرہ میں بالائے زمین مقتول پڑے رہتے ہیں۔ جن میں کچھ تو لقمہ جانوران ہوتے ہیں اور کچھ سڑ سڑ کر خشک اور خاک ہو کر ہوا ہو جاتے ہیں۔ تو یہ آیہ مذکور "منہا

خلقناکم ...... الخ (طہٰ:۵۵)‘‘ کے حسب بیان تشریح قادیانیوں کے صریح خلاف ہے۔
کیونکہ یہ سب دنیا میں دفن نہیں ہوتے ہیں۔ تو گویا یہ خدا کا فرمانا موافق مطلب قادیانوں کے معاذ اللہ باطل ٹھہرتا ہے۔ غرض ان آیات کا اصل مطلب انشاء اللہ آئندہ آوے گا۔ سمجھ لینا۔

اور سنئے! جب وہ وقت آوے گا کہ آفتاب غرب سے طلوع ہوگا اور باب توبہ بھی بند ہو جائے گا اور ادھر بحکم خداوند عالم صور پھونکا جائے گا۔ اس وقت ہر شے کو فنا و موت ہوگی اور ہر مخلوق یعنی انس وجن، ملک وفلک، چرند وپرند، جمادات نباتات، چاند، سورج، زمین، ستارہ، سب ہی ہلاک ہوجائیں گے۔

قولہ تعالیٰ:’’کل شی ٔ ھالك الا (وجهه) (قصص:۸۸) اورکل من علیها فان ویبقیٰ وجهه ربك ذوالجلال والاکرام (الرحمن:۲۷)‘‘ تو حسب بیان مرزا قادیانی کے وہ ایک کیڑا تھے۔ اب اس جون انسانی میں نمود ہوئے۔ تو کیا حسب قاعدہ آواگون ہندوؤں کے اس وقت بھی ظہور فرما کر انسانوں کو اپنے خیال کے میدان وسیع میں لوگوں کو دفن کریں گے۔ بعدہ اپنا ٹھکانا کہیں اور جس کے لائق ہیں۔ جادیکھیں گے۔ (یعنی دوزخ میں)
غرض اب تو ہر عاقل کے فہم میں آ گیا ہوگا کہ قانون فلسفائی قادیانی کس قدر لغو خیال ہے اور ان کے خادمان بھی سمجھ گئے ہوں گے اور اب بارگاہ الٰہی سے امید قوی ہے کہ ضرور ایمان لے آویں گے۔ کیونکہ کتاب معتبرہ سے ثابت ہے کہ چار پیغمبر بقید حیات ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آسمان پر ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام زمین پر۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اب اے ناظرین حق پسند میری تحریر ذیل کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمایئے کہ آیات قرآنی کا مفصل سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں۔ یہ انہیں بزرگان دین کا منصب تھا جن کی نسبت ہم عنوان بالا میں تحریر کر چکے ہیں اور نیز جو سابقین کے پیرو اور اسلام واجماع کے مخالف نہیں ہیں اور انہیں کا یہ مرتبہ ہے۔

چنانچہ ہم ایک مجموعی قاعدہ جو مولانا مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم مغفور نے بجواب سوال سید احمد صاحب نیچری کے فرمایا ہے۔ ملاحظہ ناظرین کراتے ہیں:

سوال یہ تھا

احکام منصوصہ احکام دین بالیقین ہیں اور باقی مسائل اجتہادی اور قیاسی سب ظنی ہیں۔

جواب

احکام منصوصہ کے یقینی اور اجتہادی کے ظنی ہونے میں کسے کلام ہوسکتا ہے۔ اگر ہوگا تو اس امر میں ہوگا کہ کونسا منصوص ہے اور کونسا نہیں اور کونسا اجتہادی ہے۔ کونسا نہیں اور میں یہ اس واسطے عرض کرتا ہوں کہ بس اوقات اکثر آدمی بوجہ قلت تفکر بعض امور کو منصوص سمجھ جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ منصوص نہیں ہوتے اور تو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام یوں سمجھ گئے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جن کی شان میں خداوند کریم۔ ''اتیناہ رحمة من عندنا وعلمناہ من لدنا علما (کھف:۶۵) ''فرماتے ہیں۔

کشتی مساکین کو ظلما توڑ ڈالا اور طفل نابالغ کو بے گناہ قتل کر ڈالا۔ یہ کلام اللہ میں موجود ہے۔ آیات آخر رکوع اما السفینہ سے لے کر آخر رکوع تک سے قطع نظر کیجئے۔ تو ابنائے روزگار سے پوچھ دیکھئے۔ یہی کہیں گے کہ حضرت کا قاتل بے گناہ اور خارق سفینہ ظلما ہونا منصوص ہے۔

غرض اکثر یہ ہوتا ہے کہ معنی حقیقی موضوع سے زیادہ بوجہ خیالات طبع زاد جو الف عادت پر مبنی ہوتے ہیں اور معنی زائد لگا لیتے ہیں اور خود ان کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ یہ ایجاد اپنی طبع کا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ نہیں اکثر ابنائے روزگار بلکہ کل اسی قسم کے نظر آتے ہیں۔ آخر ہر کسی کی کلام اس کی مبلغ فہم پر دلالت کر دیتی ہے۔ مگر آج کل اکثر عالم کہ بوجہ انصاف وہ عالم نہیں بلکہ نیم ملاں ہیں۔ اپنے آپ کو عالم فن دیں کچھ ایسا سمجھ جاتے ہیں جیسے بندر نے نیل کے ماٹ میں گر کر اپنے آپ کو طاؤس سمجھ لیا تھا۔

انصاف کی بات جس کو اہل فہم خواہ مخواہ مان جائیں۔ یہ ہے کہ علم کے تین مرتبہ ہیں۔ ایک وہ جس کی طرف جملہ یتلو علیهم آیات دلالت کرتا ہے۔ اس کا ماحاصل تو فقط اتنا ہے کہ عربی میں زبان دانی حاصل ہو جائے۔۔ دوسرا وہ مرتبہ جس کی طرف یعلمہم الکتاب مشیر ہے۔ اس مرتبہ کی حقیقت یہ ہے کہ مجملات کلام اللہ کو مشخص سمجھ جائے۔

تفصیل اس اجمال کی بقدر مناسب یہ ہے کہ مفہومات کلیہ کے لئے ہزار ہا تشخص محتمل ہوتے ہیں۔ مثلاً انسان ایک مفہوم کلی ہے اور زید اور عمر اور بکر خصوصیات زائدہ اس کے تشخصات سو

کلام اللہ میں اگر کوئی مفہوم کلی مصرح مذکور نہ ہو اور اس کا تشخص وتعین مصرح تو مذکور نہ ہو پر سیاق وسباق اور توافق وتوابع کے وسیلہ سے بشرط رسائی فہم معلوم ہوسکتا ہے۔

تو جو شخص اس بات کو بتلائے وہ معلم کتاب کہلائے گا۔ "الذین آمنو ولم یلبسو ایمانهم بظلم (انعام:۸۲)" میں لفظ ظلم ایک مفہوم کلی پر دلالت کرتا ہے۔ جس کے لئے صغیرہ اور کبیرہ اور شرک وبدعت افراد میں مصرح اگر موجود ہے تو وہی مفہوم کلی موجود ہے اور تعین شرک مصرح موجود نہیں۔

ہاں! الفظ لیس بوسیله ان الشرك بظلم عظيم اس کی جانب مشیر ہے۔ علی ہذا القیاس آیت وضو میں جر ارجــــل کی قرات کی صورت میں مسح ارجل تو عطف علی الرؤس کی صورت میں مصرح ہے اور اس کے ساتھ غسل قدم کا کچھ ذکر نہیں۔ پر غسل بھی اس کے افراد میں سے ایک ہے۔

کیونکہ ہاتھ کا پھیرنا سوکھا ہو جب مسح ہے۔ غسل کے ساتھ ہو جب مسح ہی اور فقط رطوبت قائمہ بالید کے ساتھ ہو جب مسح ہے۔ غرض ایک مضمون کلی ہی کی تصریح ہے۔ ہاں قید الی الــکــعبیــن کو دیکھئے تو باعانت با استعانت فہم رسا ہو تو غسل ہی لازم آجاتا ہے۔ علی ہذا القیاس باعانت باء استعانت موضوع لہ راس کو بہ تدبر لحاظ کیجئے تو تعین ربع راس نکل آتا ہے۔

ہاں! راس کو کرہ حقیقی اور پانی کو سطح مستوی یا کرہ حقیقی رکھئے۔ تو پھر مسح بال دو بال ہی کا مسح فقط ثابت ہوگا۔ بہر حال لفظ ظلم سے تمام گناہوں کو مصرح سمجھ لینا اور لفظ راس سے تمام راس مصرح سمجھ لینا اور منصوص خیال کرنا ایک سینہ زوری ہے اور کچھ نہیں۔ تیسرا مرتبہ علم میں وہ ہے جو جملہ يعلمهم الكتاب والحكمة سے لفظ حکمت کے وسیلہ سے سمجھ میں آتا ہے۔

تحقیق اس مرتبہ کی یہ ہے کہ ہر حکم کے لئے ایک علت ہے اور ہر وصف کے لئے ایک موصوف حقیقی ہوتا ہے۔ مثلاً متاع ہونے کے لئے کمال وجمال ومالکیۃ نفع وضرار علت حقیقی وموصوف حقیقی اور محکوم علیہ حقیقی اور وہ اس کے لئے معلول حقیقی اور وصف حقیقی اور معلول حقیقی اور نسبت فی مابین نسبت حقیقی علی ہذا القیاس ایک موصوف عرضی ہوتا ہے۔

جیسے وصف رسالت یا خلافت اور اولوالامر مطاعیۃ کے لئے موصوف عرضی اور علت عرضی اور محکوم علیہ عرضی ہے اور نسبت فی مابین نسبت عرضی اور مجازی ہے۔ یا یوں کہئے کہ رسول اللہ ﷺ کے مال میں میراث جاری نہ ہوئی اور آپ کی ازواج کے نکاح کی حرمت کی علت اور ان

کے ساتھ آپکی حیات جسمانی ہے۔ جو آپ کی موت عرضی کے تلے دے کر افاضۂ حس وحرکت سے ایسی طرح معذور ہوگئی ہے۔

جیسے چراغ روشن کسی ہنڈیا میں بند ہوکر مکان میں افاضۂ نور سے معطل ہوجاتا ہے۔ یہ نہیں کہ جیسے ہماری تمہاری حیات جسمانی جس سے جسم پر روح کا قبض وتصرف تھا۔ موت کے آنے سے ایسی طرح زائل ہوجاتی ہے۔ جیسے سایہ کے آنے سے دھوپ آپ کی حیات بھی موت کے آنے سے زائل ہوجاتی ہے۔ باقی یہ جو السلام علیکم یا اهل القبور سے ایک نوع کی تعلق روح جسد کا پتہ لگتا ہے۔

جس سے اشتباہ حیات پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کو اوّل تو ایسا سمجھئے جیسا بوسیلہ تار برقی بمبئی یا کلکتہ یا لندن کی خبر میرٹھ یا بنارس میں آجائے۔ ایسے ہی یہاں بھی سمجھئے دوسری اگرچہ کچھ تعلق ایسا رہا بھی جیسا کسی جلاوطن کو اپنے وطن اصلی کے ساتھ تو گو اتنا تعلق موجب اطلاع بعض احوال متعلقہ جسد ایسی طرح ہوجائے۔ جیسا تعلق خاطر مرد آوارہ بسا اوقات بہ نسبت اور بلاد کے احوال متعلقہ وطن متروک کے زیادہ اطلاع کا باعث ہوجایا کرتا ہے۔ پر اتنی بات سے قبض وتصرف نہیں نکلتا جو اشتباہ حیات ہو۔ علیٰ ہذا القیاس یہ نہیں کہ مثل شہداء ایک بدن سے تعلق چھوٹ کر کسی دوسری بدل سے تعلق پیدا ہوگیا ہو۔

جس کے بھروسے یوں کہا جائے کہ بدن اول سے تعلق ہی نہ رہا تو اس کے متعلقات یعنی ازواج واموال سے کیا تعلق رہے گا۔ جو مانع میراث اور انقطاع نکاح ہو۔ اسی طرح اور بہت سی نظیریں ہیں۔ جن کو بے کہے۔ اہل دانش سمجھ جائیں گے۔ غرض موصوف حقیقی اور عدت حقیقی کو دینیات میں علت مجازی اور موصوف مجازی سے پہچان لینا وہ حکمت ہے۔ جس کی طرف آیت مذکور میں اشارہ ہے اور جس کی تعریف میں یہ اشارہ ہوا ہے۔

’’ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیرا (بقرہ:۲۶۹)‘‘ سو مرتبہ حکمت پر اجتہاد کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ قرآن وحدیث پر بخوبی نظر ہو اور ناسخ اور منسوخ وضعیف وقوی کو پہچانتا ہو اور مرتبہ علم کتاب میں اگرچہ اجازت اجتہاد واستنباط واحکام غیر منصوصہ نہیں ہوسکتے۔ پر فقط احکام منصوصہ اور مضامین مندرجہ قرآنی میں خود رائی اور خود بینی کی اجازت ہے۔

چنانچہ بدیہی ہے۔ بعد اس کے اگر حکیم امت یا عالم کتاب سے کوئی خطا ہوجائے۔ تو وہ ایسی سمجھنی چاہئے۔ جیسے اسپ تیز گام باوجود سلامت اعضاء قوت رفتار ذرا سی غفلت میں ٹھوکر کھا کر

گر پڑنے کو اسپ لاغر ولنگ کے گرنے پر قیاس کر کے جیسے سواری موقوف نہیں کر دیتے ایسے ہی حکیم امت وعالم کتاب کو بوجہ غلطی جو بمقتضائے بشری بوجہ غفلت ہو جاتی ہے۔

خودرائی واجتہاد سے رد کر دینا ناسزا ہے یہ ان کی غلطی اس امر میں مثل غلطی عوام نہ سمجھی جائیگی۔ باقی رہا مرتبہ جو جملہ یتلو علیھم آیاتہ سے مستفادہ ہے۔ بادی النظر میں اگرچہ از قسم علوم ہے۔ پر حقیقت میں یہ مرتبہ ان علماء ربانی کا مرتبہ نہیں۔ جو کسی کے پیرو نہ ہوا کریں۔ ورنہ جملہ یعلمھم الکتاب بیکار تھا۔ ہاں حافظ علوم کہئے تو بجا ہے۔

بہر حال ایسے لوگوں کو اوروں کا اتباع ضرور ہے۔ عالم بن بیٹھنا اور لوگوں کی پیشوائی جائز نہیں۔ آپ بھی گمراہ ہوں گے اور ان کو بھی گمراہ کریں گے۔ پیشوایان فرقہائے باطلہ سب ایسی مرتبہ کے لوگ تھے۔ جنہوں نے بوجہ اولوالعزمی اپنے فہم کے موافق اور ان سے اپنا کام لیا۔

پس فرقہ قادیانی نے بھی یہ ہی روش اختیار کر کے بوجہ خودرائی خلاف حقدمین وجمہور کے آیات قرآنی میں اختلاف کر کے راہ مستقیم چھوڑ کر اپنی راہ جدی اختیار کی۔ پس اگر آیہ ’’منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم...... الخ (طٰہٰ:۵۵)‘‘ ونیز دیگر آیات میں اس قواعد مذکورہ بالا کا بھی لحاظ رکھتے تو البتہ خطا نہ کھاتے۔

واقعی مجملات کلام الٰہی کا مشخص سمجھنا مشکل ہے۔ اب اس آیت کا مطلب سمجھئے کہ انسان کی پیدائش بایں خیال مرکب بہ عناصر پائی جاتی ہے۔ ورنہ ترکیب کرتے ہوئے۔ خداوند عالم کو کس نے دیکھا ہے۔ جب ہم اپنے بدن میں دیکھتے ہیں کہ قلیل وکثیر یبوست ہے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہمارے بدن میں جز خاکی ہے۔ ورنہ اس یبوست کی اور کیا صورت ہے۔

کیونکہ یبوست خاصہ خاک ہے۔ سوائے اس کے اور کسی چیز میں یہ بات نہیں۔ ہو نہ ہو جز خاکی کی یہ تاثیر ہے کہ ہمارے بدن میں یبوست پائی جاتی ہے۔ اسی طرح رطوبت بھی کسی نہ کسی قدر اپنے بدن میں موجود ہے اور یہ خاصہ آب ہے۔ اس لئے یہ بات واجب التسلیم ہے کہ ہمارے بدن میں لاریب جز آبی ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس ہوا اور آگ کا سراغ نکل آتا ہے۔

غرض ہر مخلوق کی پیدائش کا علم اللہ ہی کو ہے کہ کسی خلط اور کن اخلاط سے پیدا کیا مگر جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا اور اشارہ فرمایا کہ جنات آگ سے اور انسان مٹی سے اور دیگر جز کا ذکر نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جز اعظم جس سے انسان کا بدن بنا وہ دیگر اجزاء لطیف سے کثیف ہے۔ اسی کی طرف خطاب فرمایا کہ ہم سے تم کو اس ناچیز خاک سے بنایا اور اسی خاک میں

ملادیں گے۔ یعنی ہر چیز اپنی اپنی اصل کی طرف رجوع ہوکر مل جاوے گی۔ بقول ’’کل شی ء یرجع الی اصلہ پس منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم (طٰہٰ:۵۵)‘‘ سے یہی مراد ہے کہ تم کہیں مرو مگر زمین پر ہی مرنا ہے۔ خواہ پہاڑ یا درخت یا تخت یا پانی یا زمین پر یا پانی میں یا زمین میں یا آگ میں۔

یہ سب زمین پر ہی مرنا مراد ہے اور بعد موت موافق اندازہ ہر خلط اپنے اپنے اصل مادہ یعنی اپنے معدن کی طرف رجوع ہوکر شامل ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ دیگر آیہ اس کی موید ہے۔ ’’قال فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون (اعراف:۲۵)‘‘ ﴿اس زمین میں جیوگے اور اسی زمین میں مروگے اور اسی زمین سے نکالے جاؤگے۔﴾

پس آیہ منہا خلقنکم کی مراد اس آیہ بالا سے صاف ثابت ہوگئی کہ جب جز اعظم (یعنی زمین) کی طرف نسبت خلق انسان خطاب تھا۔ اسی کی طرف پھر خطاب ہے کہ ہم پھر انسان کو مثل سابق انہیں جزئیات عناصر کے ساتھ اٹھائیں گے۔ غرض انسان میں چاروں اخلاط کا خلاصہ جزو جوہر شریک ہے اور پانچویں روح جدی اس جسم سے نہیں جس کا واضح ثبوت سابق گزرا اور اس آیہ ذیل سے ثابت ہے۔

’’الذی احسن کل شی ء خلقہ وبدا اخلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سللۃ من ماء مہین ثم سواہ ونفخ فیہ من روحہ...... الخ (سجدۃ:۷،۸)‘‘ ﴿ایسا جس نے اچھی کی ہر شے کی خلقت اس کی اور شروع کی خلقت انسان کی مٹی سے پھر بنائی اولاد اس کے نکلتے ہوئے پانی ذلیل سے پھر برابر کیا اسے اور پھونکی اس میں روح اپنی﴾

یعنی آدم کی گوندھی ہوئی مٹی سے اور اولاد ان کی کو قطرہ آب ذلیل سے پیدا کیا۔ تو اس سے یہ مراد نہیں کہ آدم علیہ السلام خالص مٹی سے اور اولاد خالص قطرہ پانی سے بلکہ وہی مراد ہے کہ آدم علیہ السلام کے جز مرکبات عناصر کے خلاصہ مقطرات سے اولاد کی نسل بڑھائی گئی اور روح علیحدہ ہے۔

پس اب تو بخوبی یقین آہی گیا ہوگا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ قادیانی صاحب کی اصل خلقت انسانی نہیں بلکہ اس خلقت سابق سے جو آدم سے اول ہے۔ کیونکہ منجملہ ان کے یہ وہی ایک کیڑہ ہیں۔ جو بقول خود صورت انسان میں ہوئے اور جنات بھی بصورت انسان وبصورت

اپنے رفیق مار میں اکثر ہوتے ہیں۔تو قادیانی صاحب کا بیان بھی کوئی قابل تعجب نہیں ہے۔مگر اتنی عنایت فرمائیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا۔سو کیا اب اولاد کے پیچھے تو عنداللہ نہ پڑیں یہ بڑی عنایت ہوگی۔

اثبات رفع جسمانی حضرت ادریس علیہ السلام

اگر حضرت ادریس علیہ السلام کا رفع معہ جسم کے ہونا ازروئے قانون فلسفہ قابل انکار ہے۔تو اس قانون کی تردید کا ثبوت تو سابق گزر چکا مکرر بیان کی ضرورت نہیں اور اگر بخیال فاسد بحیلہ۔کل نفس ذائقته الموت کے بھروسے ان کی حیات میں کچھ توہم ہے تو یہ وہی باعث قلت فہم ہے۔جو قواعد مذکورہ بالا کے خلاف عالم بن بیٹھے۔ورنہ احادیث وتفاسیر وکتب سیر وغیرہ معتبرہ میں ان کا بالتفصیل قصہ موجود ہے۔اطمینان فرمالیجئے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا رفع بعد ذائقۃ الموت ہوا ہے اور جب یہ بات مسلم ہے کہ انبیاء حیات النبی ہیں۔تو فقط حضرت ادریس علیہ السلام کے لئے خصوصیت ورفعناه مکاناً علیا کی کیوں ہوتی۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت رفع جسمانی آسمانی کی شہادت دیتی ہے۔ہر ایک تفسیر میں تحت آیت مذکور بالا میں مفصل کیفیت مذکور ہے۔پس برخلاف جمہور کے مجرد رائی کے بھروسے پر اختلاف کرنا مخالفت اجماع وسابقین ہے۔جو داخل کفر ہے۔

اب ہم اس اشتہار کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔جس کا اشارہ سابق مذکور ہوا تھا اگرچہ ضرورت کسی جواب کی باقی نہیں رہی۔بایں وجہ کہ ان کے دعوے مثیل عیسیٰ ووحی والہام وطریقہ ایجاد جدید کی بیخ وبنیاد ثبوت بالا سے اکھڑ گئی تو منصف مزاج طالب حق عاقل کو اس قدر اثبات مذکور الصدر کافی ہے۔مگر مزید اطمینان خادمان مثیل مسیح کو جو انہوں نے دربار حیات وممات حضرت عیسیٰ علیہ السلام دلائل فاسدہ۔درج اشتہار کئے ہیں۔ان کی قلعی کھولنا ضروری ہے۔ورنہ بقول خوئے بدرا بہانہ بسیار کے حیلہ بوجہ تیرہ درونی کہنے کو تیار کہ اس کا جواب نہیں ہوا۔لہٰذا جو کچھ اقوال خادمان وغیرہ نے دوورقہ اشتہار میں شائع کئے ہیں۔کون نہیں جانتا کہ یہ درپردہ بڑے پیر کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔شعر:

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں
ہے کوئی اور ہی اس پردہ زنگاری میں

کہنے کو تو خاکا خادمان، ملامی وغیرہ کا ہی اوڑے گا۔ان مہملات کے بدلے ادھر سے

بے نقطہ وہ ہی سنیں گے۔ جو سابق گزرا اور آئندہ بھی گزرے گا۔ ناظرین دل لگا کر سنیں اور سمجھیں۔ شروع عنوان اشتہار میں ثبوت خادمان مسیح موعود نے باستدلال کلام الٰہی اپنی صحت وثبات عقل سے دیا ہے کہ اللہ کی رسی کو پکڑو۔

ناظرین اس میں غور فرمائیں۔ وہ یہ ہے۔ ”واعتصمو بحبل الله جميعا ولا تفرقو او ذكروا نعمته الله عليكم اذكنتم اعداؤ فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا (آل عمران:۱۰۳)“ ﴿اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اور اس کے فضل سے بھائی۔﴾

اب مقام غور انصاف ہے کہ یہ رسی اللہ کی یعنی اسلام دین جو قرآن وحدیث کے موافق ہے۔ صحابہ کرام نے فرقہائے باطلہ کو تہ تیغ فرما کر رسی اسلام کے قائم کر دے۔ جس پر اجماع وطریقہ اربعہ ائمہ آج تک قائم ہے۔ اب بخلاف اس کے جدی رسی راہ فرق کے بعد تیرہ سو برس کے کس نے نکالی۔ افسوس ہے کہیں سے کچھ عقل مول لے لی ہوتی تو ضرور اس آیت کو زبان پر لاتے ہوئے شرماتے ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ ایسے لوگ بہت ہیں کہ دوسرے کی بات نہ سمجھیں۔

مگر ایسے نہیں نظر پڑے کہ ماشاء اللہ اپنی بات خود نہ سمجھیں یہ درجہ انہیں کٹ ملانوں کو ملا ہے۔ کوئی ان سے جا کر پوچھے کہ رسی اللہ کی قدیم کونسی ہے۔ کیا یہ راہ جدیدہ تفرقو والی ہے۔ یا حسب محاورہ ہندوستان کی اس کیڑہ کو رسی سے تعبیر کرتے ہیں۔ جو دشمن آدم ہے۔ کیونکہ موجدان اس گروہ کے سرخیل نے اپنی اصلیت کیڑہ سابق میں بیان کی ہے۔ کیا اسی کیڑے کی طرف اشارہ ہے۔

سچ ہے جو اللہ کی طرف سے گمراہ ہے۔ اسے راہ پر لانے والا کون؟ کوئی نہیں اور آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”ولا تكونو كالذين تفرقو او اختلفوا من بعد ماجاتهم البينت واولائك لهم عذاب عظيم (آل عمران:۱۰۵)“ ﴿اور مت ہو ان کی طرح جو پھوٹ گئے اور اختلاف کرنے لگے۔ بعد اس کے پہنچ چکے ان کو حکم صاف اور ان کو بڑا عذاب ہے۔﴾

کیوں یارو اب بھی آیت مذکور کا مطلب سمجھ میں آیا۔ جلد توبہ کر کے رسی قدیم اسلام کی

پکڑ لو۔ ورنہ بڑے عذاب میں گرفتار ہونا ہوگا۔ اب جوابات دیگر اقوال مرزائیاں جوانہوں نے ایک مولوی صاحب کو مخاطب لفظ میاں جی کے درج اشتہار کیا ہے۔ غور سے سنئے۔

قولہ: ''بل رفع اللہ'' البتہ اللہ کے اس وعدہ کا ایفاء ہے جو اس نے فرمایا ہے۔

''یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی'' یہاں متوفیک پہلے ہے اور رافعک بعد میں۔ پس ترجمہ ہوا کہ اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا ہوں اور تیرا رفع درجات کرنے والا ہوں۔ رفع درجات صحیح معنی اس لئے ہیں کہ رافعک سے پہلے متوفیک موجود ہے۔

پس جس کو اللہ تعالیٰ نے موت دے دی اس کے بعد اس کا رفع درجات ہی ہوا کرتا ہے۔ نہ رفع جسم۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو مار دیا۔ جیسا کہ متوفیک کے وعدہ سے ظاہر ہے۔ تو پھر اگر جسم کا رفع کیا تو اس سے فائدہ کیا ہوا مردہ کے واسطے۔ کیا دفن کرنے کی جگہ اس دنیا میں نہیں مل سکتی تھی۔

اقول

افسوس ہے مرزا قادیانی کے حواریوں کی عقل پر۔

مصرع

انچہ اوستاد شاگفت ہماں می گوئید۔ بہت صحیح ہے۔ بقول کسی بزرگ کے:

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر زاغ با زاغ

ہم نے تو یہ سمجھ کر قلم اٹھایا تھا کہ انہیں کچھ آتا ہوگا۔ لیکن یہ تو طفل مکتب سے بھی بدتر نکلے۔ جو ذرا ذرا سی بات ہمیں کو سمجھانی پڑی۔

بقول شخصے

ذوق بازی گہ طفلان ہے میرا سر یہ زمین
ساتھ لڑکوں کے پڑا کھیلنا گویا ہم کو

اے حضرات کہیں سے عقل عاریتاً ہی مانگ لی ہوتی۔ کسی عالم کی جوتیاں سیدھی کی ہوتیں تو ایسی بات بات پر نہ پھیلتے۔ خیر بمصداق: ''ما علینا الا البلاغ'' جو ہمارا فرض منصبی ہے۔ اس کو جہاں بے علموں کے سامنے ظاہر کرنے سے عار نہیں۔ شعر سنے ہوں گے:

چمن چمن میں سینکڑوں نالے ہزاروں کے
کلیجہ تھام لو اب دل جلے فریاد کرتے ہیں

اولاً آیت: ''بل رفعه الله اليه'' میں لفظ رفع کی تحقیق ضروری ہے کہ یہاں پر رفع جسمانی مراد ہے۔ یا کہ مطابق گمان فاسد قادیانیوں کے روحانی۔ پس ہم اپنے دعویٰ رفع جسمانی کی دلیل بیان کرتے ہیں۔ جس سے رفع روحانی قطعاً باطل ہے۔ وھو ہذا۔ آیت متنازع فیہ میں اللہ پاک نے سات ضمائر واحد غائب کے بیان فرمائے۔ جن میں سے چھ جگہ بالاتفاق حضرت عیسیٰ بجسم مراد ہیں۔

پس اگر بلا کسی دلیل کے رفع اللہ سے رفع روح مراد لو تو دعویٰ بلا دلیل ہے اور جس کو اللہ پاک نے طبیعت مستقیم عطا فرمائی۔ وہ اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ وما قتلوہ وغیرہ میں نفی قتل ہے نفی موت مقصود ہے۔ پس موت کی نفی کر کے لفظ بل کے ساتھ اللہ پاک نے رفعہ اللہ کو بیان فرمایا۔ یعنی نہ یہود نے عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ بلکہ اللہ نے عیسیٰ کو بجسم اپنی طرف اٹھالیا اور اگر وما قتلوہ وغیرہ سے نفی موت مقصود نہ ہو تو پھر نفی قتل سے کیا فائدہ۔

چنانچہ مظہری بھی فرماتے ہیں کہ توفی سے مراد رفع الی السماء ہے۔ تفسیر مظہری کے ص ۳۸۷ میں لکھا ہے کہ ''والظاهر عندى ان المراد بالتوفى هو الرفع الى السماء يشهد به الوجدان بعد ملاحظه''

قولہ تعالیٰ: ''وما قتلوه وما صلبوه ولولا نفى الموت عنه ملكان من نفى القتل فائده از الغرض من القتل الموت انتهى'' ظاہر مظہری کے نزدیک یہ بات ہے کہ توفی سے مراد رفع الی السماء ہے۔ ہر شخص کا وجدان گواہی دیتا ہے۔

بعد خیال کرنے۔ قول اللہ کے وما قتلوہ ما صلبوہ (یعنی یہود نے ان کو نہ قتل کیا۔ نہ صلیب پر چڑھایا) اور اگر اس جملہ سے نفی موت نہ ہوتی تو پھر نفی قتل سے فائدہ ہی کیا ہوتا۔ اس لئے کہ غرض قتل سے موت ہی فقط اور یہ بھی واضح رہے کہ لفظ بل ماقبل کے اعراض اور مابعد کے اثبات کے واسطے آتا ہے۔ جیسا کہ علم اصول سے ثابت ہو چکا۔ ''بل لاثبات ما بعده والاعراض عما قبله على سبيل التدارك'' پس اللہ پاک کو صلیب وقتل سے اعراض مقصود ہے اور رفع جسم کا اثبات مقصود ہے۔

اور بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ کی وفات ہوگئی۔ جس کے قادیانی صاحب مرتکب ہوئے ہیں۔ تو لفظ رفع کی کیا ضرورت تھی۔ کسی خاص بات پر دلالت نہیں کرتا۔ چنانچہ جہاں لفظ توفی آیا ہے اور اس کے معنی بھی ماقبل یا مابعد کے قرینہ سے موت ہیں۔ تو وہاں پر کہیں رفع کا لفظ نہیں بیان فرمایا۔ جس سے بعض مقام کا ذکر کرتے ہیں۔

''قل یتوفکم ملك الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون (سجدة:۱۱) '' ﴿ کہہ دیجئے کہ قبض کرے گا تم کو فرشتہ موت کا وہ کہ جو مقرر کیا گیا ہے۔ تمہارے ساتھ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔﴾ یہاں پر ظاہر ہے کہ بوجہ قرینہ لفظ ملک الموت کے اس آیت میں یتوفکم کے معنی موت ہی نہیں اور نیز دوسری آیت ''اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا '' اور اللہ قبض کرتا ہے۔ تو جان کو ان کی موت کے وقت یہاں پر بھی وہی قرینہ موت ہی مراد ہے۔

تیسری آیت ''حتی اذا جاء احدکم الموت توفته (انعام:۶۱) '' ﴿یہاں تک کہ جب آگئے ایک کو تم سے موت وفات دینے میں اسے۔﴾ یہاں بھی وہی قرینہ مراد موت ہے۔ چوتھی آیت ''حتی یتوفھن الموت (نساء:۱۵) '' ﴿یہاں تک کہ وفات دے انہیں موت یہاں بھی وہی قرینہ مراد موت ہے۔﴾

پس آیت متنازع فی میں اللہ پاک کی مراد نفی قتل وصلب ہے اور اثبات رفع جسمانی اور اس ہمارے بیان کی تقویت آیت یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی دیتی ہے۔ ﴿اے عیسیٰ میں تیری مدت پوری کرنے والا ہوں اور تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں﴾ اس آیہ کریمہ میں بھی لفظ توفی کی تحقیق ضروری ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ توفی کا مشتق منہ وفی ہے اور یہ مادہ اپنی ہیئت شخصی وضعی یعنی صیغہائے مجرد ومزید از روئے استقراء افادہ معنی تمام وکمال میں علیٰ قدر المشترک کبھی قاصر نہ رہا۔

پس وفا کا صیغہ اپنی ہیئت شخصی کے اعتبار سے چند معنی کے لئے مستعمل ہے۔ جن میں سے بعض کو بطور تمثیل لکھتے ہیں:

۱...... سلانا

قولہ تعالیٰ: ''وھو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنھار (انعام:۶۰) '' ﴿اور اللہ وہ ذات ہے کہ سلا دیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو کام تم دن میں کرتے۔﴾

۲...... پورا کرنا و پورا پانا

قولہ تعالیٰ:"ثم توفیٰ کلّ نفس ماکسبت (بقرہ:۲۸۱)" ﴿پھر پورا پائی ہر جان جو کمایا۔﴾ دیگر آیہ"واما الذین آمنو وعملو الصلحت فیوفیھم اجورھم (آل عمران:۵۷)" ﴿اور جو ایمان لائے اور کیں نیکیاں پس پورا کریں گے۔ ہر مزدوری ان کی۔﴾ اور چنانچہ لسان العرب میں ہے۔کہ"وفی فلان ای ثم فلان قوله ولم یعذر" ﴿اس نے اپنے قول کو پورا کر دیا۔﴾

۳...... بڑھنا اور زیادہ ہونا"وفی الشعر فھو وافٍ اذا زاد" ﴿یعنی بال بڑھ گئے۔﴾

۴...... بلندی اور بلندی پر چڑھنا۔محیط المحیط میں ہے۔"الوفی الشرف عن الارض" ﴿یعنی چڑھنا۔﴾ اور صراح میں ہے۔"واوفی علیه ای الشرف" ﴿چڑھ گیا۔﴾

۵...... مجازی طور پر معنی موت تاج العروس شرح قاموس میں ہے۔"ومن المجاز ادرکت الوفاة الی الموت" ﴿یعنی پالیا اس کو موت نے۔﴾

پس کتب لغات مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ لفظ توفی کے معنی حقیقی پورا کرنا وغیرہ ہیں۔ جس کے مرزا قادیانی خود مقر ہیں۔ چنانچہ (براہین احمدیہ ص۵۱۹، خزائن ج۱ ص۶۲۰) میں اپنی الہامی عبارت یعنی"انی متوفیك ورافعك الی" کے معنی میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔ اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور ص۵۵۷، خزائن ج۱ ص۶۶۴ میں"یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی" کے معنی اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ فرماتے ہیں اور موت معنی مجازی جیسا کہ شرح قاموس سے ظاہر ہو چکا اور یہ بات ظاہر ہے کہ معنی مجازی بوقت کسی ضرورت کے بامداد کسی قرینہ کے مراد لیا جایا کرتے ہیں۔ یہاں وہ کونسی ضرورت پیش آئی اور کونسا قرینہ صارفہ پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معنی اصلی چھوڑ کر معنی مجازی کی طرف تجاوز کیا گیا۔

بلکہ اللہ پاک نے اگر آپ صاحبوں کو ذرا بھی چشم بینا عنایت فرمائی ہو۔ تو معنی حقیقی کے لئے مؤید کلام پاک میں کلمات موجود ہیں۔ اول لفظ متوفیک کے پہلو میں ہی دیکھ لیجئے۔ کہ

متوفیک کے بعد میں لفظ رافعک الیّ فرمایا۔ حالانکہ کسی جگہ پر ایسا نہیں کہ موت کے بعد لفظ رفع کا اس طریقہ پر بیان فرمایا ہو۔ جیسا کہ اس کی نظیریں بیان بالا سے معلوم ہو چکی ہیں۔

خیر اگر تھوڑی دیر کے لئے متوفیک کے معنی مجازاً موت ہی مراد لیں جس کے آپ صاحب مرتکب ہوئے ہیں تو کلمہ رافعک الی بمنزلہ لغو کے تصور کیا جائے۔ اس واسطے کہ یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیاء میں سے ہیں۔ انکے واسطے تو کیا بلکہ عامہ مؤمنین کے واسطے ثابت ہے کہ بعد موت کے ملائکہ ان کے ارواح کو آسمان پر لے جاتے ہیں۔

تو کیا انبیاء مرسلین کو یہ رتبہ حاصل ہونے میں کچھ شک ہے۔ جو مرفع کے واسطے لفظ رفع فرمایا نہیں۔ بلکہ اس رفع سے کوئی خاص رفع مراد ہے۔ جو عامہ انبیاء و مومنین کے علاوہ ہے۔ پس اس رفع سے اللہ پاک کی مراد رفع جسمانی ہی نکلتی ہے۔ جو کہ بجز حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے کو مرحمت نہیں فرمایا گیا اور حضرت آدم تو اول درجہ میں ہیں۔ نیز ہم آیت ”بل رفعه الله“ سے مفصلاً ثابت کر آئے ہیں کہ رفع جسمانی ہی متحقق و ثابت ہے اور اس امر پر یہ اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے کہ متوفیک اپنے معنی حقیقی پر ہی ہو۔ ورنہ بین الآیتین تناقض واقع ہوگا۔

اور تناقض سے اللہ پاک نے اپنے کلام پاک کو مبرا فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ”ولو كان من عند الله لوجدو فيه اختلافاً كثيراً (نساء:۸۲)“ ﴿اور اگر ہوتا یہ قرآن شریف غیر اللہ کے پاس تو البتہ پاتے اس کے اندر بہت اختلاف۔﴾ غور کا مقام ہے کہ مرزائیاں خود تناقض ثابت کرتے ہیں اور مولوی عبدالکریم صاحب کو مفت بدنام کرتے ہیں اور بے جا اتہام لگاتے ہیں۔

ناظرین کو واضح ہو کہ ہم نے مشرح طور پر حضرت عیسیٰ کا رفع جسمانی ثابت کر دیا اور نیز ہم بہ طریق دیگر بھی ثابت کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ بس اوقات کلام بولا جاتا ہے۔ لیکن اس کلام کے معنی درست نہیں ہوتے ہیں۔ تاوقتیکہ تقدیم تاخیر نہ کی جاوے۔ چنانچہ اللہ پاک کفار کے عقیدے کی حکایت بیان فرماتا ہے۔ ”ماهي الا حيوة الدنيا نموت ونحيا (جاثيه:۲٤)“ ﴿نہیں ہے یہ مگر دنیا کی زندگی ہم مریں گے اور زندہ ہوں گے۔﴾ برعکس ان کے عقیدے کے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ جو کچھ ہم کو رہنا ہے۔ دنیا میں ہی رہیں گے اور بعد میں زندہ نہ ہوں گے اور آیت میں ہے کہ بعد میں زندہ ہوں گے۔

پس معنی اس طرح پر موافق ان کے عقیدہ کے ٹھیک ہوں کہ لفظ نحیا کو پہلے رکھیں اور لفظ نموت کو بعد میں جیسا کہ تفسیر جمل میں مذکور ہے۔ اسی طرح پر لفظ رافعک الی پہلے رکھیں اور متوفیک بعد میں یعنی میں تجھے اپنے طرف اٹھانے والا ہوں اور تیری مدت پوری کرنے والا ہوں۔

اور نیز تفسیر عباسی میں جو قرآن مطبع مجتبائی وہاشمی کے حاشیہ پر موجود ہے۔ یہی قاعدہ بالا مترتب فرمایا ہے۔ یعنی انی متوفیک ورافعک الی مقدم وموخر ویقول انی رافعک الی سے ناظرین اب تو آپ کو بخوبی واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ ان تمام بیانات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجسم آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔

اگر اب بھی وسوسہ شیطانی دفع نہ ہوا اور وہی جہالت اپنا کام کئے جائے۔ تو لیجئے ایک اور طریق سے آپ کو سمجھایا جاتا ہے اور ہم سابق بھی عرض کر چکے ہیں۔ کہ ہر آیت کا محل وموقع وقرینہ بواسطہ ومطالب قبل ومابعد پر ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہئے۔ تاکہ اصلی مراد ومطلب فوت نہ ہوجائے۔ تو ربط اس آیت ''یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی...... الخ (آل عمران:۵۵)'' کا یہ ہے کہ جب کفار آپ کے دشمن جانی وخون کے پیاسے ہوئے اور آپ کی ہلاکی کے داؤ تدبیریں کرنے لگے۔ تو اللہ پاک نے ماقبل آیت مذکور بالا یہ فرمایا:

''ومکروا ومکر الله والله خیر الملکرین (آل عمران:۵٤)'' ﴿داؤ کیا انہوں نے اور داؤ کیا اللہ نے اور اللہ بہتر داؤ کرنے والوں سے﴾

یعنی حضرت عیسیٰ کو ان کے مکر کا حال ظاہر فرمایا۔ کہ وہ کیسا ہی داؤں کریں۔ ایک بھی نہ چلے گا اور اس رفع تردد کی یہ خوشخبری۔

یعنی ''یا عیسیٰ انی متوفیك...... الخ'' سنائی کہ ہم تم کو اپنے پاس معہ جسم اٹھالیں گے اور پوری کریں گے تمہاری مدت اور اگر اس کے برعکس مثل قادیانی لفظ متوفیک سے موت جیسا ان کا بیان ہے۔

سمجھا جائے تو کافر تو آپ کی موت ہی کے درپے تھے۔ خدا بھی انہیں کا ساتھی ہوگیا۔ بجائے رفع تردد وامداد کے الٹا متوفیک یعنی موت دوں گا۔ فرمایا۔ تو ''ومکر الله خیر الماکرین'' فرمانا بے کار گیا اور انہیں کافروں کا داؤں چل گیا اور الفاظ مطهرك من الذین کفرو بھی بے کار گیا۔

اور بقول مرزا قادیانی روح کا رفع درجات ہوا اور نعش کا رہی کے قبضہ میں رہی تو اللہ

پاک کرنے والا کس چیز کا ہوا کیا صرف روم کا جسکا رفع بیان کیا گیا ہے۔ مگر وہ تو ان کے اختیار سے باہر اور نہ قبضہ میں رہی۔ جو نا پاک کرتے۔ غرض قادیانی کے بیان سے اللہ پاک کا کلام بالا لغو ٹھہرتا ہے۔

افسوس ہے کہ ایسے لوگ پیشوائے دین بن بیٹھے ہیں۔ جن کو اپنے پس وپیش کی خبر نہیں۔ آپ تو گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ اے ناظرین حق پسند لفظ متوفیک کے وہ معنی لیجئے کہ جس سے مخالف کی کمر ہی بالکل ٹوٹ جائے۔ یعنی خود خدائے پاک اسی آیت کے مابعد آیہ دوسری میں صاف معنی پورا کرنے کے فرماتا ہے۔ اے بھائی قادیانیو ذرا چشم حیا ظاہری کو۔ اٹھا کر ربط آیہ ماقبل ومابعد غور کر کے بول تو ادھو کون ٹھکانے کی کہتا ہے۔

وہ آیہ یہ ہے۔ ’’واما الذین امنو وعملو الصلحت فیوفیهم اجورهم (آل عمران:۵۷)‘‘ ﴿اور جو ایمان لائے اور کی نیکیاں پس پوری کریں۔﴾ ہم مزدوری ان کی پس جب اللہ پاک نے خود اصلی معنی آئندہ آیت میں بتا دیئے۔ تو پھر معنی اصلی چھوڑ کر معنی موت کے لگا کر چوں چرا کرنا انہیں کا کام ہے جن کی باطنی آنکھیں تو پھوٹی ہی ہیں۔ مگر ظاہری آنکھیں بھی پھوٹ گئیں اور پھر دوسرے مقام پر پارہ سورہ النساء میں ایسا ہی فرماتا ہے۔ ’’فاما الذین آمنو وعملو الصلحت فیوفیهم اجورهم...... الخ (آل عمران:۵۷)‘‘ اب اصلی مطلب سنئے۔ یعنی حضرت عیسیٰ سے یہود منکران نے داؤ کیا اور انہیں قتل کرنا چاہا۔

اللہ نے ان کا فریب الٹ دیا اور ان کو ان کے کفر سے الٹ مارا۔ اللہ تمام حیلہ اور تدابیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔

عرائس

ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ ایک گروہ یہود کی طرف گزرے وہ کہنے لگے۔ وہ آیا جادوگر کا بیٹا اور بدکار بیٹا۔ زانیہ کا (معاذ اللہ منہا) آپ غضبناک ہوئے اور بددعا کی اور کہا اے اللہ تو میرا رب اور میں تیری بنائی ہوئی روح سے نکلا اور تیرے حکم سے پیدا ہوا۔

اے اللہ لعنت کر جس نے مجھے اور میری ماں کو گالی دی۔ فوراً وہ سب گستاخ بے ادب سور بن گئے۔ یہود کے بادشاہ نے یہ دیکھا تو ڈرا کہ مبادا میرا بھی یہی حال ہو اور یہود آپ کے قتل پر مجتمع ہوگئے اور آپ کو ایک مکان میں بند کیا۔ جبرائیل بحکم رب جلیل آئے اور ایک روزان سے آپ کو آسمان پر اٹھا کر لے گئے۔ بادشاہ نے طیطانوس نامی اپنے مصاحب کو حکم دیا۔ کہ اس

مکان میں جا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرے۔ اندر جانا تھا کہ صورت بدل گئی۔ جب نکلا تو لوگوں کی نظر میں ایسا معلوم ہوا کہ یہی عیسیٰ ہیں۔

انہوں نے اسے قتل کیا اور سولی پر چڑھایا مگر کفار خوار ہوئے اور تدبیر اور داؤ الٰہی نے اپنا جلوہ دکھایا۔

نوٹ

بس اسی مقام (یعنی قانون اہل اسلام) سے اللہ کا سور و بندر کی شکل بنانے پر قادر ہونا۔ مرزا قادیانی نے اڑا کر داخل قانون فلسفہ کیا ہے۔ تاکہ اپنی صورت انسانی ہونے کی تائید ہو اور حسب دعویٰ سابق مذکورہ خود کہ میں اعجاز شیخ یعنی ان عجوبہ کاری عمل الترب سے کہ نہیں ہوں کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی۔

یہاں قادیانی صاحب نے یہ معجزہ تو ضرور کہایا کہ میں اپنی بڑی بیگم حمل سے فرزند نرینہ کے برآمد ہونے کی پیشین گوئی کی اور برآمد ہوئی دختر۔ پھر ایک فوجی افسر سے پانچ سو روپیہ اس لئے اینٹھ لئے کہ آسمانی باپ سے تم کو بیٹا دلوا دوں گا۔ مگر بیٹے کی جگہ چوہیا کا بچہ بھی نہ ہوا۔

آسمانی منکوحہ کی بابت اب تک پیشن گوئی جاری ہے۔ کہ ضرور میرے عقد میں آئے گی۔ اب تک تو آئی نہیں۔ شاید قیامت کو آئے۔ ادھر ہر رقیب مرزا جی کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے۔

اور پانچ چار بچوں کے جھول بھی نکلوا چکا ہے۔ مگر مرزا جی ابھی تک اس کو اپنی منکوحہ بتائے جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا آتھم وغیرہ کی چند پیشین گوئیاں اور بھی پٹ پڑیں۔ جو سب پر ظاہر ہیں۔

پس بباعث ان وقوعات کفاران کے اول ہی سے اللہ پاک نے اپنے نبی کے لئے یہ کلمات تسکین بخش فرمادیئے۔ ’’اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفرو جاعل الذین تبعوک فوق الذین کفرو الی یوم القیمۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون (آل عمران:۵۵)‘‘

﴿جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں پوری کرنے والا ہوں مدت تیری اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے اور کرنے والا ان کا جو پیروی کریں گے تیری غالب ان پر جو کافر ہوئے اور قیامت تک پھر میری طرف بازگشت ہے تمہاری۔ پس حکم کردوں گا تم میں جس میں تھے تم اختلاف کرتے۔﴾

یعنی جب فرمایا اللہ نے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں وفات دوں گا تمہیں اور اٹھاؤں گا اپنی طرف اور مطہر کرونگا تمہیں ان سے جو کافر ہوئے اور تمہارے تابعداروں کو کافروں پر غالب کروں گا۔ قیامت تک پھر میری ہی طرف بازگشت تم سب کی ہے۔ پھر میں تم میں فیصلہ کروں گا۔ جس امر میں اختلاف کرتے تھے۔

درمنثور

مراد خواب ہے۔ بحالت خواب آسمان پر اٹھائے گئے۔

ابو مسعود

وفات سے مراد یہ کہ آپ کی زندگی معینہ پوری کی جائے گی۔ جیسا کہ بعد خروج امام ونزول مسیح وقوع میں آئے گا۔ غرض آسمان پر آپ کا جانا مسلم اور صحیح ہے۔ یہ کہ آپ کا انتقال نہیں ہوا۔ چنانچہ آیہ ''وما قتلوہ وما صلبوہ'' سے ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔

مطہرك

سے خواہ یہ مراد ہے کہ یہود کے ہاتھوں اوران کے پلید اعتقادوں سے ہم آپ کو علیحدہ اور پاک کریں گے۔ تاکہ آپ کو مس بھی نہ کرسکیں۔ یا انصار یہود کے لئے بے ہودہ افترا کا کچھ الزام آپ پر نہ رہے گا۔

دوم

تابعین عیسیٰ علیہ السلام اور کفار سے کون مراد ہیں۔ اگر کفار سے خاص یہود مراد لئے جائیں تو ہوسکتا ہے کہ تابعین سے حواری ونصاریٰ مراد ہوں۔ جو یہود پر حاکم رہے اور اگر کفار عموماً مخالفین حضرت عیسیٰ مراد ہوں۔ تو تابعین سے اہل اسلام مراد ہیں کہ ہم اہل اسلام سچے ابراہیمی سچے موسوی سچے عیسائی سچے محمدی اور تمام انبیاء کے تابع ہیں۔

پس مسلمان ہمیشہ کفار پر حاکم اور غالب رہے اور رہیں گے۔ چنانچہ تمام معبدگاہ یہود ونصاریٰ وغیرہ سب ہنوز مسلمانوں ہی کے قبضہ میں ہیں اور رہیں گے اور اگر مسلمانوں کا اعتقاد بحق حضرت عیسیٰ علیہ السلام معاذ اللہ باطل ہے۔ جیسا کہ نصاریٰ کا زعم ہے۔ تو یہ کافر ٹھہرے۔

اب ضرور ہے کہ نصرانی غالب ہوتے اور سب معبدگاہوں پر قابض ہوجاتے۔ حالانکہ ایسا میسر نہیں ہوا اور اگر حق ہے۔ تو آپ کے سب مخالف نصاریٰ ہوں یا یہود مجوسی ہوں کہ ہنود

باطل پر قرار پائے اور ان کی مغلوبی ہوئی اور ہے اور امام کے زمانہ میں کامل ہو جائے گی۔

علاوہ ازیں دوسرے مقام پر اللہ پاک عدم موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیسی تصدیق فرماتا ہے۔ ”وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما (نساء:۱۵۷،۱۵۸)“

﴿اور ان کے کہنے سے کہ ہم نے قتل کیا۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم جو رسول اللہ کے ہیں اور نہیں قتل کیا اسے اور نہ سولی دی اسے لیکن شبہ ہوا ان کو اور بیشک جو مختلف ہوئے۔ قتل میں عیسیٰ کے ہر آئینہ شک میں ہیں۔ قتل سے نہیں۔ ان کو اس کا علم مگر پیروی گمان کی اور نہیں قتل کیا اسے یقینی طور پر بلکہ اٹھالیا اسے اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا۔﴾

اور اس کے کہنے سے عذاب نازل ہوا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو قتل کیا۔ حالانکہ نہ قتل کر سکے نہ سولی دے سکے۔ یہ ہوا کہ جس نے حضرت عیسیٰ کی خبر بادشاہ ظالم کو دی تھی۔ اسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی صورت پر کر دیا وہ لوگ اسے عیسیٰ سمجھے اور سولی دیدی۔ پھر وہ اپنی اصلی صورت پر آ گیا۔

یہود کو اس میں شبہ پڑا اور تردد ہوا کہ آیا ہم نے قتل کیا یا نہیں تو یہ قول کہ حضرت عیسیٰ کو قتل کیا۔ محض گمان پر ہے اور حق یہ ہے کہ نہ قتل کیا نہ سولی چڑھائی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے حضور میں بلالیا اور آسمان پر اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور یہ جو قادیانیوں کا بیان اس آیت کے بارے میں ہے کہ:

’بل رفعه الله اليه “ سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کا ایفاء ہے جو اس نے فرمایا ہے۔ ”يعيسىٰ انى متوفيك ورافعك الىّ (آل عمران:۵۵) “ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ واقعی اس فرمان الٰہی کی تصدیق ہے۔ جیسا کہ فرمایا تھا وہ داؤں اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا۔ یعنی بچالیا قتل سے (یعنی موت سے) اور اٹھالیا معہ جسم طرف اپنی۔

مگر قادیانی جو اس وعدہ سے معنی موت نکالتے ہیں کہ جو مراد موت کفار تھی وہ کیوں کر ٹھیک ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو نفی موت فرما کر اٹھالینا اپنی طرف (یعنی آسمان پر) فرماتا ہے۔ پھر ہے کوئی اللہ کا صادق بندہ کہ کلام الٰہی میں غور کرے اور بول اٹھے کہ کون سچے کا کہنا

ہے اور اس اگلی آیت سے آپ کا رفع بحیات جسمانی اور نیز آپ کا پھر نزول ثابت ہے۔

’’وان من اھل لکتاب الا لیؤمن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیداً (نساء:۱۵۹)‘‘ ﴿اور نہیں کوئی اہل کتاب مگر ایمان لائیں گے۔ ان پر ان کے مرنے سے پہلے (یعنی حضرت عیسیٰ) اور دن قیامت کے ہوں گے۔ عیسیٰ ان پر گواہ۔﴾ یعنی کوئی اہل کتاب نہیں مگر یہ کہ حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے گا۔ یعنی امام مہدی آخرالزماں کے وقت میں جب آپ نزول فرمائیں گے۔

اور بعد انتقال امام خلافت آپ کے تعلق ہوگی۔ پھر آپ دنیا سے رحلت کریں گے۔ اس سے پہلے یہود ومنکرین مردود کو بزور شمشیر مطیع ومومن بنائیں گے اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ جس طرح اور پیغمبر اپنی اپنی امت کی شہادت دیں گے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ قبل موت آپ کے سبب ایمان لے آویں گے۔ مگر قبل رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا ہوا ہی نہیں۔ اس وقت تک تو وہ خون کے پیاسے رہے اور سب ایمان نہ لائے تو اب وہ کون سا وقت ہے جو اس آیت کے مطابق ہو۔

تو وہ وقت نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی ہے۔ جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ اے اہل انصاف تہ دل سے غور کر کے کہ بوقت ذکر موت اس آیہ میں اللہ پاک نے لفظ۔ قبل موتہ فرمایا اور اس مقام پر کہ جہاں مراد کفاروں کی موت ہے کہ ہم نے مار دیا۔ وہاں اللہ پاک نے نفی موت بالفاظ۔

’’وما قتلوہ وما صلبوہ‘‘ فرمایا اور اس پر بس نہ کیا۔ جو یہ سمجھا جاتا کہ کسی اور وقت انتقال ہوا ہو اور نہ یہ فرمایا کہ اپنی موت سے فوت ہوگئے۔ بلکہ بایں الفاظ صاف۔ بل رفعہ اللہ الیہ فرمایا۔ یعنی اللہ نے اٹھالیا۔ اپنی طرف اگر موافق بیان قادیانی۔ رافعک الیّٰ کے معنی رفع درجات روحانی ہیں تو نہ معلوم معنی درجات کس لفظ کے معنی گھڑی ہیں۔ ماقبل ومابعد کے کسی الفاظ دربط وقرینہ وغیرہ سے تو پایا نہیں جاتا۔

کیا الفاظ الیٰ کے معنی درجات لگائے ہیں۔ یہ کونسی کتاب لغت میں ہے۔ ہاں صاحب یہ اس کتاب الہامی بے علمی کا خاکا ہے۔ ملاجی یہ تو خوب سمجھے کہ کفاروں کے قبضہ کی تو روح ہے۔ نہیں اس درجہ روحی قائم کیا جائے اور یہ نہ سمجھے کہ بغیر جسم کے درجہ ہونے سے کیا نتیجہ اعمال تو معہ جسم کے ہوں اور جزا وسزا خالی روح کو ہو یہ کس عاقل کے نزدیک قابل تسلیم ہوگا۔ ہر گز نہیں اور یہ

جس قدر آیات دیگر در بارتائید اثبات درجات درج اشتہار کی ہیں۔ان سب میں لفظ رافعک کے ماقبل وما بعد قرینہ والفاظ درجات موجود تو پھر کس بوتے پر تتا پانی اور کس بھروسے اور ڈھٹائی پر یہ مثالیں تحریر اشتہار کی گئیں۔

بقول

چہ ولا درست وزدے کہ بہ کف چراغ دارد۔ ملاجی اگر کسی مکتب میں کچھ دے کر کسی عالم وفاضل سے پڑھا ہوتا تو بات بات پر ٹھوکر کھا کر نہ گرتے۔ان خیالات فاسد کے مرتکب نہ ہوتے۔کسی خیراتی اسکول میں پڑھا ہوگا۔کیونکہ میلان طبع واحوال ظاہری یہی ثابت کرتا ہے کہ ایمان جائے تو جائے بیزار سے مگر فخر دنیا وطبع ہاتھ سے نہ جائے۔لو اب ہم ایک اور چوتھے طریقے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حیات آسمان پر ہونا اور اللہ پاک سے سوال وجواب کا پیش آنا ثابت کرتے ہیں۔اللہ پاک فرماتا ہے:

”اذ قال اللہ یٰعیسیٰ ابن مریم ءَ انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ ط قال سبحٰنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ط ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علاّم الغیوب (مائدہ:۱۱٦)“ ﴿اور جب کہا اللہ نے عیسیٰ بیٹے مریم کو کیا تم نے کہا آدمیوں کو بنالو مجھے اور ماں کو میرے معبود سوائے اللہ کے کہا پاک ہے تو اور نہیں مجھے یہ قوت کہ کہوں میں وہ کہ نہیں میرے لئے حق اگر میں نے کہا تھا اسے پس بیشک جانتا ہوگا تو اسے تو جانتا ہے۔جو میرے جی میں ہے اور نہیں جانتا میں جو تیرے نزدیک ہے۔بیشک تو بڑا جاننے والا غیبوں کا۔﴾

یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ بعد رفع جسمانی سوال وجواب ہوئے۔بدون جسم کسی انبیاء سے اس قسم کے سوال وجواب نہیں ہوئے۔بشرطیکہ وجود بروز قیامت ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع معہ جسم بلا ذائقہ الموت ہوا کہ نوبت سوال کی آئی اور اس کی اگلی آیت میں بقیہ جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ ہے:”ما قلت لھم الا ما امر تنی بہ ان اعبدو اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم ج فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ط وانت علیٰ کل شیء شھید (مائدۃ:۱۱۷)“ ﴿میں نے نہیں کہا ان سے مگر جو حکم کیا تو نے مجھے اس کا یہ کہ پرستش کرو اللہ کی کہ رب میرا ہے اور رب تمہارا اور میں تھا ان پر شاہد جب تک تھا میں ان میں پھر جب وفات دی تو نے مجھے تھا تو محافظ ان پر اور تو ہر شے پر گواہ ہے۔﴾

خلاصۃ التفاسیر

یعنی یہ بقیہ جواب حضرت عیسیٰ نے عرض کیا۔ الٰہی میں نے تو ان سے وہی کہا جو تو نے مجھے حکم دیا کہ یہ اللہ کی بندگی کرو۔ جو ہمارا تمہارا سب کا رب ہے اور میں نے ان کی حالت اسی وقت تک جانتا تھا اور نصیحت کرتا تھا جب تک ان میں تھا۔ پھر جب تو نے مجھے آسمان پر بلا لیا تو پھر تو ہی نگہبان تھا۔

مجھے کیا خبر اور تو سب کچھ جانتا ہے۔ تو بس اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد رفعہ اللہ ہونے کے اس وقت کے لوگوں نے معبود بنایا اور انہیں کی ذریات ہنوز خدا کہتی ہیں۔ تو یہ لوگ مخالف حضرت مسیح ضرور ہوئے تو بموجب آیہ مذکور: ’’وجاعل الذین کفرو الی یوم القیمة (آل عمران:۵۵)‘‘ سے جیسا ہم سابق بیان کر چکے ہیں۔ اہل اسلام ہی مراد ہیں کہ یہ تمام انبیاء کے تابع ہیں اور زمانہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابع مطابق شریعت محمدی رہیں گے اور یہ لوگ اس سوال وجواب سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ ان کو وعدہ غالب رہنے کا روز قیامت تک کا دیا گیا ہے اور بعد الی یوم القیمة کے جو یہ فرمایا ’’ثم الی مرجعکم ...... الخ ‘‘ تو یہ خبر ایمائے انی متوفیک کی ہے کہ بعد مدت پوری کرنے کے پھر تمہاری بازگشت میری طرف ہے۔ یعنی وہی وقت قرب قیامت کا زمانہ تمہاری موت کا ہے اور ہماری اس پیش گوئی کا ایفاء ہے جو کل انبیاء سے وعدہ لیا گیا تھا۔

تم کو وہ زمانہ نصیب ہو کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ پاک کا فرمانا خالی از حکمت ہو اور اس کا کچھ ثمرہ نہ ظاہر ہو۔

قولہ تعالیٰ: ’’واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جائکم رسول مصدق لما معکم لتومنن به ولتنصرنه قال أقررتم واخذتم علی ذالکم اصری (آل عمران:۸۱)‘‘ ﴿اور جب لیا اللہ نے عہد استوار پیغمبروں سے کہ جب دیں ہم تم کو کتاب اور نبوت پھر آئے تمہارے پاس کوئی پیغمبر سچا بتاتا اسے جو ساتھ تمہارے ہے۔ ہر آئینہ ایمان لاؤ اس پر اور نصرت کرو اس کی۔ فرمایا کیا تم نے کیا اور لیا تم نے اس شرط پر میرا ذمہ۔﴾

یہ اقرار کل انبیاء اور معرفت ان کی سب لوگوں کی طرف ہے۔ آیت میں کمال فضل ومحبوبیت اور آپ کا سید الانبیاء امام الرسل نبی جز وکل ہونا ظاہر ہو گیا اور تعمیل اس معاہدے کی اور پیغمبروں سے بذریعہ تعلیم وصیحا اور حضرت عیسیٰ سے باتباع ونصرت ہوگی۔

پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی یہ اتباع و نصرت وعہد کی پیشن گوئی پوری نہ ہو تو گویا اللہ پاک کا یہ فرمانا۔ (معاذ اللہ) لغو ٹھہر جائے۔ یہ انہیں کو سرچشمہ منکرین کا کام ہے۔ جو کلام الٰہی سے بے بہرہ ہیں۔ اور ان آیات کے منکر ہیں۔ اے شائقین اب تو یقین کلی ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجسم آسمان پر زندہ ہی اٹھا لے گئے۔ باقی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے یا نہیں۔ حضرت عیسیٰ کے نزول الی الارض پر آیات قرآن واحادیث نبوی شاہد ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر آیات قرآنی سے ثابت کر آئے ہیں۔

نظر سے گزرا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وان من اهل الكتاب الا يومنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)“ ﴿نہیں رہے گا کوئی اہل کتاب سے مگر کہ ایمان لائے گا۔ حضرت عیسیٰ پر ان کی وفات سے پہلے۔﴾ اور تفاسیر سے یہ بات ثابت ہے اور نیز جیسا جمل میں مذکور ہے۔ بہ کثرت یہود حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں لائے اور انہوں نے اپنے گمان میں ان کو قتل کیا۔ پس بوقت نزول ہی اس آیت کا منشاء پورا ہوگا اور احادیث میں وارد ہے۔

”عن ابی هریره قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویقبض المال حتی لا یقبضه احد حتی یکون السجدة الواحده خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابو هریره فاقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته...... الخ“

﴿ابی ہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا نبی ﷺ نے کہ قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ قریب یہ بات اور نزول فرمائے گا تمہارے اندر عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل ہو کر پس توڑے گا صلیب کو اور مارے گا خنزیر کو اور لٹاوے گا مال اتنا کہ کوئی شخص مال کو نہ لے گا۔ یہاں تک کہ اس وقت ایک سجدہ بھی دنیا ومافیہا سے افضل ہوگا۔ پھر فرمانے لگے ابو ہریرہ کہ اگر تمہارا دل چاہے تو پڑھو قرآن کریم کی آیت کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے مگر ایمان لاوے گا حضرت عیسیٰ پر ان کی وفات سے پہلے اور یہ ظاہر ہے۔﴾

ناظرین کو واضح ہو کہ یہ حدیث بخاری شریف کی ہے۔ جو کہ از روئے مرتبہ کے بعد قرآن شریف کے ہے۔ جس کی احادیث مستند اور صحیح ہیں۔ باجماع اہل امت سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اور اس حدیث میں قابل غور یہ

بات ہے کہ نبی علیہ السلام نے قسم کے ساتھ فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ آپکا اشارہ ہی کافی ہے۔

چہ جائیکہ قسم۔ پھر بھی معاندین اپنی تعدی اور مخالفت سے باز نہیں آئے۔ مصرع مخالف نبی کا ہے۔ دشمن خدا کا۔ اللہ پاک اس تیرھویں صدی کے فتنہ انگیزوں کے سایہ سے بچاوے۔ آمین اور بکثرت احادیث وآثار صحابہ اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمادیں گے۔

بغرض اختصار کے بعد کولکھتا ہوں از مشکوٰۃ حدیث رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفاء عن عبداللہ بن عمر۔ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمساواربعین سنةً ثم یموت فید فن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر"

﴿ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں عبداللہ بن عمر سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اتریں گے عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف پس نکاح کریں گے اوران کے اولاد پیدا ہوگی اور پینتالیس سال زمین پر رہیں گے۔ پھر مرجائیں گے۔ پس دفن کئے جائیں گے میرے ساتھ۔ ایک ہی قبر میں پس کھڑا ہوں گا میں اور عیسیٰ ایک ہی قبر سے۔ درمیان ابوبکر اور عمر کے اور نیز امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرماویں گے۔﴾

فی فقہ الاکبر: "وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من المغرب ونزول عیسیٰ من السماء وسائر علامات یوم القیامة علی ماوردت به الاخبارا الصحیحه حق کائن" ﴿نکلنا دجال کا اور یاجوج ماجوج کا اور سورج کا مغرب کی جانب سے نکلنا اور حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا اور تمام علامات قیامت کے روز کے حق ہیں اور ہونے والے ہیں۔﴾

امام بخاری کا قول کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ "اخرج البخاری فی تاریخه والطبرانی عن عبد اللّٰہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبیه فیکون قبره رابعا" ﴿یعنی نکالا ہے بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے کہا کہ دفن کئے جائیں گے۔ عیسیٰ بن مریم رسول ﷺ کے ساتھ اور آپ کے دونوں اصحاب کے ساتھ۔﴾

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوتھی قبر ہوگی۔ امام ترمذی کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ نزول فرمائیں گے:''اخرج الترمذی وحسنه من محمد بن یوسف بن عبداللّٰه بن سلام عن اب عن جدٍ قال مکتوب فی التوراة صفته محمد وعیسیٰ بن مریم یدفن معه قال ابو معدود وقدبقی فی البیت موضع قبر (درمنثور)'' ﴿نکالا اس روایت کو ترمذی نے اور تحسین بیان کی۔ اس کی محمد ابن یوسف ابن عبداللہ بن سلام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے کہا انہوں سے لکھی ہوئی ہے۔ صفت محمد ﷺ کی توراۃ میں اور لکھا ہوا ہے کہ دفن کئے جائیں گے عیسیٰ نبی ﷺ کے ساتھ۔﴾

ابو معدود نے کہا کہ اب تک روضہ اطہر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فوز الکبیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ نزول فرماویں گے۔

قولہ: حضرت ادریس کا زندہ آسمان پر جانا اور وہیں رہنا منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم کے صریح خلاف ہے۔ حی لا یموت صفت باری میں حضرت ادریس کے شراکت کے آپ قائل ہو رہے ہیں۔ (اور کل نفسٍ ذائقة الموت) کے منکر

اقول

اس کی بابت ہم سابق تحریر کر چکے ہیں۔ مگر مزید اطمینان کے لئے عرض کرتے ہیں۔ اجی حضرت قرآن کے معنی ومطالب سمجھنے کے واسطے طبیعت مستقیم درکار ہے۔ اگر ظاہر الفاظ کا خیال کرلیا جائے۔ تو اہل ہوا خوب گلچھرے اڑائیں اور طبیعت کے بندے کودیں اور بغلیں بجائیں۔

اس آیہ کا یہ مطلب نہیں ہے جو آپ سمجھے بیٹھے ہیں۔ اگر یہی معنی سمجھے جائیں تو حضرت ادریس ہی کیا جائے طعن رہ گئے تھے۔ جتنے ہنود کے مردے ہیں۔ بعض جلاتے ہیں اور بعض گنگا میں بہاتے ہیں۔ وفیھا نعیدکم کے موافق تمہارے زعم باطل کے صریح خلاف ہے۔ جیسا ہم مفصل سابق ثابت کر چکے ہیں۔

ہاں مطابق آیت کے اکثر یہی حکم ہے۔ جیسا کہ یہ ثم اماته فاقبره سے ظاہر ہے۔ اس وجہ سے کہ جہاد وغیرہ میں بسا اوقات قبر میں دفن نہیں کئے جاتے۔ اگر چھوٹے چھوٹے بچوں کے بہکانے والے دقائق کلام الٰہی سمجھنے لگیں تو قرآن کیا ہوا۔ فارسی کورس ہی ہوگئے۔ سنبھلو میاں جی سنبھلو کچھ دوبارہ دیکر پڑھو اور اس نصیحت پر عمل کرو کہ قرآن کے دقائق۔ وحقائق وہی لوگ سمجھے ہیں جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اور نیز قاعدہ کلیہ بھی بتا چکے ہیں۔ بڑے افسوس اور حیرت کا

مقام ہے۔ کہ آپ مولوی عبدالکریم صاحب کو منکر کل نفسٍ ذائقة الموت کا ٹھہراتے ہیں۔

ہاں صاحب بمصداق۔ کل اناءٍ یترشح بما فیه یعنی ہر برتن اس چیز کو پھینکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ چونکہ آپ اور آپ کے گرد گھنٹال آیت قرآنی واحادیث نبوی کے گودر پردہ بطرز منافقانہ کیا۔ بلکہ صراحۃً قطعی منکر ہیں۔ جو سابق ثابت ہو چکا ہے۔ چنانچہ یہ ضرب المثل صادق ہے۔

کل امرءٍ یقیس علیٰ نفسه یعنی ہر شخص دوسروں کو اپنی حالت پر خیال کر لیتا ہے۔ مگر اب تو یہ وہ مثل ہوئی۔ ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا اور آپ کے اس سوال (یعنی حضرت ادریس زندہ آسمان پر اٹھائے گئے یا کیسے اور لوٹ کر آئیں گے یا نہیں۔ آپ کی لیاقت علمی کی خوب قلعی کھول دی۔

بس آپ میں اتنا ہی دم درود تھا۔ یہ ا جی مشہور مولوی نام محمد فاضل۔ گرہمیں مکتب وہمیں ملا است کار طفلاں تمام خواہد شد۔ تفسیر کی آپ کے کانوں نے آوراز تک بھی نہیں سنی واہ رے مرزا کے باطل مذہب پر دھبہ لگانے والو۔ یہ اور طرہ ہے کہ سمند رناز پر ایک اور تازیانہ ہو!

آیت ورفعناہ مکاناً علیا کے تحت میں تفسیر جلالین میں مذکور ہے۔ ”ھو حی فی السماء الرابعة او السادسة والسابعة او فی الجنة ادخلها بعد ما یذیق الموت واحی ولم یخرج منها“ حضرت ادریس زندہ ہیں چوتھے آسمان پر یا چھٹے۔ یا ساتویں پر یا جنت میں اللہ پاک نے ان کو موت کا ذائقہ چکھانے کے بعد جنت میں داخل کر دیا اور نہ زندہ ہیں جنت میں اور جنت سے نہ نکلیں گے۔

باقی مفصل یہ بات کہ کہاں پر ذائقہ موت کا چکھائے گئے۔ اس میں صاحب کل نے دو قول طویل تحریر کئے ہیں۔ جن میں سے ایک کو بوجہ اختصار کے لکھتا ہوں۔ ”وھو ھذا قال وھب کان یرفع ادریس کل یوم من العبادة مثل ما یرفع بجمیع اھل الارض فی زمانه فعجب منه الملائکة واشتیاق الیه ملك الموت فاستاذن اللّٰه فی ذیارته فاذن له فاتاه فی سورة بنی ادم وکان ادریس یصوم الدھر فلما کان وقت افطاره دعاه الی طعامه فابی ان یاکل معه ففعل ذالك ثلاث لیالٍ فانکره ادریس وقال له فی الثالثه انی ارید ان اعلم من انت قال انا ملك الموت استاذنت ربی ان اصبحك فقال لی الیك حاجته قال ماھی قال تقبض روحی فاوحی اللّٰه الیه ان اقبض روحه فقبض وردھا اللّٰه الیه فی ساعة فقال له

ملك الموت ماالفائده فی سوالك قبض الروح قال لاذوق الموت وغمة فاكون الا ستعدادله ثم قال له ادریس ان لی الیك صاحبة قال و ما هی قال نرفعنی الی السماء لا نظر الیها والی الجنة والنار فاذن الله له۔ فرفعه فلما قرب من النار قال لی الیك حاجة قال ما ترید قال تسال مالکا حتی یفتح ابوابها ففعل ثم قال فكما ارایتنی النار فارنی الجنة فذهب به الی الجنة فاستفتح ففتح ابوابها فادخله الجنة ثم قال له۔ ملك الموت اخراج لتعود الی مقرك فتعلق بشجرة قال ما اخرج منها فبعث الله ملكا حكما بهما فقال له الملك مالك لا تخرج لان الله تعالیٰ قال كل نفس ذائقة الموت وقد وقعه وقال ان منكم الا وردها وقدوردتها وقال وماهم بمخرجین ولست اخرج فاوحی الله الی ملك الموت باذنی دخل الجنة وبامری لایخرج منها فهوحی''

﴿وہب نے کہا ہے کہ اٹھائی جاتی تھی عبادت حضرت ادریس کی ہر روز ان کے زمانہ کے تمام زمین والوں کے برابر۔ اس بات سے ملائکہ متعجب ہوئے اوران کی ملاقات کے مشتاق ہوئے۔ اللہ پاک سے ملک الموت نے اجازت چاہی کہ حضرت ادریس کی زیارت کریں بموجب ان کی التجا کے اللہ نے ان کو اجازت دی۔ پس ملک الموت بصورت آدمی حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس آئے اور حضرت ادریس ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب ان کے روزہ افطار کا وقت آیا تو حضرت ادریس نے ملک الموت کو کھانے کے واسطے بلایا۔ تو ملک الموت نے ان کے ساتھ کھانے سے انکار کیا ی طرح دورات متواتر گزری۔ جب تیسری شب ہوئی تو حضرت ادریس نے ملک الموت سے فرمایا کہ آپ یہ بتلایئے کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں ملک الموت ہوں۔ اللہ پاک سے میں نے اجازت چاہی تھی کہ آپ سے ملاقات کروں۔ حضرت ادریس نے ملک الموت سے کہا کہ آپ سے میری ایک حاجت ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ وہ کیا۔ فرمایا حضرت ادریس نے کہ تم میری روح کو قبض کرلو۔ پس اللہ نے ملک الموت پر وحی نازل فرمائی۔ کہ ادریس کی روح قبض کرے۔ پس (بمصداق کل نفسٍ ذائقۃ الموت کے) ان کی روح قبض کی اور بعد تھوڑی ہی دیر کے آپ کے قالب میں دوبارہ روح کولوٹا دیا۔ ملک الموت نے حضرت ادریس سے کہا کہ آپ کے سوال روح قبض سے کیا فائدہ ہوا۔ فرمایا تا کہ (بموجب آیہ مذکور بالا) موت کا ذائقہ اور اس کی لذت سے واقف ہوں۔ تا کہ میں ہوجاؤں بہت سخت مستعد موت کے لئے۔ پھر ادریس نے فرمایا کہ آپ سے میری ایک حاجت

ہے۔ ملک الموت نے کہاوہ کیا۔ فرمایا حضرت ادریس نے کہ تم مجھ کو آسمان پر لے چلو۔ تاکہ میں آسمان اور جنت و دوزخ کو دیکھوں۔ جب اللہ نے ملک الموت کو حضرت ادریس کے اٹھانے کی اجازت دے دی تو ملک الموت ان کو اٹھا لے گئے۔ جب ادریس قریب دوزخ کے ہوئے تو فرمایا کہ آپ سے مجھ کو ایک حاجت ہے۔ ملک الموت نے کہا کیا اور چاہتے ہو؟ حضرت ادریس نے ملک الموت سے کہا کہ آپ آسمان کے مالک سے فرمایئے تاکہ وہ آسمان کے دروازہ کو کھولے۔ بموجب ان کی کہنے کے دروازہ کھلوائے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا جیسا کہ تم نے مجھے دکھائی دوزخ، اسی طرح جنت بھی دکھا دو تو ملک الموت ان کو جنت کی طرف لے گیا اور دروازہ جنت کے کھلوائے۔ جب ملک الموت نے ان کو جنت میں داخل کر دیا تو ملک الموت نے بعد ان کی سیر کرنے کے کہا کہ آپ تشریف لے چلئے اپنی جگہ پر۔ پس حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں کسی درخت سے لٹک گئے اور فرمایا میں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ اسی اثناء میں بھیجا اللہ پاک نے ایک فرشتہ ان کے پاس حکم سنا کر اس فرشتہ نے حضرت ادریس سے فرمایا کہ یہاں سے کیوں نہیں جاتے ہو؟ جواب دیا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہر جان ذائقۃ الموت چکھنے والی ہے اور بموجب اس کے میں چکھ چکا ہوں اور فرمایا ہے اللہ نے کہ نہیں ہے کوئی تم سے مگر کہ پل صراط پر اترنے والا ہوگا اور بموجب اس کے میں اتر آیا ہوں اور فرمایا کہ جو جنت میں داخل ہو گیا وہ نہ نکلے گا۔ پس بموجب اس کے میں یہاں سے نہیں جاتا۔ اللہ پاک نے فرمایا ملک الموت سے بذریعہ وحی کے ادریس جنت میں میرے حکم سے داخل ہوا ہے اور میرے حکم سے نہ نکلے گا۔ پس وہ زندہ ہیں جنت میں۔ ﴾

قولہ:" ما المسیح ابن مریم الا رسول ج قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یاکلن الطعام (مائدہ:۷۵)" ﴿ نہیں ہے ابن مریم مگر ایک رسول تحقیق ان سے پہلے سب رسول گزر گئے اور ان کی والدہ صدیقہ اور وہ خود دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ ﴾

اب" وما جعلنا هم جسد الا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین (انبیاء:۸)" کے مفہوم کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کھانا جسم کے واسطے لازمی اور غیر منفک ہے۔ پس اب جو عیسیٰ کی والدہ کھانا نہیں کھاتیں تو سوائے اس جسمانی موت کے کیا امر مانع ہے۔ اگر موت ہی مانع ہے تو وہی موت حضرت عیسیٰ کو بھی مانع ہی کیونکہ لکھا ہے۔ کہ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ جس سے ضمناً پایا جاتا ہے کہ اب نہیں کھاتے۔

اقول

یہ تو ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ یہ جو کچھ ملا جی آپ نے الاپا ہے۔ درپردہ انہیں بڑی گرو کی کھڑاؤں کا صدقہ ہے۔ چنانچہ ازالہ ص ۱۰۳ میں اس کو بڑی دھوم دھام سے بیان کیا ہے۔

اجی حضرت یہ تو سب کے نزدیک مسلم ہے کہ لوازمات انسانی انسان کے واسطے جب ہی تک رہا کرتے ہیں کہ جب تک وہ دنیا میں رہے۔ پس حضرت مریم روحانی طور پر ذائقۃ الموت کے بعد اور حضرت عیسیٰ جسمانی طور پر بلاذائقہ الموت آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ تو ان کے واسطے جو لوازمات دنیوی تھے۔ وہ بھی جاتے رہے۔ منجملہ۔ ان کے ایک اکل وشرب تھا۔ پس اس کی بھی نفی ثابت ہونی چاہئے۔

پس جیسا کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی غذا قبل از نزول الی الارض تسبیح وتقدیس باری تعالیٰ مثل ملائکہ کی اور ان کے دنیا میں آنے کے بعد انسانی لوازمات لاحق ہوئے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غذا تسبیح وتقدیس کے کیوں منکر ہو۔ عاقل کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ بیوقوف کے سامنے دفتر ہی کھول کر یہ رکھا جائے تو کیا فائدہ ایسے دھوکے کسی آپ جیسے عقل کے دشمن کو دینا۔ علاوہ ازیں حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ کوئی شخص حضرت موصوف کا اس قدر عرصہ تک شکم ماہی میں بلا اکل وشرب زندہ رہنا خیال کر سکتا ہے۔

ہرگز نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بہ برکت آیت کریم۔ ’’لا الہ الا انت سبحنك انی کنت من الظالمین (انبیاء:۸۷)‘‘ شکم ماہی سے صحیح سلامت زندہ برآمد فرمایا۔ جو حسب حال قادیانیوں کے خلاف عادت اللہ اور طعام وغیرہ سے روکا جانا ضروری امر ہے۔ جس سے انکار قانون قرآن ثابت ہے۔

پس ایسے منکروں سے خدا بچائے اور سنئے! خلت کے معنی لغت عرب میں موت کے ہرگز نہیں آئے۔ جلالین میں ہی قد خلت سلفت یعنی گزر گئے۔ غرض اصل معنی اس کے گزرتے اور ہونے وغیرہ کے ہیں اور آیت کا سیاق اس معنی پر شاہد ہے کہ اس آیت کے ارشاد سے اللہ پاک کا صرف یہی منشاء ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی دوسرے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہے اور ماں ان کی دوسری عورتوں کی طرح پیغمبر کی تصدیق کرنے والی اور دونوں کھانے پینے کے لئے اور انسانوں کی طرح محتاج تھے۔ پس ایسے شخص کیوں کر الوہیت واللہ ہونے کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ ہاں ان کی والدہ البتہ فوت ہوگئیں۔

اور اسی وجہ سے دنیا کے کھانے سے روکی گئیں۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا محض باطل ہے کہ چونکہ حضرت مریم فوت ہوگئی ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ بھی فوت ہوگئے ہیں۔ لیکن دونوں طعام کھایا کرتے تھے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے مولوی عبدالکریم کہیں کہ الٰہی بخش وعبدالرحیم وغلام مرتضٰی وغلام احمد طعام کھاتے تھے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا ہے۔ کہ الٰہی بخش وغلام مرتضٰی جو بوجہ فوت ہونے کے کھانے سے رک گئے اور ان کا فرزند عبدالرحیم وغلام احمد جواب زندہ درگور ہیں۔

ان کا مرجانا یا طعام کھانے سے روکا جانا ثابت یا بوجہ طعام نہ کھانے کے ان کا مرجانا بھی ثابت ہو۔ کیونکہ یہ ظاہر وثابت ہے کہ اکثر اشخاص بغیر طعام کھانے کے سینکڑوں برس سے زندہ ہیں اور زندہ رہے۔ جیسے اصحاب کہف حضرت خضر اور یاجوج وماجوج جو زندہ سزایاب اسی دنیا میں ہیں اور اکثر غیر قوم ہنود وغیرہ میں لوگ ہوئے اور موجود ہیں۔ کہ بعضوں نے کھانا ترک کر کے تمام عمر طعام نہیں کھایا۔

بعض سالہا نہیں کھاتے ہیں اور بعض بیمار تو مہینوں طعام نہیں کھاتے اور زندہ رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں خود مشکوٰۃ میں اسماء بنت زید کی حدیث میں ہے کہ خروج دجال کے وقت تین سال تک جو بارش نہ ہونے سے طعام کا ملنا موقوف ہوئے گا۔ اس کی نسبت آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ اس وقت ایمان والوں کو ملائکہ آسمان کی طرح تسبیح وتقدیس بجائے طعام کفایت کرے گی اور اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کا زعم فاسد ہے۔ کہ ایسے دو شخصوں کے لئے ایک غالب وصف حیات کے ساتھ متصف کرنا جن میں سے ایک کا مرجانا ثابت ہو۔ دوسرے کی موت کا مستلزم ہے تو ہم معاوضہ کے طور پر یہ آیت کریمہ پیش کریں گے:

’’لقد کفر الذین قالو ان اللہ هو المسیح ابن مریم قل فمن یملك من اللہ شیئاً ان اراد ان یهلك المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعا (مائدہ:۷۲)‘‘ ﴿بے شک کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا بے شک وہی مسیح ابن مریم ہے۔ کہہ دیجئے پھر کون اختیار رکھتا ہے۔ اللہ پر کچھ بھی اگر چاہے کہ ہلاک کرے۔ مسیح بن مریم اور ماں کو اس کی اور جو کچھ زمین پر ہے سب کا سب۔﴾ یعنی جبکہ نصاریٰ نے یہ کہا کہ مسیح ابن مریم بھی خدا ہے۔ اس وقت ارشاد ہوا کہ اے محمدﷺ ان سے کہہ دے کہ اگر مسیح ابن مریم کو مارنے کا ارادہ کرے۔ ساتھ اس کی ماں اور کل زمیں والوں کے تو کون روک سکتا ہے۔

پس ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ صاف بتلا رہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے مارنے کا خداوند مالک الملک نے ارادہ بھی نہیں کیا اور اگر قادیانی کے مذکورہ اصول کو تسلیم کرلیا جاوے۔ تو لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح کی ماں یعنی حضرت مریم بھی ابھی تک نہیں مری تھیں۔ حالانکہ حضرت مریم کا مرجانا قطعی ہے۔ جس طرح کہ الفاظ ان اراد ان یہلك المسیح کا مفاد بھی قطعی ہے کہ مسیح ابن مریم پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی۔

اسی وجہ سے بیضاوی وغیرہ نے بوقت ردنصاریٰ ہے۔ اس آیہ کے یوں استدلال کیا ہے۔ کہ مسیح کا سایہ ممکنات کی طرح قابل فنا ہونا۔ یہ آیت بتلا رہی ہے اور جو قابل فنا ہو وہ قابل الوہیت نہیں۔ پس یہ آیہ مبارک نہایت وجاہت کے ساتھ دلالت کررہی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی ہے اور یقین ہے کہ یہ آیت مبارکہ اس افادہ میں ایسی قطعی الدلالت ہے کہ اس میں سرمو تاویل کی گنجائش مرزا قادیانی کے لئے نہیں ہے۔

اے ناظرین اور غور فرمایئے کہ ماقبل ومابعد وربط وقرینہ وغیرہ آیت کا قادیانیوں کو کچھ خیال نہیں۔ جس کو ہم واضح طور پر سابق تحریر کر چکے ہیں۔ کہ یہ اپنے خیال واوہام کو اصل ٹھہرا کر اس پر آیت کو موزوں کرتے ہیں۔ جو خلاف اسلام ہے۔ اس آیت کے ماقبل آیتوں میں مذکور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں نبی برابر بھیجے۔ مگر وہ شراکت سے باز نہ آئے۔ بعض پیغمبروں کی تکذیب کی بعض کو قتل کر ڈالا۔

حق سبحانہ وتعالیٰ نے پھر رحم فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اصلاح کرنے والے آگئے۔ مگر وہ لوگ پھر بھی اندھے اور بہرے ہوگئے۔ یہود تو حضرت کی توہین وتکذیب کرنے لگے رہے۔ نصاریٰ وہ بھی حد سے بڑھ گئے اور یہ دونوں حضور نبی عربی پیغمبر کے امی سے منکر ہوکر کہیں کے نہ رہے۔

اور لگے مسیح ابن مریم کو خدا کہنے اور نیز حضرت مریم کو بھی خدا ٹھہرایا۔ یعنی بعضوں نے عیسیٰ ہی کو خدا کی خدائی دے دی اور بعضوں نے انہیں تیسرے حصہ کا شریک قرار دیا۔ بعضوں نے کہا کہ عیسیٰ اور مریم اور اللہ یہ اللہ ہیں۔

قولہ تعالیٰ: ''لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰه هو المسیح ابن مریم (مائدہ:۷۲)'' ﴿اور بے شک کافر ہوگئے۔ جنہوں نے کہا بے شک اللہ وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے﴾ اور جیسے فرمایا: ''ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون اللّٰه (مائدہ:۱۱۶)'' ﴿یعنی اے عیسیٰ کیا تم نے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دونوں کو معبود بنالو

اللہ کے سوا؟﴾اور فرمایا’’لقد کفر الذین قالو ان اللہ ثلث ثلثۃ............الخ (مائدۃ:۷۳)‘‘﴿اور بے شک کفر کیا جنہوں نے کہا بے شک اللہ تیسرا ہے۔تین کا......الخ۔﴾

تو پس ربط آیات ماقبل ومابعد وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ تردید وامید کے بعد اللہ پاک نے پھر فہمائش شروع کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ومریم علیہ السلام کی حقیقت اوران کی بشریت وعجز کے یہ ظاہر وجود بیان فرمائے۔’’ما المسیح ابن مریم الارسول......الخ (مائدہ:۷۵)‘‘یعنی اس آیت مذکورہ بالا میں فرمایا نہیں پیغمبر جس طرح اور انبیاء مقبول ومحبوب تھے۔ یہ بھی تھے جس طرح ان کی ذات سے عجائب وغرائب امور ظاہر ہوئے۔ ان سے بھی ہوئے۔حضرت آدم بے باپ پیدا ہوئے۔

عصا حضرت موسیٰ کا اژدھا بن جاتا تھا۔حضرت سلیمان کے تمام مخلوق مسخر پری دیو جانور ہوا سب مطیع تھے۔حضرت عیسیٰ بھی بے باپ پیدا ہوئے۔جس طرح دوسرے پیغمبر ایک معبود کی طرف خلق کو بلاتے تھے۔حضرت عیسیٰ نے بھی توحید کی تعلیم کی۔انہیں تثلیث وشرکت خدائی سے کیا واسطہ اوران کی ماں مریم صدیقہ بمعنی ولیہ مومنہ اللہ کے احکام کی تصدیق کرنے والی تھیں۔

یہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔خدائے غنی وقدیم کیوں کر ہوگئے۔اے نبی محبوب اور اے حبیب مقبول آپ ملاحظہ فرمائیں ہم نے اپنی توحید اور الوہیت کی کیسی کیسی کھلی دلیلیں ان پر ظاہر کر دیں اور جن کو وہ اپنے زعم باطل میں خدا سمجھے بیٹھے ہیں۔ان کی بشریت اور حقیقت ہم نے بیان کی اس کے بعد آپ انہیں دیکھیں کہ کدھر بہکے جاتے ہیں۔ وہ کیا سمجھے اور ہم کیا سمجھاتے ہیں۔

آیت میں نصاریٰ کے حمق اور تثلیث کی ابطال پر مذہبی دلائل بیان فرمائے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ پاک قدیم کی یہ شان نہیں کہ عناصر مخلوق کثافت ونجاست سے مخلوط کو جزو ذات بنائے۔مخلوق عاجز ومضطر کی طرح سوئے، پئے، کھائے۔غرض آیہ مذکور کا مطلب تو یہ ہے۔حمق جو عرض کیا گیا اور قادیانی صاحب کا بیان بالکل خلاف واقع ہے۔ناظرین اہل دل خود ہی انصاف فرمائیں گے۔

قولہ:’’والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاءٍ وما یشعرون ایان یبعثون (نحل:۲۰،۲۱)‘‘﴿جن کو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا معبود پکارتے ہیں۔وہ تو کچھ پیدا نہیں کرتے اور آپ پیدا شدہ ہیں۔مردہ ہیں۔

زندہ بھی تو نہیں اور نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔﴾
ناظرین جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی کروڑ عیسائی ربنا المسیح ربنا المسیح پکارتے ہیں...... الخ۔

اقول

آپ کی سمجھوں پر کہاں تک آفریں کی جائے۔ اس میں بھی بوجہ تیرہ درونی کے وہی کچھ اندھا ہے۔ جیسے کہ آیات گزشتہ ہیں۔ گل کھلائے ہیں۔ ہم آیت ”والذین یدعون من دون اللہ ...... الخ “کے کب منکر ہیں۔ بے شک حضرت عیسیٰ من دون اللہ ہیں اور ان کو نصاریٰ ومشرکین وغیرہ ربنا المسیح بھی کہتے ہیں اور ہم کب ان کی موت سے انکار کرتے ہیں۔ تمام اہل سنت والجماعت نبی علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر تا آن وقت بموجب قرآن وحدیث کے اس بات کے معتقد ہیں کہ حضرت عیسیٰ نزول فرمائیں گے اور مطابق حدیث عبداللہ بن عمر کے پینتالیس برس دنیا میں رہ کر وفات پائیں گے۔ جیسے کہ ہم مذکورہ بالا سے ثابت کر آئے ہیں اور سنئے۔ ملا صاحب نے اس آیت میں بھی بوجہ قلت فہم غور نہیں کیا۔ قبل آیہ مذکور اللہ پاک فرماتا ہے۔

”افمن یخلق کمن لا یخلق افلا یتذکرون (نحل:۱۷)“﴿ کیا پس جو پیدا کرتا ہے۔ مثل اس کی ہے۔ جو نہیں پیدا کرسکتا۔ پس نہیں غور کرتے۔﴾

فائدہ: کیا وہ ذات پاک جو زمین وآسمان موجودات پیدا کرے۔ وہ اس کی مثل ہوگا جو کچھ پیدا نہ کرسکے۔ کیا تم غور نہیں کرتے...... الخ۔ بعد اس کے یہ فرمایا”والذین یدعون من دون اللہ...... الخ (نحل:۲۰)“﴿اور جسے پکارتے ہیں سوائے اللہ کے وہ نہیں پیدا کرسکتے کچھ بھی اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ مردے ہیں۔ غیر زندہ اور کچھ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔﴾ یعنی یہ مشرک خدا کے سوا جن کی پرستش کرتے ہیں وہ کچھ پیدا کرنے کی قوت نہیں رکھتے۔ بلکہ خود مخلوق ہیں۔ بے روح ہیں۔ زندہ نہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ کب زندہ کئے جائیں گے۔

(پس جس کی یہ حقیقت ہے وہ کیوں کر معبود بننے کے قابل ہوسکتا ہے؟)

چونکہ کفار کے معبود مختلف اقسام کے تھے۔ بعض جماد جیسے بت وغیرہ بعض ذوی العقول جیسے فرشتے جن وانس بعض حیوان جیسے ہندو وغیرہ بعض جانوروں ودریا درخت وچاند وسورج وغیرہ کو پوجتے ہیں اور بعض انسانوں نے خود اپنے آپ کو خدا کہلایا جیسے فرعون شداد غرور وغیرہ جو بحیات اس دنیا میں موجود تھے اور لاکھوں آدمیوں نے خدا کہا اور حضرت عیسیٰ اس دنیا

میں ہیں آسمان پر زندہ ہیں۔ ایک قوم نے ان کو بھی خدا کہا۔ پس سب کو اموات کیوں کہا۔

الجواب...... خواہ باعتبار اکثر کے اموات فرمایا کہ اکثر یہ معبود غیر روح اور جماد ہیں خواہ اس لئے کہ یہ سب ایک دن مردہ ہو جائیں گے۔ خواہ یہ کہ قبل از وجود مردہ یعنی معدوم تھے اور پھر مردہ یعنی معدوم ہو جائیں گے۔ پس قادیانیوں کا اس آیہ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی ایسا خیال فاسد کرنا باطل ہو گیا۔ موت ثابت نہ ہوئی۔

قولہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت کی وفات پر آیت ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبل الرسل (آل عمران:٤٤)'' پڑھی جتنے صحابہ موجود تھے آپ نے آیت سے یہ استدلال کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے سب کے سب رسول گزر گئے۔ یعنی وفات پا گئے۔ اس جگہ گزر گئے سے زندہ و مردہ دونوں طرح سے گزر گئے۔

مراد ہوتی تو تمام صحابہ کا اس استدلال کو قبول کرنا اور یہ اعتراض نہ کرنا۔ اس سے حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس مستثنیٰ ہیں اور آپ کا یہ کہنا کہ زندہ اور مردہ دونوں طرح سے گزر گئے۔ جائے تعجب ہے...... الخ۔

قول

اس آیت سے صرف ماقبل انبیاء جو ہوئے ان کا ذکر جیسا اور انبیاء سے فرمایا تھا۔ ویسا ہی آپ سے بھی فرمایا گو وہ کسی حالت میں ہوں گزشتوں کے اختتام پیغام رسانے کا ذکر ہے۔ ہاں ہاں آیہ مابعد کے استدلال کی البتہ ضرورت تھی۔ جو بشمول اس کے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پڑھی کہا کہ آپ لوگوں کو شان نزول اس آیہ کی معلوم نہیں ہے۔ اس آیہ کا نزول بوقت جنگ احد ہوا تھا۔ جبکہ لڑائی بگڑی اور فوج درہم و برہم ہوئی۔

اور شیطان نے یہ اڑا دیا۔ ان محمد قد قتل۔ محمد ﷺ شہید ہو گئے۔ اس خبر وحشت کے اثر سے رہے سہے ہوش و حواس جاتے رہے۔ غرض کچھ لوگ کہیں گئے کچھ متفرق طور پر لڑتے رہے۔ کچھ میدان میں جمے رہے۔ کہ حضور ﷺ کی تلاش کرتے رہے۔ مگر حضور ﷺ نے اپنے مقام سے قدم نہ سرکایا کفار متواتر حملے کرتے اور آپ کے جان نثار ان کے سامنے سے بھاگ جاتے۔

وہ جان نثار جو اس شمع رسالت کے پروانہ ہو رہے تھے۔ چودہ سے تیس تک شمار میں آئے ہیں۔ غرض یہ امر مشہور ہو گیا تھا کہ حضور شہید ہوئے۔ بعض منافق کہتے اگر آپ نبی ہوتے تو قتل نہ کئے جاتے اور بعض کمزوروں نے کہا کہ آؤ پہلے دین کی طرف پھر جائیں۔ کسی نے ابو

سفیان کی طرف التجا کرنی چاہی۔ مگر اصحاب جان نثار مہاجرین وانصار کہتے تھے کہ اگر رسول ﷺ شہید ہوئے تو تم بھی اسی پر لڑو جس پر وہ لڑے۔

چنانچہ انس بن نضر نے کہا کہ اے لوگو۔ اگر محمد ﷺ قتل ہوئے۔ تو محمد ﷺ کا رب قتل نہیں ہوا۔ پس قتال کرو جس پر قتال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے۔ اے اللہ میں تیرے حضور میں عذر کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ پھر تلوار میان سے لی اور اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔ انصار مرتے جاتے اور وصیت کرتے اے انصار وہ عہد یاد کرو جو تم نے عقبہ ثانیہ میں کیا تھا اور جان و مال حضور پر فدا کرو۔ حضرت علیؓ کا یہ حال تھا کہ برابر لڑتے اور حضور کو میدان میں ڈھونڈتے۔

جب وہ جمال جہاں آرا نظر نہ آیا۔ آنکھوں میں اندھیرا ہو گیا۔ فرمانے لگے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ حضور میدان سے ہٹ جائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری شامت اعمال سے اس حبیب پاک کو اپنے آسمان پر اٹھا لیا۔ پھر تلوار کھینچ کر ہر طرف دشمنوں کو قتل کرنے لگے۔ دفعتاً ایک جانب سے وہ چہرہ نورانی نظر آیا۔

پھر پروانے کی طرح دوڑ کر قریب آ گئے۔ الغرض اسی حالت میں حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ”وما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسلط افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئاً وسیجزی الله الشاکرین (آل عمران:٤٤) “ ﴿اور نہیں محمد ﷺ مگر پیغمبر بے شک گزر گئے۔ پہلے ان سے بہت پیغمبر آئے۔ پس کیا آپ مر جائیں۔ یا مارے مر جائیں۔ پھر جاؤ گے۔ تم اپنی ایڑیوں پر اور جو پھرے ایڑیوں پر اپنی پس نہ بگاڑے گا۔

اللہ کا کچھ اور اب عوض دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو۔﴾ یعنی محمد رسول اللہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپ کے پہلے بھی بہت پیغمبر گزر چکے۔ تو جس طرح وہ دنیا سے چلے گئے۔ ان کا جانا بھی ضرور سمجھو۔ اگر آپ انتقال فرمائیں۔ یا شہید ہوں۔ تو کیا تم لوگ دین چھوڑ کر پرانی حالت پر ہو جاؤ گے۔ یہ ارشاد کہ محمد ﷺ رسول ہی ہیں۔ اس لئے ہوا کہ قاصد ضرورت تمام کر کے واپس جاتا ہے۔

حضرت جبرائیل بھی پیغام لاتے اور جاتے اور انبیاء بھی پیغام لائے اور گئے آپ بھی اللہ کے حضور میں جانے والے ہیں۔ پھر تعجب اور تردد کیوں ہے۔ اس مجمل آیہ میں پیغمبران جو

بحیات و با موات و مقتول ہیں۔ سب شامل ہیں۔ جو تکمیل پیغام رسانی معینہ کر گئے۔ کہ اکثروں پر موت وارد ہوئی۔

جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہما اور بعض قتل ہوئے۔ جیسے حضرت ذکریا و یحییٰ علیہم الصلوٰت اور بعض پھر زندہ ہو کر واپس ہوئے۔ جیسے حضرت عزیر علیہم السلام اور بعض بحیات جیسے حضرت عیسیٰ و حضرت ادریس و حضرت الیاس و حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام تو آپ کی نسبت بھی ان امور کو بعید نہ جانو۔ غرض رسل کا یہی کام ہی کہ پیغام پہنچائے اور چلا جائے۔

خواہ وہ پھر واپس آئے یا نہ آئے۔ یہ با اختیار مالک پیغام بھیجنے والے کے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عزیر و حضرت خضر و جبریل و حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت زکریا و یحیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر واقع ہوا۔

چنانچہ اگلی آیت ”افائن مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم (آل عمران:٤٤)“ سے ظاہر ہے کہ انبیاء بحیات کو مستثنیٰ فرما کر صرف اموات و مقتول کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیونکہ خلت کے معنی اگر موت کے ہوتے تو لفظ مات کے جگہ لفظ خلت بس تھا پس ثابت ہو گیا۔ کہ معنی خلا کے موت نہیں۔ جیسا کہ ہم سابق ثابت کر چکے ہیں اور جیسا کہ افان مات او قتل کے مفہوم سے یہ مراد ہے کہ ابھی آپ زندہ ہیں۔ تو قد علت پر بھی یہ ہی مراد اپنا کام دے گی اور حرف موت و قتل دونوں کا ذکر اس لئے کیا کہ اکثر پیغمبروں کو موت آئی اور بعض قتل بھی کیے گئے۔ تو کہیں کوئی ناقص الفہم انبیاء بحیات مستثنیٰ کو بھی نہ لے اڑے۔ جن کی تفصیل خلاصہ مذکور بالا ہو چکی ہے۔ درمنثور مصعب عمیر نشان محمدی اٹھائے تھے۔

کفار ان پر جھک پڑے اور داہنا ہاتھ آپ کا شہید ہوا۔ آپ نے بائیں ہاتھ میں نشان لے لیا اور یہی آیت پڑھتے جاتے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ جب حضور اقدس ﷺ نے انتقال فرمایا اور صحابہ پر یہ حالت طاری ہوئی۔ جیسے جنگ احد میں بوجہ خبر شہرت موت بعض کے حواس بجا نہ رہے تھے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق نے وہی قصہ جنگ احد اس وقت یاد دلایا کہ آپ کی وہ حالت نہیں ہے۔ جیسے کہ ہماری تمہاری حیات جسمانی جس سے جسم پر روح کا قبضہ و تصرف تھا۔ موت کے آنے سے اس طرح زائل ہو جاتی ہے۔ جیسے سایہ کے آنے سے دھوپ آپ کی حیات بھی موت کے آنے سے زائل ہو گئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کی حیات جسمانی جو آپ کی موت عرضی کے تلے دب گئی [illegible] حس حرکت سے اسی طرح معذور ہو گئی ہے۔ جیسے

چراغ روشن کسی ہنڈیا میں بند ہو کر مکان میں افاضۂ نور سے معطل ہو جاتا ہے۔

پس آپ کی موت جو بحیات جسمانی ہوئی۔ اس قسم سے ہے نہ کہ مثل عوام الناس اس لئے آپ کا حیات النبی ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے۔ اب قادیانیوں کا وہ استدلال ہر طرح سے باطل ہوا کیونکہ اول تو خلا کے معنی موت نہیں جیسا ثابت ہو چکا ہے۔

دوم رسل سے وہ رسل مراد ہیں جن پر قتل اور موت وارد ہوگئی۔ جیسا کہ مابعد آیت اس پر دلالت کرتی ہے اور قرآن اور حدیث متواترہ نے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ کی توفی رفع کے ساتھ بحالت حیات ہوئی اور وہ اب تک زندہ ہیں۔ بلکہ آیت سورہ مائدہ نے جو سابق مذکور ہوئی۔ اس نے قطعاً افادہ دیا کہ ابھی حضرت عیسیٰ مرے نہیں اور جو قادیانی معنی خلت کے موت کہتے ہیں۔ تو اس مقام پر جو ہماری اصلی معنی کی تائید ہی کیا کریں گے۔

قولہ تعالیٰ:''قد خلت من قبلکم سنن (آل عمران:۱۳۷) ''﴿بے شک گزر گئے تم سے پہلے دستور۔﴾ اور سنت''اللّٰہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنة اللّٰہ تبدیلا (الفتح:۳۰) ''﴿رسم بڑی اللہ کی جو چلی آتی ہے۔ پہلے سے اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی رسم بدلتی۔﴾''لا یومنون به وقد خلت سنة الاولین (حجر:۱۳) ''﴿نہیں ایمان لاتے ساتھ اس کے اور تحقیق گزر گئی ہے۔﴾ یعنی رسم پہلوں کی۔ اب یہاں قادیانیوں کا سوائے قافیہ تنگ ہونے اور برید برید پکارنے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس نیم ملاں قادیانیوں کے ایسے چرپوز دلائیوں کا بیان کرنا۔ اہل نظر کے سامنے سوائے ندامت اٹھانے کے اور کیا فائدہ ہے۔ مگر وہ تو ایسے چکنے گھڑے ہیں۔

بقول

مردہ چاہے۔ دوزخ میں یا بہشت میں اپنے حلوے مانڈے سے کام۔ اب رہی یہ بات کہ جو مرزا قادیانی کا علماء دین کو یہودی و بدذات وملعون وظالم شیطان وغیرہ الزام سے نام لے کر گالیاں دینا اور اپنے وقت کے نوعلماء منجملہ ان کے اکثر بوجہ متابعت رسول اللہ صلعم کی برکت سے مدارج فنافی اللہ اور بقاباللہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔

جیسے شیخ اللہ بخش سجادہ نشین حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ اور حضرت شیخ غلام نظام الدین بریلوی اور حضرت مولوی احمد حسن صاحب امروہی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں۔ جن کو بایں الفاظ (جو تہذیب وانسانیت کے درجہ سے بہت پست اور گرے ہوئے ہیں) کہ

ان نو علماء کا پچھلا جو اندھا شیطان اور غول گمراہ ہے۔ جس کو مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں۔ جو امروہی کی طرح بدبخت وملعون میں سے ہے۔ (انجام آتھم ص ۲۱ ومکتوب عربی ص ۲۵۴، ۲۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۴) تک میں تمام علماء متقدمین ومتاخرین دجال کے یوں توہین کی گئی ہے۔ ایسے بدگمان شخصوں کی نسبت ہم سابق بہت کچھ تحریر کر چکے ہیں۔

ناظرین! اہل نظر کی نظر سے گزرا ہوگا اب ہم کو زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ چاند پر خاک اڑانے سے تو چاند کا کچھ نہیں بگڑتا۔ مگر خاک اڑانے والوں کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ رہا ٹیڑھا مثال نیش کو دم۔ کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا۔ پس ہم ان اقوال بزرگان پر ختم کرتے ہیں۔ گر خدا خواہد کہ سینہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان بروکار پاکان راقیاس از خود مگیر۔ گرچہ یکسان در نوشتن شیر وشیر۔ پس ایسے شخص پر عاقلوں کے موافق یہ شعر کافی ہے:

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

اب ناظرین رسالہ ہذا کو کامل یقین ہو جاوے گا کہ جو اشتہار ۲۹ر رمضان المبارک ۱۹۰۸ میں علماء لودھیانہ نے شائع کیا تھا اور اشتہار غسل آتشین جو سید سکندر شاہ پشاوری حنفی نے مارچ ۱۹۰۱ء میں مشتہر کیا تھا۔ مگر مرزا قادیانی کسی کے مقابل نہ آئے۔ واقعی ان علماؤں کی تحریریں سب درست ہیں۔

بوجہ طوالت اس میں درج نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اصل اشتہارات سب کی نظر سے گزر چکے ہیں۔ حوالہ کافی ہے۔ غرض انہیں علماء پنجاب لودھیانہ وغیرہ نے فتویٰ ۱۳۰۱ھ میں مرزا قادیانی مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کر دیا تھا اور رسالہ نصرت الابرار وفیوضات مکی میں بحوالہ فتویٰ حرمین تحریر کر چکے ہیں کہ یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ان کا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں۔ شرعاً کافر ہیں۔

واقعی بہت درست ہے اور ہماری کلی تحریر سے بھی ناظرین حق پسند کو ثابت ہو گیا ہوگا کہ اب ان کے عقائد کفریہ میں کچھ کلام نہیں۔ فقط (اب بس) کیجئے اور جانے دیجئے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے۔ یہ تیری ہی عنایت رحمت کا سبب ہے کہ مجھ جیسے (ہیچمدان) نادان سے ایجاد طریق جدید قادیانی کے دعوے باطلہ واوہام وسوالات وغیرہ کا دندان شکن جواب لکھوا دیا۔ تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں۔ ہر بن مو میں زبان ہو تو بھی ایک ادنیٰ سے احسان کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ اے

میرے اللہ میری نیت تو ویسی ہی ہے۔ جیسا میں ہوں۔ تو اپنے کرم سے اس کو قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ آخرت کر دے اور اس تحفہ محقرہ کی بدولت حضرات اہل بیت اور صحابہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی میرے نصیب کر پھر ان کے طفیل سے حبیب پاک سید لولاک کی عنایت میں اس کمینۂ عالم کو شامل کر اور مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور تمام مومنین واحباب وعزیز واقارب کو بخش کر مجھ کو مسرور کر اور ان گمراہان کو راہ پر لا۔ آمین! ثم آمین!

اب ہم ایک آخری نصیحت عرض کرتے ہیں کہ گم گشتہ راہ کو غایت درجہ مفید ہے۔ ہم اول عنوانوں میں طریقہ راہ حق متقین ثابت کر چکے ہیں۔ اب: الٓم ذالك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين سے آخر ولكن لا يشعرون تک قطع نظر کیجئے تو صاف ظاہر ہو جاوے گا کہ دعویٰ قادیانی محض باطل ہے اور طریقہ متقین اربعہ ائمہ ہی صحیح ہے۔ کیونکہ اللہ پاک فرماتا ہے۔

یہ ہی لوگ راہ پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اور یہ ہی نجات پانے والے ہیں۔

''والذين يومنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم يوقنون ط اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون (بقره:۴،۵)'' ﴿اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر کہ اتارا گیا طرف تیری اور جو اتارا گیا۔ پہلے تیرے اور پچھلے دن پر۔ وہ یقین رکھتے ہیں۔ وہ ہی راہ پر ہیں۔ اپنے رب کی طرف سے اور وہی نجات پانے والے ہیں۔﴾

اور یہ نہ فرمایا۔ وما انزل من بعدك یعنی جو بعد تیرے اترے گا۔ پس یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی پر اترنا آیات قرآنی بوحی یا الہامی محض باطل ہے۔ جو خلاف اس آیت کے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن قادیانیوں کا ہادی نہیں ہے۔

اگرچہ تقویٰ سے عام تقویٰ مراد ہے۔ یعنی ناقص ہو یا کامل بالفعل ہو یا عزم ونیت میں عملی ہو یا اعتقادی پس جس درجہ کا تقویٰ ہے۔ اسی درجہ کی ہدایت ہوگی۔ قرآن کی مثال بعینہ چراغ کی ہے۔ جوان اور بڈھا اپنی اپنی بینائی کے موافق چراغ سے نورانیت حاصل کرتا ہے اور اندھے کو کچھ نظر نہیں آتا۔

سعدی

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

پس قادیانی وتابعین ان کے اس آیہ کے مصداق ہیں: ''فاما الذين فى قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله ج وما يعلم تاويله

الا اللّٰہ……الخ (آل عمران:۷) ’’﴿پس وہ جن کے دلوں میں کجی ہے۔ درپے ہوئے ہیں اس کے جو متشابہ ہے۔ قرآن سے بطلب فتنہ وبطلب تاویل اور نہیں جانتا تاویل ان کی مگر اللّٰہ……الخ۔﴾

یعنی جن کے دلوں میں کفرونفاق یا مصیبت کی کجی ہے۔ متشابہات کے درپے ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ مخالف اصول ومذہب مقبول کے کوئی نئی بات نکال کر بغرض افتخار خواہ فتنہ وتزلزل برپا کریں اور ان کی تاویل نکالیں تاکہ ہمارے نام اور علم وفہم کی شہرت ہو۔ یعنی جسے بڑے بڑے علماء نہ سمجھیں۔

ہم نے حل کیا اور کیا عمدہ عمدہ نئے نکات نکالے۔ انہیں اس کوشش میں تاویل مقصود ہوتی ہے۔ اصلاح عوام یا فہم قرآن سی غرض نہیں۔ اس لئے فرمایا کہ کوشش خواہ بطلب فتنہ ہوتی ہے۔ خواہ بطلب تاویل اور حال یہ ہے کہ ان کی تاویل اللّٰہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بڑے پکے علم والے کہتے ہیں۔

یہ متشابہ اور محکم سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔ ہم سب پر ایمان لائے۔ ہم سمجھے یا نہ سمجھے غرض مخاطبین ان آیات میں غور فرمائیں تو یقین ہے۔ بفضل الٰہی ضرور ایمان لائیں گے۔ اب مکرر دعا کرتا ہوں۔

یا اللّٰہ تیرا شکر ہے یہ تیری ہی عنایت ہے کہ مجھ جیسے ہیچمدان اور نادان سے دعویٰ واوہام باطلہ فرقہائے جدیدہ قادیانیوں کے جواب لکھ دیئے۔ تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں۔ ہر یں مومنین زبان ہو پھر بھی ایک ادنیٰ سے ادنیٰ احسان کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ اے میرے رب میری نیت تو ویسی ہے جیسا میں ہوں تو اپنے کرم وفضل سے اس کو قبول فرما کہ میرے لئے ذریعہ آخرت کردے۔

اور اس تحفہ محقرہ کی بدولت حضرات اہل بیت اور صحابہ رسول اللّٰہ ﷺ کی خوشنودی میرے نصیب کر پھر ان کے طفیل سے حبیب پاک سید لولاک کی عنایت میں اس کمینۂ عالم کو شامل کر اور مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور تمام مومنین واحباب وعزیز واقارب کو بخش کر مجھ کو مسرور کر اور ان گمراہان کو راہ پر لا۔ آمین ثم آمین فقط

تکفیر کے فتوے

اور فتویٰ دیگر مقام علماء مدارس تکفیر منکر عروج جسمی ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب مولانا مولوی قاضی عبداللہ صاحب باہتمام سید محمد محی الدین صاحب در مطبع محمدی متعلقہ

مدرسہ محمدی واقع مدارس مرائی چوٹھ ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوکر شائع ہوا ہے۔ کہ ایسا اعتقادی شخص بشرط ثبوت عقل وعدم جنون بیشک کافر ومرتد وزندیق ہے اور جس نے اس کی تابعداری اور تصدیق کی وہ بھی مرتد ہے۔

کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے جسم سے آسمان پر جانا اور وہاں زندہ رہنا پھر آخیر زمانہ میں اتر آنا اور امام مہدی کے ساتھ ملنا اور دجال نکلنے کے جو الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔ اس کو قتل کرنا۔ ان امور سے ہیں جن پر ایمان لانا واجب ہے اور اس میں شک کرنا کفر وارتداد ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے۔

اس میں کسی ایک اہل سنت کو خلاف نہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اور ان کا جسم شریف زمین پر رہ گیا اور فقط ان کی روح آسمان پر گئی۔ کر کے زعم کرنا۔ نصاریٰ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں فرمایا ''بل رفعه الله اليه'' اور فرمایا ''ورافعك الى'' وہ نص قطعی ہو عیسیٰ اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر جانے میں اور جو فرمایا ان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته اور فرمایا عنده علم الساعة اس میں دلیل ظاہر ہے ان کے نزول پر اور اس مضمون کی بہت احادیث صحیحہ بھی آئی ہیں جو حد تواتر کو پہنچی ہیں۔ یہ صرف خلاصہ برائے معائنہ ناظرین لکھا گیا۔ جس کو مفصل کیفیت دیکھنا ہو۔ فتویٰ منگا کر تسلی کرے۔ کیونکہ وہ بجائے ایک رسالہ قابل دید ہے۔ فقط!

اطلاع ضروری

ہمارے رسالہ کے بیانات سے ناظرین کو بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ مرزا تو اپنے فلسفہ کا متبع اور پیرو ہے۔ جس کو قرآنی فلسفہ واقعی طور پر بالکل بے بنیاد ثابت کرتا ہے۔ اب ان کے چیلے اپنے گروہ سے دو چار گز اونچے بلند پروازی کر رہے ہیں اور مثل روافض وخوارج کے نص قرآن کی قطع وبرید پر کمر باندھی ہے۔

یعنی آیت کا اول وآخر چھوڑ کر اپنی مطلب برآری کے لئے آیہ کا ایک فقرہ لے لیا اور اسی سے اپنے دعوے کے لئے تاویل گھڑ لی۔ چنانچہ ایک بے اصل رسالہ عسل مصفےٰ نام جو ان تہی مغزان باطل پرست یعنی مرزائیوں کے لئے مایہ ساز بلکہ سرمایہ ناز افتخار ہے۔ اس کا شاہد ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ نصوص قرآنی میں اس قسم کی کارگزاری کرنے والے انشاء اللہ تعالیٰ (مثلہ) کئے جائیں گے۔

لہٰذا عام مسلمانوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مرزائی صاحبوں کے دام تزویر میں نہ پھنسیں اور اس بے اصل کتاب یعنی عسل مصفےٰ پر جو بظاہر بڑی جسم ہے۔ اصلا توجہ نہ فرمائیں کیونکہ جب مرزا قادیانی کے جدید طریق اور ان کے دعوؤں باطلہ کی اصل بنیاد ہی اکھڑ گئی۔ تو ان کے چیلوں کی یہ طرز تحریر مثل خوارج وروافض کے باطل ہے۔ جو قابل جواب نہیں کہ قرآن میں خلاف قرآن وجمہور وخودداری کرنا کفر ہے۔ مرزا قادیانی کا تو قلع قمع ہوگیا۔ مگر ان کے چیلے کمر تھامنے کو تیار۔

بقول

پیراں نمی پرند۔ مریداں می پرانند مگر اس کو عاقلاں خوب مسدانند فقط

التقریظ

’’نحمدك يا من انزل علينا الكتاب المعجز الفصيح۔ ونصلى على من ارسل الينا النبى والامى الذى حسنه۔ الصبيح فى العرب والعجم مليح۔ وسبحانك يا من رفع الىٰ السماء سيدنا ابن مريم المسيح۔ الذى نجىٰ من القتل والصلب القبيح۔ اما بعد فمرحباً لك ايها الموحد المتورع المتبع الكتاب والسنة اخى المكرم الحاج الحرمين الشريفين۔ الملقب۔ باحمد حسين۔ صانك الله عن الشين فى الدارين۔ قد صنعت صنيعا منيعا وبنيت بناء رفيعا الذى بازاء صولته وجبرو وتتزلزلت وانهدمت ديارآ كانت عمارته المبتدعة المحدثة شنيعاً قد قطعت شراك الشرك والكفر والطغيان بسكين السنة والقرآن واوردت البينة والبرهان على موارد الوضاحت والبيان الذين ضرط من قرع صماختهما دجاجلت القطرب والهذيان وفرمن صحبتهما شياطين الانس والجان سعيت سعيا مشكورا وجعلت الاجاد الارتد ادهباءً منثور فجزاك الله عنى ومن سائر المسلمين المعتصمين بحبل الله وسنت خاتم المرسلين الذين شانه لا نبى بعدى۔ خير الجزاء الى يوم الدين۔ آمين۔ نصلى عليه وعلى آله واصحابه اجمعين‘‘

ابوادریس احمد حسن شوکت مدیر شحنہ ہند میرٹھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

السقر لمن کفر

الملقب به

فتوحات محمدیہ برفرقہ غلمدیہ

مولانا مجتبیٰ رازی رامپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل کی دروغ بافیاں دروغ گویم بروئے تو مناظرۂ انچولی کے متعلق غلمدی جسارت

میں حال دل تمام شب ان سے کہا کیا
ہنگام صبح کہنے لگے کس ادا سے "کیا؟"

فطرت کی ناز آفرینی بعض مرتبہ انسان سے ایسے محیّر العقول کام کرادیتی ہے کہ بصورت آخر جن کے ارتکاب کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا وقوع دفعلیۃ تو کجا مگر:

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود

بعینہ یہی حالت ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جن کی تجویفات دماغ ماحول کے خلاف امید تأثرات سے ماؤف ہوکر وہ کرگزرتی ہیں جو انہیں نہ کرنا چاہئے تھا۔

آپ اسے تقاضائے جنوں سمجھئے یا رونمائی وخود فزائی کا انوکھا طریقہ۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے کہ بعض دفعہ انسان ایسا بار عظیم اٹھانے کے لئے اپنے ناتواں شانے پیش کردیتا ہے۔ جس کا تحمل ان کے تکلیف مالا یطاق بن جاتا ہے۔ بالکل یہی حالت الفضل ۵/نومبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲/جمادی الاخر ۱۳۴۸ء سہ شنبہ کے فاضل نامہ نگار نام نہاد مجاہد کی ہے۔ آپ مناظرہ انچولی کے شکست خوردہ مناظر ہیں اور دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز کے مقولہ کی بناء پر ایک مقالہ بھی سپرد قلم فرماتے ہیں۔ جس میں غلمدیوں کی عاجزی اور ناتوانی اور اہل اسلام کی شجاعت و پامردی پر نوحہ کرتے ہوئے اعتراف کررہے ہیں کہ جو شرائط دربارۂ مناظرہ انچولی ہم سے منظور کرائی گئیں۔ ان میں بڑی حد تک جبر و کراہ کارفرما تھے۔

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

درافشانی فرماتے ہیں: "شرائط مباحثہ میں دیوبندی علماء نے بے حد سینہ روزی اور خودسری سے کام لیا تھا۔" مگر میں فاضل مقالہ نگار کو بتانا چاہتا ہوں کہ دیوبندیوں کی سینہ زوری نہیں "هو القاهر فوق عباده" کی قوت قاہرہ کا ظہور تھا۔ جس نے نمرود وفرعون کے مقابلہ میں سیدنا ابراہیم وموسیٰ علیہم السلام سے سینہ زوری کرائی۔ جس نے کفرستان عرب وفارس ... سیدنا حیدرؓ وخالد بن ولیدؓ جیسے سینہ زور ونبرد آزما وجود تخلیق کئے۔ جس نے غلمدیوں کی ... کے لئے سرزمین انچولی میں بطل اسلام حضرت مولانا مولوی عبدالشکور صاحب لکھنویؒ

اور سیدنا ابن شیر خدا علی المرتضیٰؓ (مولانا سید مرتضیٰ چاند پوریؒ) جیسے سینہ زور بھیجے اور کامیاب کیا۔ فالحمدللہ علی ذالك!

بے شک ہمیں اعتراف ہے اور نہ صرف اعتراف بلکہ فخر ہے کہ ہم باطل کی طاغوتی قوتوں کے سامنے خودسر اور سینہ زور بنے اور تاوقتیکہ مسلم بازوؤں میں قوت ہے۔ وہ ہمیشہ دجل وکفر کی گردن زدنی کے لئے باعلیٰ ندا سینہ زوری کرتے رہیں گے۔ کاش فاضل نامہ نگار اس سنہری شذرہ کی رقم طرازی کے بعد اس پر نظر ثانی کر لیتے۔ کیونکہ وہ اس چند سطری مقابلہ میں ایسی ناواقفیت سے کام لے رہے ہیں کہ گویا انہیں اپنے مضمون کے ماسبق و مالحق کی بھی خبر نہیں۔ پہلے کہتے ہیں کہ شرائط مناظرہ میں بے حد سینہ زوری سے کام لیا۔ خیر وہ سینہ زوری تھی یا خودسری بہر حال جو چاہا وہ منوالیا۔

اسلام کی پہلی فتح مبارک ہو!

مگر فاضل ذرا یہ بھی تو بتا دیجئے کہ شرائط کو جبریہ منوانے کے وقت وہ ظالم دست و بازو کتنے آدمیوں کے تھے؟ میں بتاتا ہوں کہ وہ اسلام کے دو فرزندوں کے کفر شکن دست و باز تھے۔ جنہوں نے عمرالدین مبلغ قادیانی دہلی اور عبدالحمید سیکرٹری غلمدی دفتر میرٹھ کی گردنوں کو زبردستی اپنے سامنے خم کرالیا۔

مجاہد صاحب! ذرا انصاف فرمایئے۔ دو غلمدی دو مسلم افراد سے ایسی منہ کی کھائیں کہ بعد تک روتے رہیں اور باوجود مساوات کے اعتراف شکست کرلیں۔ مگر اس وقت جبکہ بقول جناب پندرہ علماء دجل وکفر کی گردن زدنی کے لئے جائیں تو ایسے فرار ہوں کہ پشت پھیر کر بھی نہ دیکھیں۔ (جزاك الله) نام خدا مجاہد ایسے ہی تو ہوتے ہیں۔

فانت جمیل الخلف مستحسن الکذب

یہ اسی دجال کا ظلی و بروزی فیضان ہے کہ از تاب کی چند سطور بھی کذب وافتراء سے پاک نہیں نظر آتیں۔ فاضل مقالہ نویس سینہ زوری وخودسری کی فہرست میں پہلی دفعہ دکھاتے ہیں۔ ہر سہ مضامین میں مدعی قادیانی جماعت کا فریق ہوگا۔'' خوب! مدعی نبوت خود تشریعی وغیر تشریعی ظلی و بروزی حقیقی ومجازی کے مقسم آپ اور ثبوت کا مطالبہ ظلم وتعدی''

جو عرض تمنا پر ظالم نے کہا مجھ سے
اب تک نہ ملا ہوگا سائل کو جواب ایسا

فاضل مجاہد! میں بتاتا ہوں کہ جدید معنی کا قائل مدعی ہوتا ہے۔

مرزا علیہ ما علیہ خدا اور رسول ﷺ وتابعینؒ، محدثینؒ ومفسرینؒ، اسلاف وکبارؒ، متقدمینؒ ومتاخرینؒ کے اجماعی مسئلہ کی خلاف ورزی میں ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' کے خود ساختہ معنی بیان کرتا ہے۔ خود ہی انصاف کیجئے۔ بار ثبوت ہم پر ہے یا آپ پر ایسی حواس باختگی؟ معلوم ہوتا ہے مضمون نگاری کے وقت تک سراسیمگی مستولی ہے۔ ''ہاں۔ ہاں۔ ہے اور اس وقت تک رہے گی۔ جب تک سید الاولین خاتم الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے محترم حمی میں خرد جال کے داخلہ کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتے رہو گے۔''

آج تو ختم النبوۃ کے معنی کا مدعی ہمیں ٹھہراتے ہو۔ کل صداقت مرزا اور وفات عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام پر دلائل بھی پوچھ لیجئے۔

ابھی سن ہی کیا ہے جو بے باکیاں ہوں
تمہیں آئیں گی شوخیاں آتے آتے

سینہ زوری کی دوسری دفعہ ملاحظہ ہو۔ ''قرآن وحدیث سے استدلال کے وقت وہ معنی صحیح ہوں گے۔ جو سلف نے کئے وغیرہ ذالک'' عیب نماید ہنرم درنظر ماشاء اللہ آپ تو عقل سے جہاد کر رہے ہیں۔ انصاف فرمائیے! یہ رحم وکرم ہے یا جبر وتعدی۔ ارے جناب تشدد تو اس وقت ہوتا جب ہم یہ شرط منوا لیتے کہ قرآن وحدیث کے معنی وہی معتبر ہوں گے۔ جو دیوبندی حضرات کریں۔ مگر آپ تو اسلاف ہی سے بیزار نظر آرہے ہیں۔ کیسی خوشی ہوئی ہوگی نبی اکرم روحی فداہ ﷺ کو یہ سن کر کہ چودھویں صدی کے غلمدی علماء میرے بیان کردہ معانی قرآن کو خود سری اور ان پر عمل کرنے والے نفوس قدسیہ کو خود سر سینہ زور بتا رہے ہیں؟

''صدق الرسول الامی ﷺ، علمائهم شر من تحت ادیم السماء'' میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب دیوبندی علماء کے بیان کردہ معانی قرآن وحدیث غلمدیوں پر حجت نہیں اور نہ غلمدیوں کے بیان کردہ علماء دیوبند پر، تو آپ ہی بتائیں کہ وہ کون سے نفوس ہیں۔ جن کی بیان کردہ معانی ہر دو فریق کے لئے حجت ہوں؟

اسلام کی دوسری فتح مبارک ہو!

اس کے بعد فاضل مقالہ نگار گوہر فشاں ہیں۔ ''اس قسم کے شرائط لگانے سے دیوبندی علماء کا خیال تھا کہ اول تو احمدی مناظر آئیں گے ہی نہیں اور اگر آئے تو ایسی شرائط تسلیم نہ کریں گے اور اگر باوجود ایسی شرائط کے مناظرہ کے لئے آمادہ ہوں گے۔ تو فتح دیوبندیوں کو ہوگی۔'' خوش

گفتی بلکہ درمفتی جو کچھ فرمایا بجا فرمایا۔ کیا اتنا پوچھ سکتا ہوں کہ ایسی شرائط لگانے کے بعد علماء دیوبند کو ایسا خیال کیوں ہو گیا تھا۔ یا جناب نے علماء دیوبند کے متعلق ایسا ناطق فیصلہ کیوں فرمایا؟ فیہ مافیہ۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ شرائط اور خصوصاً شرط نمبر ۳ مرزائی صاحبان کے بس کی بات نہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ آپ کے تمام اندیشے اتمام حجت کے لئے فرداً فرداً پورے ہو کر رہے۔ اول تو تاریخ مقررہ پر مغرب کے وقت تک شرائط طے کرنے کے لئے ہی نہ آئے۔ پھر آئے بھی تو کہا کہ شرائط بذریعہ تحریر طے ہوں گی۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ مقابلہ کے بعد ثبات قدمی کارے دارد۔

معرکہ پڑتے ہی اٹھ جائیں گے غیروں کے قدم
جب سمجھتا ہوں سمجھ لیں سر میداں ہم سے

خدا خدا کر کے مغرب کے قریب میدان میں آئے بھی تو پانچ گھنٹے ضائع کر دیئے۔ مگر وہ تو بقول مجاہد صاحب مقابل کے بازو ہی اس قدر مضبوط تھے کہ سینہ زوری سے جو کچھ چاہا منوالیا اور غلمدی ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے سوا کچھ نہ کر سکے۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

اب رہی کیفیت مناظرہ اور اس کا انجام تو وہ پوچھو انیچولی کے زمین و آسمان سے یا ساکنان انیچولی سے وہ بتائیں گے کہ کیا ہوا۔ اگر ان سے سوال کرنے کی جرأت نہ ہو تو پوچھو اپنے ضمیر سے وہ جواب دے گا اور اگر اس سے پوچھتے ہوئے بھی حیا دامن پکڑتی ہے۔ تو پوچھنا میرے ان چند مطالبات سے جو میں اس تحریر کے اخیر میں عرض کروں گا۔ مگر آپ کی تو وہی مثل ہے کہ: ’’پہلے تو مارلیا اب کے تو مارو۔‘‘

عدو کی بزم میں دیکھو تو داغ کے تیور
ذلیل ہو کے بڑے افتخار سے اٹھا

’’فاضل مضمون نویس علم و فضل کا کیسا بے نظیر ثبوت دے رہے ہیں۔ نام خدا آپ مناظرہ ہیں اور عنوان مقالہ قائم کرتے ہیں۔‘‘ (دیوبندیوں سے متعدد مطالبات) خود ہی مدعی خود ہی مطالبات۔

خود کوزۂ وخود کوزہ گر وخود گل کوزہ

مجاہد صاحب! عقل سے اس درجہ جہاد درست نہیں آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مدعی مطالب ہوتا ہے۔ یامدعی علیہ۔ شرم۔ شرم۔

اس کے بعد فاضل مقالہ نگار مطالبات کی فہرست دیتے ہیں۔ جو ۱۶ ہیں۔ گویا ہمارے محترم مضمون نگار کو اس کا اعتراف ہے کہ پانچ دن میں محض ۱۶ مطالبات لاجواب رہے اور باقی کا جواب دے دیا گیا۔

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

مگر دیانت تو اس کی مقتضی تھی کہ جہاں بزعم خود لاجواب مطالبات کی فہرست پیش کی تھی۔ وہیں ان مطالبات کی فہرست بھی پیش کر دیتے جن کے جوابات ہو چکے ہیں۔ چنانچہ میں محترم مناظر کے منقولہ مطالبات کے ان عجوبہ کی یاددہانی کرتا ہوں۔ جو بطل اسلام حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی مدظلہ اور مولانا منظور احمد صاحب سلمہ سنبھلی نے اسٹیج ہی پر دے دیئے تھے۔ اس کے بعد اپنے ان مطالبات کی فہرست پیش کروں گا۔ جو آج تک لاجواب ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک لاجواب رہیں گے۔ بحیثیت مدعی علیہ مطالبات پیش کرنے کا حق ہمیں حاصل ہے۔ نہ کہ آپ کو چنانچہ میں اپنے پیش کردہ مطالبات کے متعلق چیلنج کرتا ہوں کہ اگر غلمدی مذہب میں کچھ بھی حقانیت وصداقت ہے تو صاحبزادہ مرزا بشیر محمود سے مشورہ کر کے (اور کبھی مرزا کی قبر پر بیٹھ کر) ان چند مطالبات کا جواب دے دیں۔

اور براہ مہربانی الفضل کا وہ پرچہ میرے پاس دیوبند بھی بھیج دیں جس میں ان مطالبات کے جواب ہوں۔

امتحان ہے تیرے ایثار کا خود داری کا
مگر میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔ ”لو کان بعضکم لبعض ظھیرا وادعوا شھدآء کم من دون اللّٰہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلو اولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین“

در گنجینۂ اسرار معنی کھول دو اکبر
بس اب پیر خرد اقبال کرتا ہے کہ جاہل ہوں

نمبر ۱...... سلف صالحین نے خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے معنی سے غیر تشریعی نبی کی آمد کو مستثنیٰ

قرار دیا ہے۔ یہ وہ مطالبہ ہے جسے راس مطالبات بنا کر پیش کیا گیا۔ مگر فاضل نے مطالبات پیش کرتے ہوئے شرائط پر نظر ڈالی اور نہ مضمون لکھتے وقت ملاحظہ ہو شرط نمبر۲۔ شرط نمبر۲ ہر ایک مناظر دوسرے کے مقابلہ میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پیش کرے گا۔‘‘ جس کے رو سے آپ کا فرض اولین یہ تھا کہ ایسی آیات قرآنی واحادیث صحیحہ سے استدلال کرتے جس میں نبی غیر تشریعی کی خبر دی گئی ہو۔ کیا ایک آیت یا ایک حدیث بھی دعوے کے مطابق پیش کی اگر کی ہو تو اب یاددہانی کردیجئے۔ ابن عربی کی عبارت پیش کی تھی۔ جس کا جواب وہیں دے دیا گیا تھا۔ کہ ان کی اصطلاح میں نبوۃ غیر تشریعی کے وہ معنی ہی نہیں جو مرزا نے لئے۔ بلکہ ان کے یہاں نبوت غیر تشریعی ولایت کے ایک مرتبہ کا نام ہے۔ چنانچہ تصریح بھی سنادی گئی تھی۔ پھر ملاحظہ فرمایئے۔

’’فاخبر رسول اللہ ﷺ ان الرویا جزء من اجزاء النبوة فقد بقی للناس فی النبوة هذا وغیره ومع هذا لا یطلق اسم النبوة ولا النبی الا علیٰ المشرع خاصة محجز هذاالاسم لخصوص وصف معین فی النبوة (فتوحات مکیہ ج۲ص۴۹۵)‘‘ ﴿نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتایا کہ (سچا) خواب اجزاء نبوت میں سے ایک جز ہے تو لوگوں کے لئے نبوۃ میں سے یہ جز رؤیا وغیرہ باقی رہ گیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی نبوت کا لفظ اور اسم نبی بجز صاحب شریعت نبی کے اور کسی پر نہیں بولا جاسکتا۔ کیونکہ نبوت میں وصف خاص (معین) تشریعی ہونے کی وجہ سے اس نام (نبی) کی بندش کردی گئی۔﴾

تصنیف را منصف نیکو کند بیاں۔ شیخ اکبر علیہ الرحمتہ اپنی مراد مرزا سے بہتر جانتے ہیں۔ وہ تو اس شخص پر اطلاق اسم نبوت ونبی کو بھی ممنوع قرار دیتے ہیں اور علت بتاتے ہیں کہ نبی کا لفظ تشریعی کے سوا کسی پر بولا ہی نہیں جاسکتا۔ شیخ فرماتے ہیں کہ نبوۃ ایک جز باقی ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ کامل نبوت باقی ہے۔ اگر کسی گھر میں نمک رکھا ہو تو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ تمام شاہانہ نمکین کھانے موجود ہیں۔ اسے اختلال دماغ کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ علیٰ ہذا حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی تحذیر الناس والی عبارت کا جواب بھی اسی مجلس میں دے دیا گیا تھا اور لطف یہ کہ اسی کتاب سے دیا گیا جس سے آپ من گھڑت استشہاد کررہے تھے۔ ملاحظہ تحذیر الناس ص۱۰: ’’اگر اطلاق وعموم ہے تب تو ثبوت خاتمیۃ زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور ادھر تصریحات نبوی ﷺ مثل انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی اوکما قال، جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اسباب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر

اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جیسے تواتر اعداد رکعات فرائض وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی اور نیز اس صورت میں جیسے قرأت خاتم بکسر التاچسپاں ہے۔ ایسے ہی قرأت خاتم بفتح التاء بھی نہایت درجہ کو بے تکلف موزوں ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جیسے خاتم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے۔ ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے۔

موت مانگو تو رہے آرزوئے خواب تمہیں
ڈوبنے جاؤ تو دریا ملے پایاب تمہیں

فاضل مناظر کیا اس عبارت کا کوئی جواب دیا گیا۔ مولانا نے اسی عبارت میں تو تمہارے بزعم خویش مایۂ الناز استدلال (قرات بفتح الخاتم) کا بھی پول کھول دیا۔ اگر اس کا کوئی جواب دیا ہو تو میں دوسرا چیلنج کرتا ہوں کہ بجواب مطلع فرمایئے۔ دوسری عبارت مناظرہ عجیبہ ص ۱۰۳ کی سنائی گئی تھی۔ جس میں خود مصنف علام مرزا کو کافر و دجال ٹھہرا رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو۔ امتناع بالغیر میں کیسے کلام ہے۔ اپنا دین وایمان ہے۔ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے کافر سمجھتا ہوں۔ (مناظرہ عجیبہ ص ۱۰۳)

لیکن خیر اگر بالفرض والمحال ان سب عبارات کو لاجواب مان بھی لیا جائے۔ تو بھی فاضل مناظر ہی ملزم ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے ایک دو نہیں ۸۰ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی سنائے گئے تھے۔ جو ختم نبوت کے قائل ہیں اور کسی قسم کی تخصیص نہیں فرماتے۔ آپ نے کسی ایک صحابی یا تابعی کا بھی قول پیش کیا؟ اگر کیا ہو تو یاد دہانی فرما دیجئے۔

اور طرفہ یہ کہ شرائط میں شرط نمبر ۳ کے تحت میں تصریح کر دی گئی ہے۔ کہ سلف صالحین وائمہ حدیث و تفسیر سے باتفاق یا بکثرت رائے جو معنے منقول ہوں گے۔ وہ ہی معتبر ہوں گے۔ انصاف سے کہئے کثرت کس طرف ہے۔ ارے جناب ہماری جانب نہ صرف کثرت بلکہ اتفاق واجماع ہے۔ یاد کیجئے۔ شفاء قاضی عیاضؒ و حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی وہ عبارتیں جو بھرے مجمع میں باعلیٰ نداء سنائی گئی تھیں۔ ملاحظہ ہو علامہ قاضی عیاضؒ اپنی کتاب شفاء میں فرما رہے ہیں۔

’’اخبرانہ ﷺ خاتم النبیین ولا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد بہ بدون تاویل ولا تخصیص فلاشک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعاً اجماعاً وسمعاً (شفاء قاضی عیاض ص۳۶۲ مطبوعہ ہند)‘‘

﴿آپ نے خبر دی کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ جو اس کا انکار کریں اور قطعی اور اجماع عقیدہ ہے۔ (ص۳۶۲)﴾

دوسری عبارت الاقتصاد کی سنائی گئی تھی دیکھئے علامہ امام غزالیؒ کیا لکھ رہے ہیں؟

’’ان الامۃ فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابداً وعدم رسول بعدہ ابداً وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لا یمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر مؤل ولا مخصوص‘‘

﴿تمام امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ یہ آیت آنحضرت ﷺ کے بعد مطلقاً کسی نبی یا کسی رسول کے پیدا ہونے کی نفی کرتی ہے اور تمام امت محمدیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص اور جس نے اس آیت کو تاویل کر کے خاص کیا تو اس کا کلام از قبیل ہذیان ہیں اور اس کی یہ تاویل ہمیں اس سے نہیں روک سکتی کہ ہم اس کو کافر ہونے کا حکم لگا دیں۔ اس لئے کہ وہ اس آیت کریمہ کا مکذب اور منکر ہے۔ جس پر امت کا اجماع ہے۔ کہ نہ اس میں کوئی تاویل ہے۔ نہ تخصیص﴾ کیا ان عبارات کا کوئی جواب دیا گیا؟ کوئی نہیں اور نہ دیا جاسکتا ہے؟

اسلام کی تیسری فتح مبارک ہو!

۲..... قرآن شریف کی آیات اور احادیث نبویہ جن سے امکان نبوت پر استدلال ہوتا ہے۔ ان کا کوئی ایسا مطلب بتاؤ جو خاتم النبیین کے مجوزہ معنی کہ (کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا) کی تصدیق کرتا ہو:

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا!!
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں!!

فاضل مجاہد! یہ مطالبہ ہم سے ہو رہا ہے؟ ارے جناب! یہ تو ہمارا مطالبہ آپ سے ہے جو دو روز تک رہا مگر جواب نہ دے سکے کہ کس آیت میں یہ تخصیص دکھا دو کہ نبوت غیر تشریعی کا سد باب نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ آپ سے بحول اللہ والقوۃ تسلیم کرایا جا چکا ہے کہ نبوت تشریعی تو ختم ہو گئی۔ مگر نبوت غیر تشریعی باقی ہے۔ جتنی آیات آپ نے پیش کیں ان میں کہیں تخصیص دکھا دو ورنہ تعمیم تو خود ہی موجود ہے۔ کہ کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا۔

اللہ رے بدحواسی دعویٰ تو کرتے ہیں وقوع نبوت کا اور استدلال کرتے ہیں ان آیات سے جو ان کے نزدیک بھی امکان نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ فاضل مجاہد! سمجھایئے ان نام نہاد مولوی فاضل کو کہ امکان کے لئے وقوع ضروری نہیں؟ کوئی آیت ایسی پیش کیجئے جو وقوع نبوت پر دلالت کرے اور نبوت بھی غیر تشریعی علاوہ ازیں کیا آپ نے ان آیات کو پیش کرتے ہوئے کسی مفسر کا قول بھی پیش کیا تھا۔ کیونکہ شرائط کی رو سے آپ کا فرض تھا کہ قرآن کے وہ معنی پیش کرتے جو اسلاف نے کئے۔ ملاحظہ ہو۔

شرط نمبر۳...... ’’معنی قرآن وحدیث کے وہی معتبر ہونگے۔ جو خود رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے یا صحابہ وتابعین وسلف صالحین وائمہ حدیث وتفسیر سے باتفاق یا کثرت رائے کے ساتھ منقول ہوں اور اگر کوئی ایسے جدید معنی بیان کئے جائیں جو سلف صالحین کے خلاف نہ ہوں۔ وہ قابل تسلیم ہوں گے اور جو معنی اجماع سلف کے خلاف ہوں۔ وہ مردود والحاد سمجھے جائیں گے اور جو معنی جمہور کے خلاف ہوں وہ مقبول نہیں ہوں گے۔‘‘ یا اپنے بیان کردہ معنی کی تائید میں کسی صحابی تابعی مفسر محدث کا قول پیش کیا۔ کوئی نہیں اگر کیا ہو تو یاد دہانی فرمایئے۔ مگر آپ تو نبی کریم روحی فداہ ﷺ کے بیان کردہ معانی کو سینہ زوری وخود سری بتا رہے ہیں۔

’’یهدیکم اللہ‘‘ آپ تو خود ساختہ معنی پر اجماع کیا دکھاتے۔ ہاں! اہل اسلام نے بھرے مجمع میں شفاء قاضی عیاض وعلامہ غزالی کی عبارتیں سنا کر بتا دیا کہ ختم نبوت بر بایں معنی اجماع ہو چکا ہے۔ کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔ خود فیصلہ فرمایئے کہ شرط نمبر۳ کی رو سے آپ اجماع سلف کے مخالف ہو کر مسلمان رہے یا ملحد وزندیق؟ ارے جناب یہی تو وہ شرط ہے کہ جس نے غلمدیوں کو خون کے آنسو رلا دیا اور اعتراف کرا لیا کہ ہم نے اہل اسلام کے دست وبازو سے مرعوب ہو کر وہ سب کچھ مان لیا جو انہوں نے منوایا۔

اسلام کی چوتھی فتح مبارک ہو!

۳...... خاتم النبیین کا الف لام اگر استغراقی ہے اور ہر نبی کی آمد کو روکتا ہے۔ تو تمہارا عقیدہ دربارۂ آمد مسیح کس طرح صحیح ہوسکتا ہے؟ فاضل مجاہد اس کا جواب تو آپ سے خود دلایا جاچکا ہے۔ یاد کیجئے وہ عبارت جو آپ نے ایک مفتری علی اللہ کے دجل وافتراء پر پردہ ڈالنے کی سعی ناکام کرتے ہوئے پڑھی تھی۔ یعنی اربعین نمبر۴ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۴۳۶ ملاحظہ ہو۔ ”ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔“ اور نیز کیا آپ کو یاد نہیں رہا کہ خود مرزا علیہ ماعلیہ تریاق القلوب میں اپنے کو خاتم الاولاد لکھ چکا ہے۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس سے پہلے تمام نبی آدم فنا ہوگئے۔ ایسی لایعنی باتیں تو آپ کے منہ سے زیب نہیں دیتیں۔

کسی کے آخر ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اس سے پہلے تمام فنا ہوچکے۔ خود مرزا لکھتا ہے کہ: ”میں خاتم الاولاد ہوں۔ یعنی میرے بعد کوئی کامل انسان ماں کے پیٹ سے نہیں پیدا ہوگا۔“

(تریاق القلوب ص۱۵۶، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹)

یہی معنی ہیں خاتم النبیین کے نبی کریم روحی فداہ کے بعد کوئی نبی ماں کے پیٹ سے نہیں پیدا ہوگا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے نبی ہیں اور نفی کی جارہی ہے۔ نبوت ملنے کی۔ یعنی کسی کو جدید نبوت نہیں ملے گی۔ ہوش کی دوا کیجئے۔ علاوہ ازیں عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت امام تشریف لائیں گے۔ نہ بحیثیت نبی۔ یعنی نبی تو ہوں گے مگر منصب نبوت پر نہیں ہوں گے۔ مثلاً ایک گورنر اپنے گھر آتا ہے تو عہدہ گورنری پر نہیں ہوتا۔ مگر گورنر ضرور ہوتا ہے۔ ان جوابوں پر کوئی لب کشائی کی چھوا تک نہیں۔ اگر کچھ کہا تھا تو میں تجھے چیلنج دیتا ہوں کہ بجواب مطلع فرمائیے مگر۔

واں ایک خاموشی میرے سب کے جواب میں

اسلام کی پانچویں فتح مبارک ہو!

۴...... کوئی مفتری علی اللہ ایسا پیش کرو جو دعویٰ الہام پر مصر ہونے کے باوجود ۲۳ سال زندہ رہا ہو۔ کیا یہ وہی مطالبہ نہیں کہ جس کا بڑے زور سے چیلنج دیا تھا؟ مگر جب ابن خلدون وابن اثیر کامل کی عبارتیں سنائی گئیں تو نام نہ لیا۔ اگر وہ عبارتیں یاد نہیں تو میں یاد دلاتا ہوں۔ اگر آپ جواب دے سکتے ہیں تو دیں۔ ملاحظہ ہو ابن خلدون: ”وکان ظهور صالح هذا فی خلافة هشام بن عبدالملك من سنة سبع وعشرين من المائة الثانية من الهجرة ثم زعم انه المهدی الاكبر الذی يخرج فی آخر الزمان وان عيسىٰ يكون صاحبه ويصلی

خلفه وان اسمه فی العرب صالح وفی سریانی مالك وفی العجمی عالم وفی العبرانی روبیا وفی البر بری دربا ومعناه الذی لیس بعده نبی وخرج الی المشرق بعد ان ملك امرهم سبعاً واربعین سنةً ووعد انه یرجع الیهم فی دولة السابع منهم"

﴿اور صالح کا یہ دعویٰ (نبوت) ہشام بن عبدالمالک کے زمانہ خلافت ۱۲۷ھ میں تھا۔ پھر اس نے گمان کیا کہ وہ مہدی اکبر ہے۔ جو آخرالزماں میں ظہور کریں گے اور عیسیٰ جن کے ساتھی ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور اس کا نام عربی میں صالح سریانی میں مالک اور عجمی میں عالم اور عبرانی میں روبیا اور بربری میں دربا ہوگا۔ جس کے معنی خاتم النبیین ہیں اور جب وہ ان کے امور دینی و دنیوی کا مالک ہو گیا اور ۴۷ سال گزرے۔ تو مشرق کی طرف (مکہ معظمہ چلا گیا اور وعدہ کر گیا) کہ میں لوٹوں گا۔ (ابن خلدون ج۶ص ۲۰۷)﴾

کامل ابن اثیر ملاحظہ ہو کس وضاحت سے مرزائیوں کے دعویٰ کی تکذیب کر رہی ہے۔

"توفی المهدی ابو محمد عبید الله العلوی بالمهدیة واخفی ولده ابو القاسم موته سنةً لتدبیر کان له وکان یخاف ان یختلف الناس علیه اذا علم بموته وکان عمر المهدی لما توفی ثلثاً وستین سنةً وکانت ولایته منذ دخل رقادة ودعیٰ له بالامامة الیٰ ان توفی اربعاً وعشرین سنةً وشهراً وعشرین یوماً (ابن اثیر ج۸ص ۹۰ مطبوعہ مصر)"

﴿ابو عبیداللہ العلوی نے مہدیت میں وفات پائی اور اس کے بیٹے ابوالقاسم نے مصلحتاً اس کی موت کو ایک سال تک چھپائے رکھا وہ خوف کرتا تھا کہ جب لوگ اس کی موت کی خبر پائیں گے تو اختلاف کرنے لگیں گے اور مہدی کی عمر ۶۳ سال ہوئی اور اس کی ولایت جیسے وہ رقادہ میں آیا اور امامت (نبوت مہدیت) کا دعویٰ کیا موت تک ۲۴ سال ایک ماہ ۲۰ دن تھی۔﴾

فاضل مجاہد اپنے کسی صحابی تابعین مفسر محدث کے قول سے یہ بتایا تھا کہ ولو تقول بعض الاقاویل میں ۲۳ سال کی زندگی کی قید ہے اگر نہیں بتایا تو اب بتا دیجئے کہ ۲۳ زندگی کی قید کہاں سے نکالی؟

مگر شرم چه کتی ست که پیش مرداں آید آج اسی مطالبہ کو لاجواب بتایا جا رہا ہے۔ جس کے جواب نے مرزائیت کی کمر توڑ دی تھی۔ اس کے متعلق پوچھو نواب مہربان علی

صاحب اسپیشل مجسٹریٹ میرٹھ سے وہ صحیح جواب دیں گے۔ کہ ابن خلدون وابن اثیر کی عبارتیں سنکر شیرۂ بادام پینے کی ضرورت پیش آگئی تھی یا نہیں؟ مگر یہاں تو:

کس بشنو دیا نشود من گفتگوئے می کنم والا مضمون ہے۔

اسلام کی چھٹی فتح مبارک ہو!

۵...... نبی صادق کی سابق زندگی پاک ہوتی ہے۔ مرزا کا چیلنج (تذکرۃ الشہادتیں ص۶۲، خزائن ج۲۰ ص۶۴ اور مولوی محمد حسین بٹالوی کا ریویو)

خوب! کیا معیار نبوت ہے۔ کیوں فاضل اگر شیطان دعویٰ نبوت کردے تو کیا قادیان میں پذیرائی ہو جائے گی؟ کیونکہ اس کی سابقہ زندگی جیسی صاف اور روشن ہے۔ دجال قادیانی کی زندگی کا ویسا ہونا محال ہے۔ ذرا سوچئے تو سہی۔ ایک شخص باوجود ہشتاد سالہ ریاضات ومجاہدات اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے کے دن کے بارہ بجے کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ رات کے بارہ ۱۲ بج رہے ہیں۔ تو کیا آپ اس کے دعوے کی تصدیق کے لئے تیار ہیں؟ ختم النبوۃ کا مسئلہ تو اس سے بھی زیادہ روشن ہے۔ پھر اگر بقول آپ کے مرزا کی سابقہ زندگی صاف بھی ہوتی تو اس کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کر لینا تو بالکل ایسا ہے۔ جیسے رات کو دن یا دن کو رات بتانے والے کے قول کو تسلیم کر لیا۔ اچھا حضرت! مرزا کی سابقہ زندگی تو جیسی کچھ صاف ہے۔ وہ ظاہر ہے نیت میں تو اسی روز فساد آگیا تھا۔ جس روز بنی آدم کی گردن زدنی کے لئے مختاری کے امتحان کا ارادہ کیا تھا۔ محض چیلنج دینے سے کام نہیں چلتا۔ اگر جناب کے پاس مرزا کی کوئی ایسی معتبر جامع سوانح حیات موجود ہے۔ جس میں اس کی زندگی کے واقعات کو بالاستیعاب بیان کیا گیا ہے۔ تو ذرا نام ہی سے مطلع فرما دیجئے۔ ہرگز نہیں۔ اس کی تو موجودہ زندگی ہی سابق کا آئینہ ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

یاد رکھئے کہ تاریکیوں کو ماضی کی روشنی رفع نہیں کر سکتی۔ آپ خواہ مخواہ ایک نہ اٹھنے والے بار کے لئے اپنے شانے پیش کر رہے ہیں۔

”فاتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ولا یقبل منها شفاعة ولا یؤخذ منها عدل ولا هم ینصرون“

اسلام کی ساتویں فتح مبارک ہو!

۶...... مفتری عذاب سے پیس دیا جاتا ہے اور کامیاب نہیں ہوتا۔

یوں بھول جاؤ گے مجھے اصلاً خبر نہ تھی!

یہ مطالبہ تو یاد رہ گیا مگر وہ نشتر نہ یاد رہا جس نے یہ فاسد مادہ بھی نکال دیا تھا۔ یعنی وہ سوالات یاد نہیں رہے۔ جو حضرت مولانا لکھنوی نے کئے تھے۔ کیا آپ نے ان کا کوئی جواب دیا تھا۔ اگر دیا تھا تو یاد دہانی فرما دیجئے اور اگر نہیں دیا تھا تو میں ان سوالات کو پھر دہراتا ہوں۔ سوچ سمجھ کر جواب دیجئے۔

مفتری کے پیس دیئے جانے سے کیا مراد ہے؟ دنیا میں پیس دیا جاتا ہے یا آخرت میں۔ اگر اول مراد ہے تو کوئی ایک آیت ایسی پیش کر دیجئے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ مفتری علی اللہ یقیناً دنیا ہی میں پیس دیا جاتا ہے اور اگر آخرت میں پیسا جانا مراد ہے تو قیامت کو دیکھیو کہ پیسا جاتا ہے۔ یا نہیں مجھے خیال ہے کہ کہیں آپ بھی گیہوں کے ساتھ گھن کی طرح نہ پس جائیں۔ ''ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔''

میں چیلنج دیتا ہوں کہ ایک آیت ایسی نہیں دکھلا سکتے۔ جس میں مفتری کے دنیا میں پیس دیئے جانے کے متعلق لکھا ہو۔ فاضل مجاہد یہ خیال قائم کر لینا دیوبندیوں کی مخالفت نہیں۔ خدائے لایزال کی مخالفت ہے۔ پناہ بخدا قرآن مجید تو ارشاد فرماتا ہے۔

''ومن اظلم ممن افترىٰ على اللہ كذباً او قال اوحي اليّ ولم يوح اليه شيء ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ ولو ترىٰ اذا الظالمون في غمرات الموت والملئكة باسطو ايديهم اخرجوا انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على اللہ غير الحق وكنتم عن آيته تستكبرون (پ۷، سورہ انعام رکوع ۱۰)''

﴿اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر افتراء کرے جھوٹ، یا کہے کہ میرے پاس وحی آئی۔ حالانکہ اس کے پاس وحی نہیں آئی اور جو شخص کہے کہ جیسی کتاب رسول پر اتری میں بھی بنا سکتا ہوں۔ اے مخاطب اگر تو ان لوگوں کا مرتے ہوئے حال دیکھے کہ ان پر نزع میں کیسی سختی ہوگی اور فرشتے ان طرف ہاتھ بڑھا کر کہیں گے کہ اپنی جانیں نکالو (اب تک جو چاہا کہا گیا) مگر آج وہ دن ہے کہ تمہارے اعمال کی پاداش میں عذاب ذلت دیا جائے گا۔ کہ تم نے خدا پر ناحق افتراء کیا اور تم اس کی آیات کے مقابلہ میں اپنے کو بڑا جانتے تھے۔﴾

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتری علی اللہ بعد موت عذابوں میں گرفتار ہوتے

ہیں۔حیات فانی میں اگرچہ بچ گئے ہوں۔مگر دین مرزائی میں قرآن کیخلاف تعلیم دی جاتی ہے۔ جزاک اللہ!!

وزیرے چنیں شہر یارے چناں

جیسے متنبی ویسے امتی، جیسی روح ویسے فرشتے اور دیکھئے کیا ارشاد ہوتا ہے۔

’’والذین کذبوا بایتنا سنستدرجھم من حیث لا یعلمون واملی لھم ان کیدی متین ‘‘ ﴿جن لوگوں نے ہمارے کلام کو جھٹلایا اور آیات الٰہی کی تکذیب کی۔انہیں ہم بتدریج اس طرح کھینچیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی اور انہیں مہلت دی جائے گی تحقیق اللہ کی تدبیر درست ہے۔﴾

فاضل مجاہد! جرأت ہے تو سنبھالئے ورنہ مرزائیت چلی۔

کیا اس آیت شریفہ میں صاف نہیں بتلا دیا گیا کہ مفتری کو مہلت دی جاتی ہے۔آپ شرائط کو ملحوظ رکھیں یا نہ رکھیں۔مگر میرا فرض ہے کہ میں اپنے بیان کردہ معانی قرآن کی تائید میں کسی مفسر کا قول پیش کروں۔ چنانچہ سنئے۔امام المفسرین علامہ فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں۔

’’ای امھلھم واطیل لھم مرۃ عمر ھم لیمتادوا فی المعاصی ولا اعاجلھم بالعقوبۃ علی المعصیۃ‘‘

﴿یعنی میں انہیں مہلت دیتا ہوں دوران کی مدت عمر کو طویل کر دیتا ہوں۔ان کی سزاء میں جلدی نہیں کرتا۔تاکہ وہ نافرمانی اور سرکشی میں دل کے حوصلے نکال لیں۔﴾

ان آیات کو سننے کے بعد بھی اس مطالبہ کا نام لیا۔یا اس جواب پر کچھ ردوقدح کی؟ اگر کی تو میں چوتھا چیلنج دیتا ہوں کہ اس کا اعادہ کیجئے۔

اس کے بعد مطالبہ کے دوسرے جز یعنی مرزا کی کامیابی کے متعلق یاددہانی کرتا ہوں۔ کیا آپ سے نہیں پوچھا گیا تھا کہ کامیابی سے کیا مراد ہے؟ اگر تمناؤں کا پورا ہو جانا کامیابی ہے تو مرزا سے زیادہ ناکام کوئی دوسرا نہیں ملے گا۔کیونکہ سب سے بڑی حسرت تو کافر بدکیش محمدی بیگم ہی کی لے کر گئے۔

اگر فراوانی دولت کی مراد ہے تو مرزا سے زائد اہل فرنگ کامیاب ہیں،اور اگر عزت مراد ہے تو بقول مرزا ۹۴ کروڑ مسلمان دجال وکذاب مفتری کے لقب سے سرفراز کر رہے ہیں،

اور اگر کامیابی شہرت کا نام ہے تو شیطان، نمرود، فرعون، دجال، باب،۔ بہاء اللہ اس میں بھی پیش پیش ہیں، اور اگر کثرت متبعین کا نام کامیابی ہے۔ تو دیانند سرسوتی وغیرہ کے متبع اذناب مرزا سے کئی گنا زائد ہیں۔ آخر کسی چیز میں کامیاب ہو گئے؟ ہاں امتحان مختاری میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یا ناکام مگر دجل وافتراء کے امتحان میں ضرور کامیاب نظر آرہے ہیں۔

وہ بھی ہوگا کوئی امید برائی جس کی
اسکے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے

آپ نے ان سوالات کا کیا جواب دیا تھا۔ سکوت۔ محض سکوت۔

اسلام کی آٹھویں فتح مبارک ہو!

۷...... نصرت ہوتی ہے اور نصرت بھی وہ جو اذا جاء نصر اللہ میں مذکور ہے۔

اک طفل دبستاں ہے فلاطوں ہے مرے آگے

مرحبا اس علمیت پر اسلاف حتیٰ کہ رسول ﷺ کے بیان کردہ معنی قرآن کو سینہ زوری کہا جاتا ہے یہی تو وہ معارف قرآن، جو خاص مرزا کو نصیب ہوئے۔ مرحبا صد مرحبا۔ ’’ورائیت الناس یدخلون...... الخ ‘‘ کو اذا...... کی جزاء بنا کر آپ نے اپنی علمیت کا ایسا نادر ثبوت دیا ہے کہ باید وشاید۔ پناہ بخدا قرآن میں تحریف کی جارہی ہے۔ ڈرو ڈرو اس دن سے کہ دل اور زبان گواہی دیں گے۔ ’’صدق اللہ تعالیٰ وقد کان فریق منهم یسمعون کلام الله ثم یحرفونه من بعدما عقلوه وهم یعلمون...... الخ ‘‘ کیا یہی تعلیم ہے غلمدی مذہب کی؟ قرآن میں ایسی تحریف کرلیں جس کا احتمال بھی نہ ہو۔

میں پانچواں چیلنج دیتا ہوں کہ تفسیر کی کسی کتاب سے حسب شرط نمبر۳ یہ ثابت کیجئے کہ ’’اذا جاء ‘‘ کی جزاء ’’ورأیت الناس یدخلون ‘‘ ہے۔ کبھی نہیں ثابت کر سکتے۔ سارے غلمدی مل کر بھی زور لگائیں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ قرآن کا معجزہ ہے۔ جس کے متعلق وعدہ ہو چکا ہے۔ کہ ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ‘‘

اور نیز یہ بھی بتلائے کہ والفتح اور ورأیت الناس میں واؤ کس قسم کا ہے۔ کیا اذا کی جزاء پر واؤ بھی داخل ہوتا ہے اور نیز فسبح میں فا کون سی ہے؟ اور یہ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے۔ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیجئے۔

اگر اذا کی جزاء ورایت الناس یدخلون مان لی جائے تو یہ معنی ہو جائیں گے کہ جب اللہ کی مدد آئی تو لوگوں کو دیکھے گا۔ کہ فوجا فوجا اللہ کے دین میں داخل ہوں گے تو اس کے یہ

معنی ہیں کہ جب انبیاء علیہما السلام کے دین میں لوگوں کی کثرت نہیں ہوئی۔ ان تک نصر اللہ پہنچی ہی نہیں۔ العیاذ باللہ بعض انبیاء کے متبعین کی تعداد ایک دو سے زائد نہیں ہوئی۔ تو گویا ان کی نصرت ہی نہیں ہوئی۔ کیا خوب ڈر ہے خدائے قہار سے ڈر اس کی گرفت سخت ہے۔

اسلام کی نویں فتح مبارک ہو!

۸...... ’’حدیث بخاری سے ثابت ہے کہ مقبولان بارگاہ ایزدی کی قبولیت زمین پر بڑھتی ہے۔‘‘ اجی جناب کونسی مقبولیت بڑھ گئی۔ وہی نہ جو اہل فرنگ یا شیطان یا دیانند سرسوتی کی بڑھی۔ اگر یہی مقبولیت قبول بارگاہ ایزدی ہونے کی دلیل ہے۔ تو سب سے زیادہ مقرب ومقبول شیطان ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یاد رکھئے وہ شخص کبھی مقبول بارگاہ ایزدی نہیں ہوسکتا۔ جو انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دے۔ جو اوہوس پر مایہ ایمان نثار کر چکا ہو۔ جس کا ثبوت ۴سو روپیہ عنبر والے پرچہ جناب سے خوب مل سکتا ہے۔ کیا آپ نے بتایا تھا کہ مرزا کو کس قسم کی مقبولیت حاصل ہوئی۔ وہ تو محمدی بیگم کی نظروں میں بھی مقبول نہ ہوسکے۔ خدا کی نظروں میں تو کیا مقبول ہوتے۔ کیا خدا کے بندے اسی طرح دنیا میں کذاب کہہ کر پکارے جاتے ہیں؟ خدا سے ڈریئے۔ آپ مرزا علیہ ما علیہ کو مقبول ایزدی کہہ کر اور مقبولین کی توہین کررہے ہیں۔ وان بطش وربك لشديد

اسلام کی دسویں فتح مبارک ہو!

۹...... ’’وقت ولادت مسیح اور حضرت مریم کے سوا کسی کا مس شیطانی سے پاک نہ ہونا۔‘‘

اگر یہی کیفیت ہے تیری تو پھر کسے اعتبار ہوگا

مطالبہ تو یاد رہ گیا۔ مگر وہ ہچکیاں بھی یاد ہیں جو اس مطالبہ کو پیش کرنے کے بعد مطالبہ کتاب پر آئیں؟ اور شیرہ بادام بھی مفید نہ ہوسکا۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ ۴ گھنٹہ تک آپ سے کتاب کا مطالبہ کیا گیا۔ کیا کوئی عقائد حنفیہ کی کتاب پیش کی جس میں یہ عقیدہ لکھا ہو؟ اگر نہیں کی تو میں اب چھپے چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں۔

اب پیش کردیجئے نام ہی بتادیجئے۔ قیامت تک نہیں دکھلا سکتے۔ ’’ولو كان بعضكم لبعض ظهيراً‘‘ خدا کے لئے ایک دجال مفتری علی اللہ کی بے جا حمایت میں دیانت کا خون نہ کیجئے۔ ’’ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا‘‘

علاوہ ازیں اگر نبی کریم ﷺ پر عیسیٰ علیہ السلام کو اس امر جزوی میں فضیلت بھی ہوگئی تو اب بھی فاضل مناظر ہی ملزم ہیں۔ کیونکہ مرزائی تعلیم ہے۔ کہ نبی تو نبی جزوی فضیلت تو غیر نبی کو بھی نبی پر ہوسکتی ہے۔ ملاحظہ ہو (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ص۲۸۱)

کیا اس کا جواب دیا گیا اگر دیا گیا تو بتایئے کیا؟

غیرت دین بفروشند بیك غمزۂ كفر
چشم پوشند ز ملت پئے خود کامے چند

اللہ رے بدحواسی دعویٰ تو کریں عقائد حنفیہ پر اعتراض کرنے کا اور اعتراض کریں قرآن وحدیث پر۔ ادھر تو ارشاد ہوتا ہے کہ: ”لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین اوکما قال “ اور ادھر فرامین رسول پر تڑاتڑ خایاں اور ایمان کا دعویٰ۔

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

مگر میں فاضل مقالہ نگار کو ہرگز اس قسم کی غلط بیانیاں نہ کرنے دوں گا۔ چنانچہ میں ساتواں چیلنج دیتا ہوں۔ کہ اگر یہ اعتراض عقائد احناف پر ہے تو کتب عقائد میں دکھانا آپ کا فرض ہے۔ ورنہ اعتراف کیجئے۔ کہ ہم مرزائی ہونے کے ساتھ آریہ بھی ہیں۔ پھر بحول اللہ تعالیٰ وہی مسلم باز وجنہوں نے شرائط منوالیں تھیں فرمان رسول کے سامنے بھی گردن خم کرالیں گے۔

اسلام کی گیارھویں فتح مبارک ہو!

۱۰...... ”حضرت مریم کا صدیقہ لقب پانا حنفی عقیدہ کی رو سے نبی کریم ﷺ کی ماں کا مومن نہ ہونا بلکہ استغفار رسول کے بھی لائق نہ ہونا۔“

فاضل شذرہ نویس کیا یاد ہے کہ اس عقیدہ کو پیش کرتے ہوئے کوئی حنفی عقیدہ کی کتاب پیش کی تھی؟ ہاں یہ کہا تھا کہ شرائط کی رو سے حنفی عقیدہ بتانا میرا فرض ہے۔ کتاب دکھانا نہیں۔ عاجزی کا انتہائی درجہ ہے۔

والعجز من ان يستزاد براه

ارے جناب آپ تو مدعی ہیں کیا البینة علی المدعی (مدعی پر دلیل لازم ہے) کو بھی فراموش کر دیا۔ شرم کیجئے۔ مناظرہ میں کتاب کا مطالبہ کیا گیا اور اب میں آٹھواں چیلنج دے کر کتاب کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اگر حقانیت ہے تو پیش کیجئے۔

علاوہ ازیں کیا آپ قرآن کے ۳۰ تیس پاروں میں سے کوئی ایک آیت بھی ایسی دکھا سکتے ہیں۔ جس میں حضرت آمنہ کے صدیقہ ہونے کی نفی کی گئی ہو؟ علمی گفتگو تو آپ کے سامنے بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔ مگر کیا یاد کیجئے گا میں بتاتا ہوں کہ عدم ذکر سے ذکر عدم لازم نہیں آتا۔

ایک شخص کہتا ہے کہ زید اچھا ہے۔ تو اس نے آپ کے اصول کی بناء پر ساری دنیا کی توہین کردی۔ قادیان کی عدالت میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر دینا چاہئے۔ کیا خوب اچھی منطق ہے؟

ارے جناب! اپنے گھر کی بھی خبر ہے۔ آپ نے مرزا کی صداقت کیا ثابت کردی۔ تمام دنیا بلکہ انبیاء وخدائے عزوجل کی تکذیب کردی۔ کیونکہ آپ کے نزدیک تو کسی ایک شخص کے لئے کسی صفت کے ثابت کر دینے کے یہ معنی ہیں کہ اور سب سے اس صفت کا سلب کر دیا۔ اللّٰھم زد فزد۔ اذناب مرزا اور علمیت

این خیال است ومحال ست وجنون

اور جواب سنئے اور ضمیر سے پوچھئے کہ آپ نے اس کا کوئی جواب دیا۔ فاضل مجاہد! حضرت مریم کو اس لئے صدیقہ کہا گیا کہ یہود تہمت لگاتے تھے۔ چنانچہ آج تک لگاتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی والدہ پر کسی نے تہمت نہیں لگائی۔ اس لئے انہیں صدیقہ نہیں کہا گیا۔ اس کے بعد میں پھر وہی کہوں گا۔ کہ یہ اعتراض احناف کے عقائد پر نہیں قرآن پر ہے۔ اعتراف کیجئے کہ ہم عیسائی بھی ہیں۔ کیونکہ یہ اعتراض تو ایک عیسائی ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۲۹ء یوم دوشنبہ میں بعینہ یہ اعتراض ایک عیسائی کر رہا ہے۔ پھر دیکھئے گا کہ اسلامی بازو گردن خم کرا لیتے ہیں یا نہیں؟ فاضل مجاہد! میں پھر کہتا ہوں کہ ایک مفتری علی اللہ کی ناجائز حمایت میں فرامین رسول سے اغماض نہ برتئے۔ یہ مطالبہ تو پیش کر دیا۔ (اگرچہ خلاف منصب) مگر ان جوابات کو چھوا تک نہیں۔ کسی بات کا تو جواب دیا ہوتا۔ اگر اس وقت مطبوعہ ڈائری میں نہیں تھا تو اب صاحبزادہ مرزا محمود قادیانی سے مشورہ کر کے دے دیجئے۔ واللہ نہیں دے سکتے۔

اسلام کی بارہویں فتح مبارک ہو!

۱۱...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قبل از ۴۰ سال نبوت ملنا مگر نبی کریم کو ۴۰ سال کے بعد ملنا۔''

اجی جناب! بطل اسلام حضرت مولانا لکھنویؒ کی تلاوت فرمائی ہوئی وہ حدیث یاد نہیں رہی جس نے شیر اسلام کے لبوں سے طلوع ہو کر اساس مرزائیت میں زلزلہ ڈال دیا تھا۔

''کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین'' اور کنت نبیاً وآدم بین الروح

والجسد ''یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب آدم جسم وروح کے درمیان ہی تھے۔

کیا اس کا جواب دیا تھا؟ ہاں دیا کہ علم اللہ میں نبی تھے۔ مگر جب کہا گیا کہ علم اللہ میں تو سب ہی انبیاء نبی تھے۔ اس میں آں حضرت ﷺ کی کیا تخصیص ہے؟ تو لبوں کو جنبش تک نہ ہوئی اور دوسرا جواب دیا گیا تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ وصف نبوت کے ساتھ بالذات متصف ہیں اور باقی انبیاء بالعرض (تائید میں خود مرزا کی عبارت (اتمام حجۃ کے طور پر سنا دی تھی۔) اور موصوف بالذات موصوفات بالعرض پر مقدم ہوتا ہے۔ تو کیا اس کے بعد بھی فاضل مناظر کے مطالبہ کی کوئی حقیقت رہے گی۔ یاد رہے کچھ جواب دیا تھا اگر دیا تھا تو ذرا اعادہ فرما دیجئے اور اگر اس وقت نہ دے سکے تو اب دے دیجئے۔

اسلام کی تیرھویں فتح مبارک ہو!

''حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے سواء سب نبی ورسول وغیرہ گنہگار تھے۔'' اجی حضرت! یہ تو آپ کا عقیدہ ہے کہ مرزا کے سوا سب انبیاء گنہگار ہیں۔ جب ہی تو حضرت یونس علیہ السلام کو العیاذ باللہ سوءِ فہمی میں مبتلا بتلایا اور نبینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسبیوں سے تعلق رکھنے والا کہا اور

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

مرزا نے انہیں کہا اور فاضل مناظر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹا (العیاذ باللہ) اور نبی کریم روحی فداہ کو عاشق حسن فانی کہہ کر دل کی بھڑاس نکال لی۔ یہی بغض وحسد تو مرزا سے وراثت پہنچا ہے۔ مگر یاد رکھئے کہ توہین انبیاء مسلم دل ودماغ کے لئے ایک نشتر ہے جو کسی طرح برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ ان چرب زبانیوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا گیا کہ قیامت تک لب کشائی کی جرأت نہ ہوگی۔ یہی وجہ تو ہے کہ باوجود اس حیا سوزی کے جو مطالبات میں پیش کرنے میں کی گئی۔ بخاری کی حدیث اور جلالین شریف کی عبارت کا نام تک نہیں آنے دیا۔ بلکہ سکوت سے اعتراف کر لیا کہ ان کے جوابات ہوگئے۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

پناہ بخدا! یہ الزام صرف دیوبندی علماء پر نہیں تمام اسلاف پر لگایا جا رہا ہے۔ مگر ہمیں اس کی شکایت نہیں یہ تو تمہارے روحانی اسلاف کا قدیمی طریقہ کار ہے۔ ہمیں فخر ہے اور بجا فخر

ہے کہ ہم نے وہ کیا جو چودہ سو سال سے آج تک علماء امت کرتے چلے آئے اور تم نے وہ کیا جو تمہارے روحانی ابو الآباء نے۔ ابی واستکبر وکان من الکافرین! سے آج تک کیا۔

فکلکم اتی ما اتی ابیہ

فکل فعال کلکم عجاب

فاضل مجاہد! ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء معصوم ہیں۔ عقائد کی جس کتاب میں دیکھئے گا انشاء اللہ! یہی ملے گا مگر آپ نے جو افتراء کیا اس کا ثبوت کتب عقائد حنفیہ سے دینا آپ کا فرض اولین ہے۔ دیکھئے! سنبھالئے مرزائیت کی گردن ٹوٹ رہی ہے!

اسلام کی چودھویں فتح مبارک ہو!

۱۳...... "حضرت ابراہیم موسیٰ و نبی کریم علیہم السلام سے بوقت تکالیف جو معاملہ ہوا اس سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ سے ہونا۔"

آج آفت ہو کوئی دن میں قیامت ہو گے

احناف پر اعتراض ہوتے ہوتے رب السموات والارض پر بھی نکتہ چینیاں شروع ہو گئیں۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

مہربان! یہ تو خدا کے فعل ہیں کہ ایک کے لئے یا نارکونی برداً وسلاماً علی ابراھیم پسند فرمایا اور دوسرے کے لئے واذ فرقنابکم البحر وانجینا کم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون اور تیسرے کے لئے وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم اور چوتھے کے لئے وہ جوان سب سے زیادہ ہے۔ یعنی اس کی طاقت کے سامنے تمام طاغوتی قوتوں کے سر خم کرا دیئے۔

عرب کی سرزمین کفر پرور کے صد نازش بکنار بہادروں کی گردنیں قدموں پر جھکا دیں اور نہ صرف یہ بلکہ وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً کے معزز لقب سے سرفراز فرمایا مگر ان محاسن کو تو وہ دیکھے جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہ ہو۔ بڑی حیرت ہے کہ دعویٰ تو کر دیا جاتا ہے۔ مگر ثبوت میں عقیدہ حنفیہ کی ایک کتاب بھی نہیں پیش کی جاتی۔

محترم! یہ اعتراض تو ان لبوں پر شایاں نہیں جو آمنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ پڑھ چکے ہوں۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ آریہ بن کر قرآن وحدیث پر بھی اعتراض کر دیکھو یہ حسرت بھی نہ رہ جائے۔

کیوں صاحب! آپ نے ان جوابات پر جو جرح وقدح کی تھیں؟ چھوا تک نہیں اگر جرأت ہے تو اب چھو کر دکھا دیجئے۔ مگر وہاں تو:

دو چیز تیرۂ عقل ست دم فروبستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

والا معاملہ ہے۔

اسلام کی پندرھویں فتح مبارک ہو!

۱۴...... ’’نبی کریم ﷺ تو ہر نماز میں اللّٰھم ارفعنی کہہ کر رفع کی خواہش کریں۔ مگر رفع جسمانی نہ ہو کیونکہ حنفی عقائد کی رو سے رفع سے رفع جسمانی مراد ہوتا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر اس قسم کی دعا کے رفع ہو جائے۔‘‘

فاضل کو مطالبہ تو یاد رہا مگر وہ تنقیحی سوالات بھی یاد رہے جو شیر اسلام نے کئے وہ کیوں یاد رہتے؟

نہ رود میخ آہنی درسنگ

میں پھر ان سوالات کی یاددہانی کرتا ہوں۔ اگر آپ نے کچھ جواب دیئے ہوں تو ذرا تکلیف فرما کر اعادہ فرما دیجئے۔

۱...... یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ کی دعا میں رفع جسمانی مراد ہے؟
۲...... اس کے متعلق کوئی حدیث پیش کی کہ حضور ﷺ کی مراد رفع سے رفع جسمانی ہے؟
۳...... یا اس کے متعلق کوئی حنفی عقائد کی کتاب دکھلائی اگر اس وقت نہ دکھلا سکے تو اب دکھلا دیجئے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ نہیں دکھلا سکو گے۔

علاوہ ازیں اگر اللّٰھم ارفعنی میں رفع جسمانی بھی مراد لے لیا جائے تو فاضل! از روئے عقائد حنفیہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ میں رفع جسمانی نہیں تو اور کیا ہے؟ خوف کیجئے اس مالک الملکوت سے جس کے ہاتھ میں سارے غلمدیوں کی گردنیں ہیں۔

فاضل! از روئے عقائد حنفیہ معراج ہوئی اور مع الجسد المبارک مگر بایں ہمہ کہا جاتا ہے کہ اللّٰھم ارفعنی کہنے کے باوجود رفع جسمانی نہیں ہوا۔

مجاہد صاحب! یہ عقائد احناف کا انکار نہیں فرامین رسول سے جہاد ہو رہا ہے۔ آخر کیوں نہ ہو جری علی اللہ کے امتی اتنے جری بھی نہ ہوں۔ ”ان الذین کفروا بایاتنا سوف نصلیھم ناراً کلما نضجت جلودھم بدلناھم غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزاً حکیما“

اسلام کی سولہویں فتح مبارک ہو!

۱۶،۱۵...... ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بیماروں کو اچھا کریں مگر بقول حنفیوں کے نبی کریم ﷺ خود چالیس ۴۰ دن مسحور ہیں اور حضرت عیسیٰ خالق طیور محیٰ اموات ہو کر خدا کے شریک ہو جائیں۔ حالانکہ خدا ان افعال کی اپنے سوا ہر ایک کے متعلق نفی کرتا ہے۔“

یرقان زدہ کو ہر شے زرد نظر آتی ہے۔ کہتے ہیں مجنون تمام دنیا کو مجنون سمجھتا ہے۔ ایسے ہی غلمدیوں کو بھی ساری دنیا مشرک نظر آتی ہے۔ ارے جناب! شرک کا ارتکاب تو تم خود کرتے ہو۔ دیکھو مرزا کو الہام ہوتا ہے۔ ”انت من مائنا وھم من فشل“ (تذکرہ طبع سوم ص ۲۰۴، ۲۷۶، ۳۷۷، ۳۹۳، ۳۸۸) (تو میرے نطفہ سے ہے اور باقی لوگ خشکی سے العیاذ باللہ) اور ”انت منی بمنزلۃ اولادی“ (تذکرہ ص ۳۹۹، ۴۲۲) (تو میری اولاد کی جگہ ہے) اور ”انت منی وانا منک“ (تذکرہ ص ۴۳۲، ۵۱۵، ۵۵۶، ۷۰۰، ۷۰۲، ۷۷۴) (تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہے) پناہ بخدا ان الہامات کو منجانب اللہ کہا جاتا ہے۔ یہ شرک نہیں تو کیا ہے؟ اس شرک پر نبوت کا دعویٰ قادیان کی قسمت جاگ گئی۔ جہاں ایسے ایسے جنتی پیدا ہونے لگے۔

محترم فاضل! خلق طیور، احیاء موتی، شفاء مرضیٰ یہ سب باذن اللہ ہوتے تھے۔ ان میں محض حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ والسلام کے کسب کو دخل تھا۔ ملاحظہ ہو قرآن کیا بتا رہا ہے؟

”واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیراً باذنی وتبری الاکمہ والابرص باذنی واذ تخرج الموتیٰ باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینات فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین“ ﴿اور جب تو بناتا تھا مٹی سے جانور کی صورت میری اجازت سے پھر اس میں نفخ کرتا تھا تو وہ میری اجازت سے پرندہ ہو جاتا تھا اور اچھا کرتا تھا اندھوں کو اور مردوں کو میری اجازت سے اور جب نکالتا تو مردوں کو میرے حکم سے اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب لایا تو

ان کے پاس دلائل پس کہاں ان لوگوں نے جو کافر تھے۔ ان میں سے یہ تو جادو کے سوا کچھ نہیں۔ ﴾

آیت شریفہ میں خلق صورت نفخ روح، شفاء اکمہ وابرص سب کے ساتھ باذنی کی قید موجود ہے۔ یعنی جو کچھ ہوا۔ خدا کی اجازت سے ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بظاہر فاعل تھے۔ اس لئے اب خلق طیور وغیرہ کی نسبت ان کی طرف کر کے خواہ مخواہ اعتراض کرنا خود ہی سوچئے کن لوگوں کا کام ہے؟

فاضل مجاہد! ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ بندے کے تمام افعال (شر و خیر) کا خالق خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہے بندے کی طرف اس فعل کی نسبت محض اکتساباً کر سکتے ہیں۔ مگر:

چہ دلاور ست دزدے کے بکف چراغ دارد

خدا کی پناہ! شرک کی نسبت ہماری طرف کی جاتی ہے۔ نہ صرف ہماری طرف بلکہ امام الائمہ حضرت ابوحنیفہؒ کی طرف جن کی نسبت خود مرزا لکھ چکا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب موصوف اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم و درایت اور فہم و فراست میں ائمہ ثلاثہ باقیہ سے افضل و اعلیٰ تھے اور ان کی قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت وعدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک نسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا۔ جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔ (ازالہ الاوہام حصہ دوم ص ۳۸۵، خزائن ج ۳ ص ۵۳۰، ۵۳۱)''

جس ذات قدسی کو غلمدیوں کا امام کامل العرفان مان چکا۔ آج اسی کے اذناب اسی ذات ستودہ صفات کے عقائد کو مشرکانہ بتاتے ہیں۔

من چه می سرایم وتنبورهٔ من چه می سراید

فاضل مجاہد! کیا اس کا کوئی جواب دیا گیا اگر دیا گیا تو بتلائے کیا؟ ارے جناب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ (باذن اللہ) جن میں روح کی صلاحیت تو تھی مگر سید الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین کے دست مبارک میں تو سنگریزے کلمہ پڑھتے تھے۔ احجار واشجار کلام کرتے تھے۔ اسطن حنانہ فراق میں روتا تھا۔ آپ کیوں تلبیس کرنا چاہتے ہیں۔

میں ان مطالبات کے اجوبہ کے اخیر میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بارے میں حنفی نہ صرف حنفی بلکہ اسلامی عقیدہ کیا ہے؟

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاداری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کیا آپ نے ان تمام سوالات کا جو دعاوی کی تنقیح میں کئے گئے۔ کوئی جواب دیا؟ اگر دیا تو اعادہ فرمادیجئے۔ ورنہ میں اب چیلنج دیتا ہوں کہ تمام اعوان وانصار سے مشورہ کر کے جواب دے دیجئے۔

اسلام کی سترویں اٹھارویں فتح مبارک ہو!

اے ترک من منازکہ ترکی تمام شد

یہ ہے حقیقت ان نام نہاد مطالبات کی جو فاضل مضمون نگار نام خدا مجاہد ہزیمت! کی اس ترنگ میں سپردقلم فرماگئے جو ''کسنورِ مغلوب یصول علی الاسد'' کہلاتی ہے۔ مجاہد صاحب کو اس جسارت سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے مطالبات کی اشاعت سے پہلے مولوی سرور شاہ قادیانی اور موسیو مرزا بشیر محمود قادیانی سے بھی استصواب رائے نہیں کیا۔ ورنہ وہ ہمارے ناتجربہ کار مجاہد کو ہرگز یوں بے تیروتفنگ رزمگاہ میں گھس جانے کی اجازت نہ دیتے۔ جس طرح وہ گھس آئے اور اب نکل جانا متعذر رہی نہیں محال ہوگیا۔ مگر مشہور ہے کہ گیدڑ کی موت گیدڑ کو شہر کی طرف لے جاتی ہے۔ بعینہ اسی جذبہ نے خدا جانے کس عالم خیال میں ہمارے فاضل مجاہد کے زرنگار قلم سے لایعنی مطالبات نکلوا کر انہیں جانکاہ وروح فرسا میدان میں لا کھڑا کیا اور اب میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے بجواب مطالبات عرض کیا وہ چند قطرے ہیں۔ اس غدیر عظیم کے جس نے نائب الرسول کے لبوں سے سرزمین انچولی میں بہہ کر قصر غلمدیت کو غرق کردیا تھا۔ ایک تجلی مختصر ہے۔ اس سیف باقر کی جس نے بطل اسلام کے دجل شکن ہاتھ میں چمک کر مجسمہ مرزائیت کا خاتمہ کردیا تھا۔

اب وہ مطالبات پیش کرتا ہوں جن کا وعدہ ابتدائے تحریر میں کر چکا ہوں۔ اگر ان کے اجوبہ کی طرف ہمارے فاضل مجاہد نے کچھ توجہ کی تو انشاء اللہ مطالبات کا دوسرا نمبر پیش کروں گا مگر

امید جواب! اور ان سے

رازی! یہ جنوں نہیں تو کیا ہے

میں ایک مجاہد صاحب ہی کو نہیں قصر مرزائیت کے جملہ اعوان وانصار کو پرزور چیلنج دیتا ہوں کہ اگر مرزائیت میں حقانیت وصداقت شرم وحیا کا شائبہ بھی ہے تو جس طرح اہل اسلام نے آپ کے سولہ ۱۶ مطالبات کا تقریباً دگنے صفحات پر جواب دیا ہے۔ آپ ہمارے مطالبات کا چوتھائی صفحات ہی پر جواب دے دیجئے۔

مگر یاد رکھئے کہ اگر مرزا بھی کفن پھاڑ کر قبر سے نکل آئے تو جواب ناممکن ہے۔

فاضل مجاہد! ذرا گریبان میں منہ ڈال کر ضمیر کی آواز سنئے کہ وہ ان چند مطالبات کی تصدیق کرتے ہوئے مناظرہ انجولی کا فیصلہ سنا رہا ہے:

اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مطالبات حقانی از مجاہد قادیانی

۱...... نبوت ورسالت کی تعریف

۲...... نبوت ورسالت کے اقسام

۳...... ہر قسم کے منکر ومقر کا حکم

۴...... نبوت بروزی وظلی کی تعریف

۵...... پھر اس کا نفیاً واثباتاً حکم

۶...... یہ اقسام نبوت حقیقی کے ہیں یا مجازی کے؟

۷...... قرآن وحدیث میں نبوت کا اطلاق بمعنی بروزی وظلی آیا ہے۔ یا نہیں؟ آیا ہے تو کہاں ہے؟ نہیں تو یہ معنی شرعی ہوئے یا غیر شرعی؟

۸...... نبوت تشریعی وغیر تشریعی میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا؟ اگر نہیں تو ہر نبی غیر تشریعی تشریعی بھی ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

۹...... وہ کچھ احکام جدید کا حامل ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کے مبعوث کرنے سے بجز منکرین کے کافر ہونے کے کیا فائدے ہیں؟ اگر وہ جدید احکام کا حامل نہیں تو کسی قدیم ہی حکم کا حامل ہوگا۔ کیونکہ حکم تو ضرور ہوگا تو صاحب شریعت ہوگیا اور جدید وقدیم کسی قسم کا حکم بھی اس کے پاس نہیں تو بعثت فضول ہوئی۔

۱۰...... اگر نبوت بروزی وظلی میں ظل ذی ظل کا غیر ہوتا ہے اور محض بعض صفات میں شرکت

ہے تو محض بعض صفات واخلاق میں شرکت سے ظل کا نبی ہونا لازم ہوگا۔ پھر ظل کے نبی ہونے کے لئے نہ وحی کی ضرورت ہوگی نہ الہام کی نیز خدائے عزوجل کا اس کو نبی کہنا ضروری نہ ہوگا۔

۱۱...... وہ کس قدر اوصاف ہیں اور کیا کیا؟ جن کے اتصاف سے انسان بروزی نبی ہوسکتا ہے؟

۱۲...... اس تقدیر پر نبوت کیسی ہوگی اور ضرورت وحاجت وخدائے بزرگ وبرتر کے مبعوث کرنے کی محتاج ہوگی۔ یا نہیں؟

۱۳...... اور اگر نبوت بروزی وظلی میں ظل اور ذی ظل عین ہوتے ہیں۔ تو پھر اس نبوت اور آواگون اور تناسخ میں کیا فرق ہوگا؟

۱۴...... اگر آواگون بھی تسلیم کر لیا جائے تو بتائے کہ مؤخر کو مقدم کا عین کہا جائے گا یا برعکس، ہر صورت میں وجہ ترجیح کیا ہے اور اگر بوجہ عینیت اختیار ہے تو ایک ہی ذات کا فاضل ومفضول ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔

۱۵...... اگر تقدم وتاخر ہو تو آواگون بھی ہوسکے مگر وقت تو یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک شخص کے متعدد اضلال ہونا لازم آتے ہیں۔ جو عینیت کی صورت میں محال ہے۔

۱۶...... ختم نبوت بمعنی تشریعی کے منکر کا کیا حکم ہے۔ (جواب دیتے ہوئے مولوی عمر الدین مبلغ دہلی وشملہ کے ان الفاظ کو یاد رکھے گا جو انہوں نے غلمدن اسٹیج پر بہانگ دہل کہے تھے۔ یعنی انہوں نے دیوبندوں کے دست وبازو سے مجبور ہوکر وہ معنی بتلا دیئے تھے۔ جو تم نے ہزار ذلتیں گوارا کر کے نہ بتلائے۔ اس لئے کہ مرزائیت کی شہ رگیں کٹ رہی تھیں میں پھر وہی کہوں گا۔

الفضل ما شهدت بها الاعداء

۱۷...... اربعین نمبر۴ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵ کی عبارت۔ جس میں نبوت تشریعی کا بصراحت دعویٰ کیا اور جسے آپ نے عاجز ہوکر متشابہ کہہ دیا تھا۔

۱۸...... دافع البلاء ص۲۱، خزائن ج۱۸ ص۲۴۱۔ جس میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی توہین بحوالہ قرآن کی گئی۔

۱۹...... حدیث وقرآن میں لکھا ہے کہ: ''مسیح جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھوں سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اسے کافر کہیں گے اور قتل کا فتویٰ دیں گے۔'' (اربعین نمبر۳ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) قرآن وحدیث سے اسکا ثبوت دیجئے۔

۲۰...... مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی اسمٰعیل صاحب علی گڑھی پر افتراء کیا کہ: ''انہوں نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ وہ کاذب ہے۔'' (اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴)

۲۱...... ''مسیح کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہوگی۔'' حسب دعویٰ حدیث صحیح سے ثابت کیجئے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۰، خزائن ج۱۱ ص۳۲۴)

۲۲...... ''احادیث صحیحہ میں ہے کہ علماء مہدی کو کافر ٹھہرائیں گے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۸، خزائن ج۱۱ ص۳۲۲)

۲۳...... ''صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی هذا خليفة الله المهدی'' (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۷)

۲۴...... آتھم کی موت کی پیشین گوئی۔ (جنگ مقدس ص۲۱۰، خزائن ج۶ ص۲۹۲)

۲۵...... حضور کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

اور اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ۔ (براہین احمدیہ ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲)

۲۶...... له خسف القمر المنير وان لی غس القمران المشرقان. اتنکر! (قصیدہ اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳) شق قمر کو خسوف چاند بنا کرامت کے اجماعی مسئلہ شق القمر کا انکار کیا۔

۲۷...... حضرت یونس علیہ السلام کو سوئے فہمی میں مبتلا کیا۔

(انجام آتھم ص۲۲۵، خزائن ج۱۱ ص۲۲۵)

۲۸...... ''محمدی بیگم'' کے نکاح کو تقدیر مبرم ٹھہرایا۔ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں: وهیچکس باحیلهٔ خود اور ازدنه تو ان کردوایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است وعنقریب وقت آں خواهد آمد پس قسم آن خداء که محمد ﷺ را برائے مامبعوث فرمود واورا ازبهترین مخلوقات گرد اینده که این حق است وعنقریب خواهی دیدومن ایں را برائے صدق خود بالکذب خود معیار می گردانم ومن نه گفتم الا بعد زانکه ازرب خود خبرداده شد!

(انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص۲۲۳)

۲۹...... حضرت عیسیٰ کی دادی اور نانی کو زانیہ کہا۔ (العیاذ باللہ)

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ص ۷)

۳۰...... مرزا نے (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۳۱، خزائن ج ۳ ص ۳۸۵) پر حضرت امام ابوحنیفہؒ کو کامل العرفان کہا اور تم نے ان کے عقائد کو شرک بتایا۔

۳۱...... عقائد حنفیہ کے متعلق حنفی کتب عقائد کا مطالبہ۔

۳۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو منصب نبوت کب ملا؟

۳۳...... وہ تمام ضمنی سوالات جو دعاوی کی تنقیح میں کئے گئے۔

یہ ۳۳ مطالبات کا پہلا نمبر ہے۔ جن کا جواب بے چارے ظہور صاحب اور نام نہاد مجاہد تو کیا اگر مرزا قادیانی کے ظہور اوّل مع کل حواریوں کے بھی دے دیں تو جانئے اور اگر غملدی خلافت کے تمام اراکین مل کر بھی جواب نہ دے سکے اور یقیناً نہ دے سکیں گے۔ تو سمجھ لیجئے کہ مجاہد صاحب نے خود اپنے جفاکش شانوں پر مرزائیت کا جنازہ نکال دیا۔ اسلام سے تو پہلے دست بردار ہو چکے تھے۔ مرزائیت کو اب طلاق دے دی۔ ہم پھر وہی حضرت مولانا لکھنوی مدظلہ کا مصرع پڑھیں گے۔

در کفرهم ثابت نئی زنار راه اسواه مکن

علماء دیوبند کے باطل شکن بازوؤں کے سامنے اٹھائی ہوئی سابقہ شکستوں کو بھول گئے ہو کہ اب پھر اسی زخم کہنہ کو ہرا کرنے کے لئے ذلیل ہونے کو دل چاہا۔ مگر یاد رکھے۔ سرزمین انچولی میں تو چند قادیانی ذلیل ہوئے۔ لیکن اب دنیا دیکھ لے گی کہ فاضل مجاہد کے مجاہد ہاتھوں نے امیر عساکر قادیان، سرخیل جماعت غلمدی، خلیفة الدجال، موسیو بشیر محمود کی پیشانی پر بھی ذلت ورسوائی کا سیاہ قشقہ لگا دیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمین وصلی الله تعالیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین ۔ اللّٰهم احشرنا فی امته واتباعه وارزقنا شفاعته یوم القیمة انك علیٰ کل شی ءٍ قدیر!

نیاز کیش ساز
محمد مجتبیٰ رازی رام پوری غفرلہ
۲۰؍ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ یوم شنبہ

معززین شرکاء مناظرہ وغلمدیوں کی پیش کردہ شہادت کا حلفیہ بیان

معزز ناظرین! اخیر میں ہم آپ کی توجہ ذیل کے ان معززین حضرات کے دستخط شدہ بیانات کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ جو جلسہ مناظرہ میں شروع سے آخیر تک رہے اور مجاہد قادیانی نے بھی ان میں سے اکثر مثلاً محمد علی عثمان وغیرہ کو اپنی تائید میں اخبار الفضل مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۲۹ء میں شائع کیا ہے۔

ہم خدائے تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر بحلف بیان کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت کو جو فاش شکست اس مناظرہ میں ہوئی ہے۔ ہماری نظر سے ایسی شکست مناظرہ میں کسی باطل سے باطل مذہب کو بھی نہ ہوئی ہوگی۔ قادیانی جماعت کا یہ کہنا کہ ہر روز بعد از مناظرہ جناب نواب مہربان علی صاحب سپیشل مجسٹریٹ اور دیگر رؤسا میرٹھ نے علی الاعلان ان کے اسٹیج پر کہہ دیا کہ قادیانیوں کے مطالبات کا جواب ہماری طرف سے نہیں دیا گیا۔ بالکل غلط اور لغو ہے۔

غالباً قادیانی مجاہد اس نظارہ کو بھول گئے۔ جبکہ علماء احناف فتح یاب ہوئے تو روسائے میرٹھ نے یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ ہماری خواہش ہے کہ آپ حضرات کا جلوس قصبہ میں نکالا جاوے۔ جس کو حضرات علماء نے بڑے اصرار سے منظور فرمایا۔ جلوس جس شان سے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے موٹر میں قصبہ میں نکالا۔ وہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ اس کے بعد رؤسا میرٹھ نے ایک قیمتی بناری عمامہ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی کے فرق مبارک پر باندھا۔ چند حضرات مائل بہ مرزائیت ہوگئے تھے۔ وہ خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس قدر مضبوط ہوگئے کہ اب وہ خود مناظر ہیں۔ کسی قادیانی کو اب ہمت نہیں جو ان سے بحث ومباحثہ کر سکے۔

العبد ..... عزیز الرحمٰن بقلم خود نمبردار زمیندار، محمد علی بقلم خود (رئیس)، محمد عثمان بقلم خود، عبدالرحمان بقلم خود، شرف الدین بقلم خود (رئیس)، عبدالغفور بقلم خود، سید علی بقلم خود (رئیس)، عبدالشکور بقلم خود، محمد ولایت علی بقلم خود پینشنر، رفیق احمد بقلم خود، عبدالرحمٰن بقلم خود (زمیندار)، فہیم الدین بقلم خود، رام چند بقلم خود، (بقلم ہندی)

☆..............☆